

ازالۃ الخفاء عن شرافۃ مشائخ

حضرت علامہ
شاہ ولی اللہ
محمدت دہلوی

محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب
قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی

McGill University Library



3 102 822 678 R

~~C905.V1766ik.F24755~~

INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES

22465 ★ v.2
McGILL
UNIVERSITY

قل الحمد لله رب العالمين

از اسماء

عن علافة

مقتدود

مقتدود

مقتدود

مقتدود

مقتدود

مقتدود

مقتدود

مقتدود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

izālatu-l-khifā

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

ازالتہ الخفا

عن خلافت الخلفاء

مقصد دوم

V. 2

مصنفہ :- سیدنا الامام حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ترجمہ :- حضرت مولانا عبد الشکور صاحب

حضرت مولانا انشاء اللہ صاحب

تزیین :- مولانا حامد الرحمن صاحب مدد یقی

ناشران

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب
قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

C6

V1766 ik

F 24755

ناشران

2

22464

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب

قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

طالع

مطبع سعیدی، قرآن محل، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریب سعید

مَدَدُ النَّصِيحَةِ عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ

علمی حلقوں میں ایسے اصحاب بہت کم ہونگے جو حضرت ”شاہ ولی اللہ دہلوی“ کے نام اور انکے کام سے ناواقف ہوں۔ آپ کا اسم گرامی محتاج تعارف نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ دورہ اخیر کے امام، اور بارہویں صدی کے مجددِ اعظم اور حدیث مجددیت ”ان الله يبعث لهذه الامّة على رأس كل سنة من يجد دلها دينها“ (ابوداؤد) کے سچے مصداق تھے۔ ————— (۱) ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء (جس کا اردو ترجمہ دو ضخیم جلدوں میں حدیث ناظرین ہے) آپ کی وہ مایہ ناز تصنیف ہے جو اپنے موضوع پر غالباً پہلی اور یقیناً اس وقت تک آخری کتاب ہے (۲) تمام کتاب وجد آفرین، دلولہ انگیز، علمی اور ذوقی نکات سے لبریز ہے جس کا اندازہ کتاب پڑھنے ہی ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص بھی جو اس کتاب کے مقصد اور مصنف کے مسلک سے اختلاف رکھتا ہے اگر انصاف کے ساتھ اس کتاب کے اکثر حصہ کے مطالعہ کی زحمت گوارا کرے تو اسکو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت و بزرگی کا قائل ہو جانا پڑے گا۔ (۳) اس کتاب کی یہ تنہا خصوصیت ہے کہ اس میں خلفائے راشدین کی خلافت کا اثبات پورے قرآن مجید سے کیا گیا ہے۔ (۴) اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اسلام میں صحابہ کرامؓ کا کیا مقام ہے اور ان کے فضائل و مناقب کیا ہیں۔ (۵) خلافت خاصہ اور خلافت عامہ کی تشریح ایک نئے اور اچھوتے انداز میں پیش کی گئی ہے۔ حکومت الہیہ کی تفصیل دلکش انداز میں بیان کی گئی ہے (۶) ان سب باتوں کے علاوہ اس کتاب کی ایک بڑی — اور بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہ صرف خلفائے راشدین کی سیرۃ اور تاریخ، بلکہ اسلام کی دینی و مذہبی تاریخ، اور لمحہ بلحمہ ”انقلاب و تغیر“ کا اجمرا ہوا خاکہ بھی موجود ہے۔

عرصہ سے شاہ صاحبؒ کی یہ نادر الوجود کتاب نایاب ہے ۱۲۸۶ھ میں ریاست بھوپال کے مدارالہمام (جمال الدین خالصاحب مرحومؒ) کے زیر اہتمام تصحیح و تحشیہ مولوی محمد احسن صدیقی نانوتویؒ مطبع صدیقی (بریلی) میں چھپی تھی لیکن آج اس زمانے کے نسخے باستاندار چند کہیں دیکھنے میں نہیں آتے ہیں۔ خدا کا فضل و کرم ہے کہ اب ہم اس بے مثال کتاب کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں جو اس وقت کی خاص اور اہم ضرورت ہے۔ اردو زبان کی درستگی کے ساتھ التزام کیا گیا ہے کہ شاہ صاحبؒ کی مفہوم سے عبارت کسی بھی جگہ ہٹنے نہ پائے۔ مختصریوں سمجھیے کہ ہزاری امکافی کو ششیں حسن ترتیب اور صحت میں صرف کردی گئی ہیں۔ اب اس کو مقبولیت عام بخشنا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ اس خاکسار اور اس کے لواحقین کو اپنی دعوات صالحات میں مدد رکھیں

وما علينا الا البلاغ !

وَاٰخِرُ كَوْنُنَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اٰجْمَعِيْنَ ۝
محمد سعید عفی عنہ

فہرست مضامین

ازالۃ الخفاء مقصد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۳	مواظظ و حکم در قائل حضرت صدیق	۲۱	کیا م حضرت صدیق اکبر بحق	۹	خلفائے راشدین کے مناقب و آثار
۶۶	خلافت -	۲۲	ماثر حضرت عمر فاروق	۹	نکتہ اول - ان صفات کا بیان جو
۷۴	نکتہ	۲۲	نکتہ	۱۰	بحیثیت نبوت عطا ہوتی ہیں۔
۸۲	نکتہ اولی	۲۳	نکتہ ثانیہ	۱۱	نکتہ نبی شناسی کا معیار
۸۳	نکتہ اولی	۲۴	نکتہ دوم	۱۱	نکتہ دوم - تشبہ بانبیا
۹۰	نکتہ اولی	۲۴	نکتہ دوم	۱۴	نکتہ سوم - خلفائے راشدین بحیثیت
۹۱	نکتہ دوم	۲۴	نکتہ دوم	۱۴	واسطہ و ذریعہ درمیان آنحضرت
۹۲	برہم شدن دولت ساسانیان	۲۴	نکتہ دوم	۱۹	و اُمت مسلمہ
۹۴	جنگ قادیسیہ کے دن اور ان کے نتائج	۲۴	نکتہ دوم	۱۹	ماثر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
۹۴	یوم الارماث	۲۴	نکتہ دوم	۳۴	نویں سال ہجرت آنحضرت کا
۹۶	یوم الاعوات	۲۴	نکتہ دوم	۳۴	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین مقرر کرنا
۹۷	یوم العماس	۲۴	نکتہ دوم	۳۶	نکتہ اولی در بیان تحمل اعباء نبوت
۹۸	لیلۃ الہریر	۲۵	نکتہ دوم	۳۶	نکتہ ثانیہ اس امر کے بیان میں کہ
۹۸	شمار مقتولین جنگ قادیسیہ	۲۶	نکتہ دوم	۳۶	شہادت آنحضرت صلعم اعیان نبوت
۹۹	سال ہستم	۲۷	نکتہ دوم	۳۶	میں اول و اقدم کون تھا۔
۱۰۰	برہم شدن دولت رومیان	۲۷	نکتہ دوم	۳۶	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ
۱۰۳	سال ہفدہم	۲۸	نکتہ دوم	۳۶	آنحضرت صلعم کی صحبت باسعادت
۱۰۴	نکتہ	۲۸	نکتہ دوم	۳۶	میں رہنا۔
۱۰۶	سیاست حضرت عمر فاروق	۲۸	نکتہ دوم	۳۶	قوت عقلیہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
۱۰۸	حضرت عمر فاروق کی کل فتوحات	۲۸	نکتہ دوم	۳۶	کو انبیاء کرام کے ساتھ تشبہ
		۲۸	نکتہ دوم	۳۶	حاصل ہونا۔
		۲۸	نکتہ دوم	۳۶	قوت عملیہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۱	فصل کا مسنون طریقہ	۱۳۹	اور نظر بر احکام شرعیہ		شہر لصرہ کی بنیاد ڈال کر لے
	کتاب الصلوٰۃ	۱۳۹	شہادت آنحضرت صلعم		آباد کرنا، اور اُس میں چھاؤنی
	نماز کی شرطیں	۱۴۰	شہادت صحابہ و تابعین	۱۰۹	رکھنا
۱۵۲	وضو کرنے کا طریقہ		حضرت عمر فاروقؓ کی نسبت	۱۰۹	شہر کوفہ کی بنیاد ڈالنا۔
۱۵۲	موزوں پر مسح کرنا	۱۴۱	فتہائے مجتہدین سے حقیقت		اسلامی تاریخ میں سنہ ہجری
۱۵۳	ناقضات وضو کا بیان	۱۴۱	تقلید اور اس کا ضمن ثبوت	۱۰۹	کا لکھا جانا۔
۱۵۴	تیمم کا بیان	۱۴۵	مذہب فاروق اعظمؓ	۱۰۹	حضرت خالد بن ولیدؓ کی مسعودی
	نمازی کے لیے کیا لباس	۱۴۵	اولہ شرعیہ جاری ہیں	۱۱۰	توسیع مسجد الحرام و مسجد نبویؐ
۱۵۵	ضروری ہے	۱۴۶	اجماع	۱۱۱	رعیت کی تکلیف سے متاثر ہونا
	نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے	۱۴۶	شرط القیاس	۱۱۱	تعیین حکام
۱۵۶	اور اُس کے متعلقات کا بیان		عموم کتاب کی سنت سے	۱۱۱	تعیین وظائف
۱۵۶	مساجد کے آداب	۱۴۶	تخصیص	۱۱۵	اخذ خراج یا ہزیر
۱۵۸	اذان کا جاری کیا جانا	۱۴۶	حدیث نہ لی جائے مگر ثقہ سے	۱۱۶	شرائط مصالح
۱۵۸	اوقات نماز اور ان کی محافظت		واحد مگر صدوق کی خبر پر		مجاہدین کے لیے اسباب جہاد
۱۶۰	عشا کے بعد باتیں کرنا	۱۴۷	عمل جائز ہے اگرچہ خلاف	۱۱۶	دہیا کرنا۔
۱۶۰	نماز جماعت سے پڑھنا		قیاس کیوں نہ ہو	۱۱۶	جاگیروں کا تقرر۔
	طریقہ نماز اور اس کے متعلق	۱۴۷	امور غیر واقعہ میں سوال کرنا	۱۱۷	تحصیل خمس۔
۱۶۱	مسائل	۱۴۷	مکروہ ہے	۱۱۷	حضرت عمر فاروقؓ کے حکام
	امام کے پیچھے قرائت کرنے کا		علم میں کج بخشی حرام ہے	۱۲۱	تعیین عشر
۱۶۳	بیان		کتاب الطہارۃ	۱۲۲	زمیوں کی مراعات
	حسب وقت قرائت زیادہ	۱۴۸	پانی کا بیان	۱۲۳	تخص مجالس
۱۶۳	یا کم کرنا۔	۱۴۹	پاک کرنے کے احکام	۱۲۴	حضرت عمر فاروقؓ کی مروجہ شکی
۱۶۵	نماز میں رقت ہونا		پاخانہ پیشاب کے مسنون	۱۲۷	حضرت عمر فاروقؓ کا گشت کرنا
۱۶۵	نماز میں ہاتھ اٹھانا	۱۴۹	طریقہ	۱۳۲	حفظ بیت المال
۱۶۶	رکوع و سجود کی سیجیں۔	۱۵۰	جنابت کے لیے حکم	۱۳۴	تفحص بیوت المسلمین
۱۶۶	نماز میں دعائے قنوت پڑھنا	۱۵۰	غسل کب واجب ہوتا ہے	۱۳۵	صلۃ اقارب آنحضرت صلعم
۱۶۷	نماز میں التحیات پڑھنا	۱۵۱	حمام میں داخل ہونا	۱۳۸	حفظ ملت اسلامیہ
					حضرت عمر فاروقؓ کا توسع فی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۸	طلاق	۲۰۸	غلام اور لونڈی کا نکاح	۱۶۸	رکعات نماز میں شک واقع ہونا
۲۲۱	کسی کا انت طالق البتہ کہنا		اس عورت کا بیان جو کسی مرد	۱۶۹	سجدۃ تلاوت کا بیان
۲۲۲	طلاق خیار		کو دھوکہ دے اور بیان کرے	۱۷۰	نماز میں اشارہ کرنا
۲۲۳	مدہوش کی طلاق	۲۰۹	کہ وہ آزاد ہے۔	۱۷۰	دو نمازوں کا جمع کرنا
	غلام کی طلاق اس کے اختیاء	۲۰۹	کتابہ کا نکاح	۱۷۰	نماز وتر کا بیان
۲۲۳	میں ہے۔	۲۰۹	عدت گزار نے والی کا نکاح	۱۷۱	فجر کی سنت کا بیان
	چار چیزوں کا ہر حال میں جاری	۲۱۰	مشیم کا نکاح	۱۷۱	ظہر کی سنت کا بیان
۲۲۳	و جائز ہونا۔	۲۱۰	زانیہ کا نکاح	۱۷۲	سفر میں نماز کا قصر کرنا
۲۲۴	مکرہ کی طلاق	۲۱۰	محرم کا نکاح باطل ہے	۱۷۳	جمعہ کی نماز
۲۲۴	لونڈی کی طلاق بیع نہیں ہے	۲۱۰	منفقہ و الخبر کا حکم ✓	۱۷۴	نوافل
	عدت	۲۱۲	مجنون اور عین کا حکم	۱۷۵	چاشت کی نماز
	حائضہ کی عدت	۲۱۳	جماع میں بوقت انزال	۱۷۵	نماز تراویح
۲۲۴	لونڈی کی عدت		الگ ہونا۔	۱۷۶	عیدین کی نماز
۲۲۴	جس عورت کا شوہر مر جائے	۲۱۴	جس لونڈی سے اولاد ہو	۱۷۷	استسقاء اور زلزلہ کی نماز
۲۲۴	اُس کی عدت	۲۱۴	جائے	۱۷۸	کتاب الجنائز
۲۲۵	نفقہ		الولد للفراش	۱۸۲	کتاب الصیام
	عورتوں سے رجوع کرنے	۲۱۵	ماں اور بیٹی کا ملک میں جمع ہونا۔		کتاب الزکوٰۃ
۲۲۶	کا بیان		دو بھینوں اور عورت کا خالہ	۱۸۶	اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان
۲۲۷	خلع	۲۱۵	کے ساتھ جمع ہونا۔	۱۹۲	کتاب الحج
۲۲۸	مشک غلام کا آزاد کرنا۔	۲۱۶	کفارہ ظہار۔	۲۰۳	کتاب النکاح
۲۲۸	تعلیم قرآن پر تنخواہ دینا۔		کسی شخص کا کہنا کہ وہ مجھ پر	۲۰۴	کفو
۲۲۸	اہل کتاب کا ذبیحہ	۲۱۶	حرام ہے۔	۲۰۴	اجازت ولی
	کتاب البیوع	۲۱۶	ایلاہ	۲۰۵	شہادت نکاح
	تجارت کے لیے مسایل دینیہ	۲۱۶	متعہ کی حرمت	۲۰۵	اعلان نکاح
۲۲۹	سے واقف ہونا ضروری ہے	۲۱۷	زنا کی حد	۲۰۶	عورتوں کا ہر
۲۲۹	شراب کی بیع کی ممانعت	۲۱۸	حرمت مصاہرہ	۲۰۷	نکاح کی شرطیں
			رضاعت	۲۰۸	غیر محرم سے تخلیہ کی ممانعت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۲	عذاب قبر سے بچنا مانگنا	۲۲۵	تخصا ص	۲۲۹	بیع صفقہ ہے یا خیار ؟
۲۸۳	اصحاب رائے سنت دشمن ہیں	۲۳۰	آزاد کے بدلے آزاد اور	۲۳۰	تاوان کا بیان
۲۸۳	خواب اور تعبیر خواب	۲۲۷	غلام کے بدلے غلام قتل ہونا	۲۳۰	مثل مثل کے عوض ہے
۲۸۴	نجوم کا سیکھنا	۲۲۸	قتل عمد اور قتل خطا	۲۳۰	اور جو زیادہ ہو وہ سود ہے
۲۸۴	فرشتوں کے نام پر نام رکھنا	۲۲۸	دیات	۲۳۱	بیع سلم
۲۸۴	ہاتھ چومنا	۲۳۱	شوہر کی دیت پر عورت کو	۲۳۱	بیع سلف
۲۸۴	کرامات عمر بن خطاب	۲۳۲	میراث ملنا	۲۳۲	نرخ مقرر کرنے کا بیان
۲۸۶	نکتہ اولے	۲۳۲	عورت، یہودی، نصرانی،	۲۳۲	گرائی کی نیت سے غلہ
۲۸۹	نکتہ ثانیہ	۲۳۲	مجوسی، چین اور غلام کی	۲۳۲	روکنے کی ممانعت
۲۹۱	رسالہ تصوف و سلوک	۲۳۳	دیت	۲۳۳	قرض کرنا
۲۹۱	اصل اول	۲۳۳	جادوگر کا بیان	۲۳۳	مضاریت
۲۹۲	اصل دوم	۲۳۴	غنیّت فی اور صدقات کی	۲۳۴	باڑھ رکھنا
۲۹۳	اصل سوم	۲۳۴	تقسیم کا بیان	۲۳۴	جو شخص زمین کو قابل شت
۲۹۳	مقدمہ دوم	۲۳۵	احکام اراضی شام و عراق	۲۳۵	بنائے۔
۲۹۵	فضیلت علم	۲۳۵	کتاب الفرائض	۲۳۵	ہبہ
۲۹۶	تعبد	۲۳۶	کتاب اللباس	۲۳۶	مکاتبہ
۲۹۹	زبان کی آفتیں	۲۳۷	کتاب اللباس	۲۳۷	کرایہ کرنا
۳۰۰	قلب کی آفتیں	۲۳۷	ریشم پہننا	۲۳۷	راستہ میں سے اٹھائی ہوئی
۳۰۲	توبہ	۲۳۷	انگوٹھی پہننا	۲۳۷	چیز کا اعلان کرنا
۳۰۲	یونیا کی برائی اور سادہ زندگی کا	۲۳۷	مُشک ملنا	۲۳۷	احکام خلافت و قضا
۳۰۳	مستحب ہونا	۲۳۹	حمام جانا	۲۳۹	شوری
۳۰۴	فضل دوم در مقامات یقین	۲۳۹	اجازت تین دفعہ لینی چاہیے	۲۳۹	کتاب الحدود
۳۰۴	حضرت عمر فاروقؓ کا اپنے	۲۴۰	سوال کرنے کی ممانعت	۲۴۰	رجم
۳۰۹	لحنت جلر کو حد مارنا	۲۴۰	کتاب الطعام	۲۴۰	افترار
۳۱۲	آپ اپنے سالہ پر حد قائم کرنا	۲۴۸	شراب کی حرمت	۲۴۲	شراب کی حد
۳۱۵	آپ کا اشارہ	۲۴۹	سنگسار کرنا	۲۴۲	طلار کا حکم
۳۱۵	مسلمانوں پر آپ کی رحمت	۲۴۹	جزیرہ عرب میں دو دین نہ جمع ہونگے	۲۴۲	چوری
۳۱۵	وشفت	۲۸۰	شام میں وبا	۲۴۵	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۴۳	شہادت	۳۴۳	ساتویں فصل	۳۵۵	توکل	۳۱۷	آپ کا خوف و خشیت
۳۴۴	آپ کا رسول خدا صلعم کا رفیق و لغزیز ہونا۔	۳۴۵	حضرت عبداللہؓ اور ان کے اصحاب کے حالات کا ذکر	۳۵۶	توکل مع اسباب	۳۲۰	آپ کا اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا
۳۴۵	حضرت عثمانؓ اور رسولؐ کو دوست رکھتے تھے۔	۳۴۸	ربیع بن خثیمؓ کا حال	۳۵۷	اپنے ساتھیوں سے اپنے عیب دریافت کرنا	۳۲۲	آپ کی تواضع
۳۴۶	آپ کے کرامات۔	۳۴۹	مسروقؓ کا حال	۳۵۸	ناصح کی بات کو ماننا اگرچہ وہ سختی سے کہے۔	۳۲۹	فصل سوم
۳۴۷	بہت سے مسلمانوں میں آپ کے عمل کی وجہ سے رائج ہوئے۔	۳۵۰	فاروقؓ کا تبلیغ حدیث میں امت کے درمیان واسطہ ہونا	۳۵۹	ساتھیوں کے ساتھ تپا	۳۲۹	نکتہ
۳۴۸	فتوحات	۳۵۱	فاروقؓ کا تبلیغ حدیث میں امت کے درمیان واسطہ ہونا	۳۶۰	فقہ کے خوف سے یکجا رہنے کو چھوڑ دینا	۳۳۰	فصل چہارم۔ فراست و مکاشفات امیر المؤمنین
۳۴۹	قسطنطین کے ساتھ بحری جنگ۔	۳۵۲	ذی النورینؓ کی خلافت پر مسلمانوں کے اجماع کا حال	۳۶۱	یادداشت مفوظات	۳۳۱	عمر بن خطابؓ
۳۵۰	امیر المؤمنینؓ حضرت عثمانؓ کی سیاست	۳۵۳	ماثر حضرت عثمانؓ	۳۶۲	رسول خدا صلعم کی محبت	۳۳۲	خروج صلی علیہ السلام
۳۵۱	سیاست مذہبی	۳۵۴	خوف	۳۶۳	اللہ یوں کی حفاظت کرتا ہے جب اس کی نیت درست ہوتی ہے	۳۳۳	پانچویں فصل
۳۵۲	حضرت ذی النورین کے ابتلا کا حال اور ان کے ائمہ اَضویٰ کا جواب جن کو آپ کے زمانہ والے آپ پر کرتے تھے۔	۳۵۵	دنیا کی خواہشوں سے الگ ہونا	۳۶۴	احوال کی سچائی اور جھٹائی	۳۳۴	عمل میں اخلاص
۳۵۳	ذی النورین سے اختلاف کے اسباب	۳۵۶	ورع	۳۶۵	احوال کے مراتب باعتبار اعمال کے ہیں۔	۳۳۵	مراقبہ
۳۵۴	ذی النورین کا اپنی حقیقت کو وضاحت سے ثابت کرنا	۳۵۷	تواضع	۳۶۶	بیوند لگا کپڑا پہننا	۳۳۶	استقامت
۳۵۵	ماثر امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ۔	۳۵۸	رعیت پر شفقت	۳۶۸	خلق پر رحم	۳۳۷	صبر
۳۵۶	کرامات سیدنا علیؓ۔	۳۵۹	حسن معاشرت	۳۶۹	وجد	۳۳۸	شکر
۳۵۷		۳۶۰	ادب	۳۷۰	سماع	۳۳۹	اُخروی عذاب کا خوف
۳۵۸		۳۶۱	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۱	چھٹی فصل	۳۴۰	دُنیوی عذاب کا خوف
۳۵۹		۳۶۲	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۲	حضرت عمرؓ کا اپنی رعیت کو درست کرنا بتواتر ثابت ہے	۳۴۱	سنگدلی سے ڈرنا
۳۶۰		۳۶۳	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۳	ہے	۳۴۲	خوف و رجاء
۳۶۱		۳۶۴	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۴	ہے	۳۴۳	خدا سے ڈرنے کی نشانی
۳۶۲		۳۶۵	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۵	ہے	۳۴۴	بغیر لالچ و ڈر کے بندگی
۳۶۳		۳۶۶	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۶	ہے	۳۴۵	زہد کے فائدے
۳۶۴		۳۶۷	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۷	ہے	۳۴۶	مال جمع کرنے کی آفتیں
۳۶۵		۳۶۸	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۸	ہے	۳۴۷	محاسبہ
۳۶۶		۳۶۹	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۷۹	ہے	۳۴۸	عمل کو حقیر جاننا
۳۶۷		۳۷۰	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۰	ہے	۳۴۹	
۳۶۸		۳۷۱	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۱	ہے	۳۵۰	
۳۶۹		۳۷۲	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۲	ہے	۳۵۱	
۳۷۰		۳۷۳	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۳	ہے	۳۵۲	
۳۷۱		۳۷۴	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۴	ہے	۳۵۳	
۳۷۲		۳۷۵	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۵	ہے	۳۵۴	
۳۷۳		۳۷۶	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۶	ہے	۳۵۵	
۳۷۴		۳۷۷	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۷	ہے	۳۵۶	
۳۷۵		۳۷۸	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۸	ہے	۳۵۷	
۳۷۶		۳۷۹	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۸۹	ہے	۳۵۸	
۳۷۷		۳۸۰	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۰	ہے	۳۵۹	
۳۷۸		۳۸۱	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۱	ہے	۳۶۰	
۳۷۹		۳۸۲	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۲	ہے	۳۶۱	
۳۸۰		۳۸۳	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۳	ہے	۳۶۲	
۳۸۱		۳۸۴	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۴	ہے	۳۶۳	
۳۸۲		۳۸۵	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۵	ہے	۳۶۴	
۳۸۳		۳۸۶	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۶	ہے	۳۶۵	
۳۸۴		۳۸۷	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۷	ہے	۳۶۶	
۳۸۵		۳۸۸	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۸	ہے	۳۶۷	
۳۸۶		۳۸۹	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۳۹۹	ہے	۳۶۸	
۳۸۷		۳۹۰	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے	۴۰۰	ہے	۳۶۹	
۳۸۸		۳۹۱	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۰	
۳۸۹		۳۹۲	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۱	
۳۹۰		۳۹۳	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۲	
۳۹۱		۳۹۴	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۳	
۳۹۲		۳۹۵	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۴	
۳۹۳		۳۹۶	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۵	
۳۹۴		۳۹۷	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۶	
۳۹۵		۳۹۸	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۷	
۳۹۶		۳۹۹	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۸	
۳۹۷		۴۰۰	آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول اللہ صلعم نے تصریح کی ہے			۳۷۹	
۳۹۸						۳۸۰	
۳۹۹						۳۸۱	
۴۰۰						۳۸۲	

ازالۃ الخفاء مقصد دوم

خلفائے راشدین کے مناقب و آثار کا بیان جو بنقل مستفیض ثابت ہیں،

اور جن کا قدر مشترک ہر باب میں ہم تک تو اتر سے پہنچا ہے

جاننا چاہیے کہ خلفائے راشدین کے مناقب و آثار بیان کرنے سے ہمارا مقصود قصص و حکایات ذکر کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا مقصود ان کے ذکر کرنے سے صرف یہ ہے کہ ان قصص و حکایات کے پڑھنے سے ناظرین کا ذہن ان کے فضائل و مناقب کی طرف منتقل ہو۔ جو بطریق تفحص و استقراء ان قصص و واقعات جزئیہ سے مفہوم ہوتے ہیں۔ اور تشبہ بانبیاء علیہم السلام حاصل ہونا ظاہر کرتے ہیں بیابان کہو، لوازم خلافت خاصہ حاصل ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ ”ایما شئت فقل“ یہی وہ فضائل ہیں، جن کے بغیر بحیثیت اُمتی ہونے کے اقصائے سعادت دارین حاصل ہونی ممکن نہیں قبل ازین، کہ قصص و واقعات کا ذکر کریں بصورت مقدمہ تین ”نکتے“ بیان کرنا ہم مناسب خیال کرتے ہیں۔

نکتہ اولیٰ

”اُن صفات کا بیان جو انبیاء علیہم السلام کو بحیثیت نبوت و رسالت حاصل ہوتی ہیں“

جاننا چاہیے کہ اصل چیز نبیوں اور رسولوں کے ارسال کے اندر ارادۂ حق تبارک و تعالیٰ ہے جو بطریق لطف و کرم صادر ہوتا ہے کہ وہ بذریعہ بعثت رسالت اپنے بندوں کو خیر سے نزدیک کرے اور شر سے دور۔ اور اُن کے مظالم کو دفع کرے۔ پس بایں ارادۂ اللہ تعالیٰ و تافوقاً انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرماتا رہا۔ اور اُن کے دین کو غالب اور اُن کی دلیلوں اور حجّتوں کو ظاہر و باہر فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کی بعثت و رسالت سے عالم کا تزکیہ کیا۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے:-

”هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم (ترجمہ) وہی ہے جس نے اُٹھایا اُن پڑھوں میں ایک رسول یتلو علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم انہی میں گا۔ پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں، اور الکتاب و الحکمۃ اُن کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے اُن کو کتاب اور عقل مندی“

اور حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے اہل زمین میں سے عرب و عجم سب کو غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھا۔ بجز اہل کتاب کے۔ نیز فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم نے آپ کو مبعوث کیا کہ ہم آپ کی اور آپ کے ذریعہ لوگوں کی آزمائش کریں۔ اور لوازم نبوت سے ہے یہ امر کہ یہ شخص جو نبی ہونے والا ہے اس امر کو تفہم کرے کہ جمیع افراد بشر میں سے اسے نبوت کے لیے خاص کیا گیا ہے۔ اور نفس ناطقہ کی دونوں قوتوں (عقلہ اور عالمہ) میں اُسے کامل و مکمل کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی آیت شریفہ: ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“ (انعام) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بغیر وساطت کسی فعل و عمل کے انبیاء علیہم السلام کو قوت عاقلہ بقدر مزید عطا فرماتا ہے۔ اس امتیاز و تمیز کی وجہ سے عالم غیب سے اُن پر وحی نازل ہوتی رہی اور جنت و نار اور ملائکہ وغیرہ امور غیبیہ کا مشاہدہ کرتے رہے، اور واقعات عجیبہ کو بصورت مثالیہ دیکھتے رہے۔ اسی قوت کی طرف حدیث: ”الرؤیا الصالحۃ من ستۃ واربعمین جزء من النبوة“ میں اشارہ واقع ہوا ہے۔ یعنی ”رویاے صالحہ نبوت کے چھیالیسویں حصہ سے ایک حصہ ہے“۔ اسی طرح انبیاء کرام کی قوت عاملہ میں بھی مدد و اعانت کی جاتی رہی جس کی وجہ سے سمت صلح اُن کو نصیب ہوا۔ اسی قوت کے سبب سے وہ معاصی سے اجتناب کرتے رہے۔ اور آداب، طاعات و عبادات اور تدبیر منزل و سیاست مدن کی رعایت کرتے رہے۔ بایں صورت و طریق کہ جس سے بہتر صورت و طریق ممکن نہیں۔ جو انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور سے ظہور میں آ سکے۔ خلق، شجاعت، سخاوت، کفایت، عدالت، شناخت، مصلحت قوم اور استقامت یہ سب قوت عاملہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور اسی قوت عاملہ کے کمال سے عصمت و تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ حدیث شریف: ”التمت الصالح جزء من خمسة وعشرين جزءا من النبوة“ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ الغرض جب یہ دونوں قوتیں جیسی کہ حاصل ہونی چاہئیں کسی شخص کو حاصل ہوتی ہیں تو غیب سے اس کے ہر کام میں مدد و اعانت اترتی ہے۔ اور اس کے اعمال و افعال میں برکات عجیبہ ظہور میں آتی ہیں، جن کا انحصار ممکن نہیں۔

نکتہ

نبی شناسی کا معیار

اگر ناظرین اس سے بھی سہل اور آسان طریق میں مقامات نبوت کو پہچاننا چاہیں، تو ہم کہتے ہیں فرض کرو، چار قسم کی شخصیتیں ایک شخص واحد اور تن واحد میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اور اس مجموعہ کے نام کو ”نبی اور پیغمبر“ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

شخص اول :- بادشاہ عادل، مگر نہ بطریق اسم و رواج بادشاہ بلکہ وہ بادشاہ جو بالطبع منزلت و مرتبہ بادشاہ عالم ہو۔ تاکہ اس کے نفس ناطقہ کا ظل و پرتو لوگوں پر پڑے جس کے سبب سے ان کے درمیان بوجہ احسن، اہتمام و انتظام پیدا ہو۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے مرتبہ پر قائم رہے اور قوم کے درمیان ایک قسم کی وحدت اور اتحاد و اتفاق قائم ہو۔ اس اتحاد و اتفاق اور وحدت مدنیہ کے لحاظ سے اہل قلم و اہل علم، سپاہ و فوج، افسران فوج، اہل سیاست، کاشتکار، و نجار وغیرہ جمیع رعایا و برایا ہزار جان ایک قالب کا حکم رکھتے ہوں۔ اگر ان گروہوں کے درمیان پہلے سے اتحاد و اتفاق قائم نہ ہو، تو اس بادشاہ کے ظل عاظمیٰ اور اس کے اقوال و افعال سے از سر نو اتفاق و یگانگت قائم ہو جائے۔ اگر اتفاق و اتحاد پہلے سے قائم ہو، تو اس میں ترقی و تضاعف ہوتا جائے۔ اور ہر ایک

ناشائستہ امر نیست و نابود ہو جائے۔ قصہ کو تاہ یہ کہ نخت و اقبال، حکمت، عدالت، کفایت، شجاعت وغیرہ
 جمیع امور اور منزلت و مرتبت جو اس بادشاہ کے لیے ہونے ضروری ہیں، وہ سب کے سب ”ذات قدسیہ نبی“
 میں مشاہدہ کریں۔ آیت کریمہ: ”هو الذي الف بين قلوبهم لو انفقت ما في الارض جميعاً ما الفت بين قلوبهم
 ولكن الله الف بينهم“ میں اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔

شخص دوم:۔ الیہا حلیم“ فرض کرو جو حکمت عملیہ میں ممتاز و فائق، علم اخلاق، تدبیر منزل اور سیاست
 مدُن میں بہارت تامہ رکھتا ہو اور نہ صرف یہی بلکہ یہ جمیع صفات تحقّقاً و تخلّقاً پائے جائیں اور لفظوں کے
 ”کل انا و تیسر شیعہ ہدافیدہ“ ان ہی صفات کی خوبو اس سے ظاہر ہو۔ آیت کریمہ: ”یؤتی الحکمۃ من یشاء
 و من یؤت الحکمۃ فقد اؤتی خیراً کثیراً“ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ نیز قرآن کریم میں جس نبی کا
 ذکر کیا گیا ہے ”اتیناہ الحکمۃ“۔ بھی اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

تیسرا شخص:۔ وہ عارف کامل، صوفی کامل اور مرشد کامل ہے جو تہذیب نفس اور تزکیہ قلب کے
 طریقوں سے بخوبی واقف ہے۔ مصدر کرامات عجیبہ و منظر خوارق غریبہ ہے جس نے اپنی قوت ارشاد اور
 اپنی تاثیر صحبت سے کم گشتگانِ بادیہ ضلالت کو راہِ راست دکھلائی ہو جس نے سالہا سال ریاست
 و مجاہدات سے اپنے نفس کو مہذب کیا ہو اور طاعات و عبادات سے آراستہ و پیراستہ اور
 عالم اجسام سے عالم ارواح تک رسائی کی ہو۔ مقامات علیہ اور احوالِ سنیہ حاصل کئے ہوں۔
 جیسا کہ صوفیائے کرام و مشائخ عظام کے حالات سے ظاہر ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس کی طرف
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت ”و یرکبہم و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ“ میں اشارہ فرمایا ہے۔

چوتھا شخص:۔ وہ جبرائیل امینؑ ہے جو سموات میں مطاع اور ملکین ہے اور خد اور ذوالجلال، اور
 اس کے انبیاء و رسل کے درمیان سفیر اور واسطہ ہے اور وحی و الہام اور علم کا فرشتہ ہے۔ اور تذکرہ
 الہی کا ایک خارجہ ہے اور ملائکہ مدبرات امر کا سرخیل ہے۔ ”لا یعصون اللہ ما امرہم و لیفعلون ما
 یؤمرون“۔ ان کی خاص الخاص صفت ہے۔ اس جگہ جبرائیلؑ سے ہماری مراد وہ قوت ملکیت ہے
 جو خارجہ تدبیر الہی اور واسطہ اخذ علوم خداوندی ہو۔ یعنی اس کی اصل جبلت جبرئیلی ہو۔ اور جس کے
 لیے خطیرۃ القدس کی راہیں کشادہ ہوں۔ اور ملأ اعلیٰ سے جو علوم اس کے عقل اور قلب القادر ہوں
 ان کو بسہولت اخذ و جذب کر سکے۔

اب دیکھنا چاہیے کہ جب آنحضرت صلعہ مبعوث ہوئے، تو آپؐ نے اپنے زمانہ بعثت و رسالت میں کس چیز
 کی جانب اعتناء کیا، اور توجہ تام فرمائی۔ اور پھر عالم میں آپؐ کے کیا آثار باقی رہے۔ پس اس باب میں
 امر مذکور کے متعلق تمام جزئیات پر نظر ڈالنا چاہیے۔ پھر ان جزئیات سے ان امور ملکیت کی طرف ہنس کو منتقل
 کرنا چاہیے۔ جو ان جزئیات سے مستخرج ہوتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلعہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے کہ عالم میں کفر و شرک پھیلا ہوا تھا
 اور خصوصاً عرب میں۔ لوگ اور دنیا والے حشر و نشر سے انکار کر رہے تھے۔ طاعت و عبادت کو

دراموش کیے ہوئے تھے۔ ملت حنفیہ میں جو حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب تھی تحریف کر چکے تھے حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اول آپ نے شرک کا ابطال کیا۔ اور مجاز و حقیقت کا فرق بتلایا۔ اور تحریفات و تبدیلات کو مٹایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت سے اذکیائے قوم کے نفوس پر دین حق کی شعاعیں پڑیں، اور انہوں نے اس کی حقانیت کو سمجھا اور تفہیم کیا اور آپ کی نصرت و اعانت پر کمر باندھی یہاں تک کہ راہ حق ظاہر ہوا اور کفر و اسلام ممیز ہوا۔ اور لوگ دین حق میں آنے لگے۔ اس وقت عرب لوگ خصوصاً قریش آپ سے زیادہ تعصب لگے اور درپے ایذا رسانی ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوتِ خداوند سے ان کا مقابلہ فرماتے رہے اور استقامت کو کام میں لائے۔ آپ کے اصحاب آپ کے سپر ہوتے اور آپ کی اعانت و مدد کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے یہاں تک کہ (یوں سمجھیے) کہ شراب عشق کا کوئی جام ایسا نہ تھا جو انہوں نے نہ پیا، اور کوئی مستی و سکر نہ تھا، جو انہیں نہ ہوا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت و جہاد پر مامور ہوئے اور بتوفیق و تائید الہی آپ نے وہ مساعی جمیلہ کیے، کہ مقدور بشریت میں اس سے زیادہ سعی و کوشش کرنا ممکن نہ تھا۔ اور آپ کے جمیع اصحاب آپ کی حرکت و جنبش اور آپ کے عزم و ارادہ کیساتھ ساتھ رہتے، یہاں تک کہ اسلام کو بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ اور کفار ہزیمت و شکست کھانے لگے۔ جاہلیت مٹی گئی اور کفر و شرک ظلم و ستم بائمال ہوا جس علم سے لوگ نا آشنا تھے وہ علم اُن کے درمیان شائع ہوا، اور حقد و حسد، رنج و کینہ اُن کے درمیان سے جاتا رہا۔ اور دین حق کے پیرویک دل و یک جان ہو گئے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا: "وَ اذْکُورَ الْاٰمَنَةِ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ اذْکُنْتُمْ اَعْمٰلًا فَاَلْفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اٰخَواۃً"

وہ لوگ روز و شب علم قرآن، علم ایمان یعنی ارکان خمسہ اسلام، علم احسان یعنی اخلاص فی العبادۃ، علم شرائع یعنی تدبیر منزل، سیاست مدن، آداب معشیت، علم رقائق، علم اخلاق، علم فضائل اعمال، علم مناقب کبریٰ امت اور علم معاد کی ترویج کرتے تھے۔ اور علاماتِ فتن سے آگاہ۔ حتیٰ کہ یہ علوم ہر کہ دمہ اور صغیر و کبیر تک پہنچے۔ اور سب نے فائدہ اٹھایا۔ مگر جو متعصب اور شقی ازلی تھے، بے نصیب رہے اور فائدہ نہ اٹھا سکے۔

جزی اللہ هذا النبی الکریم و اعداؤه احسن الجزاء و احشرنا معهم و ادخلنا الجنة فی تضاعف عیضہم و رزقنا رؤیتہ فی زمزمہم بفضلہ و کرمہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

نکتہ دوم

اس امر کا بیان کہ تشبہ بانبیاء علیہم السلام کیونکر حاصل ہوتا ہے اور اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل اعمیائے نبوت و تقسیم حجت الہی کیونکر ممکن ہوئی خصلت اولیٰ (اور وہ ارادہ بعثت ہے) میں تشبہ بانبیاء علیہم السلام اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تھا اور ضروری تھا کہ آپ کے جبریدہ اعمال میں لکھا جاتا۔ مگر بوجہ آپ کے وفات پا جانے کے انجام نہ پا سکے۔ لہذا اس کے اتمام کے متعلق ارادہ الہی واقع ہوتا ہے کہ وہ کام آپ کی امت میں سے ایک خاص شخص کے ہاتھ سے انجام پائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبریدہ اعمال میں لکھا جائے۔ اور یہ شخص خاص وہ مرد عاقل ہوتا ہے جس نے اپنے گوش و ہوش باطن سے اس معنی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استماع کیا ہو گویا وہی ارادہ دوبارہ اس مرد عاقل کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی کی طرف آیت کریمہ "وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات الخ"

میں اشارہ ہے۔ اور آیت کریمہ ”کزرع اخرج شطاہ فآزرہ“ الخ میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہوا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع کو خلیفہ بنانے اور ان کے ہاتھ مواعید الہیہ پورے ہونیکا حصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

اور زیادت قوت علمیہ نفس ناطقہ میں تشبہ بانبیاء علیہم السلام حاصل ہونے کی صورت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو محرت و ملہم فرمایا ہو۔ اس لیے کہ بعض بروق اور شعاع علمی اس کے دل و تاباں ہوتے تھے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بحج و استماع کلام آنحضرت صلعم اصل غرض و مطلب سے متنبہ ہو جائے۔ گویا وہ واقعات و اغراض کو بلا واسطہ دیکھتا اور معائنہ کرتا ہے جس طرح آفتاب کے سامنے آئینہ رکھا جاتا ہے اور شعاع آفتاب کے عکس اس کے اندر منعکس ہوتی ہے۔ اور اس مقام کا نام جس کی تمثیل دیگئی ہے ”صدیقیت“ ہے، اور اس مقام کے لوازم سے ”تصدیق رسالت“ ہے۔ بدول ادنیٰ توقف و تامل اور بدول طلب معجزہ اور بدول صحبت و ہم نشینی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور نہ صرف ہی بلکہ یہ تصدیق بوجہ مقام فنا و حذر بوصف رضا و تسلیم اور بوصف اختیار موافقت و ترک مخالفت اگرچہ کسی ادنیٰ شے میں ہی کیوں نہ واقع ہو۔ دوسرے لفظ نہیں ہم کہتے ہیں کہ ہماری مراد اس سے وہ حالت جسے عشق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح تعبیر یونانی صلعم قبل ازین کہ اس کی تفریح کردی ہوئی

دوسری صورت اس انعکاس کی یہ ہے، کہ اس شخص کو فراست صادقہ عطا کی گئی ہو اور اس کی عقل و فہم کو خطیرۃ القدس سے تائید کی جاتی ہو یہاں تک کہ تحری میں اکثر اصابت کرتا ہو۔ اور یہ اُن امور میں واقع ہوا ہے کہ جن میں صحابہ سے آنحضرت صلعم کے مشورہ لینے کے بعد وحی نازل ہوئی۔ اور اس صورت میں یہ تشبہ حاصل کرنے والا آنحضرت صلعم کا طفیلی ہوتا ہے۔ مگر قرب و منازل میں اُسے ایک مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسکی مثال اس طرح پر ہے کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر سے مشورہ کرتا ہو اور خادم وزیر دور سے بادشاہ کے اشارات و ارشادات کو دیکھتا اور سنتا ہو۔ اور قبل ازین کہ بادشاہ ان اشارات و ارشادات کو بیان کرے وزیر ان سے آگاہ اور واقف ہوگا، اس مقام کا نام محدثیت ہے۔ اور اس مقام کے لوازم سے یہ امر ہے کہ وحی بارہا اس کے اجتہاد کے موافق نازل ہوئی۔ پس بدیں وجہ جب و ملطن غالب کسی امر کے متعلق جو کچھ خیال کرتا ہے اُس کے مطابق ہی واقع ہوتا ہے، فیما بین الناس ممتاز و فائق ہوتا ہے۔ اس کے بعد بھی اور دیگر مراتب مثلاً اقوال آنحضرت صلعم کو تفہیم کرنا، اور انہیں یاد رکھنا، اور اُن سے مسائل و احکام استنباط کرنا۔ ایسے لوگوں کو ”راسخین فی العلم“ کہتے ہیں۔ اور زیادت قوت عملیہ میں تشبہ بانبیاء علیہم السلام بایں طواری حال ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں داعیہ اعلائے کلمۃ اللہ ڈالا گیا ہو اور باثر نفس قدسیہ آنحضرت صلعم اس وجہ قوی و مستحکم ہوا ہو کہ گویا بے ارادہ و اختیار ظاہر ہوتا ہے۔ اس تشبہ حاصل کرنے والے کا نام شریع میں شہید و حوالہ دی رکھا گیا ہے۔ یا یہ کہ صدق و امانت اور حلم و حیا کا پر تو اس شخص کے دل پر اس درجہ ڈالا گیا ہو کہ وہ اس وجہ سے اپنے اپنے جنس میں ممتاز ہو۔ اور اس قلم کا تشبہ حاصل کرنے والا آمین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ جب قوت عاقلہ و قوت عالمہ بائیدگر مجتمع ہوتی ہیں، تو نفس میں اعتدال اور ایک خاص قسم کی حدت پیدا ہوتی ہے۔ اور بالطبع انسان لائق سلطنت و بادشاہت اور جبلتہ وہ حکیم اور مرشد کامل ہوتا ہے۔ یہ تینوں صفات و مراتب غیر انبیاء کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ انبیاء کرام اس باب میں اصل ہیں اور غیر انبیاء بمنزلہ تلامذہ راشدین اور

جبریت و جارحیت الہی میں تشبہ بانبیاء اس طریق پر حاصل ہوتا ہے جو صدیقیت و محدثیت وغیرہ میں بیان کیا گیا۔ پس یہ مرد کامل جسے قوت عقلیہ و قوت عملیہ میں آنحضرت صلعم سے تشبہ حاصل ہو (صاحب صلح و صاحب عدالت کاملہ، اخلاق، تدبیر منازل و سیاست مدن میں رہبر خلق اللہ ہوتا ہے اور وہ خلق اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے جس سے خلق خدا خیر پر مجتمع ہو جاتی ہے۔ اور اس سے اختلاف نہیں کرتی۔ مسلمانوں کے درمیان بغیر سل سیف بڑے اہم اور نمایاں کام سرانجام پاتے ہیں۔ جہاں اور اعلاء کلمۃ اللہ ہنر اور اعلیٰ طریقہ پر انجام پاتا ہے۔ ہر باب میں سعی و کوشش امیدیں زیادہ بار آور ہوتی ہیں وہ ہزاروں لاکھوں میں سے جو لوگ اشاعت دین متین میں سعی و کوشش کرتے ہیں ہر ایک کی قدر و منزلت کو جانتا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک سے وہی کام لیتا ہے جو علما و عملا اس کے مناسب ہوتا ہے اس کی اقصا غرض و غایت نصرت دین متین و اعلاء کلمۃ اللہ ہوتی ہے یہی امر اس کا اصل مقصد اور یہی اس کا مطلق نظر ہوتا ہے۔ گو یادہ اس کام کیلئے پیدا کیا جاتا ہے قبولیت خلق کو وہ بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔ اور ”لایخافون لومۃ لائم“ اس کا حال ہوتا ہے بوجہ فراست و لطافت اور ذکاوت و اصابت لائے اس کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ اس کی رائے ارادہ الہیکہ آئینہ ہے۔ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا ہے اس کی پند و نصائح اور اس کے مواعظ و خطب لوگوں کے دل و نگہ پر اثر کرتے ہیں۔ دانا یان روزگار اس کے وجود کو غنیمت اور اس کی ایک ساعت کی صحبت کو ایک سال کی عبادت بہتر جانتے ہیں۔ اور تحمل اعبائے نبوت میں انبیاء کے ساتھ تشبہ بایں طریق حاصل ہوتا ہے کہ شیخ جلیل القدر جو لوگوں کے درمیان عزت و وقعت رکھتا ہے امور حل و عقد میں لوگ اس پر اعتماد کرتے ہیں مجروح اس کے اسلام میں داخل ہونیکے اور لوگ بھی اسلام میں داخل ہوں اور مقصبین و دشمنان کا دست تعرض کوتاہ ہو۔ اور بوجہ اس کی راسخ القدیمی کے کفایت کی امید و توقع غلبہ منقطع ہو جس موقع پر کہ کفار آنحضرت صلعم کے درپے ایذا ہوں ہر واقعہ و حادثہ میں اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا سینہ سپر بنایا ہو۔ اور جو سنگ (ایذا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینکا گیا ہو اپنے اوپر جھیلایا ہو۔ ہر ایک خوشی اور رنج کے موقع پر آنحضرت صلعم کا رفیق و شریک رہا ہو۔ پھر جب آنحضرت صلعم نے ہجرت کی اور حکم جہاد نازل ہوا تو اس کے بعد بھی اعانت و نصرت دین متین میں اوروں سے زیادہ اس نے حصہ لیا ہو۔ حل و عقد جمع رجال اور نصب قتال وغیرہ امور میں اس کا مشورہ اور اس کی رائے پذیرا ہوتی ہو پھر امرواقع میں اس کی مداخلت و مشارکت ضروری ہو۔ اور میدان کارزار کے موقع پر وہ سب کا پیش قدم ہو۔ اتفاق مال کو اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بنائے۔ ”والعشق فنون“ پر جب اعلاء کلمۃ اللہ کے بعد اشاعت علوم کا موقع آیا، تو اس نے طریقہ روایت سیکھا ہو۔ اور لوگوں کو تعلیم قرآن کریم اور روایت حدیث کی ترغیب دی ہو۔ اگر کسی مسئلہ میں اسے اشتباہ واقع ہوا ہو، تو جماعت صحابہ کرامؓ سے سوال کر کے اس کے متعلق نص شرعی دریافت کی ہو اور اگر کسی امر میں اختلاف ہوا ہو تو اس کے متعلق قطعی فیصلہ کر کے اسے اجماع کے مرتبہ تک پہنچایا ہو اجتہاد کے طریقہ کی تعلیم دی ہو اور تحریف و تبدیل کی راہ مسدود کی ہو غرض اسے ہر ایک امر اور معاملہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت مرحومہ کے درمیان واسطہ ہوا ہو۔ اب اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اس بیان کے بعد اگر ناظرین آیت استخلاف آیت تمکین، آیت قتال مرتدین اور آیت -

”والذین معہ اشدا علی الکفار“۔ الہم میں ذرا بھی غور فرمائیں گے، تو یہ اوصاف جو ان صفحات میں بیان کیے گئے واضح و ظاہر ہو جائیں گے۔

نکتہ سوم

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے درمیان خلفائے راشدین کے واسطہ اور ذریعہ ہونے کے بیان میں“ جاننا چاہیے کہ یہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ مسائل و ضرور غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور احکام تلاوت قرآن و ادعیہ وغیرہ اور اسی طرح طریق مناکحت، بیع و شراء اور طریق اقامت، و قضائے خصومات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہیں۔ پس اول و آخر سلسلہ معلوم ہوئے نہ جہول۔ یہ بھی ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ یہ مسائل و احکام ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ نہیں، بلکہ بالواسطہ اخذ کیے ہیں۔ قرآن و حدیث کی بھی ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سماعت کی ہے جب ہم نے مسائل و احکام شریعیہ اور قرآن و حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ اخذ نہیں کیا، تو لا محالہ ہمارے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان وسائط ثابت و متحقق ہوئے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ وسائط کون لوگ تھے۔ یہ بھی ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ اولاً عالم کفر و جاہلیت سے بھرا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے اسلام کی ترویج ہوئی تو بطریق جہاد، خواہ بطریق تالیف قلوب پھر رفتہ رفتہ وہ حالت پیدا ہوئی جو ہم نے مشاہدہ کی کہ دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام پھیلا، اور بادشاہان و سلاطین اسلام کو فتح و نصرت اور غلبہ حاصل ہوا۔ اس فتح و نصرت کے سلسلہ کا اول و آخر بھی ہمیں معلوم ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس فتح و نصرت اور حصول غلبہ اور دنیا کے ہر گوشہ میں مسلمانوں کے پھیلنے کے وسائط و ذرائع کون لوگ تھے اب ان وسائط کے شناخت کرنے میں تھوڑی دیر تامل اور غور و فکر کرنا چاہیے۔ اور پھر مقدم کا منت و احسان متاخر پر رکھنا چاہیے۔ اب ہم ان وسائل کو ایک تمثیل دے کر سمجھاتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ اس امت کی مثال ایک مضبوط و مستحکم دیوار کی طرح ہے جس کی ہر ایک اینٹ اور پتھر اوپر سے لیکر نیچے تک اپنے نیچے کی اینٹ یا پتھر کے سہارے پر قائم و ثابت ہے۔ اسی طرح آپ ان وسائل پر نظر ڈالیں کہ ہر قرن متاخر قرن مقدم سے مستمد و مستفیض ہے بایں طرق کہ ہر قرن مقدم کا منت و احسان قرن متاخر پر ہے کہ وہ اس کے حصول سعادت و اربین کا واسطہ اور ذریعہ ہو۔ آدم بر سر مطلب، اب ہم تفصیل کے مرتبہ پر آتے ہیں۔ تو جاننا چاہیے کہ اول شخص کی نظر اپنے شیوخ پر پڑتی ہے جن سے وہ یہ مسائل و علوم تعلم و تفہم کرتا ہے۔ بعد ازاں سرگروہ مشارع پر مثلاً حضرت امام ابوحنیفہ بہ نسبت حنفیان، حضرت امام شافعی بہ نسبت شافعیان، اسی طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بہ نسبت قادریاں، حضرت خواجہ نقشبند بہ نسبت نقشبندیاں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی بہ نسبت چشتیاں پھر ان بزرگوں کا سلسلہ حضرت جنید بغدادیؒ اور ان کے معاصرین علیہ الرحمۃ تک منتہی ہوتا ہے۔ اسی طرح قراء سبعہ، قراءت قرآن پاک میں، شیخ ابوالحسن اشعریؒ علم کلام میں، ثعلبیؒ و واحدیؒ اور ان کے امثال و اقران تفسیر قرآن میں اور محمد بن اسحقؒ فرائیؒ علم سیرت میں و علیؒ القیاس۔

اب اس مرتبہ سے اور آگے بڑھنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہر چند یہ بزرگان دین علم کو جمع تدوین

کرنے اور پریشان و متفرق کو جماعت کثیرہ سے اخذ کرنے کے ساتھ موصوف میں بگڑ دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ جمع تدوین کیا، سلف صالحین سے اخذ کر کے کیا سلف سے جو کچھ مانوڑ تھا وہ گویا بمنزلہ روح کے تھا اور جو کچھ انہوں نے تحقیقات کی از قبیل تفسیر مجمل یا ہر شئی کو اپنے محل و مقام پر رکھا اور منتشر و پراگندہ کو جمع و تدوین کیا بمنزلہ نقوش لوح کے تھا پس طبقہ اولیٰ (صحابہ کرامؓ کا طبقہ) کو وسائل جاننا اور امت محمدیہ پر ان کا منت و احسان اعتقاد رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ طبقہ اولیٰ کے توسط کے طریقے بکثرت ہیں مثلاً قرآن و حدیث کا آنحضرت ﷺ سے روایت کرنا ہر شہر اور ہر قریہ میں تعلیم حدیث و قرآن اور اس کی تحریص و ترغیب دینا، علماء مقرر کرنا، مدارس بنانا، طلبہ کے حال کی نگرانی کرنا اور ان کی توفیق کرنا وغیرہ وغیرہ، جمیع امور جو توسیع و اشاعت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں جب آپ توسط کے معنی کو بالاجمال تفہیم کر چکے تو اب یہ امر نامناسب مقام نہیں کہ ہم اسے کچھ تفصیل سے بیان کریں تاکہ وسائل آنحضرت ﷺ کی معرفت و شناخت سہل اور آسان ہو۔

میراث اعظم جو آنحضرت ﷺ سے اس امت مرحومہ کو ملی وہ قرآن مجید ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اخیر زمانہ سعادت تک قرآن مجید مصاحف میں جمع نہ تھے جیسا کہ کوئی دبیر یا شاعر اپنی نظم و نثر اور اپنے قصائد و قطعات کو پہچوں اور بیاضوں میں متفرق طور پر لکھنا یا لکھوا تا جائے اور اسی طرح متفرق تلامذہ کے پاس چھوڑ کر اس عالم سے رخصت ہو جائے، پھر جس طرح چڑیلوں کا پیرا آندھی چلنے سے منتشر ہو سکتا ہے، اسی طرح اس دبیر یا شاعر کا کوئی تلمیذ رشید ان قصائد و قطعات کو جمع نہ کرے، تو ان کے تلف و ضایع ہو جانے کا سخت اندیشہ ہے۔ لہذا وہ انہیں بالترتیب جمع کرتا ہے اور نہایت صحیح و سعی و کوشش سے جمع کر کے اس کی اشاعت کرتا ہے کہ لوگ اس سے مستفید ہوں۔ اور اسے ان تمام لوگوں پر جو اس کلام سے مستفید ہوں، جامع کا احسان و امتنان ہوتا ہے یہی نسبت امام محمد بن حسنؒ کو حنفیوں کے ساتھ اور ابو یوسفؒ کو شافعیوں کے ساتھ ہے۔ (آمد دم بر سر مطلب) اسی طرح خلفا راشدین نے قرآن کریم کے جمع و تدوین میں سعی و کوشش کی، اور اسے مصاحف میں لکھوا کر اطراف و اکناف عالم میں شائع کیا۔

اسی جمع و تدوین پر (قولہ تم: انالہ لکھولون) صادق و راست آتا ہے۔ اور اس کی بشارت آیت کریمہ ”ان علینا جمعہ و قرآنہ“ میں بھی دی گئی ہے۔

کی بعد ازاں خود حضرت عمر فاروق نے بھی جمع ندوین قرآن کے متعلق بہت کچھ سعی و کوشش کی اور لوگوں کو اس کے اخذ کی تحریکیں اور ترغیب دلائی۔ پھر جنین کے بعد حضرت عثمان غنی نے بہت سی تعداد میں قرآن مجید کے نسخے لکھوائے اور اطراف و اکناف عالم میں روانہ کئے اور غیر قرآن کو محو کر دیا۔ (اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ غیر قرآن کیا تھا جو محو کر دیا گیا سو اس کا مفصل جواب کتب تفسیر و حدیث اور خصوصاً ان کتابوں میں دیکھنا چاہیے جو حضرت کے ساتھ اس باب میں تصنیف کی گئی ہیں۔ مثلاً کتاب اسباب النزول اور کتاب النسخ و المنسوخ اور مختصر ایہ کہ اس وقت قرآن مختلف لہجوں میں پڑھا جاتا تھا۔ پس لغت قریش کو لے لیا اور باقی کو محو کر دیا۔ اسی طرح بعض آیات منسوخ التلاوت تھیں مثلاً آیۃ الزم۔ بعض فقرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر کے طور پر بیان فرمائے تھے مثلاً صلوٰۃ الوسطی کے بعد صلوٰۃ العصر کا لفظ جنہیں بعض بعض لوگوں نے جزو قرآن سمجھ کر اپنے مصحفوں میں لکھا تھا اور جامعین قرآن جانتے تھے کہ یہ جملہ اور فقرے جزو قرآن نہیں لہذا غیر قرآن کو محو کر دیا گیا)۔

پھر حضرت عثمان غنی کے بعد ابی بن خلف حضرت ابن مسعود حضرت علی مرتضیٰ نے اُس کے پڑھانے میں سعی و کوشش کی جو خلفائے راشدین کے عہد خلافت میں جمع کیا گیا تمام عالم میں موجود ہے اور نہ صرف مصفا میں بلکہ سینکڑوں ہزاروں حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے۔ خلفائے راشدین نے قرآن مجید کے بعض محل مقامات کے حل کرنے میں بھی سعی و کوشش کی ہے۔ حضرت ابن عباس نے قرآن مجید کا حل لغت لکھا اور آیات کے استنباط نزول لکھے دیگر صحابہ کرام نے بھی آپ کی پیروی کی اور رفتہ رفتہ اس باب میں کئی رسالہ موجود ہو گئے۔ ثعلبی وغیرہ نے ان سب کو جمع کیا اور قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں۔

ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن مجید کی بہترین خدمت کو کسی خدمت تھی جو خلفائے راشدین نے کی وہ بہترین خدمت یہ تھی کہ صحابہ کرام نزول وحی سے پہلے اس کے متعلق سوال کیا کرتے تھے جس کے مطابق اوقات وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ آیہ کریمہ ذَمِّنْ لِّعَمَلِ شُومُوْا عَزَّوَجَلَّ کے نازل ہونے سے پہلے حضرت صدیق نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ آپ کو اور جمیع مسلمانوں کو اپنی لغزشوں کا بدلہ ہیں دنیا ہی میں مل جائے گا۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن ہم سب اللہ سے ملیں گے درحالیکہ ہمارے ذمہ کوئی لغزش نہ ہوگی اور دوسرے لوگوں کی لغزشیں جمع کی جائیں گی۔ اور قیامت کے دن ان کا بدلہ دیا جائے گا۔ ترمذی اس کے راوی ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق نے جب آیہ خمر مجمل نازل ہوئی تو دعا کی کہ اے پروردگار ہمارے لئے خمر کے بارے میں بیان شافی نازل فرما۔ چنانچہ رفتہ رفتہ جمال تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا قرآن مجید کے بعد اصل میں دوسرا یہ یقین مسلم حدیث ہے اور کبر اکبر کا علم حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مرحومہ کے درمیان واسطہ و درجہ ہونے کے چند طریقے ہیں۔ اول یہ کہ حدیث روایت کریں تاکہ آفاق میں اس کی اشاعت ہو۔ دوم یہ کہ حامل حدیث کو ظاہر و مشخص کیا ہو۔ بایں طریق کہ جب کوئی مسئلہ پیش آیا ہو تو جمیع صحابہ کرام کو جمع کر کے سوال کیا ہو کہ آپ لوگوں کو اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث پہنچی ہے۔ اور یہ سوال اس حد تک کیا گیا ہو کہ حاضرین نے گوش ہوش سے سنا ہو اور غائبین کو اس کی خبر پہنچی ہو۔ اور اس طریق سے حامل حدیث مشخص ہو گیا ہو اور بصورت اُس کے متفقہ ہونے کے شک و اشتباہ کو اس

و تجربہ ہی ہیں بیان کئے جاتے ہیں۔ اب اس تفصیل کو بعد آپ اس امر میں غور و فکر کریں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلاد عرب فتح ہوئے تھے نہ بلاد عجم، پھر آخر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں میلہ کذاب اور اسود عسفی نے فتنہ و فساد پھیلائے۔ اور خلفائے اسلام میں کدورت ڈھالی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ کدورت اور فتنہ و فساد متزائد ہو گیا اب دیکھنا چاہیے کہ ان فتنہ و فسادات کو کس نے فرو کیا۔ مرتدین سے کس نے قتال کیا۔ فتح فارس و روم کا سنگ بنیاد کس نے رکھا۔ کس نے اس میں توخل کیا اور کس کے عہد میں وہ فتح ہوئے۔ درحقیقت تمام زمین بمنزلہ ایک پرندے کے تھی۔ جس کا سر عراق تھا اور فارس و روم اس کے دو بازو اور ہند و فرنگ یا ہندو ترکستان دو پر تھے پس اس کا سر کس نے کچلا اور اس کے بازو کس نے کاٹے۔ یہی دو پہر جو ان سے بچ رہے تھے تاحال باقی ہیں۔ اب یہی اگر کسی کو شبہ ہو کہ جب کئی شخص واسطہ ہوئے۔ ان کئی شخصوں میں سے اول بلوغ میں کئی شخص واسطہ تھے تو ہم اس امر کے تفہم کیلئے ایک میزان پیش کرتے ہیں وہ میزان یہ ہے کہ ہمیں اول بلوغ میں واسطہ سمجھنے کے لئے اس جماعت پر نظر کرنا چاہیے۔ کہ جو ایک شخص سے روابط رکھتی ہے۔ اور ایک سے نہیں بلکہ اپنی ہمت و توجہ شخص اول کی طرف معطوف رکھی ہے نہ شخص دوم کی طرف۔ پس وہ علم جو ہمیں بالواسطہ پہنچا ہے اس جماعت میں کمابھی موجود ہے تو جاننا چاہیے کہ واسطہ اول کوئی اور شخص ہے۔ مثلاً ہم عرض کرتے ہیں کہ اہل شام و اہل مصر حضرت علی مرتضیٰ سے روابط نہیں رکھتے ہیں باوجود اسکے زبانیات اور علم سلوک۔ ان میں باتم وجہ پایا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ ان علوم کی تبلیغ حضرت علی مرتضیٰ سے پہلے کسی اور نے کی ہے۔ قتال جب ینینوں نکلتے بیان کئے جا چکے تو اب ہم مناقب خلفائے راشدین بیان کرنا شروع کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین ان میں غور و فکر کریں گے اور قصص و واقعات سے اصل مقصد کو تفہم کریں گے کہ کس قصہ اور کس واقعہ سے ہم ان کی کونسی خصلت و فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہی ملے گا۔

آنحضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اذا بجملة براعت نسب ہے۔ مصعب زہیری جو اپنے زمانہ کے نسب تھے (علم نسب جاننے والے) بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کے نسب میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے آپ کو کسی قسم کا عیب لگایا جاسکتا۔ کذافی الاستیعاب حضرت صدیق اشرف قریش سے اور ان کے درمیان ذی وجاہت شخص تھے زہیر بن بکار کہتے ہیں کہ حضرت صدیق ان دس اشرف قریش سے تھے جن کی شرافت و منزلت جاہلیت و اسلام دونوں میں برابر قائم رہی۔ زمانہ جاہلیت میں دیات و نادات کے فیصلہ آپ ہی کیا کرتے تھے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت صدیق زمانہ جاہلیت میں ذی وجاہت اور دوسرا قریش سے تھے اور منصب اشراق آپ کے تفویض تھا وہ منصب یہ تھا کہ جب کوئی واقعہ قتل واقع ہوتا تو قاتل و مقتول کے قبیلوں میں لڑائی جھگڑے ہونے لگتے حضرت صدیق قاتل کی طرف سے دیت کے ضامن ہوتے تب۔ یقینہ و فساد فرو ہو جاتا اور اگر حضرت صدیق کے سوا کوئی اور شخص دیت کا ضامن ہوتا۔ تب بھی یہ فتنہ و فسادات

فرد نے محمد بن اسحق کہتے ہیں کہ حضرت صدیق محبوب قوم اور اپنی قوم کی تالیف قلوب کرنیوالے شخص تھے۔ قریش کے نام و نسب سے آپ اچھی طرح واقف تھے اور ان کے واقعات خیر و شر سے آگاہ آپ تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ اور خلیفہ و نیک سیرت تھے آپ کی قوم کے لوگ آپ سے نہایت انس رکھتے تھے اور اپنے امور میں آپ سے مدد لیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ آپ خوش مجلس اور تاجر شخص تھے اور قریش کے معاملات سے آگاہ و واقف تھے۔ حضرت انس نے قصہ ہجرت میں بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق فسخ نیک سیرت تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عالم شباب میں تھے اور آپ کا کوئی ذکر و تذکرہ نہیں کیا جاتا تھا۔ (بخاری شریف)

از آنجملہ آنکے آپ کی قوت عاقلہ و قوت عاملہ نے اسلام سے کچھ زمانہ پہلے بہت سے کام کئے ہیں۔ اس وقت انساب قریش کے متعلق جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ زبیر بن بکّار سے لیا گیا ہے۔ اور انہوں نے مضعبت زبیری سے۔ انہوں نے بیک واسطہ حبیب بن مطعم سے اور انہوں نے حضرت صدیق سے اخذ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم قریش کی کیونکر بھوکرو گے حالانکہ میں بھی قریش ہی میں سے ہوں اور یہ کہ تم ابوسفیان کی کیونکر بھوکرو گے حالانکہ وہ میرے پیچھے بھاتی ہیں حضرت حسان نے عرض کیا کہ اللہ میں آپ کو ان سے جدا کر دوں گا۔ جس طرح بال آٹے سے جدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ابوبکر کے پاس جلا کر دو کیونکہ تمہاری نسبت وہ انساب قوم سے زیادہ واقف ہیں وادی کہتا ہے کہ حسان بن ثابت حضرت صدیق کی خدمت میں جا کر قریش کے انساب دریافت کیا کرتے تھے۔ الحدیث ابوعمر واسکی مدادی ہیں؟ شعر و سخن میں بھی آپ یدِ طولی رکھتے تھے۔ مگر اسلام کے بعد آپ نے اسے ترک کر دیا لکن ابوعمر کا دخی الاستیعاب فصاحت و قوت بیان میں بھی آپ پایہ عالی رکھتے تھے ابونوبث شاعر مذہبی قصہ سقیفہ بنی ساعدہ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انصار نے خلافت کے متعلق بہت کچھ طویل و طعنیں کیں حضرت صدیق نے اس وقت جو گفتگو کی وہ آپ ہی کا حصہ تھا قلندورہ آپ کی تقریر طویل نہیں تھی بلکہ نہایت مختصر تھی اور جو فقرہ اور جملے تھے وہ بالکل مناسب اور با محمل تھے یہ ناممکن بات تھی کہ حضرت صدیق تقریر کریں اور سامعین حضرت کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں اور آپ کے طبع و متقارن ہو جائیں۔ پھر حضرت صدیق کے بعد حضرت عمر فاروق نے تقریر کی اور بہت ہی مختصر بات تھی جیسا کہ حضرت صدیق سے بیعت کر لی اور پھر سب لوگوں نے آپ سے بیعت کر لی شراب حضرت صدیق نے زمانہ جاہلیت ہی سے اپنے اوپر حرام کی ہوئی تھی جیسا کہ الاستیعاب میں بیان کیا گیا ہے۔ بت کو بھی حضرت صدیق نے سجدہ نہیں کیا۔ حضرت زبیری فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق کی فضیلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ کہا ہو مذکور فی الصواعق ابن الدغنے نے اشرف قریش کے درمیان حضرت صدیق کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا کہ تم میں حضرت ابوبکر جیسا شخص نہیں مل سکتا اور نہ نکالاجا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالنا چاہتے ہو جو کم شرف چیز کو حاصل کر دیتے ہیں صلہ جمی کرتے ہیں۔ نادار بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ جہان نوازی کرتے ہیں۔ اسکی بات میں مدد دیتے ہیں۔ حضرت صدیق کے یہ اوصاف تھے کہ قریش ان میں سے ایک بات کا کبھی انکار نہ کر سکے یہی اوصاف حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بیان فرمائے ہیں۔

ازجملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ آپ نے اسلام سے پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریق محبت و فدائیت قائم کیا ہوا تھا جیسا کہ قصہ سفر شام میں مذکور ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عم بزرگ حضرت ابوطالب کے ساتھ شام گئے ہوئے تھے۔ اور پھر بنا کید ہارب واپس تشریف لائے حضرت صدیق نے حضرت بلال کو آپ کے ہمراہ کر دیا تھا اور راہب نے نان کی قسم سے کچھ نوشہ آپ کے ہمراہ کیا تھا۔ ترمذی و حاکم اسکے راوی ہیں۔ بعض احباب کو جو سخن کی تہ کو نہیں پہنچ سکتے اس قصہ میں باہن وجہ تردد واقع ہوا ہے کہ حضرت اسوقت صغیر سن تھے۔ اور حضرت بلال کو آپ نے بعد قبول اسلام خرید کیا تھا اور یہ واقعہ قبل اسلام کا ہے احقر عرض کرتا ہے کیا ازکیائے قوم کے واقعات عجیبہ نہیں سمجھتے ہیں۔ جو ان سے ایام صغیر سن میں صادر ہوئے مانا کہ حضرت بلال اسوقت حضرت صدیق کے غلام نہ تھے مگر حضرت صدیق کے ہمسایہ بنی جراح کے غلام تو تھے۔ حضرت صدیق کے اور ان کے درمیان بہت کچھ معاملات اور مراسم تھے۔ پھر کیونکر ناممکن ہو گیا کہ آپ بطور اجارہ یا بطور رعایت ہی حضرت بلال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں بھیج سکتے تھے رجب ممکن ہوا تو اس قصہ میں تردد کر نیکی کوئی وجہ نہیں !

عرض حضرت صدیق کا قبل از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واساۃ کرنا کئی قصوں میں مذکور ہے از انجملہ صحیح ترین قصہ یہ ہے۔ یمن بن نهران سے روایت ہے کہ حضرت صدیق نے حضرت خدیجہ کے معاملہ میں اختلاف کیا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے ان کا نکاح کر دیا۔ (دکھا ہو مذکور فی الصواعق)

از فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ آپ نے اول بعثت ہی میں سب سے سبقت کی اور مشرف باسلام ہو گئے علمائے سیرت کا اس میں اختلاف ہے کہ اول حضرت صدیق مشرف باسلام ہوئے۔ یا حضرت علی مرتضیٰ۔ یا حضرت خدیجہ۔ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ احرار بالغین میں سے قبول اسلام میں کسی نے حضرت صدیق سے سبقت نہیں کی اور نہ حضرت صدیق سے پہلے کسی نے قریش میں سے قبول کا اظہار کیا۔ احقر اس جگہ ایک نکتہ بیان کرتا ہے وہ نکتہ یہ ہے کہ اولیت اسلام فضائل میں اسلئے محسوب ہوئی کہ حضرت صدیق نہ خود تنہا حامل اسلام ہوئے بلکہ اور لوگوں کو بھی اسلام کی ترغیب دی۔ اور بحکم الدال علی الخیر کفایہ ان تمام لوگوں کے اجر و ثواب میں حصہ لیا جو بعد کو مشرف باسلام ہوئے اور یہ بجز حرا بالغ کے جو لوگوں میں مشہور و معروف، اور سربراہ آورہ قوم ہو اور کسی سے ممکن نہیں کہ قوم میں دین کا اظہار کرے اور لوگوں کو قبول اسلام کی تحریص و ترغیب دے لہذا اول بعثت میں حضرت صدیق کا اسلام قبول کرنا آپ کے آثار میں محسوب ہوگا۔ گو اولیت حقیقیہ میں اختلاف واقع ہوا ہو۔ انہی یہ ہے کہ حضرت صدیق کے قبول اسلام کا سبب کئی دفعہ تائید غیبی ہوئی۔ چنانچہ خود آپ نے بیان کیا ہے ایک روز آپ زمانہ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شاخ بھکی اور آپ کے سر سے آگئی آپ یہ واقعہ دیکھتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ اس اثنا میں اس شاخ سے آپ کے کان میں آواز پہنچی کہ فلاں وقت میں ایک پیغمبر ہوگا چاہیے کہ تم اسوقت سعادت مند ترین لوگوں

میں سے بوجاد حضرت صدیق فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ذرا واضح طور پر کہو یہ پیغمبر کون شخص ہوگا اس کا نام کیا ہوگا اس شاخ سے آواز آئی کہ اس کا نام محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے وہ میرے الیف و حبیب ہیں اس کے بعد میں نے اس درخت سے معاہدہ کیا کہ جب آپ مبعوث ہوں تو مجھے اس وقت بھی آگاہ کرنا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس درخت سے پھر آواز آئی کہ اے ابن ابی النجاذ اب کو شش کا وقت ہے سعی کرو کہ کوئی شخص تم سے پہلے سبقت نہ کرے۔ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ابوبکر میں تمہیں اللہ اور رسول کی طرف بلاتا ہوں میں نے جواباً عرض کیا اللہم اذک رسول اللہ بعثک بالحق سرا مجا منیل اور ایمان لے آیا۔ دوسرا قصہ آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ قبل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی روشنی آسمان سے نکل کر خانہ کعبہ پر گری جس سے مکہ کے تمام گھر روشن ہو گئے پھر وہ تمام روشنی جمع ہو کر میرے مکان میں بھر گئی اور میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ اس خواب کی تعبیر میں نے ایک یہودی عالم سے پوچھی اس نے کہا یونہی پریشان خیالات ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد میں تجارت کے لئے نکلا اور بحیرہ روم سے میں نے اسکی تعبیر پوچھی۔ اُس نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں قریش میں سے ہوں۔ کہا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان ایک پیغمبر بھیجے گا تم اُس کی زندگی میں اُس کے وزیر ہو گے۔ اور اُس کے بعد اسکے خلیفہ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے عرض کیا ہر ایک نبی نے اپنی نبوت پر کوئی نہ کوئی دلیل قائم کی ہے۔ آپ کی نبوت پر کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھی اور جس کے متعلق یہودی عالم نے کہا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور بحیرہ روم سے میں نے عرض کیا آپ کو اس کی خبر کس نے دی فرمایا جبریل نے میں نے کہا بس تو میں آپ سے کوئی دلیل طلب نہیں کرتا بجز اس کے کہ میں کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنْكَ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کی نسبت فرمایا کہ میں نے کسی شخص کو اسلام کی دعوت نہیں دی مگر یہ کہ اس نے توقف و تردد کیا بجز ابوبکرؓ کے کہ میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے اُس کی تصدیق کی اور کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ قصہ امد و اوقات کتب خصائص میں مذکور ہیں اور دلالت کرتے ہیں کہ قوت عاقلہ میں آپ کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ قشہ حاصل تھا جب حضرت صدیق اسلام قبول کر چکے تو آپ کی تحریص و ترغیب دلانے سے بخار قریش میں سے ایک جماعت نے اسلام قبول کیا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق نے اسلام قبول کیا تو معا آپ نے اس کا اظہار کیا اور لوگوں کو قبول اسلام کی تحریص و ترغیب دلائی۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں جہاں تک مجھے علم ہے آپ کی تحریص و ترغیب سے حضرت عثمان بن عفان۔ زبیر بن العوامؓ۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاصؓ۔ طلحہ بن عبید اللہؓ نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنکر نماز پڑھی۔ اس جگہ احقر ایک نکتہ عرض کرتا۔ ہے وہ یہ کہ یہ افراد نجائے قریش سے تھے اور ہر ایک فرد بطون قریش سے اوسط بطن تھا حضرت عثمان غنیؓ اور نبی امیہ سے تھے۔ حضرت زبیرؓ اوسط بنی اسد سے۔ حضرت سعدؓ حضرت عبدالرحمنؓ اوسط بنی زہرہ سے

حضرت طلحہ و زید بن عرقہ سے دریافت کیا کہ بعثت میں ان لوگوں کا اسلام قبول کرنا کفر و شرک کی قوت و تیزی کا ایک لخت گھٹ جانا تھا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت صدیق نے ابتدائے اسلام میں ترقی اسلام و مسلمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت میں چالیس ہزار درہم خرچ کئے ہشام بن عروہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق مشرف باسلام ہوئے اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے آپ نے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور راہ خدا میں صرف کئے۔ ابو عمر و حاکم اس کے راوی ہیں چنانچہ آخر زمانہ بعثت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کے حق میں فرمایا کہ ”بحیث مال اور بحیثیت صحبت کے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر ہیں۔“ (بخاری شریف)

نیز فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں کہ ہم نے اُس کی مکافات نہ کر دی ہو۔ بجز ابو بکر کے کیونکہ اُن کے احسان ہم پر اس قدر ہیں کہ قیامت کے دن اللہ ہی ان کی مکافات کرے گا مجھے کسی کے مال نے نفع نہیں پہنچا یا جتنا کہ ابو بکر نے مال نے نفع پہنچایا ہے (ترمذی)

غلامان قریش میں حضرت صدیق نے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ یہ ساتوں غلام توحید و تصدیق ہیں میں راسخ القدم تھے۔ اور اُس لئے ان کے آقا انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ انہیں میں بلال اور عامر بن فہیر تھے۔ ابو عمر و اس کے راوی ہیں۔ ابو محمد بن اسحاق نے۔ یہ سب روایت کیا ہے کہ آپ کے والد ابو قحافہ نے آپ سے کہا کہ تم ان کمزور غلاموں کو خرید کر کیوں کر آزاد کرتے ہو۔ آپ نے کہا میں صرف لوجہ اللہ آزاد کرتا ہوں۔ اس کے بعد لوگ بیان کرتے ہیں کہ فاما من اعطی و اتقنی و صدق، الحسنی سے لیکر آخر سورہ والیل کی آئیں سحر حضرت صدیق کے اور کسی کے حق میں نازل نہیں ہوئی ہیں۔ محمد بن اسحاق نے غرائب مسلمین پر جو دستم کے باب میں اس مضمون کو مفصل بیان کیا ہے۔

جب آیہ کریمہ فاصدع بما توصل نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ جماعت قریش پر توحید کا اظہار کریں اور شرک کا ابطال حضرت صدیق نے عرض کیا کہ قریش کا تعصب اس وقت اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ مجرمان کلمات کے سننے کے درپڑ ایذا ہو جائیں گے۔ آپ مجھے حکم کیجئے کہ یہ خطبہ قریش کو میں سنا دوں۔ عرض حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق نے قریش کو ایک عجیب خطبہ سنایا جس میں انہوں نے آپ کو کیلیا تکلیفیں نہ دیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان دشمنوں کے جو دستم سے خلاصی مل گئی۔ ریاض النضرہ میں یہ قصہ نہایت تفصیل سے لکھا ہوا ہے۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا اور اس کا پڑھنا دفتر عشق کی شرح کرنا ہے۔

کئی دفعہ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے۔ اور ہر دفعہ حضرت صدیق آپ کے سینہ سپر ہوتے رہے۔ اس کے متعلق ہم اس جگہ معروف دو باتیں واقعات لکھتے ہیں۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے مشرکین کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ آیا اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں کپڑا لگا رکھا پھانس لیا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے حضرت صدیق اس وقت آئے اور اس کو دفع کیا اور کہنے لگے۔ اذقتلون صاحباً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم۔ اخرجه البخاری۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے لگے یہاں تک کہ آپ کو خونی آگے حضرت صدیق آئے اور کہنے لگے اذقتلون صاحباً ان یقول ربی اللہ ان یقول ربی اللہ ان لوگوں نے کہا یہ کون شخص ہے کسی نے کہا کہ مجنون ابن قحطافہ ہے اخرجه للحاکم، اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ مشرکین قریش مسجد کرام میں بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے اور اسکا جواب ان کو بتوں کے حق میں فرمایا کرتے تھے، اسی اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ یہ لوگ آپ کی طرف بڑھے اور پوچھا کہ آپ ہی ہمارے بتوں کے حق میں یہ باتیں کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح جب کفار آپ سے کچھ پوچھتے تو آپ سچ ہی فرماتے یہ سنتے ہی یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے۔ اسی اثنا میں کسی نے حضرت صدیق کو خبر دی کہ جا کر اپنے صاحب کی خبر لو۔ حضرت صدیق آئے تو دیکھا کہ لوگ آپ کو گھیرے ہوئے ہیں آپ نے کہا اذقتلون صاحباً ان یقول ربی اللہ تو اب یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے اور حضرت صدیق پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت صدیق جب یہاں سے واپس ہوئے تو آپ کے سر کے بالوں کا یہ حال تھا کہ جو بال چھوٹے تھے سر سے الگ نظر آتا تھا اور سب کہتے جاتے تھے۔ تبارکت یا ذا الجلال والاكرام ابو عمرو اسکے راوی ہیں۔ غرض اسی طرح کئی دفعہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کی ایذا رسانی کو دفع کرتے رہے۔ قصہ ہجرت میں مذکور ہے کہ جب کوئی آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھتا تو آپ کہتے تھے۔ اذقتلون صاحباً ان یقول ربی اللہ (آخرجه البخاری)، زوجہ ابی لہب کے قصہ میں مذکور ہے کہ جب سورہ تہمت یا ابی نازل ہوئی تو ابولہب کی زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے ایذا ہوئی اور حضرت صدیق سے کہنے لگی کہ تمہارے صاحب نے ہماری ہجو کی ہے۔ حضرت صدیق نے کہا آپ شاعر نہیں ہیں جو تمہاری ہجو کرتے (آخرجه البیہقی)، ایک دفعہ مشرکین جمع ہوئے اور ایک محضر نامہ لکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر معاہدہ کیا اس تنگ وقت میں حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اسی واقعہ کے متعلق حضرت ابوطالب کا یہ شعر ہے۔

وہم رجعوا سہل ابن بیضا راضیاً
فشر ابوبکر بہ و محمد

صحابہ کرام میں سب سے پہلے جس نے مسجد بنائی اور اپنے اسلام کا اعلان کیا اور مشرکین درپے ایذا تھے وہ حضرت صدیق تھے۔ یہاں تک کہ آپ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ابن الدغنے آپ کے اور قریش کے درمیان پٹا اور قریش سے عہد لیا کہ وہ آپ کو ایذا نہ دیں۔ مگر آپ پر توکل غالب آیا اور آپ نے ابن الدغنے کی ہمت لگی کر دیا اور کہا انی اراہا بیک جوراً لظاہر ضی بجوار اللہ غرض آپ اسلام کا اعلان اور ہجرت قرآن میں مشغول ہوئے (آخرجه البخاری فی حدیث طویل)

از جملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ اعلیٰ کلمۃ اللہ کی عرض سے غلبہ فایس و روم کے متعلق قریش سے شرط کی

کہ روم فارس پر غالب آئے گا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب فارس و روم کے درمیان جنگ ہو رہی تھی۔ مسلمان چاہتے تھے کہ روم غالب ہو۔ اس لئے کہ وہ اہل کتاب تھے اور مشرکین چاہتے تھے کہ فارس غالب ہو اس لئے کہ وہ مشرک تھے۔ مسلمانوں نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا آپ نے فرمایا فارس کو شکست ہوگی۔ حضرت صدیق نے مشرکین سے اس کا ذکر کیا مشرکین نے کہا اچھا آپ اسکی کچھ مدت مقرر کریں تاکہ اگر روم غالب آئے تو ہم اتنا مال دینگے اور اگر ہم غالب آئے تو اس قدر مال آپ کو دینا ہوگا۔ حضرت صدیق نے پانچ سال مقرر کئے مگر پانچ سال تک بھی روم غالب نہ آئے حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا آپ نے فرمایا تم نے دس سال سے کم کیوں مقرر نہ کئے اس کے بعد روم کو غلبہ حاصل ہوا اسی کے متعلق سورۃ روم کی یہ آیات نازل ہوئیں تھیں۔ **الْعَاقِبَةُ لِلرُّومِ** فی ادنی الامراض وہم من بعد علیہم سیغلبون **لِلّٰہِ** الامر من قبل ومن بعد یومئذ یفرح المؤمنون بنصری **لِلّٰہِ** یعنی اب تو روم مغلوب ہو گئے پھر کچھ برسوں کے بعد غالب آئیں گے اللہ ہی کا حکم ہے پہلے بھی اور پچھلے بھی روم کو غلبہ ہوگا۔ جس دن کہ مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہو رہے ہوں گے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں چنانچہ پہلے روم مغلوب ہو گئے اور پھر کئی برسوں کے بعد غالب آئے۔ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر کہ روم کی فتح ہوئی۔ جنگ بدر کے دن ملی حاکم اس کے راوی ہیں۔ ازانچہ یہ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما رہے۔ روزانہ حضرت صدیق کے مکان پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو دین اسلام پر پایا اور یہ کہ ہم پر کوئی ایسا دن نہیں گذرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام ہمارے غریب خانہ میں تشریف نہ لائے ہوں۔ **اخرجہ المجتہد فی قصۃ الحجۃ** ازانچہ یہ ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا تو حضرت صدیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے نکاح میں دیا۔ اور اس خاص رعایت کے ساتھ جو ادب کا اعلیٰ نمونہ تھی حبیب مہربانی عودہ روایت کرتے ہیں کہ جب ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت محزون ہوئے۔ حضرت صدیق حضرت عائشہ صدیقہ کو لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کا غم غلط کرے گی۔ کیونکہ اس میں حضرت خدیجہ کی بعض اوصاف بھی ہیں۔ حضرت صدیق نے یہ آپ سے مکرر عرض کیا لیکن آپ اختلاف کرتے رہے الحدیث **اخرجہ المجتہد** حاکم و خود ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس قصہ کو بیان کیا ہے آخرش یہ کہ حضرت صدیق نے عرض کیا کہ یا رسول آپ کو کون امر مانع آتا ہے کہ آپ اپنے اہل کے پاس جائیں فرمایا۔ ہر حضرت صدیق نے ساڑھے بارہ اذقیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے یہ اذقیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس بھیج دیے۔ اور شب کو اسی مکان میں آپ میرے پاس آئے جس میں آج تک میں ہوں ابو عمرو اور حاکم اسکے راوی ہیں)

از جملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو سب سے پہلے اس کی تصدیق حضرت صدیق نے کی حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو معراج ہوئی اور ایک شرب بھر میں مسجد اقصیٰ تک آپ کو سیر کرائی گئی تو صبح آپ نے لوگوں سے اس کا بیان کیا تو بہت سے لوگ جنہوں نے آپ کی تصدیق کی ہوئی تھی مرتد ہو گئے اور حضرت صدیق کے پاس دوڑے گئے اور قصہ بیان کیا آپ نے کہا میں ایک دن یا ایک رات میں اس سے بھی زیادہ مسافت طے کر نیکی تصدیق کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں تو تصدیق آسمانی خبر کی وجہ سے کرتا ہوں اس لئے آپ کا نام صدیق رکھا گیا۔ ابو عمر و اور حاکم اس کے راوی ہیں۔ از انجلیہ ہے کہ جب آنحضرت صلی علیہ وسلم نے موسم حج میں اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کیا کہ آپ کی مدد کر کے سعادت و عزت حاصل کریں تو اس قسم کے ہر ایک موقعہ پر حضرت صدیق آنحضرت کے شریک حال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سوال و جواب کرتے رہے چنانچہ المریاض النضرۃ میں یہ تمام واقعات بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ مذکور ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ تب بھی حضرت صدیق آپ کے رفیق سفر تھے۔ اس سفر میں حضرت صدیق نے رفاقت کو اس درجہ کمال کے ساتھ انجام دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثانی اثین از ہانی الغار سوس ذکر فرمایا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حملی الی دار الحجۃ کے ساتھ آپ کی مدح کی اور تمام مسلمانوں کی درمیان شائع ہوئی یہ قصہ بھی بخاری شریف میں مفصل مذکور ہے۔

از جملہ فضائل حضرت صدیق غزوہ بدر میں شریک ہونا یہ پہلا غزوہ تھا جس میں اسلام کو فتح حاصل ہوئی لہذا جمع غزوات پر اسے خاص فضیلت و امتیاز حاصل ہے۔ حضرت صدیق کو اس غزوہ میں نمایاں خصوصیات حاصل ہوئیں۔ اور آپ کے فضائل دو بالا ہو گئے اول یہ کہ آپ اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیمہ میں تھے۔ دوم یہ کہ اس روز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الہی میں دعا کی اللہم انی اشکک عہدک و وعدک اللہم ان شئت لم تعبد تو حضرت صدیق نے جانب غریب سے آواز عظیم قبول سن کر عرض کیا یا رسول اللہ بس کافی ہے یعنی آپ کی دعا قبول ہوئی اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہوئے جنگ کے اس کلام کے معنی نکلے نیہنم الجمع و یرون الدبر احقر کے نزدیک یہ ہیں کہ حضرت صدیق کو الہام کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقرون باجابت ہوئی اور یہ صورت از جملہ ان واقعات کے ہے کہ جن میں صحابہ کرام کو الہام نے وحی سے سبقت کی اور پھر اسی کے مطابق وحی نازل ہوئی بلکہ درحقیقت ہی الہام وحی ہوا بانی طریق کہ جب صحابہ کرام کو الہام کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بفراسست صادقہ جان لیا کہ یہ خاطر جانب غریب سے تھا کہ مدبر السموات والارض نے القا کیا پس بفراسست صادقہ وحی باطنی تھی جیسا کہ قصہ اذان میں روئے صادقہ عبد اللہ بن زید اور عمر فاروق کی رائے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت اسنصواب عطا فرمائی۔ اسی طرح لیلۃ القدر میں ایک جماعت صحابہ کرام کی خواب برآپ نے اعتماد کیا الی غیر ذلک من الودائع۔ سوم یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے برآمد ہو کر متوجہ کاہنہ ہوتے۔ تو لشکر ممینہ جس میں حضرت میکائیل تھے حضرت صدیق کے سپرد کیا۔ اور لشکر دسیرہ جس میں حضرت اسرافیل تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے۔ کہ جنگ بدر کے دن میں کنوئیں سے پانی نکال رہا تھا کہ میں نے ایک تخت آندھی آتی دیکھی ایسی آندھی میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر آندھی دب گئی۔ اس کے بعد ایک

اور آندھی اٹھی۔ اس جیسی آندھی بھی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بحر اس کے کہ یہ آندھی پہلی کے شبیہ مگر شدت میں اس سے کم تھی۔ یہ پہلی آندھی وہ تھی جس میں حضرت جبریلؑ ایک ہزار فرشتہ لیکر اترے تھے اور مینہ میں شریک ہو گئے اسی میں شریک ہو گئے اسی میں حضرت صدیق بھی تھے اور دوسری آندھی میں حضرت میکائیلؑ ایک ہزار فرشتہ لیکر اترے تھے اور یہ میسرہ میں شریک ہوئے۔ میسرہ ہی میں میں بھی شریک تھا پھر ایک اور آندھی اٹھی اور اس میں حضرت اسرافیلؑ ایک ہزار فرشتہ لے کر اترے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا اور وہ مجھے لیکر دڑائیں گرنیکے قریب ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نیچے گرنے سے بچالیا اور میں سیدھا ہو گیا پھر میں نے قوم کے ساتھ نیزہ بازی کی جس سے بغل خون آلودہ ہو گئی (حاکم اس کے راوی ہیں)

(چہارم) یہ کہ جب اسیران بدر لائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ان کے بارے میں مشورہ کیا اور حضرت صدیق کو اس میں پورا اختیار دیا دھتے کہ آپ کی رائے پر ہی عمل کیا، اور حضرت عیسیٰ کے ساتھ آپ کو شبیہ دی گو آخر الامر میں حضرت عمر فاروق کی رائے غالب رہی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن اساری بدر کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آپ لوگ ان کے بارے میں کیا صلاح دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے عرض کیا کہ آپ اس وقت بکڑیوں کے جنگل میں ہیں ان لڑکیوں میں آگ لگا کر ان لوگوں کو اس میں جھونک دیجئے۔ حضرت عباس نے کہا اللہ آپ سے قطع رحمی کرے یعنی آپ بڑے سخت دل ہیں، حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی گردنیں مار دیجئے یہ لوگ آپ کے دشمن ہیں انہوں نے آپ کی تکذیب کی ہے۔ حضرت صدیق نے فرمایا انہیں، یہ تو آپ کے قبیلہ اور آپ کی قوم کے لوگ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کی مثال ان کے اگلے بھائیوں جیسی ہے جن کی نسبت حضرت نوح علیہ السلام نے کہا تَابَ لَا تَدْرُکُ عَلٰی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَرِیَآءًا وَّ اَہُ و حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مَن تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مَنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ عَقُوْرٌ تَا حِیْمَرٍ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اَنْ تَعْدَ بِہُمْ فَاِنَّہُمْ عِبَادُکَ وَاَنْ تَغْفِرَ لَہُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور تم تنگدست قوم ہو سو یا ان سے فدیہ لے لو یا ان کی گردنیں مار دو۔ حاکم اس کے راوی ہیں ۱۰۔ انا بجلد یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضرت صدیق کو فضائل عظیمہ حاصل ہوئے اول یہ کہ حضرت حضرت صدیق نے جنگ احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اذیت دور کرنے میں غایت درجہ کوشش کی محمد بن اسحق روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن جب مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو سب آپ کے پاس جمع ہو گئے اور آپ انکے ساتھ ایک گھاٹی میں اتر گئے اس وقت آپ کے ساتھ حضرت صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی مرتضیٰ، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوامؓ، بن النہیر اور ایک ادراجعت مسلمانوں کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت صدیق سے روایت کرتی

ہیں کہ جنگ احد کے دن جب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے متفرق ہو گئے تو حضرت صدیق فرماتے ہیں سب سے پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا جب میں نے دور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور میں واپس ہوا۔ تو ایک شخص پیچھے سے آنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دھوکے میں مجھ سے جھوم گیا اور یہ ابو عبیدہ بن جراح تھے۔ الحدیث (حاکم اسکے راوی ہیں) اس متفرق ہونے سے فرار ہونا مراد نہیں ہے۔ بلکہ فوج کفار کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میں گھس آنے سے مسلمانوں کا منتشر ہونا۔ دوم یہ کہ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن لوگوں کو شمار میں لاتے تھے وہ یہی دو شخص تھے جن کا نام لیکر ابوسفیان نے پوچھا براہ بن عازب سے روایت ہے کہ ابوسفیان ہماری طرف بڑھا یعنی جنگ احد کے دن جب کہ ہم منتشر ہو گئے تھے اور پوچھا کہ کیا تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں آپ نے کہا اسے جواب نہ دو پھر پوچھا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں آپ نے کہا اسے جواب نہ دو پھر پوچھا تم میں ابن خطاب ہیں اسکے بعد ابوسفیان نے کہا معلوم ہوا یہ لوگ مارے گئے ورنہ جواب ضرور دیتے۔ یہ سنکر حضرت عمر فاروق سے نہ رہا گیا اور پکار کر کہا جھوٹا ہے تو اسے دشمن خدا ابھی اللہ نے تجھے رسوا کرنے کے لئے باقی رکھا ہے۔ (بخاری شریف)

سوم یہ کہ جنگ احد کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعاقب کفار کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت صدیق آپ کے شریک تھے۔ آیہ کریمہ الذین استجابوا للہ والرسول کے تحت میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے عروہ بن زبیر سے فرمایا کہ جنگ احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ تکلیف پہنچی اور مشرکین واپس آگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا کہ کہیں مشرکین پھوپس نہ آجائیں تو آپ نے فرمایا ان کے تعاقب کے لئے کون کون لوگ جا سکتے تو ستر شخصوں نے جانا منظور کیا جن میں حضرت ابوبکر اور زبیر بھی تھے (بخاری شریف) ازاںجملہ عروہ خندق میں لشکر دیکر ایک جانب حفاظت کے لئے حضرت صدیق کو مقرر کیا تھا۔ اسی جگہ جہاں حضرت صدیق ٹھہرے تھے بمقام غزوہ خندق ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔

ازانجملہ یہ ہے کہ غزوہ مریح را سے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں اور مریح ایک مشہور معروف چشمہ کا نام ہے جو حجاز میں واقع ہے، میں جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منافقین نے متم کیا اور باتیں کہیں جو ناگفتنی تھیں یہ لوگ طرح طرح کی ذلتوں میں مبتلا ہوئے اور جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ کی برائے میں توفیق کیا۔ مستحب ہوئے اور حضرت صدیق کو اس واقعہ میں فضائل نمایاں حاصل ہوئے بوجہ چند اول یہ کہ اس واقعہ ہو شریبا میں حضرت صدیق سے کمال انقیاد و تسلیم اور فدائیت ظہور میں آئی۔ حضرت عائشہ سے اس واقعہ افک کے متعلق روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے اور تشدد کے بعد فرمایا کہ اے عائشہ مجھے تمہاری نسبت ایسی ایسی خبر ملی ہے اگر تم اس معاملہ میں بری ہو اللہ تمہارا براۃ نازل کرے گا اور اگر تم سے اس میں کچھ لغزش ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ منہ بخشش مانگو وہ تمہاری بخشش کرے گا۔ کیونکہ جب کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے اور پھر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی

توبہ قبول کرتا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مقولہ پورا کر چکے تو میرے آنسو یہاں تک خشک ہو گئے کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے اپنے والد حضرت صدیق سے کہا میری طرف سے جواب دو آپ نے کہا میں کیا جواب دوں واللہ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (بخاری شریف)

دوم یہ کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ کی برأتہ نازل ہوئی تو اس برأتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق ہی شامل ہوئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ اس لئے کہ معاذ اللہ واقعہ انک اگر متحقق ہوتا تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت صدیق کا دامن بے لوث نہیں رہ سکتا تھا کیونکہ اس قسم کے امور میں صاحب فراش اور والد عورت بھی مدد ملتا اور مورد ننگ و عار سمجھا جاتا ہے سوم یہ کہ مسطح بن اثاثہ کو حضرت صدیق کچھ دیا کرتے تھے بوجہ شرکت انک فہمت آپ نے اس کا وظیفہ بند کر دیا تو اس باب میں آیت نازل ہوئی۔ وَلَا يَأْتِلْ اَوْ لَوْ الْفَضْلَ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُوَفَّوْا لِي الْقُرْبَى الْاَبِيهِ حضرت عائشہ صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق مسطح بن اثاثہ کو بوجہ قرابت کچھ دیا کرتے تھے وہ آپ نے بند کر دیا اور کہا واللہ اب میں اسکو کبھی نہ دوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا يَأْتِلْ اَوْ لَوْ الْفَضْلَ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَلِي غُفُورٍ رَحِيمٍ حضرت صدیق نے کہا کیوں نہیں میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے۔ پھر آپ نے وظیفہ جاری کر دیا اور کہا واللہ اب کبھی موقوف نہیں کروں گا (بخاری شریف) حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت صدیق سے یوں خطاب کرتا ہے کہ ہم نے تمہیں فضل و کثرت اور صلہ رحمی عطا کی سو تم مسطح پر تلافی کر دو۔ کیونکہ اسے تم سے قرابت حاصل ہے اور نیزہ صاحب ہجرت و تنگدستی ہے۔ (ذکر الواحدی فی الوسیط)

از جملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ حدیبیہ کے دن بھی آپ کے فضائل و مناقب ظاہر ہوئے اور ان سے آپ کی فضیلت دو بالا ہو گئی اول یہ کہ جب حضرت صدیق کا عروہ بن مسعود جو صلح کرانے کی غرض سے آیا ہوا تھا، کے ساتھ مذاکرہ ہوا تو آپ نے اسے بری طرح جھڑک دیا برا بھلا کہا تاکہ مسلمانوں کی قوت ظاہر ہو۔ چنانچہ اس پر فائدہ مرتب ہوا کہ عروہ بن مسعود نے قریش سے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمکنت اور آپ کی مدد و نصرت کے لئے ان کی سرگرمی بیان کی اور آخر کو صلح ہو گئی وہ مذاکرہ یہ تھا کہ عروہ بن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کہ کہہ رہا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اگر آپ اپنے گردہ کا استیصال کریں تو آپ نے اس سے پہلے کسی عرب کا واقعہ سنا ہے۔ جس نے اپنے گردہ کا استیصال کیا ہو میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اب کی دفعہ جنگ کی تو میں اس لوگوں کے منہ دیکھ رہا ہوں جو لڑائی کے وقت بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس پر حضرت صدیق نے اُسے جھڑکا اور کہا چل ناراد اپنا راستہ لے کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم لڑائی کے وقت بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے عروہ بن مسعود نے کہا یہ کون ہیں کہا ابو بکر صدیق عروہ بن مسعود نے کہا اگر آپ کا چہرہ پر کوئی احسان نہ ہوتا اور میں نے آپ کو اس کا بدلہ بھی نہ دے دیا ہوتا تو میں آپ کو ضرور اس کا جواب دیتا۔ وہم یہ کہ اسی صلح حدیبیہ کے

متعلق حضرت عمر فاروق کا خون جمعیت جوش میں آیا تو ان کے سوالوں کا جواب حضرت صدیق نے یہودی ہی دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا نسبت تھی اور کہ یہ علوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کے صدیق کے نفس میں کہاں تک منطبع و منعکس ہو گئے تھے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں عرض کیا تو پھر کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن ناحق پر فرمایا کیوں نہیں میں نے عرض کیا تو پھر ہم کیوں دینی معاملہ میں سچی کھاتیں۔ فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا نہیں اللہ میری مدد کرنے والا ہے میں نے عرض کیا۔ آپ نہیں بیان کیا کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے آپ نے فرمایا کیوں نہیں مگر کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا تو بس تم بیت اللہ میں آؤ گے۔ اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق نہیں فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن ناحق پر فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا پھر ہم کیوں دین کے معاملہ میں سچی کھاتیں۔ فرمایا بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں آپ اللہ کی نافرمانی نہیں کریں گے اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ میں نے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرمایا کرنے تھے کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے آپ نے کہا کیوں نہیں مگر کیا آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ ہم اسی سال بیت اللہ کا طواف کریں گے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو بس تم خانہ کعبہ میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اس جبرأت کے کفارے میں بہت سے نیک کام کئے (بخاری شریف) سو یہ کہ پھر آئندہ سال اختیار جنگ یا صلح کے متعلق مختلف مشورہ دیئے گئے اور آخر الامر حضرت صدیق کے مشورہ پر بات قرار پائی۔ قصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے قریب ایک سال بعد قبیلہ خزاعہ سے ایک جاسوس بھیجا ہوا تھا کہ وہ قریش کی جمعیت اور طاقت کی خبر لائے اور خود بھی بیت اللہ کی طرف روانہ ہو گئے آپ کے حدیثیہ پہنچنے سے پہلے جاسوس واپس ہوا اور بتقام غدیر الاشطا آپ کو ملا اس نے بیان کیا کہ قریش نے بڑی جمعیت اکٹھی کی ہے۔ اور مختلف قبیلے کے لوگوں کو جمع کیا ہوا ہے۔ وہ ضرور آپ سے لڑیں گے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے مانع آئیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ پھر آپ لوگ کیا مشورہ دیتے ہیں۔ کیا میں پہلے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوں جو مجھے خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے مانع آئیں گے۔ پس اگر وہ لڑیں گے تو ہمارے حال کی مشرکین کو خبر نہیں والا ہم ان سے تعرض نہ کریں گے۔ حضرت صدیق نے کیا یا رسول اللہ آپ تو خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لئے نکلے ہو آپ کو خانہ کعبہ کی طرف چلیں۔ اگر ہمیں کوئی روکے گا۔ اور مانع آئیگا۔ تو ہم اس سے لڑیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اللہ کا نام لیکر چلو (بخاری)

اسی طرح غزوہ خیبر میں بھی حضرت صدیق شریک تھے اور مقتضائے سیرت و عادت آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کہ آپ ان کے ساتھ معاملہ منظر الامارت رکھتے تھے۔ امیر لشکر کئے گئے۔ اگرچہ آخر الامر میں خیمبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حصوں میں خیمبر کے حضرت صدیق کو روانہ کیا آپ نے جنگ میں بہت کچھ سعی و کوشش کی مگر فتح حاصل نہ ہوئی حاکم اسکے راوی ہیں از انجملہ یہ ہے کہ سر یہ بنی فزارہ پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو امیر کیا سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو ہم پر امیر بنا کر بنی فزارہ کی طرف روانہ کیا ہم گئے اور بنی فزارہ کے ساتھ لڑے یہاں تک کہ ہم ان کے پانی کے قریب پہنچ گئے اب ہم کو حضرت صدیق نے شب گزارنے کا حکم کیا۔ بعد نماز صبح ہم نے پھر قتل و غارت شروع کیا اور دشمن کے بہت سے آدمی مارے گئے اور جو کچھ رئیس تھے وہ بھاگ اٹھے جن میں لڑکے بچے اور عورتیں بھی تھیں یہ لوگ پہاڑ پر چڑھنا چاہتے تھے کہ میں نے انہیں تیر مارا اور تیر دیکھ کر یہ کھڑے ہو گئے۔ بعد ازاں میں انرا اور گھیر کر حضرت صدیق کے پاس لے آیا ان میں بنی فزارہ کی ایک عورت تھی اور اسکے ساتھ ایک لڑکی تھی نہایت حسین یہ لڑکی حضرت صدیق نے غنیمت میں مجھے دیدی اور مدینہ طیبہ جا کر یہ لڑکی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کی نذر ہے میں نے اسے چھو اتنا کہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو مکہ بھیج دیا۔ ان مسلمانوں کے فدیہ میں جو مشرکین مکہ کو پاس اسیر تھے۔ (حاکم اسکے راوی ہیں)

از انجملہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک آفاق کو نامے لکھے اور انکی تبلیغ کے لئے آپ نے ایک جماعت کو روانہ کیا۔ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کو اس کے لئے کیوں روانہ نہیں کرتے اس کے جواب میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں بخین کی فضیلت بصراحت مذکور ہے حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں آفاق میں لوگوں کو روانہ کروں کہ وہ لوگوں کو فرائض و سن کی تعلیم کریں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین کو روانہ کیا تھا۔ عرض کیا گیا آپ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کو اس کام کے لئے کیوں روانہ نہیں کرتے فرمایا میں ان سے بے پرواہ نہیں ہوں وہ دین میں میرے بمنزلہ آنکھ کان کے ہیں حاکم اس کے راوی ہیں از انجملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق مصالح مسلمین کے بارے میں شب در روز مشورہ کرتے رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حسب مشورہ عمل فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس نے آیہ و نسا و رحم فی الامر کی تفسیر میں ہم کی تفسیر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق سے کی ہے حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب کو امور مسلمین میں حضرت صدیق سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ میں بھی اس وقت آپ ہی کے ہمراہ ہوتا تھا امام احمد اس کے راوی ہیں عبدالرحمن بن شعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے اور حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ جب آپ دونوں کسی مشورہ میں جمع ہو جاتے ہیں تو میں آپ کی مخالفت نہیں کر سکتا

امام احمد - اسکے راوی ہیں ازاں جملہ یہ کہ حجب ازواج مطہرات نے ایک کر لیا اور سورہ تحریم نازل ہوئی تو ہمیں کلمہ صالح المؤمنین اسے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابوامامہ نے قرآن تعالیٰ فان اللہ نکھو مولاہ وصالح المؤمنین کے تحت میں بیان کیا ہے کہ صالح المؤمنین سے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق مراد ہیں و حاکم اس کے راوی ہیں، اسی کا شاہد حدیث نعمان بن بشیر ہے کہ حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حاضر ہوئے سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کی آواز سن چکے تھے۔ اندر جاتے ہی آپ حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف بڑھے اور قریب تھا کہ انہیں ماریں اور کہتے لگے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز بلند کرتی ہو۔ ابو داؤد اسکے راوی ہیں۔ ازاں جملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمان سر میں نہایت سعی و کوشش کیا کرتے جیسا کہ قصہ حضرت حفصہ میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کا افشا نہیں کر سکتا (بخاری شریف)

ازاں جملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق بہر خیر و نیکی میں سبقت کرتے تھے یہاں تک کہ صحابہ کرام کے درمیان آپ سابق الی الخیر کے لقب سے مشہور تھے اور یہ بکثرت واقعات سیما بت آیا ازاں جملہ یہ ہے کہ جب جمعہ کے روز شام کا قافلہ آیا اور لوگ مسجد سے اٹھ کر اس قافلہ میں چلے گئے یہ غلہ کا قافلہ تھا۔ اور صرف تھوڑے سے لوگ رہ گئے۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ اس درمیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ مدینہ سے قافلہ آیا لوگ خبر ملتے ہی اس قافلہ میں چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ انہیں باقی لوگوں میں حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی تھے۔ ترمذی اسکے راوی ہیں ازاں جملہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صدیق کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے۔ اول یہ کہ قبل واقعہ ابوسفیان۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق کی خدمت میں آیا ابوہریرہ کا خواستگار ہوا۔ اور حضرت صدیق کے پاس آنے کی وجہ ہجرا اسکے اور کچھ نہ تھی کہ مسلمانوں کے درمیان حضرت صدیق کو امتیاز حاصل تھا محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ اول ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور گفتگو کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری صلح کی بابت کہیں۔ حضرت صدیق نے فرمایا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بعد ازاں وہ حضرت عمر فاروق کے پاس آیا۔ اور صلح کی بابت گفتگو کی حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں تو تمہاری سفارش کروں گا۔ واللہ اگر میں تم میں ایک چیونٹی کے برابر قوت پاؤں گا تب بھی تم سے جہاد کروں گا۔ دوم یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہونے لگے تو حضرت صدیق کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا احسان نے اس کے متعلق کیا کہا ہے۔ حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل مکہ لگے تو عورتیں آئیں اور گھوڑوں کے منہ پر اور ہتھیاروں کے پلو جھٹلنے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تب تم فرمایا اور حضرت صدیق سے فرمانے لگے کہ احسان نے کیا کہا ہے حضرت صدیق نے ان کے اشعار پڑھ کر سنائے۔ وہی ہندہ

عدم بتی ان لم تروا: تشریف النفع من کیفی کسداً عنی سار عن الاسرة مسرعات بلطمین بانحر النصار
 (ترجمہ) میری اولاد مرے اگر وہ نہ دیکھیں گھوڑوں کو جو مقام کدآر پر خبار اڑاتے جاتے ہوں، اور لگام سے جلدی
 کی بنا پر جھگڑتے ہوں۔ اور عورتوں کی اوڑھنیوں سے طمانچے کھاتے ہوں۔ (کدآر پہاڑی۔ باب عمرہ کی جانب)
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس جانب کا حسان نے ذکر کیا ہے اسی جانب سے مکہ میں داخل
 ہوؤ۔ حاکم اس کے راوی ہیں۔ دوم یہ کہ فتح مکہ کے دن ہی حضرت صدیق کے والد مشرف باسلام ہوئے۔ یہ خاص
 فضیلت حضرت صدیق کے والد ہی کو حاصل تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پشت کو دیکھے ہوئے
 تھے اور مشرف باسلام ہوئے۔ محمد بن اسحق بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں
 داخل ہوئے تو اولاً مسجد حرام میں تشریف لائے۔ اسی اثنا میں حضرت صدیق اپنے والد کو لیکر آئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بڑھے آدمی ہیں انہیں کیوں تکلیف دی میں ان کے پاس چلا آتا۔
 حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں نسبت
 اس کے کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سامنے بٹھلایا
 اور انکے سینہ پر ہاتھ پھر کر فرمایا اسلام لے آؤ۔ چنانچہ مشرف باسلام ہو گئے۔ الحدیث حضرت علی رضی
 سے روایت ہے کہ آیت حتی اذا بلغ أشدہ وبلغ اربعین سنة اسلم ابواہ جمیعاً
 ہاجرین میں سے یہ بات بجز حضرت صدیق اور کسی میں مجتمع نہیں ہوئی کہ اس کے والدین بھی اس
 کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اسے انکے حق میں وصیت کی ہو واصلی اس کے راوی
 ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ نسل واحد سے پنے دیے چار شخصوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجز
 ابوقحافہ حضرت صدیق اور آپ کے بیٹے عبدالرحمن اور ابوعقیق بن عبد الرحمن بن ابی بکر کے اور کسی نے نہیں دیکھا واصلی
 اس کے راوی ہیں۔ از انجملہ یہ کہ قصہ حنین میں حضرت ابو قتادہ کے متعلق حضرت صدیق کی رائے کو شرف قبولیت
 حاصل ہوا۔ واقعہ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص اپنے قتل پر شہادت پیش کرے
 اس کا سامان اس کے لئے ہے حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں لہذا میں اپنے قتل پر شہادت ڈھونڈھنے کھڑا ہوا مگر کوئی
 شخص شاید مجھے دکھائی نہ دیا۔ پھر مجھے شاید آگیا۔ اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا
 ایک شخص آپ کے جلسہ میں سے بولا اسکے قتل کے اسلحہ میرے پاس ہیں سو آپ انہیں (ابو قتادہ)
 مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت صدیق نے کہا ہر گز نہیں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گیدڑ کو آپ شیر خدا کے ہمپہ
 کر دینگے۔ اور شیر خدا کو چھوڑ دینگے۔ جو اللہ و رسول کی طرف سے لوٹا ہے حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور میرے قتل کا سامان مجھے دیدیا اس سے میں نے ایک بارغ خریدا اور میرا پہلا
 سرمایہ کھا جو میں نے جمع کیا۔ بخاری شریف، از انجملہ غزوہ طائف میں حضرت صدیق کو کئی فضیلتیں حاصل ہوئیں اول
 یہ کہ اس غزوہ میں آپ کے فرزند مجروح ہوئے اور اسی محرابت میں انہوں نے شہادت پائی۔ چنانچہ الاستیجاب
 میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر غزوہ طائف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے ہوئے تھے ایک
 تیر سے جو انہیں زخم پہنچا تھا وہ دنبل ہو گیا اور آخر کار اس میں بعد خلافت اپنے والد کے انہوں نے وفات پائی۔ دوم

یہ کہ محاصرہ حصن طائف بغیر فتح کئے واپس آنا اور یہ بشارہ و تعبیر حضرت صدیق تھا۔ محمد بن اسحق بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ بنی ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ایک خواب دیکھی کہ آپ کو کسی نے ایک پیالہ مسکہ بدیہ دیا ہوا ہے اور یہ کہ ایک مرغ نے اس پیالہ میں چونچ ماری اور جو کچھ مسکہ تھا گر گیا حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نہیں خیال کرتا کہ آج آپ کفار پر فتح پاسکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی یہی خیال کرتا ہوں ازاجملہ یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں بھی حضرت صدیق کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے اہل یہ کہ اتفاق مال میں آپ سب سے سبقت کر کے گوتے سعادت لے گئے اسلم حضرت عمر و فادق سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم مال صدقہ کریں اسوقت میرے پاس مال تھا میں نے ارادہ کیا کہ اگر آج ممکن ہوا تو میں حضرت صدیق سے سبقت لیجاؤں گا۔ لہذا میں نصف مال لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اہل و عیال کیلئے کیا چھوڑا میں نے عرض کیا اسی قدر اور حضرت صدیق کل مال لیکر حاضر ہوئے آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا عرض کیا انکیلئے اللہ و رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ اس روز سے میں نے جان لیا کہ میں حضرت صدیق سے کبھی سبقت نہیں لے جاسکتا۔ ترمذی اس کے راوی ہیں۔ دوم یہ کہ غزوہ تبوک میں لشکر کے سپہ سالار حضرت صدیق تھے اور لشکر کی امامت بھی آپ کے تفویض کی گئی تھی۔ سوم یہ کہ اثنائے راہ میں ایک روز آخر شرب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند شخصوں کے ساتھ ٹھہر گئے اور لشکر آگے چلا گیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ اگر لشکر صدیق اور فارق کی اطاعت کرے گا راہ پائے گا۔ (اسلم شریف میں یہ قصہ مفصل مذکور ہے)

نویں سال ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق کو امیر الحج مقرر کرنا

ازاجملہ فضائل حضرت صدیق یہ ہے کہ ۹ سنہ ہجری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو امیر الحج مقرر کیا۔ بعض لوگوں کو اس واقعہ میں سخت غلطی واقع ہوئی ہے انہوں نے خیال کیا ہے کہ حضرت صدیق کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روانہ کرنا حضرت صدیق کا معزول کرنا تھا۔ اور یہ غلط ہے تحقیق یہی ہے کہ امیر الحج حضرت صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت کے طور پر روانہ فرمایا "بانی طریقت کی تبلیغ سورہ برآۃ آپ کے تفویض کی تھی۔ محمد بن عسلی سے روایت ہے کہ جب سورہ برآۃ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کو امیر الحج بن کر روانہ کر چکے تھے۔ عرض کیا گیا کہ سورہ برآۃ بھی حضرت صدیق کے پاس بھیج دیں آپ نے فرمایا اسکی تبلیغ میرے اہلیت میں سے کوئی شخص کرے گا۔ ۱۰ سکے بعد آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کو طلب کیا اور پھر فرمایا سورہ برآۃ کا صدر لیکر جاؤ اور قربانی کے بعد جب کہ لوگ منیٰ میں جمع ہوں گے اعلان کروینا کہ "کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اذیکہ آج کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا لمواف کرے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے معاہدہ ہودہ اسکی مدت تک ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادبثنی پر سوار ہوئے آپ کا فرمان لیکر روانہ ہوئے۔ حضرت صدیق نے جب آپ کو

اس شان کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ امیر ہو کر آتے ہیں یا مامور ہو کر۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میں مامور ہو کر آیا ہوں دیہاں سے صاف ظاہر ہے کہ امیر الحج حضرت صدیق ہی تھے غرض دونوں گئے حضرت صدیق نے لوگوں کو حج کرایا۔ عرب اس دن بھی آپ انہیں مقامات میں قیام کئے ہوئے تھے جہاں پر کہ وہ مانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے پھر قربانی کے دن حضرت علی کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تبلیغ کی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے۔ محمد بن اسحق اس کے راوی ہیں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو بھیجا ہوا تھا کہ آپ ان کلمات کی جو اد پر مذکور ہوئے تبلیغ کریں۔ پھر آپ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو بھی روانہ کیا ابھی حضرت صدیق راستہ ہی میں کسی منزل پر آرام کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی آواز سنی اور گھبرا کر نکلے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں مگر دیکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ ہیں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام حضرت صدیق کو دیا کہ آپ حضرت صدیق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر الحج کیا ہے۔ اور حضرت علی کو حکم دیا ہے کہ وہ ان کلمات (آگے مذکور ہوں گے) کی تبلیغ کریں۔ چنانچہ ایام تشریق میں حضرت علی مرتضیٰ ان کی تبلیغ کی۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔ ان الله بئى من المشرقين ورسوله نجيحوا في الارض اربعة اشهر لا يحجب احد العام مشرك ولا يطوفن بالبيت عريان ولا يدخل الجنة الا مومن پھر جب حضرت علی مرتضیٰ کی آواز بیٹھ گئی تو حضرت صدیق ان کلمات کا اعلان کرنے لگے۔ علاوہ ازیں اس شبہ کا زوال حضرت صدیق کے اس خطبہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ جو آپ نے موسم حج میں پڑھا۔ اور نسائی شریف میں مذکور ہے۔ از انجمله یہ کہ حجۃ الوداع میں بھی حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آنحضرت کا توشہ اور خزانہ سفر حضرت صدیق کے اونٹ پر تھا اسوجہ سے بھی حضرت صدیق کو خاص عزت حاصل ہوئی اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت صدیق کا توشہ اور خزانہ سفر ایک ہی اونٹ پر تھا۔ اثنائے راہ میں کوہ عرج پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تناول طعام کے لئے اتر گئے اور اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جانب حضرت عائشہ اور ایک جانب حضرت صدیق بیٹھ گئے اور میں اپنے والد کی جانب بیٹھ گئی اور ہم لوگ حضرت صدیق کے غلام کا انتظار کرنے لگے جو اونٹ پر توشہ وغیرہ لئے چلا آتا تھا۔ (الحديث حاکم اس کے راوی ہیں)

از انجمله یہ ہے کہ اپنے مرض وفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق پر اسقدر عنایت و لطف فرمایا کہ اس سے زیادہ عنایت و لطف کرنا متصور نہیں ہو سکتا اور آخرش یہ کہ امامت نماز آپ کے تفویض فرمائی جس سے حاضرین نے جان لیا کہ آپ خلیفہ آنحضرت ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت پر حضرت صدیق کو خلیفہ بنانے کا یہی معنی ہیں۔ چنانچہ ابو عمر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد حضرت صدیق کو اپنا خلیفہ کر گئے کیونکہ آپ نے بہت سے واضح دلیلوں اور طریقوں سے ظاہر ثبات کر دیا کہ آپ حضرت صدیق سے اس معاملہ اختلاف میں کہاں تک محبت والیت رکھتے ہیں۔ بطریق تعریف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف حضرت صدیق کا اظہار فرمایا جو بجائے خود بمنزل تصریح کی ہے۔ پھر بعد

وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو فضیلت خاص شخص کو حاصل ہوئی وہ ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دفن ہونا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل کے ساتھ ذکر کیا جانا جیسا کہ حضرت ابن عباس نے آیہ **وَفَعَّلْنَا لَكَ ذِكْرًا** کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے اور وہ خاص فضیلت ہے کہ شیخین جمیع صحابہ کرام سے ممتاز ہوئے یہ بیان تھا حضرت صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کرنے اور تحمل اعبائے نبوت کا اب اس جگہ مناسب ہے کہ ہم دو نکتوں کا بیان کریں۔

نکتہ اولیٰ در بیان محل اعباء نبوت

جاننا چاہیے کہ بعد زمانہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال مکہ معظمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں تشریف فرما رہے مگر معظمہ میں تیرہ سال تک، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے خصوصیت کرتے اور تبلیغ اسلام میں ان سے طرح طرح کی اذیت دیکھ کر برداشت فرماتے رہے اور دس سال مدینہ طیبہ میں اقامت فرما کر اسلام کی تعلیم فرمانے رہے کلمۃ اللہ کا اعلان کرتے رہے۔ کبھی بذریعہ صلح اور کبھی بذریعہ جنگ و حرب پس جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت باسعادت میں رہ کر آپ کی مجاہدات و مخاطبت سے فائز ہو کر ان لوگوں کی نسبت جو ہنوز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت باسعادت سے مستفیض نہیں ہوئے تھے انواع و اقسام کے فضائل حاصل کرتے رہے۔ پس اس قاعدہ کے مطابق جو شخص کہ اور لوگوں سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت و مدد کرتا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واقعات کو دیکھتا اور ان کی برکات سے مستفیض ہوتا گیا وہ ان لوگوں سے افضل ہوا جنہوں نے کہ اس وقت تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت و مدد نہیں کی ہوئی تھی اور آپ کی برکات سے مستفیض نہیں ہوئے تھے، اس قاعدہ کے مطابق حاجی قرآن مجید میں ہاجرین اولین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ **لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ انْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلْ أُولَئِكَ اعْظُمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ انْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا** الایہ اسی فضیلت اور خصوصیت کی وجہ سے مستحق خلافت ہاجرین اولین سمجھے گئے نہ غیر ہاجرین اولین اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فضیلت اور خصوصیت میں اول و اقدم تھے۔ حضرت ابوذر را نے قصہ مخاضہ حضرت صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کے حق میں فرمایا تھا۔ **هَلْ انْتُمْ قَارِئُونَ لِي مَا حَبِیْ اَنِیْ قُلْتَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَیْسَ کُمْ جَمِیْعًا قُلْتُمْ کَذِبًا وَقَالَ** ابو بکر صدیق (بخاری شریف)

نکتہ ثانیہ اس امر کو بیان میں کہ شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محل اعباء نبوت میں اول و اقدم کون تھا

اس ہذا شاہد اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و برداشت اعبائے نبوت میں اول و اقدم کون تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چند کلمات ہیں جو آپ نے اپنے اخیر خطبہ میں بیان فرمائے اور بروایت مسندین حضرت بطریق حضرت ابوہریرہ - حضرت ابوسعید خدری - حضرت ابن عباس - حضرت ابن مسعود اور جندب وغیرہ سے روایت کیے گئے ہیں اور وہ چند فقرے یہ ہیں - مالا حد عندنا ید الا قد کافینا ما خلدا ابابکر فان له عندنا یداً یکافیہ اللہ بہ لیوم القیمۃ وما نفعتی مال احدٍ قط ما نفعتی مال ابی بکر ولو کنت متخذاً اخایلد من الناس لا اتخذت ابابکر خلیلاً الا ان صاحبکم خلیل اللہ اور ایک روایت میں ہے ان من امن الناس علی فی صمیمتہ وہ اللہ ابابکر حضرت جندب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ خطبہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات بیان فرمائے - آپ کی وفات سے پانچ شرب پہلے سنا تھا حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ یہ کلمات آپ نے اس اعلان کے بعد فرمائے تھے جس میں آپ نے اپنی وفات کی خبر دی تھی اور وہ اعلان یہ تھا - ان اللہ خیر عبد ابی بن ولین ما عند اللہ فاخترنا ما ذاک العبد ما عند اللہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات حضرت صدیق کے اعمال و افعال کا بیان مکمل ہیں اور یہ کہ وہ عند اللہ مقبول ہوئے - اس جگہ ایک نکتہ لطیف جاننا چاہیے وہ یہ کہ مدح و تعریف کا مدار صرف ان افعال و اعمال کے صادر ہونے پر نہیں ہے جو ترقی دین کے باعث ہیں - بلکہ درحقیقت مدار مدح اس پر تھا کہ حضرت صدیق ان اعمال و افعال کے ذریعہ اقصاد سے مقاصد سے فائز اور جو کچھ چاہتے تھے حاصل ہوا - ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

حضرت صدیق کا ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت با

سعادت میں رہنا

حضرت صدیق ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت باسعادت میں رہتے تھے اور خلوت و جلوت اور خوشی و ناخوشی ہر قسم کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک حال رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کے ساتھ خاص عنایت و توجہ اور بقیہ کام فرماتے تھے اس کے متعلق جو قدر واقعات و قصص میں ہماری یہ کتاب ان سب کی گنجائش نہیں رکھتی مگر بھلائے مالا یدہ ذلک لایترک کلہ مناسب ہے کہ ہم اس کا تھوڑا بہت بیان ضرور کریں - حضرت علی رضی سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق کو دفن کرتے ہوئے بیان کیا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں خیال کرتا تھا کہ ابابکر آپ کے صاحبین کے پاس پہنچا نئے گا - اور یہ اس لئے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں آیا ابوبکر عمر بھی گئے اور میں داخل ہوا تو ابوبکر عمر بھی داخل ہوئے -

حضرت ابوہریرہ رضی نے قصہ تکلم ذنب و تکلم بقرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے و تکلم ذیب و تکلم بقرہ کا قصہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابوبکر عمر اس پر ایمان لائے ہیں - اس وقت حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق مجلس میں موجود نہ تھے - بخاری و مسلم حضرت انس روایت کرتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوتے اور ہماجرین و انصار بیٹھے ہوتے اگر ان میں حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق

بھی ہوتے تو بجز حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے اور کوئی اونچی نگاہ نہیں کرتا تھا۔ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بے تکلف نگاہ کرتے اور تبسم کرتے تھے اور آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ آپ کے دائیں بائیں تھے اور آپ ان دونوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے ہوئے تھے اسوقت آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائیں جائیں گے۔ (ترمذی) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین کون شخص تھا فرمایا حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق۔ حضرت عمر بن العاصؓ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے، سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ حضرت صدیقؓ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ وزیر کے تھے تمام امور میں آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقؓ سے مشورہ کرتے تھے حضرت صدیقؓ اسلام میں غار میں اور جنگ بدر کے دن خیمہ میں آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے شخص تھے اور بعد وفات بھی حضرت صدیقؓ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے شخص ہیں۔ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقؓ پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔ حاکم اس کے راوی ہیں۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ اگر میں قسم کھا کر کہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو ایک ہی شہر و طینت سے پیدا کیا تو میں اپنی قسم میں صادق و بار آورنگا۔ سمنہودی نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا مجمل بیان کیا ہے کہ ہر شخص کا مدفن وہیں ہوتا ہے جس جگہ کی مٹی اس کی شہر و طینت میں ہوتی ہے۔ فقیر کہتا ہے خدا اس کے لئے دنیا اور آخرت میں ہو جائے، یہ الفاظ مع دعا خود شاہ صاحب فرماتے ہیں محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا صحیح محمل یہ ہے کہ شہر و طینت اصل کیلئے متعارف ہوتی ہے پس اس اثر (قول تابعی) کے معنی اس حدیث الامداداح جنود مجندۃ فما تعارف منها ائتلاف کے مطابق ہیں یعنی آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی روحیں قبل از وجود خارجی ایک جگہ میں تھیں اور بعد از انتقال بھی ایک جگہ ہیں۔ اور یہیں گی اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ارواح کو اللہ تعالیٰ نے گردہ گردہ پیدا کیا پھر جوارح اسوقت جس سے متعارف ہوئی دنیا میں بھی وہ اسی سے مانوس مالوف ہوئی۔ ابو عمر والاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام سے جو حضرت صدیقؓ کو آگے جا رہے تھے فرمایا تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سے افضل ہے۔ نیز ابو عمر نے الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ جب آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم مترسواروں کے ساتھ جواہل مدینہ اور بنی سہم سے تھے بریدہ اسلمی سے بلاتی ہوئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا تمہارا نام کیا ہے انہوں نے عرض کیا بریدہ حضرت صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر آپ نے فرمایا ہاں کام بن گیا اور درست ہو گیا یہ آپ نے بریدہ کے لفظ سے تفاضل کیا جو برو سے مشتق ہے اور برو کے معنی خنکی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم کس قبیلہ سے ہو عرض کیا اسلم سے آپ نے حضرت صدیقؓ سے فرمایا سلیمان یعنی ہم سلا م کے اسکے بعد آپ نے فرمایا کس بطن سے ہو عرض کیا بنی سہم سے آپ نے فرمایا حنن سہم یعنی تمہارا تیر نکلا دیا تمہارا حصہ غنیمت نکلا، اسی طرح جنگ ھند کے دن حضرت صدیقؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اوجب طلحہ طلحہ نے اپنے لئے واجب کر لی یعنی جنت پس اس قسم کے امور میں آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقؓ کی طرف مباحثت و ملاطفت فرمانا تو خاص کا باعث تھا جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ واللہ اعلم۔

قوت عقلمی میں حضرت صدیق کو انبیاء علیہ السلام کیساتھ تشبیہ حاصل ہونا

جاننا چاہیے کہ جب فیض الہی کسی کے نفس ناطقہ میں درود کرتا ہے تو اس کا اثر اسکی ذات میں مختلف صورتوں اور طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہی حال حضرت صدیق کا تھا کہ فیض الہی آپ کے اندر کئی طریقوں اور پیراؤں سے ظہور سے میں آیا۔ روایات صادقہ کا دیکھنا جو حصول سعادت اور نفع عام کا باعث ہے اور یہی حال انبیاء علیہ السلام کا ہے کیونکہ واقعات آئندہ کا انعکاس طبائع ذکیہ میں بدوں ان دو وجہوں کے ممکن نہیں بوجہ رسالت اور یا بوجہ تشبیہ بانبیاء علیہم السلام یہاں تک کہ بسا اوقات کاہن دیشن گوا بھی اسی تشبیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ انہیں روایات صادقہ میں سے حضرت صدیق کا وہ خواب ہے جو آپ کے مشرف باسلام ہونیکا باعث ہوا۔ انہیں میں سے آپ کا وہ خواب ہے جو ملک شام کے امیروں کے کھینچنے کا باعث ہوا۔ انہیں میں سے وہ خواب بھی ہے جو حضرت عمر فاروق کو آپ کے خلیفہ بنانے کا باعث ہوا اور ان کا مفصل بیان خالی از طوالت نہیں۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ قریب بایام ہجرت حضرت صدیق نے خواب دیکھا کہ ماہتاب آسمان سے اتر کر لٹھا مکہ میں آیا اور اسکی روشنی سے تمام دشت و بیاباں روشن ہو گیا بعد ازاں ماہتاب آسمان کی طرف خود کر کے مدینہ میں اتر ا اور بہت سے ستارے بھی اسکے ساتھ ساتھ متحرک ہوئے۔ اسکے بعد ماہتاب نے پھر مکہ کی طرف رجوع کیا اور بحرین سے ساٹھ گھروں کے زمین مدینہ اسی طرح روشن رہی اور ماہتاب کے آنے سے زمین حرم پھر منور ہو گئی اور آخر پھر وہ ماہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے مکان میں شگاف زمین میں پوشیدہ ہو گیا اور لعینہ خارج میں بھی اسی طرح واقع ہوا۔ دوم آپ کا تعبیر خواب صحیح و درست کہنا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کی تعبیر حضرت صدیق سے استفسار فرمایا کرتے تھے۔ محمد بن اسحق غزوہ طائف کے قصہ میں بتا کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک پیالہ مسکہ آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا گیا ایک مرغ ڈاس پیالہ میں چرچ ماری جس سے سارا مسکہ گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے اسکی تعبیر پوچھی آپ نے عرض کیا میں نہیں خیال کرتا آج آپ بنی ثقیف پر فتح پا سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بہت سی کالی بکریاں دیکھیں اور پھر دیکھا کہ بہت سی سفید بکریاں آنکر ان میں اگر لگتی ہیں حضرت صدیق سے آپ نے فرمایا اسکی تعبیر کو عرض کیا اس سے مراد یہ ہے کہ عرب آپ کی اطاعت کرینگے اور ان کے بعد عجم بھی آپکی اطاعت کرینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتہ نے بھی صبح ہی تعبیر کی ہے ابن ہشام نے زوائد السیرۃ میں بتا دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں حلو اکھایا جو مجھے لذیذ معلوم ہوا جب میں اسے نگلنے لگا تو خلق میں جا کر پھنس گیا۔ اور علی نے ہاتھ ڈال کر نکال لیا حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اس سے مراد ستر یہ ہے کہ جس وقت آپ لڑائی پر پہنچیں گے اور اس سے آپ کو بعض دہ شے حاصل ہوگی جو آپ کو محبوب ہوگی اور بعض کے متعلق کچھ اعتراض ہوگا پھر حضرت علی کو آپ بھیجیں گے اور وہ جا کر اس اعتراض کو اٹھا دیگے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے تین چاند خرابیں دیکھے جو حجرے میں آئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ میرے حجرے میں دفن

کئے گئے تو حضرت صدیق نے فرمایا تمہارے اُن تین چاندوں میں سے ایک اور بہتر چاند آپ تھے امام مالکؒ اس کے راوی ہیں (اور باقی دو چاند شیخین جو آنحضرت ﷺ کے دائیں بائیں مدفون ہوئے) ترجمہ) اس طرح خالد بن ولید کے قصہ میں روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخ کے کنارے پر ہیں اور دوزخ اس قدر وسیع ہے کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے کہ وہ کس قدر وسیع ہے اور ان کے باپ انہیں دوزخ میں دیکھ رہے ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ ان کی کمر بکڑے ہوئے ہیں اور انہیں دوزخ میں گرنے نہیں دیتے یہ خواب انہوں نے حضرت صدیق سے بیان کی آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے چاہیے کہ تم آنحضرت ﷺ علیہ السلام کی اتباع کرو کہ تم عنقریب اسلام میں آئیو گے اور تمہیں دوزخ سے بچائے گا۔ اور تمہارا باپ دوزخ میں جائے گا۔ پھر یہ آنحضرت ﷺ سے ملاقی ہونے اور مشرف باسلام ہو گئے (راخسہ ابو عمرو فی الاستیعاب)

سوم آپ کی فراموشی کا آنحضرت ﷺ کی فراموشی سے مطابق ہونا حضرت حید بن المسیب سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی اسلم کا ایک شخص حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور اپنی طرف اشارہ کر کے بیان کیا کہ یہ کجخت و نامراد آپ کا نام مانگا ہے (مفعل شایع زنا کاری کا مرتکب ہوا) حضرت صدیق نے اس سے پوچھا کہ تم نے اور کسی سے بھی اس کا ذکر کیا ہے اُس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر توبہ کر لو اور کسی سے ذکر نہ کرو۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لے اور تمہارے گناہ کو پوشیدہ رکھے مگر اُس شخص کی طبیعت قابو میں نہیں رہی یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں بیان کیا آپ نے پوچھا جواب دیا جو حضرت صدیق نے دیا تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ علیہ السلام کی خدمت میں آیا آپ نے تین دفعہ حسب عادت منہ پھیر لیا چوتھی دفعہ آپ نے اس کے گھر کہلا بھیجا کہ اسے کچھ بیماری یا جنون تو نہیں انہوں نے کہا واللہ یا رسول اللہ یہ صبح و شام درست ہے آپ نے پوچھا یہ کنوارا ہے یا بیابا عرض کیا کہ اسکی شادی ہو چکی ہے۔ غرض یہ شخص رجم کیا گیا۔ امام مالک اس کے راوی ہیں چہارم حضرت صدیق کا آنحضرت ﷺ کا مقصود اور آپ کے کلام مرعوز کی غرض پہچاننا یہاں تک کہ حضرت صدیق صحابہ کرام کے درمیان اعلم مشہور ہوئے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری نے آنحضرت ﷺ علیہ السلام کے قول اَبَا عَبْدِ خَيْرٍ اللہ اَحْرِثَ کے تحت میں بیان کیا ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب اہل مکہ نے آنحضرت ﷺ کو مکہ سے نکالا۔ حضرت صدیق نے کہا اِنَّا شَرُّوْا اِنَّا الْبُئْرُ الْجَعُوْہُ ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے سو عنقریب یہ ہلاک ہونگے۔ بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی اِذْ لِلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ بَا نِعْمٍ ظُلْمُوْا اِنَّ لِلّٰہِ عَلٰی نَصْرِهِمْ نَقْدًا۔ حضرت صدیق فرمانے لگے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس آیت میں اِذْ قَاتِلْ ہے و نجبم حضرت صدیق کو جوابت خفیہ کا مکاشفہ ہونا جیسا کہ جنگ بدر کے موقع پر حضرت صدیق کا آنحضرت ﷺ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنا جبکہ مناشد تک علی ربک کہ آپ کا اللہ تعالیٰ کو قسم دلانا آپ کو کافی ہے انہیں مکاشفات میں سے یہ امر ہے کہ حضرت صدیق نے حضرت عائشہ صدیقہ کو کچھ زمیں دی مگر آپ حضرت صدیق کی حیات میں اُس پر قابض نہ ہو سکیں وصیت کرتے وقت حضرت صدیق نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ اگر تم اسوقت اس زمین پر قبضہ کرو تو بہتر ہے ورنہ پھر میرے بعد وہ دارتوں کا حق ہو گا اور وہ تمہارے دو بھائی۔

اور دو پہن ہیں حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا میری ایک ہمشیرہ تو اسمار ہیں اور دوسری فرمایا تمہاری دوسری ہمشیرہ بنت خارجہ کے شکم میں ہے کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ان کے شکم میں لڑکی ہے۔ چنانچہ بعد کو حضرت ام کلثوم تولد ہوئیں۔ (د آخرجہ مالک فی الموطاء)

قوت عملیہ میں حضرت صدیق کو انبیاء علیہم السلام کیساتھ تشبیہ حاصل ہونا

اسی طرح قوت عملیہ میں بھی حضرت صدیق کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبیہ حاصل تھا اسکے شواہد بھی بکثرت ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ آج تم میں روزہ دار کون ہے حضرت صدیق نے عرض کیا میں۔ پھر فرمایا تم میں سے آج مسکین کو کس نے کھانا کھلایا ہے۔ حضرت صدیق نے عرض کیا میں نے، پھر فرمایا آج تم میں سے مریض کی عیادت کس نے کی ہے۔ حضرت صدیق نے عرض کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جمع ہوئیں چھلتیں کسی شخص میں مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ شیخین اسکے راوی ہیں۔ نیز حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو جنت چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے دو دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اہل صلوة باب صلوة سے اہل جہاد باب الجہاد سے اور اہل صیام باب الریان سے اور اہل صدقہ باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفاہ ابی وامی کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم انہیں لوگوں میں سے ہو۔ شیخین و ترمذی اسکے راوی ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند بھائیوں کے ربوہ حضرت صدیق کو اپنے اہل و عیال سے بمقتضائے شہرت کچھ ٹال پھینچا۔ آپ نے قسم کھالی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ گھر کے لوگ اور بھائی اس سے گھبرائے اور ان سب نے قسم کھالی کہ اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ جب ان سب نے بھی قسم کھالی تو غایت الہی پہنچی اور آپ کے دل میں نفقہ قسم کا داعیہ وارد ہوا اور جنن لیا کہ یہ داعیہ کس منبع سے جوش زن ہوئے عرض قسم تو طردالی اور قسم کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر دو چار لقمہ تناول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بزیر یادت برکت طعام طہر کر دیا کہ اس قسم کا توڑ نامرضی الہی کا باعث تھا اور داعیہ نفقہ منبع فیض سے جوش زن ہوا اللہ تعالیٰ اپنے دستوں کے ساتھ اس قسم کے عجیب واقعات ظہور میں لایا کرتا ہے بخاری شریف میں یہ قصہ مفصل مذکور ہے، الاستیعاب میں ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس جب شہید ہو گئے تو بعض صحابہ کرام نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ وصیت کر رہے ہیں کہ ان کی زرہ فلاں شخص کے پاس ہے اس سے لیکر وہ فروخت کر دی جائے قصہ مفصل اور بیان کیا جا چکا ہے۔ (قصہ مفصل اور بیان کیا جا چکا ہے) آخر میں یہ کہ جب تم مدینہ پہنچو تو خلیفہ رسول اللہ کو میری طرف سے کہنا کہ مجھ پر اس قدر قرض ہے یعنی وہ ادا کر دیا جائے اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں حضرت صدیق نے ان کی وصیت کو جائز رکھا اور ہمیں نہیں معلوم کہ ثابت بن قیس کے سوا حضرت صدیق نے اور کسی کی بھی اس قسم کی وصیت کو نافذ کیا ہو۔

حضرت صدیق کا صفائی قلب سے متصف ہونا

حضرت صدیق کی صفائی قلب، ہمارے زمانہ میں اُسے طریقت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اشرف کلمات فی التوحید قول ابی بکر الصديق سبحان من لم يجعل لخاصته سبيلاً الا بالعجز عن معرفته کہ سبحان من لم يجعل لخاصته سبيلاً الا بالعجز عن معرفته کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کا راستہ خلق کو سب سے نہیں بتلایا کہ وہ اس کی حقیقت وکنہ دریافت کرنے سے عاجز رہے۔ اُسکے بعد شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ان الصفات الصديق ان ارادت صرفيا على التحقيق که طریقت و حقیقت طریقت صدیق ہی اگر صوفی حقیقی کو دیکھنا چاہو بات یہ ہے کہ طریقت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اصل طریقت یہ ہے کہ دل اغیار کی طرف سے منقطع ہو اور فرع یہ کہ دل حُرّت دنیا سے خالی ہو اور یہ دونوں صفتیں حضرت صدیق میں موجود تھیں۔ لہذا آپ امام اہل طریقت تھے انتہی کلام اس کے بعد حضرت جنید بغدادی نے ان دونوں صفتوں کے حاصل ہونے پر شواہد نقل کئے ہیں۔ صفت اول کے حصول پر حضرت صدیق کے اس خطبہ کو شاید گردانا ہے جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد کہا اور جس کا پہلا فقرہ یہ ہے۔ الا من كان يعبد محمداً فان محمداً قدامت الحمار صفت دوم کے حصول پر اس قصہ کو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مال صدقہ کرنے کا حکم کیا تو حضرت صدیق اپنا کل مال لیکر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا ابو بکر اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا عرض کیا اللہ و رسول کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ الصديق من ذاق خالص محبة الله يشغل الله من طلب الدنيا وحش من جميع البشر کہ حضرت صدیق وہ شخص تھے جنہوں نے محبت الہی کا ذائقہ چکھا ہوا تھا یہی ذائقہ انہیں طلب دنیا سے بے پرواہ کرتا تھا۔ اور لوگوں سے متوحش کرتا تھا اور یہ غایت درجہ لازم محبت کا خاصہ ہے۔

حضرت صدیق کا توکل و توسل

آپ کا توکل اس درجہ تھا کہ لوگ آپ کی عیادت کے لئے آئے رواقہ مرض وفات کا ہے اور کہا گیا ہم لوگ آپ کے لئے طبیب لائیں جو آپ کا معالجہ کرے فرمایا اشارہ ذات باری کی طرف تھا طبیب مجھے دیکھ رہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا پھر طبیب نے کیا کہا فرمایا (انی فعال لما ارید) یعنی میں کر نیوالا ہوں جو چاہوں گا (ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں) واقعہ صدقہ مال جو ابھی مذکور ہوا ہے آپ کے اعلیٰ توکل کا نتیجہ تھا کہ سب مال لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہو گئے اور اہل وعیال کے لئے بھی کچھ چھوڑا اور آپ کے توسل کا یہ حال تھا کہ آپ کے غلام نے آپ کو دودھ پلایا۔ بعد ازاں اس دودھ کے متعلق کچھ شبہ ظاہر ہوا تو آپ نے منہ میں انگلی ڈالی اور استغفار کر کے دودھ نکال ڈالا جیسا کہ احیاء العلوم میں مذکور ہے۔ بیت المال کے معاملہ

میں آپ کی احتیاط اس درجہ تھی کہ بیت المال سے ملا ہوا مال جو کچھ آپ کے پاس عند الوفات باقی تھا وہ سب بیت المال میں واپس کر دیا۔ دی والک عن عائشہ والحسن بن علی رضی اللہ عنہما بالفاظ منفردہ، اسی طرح عبادات میں بھی آپ احتیاط کرتے تھے حضرت ابو قتادہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق نے استفسار فرمایا کہ آپ و ترکب پڑھتے ہیں عرض کیا ادل شب میں، حضرت عمر فاروق سے استفسار سے فرمایا آپ نے عرض کیا اخیر شب میں فرمایا آپ نے (حضرت صدیق سے) اسل کو لے لیا۔ اور آپ نے حضرت عمر فاروق سے اقرت کہ ابو داؤد و امام مالک اسکے راوی ہیں۔ ادل شب و ترکب لینے میں احتیاط تھی کہ اگر تہجد کے وقت نہ اٹھ سکے تو ترغضا ہو جائینگے۔ دعا حضرت صدیق کی یہ تھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی الْحَقُّ حَقًّا وَاَسْرَافَتْنِیْ تَابِعًا وَاَسْرَافَتْنِیْ الْبَاطِلُ بِاطْلَاءِ وَاَسْرَافَتْنِیْ اجْتِنَابًا فَلَا تَجْعَلْ مَشْتَهًیَّیْ فَاَتَبِعَ الْمَوْیَ اَکْذَابِیْ اَحْیَاءَ الْعِلْمِ

کف اللسان زبان کو بری باتوں سے روکنا

حضرت صدیق اپنے دہن مبارک میں آپ فکر رکھا کرتے تھے تاکہ آپ کو زیادہ گفتگو کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے (احیاء العلوم) ایک روز حضرت عمر فاروق حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے کہا جانے دیجئے اللہ آپ کی مغفرت کرے گا۔ حضرت صدیق نے فرمایا اس نے مجھے بہت سے ہمالک میں ڈالا ہے امام مالک اس کے راوی ہیں (احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ ایک قصہ ذکر کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت صدیق خراب میں دیکھے گئے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ زبان نے مجھے بہت سے ہمالک میں ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا میں نے اس سے کلمہ طیبہ پڑھا اسلئے اس نے مجھے جنت میں داخل کیا۔

آپ کی توضیح کا یہ حال تھا کہ جب آپ یزید بن سفیان کو امیر شام کر کے روانہ کرنے لگے تو آپ انہیں رخصت کرنے کے لئے تھوڑی دور تک پیدل گئے اور یزید بن سفیان سو رہے۔ یزید بن سفیان نے عرض کیا۔ یا آپ سوار ہو جائیے یا میں اتر جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں یہ اپنے چند قدم اللہ کی راہ میں شمار کرتا ہوں امام مالک اس کے راوی ہیں۔ آپ کی شفقت آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں کسی شارب الخمر کو پکڑتا ہوں تو دست رکھتا ہوں کہ اللہ اسکے عیب کو چھپائے اور اگر سارق کو پکڑتا ہوں تو دست رکھتا ہوں کہ اللہ اسکے عیب کو چھپا لے۔ (احیاء العلوم)

آپ کا مقام رضا، ایک روز حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضرت جبریل ماسوق آئے اور کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے کہ آج میں ابو بکر کو ایک محل اوڑھے ہوئے دیکھتا ہوں۔ فرمایا اے جبریل انہوں نے اپنا سارا مال قبل فتح مکہ مجھ پر خرچ کیا حضرت جبریل نے عرض کیا اللہ ان پر رحم بھیجتا ہے اور کہتا ہے ان سے پوچھو کہ تم اس فقر میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش۔ حضرت صدیق نے عرض کیا میں اپنے پروردگار سے ناراض ہو سکتا ہوں۔ میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں۔ تین دفعہ (احزابہ الواقدی والبعثی،

لبند عزیز جداء، ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎

حضرت صدیق کا اپنے ارادہ کی نفی کرنا

ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق فرمایا کرتے تھے کہ وائٹ میں نے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی اور نہ ظاہر و باطن میں کبھی اس کا طالب ہوا۔

آپ کا زہد

رافع بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صدیق کے ساتھ سفر کو گیا اسوقت آپ کے پاس ایک فہ کا چادر تھا۔ جسے آپ سوار ہوتے وقت کانٹے سے ہلکا کر اپنے اوپر ڈال لیتے تھے اور جب کہیں اترتے تو میں اور آپ اسی چادر کے کو اوڑھنا کرتے تھے یہی وہ چادر ہے جس کی وجہ سے اہل اذان نے آپ کو عیب لگایا اور کہنے لگے کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑوں میں کانٹے لگانوالے شیخین سے بیعت کریں۔ ابن ابی شیبہ اس کے راوی ہیں۔ قرب وقات کا واقعہ ہے کہ آپ کے پاس ایک کپڑا تھا، آپ نے فرمایا اس کپڑے کو دھولینا کیونکہ اس پر کسوم اور زعفران کا رنگ ہے اور پھر دھو کر اور دواور کپڑے ملا کر مجھے کفن دینا حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا کیوں یعنی نئے اور اور جدید کپڑے ہیں کیوں نہ کفن دیا جائے؟ فرمایا زندہ آدمی مردہ کی نسبت نئے کپڑے کا زیلہ محتاج ہوتا ہے۔ اور مردہ تو چند دنوں کے بعد گل مٹ جاتا ہے۔ (انام مالک اس کے راوی ہیں)

آپ کا خوف و خشیت

ضحاک سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت صدیق نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھا ہوا دیکھا فرمایا اے پرندہ تجھے خوشخبری ہو کہ وائٹ میں دوست رکھتا ہوں کہ کاش میں بھی تیری طرح ایک پرندہ ہوتا کہ تو درختوں پر بیٹھتا ہے پھل کھاتا اور اڑتا پھرتا ہے جہاں چاہتا ہے اور تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں میں پسند کرتا ہوں کہ میں بھی راستہ کا ایک پرندہ ہوتا جسے اونٹ کھاتے اور چبائے۔ پھر یگنی کر دیتے۔ اور میں بشر نہ ہوتا راخ جہ

بن ابی شیبہ)

آپ کا عبرت حاصل کرنا

میمون بن جہران سے روایت ہے کہ ایک موٹا نازہ شکار کر کے حضرت صدیق کی خدمت میں لایا گیا آپ نے فرمایا کوئی جانور شکار نہیں کیا جاتا اور کوئی درخت قطع نہیں کیا جاتا مگر یہ کہ اُس نے تسبیح ضائع کی ہوتی ہے۔ (ابن شیبہ اسکے راوی ہیں)۔

عجب و غرور سے آپ کا بری ہونا

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اٹھلا کر اپنا کپڑا کائے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی

طرف نظر رحمت نہ کرے گا۔ حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول میرا کپڑا بھی ایک جانب لٹکا ہوا ہوتا ہے مگر میں اب عہد کرتا ہوں کہ آئندہ نہیں لٹکا کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایسا غرور یا تکبر کی وجہ سے نہیں کرتے۔ (بخاری شریف) اور ابواداد میں بایں لفظ ہے کہ اللہ نے غرور تکبر آپ سے نکال دیا ہے حضرت صدیق کا گریہ وزاری کرنا، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق بڑا گریہ وزاری کرنے والے شخص تھے اور خصوصاً جب کہ آپ تلاوت قرآن کرتے تو آپ گریہ وزاری کو ضبط نہیں کر سکتے تھے۔ اخراج البخاری فی قصۃ طویلتہ حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اسی رافق و رقت کی وجہ سے آپ کو آواز کہا جاتا تھا۔

وآپ کی خلق اللہ کو نفع رسائی، اگلی کتابوں میں آپ کی تمثیل قطرہ باراں سے دے گئی ہے کہ جہاں گرتا ہے نفع پہنچاتا ہے۔ (کما ہو مذکور فی الصحاح)

آپ اپنا کام خود کر لیتے تھے اور کسی سے سوال نہیں کرتے تھے، ابوہریرہ سے روایت ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہمارا شتر آپ کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تھی اور آپ اونٹنی کو بٹھا کر خود اٹھا لیتے لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ ہمیں فرماتے کہ ہم آپ کو ہمارا ٹھا دیتے آپ فرماتے کہ ہوسو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں لوگوں سے کسی بات کا سوال نہ کیا کروں (امام احمد اسکے راوی ہیں)

آپ کا صدق نیت ابقتادہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے فرمایا میں ایک روز تمہارے پاس سے گزرا تم اسوقت قرآن پڑھ رہے تھے مگر آہستہ آہستہ عرض کیا یا رسول اللہ جس سے میں التجا کر رہا تھا اُسے میں نے سنا دیا۔ الحدیث ترمذی اسکے راوی ہیں۔ یہ ہیں حضرت صدیق کے خاص احوال و اوصاف جہاں تک احقر کے حافظ نے اسوقت ان کی طرف مساعدت کی و القلیل انموج الکثیر والغرفۃ تلبی عن البحر الکبیر۔

حضرت صدیق کا قرآن مجید کی خدمت کرنا

اور یہی طرح پر ثابت ہے اول یہ کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت میں جملہ کاتبان وحی سے تھے جیسا کہ الاستیعاب میں ہے کہ ان لوگوں میں سے جو وحی لکھا کرتے تھے حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ دوم یہ کہ آپ جامع قرآن تھے بایں معنی کہ آپ نے قرآن یاد کیا ہوا تھا جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تہذیب میں اس امر کی تصریح کی ہے اور اس کا شاید قوی یہ امر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں امامت نماز آپ کے تفویض کی حالانکہ شریعت میں یہ امر مقرر و ثابت ہو چکا ہے لیکن مگر اقرؤکم کہ تمہاری امامت وہ کرے جو قرآن مجید اچھا پڑھنے والا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے، اکثرکم قرآن یعنی جو تم میں قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا ہو شاید دیگر یہ ہے کہ واقعہ جانکاء انتقال پر ملال جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات پر اکثر صحابہ کرام کے حافظہ نے ذہول کیا ہوا تھا دیہاں تک کہ آیات وفات صلی اللہ علیہ وسلم یاد نہیں پڑتی تھیں بجز اسکے کہ حضرت صدیق نے آہ و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم آلایہ اور آیہ انک ممیت وانہم میتون والآیہ تلاوت فرمائی اور تمام صحابہ نے اسوقت یہ آیات آپ سے سیکھیں غرض ایسے وقت میں جب کہ اس سانحہ

جانکاه کے سبب لوگوں کے حواس بجا نہیں تھے حضرت صدیق کا ان آیات کو تلاوت کرنا آپ کا حافظہ قوی ہونے کی بین دلیل ہے۔ اسی طرح آپ کا علم انساب جاننا تو تاریخ عرب سے واقف ہونا اور روایت حدیث دفن انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا آپ کے ہوش و حواس بجا و درست رہنے کے شواہد ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت صدیق کے حفظ قرآن پر ایک اور شاہد بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت صدیق نمازیں سورہ بقرہ وغیرہ بڑی بڑی سورتیں پڑھا کرتے تھے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو پورا قرآن مجید یاد تھا اور اگر بالفرض پورا قرآن مجید حضرت صدیق کو یاد نہ ہو تب بھی یہ آپ کے اجتہاد میں فادح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اجتہاد کیلئے زبان پورا قرآن یاد ہونا ضروری نہیں۔ تیسری خدمت حضرت صدیق نے بالتاس حضرت عمر فاروق قرآن کو بین الدنین جمع کیا اور یہ بہت بڑا کام تھا جس کا ثمرہ یہ مترتب ہوا کہ مشرق سے مغرب تک تمام مسلمانوں میں قرآن مجید شائع ہو گیا جو کتنی خدمت یہ تھی کہ بعض بعض مشکل مقامات کا حل کیا اور اس کی تفصیل انشا اللہ آپ کے خطبوں میں مذکور ہو گی۔

حضرت صدیق کا علم حدیث کی خدمت کرنا

اور اس کی بھی مختلف صورتیں تھیں اول یہ کہ آپ نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات سے علوم کا استفاضہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ تعلیم و عاکی درخوارت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے وہ دعا سکھائیے جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں فرمایا یہ دعا پڑھا کرو اللھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک و ارحمینی انک انت الغفور الرحیم امام احمد اور ابویعلی وغیرہ اس کے راوی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ تعلیم فرمائیے جو میں صبح و شام پڑھا کروں یعنی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو اللھم عاالم الغیب والشہادۃ فاطر السموات والارض ہا ب کل شئی وعلیک الشہدان لا الہ الا انت اعز بک من شئ نفسی وشر الشیطان وشرکم ابس ہی دعا صبح و شام پڑھا کرو۔ اور جب سونے لگو تب بھی خود آپ حضرت صدیق فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا یہ آیت نازل ہوئی ومن یعمل سوءاً یجزیہ ولا یجد من دون اللہ ولیاً ولا نصیلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کیا میں تمہیں وہ آیت پڑھ کر نہ سناؤں جو ابھی مجھ پر نازل ہوئی ہے عرض کیا کیوں نہیں۔ یا رسول اللہ آپ نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میری کمر ٹوٹ گئی یہاں تک کہ میں نے حرکت کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن ابوبکر تم اور تمہارے مسلمان بھائی اسی دنیا میں بدلہ دے دے جاؤ گے اور اور پھر تم سب قیامت کے دن اللہ سے ملو گے اور تمہارے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو گا۔ اور دوسرے لوگوں کا یہ حال ہو گا کہ ان کے گناہ جمع کئے جائیں گے اور قیامت کے دن انہیں بدلہ دیا جائے گا ابویعلی اس کے راوی ہیں حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں یا خود حضرت حذیفہ اس وقت حاضر تھے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی یا خود حضرت صدیق نے آپ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تم میں خفی

چیزوں کی چال سے بھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک ہی ہے نہ کہ غیر خدا کی عبادت کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکلک انک یا صدیق یہ ایک قسم کا محاورہ تھا جو اس قسم کے موقع پر استعمال کیا جاتا تھا یعنی تم کو تمہاری ماں کرے اے صدیق میں کہتا ہوں کہ شرک تم میں خفی ہے۔ چیزوں کی چال سے بھی کیا میں دعا سکھلاؤ جو شرک کے صغیرہ کبیرہ دونوں کو مٹا دے میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمایا ہر روز تین دفعہ یہ دعا پڑھا کرو اللہم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئا وانا علمو استغفرک لما لا اعلم پھر فرمایا یہ بھی شرک ہے کہ تم کہو مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے دیا اور خدا کا نہ دے شرک بتانا یہ ہے کہ کوئی یہ کہے اگر فلاں شخص نہ ہوتا۔ تو فلاں شخص مجھے مار ڈالتا (اخر جہ ابو یعلیٰ لہذ غریب) درم یہ کہ حضرت صدیق سے قریباً ایک سو پچاس حدیثیں روایت کی گئی ہیں اور یہ سب روایتیں محدثین نے کتب حدیث میں بیان کی ہیں اور یہ قریباً ایک سو پچاس حدیثیں حضرت صدیق کی صحبت و آئمہ اور حضور شاہد خیر کے لحاظ سے بہت قلیل ہیں مگر اس قلت و آئہ کی چند خاص وجوہات ہیں۔

وجوہات قلت روایات حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پہلا سبب حضرت صدیق سے احادیث کم روایت کئے جانے کا یہ ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف دو سال چند ماہ زندہ رہے اور پھر اس قلیل مدت میں آپ قتال مرتدین منکرین زکوٰۃ اور جہاد فارس و روم میں مشغول رہے یہی حال حضرت معاذ بن جبل وغیرہ ان فضلاء صحابہ کا ہے جنکی قابلیت و علمیت کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا مگر جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زیادہ مدت زندہ نہ رہے تو محدثین ان سے بجز چند حدیثوں کے اور کیا روایت کر سکتے تھے اور دوسرا سبب یہ تھا اور یہ مامعین کی طرف سے تھا۔ کیونکہ آپ کے حاضرین مجلس اکثر صحابہ کرام بھی تھے جو اکثر واقعات میں سماعت حدیث کے محتاج نہ تھے۔ اسلئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے ان واقعات کے متعلق احادیث سنی ہوئی تھیں اور حضرت بن بھی اس وقت بہت کم تھے جیسے کہ قیس بن حازم (مفسرین) ان لوگوں کو کہتے تھے جن کی نصف عمر کفر میں گزری ہو اور نصف اسلام میں

تیسرا سبب آپ سے احادیث کم روایت کئے جانے کا قلت واقعات ہے یعنی آپ کے سامنے اس قسم کے موقع پیش نہیں آئے۔ جن میں آپ احادیث مشرقیہ کے علاوہ اور بھی حدیث روایت کرتے، پھر سبب واقعات کے جو کچھ حدیثیں آپ نے بیان کی ہیں اپنے خطبوں میں بیان کی ہیں مرفوعاً یا موقوفاً بہر کیف جس قدر اتحاد آپ سے روایت کی گئی ہیں۔ ان کے کئی طبقہ ہیں یعنی بلحاظ اقسام اسناد حدیث کے بعض صحیح ہیں جیسا کہ حدیث مقادیر زکوٰۃ جسے امام بخاری نے نقل کیا ہے اور یہ اصح احادیث زکوٰۃ ہے اور معمول یہ و معتد علیہ ہے اور حدیث ہجرت اور اسے حدیث الرحل بھی کہتے ہیں اور حدیث نحن معاشر الانبیاء لانوث ولا نوث اور حدیث ما مایات احدنا احسن صلوة من ابن جریج امام احمد نے عبد الرزاق سے روایت کیا ہے اور اہل مکہ کہتے ہیں کہ ابن جریج سے بہتر کوئی نماز پڑھنے والا نہیں کیونکہ انہوں نے ابن زبیر سے ابن زبیر نے حضرت صدیق سے

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت جس قدر کہ کتب سنن میں اہل مکہ کا طریقہ نماز مذکور ہے وہ ابن جریر کے طریقہ نماز سے اخذ کیا گیا ہے۔

اور بعض احادیث حسن ہیں جیسے حدیث سلو اللہ لا العافیہ اور حدیث لا یدخل الجنۃ سوا ملکہ اور حدیث ما استر من استغفر اور حدیث صلواہ الا ستغفار۔ تیسری قسم کی حدیثیں وہ ہیں جو لوگوں میں دوسرے راویوں کے ساتھ مشہور ہیں اور حضرت صدیق کی روایت سے غریب واقع ہوئیں۔ اور اکثر لوگ ان کی روایت کرنے میں حرأت و سبقت کرتے ہیں۔ مثلاً حدیث اثبات قدر بروایت عبدالرحمن بن ابی بکر عن ابیہ اور حدیث الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ الحدیث بروایت ابی رافع اور حدیث من کذب علی متعمداً فلیتوا مقعداً من النار اور حدیث اتقوا النار ولو بشق تمرة اور حدیث ما بین منبری و بینتی و وضعت من ریاض الجنۃ اور حدیث شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث خروج بعض اہل النار بشفاعت شہداء اور حدیث یغفر من کان یساع فی البیع یعنی جو شخص کہ بیع و شر میں سہولت کرے بخشد یا جائے گا۔ اور حدیث من اوصی باحراق نفسی خوفاً من اللہ اور حدیث ان المیت یعذب بمکار الحی علیہ اور حدیث یدخل الجنۃ سبعون الفاً بلا حساب اور حدیث ما جاء من اسلمی اور حدیث السوالک مطہرۃ للضم اور حدیث الامتہ من من قریش وغیرہ وغیرہ ان تمام حدیثوں کو امام احمد اور ابویعلیٰ نے اپنی سندوں میں روایت کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مشکلات پیش آئیں حضرت صدیق کا ان کو دفع کرنا

جب تمام مباحث بیان کئے جا چکے تو اب جانا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کو جن مشکلات کا سامنا ہوا حضرت صدیق نے ان سب کو حل کیا اور مسلمانوں کو ان کی حیرت و تروہ سے خلاصی دی جس سے آپ کی قابلیت اور تقدم فی العلم دیگر صحابہ کرام پر مزید ثابت ہوئی۔ یہاں تک کہ یہ بات روز روشن کی طرح ہویدا ہو گئی کہ آپ نے اپنی رعیت کی تربیت منہاج و طریقہ انبیاء علیہم السلام کے مطابق کی سب سے پہلے جو مشکل پیش آئی وہ یہ امر تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی لوگوں کے دلوں میں تشویش پھیل گئی۔ بعض لوگ خیال کرنے لگے یہ موت نہیں بلکہ ایک حالت ہے جو عند الوحی ہوا کرتی ہے بعض نے بعض نے خیال کیا کہ موت منافی مرتبہ نبوت ہے اور جو لوگ نفاق پیشہ تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ دین اسلام کو زہم برہم کریں۔ حضرت صدیق ازل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر معلوم کیا کہ آپ نے اس جہان فانی سے انتقال فرمایا اسکے بعد حضرت صدیق کلمات جان فرسا را مثل و انبیاء و خلیاء و اصفیاء وغیرہ کہتے ہوئے مسجد میں آئے اور ایک بلیغ خطبہ کہا۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح پرواز کر گئی تو حضرت صدیق

اس وقت موجود نہ تھے کیونکہ اُس وقت آپ مدینہ کے گاؤں میں گئے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی آئے۔ آپ نے چہرہ مبارک پر کپڑا ڈالا ہوا تھا حضرت صدیق نے کپڑا اٹھایا اور پیشانی مبارک پر منہ رکھ کر چومنے لگے اور روتے جاتے اور کہتے جاتے تھے دبا ای انت وامی طبت حیا ومیتا آپ کی زندگی بھی پاک تھی اور موت بھی پاک ہے پھر یہاں سے واپس ہو کر حضرت عمر فاروق کے پاس آئے۔ حضرت عمر فاروق کہہ رہے تھے کہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی اور نہ ابھی وفات پا سکتے ہیں۔ جب تک آپ منافقین کو قتل نہ کریں ابن عمر کہتے ہیں کہ منافقین اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر وفات سن کر خوش ہو رہے تھے حضرت صدیق نے حضرت فاروق سے کہا ہمیشہ کی باتیں کر حضور صلعم وفات پا چکا کیا تم نے یہ بات نہیں سنی انک میت وانهم میتون وما جعلنا لبشر من قبلك الخلفا فان مت فم الخلفون ہ پھر اسکے بعد حضرت صدیق منبر پر چڑھے اور حمد و ثناء کے بعد بیان کرنے لگے کہ لوگو اگر مجھ پر ہمارے وجود کو جان لو کہ تمہارا معبود فوت ہو گیا۔ اور اگر تمہارا معبود اللہ ہے جو آسمانوں پر ہے تو وہ فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے پھر یہ آیت تلاوت کی وما محمد الا امر موصول قد خلت من قبل المرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم الا یہ آیت پڑھ کر آپ منبر پر سے اتر آئے آپ کی اس تقریر سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی اور منافقین جل گئے عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ہم لوگوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ سو آپ کی اس تقریر سے وہ پردہ اٹھ گیا۔ ابن ابی شیبہ اور اسی طرح ایک جماعت نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضایت کیا ہے۔ انہیں مشکلات میں سے ایک یہ امر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و فن اور کیفیت نماز جنازہ میں اختلاف واقع ہوا اور حضرت صدیق نے اس اختلاف کو مٹا دیا مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفنا کر سر پر رکھا گیا اور میٹل کے دن کا واقعہ تھا تو اب لوگوں نے اس میں اختلاف کیا کہ آپ کو کہاں دفن کرنا چاہیے بعض نے کہا مسجد میں دفن کرنا چاہیے بعض نے کہا آپ کے اصحاب کے ساتھ آپ کو بھی جنت البقیع دفن کیا جائے حضرت صدیق نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کی روح قبض نہیں کی گئی مگر یہ کہ اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں اس کی روح قبض کی گئی ہے اس کو جلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر استراحت اٹھایا گیا اور وہیں قبر شریف کھودی گئی اس حضر کے بعد حضرت صدیق نے لوگوں کو جوق جوق بلایا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھتے گئے مردوں کے بعد عورتوں نے اور پھر لڑکوں نے نماز جنازہ پڑھی اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کرائی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدہ کی وسط شرب کو دفن کئے گئے۔

انہیں مشکلات میں سے ایک مشکل یہ تھی کہ اسی واقعہ جائگاہ میں بہت بڑا اختلاف جو پیدا ہوا بغرض بیت حضرت سعد بن عبادہ انصاری کا قبضہ بنی ساعدہ میں محتج ہونا تھا اور یہ وہ اختلاف تھا کہ اگر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق اسے نہ مٹاتے تو مسلمانوں میں اُسی وقت سے تلوار چلتی اور دین اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

لہذا حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق ثقیف بنی ساعدہ میں گئے اور اپنے بیف بیان سے اس اختلاف کو قطع کیا۔ راویان حدیث اس بیان کے نقل کرنے میں مختلف ہیں اور ہر ایک نے اس کے متعلق کچھ یاد رکھا ہے اور کچھ نہیں منا ہے کہ ہم اس جگہ تمام روایتوں کو نقل کریں تاکہ اصل قصہ متحقق ہو جائے حضرت عمر کی روایت جس میں حضرت صدیق کی بیعت لکھنی اور یکا یک ہونیکا جواب نہیں ہے۔ اس طرح پر ہے کہ انصار نے کہا اے معشر قریش ایک امیر ہم میں سے ہو گا۔ اور ایک تم میں سے اس وقت خباب بن المنذر د انصار میں سے تھے کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ صرف میں نہیں

اس کام کے لئے کافی ہوں۔ بلکہ میرے بغیر نہیں چارہ نہیں۔ حضرت صدیق نے فرمایا ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو۔ اس وقت میں نے چاہا کہ میں کچھ گفتگو کروں مگر حضرت صدیق نے فرمایا ابھی خاموش رہو پھر آپ نے حمد و ثنا کے بعد بیان کیا اے معشر انصار! اللہ ہم آپ لوگوں کے منکر نہیں نہ ہم آپ کے حقوق کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہم آپ کے ان کاموں کا جو آپ نے اسلام کی خدمت میں کئے مگر بات یہ ہے کہ خود آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ عرب میں جو قدر و منزلت قریش کو حاصل ہے کسی کو نہیں۔ عرب بجز قریش کے اور کسی کی خلافت پر ہرگز مجتمع نہ ہونگے سو میں آپ لوگوں کو خوف خدا دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آپ تفرقہ نہ ڈالیں اور نہ اس امر کا سبب بنیں کہ اسلام میں کوئی حادثہ پیدا ہو۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ان دونوں رحمت عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح ایسے جس سے چاہیں بیعت کر لیں۔ کیونکہ یہ دونوں شخص ثقہ ہیں۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق نے کوئی بات باقی نہیں رکھی اور جو کچھ کہیں چاہتا تھا آپ نے کہہ دیا بجز اس کے کہ میں یہ بھی کہنا چاہتا تھا کہ اگر میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور یہ میرا قتل کیا جانا بھی بغیر کسی معصیت کے ہو تو یہ مجھے پسند ہے۔ اس سے کہ میں اس قوم پر امیر بنا یا جاؤں جس میں حضرت صدیق ہوں۔ آپ کے بعد میں نے بیان کیا اور معاشر انصار اور اے معاشر مسلمین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے انہی حضرت صدیق ہیں جو فاروق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور السابق المبین ہیں۔ (یعنی نیکی میں سب سے زیادہ سبقت کر لیا ہے) اس کے بعد میں نے حضرت صدیق کا دست مبارک لیا مگر مجھ سے پہلے انصار میں سے ایک شخص نے سبقت کر لی اور حضرت صدیق سے بیعت کر لی۔ پھر ان کے بعد میں نے بیعت کی اور پھر اور لوگوں نے بیعت کی لوگ کہنے لگے سعد بن ابی عبادہ! مارے گئے میں نے کہا نہیں گولی سے مارو۔ اللہ نے انہیں مارا۔ اس کے بعد ہم سب واپس ہوئے اور اللہ نے مسلمانوں کو حضرت صدیق کی بیعت پر مجتمع کیا ہوا تھا پس یہی معنی ہیں حضرت صدیق کی بیعت ناگہانی کے سوا اللہ نے ہمیں اس واقعہ کا خیر عطا کیا اور اس کے ثمر سے بچا لیا۔ پھر اب اگر کوئی اس طرح سے بیعت لے لے۔ تو اس کے لئے جائز نہیں اور نہ اس کی جو اس کی بیعت کرے بخاری و ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں اور الفاظ ابن ابی شیبہ کے ہیں)۔

حضرت ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح پر دراز کر گئی تو انصار نے مسئلہ خلافت کی بحث چھیڑی اور ہاجرین سے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک تم میں سے۔ لہذا عمر فاروق انصار کے پاس گئے اور کہا کہ اے معاشر انصار! کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر کیا آپ لوگوں میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ حضرت صدیق کے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا کہ نفوذ باللہ من ذلک ہم اس بات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم حضرت صدیق سے آگے قدم بڑھائیں۔ عبداللہ بن عون بن سیرین سے اور وہ بنی زریق کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق انصار کے پاس گئے۔ حضرت صدیق نے انصار کو مخاطب کر کے کہا کہ اے معاشر انصار! ہم لوگ آپ کے حقوق کا انکار نہیں کرتے اور نہ کسی مسلمان کو زیبا ہے کہ آپ کے حقوق کا انکار کرے یا کر سکے واللہ ہم کسی خیر کا راوہ نہیں کرتے مگر یہ کہ اس میں آپ کی شرکت کو دوست رکھنے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ عرب بجز قریش کے اور کسی کی خلافت پر راضی نہ ہونگے اس لئے کہ قریش ہی عرب میں سب سے

زیادہ فصیح و بلیغ ہیں اور انہیں کو عرب میں ہر طرح کی قدر و منزلت حاصل ہے۔ پس مناسب ہے کہ آپ لوگ حضرت عمر سے بیعت کر لیں۔ انصار نے کہا نہیں حضرت عمر فاروق نے کہا کیوں۔ انصار نے کہا اس لئے کہ ہمیں خوف ہے کہ آپ ہم پر اور دس کو ترجیح دیں گے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا اچھا حضرت صدیق کی بیعت کرو حضرت صدیق نے فرمایا نہیں آپ مجھ سے اقویٰ ہیں آپ نے کہا آپ مجھ سے افضل ہیں۔ پھر تیسری دفعہ حضرت عمر فاروق نے کہا میری قوت آپ ہی کے لئے ہے۔ بوجہ آپ کے فضل کے غرض لوگوں نے حضرت صدیق سے بیعت کر لی۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق کے انعقاد بیعت کے متعلق کچھ لوگ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس آئے آپ نے کہا تم میرے پاس آئے ہو حالانکہ ثالث ثالثہ یعنی حضرت صدیق تم میں موجود ہیں اور محمد بن سیرین کے شاگرد عبد اللہ بن عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ حضرت صدیق ثالث ثالثہ کس طرح تھے فرمایا اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہیں ثانی الثنین اذہما فی الغما فرمایا ہے۔ پس تیسرا اس میں اللہ تھا ابن ابی شیبہ اس کے راوی ہیں حضرت ابو سعید خدری کی روایت اس طرح کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو خطبائے انصار تقریریں کرنے لگے ایک شخص ہاجرین کی طرف مخاطب ہو کر یوں تقریر کرنے لگا کہ اے معاشرہ ہاجرین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں میں سے کسی کو کہیں روانہ کرتے تو ہم میں سے بھی ایک شخص اس کے ساتھ کر دیتے پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ خلافت کے معاملہ میں بھی ایسا ہی ہو کہ ایک شخص ہم میں سے امیر ہو اور ایک آپ لوگوں میں سے اسی طرح کئی خطبائے انصار نے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں اگر بعد حضرت زید بن ثابت کھڑے ہوتے اور بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاجرین میں سے تھے لہذا آپ کا خلیفہ بھی ہاجرین ہی میں سے ہو گا اور ہم لوگ اس کے اعوان و انصار ہونگے جس طرح ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعوان و انصار تھے۔ اس پر حضرت صدیق نے فرمایا اجز اکھلا اللہ خیراً ایما معاشراً الا انکم اذینت قائلکم واللہ اگر آپ لوگ ایسا نہ کرتے تو ہماری اور آپ کی صلہ کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔ ابن ابی شیبہ اس کے راوی ہیں۔ حمید بن عبد الرحمن کی روایت میں ہے کہ حضرت صدیق اولہ حضرت عمر فاروق ایک دوسرے کو کہنے لگے ہوئے انصار کی طرف گئے حضرت صدیق نے انصار سے گفتگو کی اور اثنائے گفتگو میں ہر ایک وہ امر بیان کر دیا جو انصار کے حق میں نازل ہوا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا حضرت صدیق نے فرمایا کہ آپ کو حضرت سعد کی طرف مخاطب ہو کر معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کے حق میں فرمایا ہے کہ اگر لوگ ایک وادی سے ہو کر چلیں اور انصار دوسری وادی سے ہو کر تو میں انصار کے ساتھ چلوں گا آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ آپ خود بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حق میں فرمایا تھا قریش ولا تھذا الا امر فی الناس تبع لبرھم و فاجرھم تبع لفاجرھم حضرت سعد نے کہا بیشک آپ است فرماتے ہیں نحن الزبائر و انتم الامام

پھر جب دوسرے روز بیعت عام ہوئی تو سادات اہل بیت نے آپ کی بیعت سے تخلف کیا اور یہ ایک دوسرا اشکال تھا جو پیدا ہو حضرت صدیق نے اس اشکال کو بھی محسن تدبیر اٹھایا۔ زہری حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کا وہ خطبہ سنا جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن منبر پر کہا اور حضرت صدیق خاموش بیٹھے ہوئے تھے آپ نے بیان کیا کہ میری آرزو تو یہ تھی کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اور زندہ رہتے یہاں تک کہ ہم سب کے بعد تک لیکن اب اگر آپ کا انتقال ہو گیا تو اللہ نے تمہارے آگے قرآن مجید کی روشنی رکھ دی ہے جس کے ذریعہ تم راہ پا سکتے ہو اور اسی کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ پائی۔ حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب خاص اور ثانی الشہین ہیں یہی اولیٰ ہیں کہ آپ لوگوں کے خلیفہ بنیں سوا اٹھو اور آپ کی بیعت کر لو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سفیف بنی ساعدہ میں ایک جماعت نے حضرت صدیق سے بیعت کی ہوئی تھی اور یہ بیعت عامہ تھی۔ نیز حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے تقریر کرنے کے بعد حضرت صدیق سے کہا کہ آپ منبر پر چڑھیں اور اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو منبر پر چڑھنا دیا اور لوگوں نے بیعت عامہ کی (بخاری شریف) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب حضرت صدیق منبر پر بیٹھے اور آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ نے پوچھا کہاں ہیں علیؓ؟ انصار میں سے چند لوگ اٹھے اور حضرت علیؓ کو بلالائے۔ حضرت صدیق نے فرمایا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں۔ عرض کیا نہیں یا خلیفہ رسول اللہ! در بیعت کر لی (حاکم اس کے راوی ہیں) ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ ان کے والد حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عمر فاروق کے ساتھ تھے اور محمد بن سلمہ نے حضرت زبیر کی تلوار اٹھ ڈالی تھی۔ حضرت صدیق اس کی معذرت کے لئے خطبہ کہنے کھڑے ہوئے۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ واللہ میں امارت کا حریص و طالب نہ تھا میں نے ظاہر و باطن نہ کبھی اس کی خواہش کی اور نہ اللہ تعالیٰ سے اس کے ملنے کا سوال کیا مگر بات یہ ہے کہ میں خائف ہوں کہ مسلمانوں میں کوئی حادثہ پیدا نہ ہو جائے۔ مجھے امارت سے کچھ راحت نہیں بلکہ مجھے تو ایک نہایت مشقت کے کام میں ڈال گیا ہے۔ جس کی مجھے طاقت قدرت نہیں بجز اس کے کہ اللہ میری مدد کرے اور مجھے قوت دے تو میں تو آج چاہتا ہوں کہ کوئی مجھ سے زیادہ قوی شخص اس کام کو کرے غرض جاہلین نے آپ کی معذرت قبول کی اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر نے کہا ہاں لوگ غصہ نہیں ہوئے تھے مگر اسی لئے کہ ہمیں مشورہ سے کیوں الگ کیا گیا والا ہم حضرت صدیق کی فضیلت اور بزرگی کے منکر نہیں جو آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حاصل ہے بیشک آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق الغار اور ثانی الشہین ہیں ہم آپ کی بزرگی اور فضیلت کے معترف ہیں اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امارت نما آپ کے تفویض کی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق کی خلافت قائم ہو گئی۔ تو سب سے پہلے آپ نے جس مسئلہ کی تعلیم کی وہ منصب نبوت و منصب خلافت میں تفریق کرنا۔ اور نبی و خلیفہ کے معاملہ میں تفاوت کرنا۔ اس مسئلہ کو حضرت صدیق نے متعدد مجالس میں مختلف طریقوں سے بیان کیا کہ اس کے متعلق کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا۔ قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ بعد حضرت صدیق کے منادی نے آواز دی الصلوٰۃ جامعۃ کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔ یہ پہلی نماز تھی کہ اس طرح لوگوں کو پکارا گیا اس کے بعد حضرت صدیق منبر پر کھڑے ہوئے اور خطبہ کیا یہ خطبہ تھا جو آپ نے کہا یعنی بحیثیت امارت امور خلافت جو وراثت کے بعد آپ نے بیان کیا کہ اے معاشرہ مسلمین اولاً تو میں چاہتا تھا کہ اس کام کو کوئی اور شخص ہی کرتا۔ لیکن اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ میرا مواخذہ کریں یعنی آپ یہ چاہیں کہ جس طرح آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اس کام کو کر رہے تھے میں بھی بعینہ اسی طرح اس کام کو انجام دوں تو یہ امر میری طاقت سے باہر ہے۔ اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے اور آپ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی امام احمد اس کے راوی ہیں ابوہریرہ اسلئے سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صدیق کے ساتھ سختی سے پیش آیا ابوہریرہ نے کہا کیا میں اسکی گردن ماروں آپ نے کہا نہیں نہیں ایسا مت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں دکر اُس کے پیچھے اسکی گردن ماری جائے، امام احمد اور ابو یعلیٰ نے اسے بطریق متعدد روایت کیا ہے۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق کو یا خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا گیا آپ نے فرمایا خلیفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہو میں اسی سے راضی ہوں۔ امام احمد و ابو یعلیٰ اسکے راوی ہیں۔ داسمیں اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ خلیفہ اللہ کہے جانے کے مستحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ حب حضرت صدیق کی روح قبض کی جا رہی تھی میں نے وہ شعر پڑھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا گیا تھا۔ حضرت صدیق نے بجواب اُس کے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی اور وہ شعر یہ تھا۔

وابيض بسنتي الفمام بوجها
ثم اليتامى عصمة الامام

(امام احمد و ابو یعلیٰ اسکے راوی ہیں)

بعد ازاں ایک اشکال یہ پیدا ہو گیا کہ بعض لوگ آیہ کریمہ لا یفرک من ضل اذا هتد یخیر میں تاویل کر کے امر بالمعروف پر ترک مواخذہ کرنے لگے لہذا حضرت صدیق نے خطبہ کہا اور بیان کیا کہ آپ لوگ اس آیت کو تلاوت کرتے ہیں مگر اس کا حق ادا نہیں کرتے (یعنی اُسکے معنی میں غور نہیں کرتے یا غور کرتے ہیں مگر اُس کے معنی سمجھنے میں غلطی کھاتے ہیں آپ اس آیت کو اَدل سے تلاوت کریں تو اُسکی جو غرض و غایت ہے آپ پر ظاہر ہو جائیگی، پوری آیت اس طرح ہے یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا هتد یتذراے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہر اپنی جانوں کو بچائے رہو تو جو لوگ گمراہ ہوئے تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکتے جب کہ تم راہ پر رہو گے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب لوگ ناپسندیدہ بات دیکھیں اور پھر اس سے منع نہ کریں تو قریب ہے کہ عذاب الہی ان سب کو عام ہو گا۔ (امام احمد اور ابو یعلیٰ مختلفہ اسے روایت کیا ہے)

اسکے بعد ایک اور اشکال قتال مرتدین کے متعلق پیدا ہوا نیز کہ مرتدین کو نماز یا زکوٰۃ سے منکر ہو گئے مگر کلمۃ اسلام سے منکر نہ تھے حضرت صدیق نے فرمایا کہ ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں چونکہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھیں پھر حرب انہوں نے یہ کلمہ (شہادت پڑھ لیا تو انہوں نے باستناد دیگر حقوق اپنا خون ادا پنا مال مجھ سے بچا لیا اور ان کا حساب اللہ پر ہے اور مرتدین اس کلمہ کے قائل تھے۔ اسلئے حضرت عمر فاروق نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے تو ہم مرتدین سے کیونکر قتال کر سکتے ہیں حضرت صدیق نے فرمایا میں نماز و زکوٰۃ میں تفریق نہیں کر سکتا جو شخص ان دونوں میں تفریق کرے گا۔ میں اس سے قتال کروں گا۔ حضرت

عمر فاروق فرماتے ہیں آخر کو آپ کے ساتھ مرتدین سے قتال کرنا پڑا امام احمد۔ امام بخاری اسکے راوی ہیں اور الفاظ حضرت امام احمد کے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اللہ مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ نے قتال مرتدین کے بارے میں آپ کا سینہ کھول دیا پس میں نے جان لیا کہ آپ حق پر تھے حضرت صدیق نے حدیث ابو ہریرہ سے روایوں پر تمسک کیا ہے۔ ایک یہ کہ لا بحقہا میں حق زکوٰۃ شامل ہے اور نماز اس پر مقیس ہے اور دوم یہ کہ مستثنیٰ نماز ہے اور زکوٰۃ اس پر مقیس ہے بقیاس جلی۔

اس کے بعد اصفیٰ جیش اسامہ میں بحث واقع ہوئی حضرت صدیق اس امر پر جس کا نفع حق طور پر ظاہر ہوا موافق ہوئے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نہ کئے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی تین دفعہ کہا تیسری دفعہ کہا گیا ابو ہریرہ آپ کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف جیش اسامہ کو بھیجا ہوا تھا جب وہ مقام ذی خشب تک پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور قبائل عرب جو حوالی مدینہ ہی کے رہنے والے تھے مرتد ہو گئے حضرت صدیق نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر بالفرض اذواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں میں بیڑیاں پڑ جائیں تب بھی میں اس لشکر کو کبھی نہ موڑوں گا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کر دیا ہے۔ میں اس جھنڈے کو کبھی نہ کھولوں گا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ غرض جیش اسامہ کو آپ نے روانہ کیا اس کے بعد آپ کسی قبیلہ پر گز نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ وہ کہتے تھے اگر ان لوگوں میں (مسلمانوں میں) قوت ہوتی تو اتنے لوگ ان کے درمیان سے کبھی نہ نکل جاتے مگر خیر ہم انہیں جنگ رد تک مہلت دیتے ہیں غرض لام کو شکست ہوئی اور وہ مارے گئے اور مسلمان صحیح و سالم واپس آئے اور اسلام پر ثابت رہے یہ حدیث الصواعق المحرقة میں مذکور ہے اور بیہقی وابن عساکر کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

اس کے بعد قتال مرتدین میں بحث واقع ہوئی حضرت صدیق نے اسباب میں بھی نہایت سعی کی اور رائے صاحب سے ملہم کئے گئے اور وہ سر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم العصمة بالسیف تھا یعنی اس قسم کے قتلوں میں عصمت تلوار سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عمر فاروق کہتے تھے کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے اور ان کے ساتھ نرمی کیجئے فرمایا تم جاہلیت میں سخت تھے اور اب اسلام میں نرم ہو گئے ہو حالانکہ دجی منقطع ہو گئی اور اسلام کامل کر دیا گیا تو اب کیا ہو سکتا ہے کہ ہمیں کچھ کمی کی جائے اور میں زندہ ہوں مشکوٰۃ تشریف اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی رائے سے اختلاف کیا اور فرمایا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں درمندانہ کیجئے حضرت صدیق نے آپ کو بھی وہی جواب دیا جو حضرت عمر فاروق کو دیا تھا جیسا کہ الصواعق وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس کے بعد تعین امر میں اشکال واقع ہوا کہ قتال مرتدین میں لشکر کس کی سپہ سالاری میں بھیجا جائے حضرت صدیق نے حضرت خالد بن ولید کے باب میں حدیث روایت کی اور انہیں سپہ سالار بنایا اور آحرش انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوئی وہ حدیث یہ تھی حضرت صدیق نے بیان کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا خالد بن ولید سیوف اللہ سے ایک صیقل ہیں جو اللہ نے کافروں اور منافقوں پر کھولی ہوئی ہے امام احمد اسکے راوی ہیں اس کے بعد ایک یہ اشکال پیش آیا کہ ایک جماعت مسلمین محققین میں

جو بمشورہ الجنت ہیں۔ مثلاً حضرت عثمان غنی و حضرت طلحہ وغیرہ کو بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب عظیم پیش آیا جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگ۔ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے آپ کی وفات کی وجہ سے نہایت غمگین ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض کے دلوں میں طرح طرح کے وساوس پیدا ہوئے۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ حدیث نفس میں مبتلا کئے گئے تھے۔ محمد بن جریر طبری کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان غنی نے فرمایا کہ کاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتا کہ جب شیطان دلوں میں وسوسہ ڈالنے لگے تو ان وساوس سے بچنے کی کیا حدیث غرض صحابہ کرام اس مصیبت میں حیران ہوئے کہ کیونکر اس سے نجات حاصل کی جائے حضرت صدیق نے اس مصیبت سے بچنے کا طریقہ ارشاد کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تم کو اس سے نجات دینے والا کلمہ طیبہ ہے جس کا میں نے اپنے چچا (ابو جہل) کو حکم کیا تھا کہ کہیں مگر انہوں نے نہیں کہا سو تم کلمہ طیبہ کہلو۔ امام احمد اور ابوالعلی نے اسے بطریق مختلفہ روایت کیا ہے۔ حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ رقم دھام صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معتاد تھی اور حالت اتصال اور اس سے مراد سیر و روح کا اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہنا ہے کہ صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب کرتی تھی جب سعادت صحبت بوجہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے گئی وہ حالت مفقود ہوئی تفرقہ پیدا ہوا اور حدیث ابتلائے نفس اُس پر متولی ہوئی۔ حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ مطلق و نائب برحق تھے۔ ظاہر و باطن میں طریقہ ذکر تعلیم کیا یہ ہے حقیقت اس قصہ کی جو طرق حدیث کے جمع کرنے سے مفہوم ہوا فلا تعتر باقایل الناس فی ذالک اور یہ پہلا واقعہ احیاء طریقہ صوفیائے کرام کا ہے جو خلیفہ اول رضی اللہ عنہ دار فناء سے ظہور میں آیا۔ اسکے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت صدیق سے صلوٰۃ استغفار اخذ کی اور اس پر اعتقاد تمام فرمایا حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی اللہ نے مجھے اس سے نفع پہنچایا جہاں تک کہ اس نے چاہا اور جب میں کسی اور شخص سے حدیث سنتا تو اُس سے قسم لیتا اور جب وہ قسم کھاتا تو میں اُس کی تصدیق کرتا اسی طرح حضرت صدیق نے مجھ سے حدیث بیان کی اور راست بیان کی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ کوئی بندہ نہیں کہ وہ گناہ کرتا ہے۔ اور پھر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ اور اللہ سے اپنے گناہ کی معذرت مانگتا ہے۔ مگر یہ کہ اللہ سے بخش دیتا ہے۔ امام احمد و ابوالعلی نے اسے بطریق متعدد روایت کیا ہے۔

اسکے بعد جو صعب ترین اشکال پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ظاہر آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین پر تنسک کر کے میراث لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طالب ہوئے۔ مشکل یہ واقع ہوئی کہ اگر میراث دیجاتی ہے خلاف ثابعدہ شرع لازم آتا ہے اور اگر نہیں دیجاتی طلال خا طرا بل بیت ہوتا ہے حضرت صدیق نے اس باب میں ایک حدیث روایت کی ہوئی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میراث پائی اور بارغ فک وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک ہونے کی مانع تھی۔ آپ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور دیگر اہل بیت کے ساتھ اس قدر ملاحظت کی کہ ان آزدگیوں کا جبر نقصان ہو گیا انہیں ایام میں ایک اور مشکل فوق جمیع مشکلات یہ پیش آئی کہ

حضرت زبیر اور ایک جماعت نبی ہاشم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں جمع ہوئے اور نقص خلافت کے متعلق مشورے کئے شیخین نے جس تدبیر سے جس طرح ممکن ہوا اس مشکل کو بھی اٹھایا۔ اسی طرح جو ملال حضرت علی مرتضیٰ کے مزاج مبارک پر لاحق ہوا تھا اس کا بھی حضرت صدیق نے حسن ملاحظت سے جبر نقصان فرمایا۔ اس قصہ کے راویوں نے بھی بعض نے کچھ یاد رکھا ہے اور بعض نے کچھ اور کچھ فروگذاشت کیا ہے۔ لہذا ہم اُس کے متعلق جس قدر روایتیں ہیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اصل قضیہ منقح ہو جائے۔ حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت صدیق کی بیعت کی گئی تو حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر آئے اور اپنے امور میں مشورے کرتے حضرت عمر فاروق کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر آئے اور فرمایا اے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اللہ کی کہ کوئی شخص آپ کے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے محبوب تر نہیں ہے اور پھر آپ کے بعد آپ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب تر نہیں مگر قسم ہے اللہ کی یہ امر مجھے اس بات سے مانع نہیں آسکتا کہ اگر پھر یہ لوگ اس طرح جمع ہوں اور میں گھر میں آگ لگا دوں جب حضرت عمر فاروق واپس آئے اور وہ لوگ حضرت فاطمہ کے مکان پر آئے تو آپ نے کہا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے ابھی میرے پاس حضرت عمر آئے تھے وہ قسم کھا کر گئے ہیں کہ اگر پھر یہ لوگ جمع ہوئے تو وہ گھر کو آگ لگا دیں گے سو قسم ہے اللہ کی وہ اس کام کو کر گزریں گے جس کی انہوں نے قسم کھائی سو بہتر ہے کہ آپ لوگ واپس ہوں اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہیں اور پھر میرے پاس مجتمع نہ ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ واپس ہوئے اور پھر آپ کے مکان پر اس طرح مجتمع نہ ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت صدیق سے بیعت کر لی ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق سے میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالبہ کیا اس تمام مال میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں غنیمت سے ملا تھا اور اسی میں باغ فدک اور بقیہ خمس خیر بھی تھا حضرت صدیق نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم معاشر الانبیاء و مہدث نہیں بنائے جاتے اور جب کچھ چھوڑ جاتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔ جزایں نیست کہ آل محمد اس بیت المال سے کھائیں گے۔ اس کے بعد حضرت صدیق نے فرمایا۔ قسم ہے اللہ کی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ذرا بھی تغیر نہیں کر سکتا اور اس کو اسی حال پر رہنے دوں گا جس حال پر کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت میں تھا اور وہ اس سے وہ کام لوں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے۔ غرض حضرت صدیق نے انکار کر دیا تھا کہ آپ اس میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیں۔ اس پر حضرت فاطمہ حضرت صدیق کی جانب سے چندے طال خاطر ہوا اور حضرت صدیق نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے اپنے قرابتداروں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں سے صلہ رحمی کرنا محبوب تر ہے۔ یہ جو میرے اوتار کے درمیان میراث اموال کی وجہ سے اختلاف واقع ہوا ہے۔ سو میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے امر حق سے ذرا بھی کوتاہی نہیں کی۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو چھوڑنے والا نہیں میں نے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس میں کرتے دیکھا ہے وہی میں بھی کر رہا ہوں امام احمد اور امام بخاری وغیرہ اسکے راوی ہیں، اور الفاظ

مسند امام احمد کے ہیں انہیں کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صدیق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث مانگی اس تمام مال میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کو پہنچا تھا۔ حضرت صدیق نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم (معاشر انبیاء) مورث نہیں بناتے جاتے۔ جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ناراض رہیں یہاں تک کہ وفات پائی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ دن تک حیات رہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کا مطالبہ کرتی رہیں جو آپ کو مدینہ اور اخیر میں خیر و فک سے ملا تھا مگر حضرت صدیق انکار کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ میں کسی اس کام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے ترک نہیں کر سکتا اور اسیر عمل کر کے رہوں گا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپ کے کسی کام کو ترک کر دوں تو کہیں بے راہ نہ ہو جاؤں مگر مدینہ طیبہ موجود مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہوا تھا حضرت عمر فاروق نے اپنی عہد خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس کو دے دیا۔ مگر یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لیا اور خیر و فک سے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہوا تھا وہ روکے رہے اور فرمایا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ صدقہ ہے جس سے آپ وہ حقوق ادا فرماتے جو وقتاً فوقتاً آپ کو پیش آئے تھے سو وہ خلیفہ ہی کی نگرانی میں رہے گا۔ راوی کہتا ہے چنانچہ آج تک وہ خلیفہ ہی کی نگرانی میں رہتا ہے۔ امام احمد اسکو راوی ہیں یحییٰ بن حارث روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز نماز عصر کیلئے حضرت صدیق کے ساتھ نکلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتقال فرمائے ہوئے کچھ دن گزرے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے دوسری جانب تھے راستہ میں حسن ابن علی کھیلے ہوئے ملے حضرت صدیق نے آپ کو کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا قسم ہے یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شبیہ ہے نہ علی سے حضرت علی بن ابی طالب نہ تھے امام احمد اسکے راوی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ سرورایت ہے کہ حضرت فاطمہ نے حضرت صدیق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا مطالبہ کیا اور اس تمام مال میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ فک اور غنائم خیر سے ملا ہوا تھا۔ حضرت صدیق نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم (معاشر انبیاء) کمال میراث میں نہیں دیا جاسکتا جو کچھ ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بیت المال سے کھائیں گے۔ واللہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ذرا بھی تغیر نہیں کر سکتا جس نشان سو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا اسی نشان سے اُسے رکھوں گا و لا س سے وہی کاموں کا جو کام اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے غرض حضرت صدیق نے انکار کر دیا کہ آپ اس میں سے حضرت فاطمہ کو کچھ دیں۔ اس سے حضرت فاطمہ کو رنج و طلال ہوا اور حضرت صدیق سے ناراض ہو گئیں اور نادفات آپ سے نہ بولیں حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ جب انہوں نے وفات پائی تو شب کو حضرت علی نے انہیں دفن کیا اور آپ ہی نے انکی نماز جنازہ پڑھی اور حضرت صدیق کو خبر نہ کی حضرت فاطمہ کی حیات میں جو خاص وجاہت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی انکی وفات سے ایک گونہ اس میں فرق پڑ گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امر کو محسوس کرنے کے بعد التماس کیا کہ آپ حضرت صدیق سے مصالحت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس عرصہ تک آپ نے حضرت صدیق سے بیعت نہیں کی تھی آپ نے حضرت صدیق کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ کسی وقت تنہا میرے پاس تشریف لائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں یہ اسلئے کہ کہیں عمر فاروق بھی آپ کے ساتھ تشریف نہ لیجائیں۔ چنانچہ حضرت عمر نے فرمایا کہ واللہ آپ ان لوگوں کے پاس تنہا ہرگز نہ جائیے۔ حضرت صدیق نے فرمایا کہ میں حرج ہی کیلئے واللہ میں انکے پاس تنہا ہی جاؤں گا۔ غرض جب حضرت

صدیق تشریف لے گئے حضرت علی نے فرمایا ہمیں آپ کی فضیلت و بزرگی اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے معلوم ہو
ہم نے اس سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا حسد نہیں کیا بلکہ بات یہ ہے کہ مشورہ خلافت میں آپ متفرد ہو گئے اور ہمیں شریک
ہیں کیا حالانکہ ہم خیال کرتے ہیں کہ بوجہ قربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا اس میں بہت کچھ حق ہے یہ نہ کہ حضرت صدیق
آبدیہ ہوئے اور فرمایا قسم ہے اس ذات پاک جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے قریب داروں سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے قریب داروں سے صلہ رحمی کرتے سے زیادہ پسند ہے۔ یہ جو اموال کی وجہ سے میرے اور
آپ کے درمیان اختلاف پڑ گیا ہے، سو میں نے اسکی متعلق امر خیر میں ذرا کوتاہی نہیں کی۔ میں نے جو کام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو کرنے دیکھا ترک نہیں کیا اور اسی پر عمل کر رہا ہوں۔ اسکے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج ہر کو میں آپ سے بیعت
کرنے کا وعدہ کرنا ہوں پھر نماز ظہر کے بعد حضرت صدیق منبر پر بٹھڑے ہوئے اور حضرت علی کی شان میں اور بیعت میں آپ
کے توقف کرنے کے متعلق کچھ بیان کیا اور اسکے متعلق آپ کی معذرت قبول کی پھر آپ کے بعد آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
آپ کے فضائل بیان کئے اور بیان کیا کہ ہم نے جو اب تک حضرت صدیق کی بیعت میں توقف کیا اسلئے نہیں کیا کہ ہم آپ پر
حسد کرتے تھے، آپ کی فضیلت و بزرگی کا انکار نہیں کیا بلکہ بات یہ ہے کہ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ مشورہ خلافت میں ہماری بھی شرکت
ہے۔ باوجود اسکے آپ ہمیں متفرد مستقل ہو گئے۔ یہی ہماری ناراضگی کا باعث تھا اور یہی توقف بیعت کا سبب، آپ کے
اس بیان سے مسلمان خوش ہوئے اور کہنے لگو اصیت یعنی آپ نے بہت اچھا کام کیا کہ امر حق کی طرف رجوع کیا (رواہ البخاری)
نیز ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے اسی خطبہ میں فرمایا: کیا میں لوگوں میں سب سے زیادہ متنی خلافت
نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا؟ (اس حدیث کو
کوثری نے روایت کیا ہے)

اسکے بعد اہم امور میں سے یہ بات تھی کہ حضرت صدیق نے ایک قاعدہ مسائل اجتہاد میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے اور
اولیٰ شریعی کی ترتیب کیونکر سمجھی جاوے؟ یہی قائلوں کو ادلیٰ یومنا ہذا تمام مجتہدین ہوئے۔ میمون بن مہران سے روایت کیا ہے کہ حضرت
صدیق کی خدمت میں جب کوئی دعویٰ آتا تو اول کتاب اللہ میں غور کرتے اسکے مطابق اس کا فیصلہ دیتے اگر کتاب اللہ میں نہ
پاتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی متعلق سننا ہوتا تو اسکے مطابق آپ فیصلہ کرتے والا مسلمانوں پر چھتے کہ کیا انہوں نے
اسکی متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا؟ تو بے اذات ایسا ہوتا کہ کل صحابہ اس پیش شدہ قضیہ کے متعلق حدیث روایت
کرتے اور آپ اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور فرماتے کہ الحمد للہ ہم میں وہ لوگ موجود ہیں جو اپنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
سے ہمیں بھی بھر کر آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہ پہنچتی تو آپ فضلاء صحابہ سے مشورہ کرتے اور
سب کی رائے کے مطابق فیصلہ فرماتے (رواہ ولہبی)

چنانچہ مسئلہ میراث جدہ پیش آیا اور حضرت صدیق نے اس میں تخص بلیغ کیا یہاں تک کہ اسکے متعلق حدیث ظاہر
ہوئی حضرت زہری سے روایت ہے کہ حضرت صدیق کی خدمت میں ایک متوفی کی دادی یلانی و شک راوی ہے، اگنی و غرض
کہ میراث پوتا یا نواسہ (شک راوی ہے) فوت ہو گیا اور مجھے معلوم ہوا کہ اسکی میراث سے مجھے حصہ پہنچتا ہے۔ آپ اس بارے
میں کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ حضرت صدیق نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق کچھ نہیں سنا،
البتہ لوگوں سے دریافت کر دوں گا جب آپ نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ

کیا آپ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میراثِ جدہ کے متعلق کچھ سنا ہے۔ مغیرہ نے عرض کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا آپ نے فرمایا آپ کے سوا اور کسی نے دیکھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا میں تصدیق کرتا ہوں بیشک مغیرہ سچ کہتے ہیں غرض حضرت صدیق نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوا دیا۔ بعد ازاں یہی مسئلہ حضرت عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں پیش آیا حضرت عمر فاروق نے بھی یہی فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ سنا ہوا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ انہوں نے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے لوگوں نے آپ سے وہی حدیث مغیرہ بن شعبہ اور حدیث محمد بن مسلمہ بیان کی آپ نے فرمایا متوفی کے بعد تم دونوں (ادی و نانی) میں سے جو کوئی رہے اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر تم دونوں موجود ہو تو تم دونوں میں شریک ہو (امام مالک اور دارمی اس کی راوی ہیں) اسکے بعد میراثِ جدہ میں اختلاف ہوا کہ وہ باپ کے نہ ہوتے ہوئے بمنزلہ باپ کے ہے یا نہیں اس کا کچھ اور حکم ہے صحابہ کرام کے اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں ایک قول اسمیں حضرت عمر فاروق کا ہے ایک حضرت علی رضی کا ایک حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور ایک حضرت زید بن ثابت کا اور ان سب سے بوجہ تردد اپنے اقوال سے رجوع کرنا بھی منقول ہے اور ثابت ترین ہمہ اقوال اس بارے میں حضرت صدیق کا قول ہے حضرت ابن عباس اور حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ جن کی شان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کنت مولا احدًا خلیلاً لا تخذ تہ خلیلاً انہوں نے جد کو باپ کا قائم مقام قرار دیا حضرت ابن عباس کے قول کو دارمی نے اور حضرت ابن زبیر کے قول کو بخاری نے روایت کیا ہے حضرت حسن فرماتے ہیں کہ جد کے حصہ میراث میں سنت نبویہ کیساتھ فیصلہ کیا جائے گا وہ کہ حضرت صدیق نے جد کو باپ کا قائم مقام کیا مگر نہیں معلوم کہ لوگ اسمیں حیران کیوں رہتے ہیں (دارمی اسکے راوی ہیں)

اس کے بعد کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کی تفسیر میں بھی کئی محاورے مشکلات پیش آئیں عقبہ بن عامر جہنی بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کو جبکہ مشکلات پیش آئیں بقدر مشکلات کسی امر میں پیش نہیں آئیں حضرت صدیق نے اس کی تفسیر میں کوشش شجعی سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت صدیق سے کلالہ کا سوال کیا گیا آپ نے فرمایا میں اسکے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتا ہوں اگر وہ صواب ہو تو جانتا کہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہو تو جانتا کہ وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے میں خیال کرتا ہوں کہ کلالہ وہ شخص ہے جس کا باپ ہونہ بیٹا جب حضرت عمر فاروق خلیفہ کئے گئے تو آپ نے کہا مجھے لحاظ آتا ہے کہ میں حضرت صدیق سے اس معاملہ میں اختلاف کروں (دارمی اسکے راوی ہیں)

اس کے بعد شراب میں سحری کی گئی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حضور فریض میں شراب خمر کو زکوٰۃ کا حکم فرمادیتے تھے اور پھر جب قدر آپ اسے زکوٰۃ کرنا چاہتی کرتے پھر منع فرمادیتے اسلئے شراب خمر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مبارک میں کوئی حد نہیں مقرر نہیں ہونے پائی۔ حضرت صدیق نے اس کا اندازہ چالیس ضربوں سے کیا حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہاتھوں اور جوتوں سے زکوٰۃ کیا جاتا تھا۔ پھر جب حضرت صدیق کے عہدِ خلافت میں ان لوگوں کی کثرت ہو گئی آپ نے کہا کہ اگر ہم ان لوگوں کیلئے حد مقرر کر دیں تو بہتر ہو گا لہذا آپ اسی مقدار کے قریب قریب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جاری جاتی تھی چالیس دترے مارنے لگے اور تا اپنی وفات چالیس دترے مارتے رہے۔ الحدیث حاکم و بیہقی اس کے راوی ہیں۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مرتدین کو شکست دی اور وہ جوق در جوق آکر نادم ہوئے اور حضرت صدیق کی خدمت میں معذرت کی آپ نے ان کے ہر گروہ کو بقدر اسکے حال کے عجب فخرے کہے اور اسے ارشاد و تلقین کی طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت صدیق نے دند خزاعہ (خزاعہ ایک مقام کا نام تھا جہاں مرتدین سے حضرت صدیق کی لڑائی ہوئی تھی) سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پیچھے رہتے ہو یہاں تک کہ اللہ خلیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہاجرین کو ایک امر دکھاتا ہے جس پر وہ تمہیں تغیر کرتے ہیں۔ (بخاری اسکے راوی ہیں) اور عبید اللہ بن عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ جب قبائل عرب مرتد ہو گئے اور حضرت صدیق نے چاہا کہ انکے ساتھ قتال کریں۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا آپ ان سے کیونکر قتال کر سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا کہ آپ فرمایا کرتے تھے جس نے کلمہ طیبہ (اَللّٰهُ اَكْبَرُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ) پڑھا اس کا مال اور اس کا خون مسلمانوں پر باسٹنا حقوق حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ حضرت صدیق نے فرمایا میں ان لوگوں سے قتال کر دوں گا جو نماز و زکوٰۃ میں فرق کریں۔ واللہ میں نماز و زکوٰۃ میں فرق کرنے والوں سے ضرور جہاد کر دوں گا جب تک کہ وہ ان دونوں پر عمل نہ کریں۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں۔ آخر کو ہمیں آپ کے ساتھ ہو کر ہی لڑنا پڑا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ رشد و ہدایت پر تھے جن جن لوگوں کو آپ قابو کر سکے ان سے آپ نے فرمایا حرب مجلیہ اختیار کرو۔ خطہ المخزبہ لوگوں نے عرض کیا حرب المجلیہ تو ہم جانتے ہیں یعنی جلا وطن کرنے والی جنگ، مگر خطہ المخزبہ (ذلیل کر سوائی جنگ سے) آپ کی کیا مراد ہے آپ نے فرمایا اس امر کی شہادت دو کہ ہمارے مقتولین جنت میں ہوں گے اور ان کے مقتولین دوزخ میں سب نے اس کا اقرار کیا (رواہ ابن ابی شیبہ) اسکے بعد حضرت صدیق نے بابر ان دیوار کے جو آپ نے دیکھی تھیں اور بنا بران الہامات کے جو آپ کے دل میں ڈالے گئے جہاد شام کیلئے فوج روانہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور یزید بن سفیان کو امیر الجیش مقرر کیا اور یہ چوتھے امیر تھے کیونکہ آپ نے لشکر شام کے چار امیر الجیش مقرر کئے تھے جب آپ انہیں رخصت کرنے لگے تو آپ نے انہیں عجیب عجیب وصیتیں اور نصیحتیں کیں جو جمع دیا درامصار میں مسلمانوں کیلئے عمدہ دستور العمل ہوئیں، یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق شام کی طرف جیوش روانہ کرنے لگے تو آپ یزید بن سفیان کو جو چوتھے امیر الجیش تھے روانہ کرنے لگے تو آپ پیدل تھے اور یزید بن سفیان سوار یزید بن سفیان نے عرض باآپ سوار ہو جائیے یا میں سواری سے اتر جاتا ہوں۔ حضرت صدیق نے فرمایا نہ میں سوار ہو سکتا ہوں اور نہ آپ اتر سکتے ہیں اپنے ان چند قدموں کو اللہ کی راہ میں شمار کرتا ہوں پھر فرمایا عنقریب آپ کا گذر ایک قوم پر ہوگا جو خیال کرتی ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو اللہ کی راہ میں روکے ہوئے ہے۔ سو اس سے تعرض نہ کرنا اور انہیں انکی حال پر چھوڑ دینا پھر انکو بعد ایک اور قوم پر آپ کا گذر ہوگا جو کھوپری پر سے سر منڈائے ہوئے ہوں گی ان کی تلوار سے خبر لینا اس کے بعد میں آپ کو چند وصیتیں کرتا ہوں جنہیں آپ اپنا دستور العمل بنانا۔ نہ کسی عورت کو اور نہ لڑکے بچے کو اور نہ سی بھاگے ہوئے شخص کو قتل کرنا۔ درخت نہ کاٹنا۔ نہ کسی عمارت کو خواب کرنا۔ کسی بھیڑ۔ بکری یا اونٹ کو بھر کھانکے اور کسی لٹے نہ کاٹنا۔ درختوں کو نہ جلانا۔ نہ اکھڑنا۔ خیانت نہ کرنا۔ اور نامزدی کرنا۔ امام مالک اسکے راوی ہیں۔ خود یزید بن سفیان روایت کرتے کہ جب مجھے حضرت صدیق شام کی طرف روانہ کرنے لگے۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے یزید تم قرابتدار شخص ہو میں ڈرتا ہوں۔ کہ امارت کو معاملہ میں ہیں تم انہیں ترجیح نہ دینے لگو۔ اس کا مجھے تم پر نہایت خوف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کا حاکم ہو اور وہ ان پر کسی کو حاکم کرے۔ مگر محض بوجہ محبت کے تو اس پر خدا کی لعنت

ہے۔ اللہ اس کا کوئی نفل و فرض قبول نہ کرے گا۔ الحدیث علامہ واقدی نے فتوح الشام میں اس وصیت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق عظیمین یزید بن مہزیان نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ مجھے آپ کچھ وصیت کیجئے آپ نے فرمایا۔ کہ راستوں میں منزلیں سہولت کے ساتھ گزارنا اور سختی نہ اٹھانا الی آخر الوصیت غرض اسی قسم کے مسائل و مہمات میں لوگ حضرت صدیق کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور آپ انکے شبہات و مشکلات کو حل کرتے تھے والقیل و العوج الکثیر والغریبۃ من البھا لکیں یہاں تک کہ آپ نے حضرت عمر فاروق کو خلیفہ کیا اور اس میں بھی آپ فراموش عظیم عمل میں لائے حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ افرس الناس میں شخص گزرے ہیں ایک حضرت یوشع علیہ السلام کی دختر جس نے اپنے والد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں سفارش کرتے ہوئے کہا یا ایت اشاحبرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین دوسرا عزیز مضر جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جگہ دی اور اپنی عورت سے کہا اگر می متواہ اسے عزت سے رکھ تبصرے حضرت صدیق نے حضرت عمر فاروق کو خلیفہ کر گئے (ابوبکر بن ابی شیبہ اور حاکم اس کے راوی ہیں)

قیس بن حازم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی لئے ہوئے، لوگوں کو بٹھلاتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ قول خلیفہ کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ قسم ہے اللہ کی میں تمہارے ساتھ کوتاہی نہ کروں گا۔ قیس بن حازم کہتے ہیں اسکے بعد حضرت عمر فاروق منبر پر چڑھ گئے اور خطبہ کہنے لگے۔ ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔ زبیر بن الحارث سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت صدیق قریب الوفا ت ہوئے تو آپ نے حضرت عمر فاروق کو بلایا تاکہ آپ انہیں خلیفہ کر دیں لوگ آپ سے کہنے لگے کہ کیا آپ ہم پر ایک سخت و درشت شخص کو خلیفہ کرتے ہیں اگر آپ حضرت عمر فاروق کو ہم پر خلیفہ کر جائیں گے تو وہ ہم پر بڑی سختی و درشتی کریں گے۔ جب آپ اپنے پروردگار سے ملیں گے تو آپ کیا جواب دیں گے آپ نے فرمایا تو کیا تم مجھے اس معاملہ میں خدا کا ڈر بتاتے ہو۔ میں یہی کہوں گا کہ اسے پروردگار میں نے تیری خلق پر بہترین شخص کو خلیفہ بنایا۔ غرض آپ نے حضرت عمر فاروق کو بلا کر کہا میں تمہیں ایک وصیت کرنا ہوں بشرطیکہ کہ تم اُسے یاد رکھو وصیت یہ کہ اللہ کے بعض حقوق وہ ہیں جو دن کو ادا کئے جاتے ہیں اور وہ شب کو قبول نہیں ہو سکتے اور بعض وہ ہیں جو شب کو کئے جاتے ہیں اور وہ دن کو قبول نہیں کئے جاسکتے تھان لو کہ نفل قبول نہیں ہو سکتا جب تک کہ فرض ادا نہ کیا جائے اعمال اُسکے وزنی ہیں۔ جسکے اعمال قیامت کے دن وزنی انریں۔ بایں وجہ کہ انکے عامل دنیا میں حق کی پیروی کرتے رہے کیونکہ میزان (اعمال صالحہ) پر وہی عمل رکھا جائے گا۔ جو حق ہوگا اور وزنی ہوگا۔ اور ہلکے اعمال اسی کے ہونگے جس کے اعمال قیامت کے دن ہلکے انریں گے بایں وجہ کہ انکے عامل باطل کی پیروی کرتے رہے۔ حق میزان یہ ہے۔ کہ اس پر عمل باطل نہ رکھا جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ ہلکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر کیا ہے اور اعمال صالحہ کا بھی اور یہ کہ وہ انکے گناہوں سے تجاوز کرے گا۔ حالانکہ وہ خیال کرتے ہونگے کہ وہ اہل جنت کے مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح اہل دوزخ کا بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ اور انکے اعمال کا بھی اور یہ کہ انکے نیک عمل مقبول نہ ہونگے حالانکہ وہ خیال کرتے ہونگے کہ وہ بہترین ہیں اللہ تعالیٰ نے آیات ثواب بھی ذکر فرمائی ہیں اور آیات عذاب بھی تاکہ عوام راغب و راہب اور خیر کا امیدوار رہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے اگر تم میری وصیت یاد رکھو گے تو دت سے زیادہ

کوئی شئی تمہیں پسندیدہ نہ ہوگی اور اگر تم نے میری وصیت ضائع کی تو کوئی شئی تمہیں موت سے محفوظ نہ ہوگی اور نہ تم موت پر غالب آ سکو گے یعنی تم موت سے ڈر گے ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔ امام ابو یوسف نے بھی یہ حدیث کتاب الخراج میں روایت کی ہے بجز اسکے کہ ان کی سند میں زبید بن جارش سے پہلے ابن سابط ہیں اور پھر حضرت صدیق۔ باقی حدیث وہی ہے جو مذکور ہوئی۔ اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ حضرت صدیق نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ میں تمہیں سارے خلیفہ کرتا ہوں کہ میں اپنے بعد آپ ہی کو اہل پاتا ہوں۔ درآن حالیکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں رہے ہیں اور آپ نے دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر کس قدر شفقت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اور ہمارے اہل و عیال کو اپنے اہل و عیال پر یہاں تک کہ ہم آپ کے اہل و عیال کو پہنچاتے جو کچھ کہہیں آپ سے پہنچتا۔ آپ نے مجھے بھی دیکھا ہے کہ میں کس حد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہوں۔ واللہ میں نہیں سویا۔ مگر یہ کہ میں نے اچھی خواہشیں دیکھیں جب کبھی میں نے توہم کیا سہو لاحق ہوا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ میں نے راہ حق سے تجاوز نہیں کیا ہوگا۔ میں سب سے پہلے آپ کو اتباع نفس سے ڈراتا ہوں کیونکہ ہر ایک نفس کیلئے مغواہش ہے جب تم اس کی خواہش پوری کرو گے۔ تو وہ کسرش ہو جائے گا۔ اور حد سے آگے بڑھے گا۔ میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب سے ڈراتا ہوں۔ جن کے شکم بھولے ہوئے ہیں۔ اور انکی نظریں اونچی ہو رہی ہیں۔ اور ہر شخص ان میں سے اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے مگر انہیں ہر ایک بالکمال فیضیت حاصل ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم بھی انہیں میں سے ہو جاؤ اور جان لو کہ وہ تم سے ڈرتے رہیں گے جب تک کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو گے اور جب تک کہ تمہارا طریقہ تہذیب پر رہے یہ تم کو میری وصیت ہے پس۔ السلام علیکم۔ (اخر جہ ابو یوسف)

نکتہ

اس مقام پر ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ حضرت صدیق علم کتاب و سنت میں علما و صحابہ کے شریک تھے اور مزید برآں جو کچھ آپ کو حاصل تھا۔ فضیلت و دیگر بھی وہ فضیلت یہ تھی کہ تقاسیم رحمت الہیہ سے یہ بات آپ کے نصیب کی گئی تھی کہ جب کوئی اہم مسئلہ واقع ہوتا یا کوئی مشورہ پیش آتا تو اس موقع پر آپ اپنی فراست سے کام فرمانے کی کوشش کرتے یہاں تک کہ عالم غیب کی شعاہیں آپ کے دل پر پڑتیں اور حقیقت الامر سے آپ آگاہ ہوتے یہ شعاہیں جو لطائف سے ہوتی تھیں آپ کے لطیف قلب پر واقع ہوتی تھیں اور بصورت عزیمت ظاہر ہوتیں نہ بصورت مکاشفہ آپ اپنے کلام کو بحالت غلبہ و سکراد کرتے تھے نہ بحالت صحو کہ آپ بات کہہ کر تے تھے مگر جب بات کرتے تھے تو ظاہر نہیں کرتے تھے اسکو قصور پیش جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت میں جبرہک مناشد تلمع ہلک عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا کہ یہ ان کا قول کہاں سے ناشی ہے۔ و قدس علی اذہک مسایئر خطبہ و احکام یہاں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کو صدیق اکبر کیوں کہتے ہیں۔ نزال بن سبرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت صدیق کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ وہ شخص تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل ادا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر آپ کا نام صدیق رکھا (حاکم اسکے راوی ہیں) صاحب کشف الحجب نے مشائخ صوفیاء

سے اس باب میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ اسی نکتہ کا ذیل ہے۔ وہ یہ کہ مشائخ صوفیائے کرام نے حضرت صدیق کو بوجہ قلت روایات حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس باب میں مشاہدہ میں مقدم رکھا ہے اور یہ امر نماز تہجد میں حضرت صدیق کے قرآن مجید باذانہ اور حضرت عمر فاروق کے باذانہ بلند پڑھنے والی حدیث سے ظاہر و باہر ہے۔ جب یہ بحث کی جا چکی تو اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس جگہ آپ کے چند مواعظ و حکم اور رقائق کا بھی ذکر کیا جاتے۔

مواعظ و حکم و رقائق حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبداللہ بن حکیم روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صدیق نے خطبہ کیا حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ نے بیان کیا اللہ میں تمہیں تقویٰ و پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں اور اسکی کہ اللہ کی حمد و ثنا کرو اس طریق پر جس کا وہ اہل ہے جب اللہ کی طرف رجوع کرو تو خوف اور رغبت کے ساتھ اور جب سوال کرو تو الحاج کے ساتھ انہیں باتوں پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکر کیا اور انکے اہلیت کی مدح کرتے ہوئے فرمایا۔ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات بعد عوننا ما غلبوا و ما غلبوا و کانوا خاشعین۔ اے بندگان خدا جان لو کہ اللہ نے بعض اپنے حق کے تمہاری جانیں اپنے پاس رہن رکھے ہیں۔ اور اس پر تم سے مواثیق لئے ہیں اُس نے تمہارے نفوس قلیل فانی کے عوض میں کثیر باقی دیکر خرید لئے ہیں اللہ کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے۔ جسکے عجائبات و اعجازات مرث نہیں سکتے اور جسکی روشنی بچھ نہیں سکتی۔ پس اُس کے کلام کی تصدیق کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو اور اس سے بصیرت و روشنی حاصل کرو اور اس کیلئے جسبنا کہ اندھیر ہو گا جانے رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور گراما کاتبین کو تمہارے اعمال کی نگہبانی کرنے کیلئے مقرر کیا ہے جو جانتے ہیں جو کچھ تم کر سکتے ہو اے بندگان خدا جان لو کہ تم صبح کرتے ہو اور شام کرتے ہو۔ ایسے وقت میں جس کا حال تم سے پوشیدہ کیا گیا ہے کہ اس وقت کیا ہونے والا ہے اگر تم سے ہو سکتا ہے کہ تم اپنی اجل اور اپنی ہمت ایسے حال میں گزارو کہ تم اللہ کے کام میں ہو تو کوکوشش کرو کہ تم ہر وقت اللہ کے کام میں ہوؤ۔ اور تم اسکی طاقت نہیں رکھتے مگر اللہ کی توفیق اور اُسی کی مدد سے سو کوکوشش کرو جب کہ تمہیں ہمت دیگئی ہے قبل ازیں کہ تم پر تمہاری اجلیں آئیں اور تم بڑے افعال کر رہے ہو بعض قوموں کا یہی حال ہوا ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو بھول گئے اور اپنی اجلوں کو یاد نہ رکھا۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ تم بھی انہیں کی طرح نہ ہو جانا جانے رہو کہ تمہارے پیچھے تمہیں دھوٹنے والی یعنی موت دوڑتی ہوئی آرہی ہے۔ جو اچانک تمہیں آن پکڑے گی الوحا الوحا الخا الخا ابن ابی شیبہ اور حاکم اسکے راوی ہیں، حضرت انس سے روایت کہ جب آپ ہمیں دعا و نصیحت کرتے تو انسان کی پیدائش کا حال بیان فرماتے اور فرماتے مجری بول سے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح اور باتیں بیان کرتے یہاں تک کہ ہم اپنے نفوس سے کراہت کرنے لگتے (ابن ابی شیبہ اسکی راوی ہیں) آپ کا یہ خطبہ علاج نفس میں نہایت موثر ہے عوفیہ السلی روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رویا کرو اگر یونانہ آئے تو رد نے جیسی صورت بنایا کرو یعنی بوجہ خوف الہی ابن ابی شیبہ اسکی راوی ہیں، احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت صدیق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ اپنے بعض خطبوں میں یہی فرمایا کرتے تھے کہ کہاں گئے وہ خوبصورت جو اپنے حسن و جمال اور اپنے عالم شباب پر عجب تکنت کیا کرتے تھے کہاں گئے وہ لوگ جنہوں نے شہر نیائے جو ایسے محلوں میں بستے تھے جو

قلعوں سے مقابلہ کرتے تھے۔ کہاں گئے وہ نوجوان بہادر جو اڑائیاں جیتتے اور دشمن پر فتح پاتے تھے دکھاں گئے (القلل زمانہ نے انہیں ملا ڈالا اور نہ دیا لا کر دیا اور وہ اندھیری قبروں میں جا بسے الوحا الوحا۔ النجا النجا مجاہد روایت کیا گیا کہ ایک خطبہ میں حضرت صدیق نے بیان فرمایا کہ خوش ہو جاؤ۔ کہ اللہ فتوحات اسلام پوری کرے اور لا ہے یہاں تک کہ تم زیت سیر ہو کر کھاؤ گے۔ (ابن شیبہ اسکو راوی ہیں) خطبہ آپ نے جمہور اسلام کو شام کی طرف روانہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ اس میں آپ نے فتح شام کی بشارت دی تھی کیونکہ روغن زیت یہیں ہوتا ہے اسلم مولیٰ حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق حضرت صدیق کی خدمت میں آئے۔ آپ اسوقت اپنی زبان کھینچ رہے تھے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اس نے مجھ کو بہت سے ہمالک میں ڈالا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جسم کا کوئی ٹکڑا انہیں گرہ نہ دے وہ زبان کی تیزی کا شاکی ہے ابو یعلیٰ اسکے راوی ہیں) نیز احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت صدیق نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی مسلمان کی تحقیر نہ کرے۔ کیونکہ بہت سے کم درجہ والے اللہ کے نزدیک بڑے درجہ رکھتے ہیں۔ نیز احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت صدیق فرمایا کرتے تھے کہ عزت ہم نے تقویٰ میں پائی اور غنا ریقن میں اور شرافت تواضع میں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق سے روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر غمگین کرتا تو آپ دعا فرماتے کہ اے پروردگار میرا انجام کا بخیر کر اور خیر اور بھلائی کی مجھے راہنمائی کر۔ ابو یعلیٰ اسکے راوی ہیں۔ عروہ حضرت عائشہ صدیقہ اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سال وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق آپ کی جگہ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ سال موسم گرما میں یہ کہہ کر آپ کو ابدیدہ ہوئے اور پھر یہی فرمایا کہ گزشتہ سال موسم گرما میں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ تم اللہ تعالیٰ سے معافی۔ عافیت۔ اور سلامتی دنیا و آخرت طلب کیا کرو (امام احمد اور ابو یعلیٰ اسکے راوی ہیں) اس حدیث کے بہت سے طریقہ ہیں بعض طرق میں یہ لفظ ہیں کہ لوگوں میں ایمان و یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی شئی تقسیم نہیں کی گئی۔ جان لو کہ صدق دیر جنت میں لے جائے گا۔ اور کذب و فحور و درخ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت بخو اور یقین و ایمان طلب کیا کرو بعض طریقوں میں ہے کہ آپس میں قطع رحمی نہ کرو۔ بغض و حسد نہ کرو اللہ کے فرمانبردار بندے اور آپس میں بھائی بھائی رہو جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم کیا ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ آدم ایمن سے ملاقات کر آئیں جیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی ملاقات کیلئے تشریف لیا یا کرتے تھے۔ جب شیخیں انکی خدمت میں پہنچے تو نہایت ابدیدہ ہوئیں شیخیں نے فرمایا آپ ابدیدہ کیوں ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو اللہ کے نزدیک جو کچھ ہے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے انہوں نے کہا میں اسلئے ابدیدہ نہیں ہوتی کیونکہ مجھے یہ معلوم کہ آپ کے لئے عافیت و خیر کچھ ہے اس جہان سے بہتر ہے بلکہ میں اسلئے ابدیدہ ہو رہی ہوں کہ اب وحی آسمان سے منقطع ہو گئی۔ سنکر شیخیں بھی ابدیدہ ہوئے۔ اور دیر تک انکے ساتھ ابدیدہ رہے (ابو یعلیٰ اسکے راوی ہیں) نیز حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت صدیق سے ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ ابو بکر غمگین کیوں ہو عرض

کیا یا رسول اللہ آج شب کو میرے ایک چچا فوت ہوئے فرمایا پھر تم نے انہیں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تلقین کیوں نہیں کیا۔ عرض کیا جی ہاں میں نے اسکی تلقین کی فرمایا تو پھر جنت اُسکی لئے واجب ہو گئی عرض کیا یا رسول احیاء کے لئے کلمہ کیا حکم رکھتا ہے فرمایا وہ اُنکے گناہوں کا مٹا نیوالا ہے وہ اُنکے گناہوں کا مٹا نیوالا ہے دودنہ ابو یعلیٰ اسکی راوی ہیں زید بن ارقم حضرت صدیق سے اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مکار اور بد خلق جنت میں داخل نہوگا اور یہ مسبب سے پہلے جنت کا دروازہ وہ غلام اور لونڈیاں کھٹکھٹائیں گی جنہوں نے اپنے مالک کی عبادت خلوص و اخلاص کے ساتھ کی ہوگی اور اپنے آقاؤں کی خیر خواہی کی ہوگی اور بعض روایتوں میں اس طرح ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اس امت میں غلام اور لونڈیاں بکثرت ہیں فرمایا انکی عزت کرو اپنی اولاد کی طرح جو تم کھاؤ انہیں بھی کھاؤ اور جو تم پہنؤ انہیں بھی پہنؤ پھر عرض کیا یا رسول اللہ میں دنیا کی چیزوں میں سو کوئی چیز مفید نہ فرمایا وہ گھوڑا جو تم للہ کی راہ میں رکھا اور وہ غلام جو تمہارا کام کاج کرے اور پھر جب نماز پڑھے تو وہ تمہارا بھائی ہے اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جو شخص مسلم یا غیر مسلم کو تکلیف دے ملعون ہے۔ نیز حضرت صدیق سے روایت ہے کہ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا یعنی بہت بھلا فرمایا مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ سورہ عم یسائون اور سورہ اذ الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ ابو یعلیٰ اسکی راوی ہیں نیز حضرت صدیق سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت بہت سچ و ستر انہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو کپڑے کی ابو یعلیٰ نے بسند غریب اسے روایت کیا ہے معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ افضل مکاسب وہ کسب اور پیشہ ہے کہ جو خلق اللہ کو زیادہ نفع دینے والا ہو اور شبہات ربوہ وغیرہ سے مبرا ہو اور مروت خلق سے مملو ہو نیز حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ اور استغفار بکثرت پڑھا کر کیونکہ ابلیس کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے۔ پس جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کرنے لگی تو اب میں نے انہیں خواہشوں کے ذریعہ ہلاک کرنا شروع کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں (ابو یعلیٰ اسکی راوی ہیں) نیز احیاء العلوم میں ہے کہ جب حضرت صدیق قریب الی اللہ ہوئے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ کا جو کچھ حال ہے ہم دیکھ رہے ہیں اب آپ ہمیں نصیحت کر جائیے۔ تو آپ نے فرمایا جو کوئی ان کلمات کو جو آگے مذکور ہیں پڑھے گا اور مر جائے اللہ اُسکی روح کو افق المبین میں رکھے گا عرض کیا افق المبین کیا ہے فرمایا وہ ایک میہ ان ہے عرش کے سامنے جس میں باغات اور بہریں ہیں جہاں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں وہ کلمات یہ ہیں۔ اللہ انکے خلقت الخلق من غیر حاجۃ بدک الیہم ثم جعلہم فریقین فریقاً للنحیاء و فریقاً للسعیر فاجعلنی للنعیم ولا تجعلنی للسعیر اللہم انک خلقت الخلق فریقاً من تمہم قبل ان تخلقہم فجعلت منہم شقیاً و سعیداً و غویاً و شقیاً لا سعید فی بطاعتک ولا شقی فی معصیۃک اللہم انک علمت ما تکسب کل نفس قبل ان تخلقہا فلا محیص لہا مما علمت فاجعلنی ممن شغلت بطاعتک اللہم ان احداً الا بشاۃ حق تنزل فاجعل مشیتک انشاء ما یقر بنی الیک اللہم انک قدرت حرکات العباد فلا یجتزئ شیء الا باذنک فاجعلنی فی تقوالک اللہم انک خلقت الخیر و الشر و جعلت لكل واحد

منہما عاملاً یعمل بہ فاجعلنی من خیر القسمین اللہم اذک خلقت الجنة والنار فجعلت لكل واحد منہما اھلاً فاجعلنی من سكان جنتک اللہم اذک اردت الھادی بقوم وشرحت بہ صدورھم واردت بقوم الضلالة وضيقت بہا صدورھم فاشرح صدوری للاسلام وبتینہ فی قلبی اللہم اذک اردت الامور وجعلت مصیرھا الیک فاحیننی حیوة طیبۃ بعد الموت وقرّ بنی الیک فی اللہم من اصعب وامسى لیس ثقتہ ورجاۃ غیرک فاذک ثقتی ورجائی ولا قوۃ الا باللہ اسکے بعد آپ نے فرمایا یہ سب کتاب اللہ میں ہی اسکے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ کے قیام بحقوق خلافت کے متعلق کچھ بیان کر کے آپ کے فضائل کے بیان کو ختم کیا جائے۔

قیام حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحقوق خلافت

اوپر کئی جگہ بالخصوص فصل سوم میں یہ حدیث بیان کی جا چکی ہے کہ ایک عورت نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ امر صالح جو اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے بعد ہمیں عطا فرمایا ہے کب تک قائم رہے گا (بطریق استقامت) فرمایا کہ جب تک تم ہماری ائمہ استقامت پر ہیں اسے عرض کیا ائمہ کون ہیں فرمایا کیا تیری قوم میں رؤسا اور امراء نہیں ہوتے جنکی تمہیں اطاعت کرنی ہوتی ہے۔ عرض کیا کیوں نہیں فرمایا پس یہی لوگ ائمہ ہیں (دارمی اسکے راوی ہیں)۔

کیا صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے آپ کے قیام بحقوق خلافت کو بیان کیا ہے عبدالحقیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائے گئے بمطرح اور انبیاء علیہم السلام اٹھائے گئے پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ کئے گئے اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے رہے پھر آپ بھی اٹھائے گئے درآنحالیکہ آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد بہترین امت تھے۔ پھر اسکے بعد حضرت عمر خلیفہ کئے گئے اور آپ نے اپنے صاحبین (حضرت صدیق و آنحضرت کی سنت و طریقہ پر عمل کیا۔ پھر آپ بھی اٹھائے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے بعد آپ ہی بہترین امت تھے۔ ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ کی وفات کے بعد حضرت صدیق پر وہ بار پڑا کہ اگر پہاڑوں پر پڑتا تو وہ بھی ٹوٹ جاتے۔ مدینہ میں نفاق پھیل گیا قبائل عرب مرتد ہو گئے واللہ لوگوں نے میرے والد سے کسی بات میں اختلاف نہیں کیا مگر یہ کہ میرے والد اسکی حقیقت کو پہنچ گئے اور لوگوں کو اس سے بے پرواہ کر دیا۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتی تھیں کہ جس نے حضرت عمر کو دیکھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسلام میں لوگوں کو بے پرواہ کرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے واللہ آپ اپنے اقران و امثال کی مدد کرنے والے تھے اور اللہ گویا آپ بالکل بے عیب شخص تھے (ابن ابی شیبہ اسکی راوی ہیں) عبد اللہ بن ابیہم داعظ شام اپنے ایک طویل خطبہ میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق خلافت پر متمکن ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و طریقہ پر چلتے رہے۔ جب قبائل عرب مرتد ہو گئے تو آپ نے ان سے اقرار کیا کہ آپ ان سے قبول نہ کریں گے (گروہی بات جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے میان سے تلواریں

نکلو انہیں اور غیظ و غضب کی آگ بھڑکادی ان سے اڑتے رہے اور زمین کو انکے خون سے رنگتے رہے۔
 حتیٰ کہ آپ نے انہیں اسی دائرہ اسلام میں داخل کر دیا۔ جس سے وہ نکلنا چاہتے تھے اور اس کا اقرار کر لیا
 جس سے وہ نفرت کرتے تھے پھر جب وفات پانے لگے تو آپ کے پاس ایک اونٹنی تھی اور ایک حبشیہ لونڈی تھی جس نے
 آپ کے ایک لڑکے کو دو دپلایا تھا خلیفہ مابعد کی طرف منتقل کر دی اور اپنے پاس رکھنا مناسب نہ سمجھا پھر پاک و صاف اس
 دنیا سے کوچ کیا بطریق اپنے صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (دارمی اسکے راوی ہیں) اسکے بعد جب بحریں کا مال
 آیا تو سب سے پہلے حضرت صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے اور آپ کے دیون ادا کر نیکی طرف متوجہ
 ہوئے۔ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ جب بحریں کا مال آیا تو حضرت صدیق نے اعلان کیا کہ جس کسی کا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس کسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ کیا ہو۔ تو چاہیے
 کہ وہ میرے پاس آئے چنانچہ حضرت عبداللہ بن جابر آئے اور آپ نے انہیں تین ہاتھ بھر کر مال دیا اور قصہ بخاری
 شریف میں مذکور ہے،

بعد ازاں بالتماس حضرت عمر فاروق قرآن مجید جمع کرنے میں مشغول ہوئے یہ قصہ بھی مفصل طور پر بخاری شریف
 میں مذکور ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ رحم کرے حضرت صدیق پر کہ آپ نے قرآن مجید کو بین
 اللوحین جمع کر دیا۔ نصب عمال میں آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوا تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ
 عمل کو بحال رکھتے سب سے اس کے اگر وہ خود ہی مستغنی ہوتے تو آپ ان کا استعفا منظور کر لیتے تھے چنانچہ الاستیعاب
 میں مذکور ہے کہ خالد بن سعید اور ان کے بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے عمال تھے جب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو وہ اپنے عمل سے لڑ آئے اور مستغنی ہوئے حضرت صدیق نے فرمایا تم اپنے
 عمل سے کیوں لڑ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال سب بہتر عمال کہاں مل سکتے ہیں بہتر ہے کہ آپ لوگ
 اپنے عمال میں واپس جائیں مگر انہوں نے کہا کہ ہم ابواجنہ کے بیٹے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نوکری
 نہیں کریں گے۔ اسکے بعد شام کی طرف چلے گئے اور شہید کئے گئے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن ارقم کے متعلق
 الاستیعاب میں مذکور ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے آپ کے بعد حضرت صدیق کے کاتب
 رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق نے آپ کو اپنا کاتب بنایا اور بیت المال پر مقرر کر دیا پھر حضرت عمر فاروق نے بھی ایسا ہی
 کیا۔ نیز الاستیعاب میں مذکور ہے کہ عتاب بن اسید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال سے عامل مقرر
 کیا ہوا تھا۔ پھر آپ کے بعد حضرت صدیق کے عہد خلافت میں بھی وہ عامل رہے یہاں تک کہ وفات پائی اسی
 طرح حضرت صدیق ہر اس شخص کے ساتھ مراعات کرتے تھے جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصیت
 فرما گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ سند مولا زین العابدین کا واقعہ الاستیعاب فی الاسماء اصحاب میں مذکور ہے کہ ان کے آقا
 کے آنکے ناگ کان کا ٹکڑا لے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا ہوا تھا بعد ازاں
 انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے حق میں کچھ وصیت فرمائیے۔ فرمایا میں ہر مسلمان کو تمہارے حق میں وصیت
 کرنا ہوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ حضرت صدیق کی خدمت میں آئے اور عرض کیا آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کی وصیت یاد فرمائیے چنانچہ آپ تا وفات انہیں نفقہ دیتے رہے پھر حضرت صدیق کے بعد حضرت

عمر فاروق کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہتے ہو تو میرے پاس رہو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا اجر کروں گا اور اگر کہیں جانا چاہتے ہو تو پسند کرو میں وہاں کے عامل کو لکھ دیتا ہوں۔ لہذا انہوں نے مصراختیار کیا یہاں کے عامل حضرت عمر بن العاص تھے آپ نے انہیں نامہ لکھ دیا کہ آپ انکے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق مراعات کریں جب یہ حضرت عمر بن العاص کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں بہت سی زمین دیدی اور ایک مکان دیدیا۔ نیز الاستیعاب میں حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی ملاقات کو جایا کرتے تھے اور پھر آپ کے بعد حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی انکی ملاقات کو جایا کرتے تھے۔

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت رسالت کی بھی غایت درجہ تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اسی کی آپ مسلمانوں کو وصیت فرما گئے چنانچہ آپ کا قول اربعہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اہل بیت ہے ایک جماعت کے رابٹ کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اہلبیت میں تلاش کرو۔ ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی ناموس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی آپ نہایت مراعات اور محافظت کرتے تھے چنانچہ تحریم نکاح غیر مدخولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بحث واقع ہوئی آپ نے اس کے متعلق جس امر کا اظہار کیا الاستیعاب میں مذکور ہے وہ یہ کہ قتیلہ بنت قیس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تزوج کیا مگر قبل انکے پاس جانیکے آپ نے وفات پائی۔ بعد ازاں عکرمہ بن ابی جہل نے حضرت موت جاکر نکاح کر لیا حضرت صدیق کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ جا کر ان دونوں کے گھر میں آگ لگا دوں حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ جانے دیجیئے وہ اہل بیت المؤمنین سے نہیں ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نہیں گئے۔ اور نہ انہیں پردے میں رکھا۔

آپ ہی پہلے خلیفہ تھے جس کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا گیا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت صدیق خلیفہ کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ تجارت، مجھے اپنے اہل عیال کے نفقہ سے عاجز نہیں کر سکتا مگر جب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا تو آل ابی بکر اسی بیت المال سے کھائیں گے اور ابو بکر مسلمانوں کے کام میں مصروف رہیگا۔ (بخاری اسکے راوی ہیں)

اسکے بعد حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا کہ جو لوگ مرتدین قبائل عرب تائب ہو کر پھر اسلام میں داخل ہوئے ان سے قتلئے مسلمین کی دیت لینی چاہیے یا نہیں۔ امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق نے فرمایا تم لوگوں کو ہمارے قتل کی دیت دینی ہوگی اور ہم تمہارے قتل کی دیت نہ دینگے اور حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نہیں ہم ان سے اپنے مقتولین کی دیت نہ لیں گے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ اصح التولین حضرت صدیق کے مذہب و مسلک کی مطابق ہے ممکن ہے کہ حضرت عمر فاروق کا مذہب و مسلک بھی حضرت صدیق کے قول کے مطابق ہو اور اخذ دیت سے محض بغرض تالیف قلوب تائبین منع کیا ہو۔

اسی طرح بکر زانی کو جلا وطن کرنے کے متعلق علماء کرام کے درمیان اختلاف واقع ہے حضرت صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احیاء کر کے زنا کو حد ماری اور جلا وطن کیا ہے اور اب تک اکثر فقہاء اور جملہ محدثین کا یہی مذہب و مسلک ہے۔ حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکر زانی کو حد ماری اور جلا وطن کیا۔ اسی طرح حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق نے بھی حد ماری اور جلا وطن کیا (بغوی وغیرہ اسکے راوی ہیں)۔

اسی طرح قطع ید سارق میں علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ اولاً چور کا داہنا ہاتھ قطع کیا جائے گا اگر کھچر چوری کرے تو اس کا بائیاں پیر کاٹا جائے۔ پھر اگر تیسری دفعہ چوری کی جائے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا کرنا چاہیے۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ تیسری دفعہ اس کا بائیاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب تیسری دفعہ نہ ہاتھ کاٹا جائے گا۔ پیر بلکہ اُسے سزا دی جائیگی اور قید رکھا جائے گا۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کا مآخذ ایک حدیث ہے جو انہوں نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے اور وہ حدیث یہ ہے حضرت امام مالک عبدالرحمن بن القاسم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مقطوع النید الرجل شخص حضرت صدیق کی خدمت میں آیا اور شکایت کرنے لگا کہ عامل یمن نے اس پر ظلم کیا۔ یہ شخص نبیؐ کے گزرا بھی تھا جب شب کو نماز تہجد پڑھنے لگا تو حضرت صدیق نے فرمایا تو یہ شخص چور نہیں معلوم ہوتا بعد ازاں آپ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عجمیس کا ایک زیور گم ہوا اور لوگ تلاش کرنے لگے انکے ساتھ وہ بھی تلاش کرنے لگا اور ساتھ ہی بددعا بھی کرتا جاتا اللہ صمد علیہ من بیت اہل ہذا البیت الصالح بعد ازاں وہ زیور ایک سنار کے پاس گیا اس نے بیان کیا کہ میں غطریۃ المید والرجل شخص اسے دے گیا ہے اور پھر یا اس نے اعتراف کیا یا اس پر شہادت گزری۔ لہذا حضرت صدیق نے حکم دیا کہ اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا حضرت صدیق فرماتے تھے کہ مجھے بہ نسبت اسکے چوری کرنے کے اسکو بددعا کرنے پر زیادہ تعجب ہے اور حد شراب انحر کے متعلق ہم بیان کر ہی چکے ہیں کہ حضرت صدیق نے شراب الخمر کی چالیس ضرب مقرر کی ہوئی تھی اور پھر حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں بمشورہ حضرت علی مرتضیٰ اسی دسے مقرر کئے گئے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ باقی چالیس دسوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ اصل حد شراب الخمر کی دس چالیس دسے ہیں اور باقی چالیس دسے تعزیر میں چاہے مارے جائیں چاہے نہ مارے جائیں۔

اسی طرح حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے درمیان قسمت فی مال غنیمت کی تقسیم میں اختلاف واقع ہوا کہ اہل فضل و نسب کو ادس پر کچھ فضیلت دی جائے یا نہیں حضرت صدیق اس طرف تگئے کہ مال غنیمت سب کو برابر تقسیم کرنا چاہئے حضرت عمر فاروق نے آپ سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ کیا آپ ان لوگوں کو جنہوں نے اپنی جان قربان کی ہے فرمایا کہ یہ مال تو بقدر کفایت ملتا ہے اور انکو مال اجر اللہ ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق میں بقدر کفایت ملتا ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق ان میں تفریق کرتے تھے اور اہل فضل کو ترجیح دیتے تھے بغوی اسکے راوی ہیں، مولف احقر اسکے متعلق عرض کرتا ہے کہ یہ اختلاف کسی شرعی حکم میں نہیں تھا بلکہ ایک امر مصلحت میں تھا۔ حضرت صدیق کے عہد خلافت میں مال غنیمت اس قدر نہیں آیا تھا کہ اہل فضل و نسب کو فضیلت و ترجیح دیجاتی۔ لہذا آپ مجبور ہوئے کہ سب کو بقدر کفایت دیں اور حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں مال غنیمت بکثرت آنے لگا لہذا سب کو قدر یا بختاج سے زیادہ ملنے لگا ادا ب خواہ نخواہی ضرورت تفصیل و ترجیح پیدا ہو گئی۔ میمون بن ہرآن بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق جب لشکر کو کہیں بھیجا جاتے

تھے تو آپ لوگوں کو جمع کرتے جب تعداد مطلوبہ پوری ہو جاتی تو حسب قدر جمع ہوتے آپ ان سب کا سامان رسید تیار کرتے اور روانہ کر دیتے آپ کے زمانہ خلافت میں عطیوں کی مقدار مقرر نہ تھی ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔

یہ امر اگر بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ سعادت ہی میں زمانہ فتنہ ارتداد کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ ارتداد مستحکم ہو گیا از انجملہ یہ تھا کہ مسیلہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اور اہل یمامہ و اہل نجد سے بہت سی فوج جمع کر لی ہوئی تھی حضرت صدیق نے مسلمانوں کو اسکی جماعت سے لڑنے کی دعوت دی اور حضرت خالد بن ولید کو امیر الجیش مقرر کیا جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو اول مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور پھر دوسرے حملہ میں حضرت ثابت بن قیس زید بن الخطاب برادر حضرت عمر فاروق اور براہ بن مالک وغیرہ نبلائے صحابہ کرام کی سعی سے اسلام کی فتح ہوئی اور خود ان بزرگوں نے شریعت شہادت نوش کیا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور مسیلہ کذاب واصل جہنم ہوا اور اسکی جماعت منتشر ہو گئی۔ یہ اسلام کی پہلی اور عظیم الشان فتح تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حاصل ہوئی۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خالد بن ولید کے حق میں سیف من سیوف اللہ فرمانا اس فتح کی تمہید تھی۔ از انجملہ ایک یہ واقعہ تھا کہ بنی عبد القیس اور ایک جماعت ناحیہ بحرین مشرف باسلام ہو گئے تھے اور اسلام میں قدم راسخ کر لیا سو اتھا انہیں ایام میں بنی بکر منذر بن ساوی کے ساتھ سازش کر کے ان مسلمانان ابنی عبد القیس سے آمادہ جنگ ہو گئے۔ ان لوگوں نے یہ ماجرا حضرت صدیق کی خدمت میں پہنچایا آپ نے مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دی اور بسر کر وگی علا بن الحضرمی مسلمانوں کو بنو بکر سے مقابلہ کیلئے روانہ کیا اثنائے راہ میں حضرت علا بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کرامت باہرہ ظاہر ہوئی۔ اور وہ کرامت ان کی دعا کا قبول ہونا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اثنائے راہ میں باران کی دعا کی تھی تاکہ شدتِ پائس سے بچ سکیں چنانچہ بارش ہوئی آخر انہوں نے جا کر کفار پر شجون کیا اور فتح عظیم نمایاں حاصل ہوئی بعد ازاں جزیرہ داریں جو ملک شام میں واقع ہے کی طرف نہفت فرما ہوئے اور اس اثنائے راہ میں ایک اور کرامت باہرہ ظاہر ہوئی اور وہ بھی دربارہ کمی باران آپ کی دعا کا قبول ہونا تھا یہاں تک کہ پانی اونٹوں کے کھردوں سے متجاوز نہ تھا یہاں بھی آپ نے فتنہ نمایاں حاصل کی اور پھر یہاں سے منذر بن ساوی کی طرف گئے اور اسے بھی شکست دی الاستیجاب میں مذکور ہے کہ آپ مستجاب الدعوات تھے اور کہ مشہور ہے کہ آپ چند کلمات کہہ کر اور دعا کر کے دریا سے عبور کر گئے تھے۔ الغرض حضرت صدیق کے علا بن الحضرمی کو سپہ سالار بنانے کا ثمرہ وفائدہ نمایاں ظاہر ہوا۔

از انجملہ یہ کہ اہل عمان و ہجرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں مشرف باسلام ہو گئے تھے اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتد ہو گئے۔ جعفر بن عبد اللہ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت ہی سے وہاں کے حاکم تھے ان لوگوں کے واقعہ ارتداد کی حضرت صدیق کی خدمت میں اطلاع دی آپ نے مسلمانوں کو ان سے جہاد کر کے کیلئے جمع کیا اور حذیفہ بن محسن جمہری کو ریاست عمان اور عتبہ بارتی کو ریاست ہجرہ کے لئے مقرر کیا اور عکرمہ کو جو فتح یمامہ سے ہنوز واپس نہیں ہوئے تھے وہاں ملک پہنچانے پر مامور کیا القصر جانہین سے جنگ عظیم واقع ہونے پر تیکے بعد کفار کو ہزیمت نمایاں ہوئی۔

اسی طرح قبیلہ کندہ جو نواحی حضرموت اور یمن میں آباد تھے اور آثرین ہجرت میں مشرف باسلام ہوئے اور آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان پر امر مقرر کئے ہوئے تھے انہیں ایام میں یہ لوگ بھی مرتد ہو گئے یہ حال دیکھ کر امرا مسلمین بہاؤں میں متحسّس ہو گئے اور واقعہ انداد کی اطلاع حضرت صدیق کی خدمت میں پہنچائی آپ نے مسلمانوں کو حکم دیکر حضرت زیاد کی ہمراہی میں انہیں مقابلہ کیلئے روانہ کیا بسیار زور و جد کے بعد مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے ذریعہ فائز المرام اور مظفر منصور ہوئے اور اشعث بن قیس جو رو سار مرتدین میں سے تھا اسیر کر کے حضرت صدیق کی خدمت میں بھیجا گیا حضرت صدیق نے اسکی بہادری و شجاعت اسکی سپہ سالاری اور اس کا صدق تو بہ ملاحظہ کر کے اسے رہا کر دیا اور اپنی ہمیشہ ام فرزد سے عقیدہ کر دیا الغرض یہاں بھی حضرت صدیق کی فراست کا رگر ہوئی اور نمایاں فوائد ظاہر ہوئے الاستیعاب میں مذکور ہے کہ اشعث بن قیس تیس سواراں بنی کندہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ بنی اکل المرار (یعنی زمانہ کی تلخی و سختی چکھنے والے) ہیں اور آپ بھی ابن اکل المرار ہیں (نانہال کیطون سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم ہو کر فرمایا ہم لوگ بنی النضر بن کنانہ سے ہیں ہم اپنی ماں کے پیچھے جا کر اپنے باپ کا نام گم نہیں کرتے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ اشعث بن قیس زمانہ جاہلیت میں رئیس کندہ اور زمانہ اسلام میں بھی وہ جہیر قوم تھے بحر اسکے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام سے مرتد ہو گئے تھے مگر پھر حضرت صدیق کی خدمت میں بھیجے گئے۔ اسلم مولیٰ حضرت عمر فاروق بیان کرتے ہیں کہ وہ نقشہ ابتک میری پیش نظر ہے کہ اشعث قیس اسیر کر کے حضرت صدیق کی خدمت میں لائے گئے یہ مسلسل و مغلول تھے اور بیان کیا ہیں نے کیا جو کچھ کیا یہاں تک کہ میرا یہ حال ہوا بعد ازاں انہوں نے کہا کہ اب آپ مجھے جنگ کے موقعوں کے لئے رہنے دیجیئے اور اپنی ہمیشہ میرے عقیدہ میں دیدیجیئے۔ چنانچہ حضرت صدیق نے ایسا ہی کیا۔ اسکے بعد ابو عمر و نے الاستیعاب میں بیان کیا کہ حضرت صدیق کی اس ہمیشہ کا نام جو اشعث بن قیس کے نکاح میں دی گئی تھیں ام فرزدہ بنت ابی قحافہ تھا یہی محمد بن الاشعث کی والدہ تھیں جب حضرت عمر فاروق خلیفہ کئے گئے تو اشعث بن قیس سعد بن ابی وقاص کے ساتھ عراق چلے گئے اور ناصیہ بصرہ میں جلائے اور نہادند کی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ ادھر کوفہ آکر قبیلہ بنی کندہ میں گھر بنایا اور اقامت گزین ہوئے۔ الحمد للہ بتائے اللہ آپ کی خلافت کے اول سال کے آخر تک اسلام بطنہا ج اول رجوع کرایا اور فتنہ ارتداد فرزد ہو گیا پھر سال دوم میں حضرت مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو خلعت و لوا امدانعام و اکرام کے ساتھ جنگ عجم و پر مامور مقرر کیا اور یہاں لے کر حضرت مثنیٰ بن حارثہ پہلے ہی سے ملک عجم کے ساتھ جنگ کئے ہوئے تھے اسلئے وہ ملک عجم کے ساتھ خاں بعض عداوت رکھتے تھے۔ غرض اس موقع پر بھی آپ نے سلیقہ مملکت داری کو کام فرمایا اور آپ کی تدبیر تیر بہ دست ہوئی جب عجم درپئے انتقام ہوئے تو انہوں نے جید و بشمار فوج جمع کی حضرت صدیق نے بشورہ حضرت عمر فاروق اس کا یہ انسداد کیا کہ حضرت خالد بن ولید کو ملک دیکر روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ کا اعزاز و احترام کرنے میں سر مفرق نہ کریں۔ غرض یہ دستور العمل تھا خلفاء امت کا تو قیر قدمائے دولت میں الاستیعاب فی اسماں الاصحاب میں ہے کہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ شیبانی اسوقت مشرف باسلام ہوئے تھے جب کہ وہ اپنی ہی قوم کے ایک وفد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور یہ واقعہ سلسلہ یا سنہ کا ہے عمرو بن شیبہ اپنے بعض شیوخ حدیث روایت کرتے ہیں کہ مثنیٰ بن حارثہ اور اہل فارس کے مابین بوجہ مصافعات و ملحقات عراق ہمیشہ چشمک رہتی تھی۔ حضرت صدیق کو جب اسکی خبر ملی تو حضرت عمر فاروق فرمانے لگے کہ انکے نسب کے متعلق

بہت سے واقعات ہمارے گوش گزار ہوتے رہتے ہیں قیس بن عاصم کہنے لگے کہ مثنیٰ بن حارثہ مشہور و معروف شخص ہیں وہ
مہول النسب گنہگار اور کوئی معمولی آدمی نہیں مثنیٰ بن حارثہ مثنیٰ بن حارثہ مثنیٰ بن حارثہ حضرت صدیق
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا خلیفۃ رسول اللہ آپ مجھے میری قوم میں بھیج دیجئے کہ میں اپنی قوم کو ساتھ
لیکر اہل فارس سے لڑوں اور نیز سرے نواحی و اطراف میں جو دشمن ہیں انہیں گرفتار کروں چنانچہ حضرت صدیق نے
انہیں اجازت دی اور عمران پہنچا کر انہوں نے اہل فارس اور اطراف و جوانب کے علاقوں پر قتل و غارت شروع کی اور کل
ایک سال تک لڑتے رہے اسکے بعد انہوں نے اپنے بھائی معوذ بن حارثہ کو حضرت صدیق کی خدمت میں یہ پیغام
دیکر روانہ کیا کہ اگر آپ مجھے مدد دیں اور عرب کو بھی اسکی خبر ہو جائے تو وہ بہت جلد میرے پاس جمع ہو جائیں گے۔
اور اللہ شکر کہ شکست دیگا اور ذلیل کرے گا نیز یہ کہ ہم لوگوں سے اعاجم ڈرتے اور دبتے ہیں معوذ بن حارثہ نے
جب یہ پیغام حضرت صدیق کی خدمت میں پہنچایا تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا آپ انکی مدد کیلئے خالد بن ولید کو بھیج
دیجیئے۔ کہ وہ اہل شام سے قریب رہیں اور اگر اہل شام کو انکی ضرورت نہ ہو تو پھر عراق کی طرف متوجہ ہوں۔ غرض آپکی
تحریک سے حضرت صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو عراق روانہ کیا ابورجاء العطاروی سے روایت کیا گیا ہے کہ
کہ حضرت صدیق نے مثنیٰ بن حارثہ کو نامہ لکھا کہ میں خالد بن ولید کو سپہ سالار کر کے بھیجتا ہوں سو تم بھی انکے ساتھ
ہو جاؤ مثنیٰ بن حارثہ اسوقت مسافرات کو فرمیں تھکا اور اب خالد بن ولید کی طرف روانہ ہوئے اور بمقام قریہ بن ساج
ان سے ملاقی ہوئے۔ اور پھر انکے ساتھ بصرہ چلے گئے واقعہ طویل ہے آخر میں یہ کہ مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی
اسکے بعد حضرت صدیق کے دلمیں داعیہ فتح روم و شام پیدا ہوا مجمع صحابہ میں آپ نے ایک خطبہ بلیغہ
کہا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب و تخریص دلائی اور حکم دیا کہ وہ جنگ روم کیلئے تیاری کریں بعد ازاں آپ نے جنگ
روم کیلئے چار امیر الجیش مقرر کئے۔ اور ہر ایک کو ایک ایک جانب سے روانہ کیا حضرت عمر بن العاص کو ایلہ
کے راستہ سے فلسطین روانہ کیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو حمص روانہ کیا یزید بن سفیان کو دمشق اور حنظل
بن حسنہ کو اردن روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب سب ایک جگہ جمع ہوں تو تمنا لشکر کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ بن جراح
ہونگے اور علیحدہ علیحدہ ہر امیر اپنے اپنے لشکر کا سپہ سالار ہے۔ انہیں ایام میں ایک کرامت باہرہ ظہور میں آئی
وہ یہ کہ جب لشکر نے لا الہ الا اللہ محمدی رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا قصیر صرل گیا۔ اور ایک ہلچل مچ گئی اور قیصر کو
اب خبر ہوئی کہ مسلمان جنگ کیلئے آن پہنچے اور اب اس نے بہت سی فوج جمع کی۔ اسی اثناء میں حضرت صدیق
نے حضرت خالد بن ولید کو نامہ لکھا کہ ہم عراق مثنیٰ بن حارثہ کے سپرد کر کے شام کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اور
وہاں جا کر سلامی لشکر کی سپہ سالاری کریں باجملہ دمشق اور یرموک انکے ہاتھ پر فتح ہوا اور قیصر نے ہزیمت کھائی
غرض یہاں بھی دربار عزل حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور ترقی حضرت خالد بن ولید حضرت صدیق کی فراست نمایاں
طور پر ظاہر ہوئی یزید بن سفیان کو دمشق و یرموک حضرت فاروق کو عہد میں بھی ذکر کرتے ہیں اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ دمشق و یرموک دو دفعہ فتح ہوا اور اللہ اعلم جو لوگ غور
سخن کو نہیں پہنچتے وہ اس امر میں تردد کرتے ہیں کہ حضرت صدیق نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو معزول کیلئے حضرت خالد بن ولید کو کیوں سپہ سالار بنایا
اور حضرت عمر فاروق نے کیوں اسکے برعکس معاملہ کیا؟ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے کہ بات صاف ہے تردد فکر نیکی کی
وہ نہیں حضرت صدیق نے بفرست معلوم کر لیا کہ بعض فوج حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ پر ہو گئی اور اسی طرح

حضرت عمر فاروق نے بڑا ست جان لیا کہ بعض فتوح حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے ہاتھ پر ہو گئی۔ مع ہر سب سے ہفتے دہرکتہ مکانے دارد، الغرض اس طرف سے مثنیٰ بن حارثہ عجم پر ناخت و تاراج کر رہے تھے اور اس طرف سے پیام الحبش حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ قیصر کو ہزیمت دے رہے تھے اسی طرح روز بروز ایک نہ ایک نئی فتح ہوتی اور غنیمت بے شمار مسلمانوں کے ہاتھ آتی یہاں تک کہ حضرت صدیق نے وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

پھر جب آپ قریب الوفات ہوئے تو یہ بھی آپ کی حسن تدبیر اور فراست کا نمونہ تھا کہ آپ نے بوصیت اپنی حضرت عمر فاروق کو اپنا خلیفہ کیا اور چند وصیتیں کیں از انجملہ یہ تھا کہ مثنیٰ بن حارثہ کو آپ نے جہاد عجم کیلئے مقرر کیا ہوا تھا اور یہ اسلئے کہ ان کی ہدیت عجم کے دلوں میں بیلٹھ گئی۔ حضرت عمر فاروق ان سرب دستوں پر کار بند رہے حضرت عثمان غنی حضرت صدیق کے کاتب تھے آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا میری طرف سے یہ وصیت لکھو ہذا ما عہد ابی بک بن ابی قحافة الی المسلمین اما بعد فانی قد استخلفت علیکم۔ اتنا کہہ کر آپ بیہوش ہو گئے۔ حضرت عثمان نے یہ لکھ لیا اور لکھ کر عمر بن الخطابؓ اپنی طرف سے لکھ دیا اور یہ اسلئے کہ آپ کو پہلے سے معلوم تھا کہ آپ حضرت عمر فاروق کو خلیفہ کریں گے۔ آپ کو افاقہ ہوا تو حضرت عثمان نے جو کچھ لکھا تھا پڑھ کر سنایا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق کا نام جو آپ نے اپنی طرف سے لکھ دیا تھا پڑھ کر سنا دیا تو آپ نے فرمایا عثمان اللہ تمہیں جزائے خیر دے پھر فرمایا اچھا اسکے بعد لکھو ناسم عوالہ واطیعو فان عدل فذلک ظنی وعلمتی فیہ ان جاسم فکل امی ما اکتسب والخیر امدت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا انی منقلب ینقلبون والسلام علیکم ورحمة اللہ۔ اسکے بعد حضرت صدیق نے ہاتھ بلند کیے اور جناب بارگاہ الہی میں دعا کی کہ اے پروردگار میں نے انکو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا اور میں نے اس میں بجز مسلمانوں کی صلاح و فلاح کے اور کسی امر کا ارادہ نہیں کیا جو عمل میں لایا ہوں تو خوب جانتا ہوں کہ میں نے بہترین شخص کو مسلمانوں کا خلیفہ بنانے میں کامل سعی و کوشش کی ہے۔ بایں ہمہ اے پروردگار میں مسلمانوں کے کام کو تیرے تفویض کرتا ہوں اے پروردگار تو علام الغیوب ہے میں نے اسوقت دار فانی سے دار آخرت کی طرف جاتے ہوئے عمر فاروق کی کچھ حمایت نہیں کی ہے۔ اے پروردگار یہ تیرے بند سے ہیں۔ اور ان پر تو حاکم ہے اور تو ہی ان کا ولی وارث ہے۔ انکی یعنی عمر فاروق کی اصلاح کرنا اور انہیں خلفاء راشدین و ہدیین سے بنانا کہ وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے بعد دیگر صلحا راست کی سیرت کی متابعت کرتے ہیں اے پروردگار تو انکی رعیت کے کام کو درست کرنا اور اس کا انجام بخیر اسکو بعد آپ نے وصیت پر نہر کی اور اطراف و جانب میں امر و جموش کو اسکی نقلیں بھجوا دیں پھر حضرت عمر فاروق کو بلایا اور آپ کو اس کی خبر کی کہ آپ نے انہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خلیفہ کیا آپ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زحمت میں مجھے نہ ڈالیں کیونکہ خلافت کی مجھے ضرورت نہیں آپ نے فرمایا مانا کہ تمہیں خلافت کی ضرورت نہیں مگر خلافت کو تمہاری ضرورت ہے۔ الغرض حضرت صدیق نے حقوق اللہ و حقوق المسلمین کے متعلق وصایائے بلیغہ اور مواظبت و نصائح لائقہ دروغ کہیں اور اپنی وصیت کو ان فقروں پر ختم کیا کہ اگر تم میری وصیت کو یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ کوئی شے تمہیں

عزیز نہ ہوگی اور اگر اسے بھول جاؤ گے تو موت سے زیادہ کوئی شے تمہیں تلخ نہ ہوگی حالانکہ موت سے تم کسی طرح بچ نہیں سکتے۔

معقوب دوسی سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ حضرت صدیق کے وکیل خراج (خزانی) تھے بروقت وفات یہ آپ کو سلام کرنے حاضر ہوئے آپ اسوقت وصیت خلافت میں مصروف تھے جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا معقوب تم ہمارے متصدی مال تھے تمہارے ہمارے درمیان معاملہ حساب کس طرح ہے عرض کیا میرے آپ پر چھپس درہم نکلتے ہیں اور میں نے آپ کو حلال کئے فرمایا ہیں معاف کیجئے میرے سفر آخرت کا زاد راہ آپ قرض سے نہ کریں اسکے بعد معقوب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ یہ میری اور آپ کی آخری صحبت ہے اور میری آنکھوں سے اشک روان ہوئے فرمایا معقوب زاری نہ کرو صبر سے کام لو میں امیدوار ہوں کہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جو اس خاکدان دنیا سے بہتر و باقی رہنے والی ہے اسکی بعد آپ نے بریدہ کو بلایا اور انہیں حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بھیج کر درہم منگاتے اور مجھے دیتے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ ثابت ہوا ہے کہ جب آپ پر آخر مرض وفات میں غشی طاری ہوئی تو آپ رح حضرت عائشہ صدیقہ، گریہ وزاری کرنے لگیں کہ میرے والد کو عجب سخت مرض لاحق ہوا ہے۔ جب آپ ہوش میں آئے اور یہ فقرے سنئے تو فرمایا اے دختر من بات یہ نہیں جو تم کہتی ہو بلکہ بات یہ ہے۔ وجہات سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ متحد۔ اسکے بعد آپ نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کنن دیا گیا تھا عرض کیا تبین سفید کپڑوں میں ان میں عمامہ و پیرا من نہ تھا پھر پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس زود انتقال فرمایا عرض کیا دو شبہ کے دن۔ پھر پوچھا آج کیا دن ہے عرض کیا دو شبہ فرمایا امید ہے کہ میری موت بھی اسی روز و شب کے درمیان ہوگی پھر اسکے بعد آپ نے اس کپڑے کو دیکھا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے اور جس میں آپ کی بجائے داری کی گئی تھی اس میں زعفران کا رنگ لگا ہوا تھا فرمایا اس کپڑے کو دو ٹوٹا لیا اور دو کپڑے اور ملا کر مجھے کنن دیدینا حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یہ تو پیرا نا کپڑا ہے فرمایا تو تین کپڑا تو زندہ کیلئے زیادہ مناسب ہے اور مردہ تو گل سطر جاتا ہے پھر آپ نے وصیت کی کہ آپ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عیسٰی آپ کو غسل دیں اور آپ کے فرزند عبد الرحمن غسل دیتے ہوئے آپ کی معاونت کریں اور فرمایا کہ ان دونوں کے سوا اور کوئی مجھے برہنہ جسم نہ دیکھے۔ عرض شب کو آپ نے اس دنیا سے انتقال فرمایا اور غسل و سجہیز و تکفین آپ کی وصیت کے مطابق کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسی شب آپ کے فرزند عبد الرحمن حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی۔ اور حضرت طلحہ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر آپ کو دفن کیا۔ جزاء اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

ماثر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه

از آنجملہ یہ کہ آپ قریش میں ذی وجاہت و منصب تھے الاستبعا میں بجا مالہ زیر نساب بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق اشرف قریش میں سے تھے اور منصب سفارت آپ کو تفویض تھا جنگ و صلح منافرت و مفاخرت کے

موقوف پر قریش انکو سفیر بنا کر بھیجتے اور جو کچھ آپ انکی طرف سے فیصلہ کرتے قریش اسے منظور کر لیتے جب اسلام کا ظہور ہوا تو تائید غیبی نے آپ کی مساعدت کی اور خواہ مخواہی آپ کو مشرف باسلام کیا۔ مصرعہ
گزنیاد بخوشی ہوئے کشانش آرید

غرض آپ سرید مخلص تھے: مخلص وشتان میں المرتدین اس راہ پر نہیں آتا مگر وہی شخص جسے درو یوار سے پکارتے ہیں اور اس میں نہیں بیٹھتا مگر وہی شخص جسے باصرار بٹھاتے ہیں۔ آپ کے مشرف باسلام ہونے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ راویان حدیث میں سے ہر ایک نے کچھ بیان کیا ہے اور کچھ فرو گذاشت نہیں کیا ہے چنانچہ اس جگہ ہم چند روایتیں استشہاد کے طور پر لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مشرف باسلام ہونیکے لئے دعا فرمائی تھی چنانچہ حضرت ابن عمر کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم ایدنا الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃ حضرت ابن مسعود کی روایت جو مسروق سے روایت کی گئی ہے۔ میں ہے اللہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب ادبابی جہل بن ہشام فجعل اللہ دعوتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فینی علیہ السلام دھذم بہ الا دثان حاکم نے ان سب روایتوں کی تخریج کی ہے نیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ بتوں کے نزدیک سوار ہوا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص گائے کا بچہ لایا اور اسکو ذبح کیا اور اس زور سے چیخا کہ میں نے کبھی ایسی آواز نہیں سنی تھی یہ کہتا جاتا تھا یا جلیع ام نجیم راجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ راجل فصیح ایک شخص کا نام تھا۔ یہ آواز سن کر قوم درڑی میں نے کہا دیکھو معاملہ کیا ہے اسکے بعد اُس نے پھر منادی کی یا جلیع ام نجیم راجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ میں کھڑا ہوا اور ہم لوگ اسی طرح دیکھتے رہے کہ یہ ہے کون شخص بیان کیا گیا کہ یہ نبی ہے (بخاری اسکے راوی ہیں) محمد بن اسحق نے بیان کیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق کی ہمیشہ اور ان کے شوہر سعید بن زید مسلمان ہو گئے جب حضرت عمر فاروق کو اسکی خبر ہوئی تو آپ غضبناک ہو کر اٹھے اور اپنے بہنوئی کی اہانت کی۔ اور ہمیشہ کی سرکوبی کی یہاں تک کہ ان کا سر خون آلودہ ہو گیا اور اب آپ کے دلمیں انکے حال پر رحم دلی پیدا ہوئی سورۃ طہ جو آپ کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ آپ پڑھنے لگے اور اس طریقہ سے داعیہ قبول اسلام آپ کے دل میں جاگزین ہوا چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔

جب آپ مشرف باسلام ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں دعا فرمائی اور بارگاہ الہی میں آپ کی دعا قبول ہوئی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا کہ جب حضرت عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے پروردگار انکی سینہ سے کینہ و دشمنی نکال دے اور بجائے اسکے ذرا ایمان انکے سینہ میں بھر دے۔ میں فخر فرمایا حاکم نے اسکی تخریج کی ہے۔ جب مشرف باسلام ہو چکے تو آپ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور اسکی وجہ سے آپ نے بہت سی سختیاں جھیلیں اور انکی تلخی و ترشی کو شہد شکر کی طرح گوارا کیا۔ مولیٰ عبداللہ محمد بن اسحاق ابن عمر سے اور وہ عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق اسلام قبول کر چکے تو آپ نے کہا کون شخص قریش کی خبریں ادھر ادھر پہنچا کر تا ہے کہا گیا جمیل بن عمر الجمحی ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ صبح آپ اُسکی پاس گئے میں بھی آپ کے پیچھے گیا کہ دیکھوں آپ کیا کرتے ہیں۔

میں اسوقت کو لڑکا تھا مگر جو کچھ میں دیکھتا اسے سمجھ سکتا تھا آپ نے جاتے ہی: "اے کہا جھیل کچھ بھی معلوم ہے کہ میں قبول دین اسلام کر کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو گیا ہوں آپ کے کہنے کی دیر تھی کہ جھیل اپنا چادر اٹھینچتا ہوا اٹھا اور میرے والد عمر فاروق اُسکے پیچھے ہوئے یہاں تک کہ مسجد الحرام کے دروازے پر آباؤ چلا کر کہا کہ عمر بن خطابؓ تو بیدین ہو گیا حضرت عمر فاروق نے جواب اُسکے کہا یہ جھوٹا ہے بلکہ میں مسلمان ہو گیا اور نغمہ شہادت اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد عبدہ ورسولہ پڑھ لیا بس یہ کہا کہ قریش آپ کی طرف دوڑ پڑے اور آپ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ آفتاب سردوں پر آگیا پھر آپ تھک کر بیٹھ گئے اور قریش آپ کے سر پر گھڑے رہے آپ ان سے کہتے جاتے تھے اب جو تمہارا دل چاہے سو کرو میں قسمیہ کہتا ہوں اگر تم میں سے شخص بھی ہوتے یا تو ہم اس شہر سے نکل جاتے یا تمہیں نکال دیتے اس اثنا میں یہاں سے ایک پیر مرد گزرے دریافت کرنے لگے کہ کیا معاملہ ہے ان لوگوں نے کہا عمر بیدین ہو گیا۔ پیر مرد نے کہا پھر کیا ہوا۔ ایک نے اپنے لئے ایک مہین اختیار کر لیا تم کیوں اس سے تعرض کرتے ہو کیا تم خیال کرتے ہو کہ نبی عدی انکو تمہارے لئے چھوڑ دیں گے۔ چھوڑو اسے جانے دو چنانچہ قریش آپ کے پاس سے ہٹ گئے جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت کرنے لگے تو میں نے پوچھا کہ وہ پیر مرد کون تھے جنہوں نے قریش کو ڈانٹا تھا جب کہ آپ کے اسلام پر وہ آپ سے لڑ رہے تھے فرمایا یہ عاص بن دائل السہمی تھے۔ نیز عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے تو آپ کے گھر کے پاس لوگ جمع ہو گئے اور کہنے لگے عمر بیدین ہو گیا میں اسوقت لڑکا تھا اپنے گھر پر کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا۔ ایک شخص ان میں سے آگے بڑھا اور کہنے لگا تجھے کیا ہوا ہے کہ تو بیدین ہو گیا۔ اُس شخص کو ایک ہمسایہ نے پکڑ لیا اسکے بعد اور لوگ بھی منتشر ہو گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص تھے لوگوں نے کہا کہ عاص بن دائل (بخاری اسکے راوی ہیں)

نکتہ

اس جگہ ایک نکتہ سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ حضرت عمر فاروق بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سال بعد مشرف باسلام ہوئے۔ اسوقت تک باختلاف محدثین قریباً چالیس مرد اور پندرہ عورتیں قبول اسلام کر چکے تھے۔ بالجمہ گو حضرت عمر فاروق نصف قرن اول قبول اسلام میں متاخر ہوئے مگر اپنی آخر عمر وار وہ آپ کا عہد خلافت تھا، میں قرن اول کے ہمعنان و شریک دہیم ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے دونوں مرتبوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث حمل انتورقاہ کون لی صاحبی قلت یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدقت میں مرتبہ اول کی طرف اشارہ فرمایا اور حدیث روایا ئے قلیب ثم اخذ ابو بکر و فی نزعہم ضعف دالہ یغفر لہم ثم اخذ عاص بن الخطاب فاستخالت عہم باذلہما عیقر یا یصری فربہا حتی ضرب الناس بعطن میں حضرت عمر فاروق کے مرتبہ اخیر کی طرف اشارہ فرمایا۔ شیخین وغیرہ ان کے راوی ہیں۔

ازجمہ فضائل حضرت عمر فاروق یہ ہے کہ آپ کے قبل اسلام کرنے سے مسلمانوں کو فی الجملہ تقویت ہوئی

اور انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ حضرت ابن مسعود بیان فرماتے ہیں کہ برب سے حضرت عمر فاروق نے اسلام قبول کیا ہم لوگ تقویت پاتے رہے (بخاری اسکے راوی ہیں)۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ نجاشی (ملک حبشہ) کے پاس سے بے نیل ملامت واپس آئے کیونکہ نجاشی نے مہاجرین مسلمانوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا تو اب حضرت عمر فاروق بھی مشرف باسلام ہو گئے آپ چونکہ ایک قوی و توانا شخص تھے اسلئے مسلمانوں کو آپ سے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ سے تقویت حاصل ہوئی اور قریش بخیطہ و غضب میں آئے چنانچہ حضرت ابن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ اس سے پہلے ہمارا یہ حال تھا کہ ہم کعبہ کے پاس نماز تک نہیں پڑھ سکتے تھے جب تک کہ حضرت عمر مشرف باسلام نہ ہوئے جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ قریش سے لڑے اور کعبہ کے پاس جا کر نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر فاروق کا اسلام قبول کرنا فخر تھی اور آپ کی ہجرت نصرت اور آپ کی خلافت رحمت تھی جب تک حضرت عمر فاروق نے اسلام قبول نہیں کیا ہوا تھا تو ہم لوگ کعبہ کے پاس نماز تک نہیں پڑھ سکتے تھے پھر جب آپ مشرف باسلام ہوئے تو قریش سے لڑے اور کعبہ کے پاس جا کر نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی ابن ہشام و عاکم نے اس کی تخریج کی ہے۔

از انجملہ یہ ہے کہ آپ نے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کو ہجرت کی اور آپ کی ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا پیش خیمہ واقع ہوئی برابر بن عازب سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ہمارے پاس ہجرت کر کے آئے مصعب بن عمر اور ابن ام مکتوم تھے اور یہ ہمیں تسلیم قرآن دینے کیلئے آئے ہوئے تھے اور پھر حضرت عمر فاروق ہمیں اصحاب کی ہمراہی میں پھر آپ کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم بیعت ازوم فرمایا۔ (بخاری اسکے راوی ہیں)۔

از انجملہ یہ ہے کہ غزوہ بدر میں آپ کو اکثر جمیلہ حاصل ہوئے بچند وجوہ اول یہ کہ آپ نے اس لڑائی میں جہاد کرتے ہوئے محض اللہ اپنے ماموں کو قتل کیا اور محبت قرابت آپ کو اس قتل سے مانع نہ ہوئی الاستیعاب میں ہے کہ کہ عاص بن ہشام بن مغیرہ جنگ بدر میں مقتول ہوا اسے حضرت عمر فاروق نے قتل کیا اور یہ آپ کا ماموں ہوتا تھا۔ دوم جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کوئی حضرت عباس کو قتل نہ کرے حضرت ابوحنظلہ نے اس سے اختلاف کیا اور بایں وجہ تعمیل ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک قسم کی کوتاہی واقع ہوئی۔ اور صورت اختلاف پیدا ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ نافرمانی انہیں زجر توبیخ کی اور یہ زجر و توبیخ بواسطہ حضرت عمر فاروق ظہور میں آئی دوم یہ کہ بوقت اخذ یہ امیران بدر ہر چند کہ انصار نے انکے بار میں سفارش کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمائی تاکہ باب اختلاف سدود ہو جائے۔ یہاں پر آپ نے بقدر لوگوں کی عقل و کرم فرمایا کہ معاف نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز یعنی جنگ بدر کے دن فرمایا تھا کہ نبی ہاشم اور عیسیٰ ہاشم سے بہت لوگ بد دلی سے جنگ کیلئے نکلے ہیں اور درحقیقت وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے جس کسی کا بنی ہاشم سے ساخا ہو تو چاہیے کہ انہیں قتل نہ کرے جس کسی کا تقابل ابوالہجری بن ہشام سے ہو تو چاہیے کہ انہیں قتل نہ کرے

کیونکہ وہ نہایت بددلی سے جنگ کیلئے نکلے ہیں نیز جس کا تقابل حضرت عباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو چاہیے کہ انہیں بھی قتل نہ کرے ابو حذیفہؓ کہنے لگے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے باپ دادا اور اپنے فرزند اپنے بھائی اور قتلے کے لوگوں کو قتل کریں اور حضرت عباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میرا ان کا مقابلہ ہوا تو میں اپنی تلوار کو ان کا خون پلاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا اے ابو حفص! حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں یہ پہلا دن تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حفص میری کنیت رکھی، کیا نعم رسول اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر تلوار ماری جائیگی۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے حکم دیجیئے کہ میں ابو حذیفہ کی گردن مار دوں واللہ ابو حذیفہ نے یہ نفاق کا کام کیا اسکے بعد ابو حذیفہ کہنے لگے۔ میں اس کلمہ سے جو اس در میں نے کہا مطمئن نہیں اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری شہادت سے اللہ تعالیٰ اس کی مکافات کر دے۔ چنانچہ جنگ یمامہ میں آپ شہید ہوئے محمد بن اسحق نے اسکی تخریج کی ہے۔

سوم یہ کہ بعد فتح امیران بدر کے باب میں اختلاف واقع ہوا کہ انہیں فدیہ (تاوان جنگ) لے کر چھوڑ دینا چاہیے یا ان سب کو قتل کر دینا چاہیے۔ حضرت عمر فاروق کی رائے نے اس باب میں وحی الہی کی مطابقت کی حضرت ابن عباس نے حضرت عمر فاروق سے روایت کیا ہے کہ آپ نے قہقہہ بد میں بیان کیا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق حضرت علی اور حضرت فاروق سے مشورہ کیا حضرت صدیق نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ ہمارے چچیرے بھائی۔ ہمارے قبیلہ کے لوگ ہیں میری رائے ہے کہ آپ ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دیں جو کچھ ہم ان سے لیں گے۔ اس سے ہمیں کفار پر فی الجملہ تقویت بھی حاصل ہوگی اور عجب نہیں کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہدایت کرے اور یہ ہمارے معین و مددگار ثابت ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر بن خطاب تمہاری کیا رائے ہے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت صدیق نے جو رائے دی ہے مجھے اس سے اتفاق نہیں میری رائے ہے کہ فلاں شخص جو میرا رشتہ دار ہے مجھے دیجیئے کہ میں اسکی گردن مار دوں اسی طرح عقیل کو حضرت علی کے سپرد کیجیئے کہ وہ عقیل کی گردن ماریں اور حضرت حمزہ کو ان کا بھائی دیجیئے کہ وہ انکی گردن ماریں تاکہ اللہ جان لے کہ ہمارے دلوں میں کافروں کے طرف سے ذرا بھی جگہ نہیں یہ لوگ صنادید عرب و سرداران عرب ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق کی رائے پسند آئی لہذا آپ نے ان سے فدیہ لیکر رہا کر دیا اسکر دوسرے ہی دن جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اسوقت آپ اور حضرت صدیق بیٹھے تھے آبدیدہ ہو رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ اور آپ کے صاحب حضرت صدیق کیوں آبدیدہ ہیں مجھے بھی مطلع فرمائیے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ آبدیدہ ہوؤں اور اگر آنسو نہ آئیں تو روئی صورت بناؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسی بات پر رونا ہوں کہ جو ہمیں پیش آئی اور لوگوں نے فدیہ لینے کا مشورہ دیا۔ تھا پھر فرمایا مجھ پر عذاب پیش کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ ما کان لنبی ان یکون لہ اسراۃ حتی یتخن فی الاراض تمایلون عنہ

الحمد نیا واللہ بربدا الاخرہ ط واللہ عزیز حکیم، لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم اے من
لفظاً عذاب عظیم۔ پھر جب آئندہ سال جنگ احد واقع ہوئی تو اب اخذ
تدیر و رہائی اسیران بدر کے غرض مسلمانوں کو شکست دی گئی کہ ستر مسلمان شہید
ہوئے اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرار ہو گئے اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے دستان مبارک شہید ہوئے آپ کے سر پر جو خود تھا وہ ٹوٹ گیا اور آپ کے چہرہ مبارک پر خون بہنے لگا اور اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اولمّا اصابکم مصیبة قد اصابتم مثلیہا قلتم انی هذا من عند
انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

چہاں ہم یہ کہ فتح جنگ بدر کے بعد عمر بن دہب اپنے بھائی کو رہا کرانے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں آیا۔ قریش کے خنزیر شخصوں میں سے یہ بھی ایک خنزیر شخص تھا اور دلاوران قریش میں سے تھا حضرت
عمر فاروق نے اس سے بچنے کے لئے نہایت احتیاط کو کام فرمایا اور شرط محبت کو بجالائے عروہ بن زبیر سے عمر بن
دہب کے قصہ کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اس وقت ایک جماعت مسلمین کے ساتھ بیٹھے ہوئے
جنگ بدر کے حالات بیان کر رہے تھے کہ آپ کی نظر عمر بن دہب پر پڑی کہ یہ گلے میں تلوار ڈالے مسجد الحرام کے
دوازے پر اپنے اور نٹ سے نیچے اتر آئے کہ یہ دشمن خدا غلبت عمر بن دہب آ رہا ہے ضروریہ کوئی شریک
ایا ہے یہ وہ شخص ہے جس نے ہماری قوم کے دشمن جنگ کرائی اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
دروغ کیا یا نبی اللہ یہ دشمن خدا عمر بن دہب گردن میں تلوار ڈال کر آیا ہے فرمایا لا اُ سے میرے پاس آئے آنحضرت
عمر فاروق آئے اور اس کا پر تلا پکڑ لیا اور جو لوگ آپ کے ہمراہ تھے ان سے فرمایا کہ اس دشمن خدا کو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو اور اس غلبت سے بے خوف مطمئن رہو کیونکہ یہ غیر مومن شخص ہے غرض آپ
اس کا پر تلا پکڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا عمر حبشہ دو۔ اور عمر نے فرمایا نہ دیکھو حدیث طویل ہے اور اس واقعہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا معجزہ مذکور ہے۔ محمد بن اسحق نے اسکی تخریج کی ہے۔

غزوہ احد میں بھی آپ کو نمایاں فضائل حاصل ہوئے سچد و جود اول یہ کہ جب مسلمان قلعہ بندی کے طور پر پہاڑ
پر چڑھ گئے تو حضرت عمر فاروق نے پہاڑ کی چوٹی پر آکر ایک جماعت ہاجرین کے ساتھ کفار کو دفع کیا۔
ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے
تو قریش کی ایک جماعت بھی پہاڑ پر چڑھنے لگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار! ہمیں ہمارے
پہاڑ پر تو نہیں چڑھنا چاہیئے۔ غرض حضرت عمر فاروق نے ایک جماعت ہاجرین کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور
پہاڑ پر سے اتار دیا۔ حکم کا فی السیر۔

دوم یہ کہ ابوسفیان بوقت واپسی از جنگ احد کہنے لگا کہ اے پہل (ایک ٹ کا نام تھا) عالی ہو سیکر حضرت عمر
فاروق کی غیرت اسلامی جوش میں آئی اور یہ اعلائے کلمۃ اللہ کا باعث ہوا سو یہ کہ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ
کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے بعد اگر کسی کو شمار میں لاتے تھے تو حضرت عمر فاروق کو شمار

میں لاتے تھے۔ ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان احد سے واپس ہونے لگا تو اسنے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار کر کہا کہ جنگ ڈول کی طرح ہے ایک وقت کسی کے ہاتھ میں اور ایک وقت کسی کے ہاتھ میں آج ہم نے تمہیں جنگ بدر کا بدلہ دیا۔ اے پہل عالی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کھڑے ہو کر انہیں جواب دو۔ حضرت عمر فاروق نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔ اللہ اعلیٰ واجل ہے۔ ہمارے تمہارے درمیان برابری نہیں ہو سکتی ہمارے مقتولین جنت میں جاتے ہیں اور تمہارے دوزخ میں جب حضرت عمر فاروق جواب دے چکے تو ابوسفیان نے کہا عمر ذرا یہاں تو آؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ سنو کیسا کہتا ہے۔ جب آپ اسے نزدیک گئے تو اس نے کہا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا آپ نے کہا اے دشمن خدا نہیں آپ تو تیرا کلام سن رہے ہیں ابوسفیان نے کہا ابن قیس کی نسبت تم میرے نزدیک زیادہ صادق ہو وہ تو کہہ رہا ہے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا۔

از انجملہ یہ ہے کہ آپ غزوہ خندق میں حاضر ہوئے اور مساعی جمیلہ کئے اول یہ کہ غزوہ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو محافظت کیلئے مقرر کیا ہوا تھا آپ اس جانب سے پوری محافظت کرتے رہے اسی جگہ آپ کی یادگار کیلئے ایک مسجد بنی ہوئی اب تک موجود ہے۔ دوم اہل سیر نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت زبیر نے غزوہ خندق میں ایک روز جماعت کفار پر حملہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس جماعت کو پریشان و منتشر کر دیا اسی جماعت میں حزارہ بن خطاب بھی جس نے حضرت عمر فاروق پر دوبارہ حملہ کیا موجود تھا آپ نے اس کا نیزہ چھین لیا اور فرمایا میں نے دوبارہ تم پر احسان کیا سو یہ کہ ایک روز غزوہ خندق میں بوجہ مشغولیت آپ کی نماز عصر فوت ہو گئی اور یہ اسلئے کہ آپ اس وقت کفار کے دفعہ کرنے میں مشغول تھے نماز عصر فوت ہونے پر آپ کو نہایت افسوس ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ شفقت اپنے آپ کو بھی حضرت عمر فاروق کے ساتھ محسوب کیا اور اس طرح آپ نے حضرت عمر فاروق کے تاسف کی مکافات کی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک روز غزوہ خندق میں حضرت عمر فاروق مغرب کے قریب آئے اور کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ آج میں نماز عصر نہیں پڑھ سکا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج میں نے بھی نماز عصر نہیں پڑھی (عبداللہ بن جابر فرماتے ہیں) اسکے بعد ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک میدان میں گئے اور وضو کیا اول آپ نے نماز عصر پڑھی اور آفتاب غروب ہو چکا تھا اور پھر نماز مغرب پڑھی۔ (بخاری نے اسکی تخریج کی ہے)

از انجملہ یہ ہے کہ آپ غزوہ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے اس غزوہ میں بھی آپ مساعی جمیلہ میں مصروف رہے اول یہ اہل سیر بیان کیا ہے کہ غزوہ بنی مصطلق کے مقدمۃ الجیش پر حضرت عمر بھی تھے اور آپ نے کفار کے ایک جاسوس کو گرفتار کیا اور اس سے کفار کے حالات دریافت کر کے قتل کر دیا۔ جس سے کفار کے دل پر بہت کچھ رعب ابھی سے بٹھ گیا۔ دوم غزوہ خندق میں حضرت عمر فاروق اس امر پر بھی مامور کئے گئے کہ آپ لشکر میں اعلان کر دیں کہ جو شخص کلمہ شہادت پڑھے اس سے تعرض نہ کریں سو یہ

کہ جبہ غفاری امیر حضرت عمر فاروق نے ایک اعرابی کے ساتھ بھگڑا کیا اعرابی عبداللہ بن ابی منافق کے پاس گیا عبداللہ بن ابی منافق نے اس موقع پر کلمات لفاق آمیز کہہ کر اپنی آتش لفاق کو دوبا لاکیا۔ زید بن ارقم نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا غیرت حضرت عمر فاروق جوش میں آئی اور چاہا کہ اس منافق کو قتل کر دیں منافقین نے عذر و معذرت کی اور اللہ تعالیٰ نے زید بن ارقم کے قول کی تصدیق اور حضرت عمر کی رائے کی تحسین کرتے ہوئے کئی آیتیں نازل فرمائیں اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افادہ فرما دیا تھا کہ بمقتضائے مصلحت کرنا غلیل اسلام میں کسی قسم کا تفرقہ و توحش پیدا ہو اس منافق کو سزا دی اور وہ آیات جو اس واقعہ کے بعد نازل ہوئیں سورہ منافقون کی پہلی چند آیتیں یہ ہیں واذ جاء المنافقون قالوا نشهد انك لمرسول الله والله يعلم انك لمرسول الله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون۔

چہاں یہ کہ اسی واقعہ کے ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق سے سلطنت رانی کے متعلق ایک عجیب بیان فرمایا ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ عاصم عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی کے اٹھ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرانا چاہتے ہیں بوجہ ان کلمات کے جو اس کی طرف سے آپ کو پہنچے اگر واقعی آپ ایسا چاہتے ہیں تو مجھے آپ حکم دیجیئے میں عبداللہ بن ابی کا سر آپ کے پاس کاٹ کر لے آتا ہوں حال یہ ہے کہ ان کے قبیلہ میں مجھ سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرنے والا کوئی اور شخص نہیں مجھے خوف صرف اس بات کا ہے کہ میرے سوا آپ اور کسی اور کو اس کے قتل کا حکم دیں اور وہ اسے قتل کر ڈالے اور پھر بعد کو ایسا ہو کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو زندہ رکھ سکوں اور جس کا نتیجہ یہ ہو کہ میں کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کر ڈالوں اور دروزخ میرا ٹھکانا ہو۔ فرمایا نہیں بلکہ ہمیں اُس کے ساتھ مرافقت و ملاطفت کرنی چاہیے پھر اُس کے بعد سے عبداللہ بن ابی اس قسم کی جو کوئی بات سرزد ہوتی تو خود اُس کی قوم اس کی سزا دیتا اور بات کر لی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کا یہ حال دیکھا تو فرمایا عمر واللہ اگر تم اس دروز عبداللہ بن ابی کو قتل کر ڈالتے جس روز تم نے کہا تھا کہ میں اُس کو قتل کر ڈالوں تو آج تم اس کے قتل سے کانپ جاتے اور اگر میں کہہ دیتا تو ضرور تم سے قتل کر دیتے عرض کیا واللہ مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں برکت عظیمہ ہے یہ نسبت میرے کام کے۔

از انجملہ یہ ہے کہ غزوہ حدیبیہ میں آپ حاضر تھے اس غزوے میں آپ کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے اول یہ کہ بوقت صلح حدیبیہ حضرت عمر فاروق کی حیثیت اسلام غالب ہوئی اور پھر تیسریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسکین پائی ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ جب غزوہ حدیبیہ میں صلح قرار پائی اور اب صرف معاہدہ لکھا جانا باقی تھا حضرت عمر فاروق اٹھے اور حضرت صدیق کے پاس گئے اور کہنے لگے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی نہیں فرمایا کیوں نہیں پھر کہا کیا ہم لوگ مسلمان نہیں اور کیا یہ کافر مشرکین نہیں فرمایا کیوں نہیں۔ پھر کہا تم کس بات پر یہی دیکھیں اور وہ بھی دین کے معاملہ میں آپ نے فرمایا عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہو میں شہادت دینا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حضرت عمر فاروق نے کہا میں بھی تو شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اسکے بعد آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے رسول برحق نہیں فرمایا کیوں نہیں عرض کیا تو کیا ہم مسلمان نہیں فرمایا کیوں نہیں عرض کیا تو پھر ہم کیوں ان

سچی دیکھیں اور وہ بھی دین کو معاملہ میں فہم لایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں امر الہی کی مخالفت نہ کروں گا کہا تو پھر اور اللہ میرے کام کو ضائع نہ کرے گا حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ اس بعد سے میں اکثر روزی رکھتا نمازیں اور صدقہ کیا کرتا اور غلام آزاد کرتا کہ میری اس جرأت کی مکافات ہو جائے جو میں نے اس روز اپنے کلام میں کی یہاں تک کہ میں نے امید کی کہ یہ صلح خیر ہے ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ اسکے بعد حضرت عمر فاروق ابو جندل کے ساتھ اٹھے اور انکے ساتھ ساتھ یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے کہ ابو جندل عبر کرو بیشک وہ لوگ مشرک ہیں اور ان کا خون کتوں کے خون کے برابر ہے دوم یہ کہ آیہ کریمہ فانزل اللہ سکینۃ علی رسولہ و علی المومنین والزمہم کلمۃ التقویٰ آپ کے حق میں نازل ہوئی سو ہم یہ کہ بوقت مراجعت از حدیث جب مدینہ کے قریب پہنچے تو سورہ فتح نازل ہوئی اور سب سے پہلے آپ نے حضرت عمر فاروق کو بلا کر سنائی۔ یزید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض سفر میں تھے حضرت عمر فاروق بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی امر کے متعلق تین دفعہ سوال کیا اور تینوں دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جواب نہ دیا آپ اپنے دل میں کہنے لگے عمر تیری ماں تجھے گم کرے تو نے تین دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا اور تینوں دفعہ آپ نے تجھے جواب نہیں دیا حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں اس کے بعد میں اپنا اونٹ آگے بڑھا کر آگے چلا گیا اور جی میں ڈر تھا کہ میرے بارے میں کہیں وحی نازل نہ ہو چنانچہ پھر وحی دیر کے بعد ہی بلانے والے نے بلایا اور میں ڈر کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا اس وقت مجھ پر ایک سورہ نازل کی گئی جو مجھے ہر ایک اس چیز سے جس پر شمس طلوع ہوا مرغوب و پسندیدہ ہے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفرک اللہ۔ اللہ ما تقدم من ذنبک وما قاضی الخ ثلاث فرمائی۔ اس جگہ دو نکتے جاننا چاہئیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

نکتہ اولی

جاننا چاہیے کہ غلبہ حیثیت عبارت اس سے ہے کہ نور ایمان جب قلب سے ہمقرین ہوتا ہے اور نور ایمان و طبیعت قلب کے درمیان جو داعیہ پیدا ہوتا ہے مومن اسے روک نہیں سکتا لہذا ابوجہ غلبہ کے بعض آداب عقل و شرع سے تنزل کرتا ہے لیکن یہ غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جو ابوجہ النقیاد قلب کے پیدا ہوتا ہے کہ قلب اس حکم کا مطیع و متقاد ہوتا ہے جسے مومن نے شریعت سے تفہیم کیا ہوتا ہے مگر صورت حال یہ ہوتی ہے کہ یہ غلبہ مرضی الہی کے مطابق نہیں ہوتا جیسا کہ ابو لبابہ کے ہمیں داعیہ شفقت خلق پیدا ہوا تھا جب کہ انہوں نے بنی قریظہ کو اشارہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں قتل کریں گے ہر چند خلق اللہ پر شفقت کرنا ہر طرح محمود ہے لیکن چونکہ اس موقع پر اعلیٰ کلمۃ اللہ کے منافی تھے۔ اسلئے ان کا غلبہ داعیہ شفقت مرضی الہی کے مطابق واقع نہیں ہوا۔

دوم وہ غلبہ داعیہ ہے جو بعض مقامات عالم بالا سے بمنزلہ شعاع برق کے قلب پر واقع ہوتا ہے ان دونوں غلبوں میں بڑا فرق ہوتا ہے حضرت عمر فاروق نے ان دونوں کا حال بیان فرمایا ہے چنانچہ غلبہ اول اور

۱۔ صلح حدیبیہ کی وقت کا غلبہ تھا۔ جو بھگت حمیت اسلام جو شہنشاہ ہوا تھا اور درحقیقت خلاف مصلحت وقت و حال تھا کہ حال اس طرح بیان کیا کہ پھر میں روزے رکھتا نمازیں پڑھتا صدقہ دیتا اور غلام آزاد کیا کرتا مطلب یہ کہ یہ غلبہ محتاج کفارہ ہوا اور غلبہ دوم اور وہ ابن ابی کی نماز جنازہ اور اس کی قبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے سے مانع آتا تھا حال اس طرح بیان کیا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ابی کی نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ اُس نے اس روز کہا تھا جو کچھ کہہا تھا پھر مجھے نہایت تعجب ہوا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت جرات کی پس ان دونوں صورتوں میں فرق کرنا چاہیے تاکہ سالک کو ان دونوں قسموں میں اشتباہ واقع نہ ہو اور وہ ان دونوں کے سمجھنے میں غلطی نہ کریں۔ والا ان کا قدم جادۂ اعتدال سے الگ ہو جائے گا۔ حضرت عمر فاروق کو کئی دفعہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کی اور انہیں آپ پر مجبوز کر دیا پھر ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق نے اسباب میں حذاقت پیدا کی اور اشتباہ باقی نہیں رہا اور اب محدث کامل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس امر کی طرف اشارہ خفیہ فرمایا ہے چنانچہ ایک جگہ حدیثت کو بشرط مشروط فرمایا لہذا کان فیما کان قبلکم محدثون فان یکن من امتی فعمرا اور دوسرے وقت بلا مشروط۔ واللہ اعلم وعلما اتم۔

اور حضرت صدیق کو غلبات میں اشتباہ بہت کم واقع ہوا ہے اور یہ آپ کے حضرت عمر فاروق سے افضل ہونے کی منجملہ اور وجوہات کے وجہ تھی۔ اس نکتہ کے ذیل میں یہ بھی جاننا چاہیے کہ داعیہ نازلہ از فوق سبع سموات رویائے صالحہ سے مشابہت تمام رکھتا ہے کیونکہ دونوں مقامات عالم بالا کے فیوض سے ہیں فرق صرف اسی قدر ہے کہ رویائے صالحہ (جسکی تعبیر راست واقع ہو) تعلیل ہو اس کے وقت یعنی بحالت خواب ہوتی ہے اور داعیہ نازلہ استقلال کی وقت یعنی بحالت بیداری واقع ہوتا ہے رویائے صالحہ میں مطرح شعاع بالاصالت عقل ہوتی ہے اور داعیہ نازلہ میں مطرح شعاع قلب ہوتا ہے پھر ج طرح رویائے صالحہ اصناف اور احلام جنکی تعبیر راست واقع نہ ہو اور تمثیل اخلاق و عادات بصورت منثلیہ کے درمیان اشتباہ واقع ہوتا ہے اور فرق کرنا مشکل۔ اسی طرح زوای میں سے داعیہ ناشیہ از طبیعت نفس و عادات و موافات کے درمیان اور داعیہ ناشیہ از نور ایمان اور طبیعت قلب کے درمیان بوقت انقیاد قلب امر شرعی راجح و مومن نے شریعت سے تفہیم کیا ہوتا ہے اور داعیہ نازلہ از فوق سبع سموات کے درمیان اشتباہ معتذر ہوتا ہے مگر چونکہ بعونہ تعالیٰ اشتباہ منقطع ہو گیا ہے اور حق باطل سے ممیز ہو گیا ہے۔ لہذا وہ داعیہ نازلہ اور رویائے صالحہ قابل اعتماد ہوئے وہو المقصود۔

نکتہ ثانیہ

یہ امر یقیناً معلوم ہے کہ صحابہ کرام نے ہدایت خود بخود حاصل نہیں کی بلکہ بتائیر نفس قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے ہدایت پائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و انک لتقتدی الی صراط مستقیم تاثیر نفس قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے نفوس میں کبھی بصورت امر و نہی اپنا اثر کیا کرتی تھی اور کبھی

بصورت تہدید و تشدید اور کبھی بوجہ صحبت بابرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تہدید و تشدید فرمانا صحابہ کرام کے حق میں وصول مرتبہ سعادت کے ذرائع و اسباب میں سے ایک ذریعہ و سبب تھا۔ لہذا اسے کبھی ان کے حق میں مناقب عظیم سے شمار کرنا چاہیئے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہم انی بشرایما مسلما فیہما اذیتا اذیتا اذیتا، فاجعل لہما حمتا اوکما قال کہ اے پروردگار میں بشر ہوں جس مسلمان کو میں نے اذیت دی ہو یا بھلا کہا ہو مارا ہو تو یہ اُس کے حق میں رحمت کا باعث کر اگر بعض صحابہ کرام کا نفس اس صفت کے ساتھ مخلوق کیا ہو کہ بدوں تحریف و تہدید بجز و صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت حاصل کر لے۔ اور موقوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے ہوں تو یہ خاص عنایات الہیہ سے ہے اور بطریق ہدایت اپنے بعض بندوں پر کیا کرتا ہے۔ تہذیب و تربیت حضرت عمر فاروق میں کئی دفعہ اس قسم کے واقعات ہوئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تہدید فرمائی ہے اور آنحضرت صدیق کی نسبت ایسے واقعات بہت کم ظہور میں آئے ہیں اور یہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ فضیلت میں سے ہے۔ واللہ اعلم از انجملہ غزوہ خیبر میں بھی حضرت عمر فاروق کو مانر جمیلہ حاصل ہوئے بوجہ بسیار اول اہل میر نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں لشکر مبینہ حضرت عمر فاروق کے تفویض تھا دوم یہ کرات کی حفاظت ہر شب باری باری ایک ایک صحابی کے سپرد ہوتی جس رات حفاظت عمر فاروق کے تفویض تھی آپ نے ایک یہود کو گرفتار کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے حق میں فرمایا ارحم اللہ فلائنا حضرت عمر فاروق نے بفرست اس واقعہ کے متعلق معاملہ الہی کو معلوم کر لیا اور عرض کیا رجبت یا رسول اللہ یعنی اُس کے لئے شہادت واجب ہو گئی ابن اسحق محمد بن ابراہیم التمیمی سے وہ ابو الہشیم بن نصرۃ الاسلمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر خیبر میں عامر بن کوثر سے فرمایا کہ اے ابن کوثر آؤ ہمیں اپنے اشعار سناؤ چنانچہ وہ اپنی سواری سے اترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اشعار سنانے لگے۔

اشعار

واللہ لولا اللہ ما ہتدینا	ولا تصدقنا ولا یصلنا
انا اذ قوم یخو سینا	وان ارادوا فتنہ ابینا
فانزلن سکینۃ علینا	وتمتہ الاقدام ان لاقینا

(ترجمہ) یعنی بخدا اگر اللہ ہماری ہدایت نہ کرتا تو ہم کبھی راہ نہ پاتے نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے جب کوئی قوم ہم سے سرکشی کرتی ہے اور فتنہ و فساد کا ارادہ کرتی ہے تو ہم اُسے منع کرتے ہیں سوائے پروردگار ہم پر سکینت اُتار اور جوہر دشمن کے مقابل ہوں تو ہمیں ثابت قدم رکھ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن کوثر اللہ تم پر رحمت نازل کرے۔ یہ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ان پر شہادت واجب ہو گئی آپ نے ہمیں ان سے ابھی اور فائدہ اٹھانے دیا ہوتا۔ یہ حضرت عمر فاروق نے اس لئے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیت کے ساتھ دعا فرماتے تو ضرور شہید ہو جاتا چنانچہ ابن کوثر غزوہ خیبر میں شہید ہو گئے جہاں

حضرت عمر فاروق بعض ایام خیر میں امیر لشکر بھی رہے اور فتح کرنے میں بہت کچھ جدوجہد کی گو عاقبت الامر فتح حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ پر ہوئی اور بلحاظ فضیلت کے اس واقعہ میں آپ غالب رہے۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب پہنچے تو آپ نے حضرت عمر فاروق کو لوگوں کے ساتھ اہل خیبر کی طرف بجا اور لڑائی ہوتی یہاں تک کہ اہل خیبر نے حضرت عمر فاروق کو اور ان کے ساتھیوں کو شکست دی اور وہ لوٹ کر آئے۔ انہیں بزدل کہتے تھے اور وہ لوگوں کو حاکم نے اسکی تخریب کی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے مبالغہ فرمایا کیونکہ مقصود جنگ مقابلہ کرنے سے تھا لہذا ترک مقابلہ کو آپ نے خیانت و بزدلی سے تعبیر کیا۔

غزوہ فتح میں بھی حضرت عمر فاروق کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے اول یہ کہ جب حاطب بن ابی بلتعہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تریش سے جنگ کرکھ کی تیاریاں کرنے کا حال لکھا جو خلاف مصلحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا مگر راستہ ہی میں ان کا خط پکڑا گیا حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے اللہ و رسول کی خیرا مجھے حکم دیجیئے کہ میں اسکی گردن اڑا دوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ اہل بدر سے ہیں اور کیا اہل بدر کے ال سے مطلع نہیں کہ اس نے کہہ دیا اے منہوا ما تشکون فقد رجبت کسر الجنة یعنی جو جہاد ہو سو کرو جنت تم واجب ہو گئی حضرت عمر سرگرا بدیدہ ہوئے اور عرض کیا اللہ و رسولہ اعلم بخاری اسکی راوی ہیں ہر دم یہ کہ اب البوسفیان نے صلح کرنی چاہی تو حضرت عمر فاروق نے اُسے نہایت سختی سے جواب دیا اور یہ مرضی الہی کے رافق ہوا سو تم یہ کہ البوسفیان لشکر کفار کا سپہ سالار تھا اور مسلمانوں نے اس سے کئی دفعہ اذیت اٹھائی ہوتی تھی لہذا حضرت عمر فاروق نے اُس کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ادیکہ اب اُسے امن نہیں دی جائیگی اس باب میں یل و قال کا باب مفتوح ہوا اور پھر ہزیمب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسدود ہوا ابن اسحق قصہ سفارش حضرت عباس کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس نے فرمایا کہ جب میں حضرت عمر فاروق کے گھوڑے کے پاس سے گزرا تو وہ میری طرف کو آئے اور کہنے لگے یہ کون ہے یعنی تمہارے ساتھ کون بیٹھا ہوا ہے جب البوسفیان و انہوں نے میرے پیچھے بیٹھا ہوا دیکھا تو کہنے لگے البوسفیان دشمن خدا ہے الحمد للہ کہ بغیر کسی عہد و پیمان کے یہ ہمارے قبضہ میں آگیا پھر دوڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیندست میں گئے مگر میں اپنی سواری بڑھا کر ان سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ حضرت عمر فاروق آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ البوسفیان دشمن خدا ہے بدوں کسی عہد و پیمان کے ہمارے قبضہ میں آیا ہے مجھے حکم دیا جائے کہ میں اسکی گردن

اڑ دوں (کئی دفعہ کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیندست میں عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسے پناہ دی ہے اور حضرت عمر فاروق سے کہا اے عمر فاروق کھڑ جا و جلدی نہ کرے اگر تمہارے قبیلہ بنی عدی کا کوئی شخص ہوتا تو آپ کبھی ایسا نہ کہتے مگر آپ جانتے ہیں کہ البوسفیان بنی عبد مناف سے ہے حضرت عمر فاروق نے کہا اے عباس یہ بات نہیں ہے جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں واللہ جس روز آپ نے قبول اسلام کیا سرور آپ کا اسلام مجھے زیادہ پسند ہے میرے والدہ خطاب کو پھر البوسفیان اسلام لائے۔ از انجملہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کو صدقات مدینہ کا عامل مقرر کیا ہوا تھا۔ گو حضرت عباس اور خالد بن عییل اس امر سے مانع آئے تھے حدیث طویل ہے امد بخاری اسکی راوی ہیں۔ خود حضرت فاروق

سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ کام کیا جب آپ مجھے اس کا معاوضہ دینے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجھ سے زیادہ کسی محتاج شخص کو دیں تو بہتر ہوگا ابو داؤد وغیرہ نے اسکی تخریج کی ہے۔

از آنجملہ یہ ہے کہ غزوہ حنین میں بھی آپ کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے اہل سیر نے لکھا ہے کہ غزوہ حنین میں راپات ہاجرین میں سوا ایک روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو بھی دیا تھا۔

از آنجملہ یہ کہ غزوہ طائف میں آپ کو فضائل نمایاں حاصل ہوئے بچہ وجوہ اول یہ کہ قصہ روایئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہے کہ آپ نے خواب دیکھی کہ پیالہ پر مسکہ آپ کو کسی نے دیا اور ایک مرغ نے ٹھونگ مار کر اسے گرا دیا حضرت صدیق نے تعبیر کی کہ سر دست طائف فتح نہ ہوگا۔ سیرۃ ابن اسحق میں مذکور ہے کہ بعد ازاں خویہ بنت حکیم بن امیہ جو عثمان بن مظعون کی زوجہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ اگر اللہ تعالیٰ طائف کو فتح کر دے تو کیا آپ بادیہ بنت غیلان کے یا خاریجہ بنت عقیل کا زیور عطا فرما دیں گے۔ جو بنی ثقیف میں سب سے زیادہ زیور پہننے والی ہے۔ ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ خویہ بنت حکیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ بنی ثقیف سے لڑائی کا اذن نہیں دیا گیا۔ انہوں نے اس کا ذکر حضرت عمر فاروق سے کیا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خویہ کیا بیان کرتی ہیں کہ بنی ثقیف کے حق میں ابھی حکم نہیں دیا گیا فرمایا میں نے ان سے کہا ہے۔ عرض کیا کیا ابھی بنی ثقیف سے لڑنے کا نہیں دیا گیا فرمایا نہیں عرض کیا تو پھر کوچ کا حکم بھی نہیں دیا گیا فرمایا نہیں کوچ کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق نے کوچ کا حکم دیا۔

دوم یہ کہ تقسیم غنائم کی وقت بمقام جعرانہ ذوالخویصرہ آیا اور تقسیم غنیمت پر اعتراض کیا حضرت عمر فاروق نے چاہا کہ اسے قتل کر دیں حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ غزوہ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے جب کہ بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخویصرہ نامی نے آپ پر اعتراض کیا انہوں نے کہا ہاں میں موجود تھا ذوالخویصرہ آیا ان کو کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم غنائم کر رہے تھے ذوالخویصرہ کہنے لگا میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ آپ کر رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا کہنے لگا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ عدل نہیں کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور فرمانے لگے خراب ہو تو اگر عدل میرے پاس نہیں تو کس کے پاس ہوگا۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اسے قتل نہ کر دوں۔ فرمایا نہیں جانے وہ مخترب زمانہ آئے گا۔ کہ اس کے ساتھ اور بہت سے لوگ ہونگے جو دین میں تعمق کریں گے یہاں تک کہ دین سے اس طرح جدا ہو جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اور اس میں خون وغیرہ کسی شے کا نشان نہیں لگنے پانا ابن اسحق نے اسکی تخریج کی ہے۔ سوم یہ کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ آپ ایک رات مسجد الحرام میں اعتکاف کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت دی کہ آپ اپنی زندقہ پوری کریں امام بخاری نے اسکی تخریج کی ہے ہمارا ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسے براہ من اپنی دعا میں مجھے بھی شریک کرنا بھول نہ جانا اور اس سے آپ کا مقصود حضرت عمر فاروق کے مرتب

و عظمت و بزرگی کامل کا بیان کرنا تھا۔ از انجملہ غزوہ نبوک میں آپ نے اپنا نصف مال خرچ کیا از انجملہ حجۃ الوداع میں آپ حاضر ہوئے اور تمام مواظبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنے اور شاید متبرکہ کا ادراک کیا از انجملہ یہ کہ آپ کے بہت سے فضائل میں حضرت صدیق شریک و سہیم تھے مثلاً مشادرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہونا تحریم میں صالح المؤمنین سے تعبیر کیا جانا وغیرہ وغیرہ فضائل جنہیں آثار حضرت صدیق میں بیان کر چکے ہیں۔ از انجملہ یہ ہے کہ کثیر وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کی خلافت کیلئے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق نے سعی و کوشش کی اور لوگوں کو نصیحت کی کہ وہ حضرت صدیق سے بیعت کر لیں اور اس کا بیان بھی ہم اوپر کر چکے ہیں۔ از انجملہ یہ ہے کہ حضرت صدیق کی خلافت میں آپ حضرت کے نائب اور وزیر و مشیر رہے حضرت صدیق کے عہد خلافت میں قاضی مدینہ بھی آپ ہی رہے دار الخلافہ کے تمام فیصلے کر نیوالے، ابراہیم نخعی سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ سب سے پہلے مسلمانوں کے کام جس کے تفویض کئے گئے حضرت عمر فاروق ہیں۔ مسلمانوں کے فیصلے کرنا آپ کے تفویض کیا ہوا تھا۔ لہذا حضرت عمر فاروق اسلام میں سب سے پہلے قاضی ہیں حضرت صدیق نے آپ سے فرمایا کہ میں تو خلافت کے کاموں میں مشغول ہوں اسلئے مسلمانوں کے فیصلے آپ کیا کریں ابو عمرو نے اسکی تخریج کی۔ از انجملہ یہ کہ حضرت صدیق نے اپنا ولیعہد حضرت عمر فاروق کو بنایا ہوا تھا اور افضل امت کہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا افضل امت کہنے میں حضرت صدیق کا ماخذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی جو حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت صدیق کو یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر لیکارا۔ حضرت صدیق نے فرمایا اگر تم یہ کہتے ہو تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ شمس نے عمر سے بہتر شخص پر طلوع نہیں کیا ترمذی اسکی راوی ہیں۔ پس حضرت عمر فاروق کے افضل امت ہونیکے معنی یہ تھے کہ آپ فیقت من الاوقات افضل امت ہونیوالے تھے اور وہ آپ کی خلافت کا زمانہ تھا پس اس قضیہ کو قضایائے عامہ مطلقہ میں شمار کرنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق حضرت صدیق کو افضل امت کہتے تھے۔ اور آپ اس امر کو ان سے تسلیم کرتے تھے یہ ہے طرح اعانتہائے عمر فاروق یہ نسبت جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم اور نسبت خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر جب نوبت خود آپکی خلافت کی آئی تو جو سیاست آپ سے ظاہر ہوئی کسی خلیفہ سے ظاہر نہیں ہوئی نہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد چنانچہ الاستیفاء میں ہے کہ حضرت صدیق کے بعد حضرت عمر فاروق اسی روز خلیفہ کئے گئے اور بیعت کر لی گئی جس روز آپ نے وفات پائی اور یہ ۱۳؎ کا واقعہ ہے پھر آپ نے خلافت نہایت حسن اسلوب سے کی باوجود اسکے آپ نے اپنے نفس کو کوئی امتیاز نہیں دیا بجز اسکے کہ آپ اپنے آپ کو بنزلہ ایک مسلمان کے سمجھتے رہے پس اللہ نے ان کے ہاتھ پر شام و عراق اور مصر فتح کیا۔ آپ نے دوا دین و وفات مقرر کئے اور بحیثیت ولی اللہ اسلامیہ لوگوں کے وظیفہ روزیہ مقرر کئے آپ دین کے معاملہ میں کسی کا خوف نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی کے برا بھلا کہنے کا ڈر۔ آپ ہی نے تراویح کے ذریعہ ماہ رمضان المبارک کو رونق دی اور آپ ہی نے تاریخ اسلامی میں سہنہ ہجری لکھنا شروع کیا جو اب تک جاری ہے۔ آپ ہی سب سے

پہلے امیر المومنین کے لقب سے پکارے گئے آپ ہی نے رب سے پہلے درہ ہاتھ میں لیا۔ آپ کی ہر کافش تھا کفائتاً بالموت واعظایا عمر یعنی اے عمر تجھے نصیحت کیلئے موت کافی ہے اس جگہ ہم چند واقعات اور معرکے حوالہ قلم کرتے ہیں۔ جن سے آپ کا قیام بامر جہاد کثرت فتوحات اور کثرت غنائم کا حال بوجہ اتم ظاہر ہوتا ہے تیرہویں سن ہجری میں حضرت عمر فاروق نے چند خطبے پڑھے جن میں آپ نے لوگوں کو جہاد فارس و روم کی بحر لیس و ترغیب دلائی۔ مگر لوگ بوجہ کثرت ساز و سامان اور بوجہ کثرت سپاہ و فوج دشمن بہت نہیں باندھتے تھے اور پیچھے ہٹتے اور خصوصاً اس لئے کہ فارس و روم کی سلطنتیں زمانہ دراز سے قائم تھیں اور فوج بسیار و خزانہ بیشمار رکھتی تھیں جو عرب کے کبھی خواب و خیال میں بھی نہیں آتے تھے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقا تلونہم اور یسلمون۔ آپ کی اس ترغیب و تحریر سے سب سے پہلے جسکے دشمن تھے جہاد پیدا ہوا ابو عبیدہ ثقفی تھے جو کبار تابعین سے تھے پھر اسکے بعد اور لوگ بھی جماعت جماعت جنگ کیلئے نکلے ہوئے گئے۔ از الجملہ اہل بدر میں سے سلیم بن قیس بھی تھے حضرت عمر فاروق نے داعیہ جہاد وارد ہونے میں حضرت ابو عبیدہ ثقفی کی منزلت احدیت و اولیت پجانی اور انہیں امیر الجیش مقرر کیا ہر چند کہ اس وقت بہت سے صحابی موجود تھے مگر ساتھ ہی حضرت ابو عبیدہ ثقفی کو یہ تاکید کر دی کہ وہ تمام اہم امور میں صحابہ کرام سے مشورہ کرتے رہیں اور انہیں اپنا شریک جانیں اور سلیم بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا مجھے ان کے امیر الجیش مقرر کرنے میں سحر ان کی تعجیل اور ان کے تہور کے اور کوئی امر مانع نہیں آیا مجھے خوف ہوا کہ ان کی تعجیل اور ان کا تہور لوگوں کو ہلاکت میں نہ ڈالے بالجملہ حضرت مثنیٰ شیبانیؓ اور حضرت ابو عبیدہ ثقفیؓ اپنا اپنا لشکر لیکر عراق کی طرف روانہ ہوئے اور اس طرف سے رستم بن فرخ زاد جابان لشکر برا لیکر ان کے مقابلہ کو نکلا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو جانبین سے جنگ عظیم واقع ہوئی۔ آخر کار کفار کو ہزیمت ہوئی اور مسلمانوں کو غنیمت بیشمار ہاتھ آئی۔ لیکن ابھی اہل اسلام نے غنیمت تقسیم نہیں کی تھی۔ کز نبی عجم کا سبہ سالار جو کسری کا خالہ زاد بھائی تھا لشکر عظیم لیکر آیا اور رستم نے جالبوس نامی ایک اور سردار کو ایک کثیر القعداد فوج کے ساتھ مدد کیلئے مقرر کیا ابو عبیدہ ثقفی قبل ازیں کہ دشمن کی دونوں فوجیں جمع ہوں نرہی کر شکست دی اور غنیمت کثیرہ حاصل کی۔ اور اب بلا کسی توقف کے جالبوس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بھی ہزیمت دی اور غنیمت وافرہ حاصل کی۔ اسکے بعد حضرت ابو عبیدہ ثقفی نے غنائم و سبایا کا خمس نکال کر دار الخلافہ کو روانہ کر دیا۔ اور باقی غنیمت غازیوں کے درمیان تقسیم کر دی جب فارس کے بادشاہ ان شکستوں کی خبر پہنچی تو وہ سخت نادم و شرمندہ ہوا اور بہمن جاد کو اس تدارک کیلئے تیس ہزار سپاہ معہ تیس ہزار فیل کے روانہ کیا جن میں ایک سفید فیل بھی تھا۔ جو پر پرز کے وقت سے مبارک خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے کہ جس معرکہ میں یہ فیل ہوتا اسے فتح و ظفر نصیب ہوتی اس فیل پر وہ کاویانی علم بھی تھا۔ جو فریدوں کے زمانہ سے خزانہ عجم میں محفوظ رہتا تھا اسے بھی فتح و ظفر کی نشانیوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ رستم نے بھی بہت سی فوج بہمن جاد کے ہمراہ کی ہوئی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ ثقفی نے اس وقت تہور کو کام فرمایا۔ اور دریائے فرات کے پل سے عبور کر کے طرح جنگ ڈالی اولاً مسلمانوں کے درمیان ترزلزل واقع ہوا۔ اسی اثنا میں ایک ناعاقبت اندیش مسلمان نے پل توڑ دیا کہ مسلمان گریز نہ کر سکیں ابو عبیدہ ثقفی اس وقت مع کچھ سپاہ کے گھوڑوں سے اتر پڑے اور تلواریں کھینچ کر فیلوں کی غرطوم کاٹنی شروع کیں اور حضرت

ابو عبیدہ لقمی خود سفید قیل کی طرف بڑھے اور اس کی خرطوم قطع کر دی مگر اپنے لشکر کی طرف لوٹتے ہوئے آپ کا پیر
سل گیا اور قیل نے پیر رکھ کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کے بعد آپ کی سپاہ میں سے سات جوان مردوں نے لوا ہاتھ
ر لیا اور لڑ کر جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد حضرت منٹے بن حارثہ نے لوا اٹھایا اور نہایت ہمت
کوشش کے ساتھ جنگ کرتے رہے عاقبت الامر کفار جنگ سے پیچھے ہٹے اور مسلمان نے فرصت
نہایت جان کر فرائیبات کے بل کو درست کر کے شکستہ بل سے جس طرح ممکن ہوا عبور کیا اس لڑائی میں قریباً
پار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت عمر فاروق یہ خبر سن کر نہایت محزون ہوئے۔ بوجہ مسلمانوں کی
شکستہ دلی کے قریب تھا کہ قاعدہ جہاد درہم برہم ہو جائے۔ کہ عنایت الہی شامل ہوئی اور فوج رستم میں اختلاف
پیدا ہو گیا۔ اور دو گروہ ہو جانے سے ان کی وحدت و تیزی فر ہو گئی۔ کئی دنوں تک وہ جنگ کی جرات نہ کر
سکے۔ چنانچہ اکثر مورخین کا بیان ہے کہ دمشق سالانہ ہجری میں فتح ہوا اور دیگر مورخین کا بیان ہے کہ دمشق
سالانہ ہجری کے قریب وفات حضرت صدیق فتح ہوا اسکے بعد ہر قل نے باپان نامی ایک سردار کو لشکر
عظیم دیکر اہل دمشق کی مدد کیلئے بھیجا۔ کفار اس وقت قلعوں میں متحصن ہو کر بیٹھے اور نہایت ساز و سامان اور
آلات حرب کے ساتھ مشغول جنگ ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مقابلہ پر آئے اور داد قتال
دی بعد تر دو عظیم لشکر کفار کو شکست ہوئی ایک جماعت ہر قل کی طرف بھاگ گئی۔ اور ایک شہر دمشق میں
میں گھس کر متحصن ہوئی۔ اسکے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید شہر کا محاصرہ کرتے رہے
یہاں تک کہ بطارقہ دمشق میں سے ایک بطریق (راکن دولت) کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ اور وہ دگ اس کے
جنم میں مصروف ہو گئے دلیران اسلام ایسے ہی وقت کا انتظار کر رہے تھے اور پہلے ہی سے اس
موقعہ سیرطہ صیدیں اور کندہ گار رکھی تھیں۔ لہذا فرشتہ کو غنیمت جان کر دلیران اسلام تم بکیر کہتے ہوئے شہر سپاہ پر
چڑھ گئے اور پہرہ داروں کو داخل جہنم کر کے دروازہ کھول دیا اور اب پھر عظیم جنگ ہوئی۔ اور حضرت خالد کی طرف
سے بزور اور حضرت ابو عبیدہ کی جانب سے بصلح دمشق فتح ہوا۔

اسی سال جریر بن عبد اللہ بجلي میں سے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق
نے قبیلہ بھیلہ اور کندہ وغیرہ دیگر قبائل سے چار ہزار شخص جمع کیے اور جریر بن عبد اللہ بجلي کو امیر لشکر بنا کر
منٹے بن حارثہ کی مدد کیلئے عراق روانہ کیا۔ جریر بن عبد اللہ بجلي اور ان کی قوم نے حضرت منٹے بن حارثہ
کے زیر کمان ہونے پر ایک طرح کی ناپسندیدگی ظاہر کی مگر آپ نے انکی تالیف قلوب کرتے ہوئے۔
اُس کے حصہ غنیمت کے علاوہ اس تمام غنیمت کا ربع خمس بھی جسے وہ حاصل کریں انکی طرف منتقل
کر دیا۔ اور حضرت منٹے بن حارثہ کو نامہ لکھا جس میں آپ نے اس کی تاکید کی کہ وہ ان کی بھیل اور منزلت
شناسی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں کیونکہ انہیں بھی شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل
ہے۔ سرداران عجم کو جب اس ملک کے پہنچنے کی خبر ہوئی تو فوج کثیر جمع کی اور دھران ہمدانی کو سپہ سالاری
کے نام سے نامزد کیا حضرت منٹے بن حارثہ اور جریر بن عبد اللہ بجلي نے ماجرا حضرت عمر فاروق کی
خدمت میں لکھ بھیجا۔ یہ خبر سن کر آپ نے ہر قبیلہ سے ایک ایک جماعت منتخب کی اور حکم دیا کہ

فرزادہ مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کے لئے پہنچیں اور حضرت مثنیٰ بن حارثہ نے بلاد مقبوضہ سے بھی ایک لشکر آراستہ کر لیا۔ حیرت و خوف و جوں کا مقابلہ ہوا تو ہران ہمدانی اس پر گلوں پر سوار جس پر طلس کا چار جاہر پڑا ہوا تھا میدان مبارزت میں آیا۔ اہل ذمہ میں سے ایک غلام نے اس کی جانب تیر چلایا اور بتائید الہی اس تیر نے اسے ہلاک کیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اور لشکر عجم نے ہزیمت کھائی۔ مسلمانوں کو اس معرکہ میں عجیب و غریب فتح حاصل ہوئی۔ اور یہ دن مسلمانوں میں یوم الاعتزاز کے نام سے موسوم ہوا اس لئے کہ ہمسروہ مسلمانوں کے سوا ایسا شہاں شمار کئے گئے جن میں ہر ایک نے اس معرکہ میں دہل دہل دشمنوں کو قتل کیا تھا اس فتح میں مسلمانوں کو اس قدر غنائم و سیایاں میران ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی ہاتھ نہ آتے تھے۔ اس کے بعد مثنیٰ بن حارثہ باوجودیکہ ابھی آپ کا وہ زخم مندمل نہیں ہوا تھا۔ جو فرات کے پل والی لڑائی میں آپ کو پہنچا تھا۔ کہ منافس کے قتل و غارت کی طرقت متوجہ ہوئے۔ منافس ایک میلہ تھا۔ جو ہر سال لگا کرتا تھا۔ جس میں بڑے بڑے تجارت کار جمع ہوتے تھے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہ یکایک ان کے سروں پر جادھکے اور غنائم فراہاں حاصل کئے۔ اس کے بعد سوق بغداد کا قصد کیا۔ یہ بھی ایک بہت بڑا میلہ تھا جو ہر سال لگا کرتا تھا۔ اس میلے پر بھی آپ نے دفعۃً حملہ کیا اور اپنی سپاہ سے کہہ دیا کہ نقدی (سونہ چاندی) کے سوا از قسم جو ہر قیمتی اشیاء وغیرہ جو کچھ مال متاع ہاتھ آئے ان سے ایک ہزار اونٹ بھر لیں۔ چنانچہ اس قسم کی تمام چیزوں سے ہزار اونٹ بھر کر صحت و سلامتی کے ساتھ مراجعت کی۔ پھر پندرہویں سنہ ہجری میں آپ کی سعی و کوشش اور آپ کی اہتمام سے اسلام و کفر کے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہو گیا جس سے آپ کا لقب فاروق ہونیکا وجہ ظاہر و باہر ہو گئی۔ اس جگہ درنکتہ جاننا چاہئیں۔

نکتہ اولی

باجادیت متواتر بالمعنی ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح فارس و روم کی خبر دی اور کہ ان فتوحات میں غنائم بیشمار مسلمانوں کے ہاتھ آئیں گے علاوہ احادیث قرآن مجید میں بھی ان فتوحات کا بالاجہاں ہے اللہ تعالیٰ نے ان فتوحات کی اس طرح خبر دی ہے۔ هو الذی ارسل رسولا بالعدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و لیکسر المشرکون دوسری جگہ فرمایا وعد کمر اللہ مغانم کثیرہ تاخذن دنہا پھر فرمایا۔ فجعل لکم ہذا و کف ایدی الناس عنکم پھر فرمایا۔ و اخری لکم تقدرا و اعلیہا ان آیات کے سیاق و سباق کو مستحضر کر کے جب کوئی منصف مزاج غور و تامل کرے گا۔ تو وہ اس امر کے ماننے پر مجبور ہو گا کہ مغانم کثیرہ سے غنائم خنیں مراد ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔ اور فجعل لکم ہذا سے فتح خیبر اور و اخری لکم تقدرا و اعلیہا سے غنائم فارس و روم مراد ہیں یہی فارس و روم کے وہ غنائم تھے جنکے حاصل کرنے کی عرب قدرت نہیں رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کے ذریعے انہیں اسکی قدرت دی اور انہوں نے غنائم فارس و روم

کو حاصل کیا۔ اس فتح فارس و روم کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یوں بیان فرمایا استدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم اویسلمون۔ قریب ہے کہ ایک سخت قدم سے جنگ کے لئے بلائے جاؤ گے۔ سو تم اس سے لڑو گے یا یہ کہ وہ مسلمان ہو جائیگی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ مجاہد اور حضرت حسن بصریؒ نے قوم ادلی باس شدید کی تفسیر فارس و روم سے کی ہے۔ حدیث شیعین میں وارد ہوا ہے۔ کانما وضع مفتاح خزائن الارض اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے۔ ملک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ۔ عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تفتح علیکم الروم فلا یجزع احدکم ان لا یلہو باسہما اخر جہ مسلم پس یہ تمام بغنائم نعم اللہ ہی سے تھے۔ اور ان کا وجود میں آنا آنحضرت ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے تھا۔ کیونکہ آپ کی بعثت فتح فارس و روم کی مقصود تھی۔ اللہ عزوجل نے فوق سبع سموات سے فارس و روم کی سلطنت اُٹھنے۔ اور اُسکے درہم برہم کرنے کا ارادہ کیا اور آنحضرت ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو اس امر کے اتمام کا ذریعہ بنایا۔ آنحضرت ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کے ظہور میں آنے سے پیشتر اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے آپ کے سینہ مبارک سے یہ داعیہ شیعین کے سینہ مبارک میں جو شترن ہوا اور ان کی عقل و قلب اس داعیہ کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ اس داعیہ کے متمم حضرت عمر فاروق ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کے سینہ سے یہ داعیہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں جوش زن ہوا۔ ہر طرف سے غازیان اسلام جمع ہوئے۔ کوشش کش کش اور عجیب دستبرد سے فتوحات حاصل ہوئیں۔ اور مضمون حدیث قدسی البعث جیشا فبعث خمستہ مثله ان کے حال پر صادق آیا۔

نکتہ دوم

فتح فارس و روم میں حضرت عمر فاروق کی سعی و کوشش اور آپ کا اہتمام کئی صدیوں میں ظاہر ہوا اقل یہ کہ آپ نے اپنی نمازیں دعا کی اور بہت تمام اس طرف مبذول کی امام نووی اپنی کتاب الاذکار میں بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں بعد رکوع اس طرح دعا کی اللہم انا نستعینک ونستغفرک ولا نکفرک ونؤمن بک ونخلع من یغیرک اللہم ایاک نعبد و ایاک نستعین ونسجد والیک تسعی ونخفد ونرجو رحمتک ونخشک عذابک ان عذابک بالکفار ملحق اللہم عذاب الکفرة الذین یصدون عن سبیلک ویکذبون رسلك و یقاتلوا اولیاءک اللہم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والاسلامیین والمسلمات واصلم بینہم والفاء بین قلوبہم الایمان والحکمة وثبتہم علی ملت رسولک وادعہم ان یوفوا بعہدک الذی عاہدتہم علیہ وانصرہم علی عدوہ وعددہم الالحق واجعلنا منہم راے پروردگار ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ تجھ ہی سے بخشش چاہتے ہیں۔ ہم کفر نہیں کرتے تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو تیری

نا فرمائی کرے اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اے پروردگار ان کافروں کو عذاب کر یہ تیرے دین سے لوگوں کو روکتے ہیں تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ تیرے اولیاء سے لڑتے ہیں۔ اے پروردگار مومن مرد۔ مومن عورتوں کو مسلمان مردوں بمسلمان عورتوں کی بخشش کر۔ اے پروردگار ان کی اصلاح کر اور انکے دلوں میں اتفاق دے۔ ان کے دلوں میں ایمان و حکمت بھر دے۔ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ملت پر انہیں ثابت قدم رکھ انہیں توفیق دے کہ یہ تیرے عہد کو پورا کرتے رہیں جو تو نے ان سے لیا ہے۔ اے پروردگار اپنے دشمن پر اور انکے دشمن پر انکی مدد کر اور ہمیں بھی انہیں کے زمرے میں کر۔

دوم یہ کہ آپ نے بلیغ بلیغ خطبے کہے جو تحریص و ترغیب جہاد پر مشتمل تھے اور احادیث آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول تھے جو اس باب میں وارد ہیں سوم یہ کہ مجاہدین کے لئے ساز و سامان جیسا کہ چاہیے تھے انہیں دے دیا گیا۔ امام مالک بردایت بخاری بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک سال میں چالیس ہزار اونٹ بھیجا کرتے تھے جو اونٹ آپ شام کی طرف بھیجتے ان پر ایک ایک سوار ہوتا جو عراق کی طرف بھیجتے ان پر دو دو سوار ہوتے ایک شخص نے کہا میرے ساتھ آپ بجائے ایک سوار کے ایک مشکیزہ لاد دیجئے۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ چہام یہ کہ ترتیب جوش اور تقدم و تاخر فتح و جنگ آپ کے تفویض تھا۔ آپ بذات خود ان اہم امور کو انجام دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بالتفصیل ہم ان فتوحات کا ذکر کرتے ہیں۔ ۱۲

برہم شدن دولت ساسانیان

دولت ساسانیوں کے درہم برہم ہونے کا قصہ اس طرح ہے کہ جب صنادید فارس نے دیکھا کہ آئے دن مسلمانوں کو ایک نہ ایک فتح ہوتی رہتی ہے۔ جس سے صنادید فارس کو نہایت انفعال اور خجالت و شرمساری کا سامنا ہوا۔ اسلئے انہوں نے واقعی فکر کی اور اُسکے تدارک میں مشغول ہوئے انہوں نے ملکہ فارس کو معزول کیا اور نیرود جبر و کو جو اولاد گسرے سے ایک شجاع مرد تھا تخت سلطنت پر بٹھایا اور اکاسرہ کے خزان جو بیرون از شہر رکھوئے اور آلات جنگ و فوج و سپاہ بجد جمع کی کہ ستم بن فرخ زاد کو افواج کا سپہ سالار بنایا۔ خودیز و جبر و ابھی تخت سلطنت پر بٹھایا گیا تھا مائیں میں مقیم ہوا تاکہ وقت فوقتاً معرکہ پر آلات حرب اور بہادر دل کو بھیجا رہی حضرت مثنیٰ بن عارثہ نے ماجرا حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ آپ نے اطراف و جوانب ممالک اسلام کے عربوں کو نام لکھے کہ ہر شہر و قصبہ میں مسعود لوگ گھوڑے اور اسلحہ رکھتے ہوں اور شجاع و بہادر ہوں۔ فوراً احکام انہیں مدینہ طیبہ روانہ کریں۔ جب یہ سب بہادران کہ جمع ہو گئے تو آپ نے حضرت سعد بن ابی قحاص کو ان کا سردار مقرر کیا اور انہیں پند و نصائح کیں اور تقویٰ و پرہیزگاری و صبر و استقلال اور خصوصاً جنگ کے موقعوں پر ثابت قدم رہنے کی وصیت کی اور قوم کو اپنے سردار کی اطاعت و پیروی کرنے کی تاکید کی اور مثنیٰ بن عارثہ و جبریر بن عبد اللہ بخلی کو نام لکھا کہ وہ بھی سعد بن ابی قحاص کے جھنڈے آئیں اور انہیں کو عراق کا امیر لائیں۔

جائیں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو امرا لایا بنا۔ نے میں مصلحت و حکمت الہیہ جو حضرت عمر فاروقؓ کے دل پر تو لگن ہوئی یہ تھی کہ حضرت منہ بن حارثہ کی عمر اخیر تھی۔ اگر اسوقت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان کے پاس نہ پہنچتے تو قیام جہاد میں تزلزل واقع ہوتا۔ علاوہ ازیں ببا عث شدت سرما کے حضرت سعد کو بھی راہ میں توقف ہوا اس اثنا میں بھی حضرت عمر فاروقؓ یکے بعد دیگرے جوانان کا سرگاہ و بہادران کا رزار کو ان کی کمک میں کھینچتے رہے۔ اور اسی طرح نہایت اہتمام کے ساتھ آپ اس کام میں مشغول رہے یہاں تک کہ اشرف قبائل میں۔ بہادروں اور شجاعان قوم کو بہت کم باقی رہے۔۔۔۔۔ رہنے دیا۔ اب حضرت سعد کے ساتھ قریباً چونتیس بیست ہزار اشخاص جمع ہو گئے۔ انہیں میں ایک ہزار صحابہ کرام تھے جن میں اہل بدر نما نوے تھے۔ جب حضرت سعد معہ کہ پہنچ گئے تو انہوں نے رستم کی فوج کی کثرت اور اُسکے ساز و سامان جنگ کا حال بتفصیل لکھا۔ بجا اب اسکے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو دل میں کسی قسم کا غدغہ نہ ہونے دو۔ دشمن کی سپاہ کثیرا کے ساز و سامان پر نظر نہ کرو بلکہ لطف پروردگار پر نظر رکھو اور توکل بخدا تائید الہی کے منتظر و متوقع رہو۔ جب اپنے لشکر کو جنگ کے لئے آراستہ کرو۔ تو ہر لشکر اور اُسکے سردار کا موضع و مقام اس طرح تحریر کرو۔ کہ گویا میں بحیثیت خود معائنہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ صورت آراستگی لشکر حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں تحریر کی اور آپ نے تحسین و آفرین فرمائی اسکے بعد آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو تحریر کیا کہ جو لوگ عقل و فہم و قوت بیانہ کے ساتھ موصوف ہیں اور ساتھ ہی خاندانی شرافت۔ حسب و نسب بھی رکھتے ہیں۔ جنگ شروع ہونے سے پیشتر انکو سرداران فارس کے پاس بھیج کر انہیں اول دعوت اسلام کرو۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایسا ہی کیا جو جماعت اس وقت صنادید فارس کے پاس بھیجی گئی۔ اُسکے ساتھ مغیرہ بن شعبہ بھی۔ حاکم بروایت ایسا بن معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب مغیرہ بن شعبہ معہ دس اشخاص کے جنگ قادسیہ کے دن صنادید فارس کو دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجے گئے جب آپ یزدجرد کے پاس پہنچے تو ڈھال چھاکر بیٹھ گئے یزدجرد نے کہا تم عرب کے لوگ ہو۔ میں جانتا ہوں جس چیز نے تمہیں ہمارے پاس آنے پر آمادہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ تمہیں۔ اپنے شہروں میں کھانے پینے کی چیزیں اسقدر نہیں مل سکتیں کہ تم شکم سیر ہو سکو سو تمہیں جس قدر ان چیزوں کی ضرورت ہو لو ہم تمہیں بقدر ضرورت یہ تمام چیزیں دیتے ہیں۔ ہم جو جس لوگ تمہیں قتل کرنا پسند نہیں کرتے مگر تم ہمارا ملک اور ہماری زمین چھیننا چاہتے ہو۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا قسم ہے خدا کی ہم اسلئے نہیں آئے جیسا کہ تم خیال کرتے ہو۔ لیکن درحقیقت بات یہ ہے کہ ہم لوگ تمہارے بڑے بڑے بھائی تھے جب ہم کہیں اچھا پتھر دیکھتے تو اُسے لے لیتے اور اگلے پتھر کو چھوڑ دیتے ہم نہیں جانتے تھے کہ پروردگار بھی کوئی چیز ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بھیجا ہمیں لوگوں میں سے جس نے ہمیں دعوت اسلام دی ہم نے اُسکی اتباع کر لی۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں سے جنہوں نے اسلام کو چھوڑ رکھا ہے جہاد کریں ہم کھسانے پینے کی چیزیں لینے نہیں آئے ہیں بلکہ اسلئے آئے ہیں کہ تمہاری سپاہ کو قتل کریں اور تمہاری ذریت کو قید کریں اور یہ جو تم کو ہمارے سے بلاد

میں کھانے پینے کی چیزیں اس قدر نہیں ہوتیں کہ ہم شکم بھر کر کھا لیں سو یہ امر واقعی ہے کہ ہم شکم بھر کر کھانا تک نہیں کھا سکتے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمیں پانی تک نہیں مل سکتا اس لئے ہم تمہاری زمین میں آئے یہاں ہم نے کھانا پانی وافر پایا۔ قسم ہے اللہ کی اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ زمین ہماری ہوتی ہے یا تمہاری بزدلوں نے کہا سچ کہتا ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جواب اسکے کہا کل تیری آنکھ پھوڑ دی جائیگی چنانچہ دوسرے دو صبح ایک ٹیراؤس کی آنکھ پر جا کر لگا اور وہ پھوٹ گئی کہتے ہیں کہ بزدلوں نے بطریق امانت ایچیوں کے صلہ میں ایک تحصیل میں خاک بھرا کر انکے سامنے رکھوا دی مسلمانوں نے فتح کی فال لی۔ اسکے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص نے اطراف و جوانب میں جنگ کے لئے اپنی افواج کو منتشر کر دیا۔ رادہر سے رستم شوکت و حشمت کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور پل باندھ کر دریا پر سے عبور کر آیا۔ اس وقت بزدلوں نے ایک جماعت کو صرف اس کام پر مامور کیا کہ جو کچھ رستم طلب کرے یا کرنے کو کہے فوراً سلسلہ دار اس کا اعلان کرتی رہے تاکہ جو کچھ کہتا ہے یا طلب کرتا ہے بہت جلد اس کے پاس پہنچا جائے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص بوجہ دما میل اور ثبور کے چونکہ درسط لشکر میں کھڑے نہ ہو سکے اس لئے ایک بلند قصر پر کھڑے ہو گئے اور سوار و پیادہ کی ایک جماعت کو زیرِ قصر کھڑا کر لیا کہ جو کچھ کہیں فوراً اس کی تعمیل کی جائے۔ اول آپ نے اعیان لشکر کو بلا کر موعظت بلیغہ کی اور فتح منجم کے متعلق موعیدِ الہیہ سنائے اور واضح کیا کہ اگر آج کے دن دست بردار کرو گے تو دارین کی سعادت حاصل ہوگی اور اگر بدلی کرو گے تو دولتِ صوری و معنوی ہاتھ سے جائیگی اور ہر سردار فوج سے کہہ دیا کہ یہی کلمات کہہ کر ہر سردار فوج اپنے اپنے ماتحتوں کو سرگرم کرتا رہے شعرا کو اشعارِ مہیج شجاعت پڑھنے اور قاریوں کو تلاوتِ سورہ انفال پر مامور کیا چنانچہ جب قاریوں نے سورہ انفال پڑھنی شروع کی دلوں کو اطمینان اور فتح و نصرت کا یقین ہو گیا اس وقت حضرت سعد نے فرمایا کہ جب

فتح و نصرت کی نیم کا یعنی نماز صبح کا وقت آئے تو میں تکبیر کہوں گا میرے ساتھ تم سب بھی تکبیر کہنا اور اور اسلحہ جنگ تیار کر لینا جب دوسری تکبیر کہوں اسلحہ جنگ درست و راست کر لینا اور تیسری تکبیر پر میدان جنگ میں اتر آنا اور چوتھی تکبیر پر کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے بہ ہیئت مجموعی دشمن کی طرف جھک پڑنا۔

جنگ قادسیہ کے دن اور ان کے نام

القصد میں روز تک کامل جانبین سے جنگ قائم ہوئی چوتھے روز فتح و نصرت نازل ہوئی اور فرقِ عظیم ہوا۔ ان مینوں دنوں میں سے ہر ایک دن اور ہر ایک رات مناس نام سے موسوم کئے گئے یوم الارماث و اختلا کا دن، یوم الاغواث ملک کا دن، یوم العباس (سخت جنگ کا دن)، لیلۃ الہریر (چلتی جیسے شور و آواز کی رات)

یوم الارماث

یہ پہلا روز تھا کہ دونوں فوجوں کی ٹڈ بھٹ ہوئی۔ اس لئے یہ نام رکھا گیا۔ اس روز صنایع عجیب

زینت جہانے مقل سر پر رکھے ہوئے اور صبح پیش کر رہے باندھے ہوئے عاتق گھوڑوں پر سوار تھے
 بستہ ہو گئے اور تیر اندازوں کو فیلوں پر بٹھا کر لشکر کا مقدمہ الجیش بنایا اور پلٹن کو فیلوں کی حفاظت پر
 مامور کیا۔ اور عرب کی سیدھی سادھی وضع تو مشہور ہی ہے بایں ہمہ بتائید الہی انہوں نے عجیب و مبہر
 سے فتح نمایاں پائی جب جنگ شروع ہوئی تو سب سے پہلے غالب بن عبد اللہ اسدی اور عاصم بن
 عمرو میدان مبارزت میں آئے اور دشمن کی جانب سے ہر نرزان (روسا) عجم میں سے ایک شخص کا نام،
 تھا غالب بن عبد اللہ اسدی کے بالمقابل آیا غالب نے پہلے ہی حملے میں نیزہ کے زخم سے اپنے حریف
 کو گھوڑے سے گرا دیا اور پھر کند میں باندھ کر حضرت سعد کے پاس پہنچایا اور اسی طرح عاصم بن عمرو
 تمیمی نے بھی اپنے دشمن پر جو ان کے مقابل آیا تھا۔ حملہ کیا مگر اس نے جان لیا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں
 کر سکتا تھا۔ اسلئے بھاگا اور عاصم نے اس کا تعاقب کیا ہر چند تجسس کیا مگر نہ پایا تاہم اُسکے عوض،
 ایک اور شتر سوار کو گرفتار کر کے حضرت سعد کے پاس لے گئے آپ نے راکب و مرکوب دونوں کو
 نہیں غنیمت میں دیا دوسری مرتبہ عمرو بن سعد کرب میدان میں آئے اور دشمن کی طرف سے ایک
 تیر انداز جس کا تیر خطا نہیں کرتا تھا آیا مسلمانوں نے انہیں آگاہ کر دیا اسلئے فہما انہوں نے تیر مارا اور زخمی
 کر کے اُسے گھوڑے سے گرا دیا اور فوراً اُسکے پاس پہنچ کر اس کا سر قلم کیا اور قیمتی پٹا اور گرانبھا
 اسباب حاصل کیا۔ تیسری دفعہ ہران (گورنر آذربایجان) عجیب بادیا گھوڑے پر بخت کرتا ہوا میدان
 میں آیا اور تقلید رستم یہ کہتا جاتا تھا۔ ”آج ہم عربوں کو روند ڈالیں گے“ اس کے پاس کے ایک
 شخص نے کہا اگر خدا نے چاہا،، مگر اس بد نصیب نے کہا ”خدا چاہے یا نہ چاہے،، اسی اثنا میں منذر
 بن حسان تھپی نے اُسکے پہلو میں بھالا مارا اور گھوڑے پر سے اڑھا دیا۔ چاہا کہ خود پیادہ ہو کر اس کا
 سر کاٹیں مگر ان کا گھوڑا بھاگنے لگا اور یہ اُسکے روکنے میں مشغول ہو گئے اسی اثنا میں لشکر مہینہ سو
 جریر بن عبد اللہ بجلي آئے اور اس کا سر قلم کر دیا۔ جب منذر بن حسان اُسکے پاس آئے تو انہوں
 نے اسے مقتول پایا اور اُسکے ساز و سامان کے متعلق جریر بن عبد اللہ بجلي کے درمیان قیل و قال
 ہونے لگی۔ آخر الامر حکم حضرت سعد بن وقاص کو کھڑا منذر بن حسان کو اور باقی سامان جریر بن عبد اللہ
 کو دیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مکرپٹے کی قیمت تیس ہزار تھی اور باقی سامان کی پتھزار جب سرداران عجم
 نے عربوں کی یہ وارد گیر دیکھی تو فیلوں کو حرکت دی اور دفعۃً لشکر اسلام پر حملہ آور ہوئے اور لشکر اسلام
 کو متفرق کر دیا۔ قریب تھا کہ قبیلہ بحیلہ کا استیصال ہو جاتا۔ (قبیلہ بحیلہ کی طرف رخ اسوجہ سے
 تھا کہ جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ نے ہران گورنر آذربایجان کا سر قلم کیا تھا مگر حضرت سعد نے
 قبیلہ طلیحہ اسدی کو حکم دیا کہ وہ اس کی مدد کیلئے پہنچیں جب یہ لوگ معرکہ میں پہنچے تو ایک سردار
 عجم میدان مبارزت میں آیا طلیحہ اسدی نے پہلے حملہ میں ہی نیزہ مار کر وصل جہنم کیا اور اپنی جگہ
 سے کہا کہ یہ سواروں پر تیر برسانا شروع کر میں چنانچہ اکثرین سواروں نے شکست کھائی اسوقت
 شعث بن قیس کنندی نے باواز بلند اپنی قوم سے کہا کہ ابنو اسد نے اسوقت شیروں کا کام کیا مگر تمہیں

کیا ہوا۔ ہے اسوقت انکی قوم بھی حملہ آور ہوئی اور باقی پل سواروں کو بھی ان کے قلب شکر تک بھگا دیا اسکو بعد سرداران عرب میں سے جالبوس اور ذوالحاجب نے حساب خشمگین پل سواروں کے ساتھ شکر اسلام پر حملہ آور ہوا۔ اسوقت حضرت سعد نے چوتھی بکیر یاواز بلند کی اور تمام لشکر اسلام کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کر دین پر جھگ پڑا مگر جنگ کا رخ بنی اسد سجد اور کندہ کی طرف ہو گیا۔ حضرت سعد نے عامر بن عمرو تمیمی کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ بہت جلد کوئی تدبیر نکالیں کہ پل سوار اس طغیانی سے باز آئیں۔ انہوں نے تیر اندازان بنی تمیم واسد کو حکم دیا کہ وہ پل سواروں پر تیر بریا تا شروع کر دیں چنانچہ انہوں نے پل سواروں کا رخ اپنی طرف کر لیا اسوقت عامر بن عمرو تمیمی نے حکم دیا کہ فیلوں کی رستیں قطع کر دو۔ جب رستیں کاٹی گئیں تو پل سوار نیچے رختے ہوئے نظر آئے اب دشمن نے پشت مگھائی اور اسدا اپنے مقتولین کی چھیز و گھن میں مشغول ہو گئے اور عمرو بن لہیان شکر کے سپرد کیا کہ وہ انکی دوا دارد کریں۔

یوم الاغواث

اس روز مسلمانوں کے پاس کمک پہنچی تھی۔ اسلئے یہ نام رکھا گیا جنگ قادسیہ کے دوسرے دن جن اتفاق سے ققاراع ایکہ از پانچ سو سواروں کے ساتھ جو ہاشم بن عقبہ بن ابی وقاص کے لشکر مقدمۃ الجیش تھے مد کیلئے ان پہنچے۔ اس ترتیب کے ساتھ کہ آپ نے ان سواروں کو دس حصوں پر تقسیم کر دیا۔ کہ علیحدہ علیحدہ لشکر اسلام میں ایک دوسرے کے بعد ملیں۔ کیونکہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوعلیہ امیر الامراء شام کو لکھا ہوا تھا کہ وہ ایک فوج تیار کر کے بسر کردگی ہاشم بن عقبہ بن ابی وقاص سعد بن ابی وقاص کی مدد کیلئے روانہ کریں جو ب لشکر اسلام کی نظر اس مقدمۃ الجیش پر پڑی تو ان کے دل قوی ہو گئے بالجملہ ققاراعؓ ان کر قسم اول لشکر اسلام پر داخل ہو گئے بعد ازاں لگاتار سپاہی آئے، اور میدان مبارزت میں آنکر مسلمان کو کفار سے جنگ کر نیکی تحریر و ترتیب دی اس کے بعد دشمن سے مبارز طلب کیا۔ چنانچہ ذوالحاجب اس طرف سے مقابلہ کیلئے آیا۔ جب ققاراعؓ نے جانا کہ ذوالحاجب آیا ہے تو بلند آواز سے پکار کر کہا کہ آج پل والی لڑائی کا بدلہ لینا ہے۔ تھوڑے دیر کے بعد انہوں نے ذوالحاجب کو وصل جہنم کیا۔ اور دوسرا مبارز طلب کیا۔ چنانچہ بندان و فیروز گھوڑا دوڑاتے ہوئے میدان مبارزت میں آئے۔ اور لشکر اسلام کی طرف سے حارث بن طبیان ققاراعؓ کی مدد کیلئے بڑھے۔ فیروز ققاراعؓ کی طرف اور بندان حارث سے مشغول پیکار ہوا۔ دونوں بہادروں نے اپنے اپنے غنیمت قتل کیا جن کے قتل سے لشکر کسریٰ میں ایک غنیمت دشمنی پیدا ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسدن ققاراعؓ تیس دن شکر کفار پر حملہ اور نمایاں کام کیا اسوقت بعض دانا یان عرب نے اونٹوں پر بڑی بڑی جھولیاں ڈالیں جن سے انکے اونٹ ہیب شکوں میں نظر آنے لگے اور پہلے روز سرداران عجم نے ایسا کیا تھا کہ اپنے گھوڑوں پر بڑی بڑی جھولیں ڈال کر انہیں ہیب شکل بنایا تھا آجکے دن عرب کے اونٹوں نے گھوڑوں کا کام دیا تھا۔ جب آفتاب نصف النہار پر پہنچا تو دونوں فریقوں نے تھوڑی دیر استراحت کی نماز ط کے بعد نار حرب شغل ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت کا واقع ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بحرم شرا

ایسی میں ابو محسن کو مجبوس کیا ہوا تھا جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی کہ جانبین سے آتش جنگ شعلہ زن ہو رہی ہے
غیرت اسلام جوش میں آئی حضرت سعد بن ابی وقاص کے غلام سے کہا کہ وہ انہیں رہا کر دیں۔ اور حضرت سعد کا گھوڑا
دراصل بطور رعایت دیں بایں قرار کہ اگر چہ حیات مستعار باقی ہے تو پھر فحش میں آجا میں گئے۔ چنانچہ حضرت سعد
بن وقاص کے غلام نے ان کا اہل بقی گھوڑا اور اسلحہ انہیں دے دیے اور یہ گھوڑے پر سوار ہو کر فرار ہوتے ہوئے
میدان کارزار میں آ موجود ہوئے اور وہ نبرد آزما کی کی کہ سارا لشکر مداح تھا۔ چنانچہ ان کے بعض لوگوں نے خیال
کیا کہ ان کی صورت میں مسلمانوں کی مدد کے لئے حضرت خضر ظاہر ہوئے تھے اور بعض نے خیال کیا کہ فرشتہ مسلمانوں
کی مدد کیلئے حاضر ہوا تھا جب درہم روز حضرت سعد بن ابی وقاص کو ان کا حال معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا
اب میں کبھی آئندہ تمہیں مجبوس نہ کروں گا۔ ابو محسن نے عرض کیا کہ میں بھی صدق دل سے کہتا ہوں کہ اب کبھی
اس خبیث شے کے نزدیک نہ بچھڑوں گا۔

یوم العماس

» اس روز جانبین سے سخت جنگ ہوئی اسلحہ بکھرا گیا،

یہ میرا دن تھا۔ اس روز قحطان نے بغیر اطلاع لشکر اسلام اپنی فوج کو حکم دیا لہذا وہ عجیب شکل و صورت
میں ہو گئی جس سے مسلمانوں کو گمان ہوا کہ شاید ہاشم کی فوج بھی آگئی چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہاشم کی فوج بھی
آگئی اور اس نے بھی قحطان کی فوج کی تقلید کی اس سے لشکر اسلام کا حوصلہ دبا ہوا گیا اور جانبین سے حملے ہوتے
رہے اسکے بعد تیر اندازی ہوئی پھر نیزہ بازی ہوئی پھر گھوڑ دوڑ پھر کشتی ادا ہاشم اپنی فوج لیکر لشکر عجم کے سینہ پر حملہ
آور ہوئے اور لشکر میمنہ کو منتشر کر دیا۔ یہاں تک کہ بہت دور تک انہیں بھگا دیا۔ بعد ازاں عمرو بن معدیکرب نے
ہمراہیوں کو جنگ کیلئے تیار کیا اور کفار کے قلب لشکر پر تاخت کر کے بہتوں کو قتل کیا۔ جس سے لشکر عجم کے سوار
دفعۃً ان پر حملہ آور ہوئے اور ایک عظیم غبار بلند ہوا اور عمرو بن معدیکرب اس غبار میں چھپ گئے اور ان کا گھوڑا مر گیا
لہذا انہوں نے فی الفور ایک عجیب سوار کا پیر مضبوط کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ چل نہ سکا اور مجال مقلوبت نہ دیکھ کر پیادہ ہو گیا
اور یاس پر سوار ہو کر قلب لشکر کفار سے سلامت واپس آئے۔ اسکے بعد لشکر کفار سے جولا فی کرتا ہوا ایک
سوار میدان میں آیا اور میاز طلب کیا۔ لشکر اسلام سے ایک قصیر قمامتہ و صغیر الجثۃ شخص اُس کے مقابلہ
کیلئے نکلا۔ عجیب نے ایک ہی ضرب میں اُسے نیچے گرایا اور خود بھی نیچے اتر کر اُس کے سینہ پر سوار ہوا تھا کہ اُس کا
گھوڑا جس کی رسی اسکی کمر سے بندھی ہوئی تھی بھاگا اور یہ بھی اُس کے ساتھ روانہ ہوا۔ اسکے بعد یہ قصیر القامت و
صغیر الجثۃ بہادر اٹھا اور اسکی پیشانی پر تلوار مار کر اُسے جہنم آباد کیا۔ اس لطیفہ الہیہ کے دیکھنے سے بھی مسلمانوں کے
قلوب مطمئن ہوئے۔ کفار نے جب حال بریں موال دیکھا اپنے بہادر دل اور فیروں کو دوجوق کر کے آراستہ کیا اور
دونوں لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مقدمہ جوق اول جس میں قبیل ابیض بھی تھا قحطان و عاصم کی طرف متوجہ ہوا اور
مقدمہ جوق ثانی جس میں شتر جب و قطران مالیدہ بھی تھا جمال بن مالک اسدی کی طرف متوجہ ہوا بحکم حضرت سعد بن ابی
وقاص قحطان و عاصم بھی نیزے اٹھا کر دفعۃً قبیل ابیض کی طرف متوجہ ہو گئے اسی طرح جمال بن مالک اسدی اپنے ایک

ہمراہی کے ساتھ قبل الحرب کی طرف متوجہ ہو گئے ان چاروں جوانمردوں کے ساتھ ایک جماعت مدد کیلئے موجود تھی اس جماعت نے پہنچتے ہی اول تیروں کے زخم سے فیلوں کے محافظوں کو منتشر و متفرق کر دیا۔ اسکے بعد چاروں اتر پڑے اور فیلوں کی آنکھوں میں بھالے گھونپ دیئے اور وہ بھاگتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف بھاگے اور اسے پرالندہ و منتشر کر دیا۔ اسکے بعد مسلمان باواز بلند تکبیر کہتے ہوئے دشمنوں سے حرب و ضرب میں مشغول ہو گئے اور رات تک یہی حال رہا

لیلۃ الہریہ

اس شب کو بوجہ سخت جنگ کے چکی کی گڑا گڑا ہرٹ جیسی آواز سنائی دیتی تھی لہذا یہ نام رکھا گیا مغرب و عشاء کے بعد جانبین سے مشعلیں سلاکار پہلے سے بھی زیادہ جنگ و حرب ہونے لگی لشکر و جمل نے مسلمانوں کے دلوں میں عظیم صبر و استقلال القا فرمایا اور فوج بھوج میدان جنگ میں پہنچنے لگے اور اسقدر سخت جنگ ہوئی کہ رستم اور حضرت سعد کی آواز بالکل آواز سنائی نہ دیتی تھی تمام شب یہی حال رہا نیم شب کو حضرت سعد بن وقاص نے بارگاہ النبی میں التجار کی اور گریرہ و زاری مشغول بدعا ہوتے اسی حال میں ہاتھ خمیب نے فتح کی خوشی کو خزان کے کان میں پہنچائی علی الصبح آپ نے مسلمانوں کی تسلی و تشفی کی اور جنگ میں معمول سے زیادہ کوشش کرنے پر تحریص و ترغیب لائی چنانچہ آپ کی نصیحت مسلمانوں کے دلوں میں بیٹھ گئی اور ان کا اطمینان مزید ہوا۔ یہاں تک کہ پانچ وقت کے وقت سے نسیم فتح چلنی شروع ہوئی۔ لشکر اسلام سے جو تیر نکلتا دشمنوں کو جا کر لگتا اور دشمن کے تیر ترچے ہو کر گر جاتے اسوقت جعفر و سواریاں اور کوتل گھوڑے تھے مسلمان غازیوں نے اپنے دست تصرف میں لے لئے تھے انجام کاریہ کہ مسلمان غازی رستم تک پہنچ گئے اور بلال بن علقمہ نے رستم کا سر قلم کر لیا اور اور نیز سے میں چھید کر باواز بلند پکار دیا والا انی قتلت رستمًا آگاہ ہوا وہیں نے رستم کا سر قلم کر لیا جب آواز سنی گئی اور سپاہ عجم کو رستم کو مارا جانا معلوم ہوا۔ مرعوب و مغذول ہو کر گریزاں ہوئی۔ اور مسلمان بہادروں نے ان کا تعاقب کر کے کیا کچھ قتل نہ دیکھا مئے اور رستم کی لاش اٹھا کر سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں لائے حضرت سعیدہ کرامت امد و عنایت الہیہ دیکھ کر شکر اللہ و حمد و جل بجالانے اسکے بعد قلعہ قادیسیہ فتح کیا۔ قریباً چھ ہزار سپاہ دشمن بھاگ کر قلعہ میں جمع ہو گئی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے لشکر عظیم بھیجا کہ ان کو متفرق کر دیا۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں نامہ فتح روانہ کیا اس خوشخبری کے سننے سے آپ اور تمام اہل اسلام مسرور و مسیتج ہوئے۔ اور شکر الہی بجالائے۔

شمار مقتولین جنگ قادیسیہ

مقتولان لشکر کفار کی کل تعداد میدان جنگ میں ابتداء جنگ سے لیکر خاتمہ جنگ تک ایک لاکھ تھی ان میں مقتولان جنگ قادیسیہ بھی داخل و شامل ہیں اور لشکر اسلام سے قبل لیلۃ الہریہ میں ہزار پانچ سو امد لیلۃ الہریہ سے لیکر فتح قلعہ قادیسیہ تک چھ ہزار مسلمان درجہ شہادت کو پہنچے شمار مقتولین کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص نے جس ۱/۵

غنیمت دار الخلافت کو روانہ کیا اور باقی غازیوں میں تقسیم کر دی۔ اسکے بعد شکر اسلام نے کچھ دن راحت کی بعد ازاں حضرت عمر فاروق نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ اب وہ اپنی ہمت فتح مدائن کی طرف معطوف کریں چنانچہ آپ باہتمام تمام جیوش اسلامیہ کو ترتیب دیکر مدائن (کسریٰ) کی طرف روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں بعض بلاد ذریعہ صلح اور بعض کو بذرِ جھگڑا بن کر رہ گئے۔ اور اہل بابل کو بھی جنگ کر کے متفرق کر دیا۔ اس وقت حضرت سعد کے ہمراہ ساٹھ ہزار سوار تھے۔ یزدجرد کو جب حضرت سعد کے آنے کی خبر پہنچی تو وہ جس شخص کو سپہ سالار بنانا چاہتا وہ حضرت سعد کو خوف سے سپہ سالار بننے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا چار ہزار یزدجرد نے دجلہ کے مشرقی کنارے پر درمیان شہر قامت اختیار کی اور مغربی گوشہ حضرت سعد کے لئے چھوڑ دیا۔ دجلہ کا پل توڑ دیا۔ اور کشتیاں کھینچ لیں۔ یہ کشتیوں کا پل تھا، فارسیان اسلام متوکل علی اللہ اس بحرِ خوار میں کود پڑے اور سلامت عبور کر آئے اب یزد گرد بک ہلکا مگر قیمتی مال و متاع لیکر حلوان رفوچر ہوا۔ حضرت سعد نے قعقاع کو اس کے تعاقب کیلئے روانہ کیا اور عمرو بن عثمان کو ضبطِ عثمانیہ پر مامور کیا۔ مورخین نے عثمانیہ مدائن کسریٰ کا جو شمار لکھا ہے اس جگہ اس سب کا احصاء ناممکن ہے۔ انہیں میں وہ عثمانیہ بھی شامل ہیں۔ جو قعقاع نے تعاقب حلوان کے ضمن میں حاصل کئے بالکل جب سپاہِ عجم بالکلیہ متفرق ہو گئی تو اب یزدجرد حملوں میں جاگزیں ہوا تو اب حلولا میں ہران رازی کی سرکردگی میں بہت سی سپاہِ عجم جمع ہو گئی اور سب نے مل کر عہد کیا کہ اب جنگ سے فرار نہ ہوں گے حضرت سعد نے حقیقت حال کو حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ آپ نے ہاشم بن عقبہ کو نامہ بھیجا کہ وہ باہ ہزار سوار لیکر حلولا روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ حلولا پہنچ کر انہوں نے اسی مرتبہ کفار کا مقابلہ کیا آخر الامر شکر کفار نے ہزیمت کھائی اور عثمانیہ بیشتر مسلمانوں کے ہاتھ آئے اب یزدجرد حلوان سے بھی چلے اور اسے کی طرف رفوچل ہوئے مگر اپنی فوج کو حلوان ہی رہنے دیا۔ ہاشم بن عقبہ نے یہ حال سعد کو لکھا حضرت سعد نے لکھا کہ کوشش کرو اور جس طرح ناممکن ہو حلوان پر بھی قبضہ کر لو چنانچہ حلوان بھی فتح ہوا۔

سالِ ستیم

ستیم ہجری میں حضرت عمر فاروق نے بوجہ شکایتِ مردم اور بوجہ خوف دشمنان حضرت سعد بن ابی وقاص کو اپنے حضور میں طلب کیا۔ اس سے یزدجرد کو پھر ایک قسم کا موقع مل گیا اور اس نے فرصت کو غنیمت جان کر باوان حیل اہل زبے خراسان۔ ہمدان اور اہل تہاوند کو اپنا رفیق بنا کر پھر معتد بہ فوج جمع کر لی جسکی تعداد پچاس ہزار تھی۔ یہ سب فوج جمع ہو کر بسرِ کردگی فیروزان جانب عراق روانہ ہوئی جب یہ خبر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں پہنچی آپ نے نعمان بن مقرن کو حکم دیا کہ جیوش کو ذہ اپنے ساتھ لیکر نہایت تدبیر و اہتمام سے جنگ کریں۔ اس وقت امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی زبان ترجمانِ غیب پر یہ امر بھی جاری ہوا کہ اگر نعمان بن مقرن شہید ہو جائیں تو شکر کے سپہ سالار حذیفہ بن یمان ہونگے۔ بالکل نعمان بن مقرن جب متوجہ جنگ ہوئے تو دونوں لشکروں کے درمیان ایک گنجان خارا دار وادی پیش آئی جس میں جنگ کرنا کا معنی عبور کرنا بھی منظور تھا۔ اول نعمان بن مقرن نے مغیرہ بن شعبہ کو فیروزان کے پاس دعوتِ اسلام کے لئے بھیجا مگر

اس بے نصیب نے یہودہ باتیں بکیں جب یہ واپس آئے تو نعمان بن مقرن مصلحت الحرب خدعتہ کو کام فرما کر اس گنجان وادی سے ایک منزل ادھر مراجعت کی۔ مجوسیوں کو گمان ہوا کہ فیروزان کی دہکیوں سے مسلمان ڈر گئے آسلے ہر اسان ہو کر واپس بھاگے چنانچہ اس حیلہ سے کفار وادی خاردار کو عبور کر کے ایک صاف میدان میں آ موجود ہوئے نعمان بن مقرن نے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس جنگ میں شہید کرے آخر الامر بعد کوشش بلیغ اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اور کفار نہر ہیت کھا کر گریزاں ہوئے مگر ققاع نے تعاقب کر کے فیروزان کو جہنم آباد کیا۔ غنائم بسیار دسایاے بیشمار مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پھر چونکہ اس کے بعد لشکر عجم کو کبھی اجتماع نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے اس فتح کا نام فتح الفتوح ہوا اور اب تمام بلاد فارس مسخر اہل اسلام ہو گئے۔ اور دولت ساسانیان منہزم ہوئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ یہ ہے منتخب جو کچھ اہل تاریخ نے فتح فارس کے بارے میں لکھا ہے۔

برہم شدن دولت میاں

جب دمشق فتح ہو چکا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے امراء اسلام کو فتح شام پر مامور کیا۔ چنانچہ دمشق کے قریب قریب کے اکثر قری حضرت ابوسفیان و امیر معاویہ کے ہاتھ پر فتح ہوئے عیسائے حضرت ترجیل بن کے ہاتھ پر طبریہ ابو غور کے ہاتھ پر بکر بدریجہ صلح اور یعلبک حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ پر اسکے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے خالد بن ولید کو حمص کی طرف متوجہ کیا یہاں ہرقل کی چھاؤنی رہتی تھی ہرقل بادشاہ روم نے ایک سردار کو اسلامی لشکر کے مقابلہ کیلئے بھیجا اس سردار کا نام نودر تھا بعد ازاں سٹش نامی ایک سردار کو اور ملک دیکر اسکی مدد کیلئے بھیجا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے سٹش کے بالمقابل لشکر آراستہ کیا اور حضرت خالد بن ولید نودر کے بالمقابل صف آرا ہوئے۔ اتفاق سے نودر کے خیال میں آیا کہ اسلامی لشکر کے مقابلہ کے لئے سٹش کافی سمجھے اور خود دمشق کی جانب روانہ ہو کر بلاد مفتوحہ پر حملہ کر کے جب نودر دمشق پہنچا تو یوید بن سفیان امیر دمشق مقابلہ کے لئے نکلے ادھر سے خالد بن ولید بھی ہوا کی طرف مقابلہ کے لئے پہنچ گئے اور لشکر کفار کو بیچ میں گھیر کر ادبہادری دی جو لوگ بھاگے مسلمانوں نے انکا تعاقب کر کے انہیں فنا کر دیا۔ اسی کے بعد حضرت خالد بن ولید واپس ہو کر معرکہ میں حضرت ابو عبیدہ کے شریک سال ہو اور بہت اجتماع سٹش کے بالمقابل صف آرا ہو کر اسے شکست دی اور حمص کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر ایک نے حمص کی محافطت پر ایک سردار کو مقرر کیا اور خود بمقام رامعہ آ رہا ہوا اور اہل جزائر سے مدد لیکر حمص کی طرف ہوا کی حسن اتفاق سے حضرت سعد نے فتح قادسیہ کے بعد قادسیہ کے بعد اپنے لشکر کو مہب و غارت کفار کے لئے منتشر کر دیا تھا۔ چنانچہ ان میں ایک جماعت اسوقت جزائر پہنچ گئی جب یہ خبر اس ملک کو پہنچی جزائر حمص کی طرف جاری تھی لوٹ آئی۔ اور مسلمان بھی بوجہ شدت سرما حمص تک نہ جاسکے۔ پھر موسم گرما جانیکے بعد مسلمان نے فتح حمص کا ارادہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ حبیب مسلمانوں۔ محاربہ کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کی آواز بلند کی تو حمص میں تو سخت زلزلہ واقع ہوا اکثر مکانات منہدم ہو گئے

سبب دوسری تکبیر کہی تو پہلی دفعہ سے بھی زیادہ زلزلہ واقع ہوا اس حادثہ سے اہل حمص کے دلنپر رعب پڑ گیا اور انہوں نے صلح کر لی اور بدل الصلح ادا کیا جس کا خمس حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت عبداللہ مسعود کی ہمراہی میں دار الخلافہ لکھا اور جو قبائل مشرف باسلام ہوئے تھے انہیں حمص میں آبا و کیا۔ اسکے بعد حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ نواحی شام میں جس قدر بہادر شجاع مل سکیں جمع کر لیں اور لکھا کہ خود میں بھی تمہارے پاس شکر بھیجوں گا۔ تاکہ تم یقینہ بلاد فتح کر سکو۔ چنانچہ اس حکم کے آنے پر حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے عبادہ بن صاحب کو حکومت حمص پر متعین کیا اور خود فتح بلاد کی طرف متوجہ ہوئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک شہر کو فتح کرتے گئے جب لازقہ پر پہنچے تو دروازہ محکم اور بند پایا جو کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا لہذا بحکم الحرب خدمت شہر سے ایک دور مقام پر لشکر اتارا ادا اسکے گرد اگر د خندق کھود لی۔ ایک روز کچھ مسلح فوج اس خندق میں چھپادی اور باقی لشکر نے کراہاں سے کوچ کیا جب اہل لازقہ نے لشکر گاہ خالی دیکھا دروازہ کھول دیا۔ دلیران اسلام خندق سے نکل کر شہر میں گھس پڑے اور فتنہ عظیم ظہور میں آیا۔ آخر کار اہل لازقہ نے صلح کی اور شہر فتح ہوا۔ اسکے بعد حضرت خالد بن ولید قنسرین کی طرف متوجہ ہوئے اور قنسرین پہنچ کر عظمائے روم میں سے ایک بہت بڑے سردار سے محارب کیا اس سردار کا نام مینا تھا۔ آخر کو یہ معاہدہ ایک جماعت کے مارا گیا اور پھر قنسرین بعد محاربہ کے بذریعہ صلح فتح ہوا۔ بعد ازاں حضرت ابو عبیدہ بن جراح حلب کی طرف روانہ ہوئے اور بذریعہ صلح اسے فتح کیا اسکے بعد اہل انطاکیہ بھی صلح پر آمادہ ہو گئے اور انطاکیہ بھی مفتوح ہوا حضرت ابو عبیدہ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کثیرہ کو انطاکیہ میں آباد کیا اب ہر قریب ملک شام کی سلطنت سے مایوس ہو گیا۔ اور اسے خیر باد کہہ کر قسطنطنیہ پہنچا اور قرب دجوار کے بلاد شہروں کے درمیان ربط و ضبط پیدا کرنے میں سعی بلیغ کرتا رہا۔ از انجملہ شہر قیساریہ و اجنادین بھی تھا۔ حضرت عمر فاروق نے ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ وہ امیر معاویہ کو پانچ ہزار سوار دیکر قیساریہ کی طرف اور عمرو بن عاص کو اجنادین کی طرف روانہ کریں اجنادین کا حاکم راطیون تھا۔ رومی زبان میں راطیون فطن و ذکی شخص کو کہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بفضلہ تعالیٰ راطیون روم کو راطیون عرب کے ذریعہ بھگا دیں گے۔ چنانچہ پانچ ہزار سواروں کے ہمراہ امیر معاویہ قیساریہ پہنچے اور بتائید اللہ قریباً پچاس ہزار بلکہ اس سے بھی زائد کو ہزیمت دی اور حضرت عمرو بن عاص نے راطیون (حاکم اجنادین) کو شکست دی اور بے نیل سرام بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ مسلمان اسے مرزوم میں نہیں چھوڑتے اس لئے اس نے نامدار سرداروں میں سے تین سرداروں کو منتخب کیا اور مال وافر عطا کیا اور اس طرح ایک عظیم فوج مہیا کر کے باہان کی سرکردگی میں مسلمان کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ حضرت ابو عبیدہ کو جب یہ خبر ملی آپ نے امرار لشکر کو جمع کر کے مشورہ کیا اور ایک قاصد غلیفہ اعظم کی خدمت میں روانہ کیا کہ صورت موجودہ میں یہ سب کی رائے یہ قرار پائی تھی کہ قبائل مسلمین کو جو حمص میں آباد کئے گئے تھے دمشق پہنچا دیا جائے کیونکہ اہل حمص پر پورا الطمینان نہیں حضرت عمر فاروق نے بوالہسی جواب انہیں تسلی دی اور تین ہزار سواران کی مدد کیلئے بھیجے زید بن اسلم سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت عمر فاروق کے خدمت میں لکھا کہ ہر قل فوج عظیم جمع کر لی ہے اور اسکی جانب سے بہت کچھ فوج ہے تو اس کے جواب

میں حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت دہلا اور کوئی سختی نازل ہوتی ہے تو اُس کے بعد اللہ تعالیٰ اُسے کثرتِ شرف و وسعت عطا کرتا ہے۔ بلکہ اس سختی کے عوض دو کثرتیں عطا کرتا ہے لہذا ان دو کثرتوں اور وسعتوں پر سختی و بلا کبھی غالب نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا صبروا وادبروا بطوا اذ اتقوا اللہ لعلکم تفلحون اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور صبر و لا ڈ اور لگے رہو لڑائی میں اور اللہ سے ڈرو تاکہ فلاح پاؤ۔ بہر کیف قبائلِ مسلمین سے حمص خالی کرنا آپ نے پسند نہیں کیا مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا مگر چونکہ اس وقت مسلمانوں نے حمص خالی کرنا مصلحت سمجھا ہے لہذا اس میں کچھ ضرر کا اندیشہ نہیں ہے۔ بالجمہ دو نوں لشکرِ یرموک کے کنارے پر ملاقی ہوئے اور خیمہ جنگ ہوئی کہ زبانِ قلم اُسکی شرح و بیان کی طاقت نہیں رکھتی خود حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس جنگ میں اس قدر عسارہ کیا کہ ساٹھ تلواریں انکے ہاتھ میں ٹوٹیں بعد کو ششش بسیار فتح اسلام ظہور میں آئی۔ جو لوگ بھاگے تھے ان کے فنا کرنے میں مسلمانوں کی تلواروں نے عجب کام کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں کفار کی ستر ہزار سپاہ کام آئی۔ مسلمانوں کو غنائم بسیار دیائے۔ پیشمار ہاتھ آئے خمسہ دار الخلافہ کو بھیج دیا گیا اور باقی غنیمت غازیوں کے درمیان تقسیم کر دی گئی اور بیان کیا جا چکا ہے کہ راطیون کا گورنر جناب بن ہزیمت بھا کر بیت المقدس کی طرف بھاگ کر پناہ گزین ہوا تھا لہذا عمرؓ کو یرموک کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک شخص کو جو رومی زبان سے واقف تھے اہل شہر کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ وہ کسی کو اپنے رومی زبان کے جہنم سے مطلع نہ کریں۔ چنانچہ جب یہ راطیوں کی مجلس میں پہنچے تو یہ اپنی قوم سے کہہ رہا تھا کہ بیت المقدس عمرو بن العاص کے ہاتھ پر فتح نہ ہو گا اسکی قوم نے کہا پھر کس کے ہاتھ پر فتح ہو گا اس نے کہا اس شخص کے ہاتھ پر جس کا نام تین حرفوں پر ہے اور وہ چار میں سے ایک ہے۔ غرض اس قسم کی چند صفات جو حضرت عمر فاروقؓ پر منطبق ہوتی تھیں اس نے بیان کیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے یہ ماجرا حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا چنانچہ آپ اس خبر کے پہنچنے پر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ تاریخ یا فاضی میں ہے کہ مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا ہوا تھا جب سلمان ایک مدت محاصرہ کئے رہے تو اہل بیت المقدس نے کہا کہ آپ لوگ تعب و مشقت میں نہ پڑیں کیونکہ بیت المقدس کو بجز ایک شخص کے اور کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ جسکی علامتیں ہم پہچانتے ہیں اگر وہ علامتیں تمہارے خلیفہ میں ہونگی تو ہم بدوں جنگ کئے شہر اُسکے سپرد کر دیں گے۔ لہذا مسلمانوں نے آپ کو اسکی خبر دی آپ تنہا اپنے غلام کو لیکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے اونٹ پر چونکہ آپ نے زاد راہ بھی ناہ لیا ہوا تھا اور وہ کھجور اور روغن زیت تھا۔ لہذا آپ اور آپ کا غلام اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ غرض آپ شب و روز بے آب و گیاہ میدانِ قطع کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے آپ کا ذاتی حال یہ تھا کہ آپ باوجود سادگی اور شکستہ حال کے ہمیشہ پیوند دار چادر رکھا کرتے تھے مسلمانوں نے جب آپ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ مناسب نہیں کہ مشرکین آپ کو اس حال میں دیکھیں حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو دوسرا لباس پہنا دیا اور گھوڑے پر سوار کر کے روانہ کیا جب آپ لباس تبدیل کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے اور گھوڑا تیز تیز آپ کو لیجانے

لگا تو آپ کے دل میں ایک قسم کا عجب پیدا ہوا لہذا آپ گھوڑے سے اترے اور اپنا وہی قدیم لباس پہن لیا اور فرمایا مجھے تو تم اپنے اسی حال میں جانے دو۔ غرض آپ اپنے اسی حال میں شہر کی طرف روانہ ہوئے جب آپ بیت المقدس کے دروازے پر پہنچے اور مشرکین اہل کتاب نے آپ کو دیکھا تو تکبر پڑھنے لگے اور کہنے لگے یہی وہ شخص ہے اور دروازہ کھول دیا۔ فتح بیت المقدس کے بعد حضرت عمر فاروق نے شمال شام کو احکام بھیجے کہ ہر ایک حاکم اپنی جگہ کسی دوسرے کو جسپر کہ وہ اعتماد کر سکتا ہو قائم مقام کر کے شہر جا بیہ پر حاضر ہو۔ جا بیہ بیت المقدس سے پانچ منزل پر واقع تھا سب سے پہلے حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور یزید بن سفیان پہنچے اور پھر کے بعد دیگرے باقی سپہ سالار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب ارطیون ربوا جنادین سے شکست کھا کر بیت المقدس آگیا تھا۔ مصر کی جانب گریزاں ہوا۔ حضرت عمر فاروق بیت المقدس میں داخل ہوئے اور شعائر اسلام کا اعلان ہوا۔

سال ہفتم

ساتھ ہجری میں ہر قراہل جزائر سے متفق ہو گیا اور جن لوگوں کو قبول اسلام سے بخت نہ تھی انہیں اپنی طرف طرف کھینچ لیا۔ اور اسی طرح قریباً ایک ہزار سوار جمع کر کے شام کی طرف روانہ ہوا اور سب سے پہلے حمص کی طرف متوجہ ہوا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے ماجرا حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھا آپ نے جمیع ممالک اسلام میں احکام بھیج دیئے۔ کہ تمام عمال ہر ایک شہر و قریہ سے فوج جمع کر کے اپنے آپ کو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس پہنچائیں۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی قاص کو نام لکھا کہ چار ہزار سوار بسر کر دے۔ عمرو بن قعقاع ابو عبیدہ بن جراح کی مدد کیلئے روانہ کریں اور ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ کمک پہنچنے تک رہ حص کے اندر مت حص میں اور جنگ کرنے میں مبادرت نہ کریں۔ اور خود حضرت عمر فاروق جا بیہ تک پہنچ گئے مگر حضرت خالد بن ولید نے کمک آنے کا انتظار نہ کیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس آن کر اصرار کیا کہ مستعد جنگ ہونے کا اظہار کیا جائے۔ بالآخر کمک پہنچنے سے جانبین سے جنگ شروع ہو گئی۔ بہادران اسلام تخیاب ہوئے اور کفار نے ہزیمت کھائی۔ غنائم و سبا بائے ہشمار مسلمانوں کے ہاتھ آئے اب مملکت شام کا راستہ حضرت ابو عبیدہ کیلئے صاف ہو گیا۔ اور حضرت خالد بن ولید کہ حضرت عمر فاروق نے جنگ میں مبادرت اور عجلت کرنے کے باعث معزول کر دیا۔ کیونکہ انکی مبادرت ایک قسم کی خود بینی و خود پسندی اور کحل کو متفہم تھی۔ انہی ایام میں ارطیون مصر میں جا کر متحصن ہو گیا اور اہل شام کو اغوا کر رہا تھا۔ لہذا حضرت عمر فاروق نے حضرت عمرو بن العاص کو لکھا کہ وہ ارطیون کی گوشمالی کیلئے مصر پہنچیں چنانچہ حضرت عمرو بن العاص مصر پہنچے اور میدان جنگ میں صف آرا ہو کر ارطیون کو معاً اسکے چند سرداروں کے قتل کیا اسکے بعد حضرت عمرو بن العاص اسکندریہ روانہ ہوئے۔ اور بذریعہ صلح اُسے فتح کیا اور اُسکے بعد ہر روز مسلمانوں کو زائد فتوحات حاصل ہونے لگیں اور تمام شہر و بلاد کفر مسلمانوں کے قبضہ و تصرف میں آ گئے اور دولت رومیوں یونانیوں و نائل ہوتی گئی۔ والحمد للہ رب العالمین یہ ہے جو کچھ فتوحات شام کے متعلق اس جگہ تحریر ہو سکا۔ بعد ازاں اسلام کو اور

دیگر فتوحات حاصل ہوئی شروع ہوئیں چنانچہ ہوا از حضرت ابو موسیٰ اشعری کے ہاتھ پر اور آذربائیجان حضرت
مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر فتح ہوا اور نہادند بذریعہ صلح فتح ہوا۔ اور دیور و ہمدان بذریعہ جنگ حضرت حذیفہ کے
ہاتھ پر فتح ہوا۔ طبرستان مغرب میں حضرت عمرو بن العاص کے ہاتھ پر۔ بلخات خراسان و اطراف قسطنطنیہ بھی حضرت
عمرو بن العاص کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ فتح ہونا شروع ہو گئے تھے جن کی تفصیل خالی از طولت نہیں اب یہاں
رقبہ حضرت عمر فاروق کے متعلق ایک نکتہ جانتا چاہیے وہی نکتہ ہے۔

نکتہ

وہ نکتہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جمیع اقطار ارض میں دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھیلانے کا ارادہ
کیا اور اس ارادہ کو سیلان آب رواں کی طرح تمام زمین میں پہنچا دیا اس باران رحمت کے تمام عالم میں پہنچائے
جانے کا اقتضا ہے وقت یہ تھا کہ اول دولت کسریٰ و قیصر کو درہم برہم کیا جائے تاکہ دین اسلام جو بہترین ادیان
ہے۔ دولت کسریٰ و قیصر کا جانشین ہو کر ان کے ممالک میں عام طور پر شائع ہو جائے۔ چنانچہ دولت کسریٰ
و قیصر اور دولت اسلامیہ کے درمیان یہ عظیم فرق حضرت عمر فاروق کے دست مبارک پر ظاہر ہوا اس وقت دین
محمدی علیہ السلام افضل الصلوٰۃ و التحیۃ جمیع ارض میں پھیل چکا تھا۔ حضرت جبریل بن حبہ سے روایت کیا گیا
ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد و امصار میں مشرکین سے جہاد کرنے کے لئے بھیجا
اور ہرزان مشرک باسلام ہو گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تم سے مغازی میں مشورہ لینا چاہتا ہوں
ہرزان نے کہا بہتر ہے۔ میں اس مشورہ کو ایک تمثیل کی صورت میں بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ دشمنان اسلام کی مثال
اس وقت ایک پرندہ جھنسی ہے جس کے دو بازو ہوتے ہیں دو پیر ہوتے ہیں اور ایک سر ہوتا ہے اب اگر اس
کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو ایک بازو دونوں پیر اور سر باقی رہے گا اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو
سر اور پیر باقی نہیں گے اور اگر پیچھے سے سری توڑ دیا جائے تو سر کے ساتھ اس کے پیر اور بازو بھی راستہ
لیں گے۔ اس پرندہ کا سر کسریٰ ہے اور ایک بازو قیصر اور دوسرا فارس ہے۔ پس آپ مسلمانوں کو حکم
دیجیئے کہ گرہ گرہ ہو کر پھیل جائیں بخاری اسکے راوی ہیں۔ اس امر میں حضرت عمر فاروق کی سعی و کوشش
ظہور ارادہ حق نیلئے ایک نقاب کا حکم رکھتی تھی کہ جب آپ نے سعی و کوشش کی وہ نقاب اٹھ گیا اور
ارادہ حق ظہور میں آیا و انعم ما قبل سے

ایں ہمہستی و بیہوشی نہ حد بادہ بود

با حریفان ہر چہ کرداں ز گیس مستانہ کرد

بکثرت قرآن میں جنہر نظر ڈالنے سے اس امر کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ از انجملہ ان قرآن کے ایک
قرینہ یہ ہے کہ دولت کسریٰ جو بے انتہا ساز و سامان اور سپاہ رکھتی تھی اور چار سو سال سے استحکام و
قوت کے ساتھ چلی آرہی تھی قبائل عرب کے ہاتھوں جو بادیہ نشین اور دولت کسریٰ کے بالمقابل بہت
کم ساز و سامان رکھتے تھے درہم برہم ہو گئی جس کی نظیر صفحہ ہستی پر کہیں نہیں ملتی نہ سکندر ذہ لقرنین جیسے بادشاہ

کے زمانہ میں اسکی نظیر ملتی ہے۔ تترکان چنگیز کے زمانہ میں اور نہ بہادران تیموریہ کے زمانہ میں متبعان فن تاریخ پر مخفی نہیں کرتے بلکہ بلاد و امصار ہر چند کہ مساعدت نجات غالب اور اسباب و ساز و سامان جنگ سے تعلق رکھتا ہے مگر پھر بھی اسکی حدود غایت ہوتی ہے حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں جس قدر فتوحات حاصل ہوئیں جس قدر بلاد و امصار قبضہ و تصرف میں آئے وہ اس حدود انداز سے کہیں باہر ہیں اور حضرت عمر فاروق کی کشور کشائی اور آپ سے قبل و بعد کی کشور کشائی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اسلئے کہ عرب میں نہ بادشاہت و سلطنت تھی اور کشورستانی و فوج کشی نہ وہ فنون سپہ گری کو جانتے تھے اور رسوم فوج کشی کو اور بایں وجہ ان میں کسری و قیصر کے مقابلے کا خیال تک نہ گزر سکتا تھا۔ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو شہسواری سکھائی لشکر تیار کئے جو خوف انکے دلوں میں بلیٹھا ہوا تھا وہ انکے دل سے نکال دیا پھر حضرت عمر فاروق کے بعد جن لوگوں نے فوج کشی کی اس وقت فوج تیار و مستعد تھی اور رسوم و قواعد جنگ سے آگاہ ہو گئی تھی ان لڑائیوں میں اور حضرت عمر فاروق کی لڑائیوں میں بڑا فرق ہے۔

قرینہ دیگر یہ ہے کہ جو جو شہر آپ کے عہد خلافت میں فتح ہوتا گیا بہت کم مدت میں شعار اسلام بھی اس میں شائع ہونے لگے اور بشارت اسلام اہل شہر کے درمیان ظاہر و باطناً سراپت کرتی گئی ان شہروں کے مسلمان جو آپ کی عہد خلافت میں مفتوح ہوئے۔ اب تک نور ایمان سے موصوف ہیں بخلاف ان شہروں کے جو آپ کے بعد فتح ہوئے کبھی ان میں اسلام قوی ہو جاتا ہے اور کبھی ضعیف اسی طرح جن لوگوں کے آبا اجداد عرب سے ہندوستان میں آئے وہ ان شہروں میں بہترین مسلمان ہیں بخلاف ان لوگوں کے جو ہندوستان کے باشندے تھے اور مشرف باسلام ہوئے ضعیف الاسلام ہیں اور یہی حال ترکستان جیشہ اور سلمان ازبک وغیرہ کا ہے جیسا کہ متبعین کتب تواریخ پر پوشیدہ نہیں گویا عنایت الہی تمام عالم میں دین محمد علی صاحبہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی اشاعت کیلئے حضرت عمر فاروق کی سعی و کوشش کی بہانہ جو تھی یہ رحمت حق بہانہ سمجھو یہ اس مقام پر حضرت عمر فاروق کے کمالات میں سے جابرہ فیض الہی ہونا۔ اس سے بہتر اور کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی کہ ارادہ الہی بغلبہ تمام ایک بندے کی سعی و کوشش کے نقاب میں جمیع عالم میں محیط ہو جائے۔ اس طرح کہ دیکھنے والے حیران و ششدر ہو جائیں۔ کہ اس تھوڑے سے ساز و سامان اور اسباب کے ساتھ اتنے بڑے بڑے کام کیونکر انجام ہونگے جو شخص کہ علم سیاست مدن سے آگاہ ہے اور احوال ملوک اور کشورستانی سے واقف ہے وہ بالیقین جان سکتا ہے کہ سلطنت اور کشورستانی کے مراحل میں سے کوئی مرحلہ و دقیقہ حضرت عمر فاروق نے باقی نہیں رکھا لہذا یہ آپ کے کمالات نفسیہ سے تھا اور اسی کمال نفسی کے باندازہ و مقدار فیض الہی لہور میں آیا اسلئے کہ التجلی لایکون ابداً الا بقدر المتجلی متبعین کتب تواریخ یہ بھی بالیقین جانتے ہیں کہ دشمن نے فوج کشی کرنے اور میدان مبارزت میں داد مردانگی دینے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہے۔ لہذا فتوحات اسلامیہ کو کوئی شخص دشمن کی غفلت شعاری اور تساہل انگاری پر محمول نہیں کر سکتا لیکن یہ ارادہ حق تھا جس نے دشمن کی تمام مساعی کو رائگاں و درہم و برہم کیا اگر کوئی جاہل و متعصب شخص ان فتوحات و واقعات کو اوضاع

فلکیہ کی طرف منسوب کرے تو ہم کہتے ہیں کہ کل انبیاء و اولیاء کے واقعات عجیبہ بھی مطابق زعم اس قائل کے انہیں اضع
فلکیہ کے مطابق تھے۔ پس باوجود اس کے بھی خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب میں کوئی نقصان و قصور عائد
نہیں ہوتا۔ اور ان کا امتنان و احسان لوگوں پر ثابت ہوتا ہے اب مناسب ہے کہ ہم اس جگہ حضرت عمر
فاروق کی سیاست کا حال لکھیں۔

سیاست حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ منبر پر چڑھتے ہوئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غایت درجہ
ادب بجالائے لوگ آپ سے پہلے ہی سے ڈرتے تھے جب آپ منبر پر خطبہ کہنے بیٹھے تو لوگوں کے دلوں
میں آپ کی ہیبت اور زیادہ ہو گئی اور خوفزدہ ہو کر صحن میں آگئے آپ نے اس غل عظیم کے تدارک کے لئے ایک
خطبہ بلیغ پڑھا جو شفقت و ملاطفت پر مشتمل تھا جامع ابن شداد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
فاروق نے جو پہلا خطبہ کہا اُسکے ابتدائی الفاظ یہ تھے اے پروردگار میں ضعیف ہوں مجھے قوی کر دے
سخت ہوں مجھے نرم کر دے میں بخیل ہوں مجھے سخی کر۔ انجربہ ابن ابی شیبہ فی الریاض۔ ابن شہاب وغیرہ اہل علم نے حضرت
عمر فاروق کے پہلے خطبہ کا اس طرح بیان کیا جب آپ خطبہ کہنے کیلئے پہلی سیڑھی پر جہاں حضرت صدیق اپنے
قدم رکھتے تھے بیٹھ گئے تو لوگوں نے کہا آپ اسی سیڑھی پر بیٹھ جائیں جہاں حضرت صدیق بیٹھا کرتے تھے
آپ نے کہا نہیں بلکہ میں اسی سیڑھی پر بیٹھوں گا جہاں حضرت صدیق اپنے قدم رکھتے تھے۔ (حضرت صدیق
دوسری سیڑھی پر بیٹھتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اہل علم
بیان کرتے ہیں کہ آپ کا یہ کلام سن کر لوگ خائف ہوئے اور مجلس سے اٹھ کر باہر آئے اور کہنے لگے کہیں
عمر کیا کرتے ہیں۔ اس موقع پر اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق کا یہ حال تھا کہ جب ارط کے آپ کو دیکھتے
تو دوڑ کر آتے اور دایا ابست، (دایا) کہہ کر پکارتے اور آپ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور حضرت عمر فاروقؓ
کا حال یہ تھا کہ لوگ آپ سے ڈرا کرتے یہاں تک کہ مجالس سے اٹھ جاتے کہ دیکھیں آپ کیا حکم دیتے ہیں
جب حضرت عمر فاروق کو لوگوں کے خوفزدہ ہو کر اٹھ جانے کا حال معلوم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ پکار دیا جائے کہ
الصلوۃ جامعۃ لوگ پھر جمع ہو گئے آپ پھر منبر کی اسی سیڑھی پر بیٹھ گئے جہاں حضرت صدیق قدم رکھا
تھے پھر حمد و صلوٰۃ کے بعد بیان کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میری سخت مزاحمت سے خوفزدہ ہو گئے تھے
میں اور کہتے ہیں کہ عمر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے زمانہ میں بھی ہم پر سختی
کرتے رہے ہیں۔ لو اب ہم پر آپ (جب کہ خود خلیفہ ہو گئے ہیں) نہیں معلوم کریں گے جو شخص یہ کہتا ہے
بیشک وہ راست و سچ کہتا ہے۔ بات یہ ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم اور تابع
تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاطفت و شفقت کی حد تک کوئی فرد بشر پہنچ نہیں سکتا۔ اس
لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف رحیم رکھا لہذا میں آپ کی تلوار تھا جب آپ چاہتے تھے
میں کرتے اور جب چاہتے لگالتے تھے یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی درحالیکہ آپ مجھ سے راضی و خوش

تھے اور یہ میرے لئے سعادت دارین حاصل ہونے کا باعث ہے (والحمد للہ علی ذلک) پھر آپ کے بعد حضرت صدیق خلیفہ ہوئے جن کی رقت و نرمی اور کرم کا تم انکار نہیں کر سکتے پس میں آپ کا بھی خادم اور معین و مددگار رہتا آپ کی نرمی کے ساتھ میں اپنی سختی کو دخل دیتا اور آپ کی تلوار بنتا تھا۔ جب چاہتے کھڑے ہوتے اور جب چاہتے بند کرتے۔ غرض آپ کے ساتھ بھی میرا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی اور آپ مجھ سے راضی تھے۔ یہ بھی مجھے سعادت حاصل ہوئی کا باعث ہے (والحمد للہ علی ذلک) اور اب تمہارے امور میرے سپرد کئے گئے ہیں جو جان لو کہ وہ سختی بیشک زیادہ کر دی گئی ہے۔ مگر وہ صرف انہیں لوگوں کیلئے ہے جو اہل ظلم و تعدی ہیں اور جو لوگ سلیم الطبع دیندار اور ذی وقعت و عزت ہیں ان کیلئے میں نرم اور بہت نرم ہوں میں کسی کو ظلم و تعدی کرتے نہیں دیکھ سکتا مگر یہ کہ اس کی سر زمین پر رکھ کر پیر سے دباؤں گا۔ یہاں تک کہ وہ جان لے گا کہ حق کیا ہے۔ مجھ پر تمہارے چند خاص حقوق ہیں اور جن پر تم مجھ سے مواخذہ کر سکتے ہو اول یہ کہ جب کوئی شے خواہ از قسم خراج اور خواہ از قسم غنیمت میرے پاس آئے تو اسے تم سے نہ چھپاؤں۔ دوم یہ کہ جو شے از قسم خراج یا غنیمت جب میرے پاس آئے تو وہ نہ پہنچے مگر حق دار کو سوّم یہ کہ جب تم لشکر کے ساتھ بھیجے جاؤ تو پیر شفیق کی طرح میں تمہارے اہل و عیال کا نگراں رہوں۔ جب تک کہ تم واپس نہ آ جاؤ۔ اب میں اپنے لئے اور تمہارے لئے بخشش مانگتا ہوں اور خطبہ ختم کرتا ہوں۔

حضرت سعید بن المسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ واللہ آپ نے ان سب باتوں کو پورا کیا سختی کے موقع پر آپ زائد سختی کرتے اور نرمی کے موقع پر زائد نرمی کرتے تھے۔ جب لوگ لشکر میں جاتے تو آپ ان کے اہل و عیال کے ساتھ پیر شفیق کی طرح تلفظ کرتے آپ کے گھروں میں جاتے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام علیک کر کے فرماتے کہ بازار کے متعلق تمہارا کوئی کام ہو تو مجھے کہ دو میں کر دوں ایسا نہ ہو کہ تم خرید و فروخت کے متعلق دھوکہ کھاؤ۔ چنانچہ ان کے گھروں سے بکثرت رُط کے لڑکیاں آپ کے ساتھ ہو جاتے اور آپ انہیں بازار سے ان کی ضروری چیزیں خرید دیتے جن کے پاس پیسہ نہ ہوتا انہیں آپ اپنے پاس سے انکی ضروری اشیاء خرید دیتے۔ جب لشکروں سے کوئی قاصد آتا اور خطوط لاتا تو آپ خود ان کے گھروں پر جا کر خطوط پہنچاتے اور انکی بیویوں سے فرماتے تمہارے شوہر اللہ کی راہ میں ہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہو اگر تمہارے پاس کوئی خط کا پڑھنے والا ہو تو تم خط اس سے پڑھو الیادار نہ دروازے سے قریب ہو جاؤ تاکہ میں ہمیں خط پڑھ کر سنا دوں بعد ازاں آپ یہ کہہ کر چلے جاتے کہ ہمارا قاصد فلاں روز جائے گا۔ تم اپنے خط لکھ کر رکھنا میں اس کے ہاتھ بھیج دوں گا۔ ایک روز آپ دوات قلم اور کاغذ لیکر آنے جنہوں نے خط لکھوایا ہوتا ان کا خط لیتے اور جنہوں نے نہ لکھوایا ہوتا ان کو لکھ دیتے اور پھر وہ تمام خطوط قاصد کے ہاتھ بھیج دیتے یہ تھے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اوصاف و اخلاق جو پر تو نبوت و تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے تھے۔ اور جب آپ سفر میں ہوتے تو بروقت کوچ آپ پکارتے ایہا الناس پھر ایک شخص پکار کر کہدیتا کہ امیر المؤمنین اعلان کر رہے ہیں کہ اٹھو پانی وانی پی لو اور تیاری کر دو۔ پھر تھوڑی دیر پکارتے اگر حیل پھر سناؤی پکار دیتا کہ امیر المؤمنین فرما رہے ہیں کہ سوار ہو جاؤ۔ پھر ان کے آپ بھی تیاری

کرتے اور خرچی اونٹ پر لاد دیتے جس پر ایک طرف ستوتا ہوتا اور ایک طرف کھجوریں اور سامنے پانی کا مشکیزہ باندھ دیتے اس سے ایک پیالہ بھی بندھا ہوتا اور پھر سوار ہو جاتے۔ پھر جہاں کہیں ناشتہ کیلئے اترتے تو یہی ستوتا پانی کھولتے اور کچھ کھجوریں لیکر چرمی دسترخوان بچھا کر تنادل کر لیتے پھر کوچ کرنے کے بعد اس تمام جگہ میں پھرتے جہاں قافلہ اتر اٹھا جس کی کوئی چیز پاتے رکھ لیتے۔ اسی طرح آپ ہمیشہ پیچھے رہتے۔ اگر سواری لنگ کرتی یا کسی اور وجہ سے کوئی پیچھے رہ جاتا تو آپ قافلہ تک اس کا ساتھ دیتے۔ قافلہ میں جن جن لوگوں کی چیزیں گم ہو گئی ہوتیں تو آپ کے منتظر رہتے اول آپ انہیں سرزنش کرتے اور پھر انکی چیزیں آپ انہیں دیدیتے جب آپ شام پہنچے تو لوگوں نے آپ کو گھوڑے پر بٹھایا۔ اور سفید کپڑے پہنا دیے۔ تاکہ اہل شام پر آپ کا زیادہ رعب پڑے۔ لیکن جب آپ تھوڑی دیر تک گھوڑا دوڑا کر لیکئے تو اتر پڑے اور اونٹ کی جہاز آپ کے ہاتھ میں ہی تھی۔ لہذا آپ اونٹ پر بیٹھ گئے اور اپنی پوسٹیں پہن لی۔ اور فرمایا اس سے میرے نفس میں تغیر ہونے لگا اور میں ڈرا کہ میں کہیں اپنے آپ کو نہ بھول جاؤں یہ تمام واقعات مفصل ابو حذیفہ اسحق بن بشر نے فتوح شام میں بیان کئے ہیں انہوں نے ہی سے اہل تک آپ کا خطبہ بھی بیان کیا ہے۔ یہ امر بھی حضرت عمر کی سیاست سے تعلق رکھتا ہے کہ مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد آپ نے اپنی زد وجہ کو جن سے آپ زیادہ الفت رکھتے تھے طلاق دیدی صرف اس خوف سے کہ وہ کسی ناحق امر میں کسی کی سفارش کریں اور آپ انکی پیروی کریں۔ کذا فی احیاء العلوم۔ اسی سیاست سے آپ کا وہ خطبہ بھی تعلق رکھتا ہے جس میں آپ نے اپنے عمال کے فرائض منصبی بیان کئے معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ منجملہ آپ کے خطبوں کے ایک خطبہ تھا جس میں آپ نے بیان کیا تھا کہ اے پردرگاہ میں تجھے گواہ بنانا ہوں کہ میں نے امر اور حکام کو دیار و امصار میں اسلئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو دین اور سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دیں ان میں مال غنیمت تقسیم کریں اور انکے درمیان عدل کریں اور کوئی مشکل پیش آنے اُسے میرے پاس بھیجیں۔ مسلم اسکے راوی ہیں ابو فراس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ واللہ میں عمال و حکام کو تمہارے پاس اسلئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہیں مار پیٹ کریں بلکہ اسلئے بھیجتا ہوں کہ تمہیں دین کی تعلیم اور اسلام کے احکام سکھلائیں۔ لیکن جو شخص اسکے سوا عمل درآمد کرے اُسے میرے پاس لے آؤ۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اُس سے بدلہ لوں گا۔ حضرت عمرو بن العاص اٹھے اور کہا اے امیر المؤمنین کیا کوئی حاکم اپنی رعیت کے ساتھ۔ بے عنوائی کرے اور بعض کے ساتھ عدل و انصاف کرے امیر بھی آپ مواخذہ کریں گے۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسکی قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اُس سے بدلہ لوں گا۔ میں نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اپنے نفس سے بھی بدلہ لیتے تھے آگاہ رہو مسلمانوں کو مار پیٹ کر کے ذلیل نہ کرو۔ انہیں سرحدوں پر نہ رد کے رہو اور ان میں اتار کر منتشر نہ کرو کہ فلاح ہو جائیں (یہ بھی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کی سیاست)۔

حضرت عمر فاروق کی کل فتوحات

روفتہ الاحباب میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ۱۳۶ شہر معہ ملحقات و مضافات

کے فتح ہوئے۔ جس سے ۴ چار ہزار مسجدیں آباد ہوئیں اور اسکے بالمقابل ۴ ہزار کلیسے ویران ہوئے۔ انہیں ۴ چار ہزار مسجدوں میں ۹۰۰ جامع مسجدیں بھی بنائی گئیں۔

شہرہ بصرہ کی بنیاد ڈال کر اسے آباد کرنا اور اس میں چھاؤنی رکھنا

یہ امر بھی حضرت عمر فاروق کی سیاست سے تعلق رکھتا ہے کہ بحر ہند کے ساحل پر جس مقام سے فارس و ہند کے جہاز گزرتے تھے شہر بصرہ کی بنا ڈالی اور غازیوں اور مجاہدین کی کثیر تعداد وہاں آباد کی اسلئے کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ فارس و ہند کے جہازات کسی وقت حملہ آور ہو کر اہل اسلام پر کچھ مصیبت ڈھامیں۔

شہر کوفہ کی بنیاد ڈالنا

جب مدائن فتح ہو گیا اور مسلمانوں کو وہاں رہنے کا اتفاق ہوا تو اسکی آب و ہوا موافق نہ آئی اور انکی صحت میں فرق آنے لگا حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ کیفیت حضرت عمر فاروق کو لکھ بھیجی آپ نے لکھا ان کی رہائش کے لئے کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جو دریا سے نزدیک اور بہت وسیع ہو مگر میرے اور انکے درمیان کوئی پل یا دریا حائل نہ ہو چنانچہ تلاش کر نیکی بعد اس قسم کا ایک وسیع میدان ملا اور وہاں مسلمانوں نے رہائش اختیار کی یہ وہی شہر ہے جو کوفہ کے نام سے مشہور ہے۔ اولاً حضرت عمرؓ نے اس جگہ مسلمانوں کو لکڑیوں اور اینٹوں سے کچے مکانات بنانے کی اجازت دی تھی تاکہ انہیں عمارت روضہ سے دستگیری نہ ہو اور وہ مسافرانہ کی بسر کر کے اپنے آپ کو جہاد و غزوات کیلئے تیار رکھیں مگر چونکہ آتشزدگی ہونے لگی اس لئے آپ نے پختہ عمارات بنانے کی اجازت دیدی جو مسلمانوں نے یہاں سکونت اختیار کی تو ان کا رنگ روپ اور انکے قوی اصلی حالت پر عود کر آئے۔

اسلامی تاریخ میں سہجری کا لکھا جانا

یہ بھی سیاست ہی سے تعلق رکھتا ہے ابتدائے اسلام میں تاریخ میں سنہ نہیں لکھا جاتا تھا بلکہ صرف مہینے، لکھے جاتے تھے جس سے احکام میں اشتباہ واقعہ ہونے لگا لہذا اب تاریخ میں حضرت عمر فاروق نے سنہ ہجری لکھوانا شروع کیا چنانچہ اب تک اسلامی تاریخ میں سنہ ہجری لکھا جاتا ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی

یہ امر بھی حضرت عمر فاروقؓ کی سیاست میں داخل ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے سپہ سالار اور فاتح کو انکی چند لغزشوں پر معزول کر دیا اور وہ چون و چرا کر سکے حضرت خالد بن ولیدؓ کی پہلی لغزش یہ تھی کہ محاصرہ حاص میں جب کہ ہر قل اہل جزائر سے متفق ہو کر حاص پر حملہ آور ہوا تو حضرت خالد بن ولیدؓ باوجود ممانعت قلعہ سے نکل آئے اور جنگ کرنے

پر مہر مہرے اور اطراف و جوانب سے جو کمکیں آئے والی تھیں ان کا انتظار نہیں کیا۔ لہذا انکی یہ محبت حضرت عمر فاروق کو ناپسند آئی کیونکہ اس محبت کی تین وجہ ہو سکتی ہیں۔ یا اپنے تہوہ اور اپنی شجاعت کی وجہ سے انہوں نے ملک کا انتظار نہیں کیا اور یا بخل کی وجہ سے کہ اہل ملک غنائم میں شریک نہ ہوں یا استہانت حکم خلیفہ اور کیف ماکان خصائل ذمیرہ میں سے کسی امر کو حضرت عمر فاروق نے پسند نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں ایسی صورتوں میں بلا امداد لئے ہونے جرات کر کے جنگ کر دینا بسا اوقات ہزیمت کا باعث ہوتا ہے۔ گو اس لطافت میں فضل الہی شامل حال رہا اور تائید الہی نے کام فرمایا۔ دوسری لغزش حضرت خالد بن ولید کی یہ تھی کہ انہوں نے ایک شاعر کو مدحیہ قصیدہ کے صلہ میں دس ہزار درہم دیئے تھے جو نہ کہ یہ ایک فاسد رسم تھی حضرت عمر فاروق کو کسی طرح پسند نہ آئی اور حضرت خالد بن ولید کو قنسرین کی حکومت سے معزول کر دیا اور پھر مدۃ العمر تک انہیں کسی حکومت سے نامزد نہیں کیا حضرت خالد بن ولید کو معزول کر نیکی کیفیت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو حکم بھیجا کہ وہ خالد بن ولید کو قنسرین سے بلا کر محض اعیان لشکر میں استادہ کر کے عمامہ سر سے اتار لیں بلکہ اسی عمامہ سے باندھ کر انہیں لائیں کہ یہ دس ہزار درہم انہوں نے کہاں سے خرچ کئے اگر یہ انعام انہوں نے بیت المال یا دفتہ جاہلیت سے دیا تو انہوں نے خیانت کی اور اگر اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی طرفہ تربہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے باوجود اس تہوہ و شجاعت کی اس واقعہ پر مطلق چون و چرا نہیں کی دیگر اعیان و اہل لشکر بھی اس واقعہ سے بد دل نہیں ہوئے۔ یہ تھی حضرت عمر فاروق کی صولت و سیاست جو آپ کے خصائص سے تھی۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق نے ہمارا دیار دھار میں اعلان کر دیا کہ خالد بن ولید کو کسی خیانت وغیرہ کی وجہ سے معزول نہیں کیا گیا بلکہ اس لئے کہ انہیں خطرہ نہ تھا کہ یہ فتوحات انکے ہاتھوں اور انکی قوت سے حاصل ہوئیں وان الامم کلتہا للہ اور بات یہ ہے کہ تمام امور اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اسی طرح عراق سے حضرت سعد بن ابی وقاص کو معزول کیا تھا بوجہ خوف فتنہ و اختلاف قوم تاکہ کوئی فتنہ و فساد پیدا نہ ہو پھر آخر عمر میں آپ نے اس امر کا اعلان کر دیا کہ انہیں اس لئے معزول نہیں کیا گیا تھا کہ وہ حکومت کر نیکی قابلیت نہیں رکھتے تھے یا یہ کہ ان سے کوئی خیانت وغیرہ ظہور میں آئی بلکہ احتیاطاً برائے مظنہ اختلاف قوم معزول کر دیا گیا تھا اور یہ اعلان آپ نے اس لئے کیا تھا تاکہ لوگوں کی نظروں میں آپ کی عدالت بس فرق نہ آئے۔

توسیع مسجد الحرام و مسجد نبوی

از جملہ سیاست حضرت عمر فاروقؓ یہ امر تھا کہ جس سال آپ مکہ معظمہ عمرہ کرنے آئے تو مسجد الحرام کو وسیع کیا اور بوقت مراجعت کم دیا کہ حرمین کے مابین جو مقامات واقع ہیں وہاں سرائیں وغیرہ بنائی جائیں اور کنوئیں صاف کئے جائیں اور جن مقامات پر کنوئیں واقع نہیں ہیں وہاں کنوئیں کھودے جائیں تاکہ حجاج کو اٹلے راہ میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ مسجد نبویؐ کی بھی آپ نے توسیع کی مگر اسی طریقہ پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوائی تھی۔ یعنی آپ نے اسے بچتہ نہیں کیا بلکہ خام رکھ کر ہی اس کی توسیع کی اور اس میں حسیز بچھوڑائیے

عبداللہ بن ابراہیم سے روایت کیا گیا ہے کہ مسجد نبوی میں بورے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بچھوائے جب لوگ مسجد سے سر اٹھاتے تو اپنی پیشانیوں جھاڑتے لگتے اس لئے آپ نے حکم دیا کہ بورے بچھوا دیئے جائیں (ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں)

رعیت کی تکلیف سے متاثر ہونا

یہ امر بھی سیاست سے تعلق رکھتا ہے کہ جب سالِ رمادہ میں قحط سالی نمودار ہوئی تو آپ نے با انواع و اقسام کے مال کو آسان کیا اولاً یہ کہ جو کچھ بیت المال میں تھا فقر اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ ثانیاً غلہ خریدنے والوں کو منع کر دیا کہ وہ غلہ خرید کر روک نہ رکھیں ثالثاً امرائے دیار و امصار کو احکام بھیجے کہ ہر ایک حاکم و امیر اپنے ضلع و علاقہ سے جو قدر غلہ وغیرہ ممکن ہو مدینہ طیبہ ارسال کرے چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے ہزار بارشتر شام سے روانہ کئے حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک سو کشتیں روانہ کیں اور اب مدینہ طیبہ کا نرخ مہر و شام کا نرخ سے مساوی ہو گیا اب وہ امر جو خاص آپ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یہ تھا کہ اس سال آپ نے یہ امر اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ تا وقتیکہ قحط سالی دور نہ ہو آپ گوشت، اور روغن زیتون تناول نہ کریں گے اور نہ دودھ پیئیں گے (اس سال کو رمادہ اس لئے کہنے لگے کہ لوگوں کا رنگ بوجہ قحط سالی کے خاک تری ہو گیا تھا۔

تعیین حکام

یہ امر بھی از جملہ سیاست حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے کو فہرہ وغیرہ بلاد و امصار میں الگ مقرر کیا قاضی الگ اور تحصیلدار بیت المال الگ اور یہ تفریق اسلئے کی گئی کہ بالفرض اگر ایک سے خیانت وقوع میں آئے دوسرا اس سے اطلاع کر دے۔ کیونکہ جن مسلمانوں کا صدق و امانت سلم ہو چکا ہو ان سب کا خیانت پر متفق ہونا بعید از مکان ہے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں یہ تفریق نہیں کی گئی تھی۔

تعیین وظائف

از جملہ یہ کہ تعیین وظائف میں حکمت و مصلحت شرعیہ کی کامل پیروی کی وہ یہ کہ آپ نے تعیین وظائف میں سابق اسلامیت و اہل بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدمت اسلام کرنے ہوئے مسیبت و بلا اٹھانا کثرت اہل عیال اور ضرورت فی الاسلام وغیرہ امور کی پوری رعایت کی جو شخص کافی عقل و فہم رکھتا اور دقائق امور کو سمجھ سکتا ہے۔ وہ اس میں شک نہیں کر سکتا کہ اس قسم کی رعایات و الزامات ان امور سے ہیں جن کی طرف رہنمائی عقول حکماء عاجز و قاصر ہیں یہی ہے بروایت حضرت امام شافعی روایت کیا ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کثیر التعداد اہل علم و صدق نے جواہل علم کہہ دینے اور قبائل قریش وغیرہ سے تھے جن میں بعض بعض فن حدیث میں قابل محبت تھا خبر دی کہ حضرت عمر جب وظائف مقرر کرنے کے لئے فہرست لکھو شروع کی تو فرمایا کہ اس فہرست کو بنی ہاشم سے شروع کرو پھر فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بنی ہاشم دینی مطلب کو وظائف اس

طرح دیتے تھے کہ بنی ہاشم میں سے ہر ایک من کو بنی مطلب پر اور بنی مطلب میں سے ہر ایک من کو بنی ہاشم پر بٹھا کرتے تھے چنانچہ اسی قاعدہ پر آپ نے بھی فہرست تیار کی۔ انہیں من لوگوں کو آپ انکے قبیلہ کے وظائف بھی دیدیا کرتے بنی ہاشم بنی مطلب بنی عبد الشمس بنی نوفل کھڑے ہوتے یہ دونوں قبیلہ اصل نسب میں ایک ہی تھے عبد الشمس کے متعلق حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخوان ہیں اسلئے آپ نے عبد الشمس کو بنی نوفل پر مقدم کیا۔ پھر انکے بعد بنی اسد بن عبد العزیٰ اور بنی عبد الکھڑے ہوئے آپ نے فرمایا بنی اسد بن عبد العزیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر و داماد ہیں انہیں میں مطہین و حلف الفضول میں انہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس طرح آپ نے انکی سابقیت فی الاسلام بیان کی اور انہیں بنی عبد المطلب پر مقدم کیا بنی عبد الدار کے بعد بنو سہرہ کھڑے ہوئے۔ ان کے نام لکھے جانیکے بعد بنی تیم و بنی مخزوم کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا بنی تیم میں مطہین و حلف الفضول ہیں۔ انہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے مصاہرت و سابقیت وغیرہ کا بھی آپ نے ذکر کیا غرض بنی تیم کو بنی مخزوم پر مقدم کیا بنی مخزوم کے بعد بنی سہم۔ بنی حمع عدی بن کعب کھڑے ہوئے۔ کہا گیا کہ بنی عدی کے نام پہلے لکھیے آپ نے کہا نہیں میں اپنے نفس کو اسی جگہ رکھوں گا جو اسکی جگہ ہے کیونکہ جب اسلام آیا تو ہمارا بنی عدی و بنی سہم کا ایک حال تھا۔ البتہ بنی حمع و بنی سہم کے متعلق رائے در کہا گیا کہ آپ بنی سہم پر بنی عدی کو مقدم کیجئے پھر بنی حمع کے بعد بنی عدی و بنی سہم کی فہرست ایک دوسرے کے ناموں سے مخلوط تھی۔ جس طرح مجلس دعوت میں لوگ شریک ہوتے ہیں اس پر آپ نے آواز بلند تکبیر کہی اللہ شکر الہی بجا لائے۔ اسکے بعد آپ نے بنی عامر بنی لوی کو بلایا اور انکے نام لکھے حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابو عبیدہ بن عبد الرحمن بن جراح نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ان پر مقدم ہوئے جاتے ہیں تو انہوں نے عرض کیا کہ ان سب لوگوں کا نام آپ میرے پہلے لکھیں گے فرمایا ابو عبیدہ۔ جس طرح میں نے صبر کیا۔ تم بھی صبر کرو۔ یا اپنی قوم سے مشورہ کر لو جو لوگ تمہیں اپنے اوپر مقدم کریں ان پر میں تمہیں مقدم کر دوں گا اور اگر تم مجھ پر اور کل بنی عدی پر مقدم ہونا چاہو تو میں کر سکتا ہوں اگر تم ہم لوگوں پر مقدم ہونا پسند کرو۔ اس جگہ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں بندگان خدا ایک دوسرے سے اولیٰ و افضل میں مقدم وہی ہو سکتا ہے جو اللہ رسول سے اقرب ہو جو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں خیانت نہ کرتا ہو۔

قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں فرماتے ہیں مجھ سے ابونعیم نے حدیث بیان کی کہ وہ حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ حضرت صدیق نے اعلان کیا تھا کہ جس جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا ہو میرے پاس آئے۔ چنانچہ ابوبکر بن عبد اللہ آئے اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب بحریں کا مال آئے گا۔ میں نہیں لب بھر کر روپیہ دوں گا۔ حضرت صدیق نے فرمایا اٹھو اس مال سے ایک لب بھر کر روپیہ اٹھاؤ چنانچہ انہوں نے اٹھالیا اور گنا تو یا نچسودرہم مکمل فرمایا اچھا ایک ہزار درہم اور اٹھاؤ اسی طرح جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس سے وعدہ کیا ہوا تھا اسی قدر ہر ایک کو دے دینے کے بعد باقی مال تمام مسلمان کے درمیان تقسیم کر دیا اس تقسیم میں چھوٹے بڑے حر و مملوک۔ عورت و مرد سب برابر تھے۔ چنانچہ شخص کو اس مال سے ۹ درہم اور ایک ثلث ۱۰ پہنچے آئندہ سال اس

زیادہ مال آیا اور اب ہر شخص کو بیس بیس درہم پہنچے (اور یہ صرف بحرین کی آمدنی کا ذکر تھا مترجم) ابن ابی نجیح کہتے
کہ کئی لوگ حضرت صدیق کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ نے ان لوگوں میں علی السوۃ
نسیم کیا حالانکہ بہت سے لوگ اہل فضل ہیں اور سوائی کا آپ ذکر کرتے ہیں مجھے بھی معلوم ہے مگر یہ وہ شئی ہے جس
اجرو ثواب اللہ پر ہے اور یہ معاش ہے اس میں ترجیح دینے کی نسبت مساوات زیادہ بہتر ہے۔

فوقہات رکھنے میں اگر آپ انہیں ترجیح دیتے تو بہتر ہوتا جھڑپائی نے فرمایا جو سوا بقیہ کا

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا اور فتوحات زیادہ ہو گئیں تو آپ نے اہل فضائل
سوائی کو ترجیح دینا شروع کیا اور فرمایا اب میں ان لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑے یعنی
حج مکہ کے بعد جنہوں نے اسلام قبول کیا مترجم، ان لوگوں کے برابر نہیں کر سکتا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم کے ہمراہ ہو کر قتال و جہاد کیا۔ چنانچہ آپ نے اہل فضل و سوائی کے لئے جن میں سب مہاجرین و انصار شریک
تھے جو جنگ بدر میں حاضر ہو چکے تھے پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر کئے اسی طرح اور مسلمانوں کے وظائف بھی
لی قدر مراتب مقرر کئے پہلے بھی عرض کر چکا ہے مراد شاہ صاحب کہ یہاں احقر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ اختلافات کسی شرعی
زمین نہ تھا بلکہ یہ اختلاف حسب اقتضائے وقت تھا۔ چنانچہ قاضی ابویوسف نے کتاب الخراج میں برزایت ابی
جعفر بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق نے چاہا کہ لوگوں کے وظائف مقرر کریں تو آپ نے اس کے متعلق جو
نئے دی بہتر رائے تھی۔ لوگوں نے کہا فہرست آپ اپنے نام سے شروع کیجئے آپ نے کہا کہ نہیں بلکہ آپ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب شخص کے نام سے فہرست شروع کی چنانچہ سب سے پہلے آپ نے حضرت
عباس کا نام لکھا پھر حضرت علی کا اسی طرح یکے بعد دیگرے اور قبائل کے نام لکھے اور بنی عدی پر فہرست ختم کی اور بڑا
منجی بیان کیا ہے کہ جب فارس و روم فتح ہوئے تو حضرت عمر فاروق نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کیا
اور فرمایا میری رائے ہے کہ میں لوگوں کے وظائف سالانہ مقرر کر دوں اور پھر سال بھر تک مال بیت المال میں حج
لرنا ہوں سب نے بالاتفاق کہا بہتر ہے آپ کی جو کچھ رائے ہے اس پر عمل کیجئے انشا اللہ آپ کی رائے متوفی بالاصواب
ہوگی جب آپ نے لوگوں کو لکھنے کے لئے طلب کیا تو عبدالرحمن بن عوف کہنے لگے پہلے آپ اپنا نام لکھیں
آپ نے کہا نہیں بلکہ فہرست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ بنی ہاشم سے شروع کروں گا لہذا آپ نے
بنی ہاشم میں سے حاضرین بدر کے نام لکھنے شروع کئے حر ہو یا غلام چنانچہ حاضرین بدر میں سے ہر ایک
بنی ہاشم کا وظیفہ مقرر کیا۔ پانچ ہزار سالانہ

مگر حضرت عباس کا بارہ ہزار
ہر ایک بدری کا عربی ہو یا غلام پانچ ہزار
ازاج نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کا دس ہزار
مگر حضرت عائشہ صدیقہ کا بارہ ہزار
ہر ایک انصار کا جن میں سب سے پہلے محمد بن مسلمہ کا نام تھا چار ہزار
مہاجرین حبشہ میں سے ہر ایک کا ادبہ صحابی تھے جو ابتدائے اسلام میں حبشہ ہجرت کر گئے تھے چار ہزار
اور اسی لئے بچائے حضرت ام سلمہ کے انکے بیٹے عمرو بن ابی سلمہ کا وظیفہ مقرر کیا چار ہزار

اس پر محمد بن عبداللہ عیسیٰ نے کہا آپ عمر بن ابی سلمہ بوجہ انکے والد کے ہجرت کرنے کے ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں حالانکہ ہمارے باپ داؤدوں نے بھی ہجرت کی ہے آپ نے کہا بوجہ اسکے کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقرب تھا اگر مستغنیث عمر بن ابی سلمہ کی والدہ حضرت ام سلمہ جیسی والدہ رکھتا ہو تو میں اس کا استغناء سن سکتا ہوں۔ اسی طرح بلحاظ قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار سالانہ مقرر کیا ہوا تھا۔ باقی ہاجرین و انصار میں ہر ایک کا زیادہ سے زیادہ دو ہزار سالانہ ازواج ہاجرین و انصار سے ہر ایک کا چھ سو سے دو سو تک سالانہ اسی طرح قبیلہ حمیر کی فہرست جدا تھی جنہیں سے ہر ایک سردار فوج یا حاکم قصبہ کا وظیفہ مقرر تھا۔

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی سمجھ نہیں کوئی مسلمان نہیں کہ اس مال میں اس کا حق ہے۔ دیا جائے یا نہیں سب سے پہلے اس مال میں عبد مملوک کا حق ہے۔ خود میرا حصہ بھی اس مال میں تم سے ایک ہی کے برابر ہے۔ مگر ہم لوگ (مسلمان) علی قدر مراتب ہیں بحیثیت کتاب اللہ و صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ہر شخص کا مرتبہ بحیثیت قدامت و سوابق اسلام و بحیثیت خدمت اسلام و مصیبت فی الاسلام کے ہے۔ اور بحیثیت اس کے کہ اسلام میں اُس کی کہاں تک ضرورت ہے اور کہاں تک نہیں قسم ہے اللہ کی اگر میں زندہ رہا تو جبل صنعا کے چرواہوں کو انکے حصے پہنچائے جائیں گے۔ قبل ازیں کردہ اپنے حصے طلب کرنے آئیں۔ یزید بن سائب کہتے ہیں کہ قبیلہ حمیر کی فہرست جدا تھی جن میں سے ہر ایک سردار فوج و حاکم فوج و حاکم قصبہ کا وظیفہ نو ہزار سے سات ہزار تک مقرر تھا اور ہر ایک مولود ابتدائی وظیفہ دو سو سالانہ تھا۔ نیز وہ بیان کرتا ہے کہ جب مال بکھرت ہو گیا تو آپ نے کہا کہ اگر میں زندہ سال تک زندہ رہا تو پچھلے لوگوں کو اگلوں سے ملا دوں گا یہاں تک کہ وظائف میں سب مساوی ہو جائیں گے مگر آپ اُسکے سال تک زندہ نہ رہے۔

قاضی ابویوسف فرماتے ہیں کہ ابو معشر نے مجھ سے حدیث بیان کی ان سے عمر مولے عفرہ وغیرہ نے کہ جب حضرت عمر فاروق کے پاس فتوحات کا مال آیا اور مال زیادہ ہو گیا تو آپ نے کہا کہ تقسیم مال میں حضرت صدیق کی اور رائے تھی اور میری اور میں ان لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے انکے برابر نہیں کر سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑے غرضیکہ آپ نے تفریق کی اور علی قدر مراتب وظائف مقرر کئے چنانچہ ہاجرین و انصار میں سے ہر ایک کا وظیفہ پانچ ہزار سالانہ مقرر کیا اور ہر ایک اس شخص کا جو صفات اسلام میں اہل بدر کے قریب قریب تھا چار ہزار سالانہ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم حضرت عباس کا بارہ ہزار ماہ و آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر ایک کا بارہ ہزار مگر حضرت صفیہ و حضرت جویریہ کا چھ ہزار جبکہ لینے سے اولاً انہوں نے انکار کیا آپ نے کہا دیگر ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بارہ بارہ ہزار وظیفہ بوجہ انکے ہجرات میں سے ہونیکو کیا ہے حمیر انہوں نے کہا نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انہیں تقرب حاصل ہونیکو وجہ سے آپ نے ان کا وظیفہ بارہ بارہ ہزار مقرر کیا ہے۔ اور حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ کا پانچ پانچ ہزار سالانہ بوجہ قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی وظیفہ حضرت علی مرتضیٰ کا بھی تھا۔

اسامہ بن زید کا چچا ہزار امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کے بیٹے عبداللہ بن عمر کا تین ہزار امیر انہوں نے کہا آپ
 فسا اسامہ بن زید کو مجھ سے ایک ہزار زیادہ کس لئے دیتے حالانکہ میرے والد آپ کو جو فضیلت حاصل ہے ان
 کے والد کو حاصل نہ تھی آپ نے فرمایا تمہارے والد کی نسبت اسامہ کے والد زید اور تمہاری نسبت اسامہ انحضرت
 علیہ السلام کو زیادہ محبوب تھے اسلئے تمہاری نسبت کا وظیفہ ایک ہزار درہم زیادہ مقرر کیا اسی طرح ہر ایک
 ہاجرین و انصار کے لڑکوں کو دو ہزار مگر عمر بن ابی سلمہ کا تین ہزار سالانہ مقرر کیا کیونکہ جب ان کی باری آئی تو
 آپ نے کہا ان کا ایک ہزار زیادہ وظیفہ مقرر کرو جس پر محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہا کہ جو فضیلت ہمارے آباؤ اجداد
 کو حاصل تھی ان کے والد کو حاصل نہ تھی اور نہ خود ان کو وہ فضیلت حاصل ہے جو ہمیں حاصل ہوئی آپ نے فرمایا میں
 نے ان کے والد کے لحاظ سے ان کے دو ہزار درہم سالانہ مقرر کئے اور ایک ہزار سالانہ ان کی والدہ ام سلمہ کے لحاظ سے
 ضافہ کیا ہے اگر تم بھی ام سلمہ جیسی رکھتے، تو تمہارے وظیفہ میں بھی اضافہ کر دیتا۔ باقی اہل مکہ کا آپ نے اٹھ اٹھ
 سو سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ طلحہ بن عبید اللہ عثمان بن عبید اللہ کے لئے تو آپ نے ان کا بھی آٹھ سو وظیفہ مقرر کیا مگر جب
 نفرین انس آئے تو آپ نے کہا ان کا دو ہزار مقرر کرو اسلئے ان کا دو ہزار مقرر کیا۔ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا میں نہیں
 جیسے شخص یعنی عبید اللہ کے بیٹے عثمان کو لیکر آیا تو آپ نے آٹھ سو وظیفہ مقرر کیا اور ان کا یعنی نفرین انس
 کا آپ نے دو ہزار مقرر کیا آپ نے فرمایا ان کے والد جنگ اُحد کے دن جب مجھے ملے تو کہنے لگے کیا انحضرت
 علیہ السلام شہید ہو گئے اور اگر شہید ہو گئے تو اللہ تو زندہ ہے۔ وہ تو مر نہیں والا نہیں۔ یہ کہہ کر وہ اڑے اور شہید
 ہو گئے۔ یہ نفرین انس انہیں کا بیٹا ہے جو فلاں فلاں جگہ بکریاں چراتا ہے۔ (مولف) احقر عرض کرتا ہے کہ ان دونوں
 روایتوں میں جہاں کہیں اختلاف واقع ہوا ہے اس میں وجہ تطبیق اور جمع ہیں روایتیں باہم طریق ممکن ہے کہ بعض میں آپ
 نے کچھ وظیفہ مقرر کر کے آئندہ سنیں میں کسی قدر اضافہ کر دیا ہو۔

اخذ خراج یا جزیرہ

یہ امر بھی از جملہ سیاست حضرت عمر فاروق تھا کہ آپ نے عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن یمان کو پیمائش عوات کے
 لئے روانہ کیا۔ کیونکہ بمطابق پیمائش آپ نے اس کا خراج مقرر کیا ہوا تھا۔ قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ سدی بن
 بن اسحیل نے مجھ سے حدیث بیان کی ان سے عام ثعلبی نے کہ حضرت عمر فاروق نے تمام عوات پیمائش کرائی
 تو کل پیمائش ۴۰ کروڑ ۶۰ لاکھ جریب ہوئی اسی کے مطابق آپ نے خراج مقرر کیا جس کی تفصیل حسب ذیل
 ہے۔

غلہ پر نی جریب	ایک درہم و ایک قفیز
انگور پر	دس درہم
کھجور پر	پانچ درہم
گنے پر	چھ درہم

اسی طرح قاضی ابویوسف نے شام اور جزیرہ وغیرہ تمام مقامات کے خراج کا بیان کیا ہے جسکی تفصیل خالی از طوالت نہیں اسقدر جان لینا کافی ہے کہ آپ ہر شہر میں اُسکے حسب حال خراج مقرر فرماتے تھے۔

شرائط مصالحت

از انجملہ یہ کہ جب آپ کفار سے مصالحت فرماتے تو صرف وہی شرائط مقرر کرتے جو ضروری ہوتے اور بعض مرتبہ پروردہ شرائط کم و بیش مختلف ہوتیں قاضی ابویوسف فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن سعید حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق جب کسی قوم سے مصالحت کرتے تو مندرجہ ذیل شرائط کر لیتے اول یہ کہ اُسے اسقدر خراج ادا کرنا ہوگا۔ دوم یہ کہ جب اُس کے علاقہ سے کسی مسلمان کا گزر ہو تو تین دن ضیافت کرے جب چلنے لگے تو اُسے رستہ بتلائے۔ سوم ہمارے دشمن سے سازش نہ کرے۔ چہارم ہمارے مجرم کو پناہ نہ دے۔ جب تک وہ ان شرائط کو بجالاتے رہینگے وہ آزاد ہیں ان کے خون ان کی عورتوں کے خون ان کے بچوں کے خون کی اور ان کے مال کی حفاظت اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ ہے اور ہم اس بات سے بری ہیں کہ ہمارے لشکر سے انہیں کچھ ضرر پہنچے۔

مجاہدین کیلئے اسباب جہاد مہیا کرنا

از انجملہ یہ کہ آپ اسباب مجاہدین بابلغ وجہ مہیا کرتے تھے۔ قاضی ابویوسف فرماتے ہیں کہ ہمارے قدیم شیخ نے اپنے ستیاح سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق اپنے پاس چار ہزار سدہائے ہوئے گھوڑے صرف جہاد کیلئے دکھا کرتے تھے جب کسی شخص کا وظیفہ نا کافی ہوتا اور اُسکے پاس گھوڑا نہ ہوتا تو آپ ان گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا اسے دے دیتے اور فرما دیتے کہ اگر بھوک پیاس سے تم نے اسے مارا تو تم اسکے صنامن ہو اور اگر یہ لڑائی میں کام آئے تو تم پر کچھ تاوان نہیں اور حضرت امام مالک نے بڑا بیجی بن سعید روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ہر سال مجاہدین کے لئے چالیس ہزار اونٹ لدا کر بھیجا کرتے تھے (الحدیث)

جاگیروں کا تقرر

اس مصنف کیلئے آپ نے پادشاہان جاہلیت کے خاص خزانے بیت المال میں داخل کر لئے تھے تاکہ جس شخص کو جاگیر دینی ہو اس مال میں سے دیدی جائے۔ چنانچہ ابویوسف فرماتے ہیں کہ بعض اہل مدینہ نے اپنے قدامتے اشیاخ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے دفتر میں پایا گیا کہ آپ نے کسریٰ اور آل کسریٰ کے خاص خزانے اور جنگلات و مالا ب جس کے مالک کسریٰ سے فرار ہو کر چلے گئے۔ یا معرکہ میں مارے گئے بیت المال میں ضمیمہ کر لئے۔ اسی مال میں سے آپ جس کی جاگیر مقرر کرنی چاہتے مقرر کر دیتے۔

تحصیل خمس

اذا نجلہ کہ آپ نے سواحل بحر پر عامل مقرر کئے جو دریا کی پیداوار کا خمس ۱/۵ وصول کر لیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے یعلیٰ بن امیہ کو دریا پر خمس وصول کرنے کے لئے مقرر کیا تو انہوں نے غنہ کے متعلق جو کسی شخص نے ساحل پر پایا تھا حضرت عمر فاروق سے دریافت کیا کہ کیا اس میں خمس لیا جائے گا۔ آپ نے لکھا کہ یہ عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا اس میں اور ہر ایک اس چیز میں جو دریا سے برآمد ہو خمس ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں یہی میری رائے ہے ازہجہ القاضی ابو یوسف فی کتاب الخراج (مولف) احقر عرض کرتا ہے فقہاء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے اگر کوئی بادشاہ مال کی طروت محتاج ہو اور اس روایت کے مطابق عمل کرے جائز و درست ہے یہی مسلک ہے امام ابو یوسف کا۔ اسی طرح شہد۔ بادام۔ اخروٹ۔ پستہ اور انیتوں وغیرہ میں خمس لینا جائز ہے۔ اور اگر روایت اخذ عشر ۱/۱۰ پر عمل کیا جائے تو بھی جائز ہے اور اخذ خمس کی نسبت بہتر و احوط ہے بلحاظ مظالم میں نہ پڑنے کے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے حکام

اذا نجلہ کہ آپ عادل ثقہ اور امین لوگوں کو حاکم بناتے تھے اور بالغ وجوہ انہیں موعظت و نصیحت فرماتے اور نہ صرف بلکہ ہمیشہ انکے حال کی نگرانی کرتے چنانچہ ہم اسکے متعلق چند روایتیں درج ذیل کرتے ہیں عامر محمد بن ابی ہریرہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور کہا کہ اگر آپ لوگ میری مدد نہ کریں گے تو اوکلن کرے گا سب نے عرض کیا ہم آپ کی اعانت کریں گے۔ آپ کے بعد آپ نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا تم بحرین و بحر جاؤ۔ پھر آئندہ سال میرے پاس آنا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں جب میں آئندہ سال واپس آیا تو دو تھنیں بھر کر لایا جن میں ہلاکھ نقد تھے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ میں نے اس قدر مال کبھی نہیں دیکھا ہے اس میں مظلوم یتیم اور یتیموں کا مال ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں قسم ہے اللہ کی اگر ایسا ہو تو میں نہایت ہی بدترین شخص ہوں (کتاب الخراج ابی یوسف)

محمد بن ابی حمید (الساعدی) اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثوث کیا فرمایا اسے ابو عبیدہ اگر میں دیندار لوگوں سے اعانت نہ لوں تو کس سے لوں۔ عرض کیا اگر آپ ان سے اعانت لینا چاہتے ہیں تو آپ ان کی تنخواہیں مقرر کریں کہ انہیں خیانت کرنے سے مستغنی کر دیجیئے۔ جب آپ انہیں کام مقرر کریں تو انکی تنخواہیں۔ فراخ دلی سے مقرر کریں۔ تاکہ وہ اپنی تھوڑی سی دریا میں محتاج نہ رہیں (کتاب الخراج) عبدالملک بن ابی سلیمان عطا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک دفعہ جمیع عمال کو لکھا کہ اب کی دفعہ تمام اعمال موسم حج میں جمع ہوں جب تمام اعمال حج کے موقع پر جمع ہو گئے تو آپ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے لوگو تمہارے حاکم ہیں میں نے

تم پر انہیں اس لئے مقرر نہیں کیا کہ یہ تمہیں مار پیٹ کریں تمہاری جانیں اور تمہارا مال تلف کریں یا وجود اس کے اگر کسی پر انہوں نے ظلم کیا تو میرے سامنے آئے تو سولے ایک شخص کے اور کوئی شکایت لیکر نہیں آیا اس شخص نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین مجھے میرے حاکم نے سو کوڑے مارے ہیں آپ نے پوچھا کیا تو بھی اُسے مارے گا۔ اگر تو مارنا چاہتا ہے تو تو اپنا بدلہ لے حضرت عمر بن العاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے امیر المومنین اگر آپ اس امر کا افتتاح کریں گے تو بعد کے لوگوں کے لئے یہ امر سنت ہو جائے گا۔ کہ وہ حکام سے اس قسم کا انتقام لیا کریں گے فرمایا تو کیا میں اس سے بدلہ نہ دلاؤں حالانکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے نفس سے بدلہ لیتے دیکھا ہے۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا اٹھو اور اٹھ کر قصاص لو عمر بن العاص نے عرض کیا آپ ہمیں چھوڑ دیجیئے ہم اسے راضی کر لیں گے آپ نے فرمایا اچھا راضی کرو۔ پناہ سؤ دینا اسے دیکر راضی کر لیا گیا (کتاب الخراج)

عاصم بن ابی النجود ابن ابی ہریرہ بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق جب کسی حاکم بناتے تو ہاجرین و انصار کی ایک جماعت کے دربر داس سے قرار کر لیتے کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہوگا۔ باریک لباس نہ پہنے گا اور میدان کی صاف ستھری رڈیاں نہ کھائے گا اور دروازے بند نہ رکھے گا۔ بحران انسانی ضرورت کے جو لا بدی ہیں اور یہ کہ درپردہ پہرہ مقرر نہ کرے گا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ راہ میں جا رہے تھے ایک شخص نے پکار کر کہا کہ کیا آپ صرف اس شرطوں کا لینا ہی کافی سمجھتے ہیں ولس حالانکہ آپ کے غل عیاض غنم حاکم مصر باریک کپڑے پہنتے لگے اور دروازے پر سنتری رکھنے لگے۔ آپ نے محمد بن مسلمہ، کہ جو آپ کے سفیر تھے طلب کیا اور فرمایا کہ عیاض بن غنم کو میرے پاس لیکر آؤ جس حال میں کہ وہ ہوں محمد بن مسلمہ جب مصر پہنچے تو دیکھا کہ ان کے دروازے پر سنتری بٹھھا ہوا ہے جب اندر گئے تو دیکھا کہ وہ باریک کرتے پہنے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ اسی حال میں چلو غرض یہ اسی حال میں آئے حضرت عمر فاروق نے فرمایا اپنا کرتا تار ڈالو اور ایک صوف کا کرتہ منگایا۔ ایک گلہ بکریوں کا منگایا۔ اور ایک عصا منگایا اور فرمایا کہ یہ کرتہ پہنو اور لاٹھی ہاتھ میں لیکر ان بکریوں کو چرایا کرو۔ اور ان کا دودھ پیا کرو اور جو کوئی

تمہارے پاس آئے اسے بھی پلا پا کرو انہوں نے کہا اس سے موت بہتر ہے۔ کئی دفعہ یہی سوال و جواب ہوا آپ نے فرمایا کیوں آخر تمہارے والد بھی بکریاں رکھتے تھے اور انہیں چرایا کرتے تھے۔ اسلئے ان کا نام بھی غنم پر گیا تو ان کی نسبت نام کچھ خیر و بھلائی رکھتے ہو عرض کیا ہاں یا امیر المومنین راوی کہتا ہے پھر آپ نے ان سے وہ کرتا اتر دیا اور انہیں انکی حکومت پر واپس کر دیا۔ پھر اسکے بعد انہوں نے وہ طرز عمل اختیار کیا کہ کوئی عامل و حاکم انکی برابری نہیں کر سکتا تھا (کتاب الخراج)

اعمش ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو جب معلوم ہوتا کہ فلاں عامل مریضوں کی عیادت نہیں کرتا غریب کو نہیں آنے نہیں دیتا تو آپ اسے معزول کر دیتے (کتاب الخراج)۔ عبید اللہ بن حمید البویلیج سے روایت کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری کو حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ لوگوں سے اپنی مجلس میں اور اپنے سامنے اس طرح ملاطفت کرو کہ کوئی ضعیف تمہارے عدل سے بالوس نہ ہو اور کوئی شریف

چلو اور امیر المومنین سے ان امور کی جواب دہی کرو۔ انہیں لے کہا اچھا میں یہ یہ لباس رکھوں۔ مجلس میں نہ کہانہیں

تمہارے جو رطل مسلم کا دل پر خیال تک نہ لائے۔ کتاب الخراج (قاضی ابویوسف کتاب الخراج میں فرماتے ہیں کہ علمائے شام میں سے میرے ایک شیخ جنہوں نے بہت سے شلوخ کو پایا ہے۔ عروہ بن رویم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابوسعید بن جراح حاکم شام لکھا کہ میں تم کو نامہ لکھتا ہوں جس میں میں نے تمہارے اور اپنے لئے کوئی نیکی نہیں چھوڑی مگر یہ کہ اس میں لکھ دی وہ پانچ باتیں ہیں جنہیں تم اپنے اوپر لازم کرو۔ جس سے تمہارا دین سلامت رہے گا۔ اور تم فضیلت حاصل کرنے میں پورا حصہ لو گے اول یہ کہ جب تمہارے پاس مدعی و مدعا علیہ آئیں تو چاہیئے کہ دوپچے گواہوں اور سچی قسموں پر فیصلہ کرو اور ضعیف و کمزور کو اپنے نزہت دیکھنے سے قائل اس کی زبان کھلے اور اُس کے دل میں جرأت پیدا نہ ہو۔ نیز فیصلہ کرتے ہوئے غریب و مفلس کو نہ روکو ورنہ وہ اپنا حق چھوڑ کر واپس چلا جائے گا۔ اور جس نے اس کی حق تلفی کی ہوئی ہے اس کی طرف اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ اور جب تک تم نے فیصلہ نہ کیا ہو صلح کی ترغیب دیتے رہو۔ فقط۔ والسلام۔ قاضی ابویوسف اسکے راوی ہیں طلحہ بن معدان الیعمری سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں حمد و صلوة کے بعد حضرت صدیق کا ذکر کیا اور آپ کے لئے مغفرت مانگی۔ پھر بیان کیا اے لوگو کوئی حق دار معصیت الہی کر کے اپنا حق نہیں پاسکتا میں اس مال کے معاملہ میں بجز تین امور کے اور کوئی امر نہیں پاتا اول یہ کہ حق کے ساتھ لیا جائے اور بدوں حق نہ دیا جائے تمہارے مال کی اند میری مثال متولی مال یتیم جیسی ہے اگر میں غنی ہوا تو استعفاف کروں گا اور فقیر ہوا تو بقدر ضرورت لون گا۔ دوم یہ کہ میں تم سے ایک کو ایک رطل نہ کرنے دوں گا۔ کوئی کسی رطل نہیں کر سکتا مگر یہ کہ میں اس کا ایک رخسار زمین رکھوں گا اور ایک پر اپنا قدم رکھوں گا۔ یہاں تک کہ وہ سجان لے کہ حق کیسے سوچتا ہے کہ تمہارے اس مال کے متعلق چند حقوق ہیں جنہیں میں تم سے ذکر کرتا ہوں۔ جن میں تم مجھ سے مواخذہ کر سکتے ہو اول یہ کہ میں تم سے کوئی مال روک نہ رکھوں گا مگر بحق خواہ وہ مال بصیغہ خراج آیا ہو یا بصیغہ غنیمت دوم یہ کہ جب مال میرے ہاتھ میں آئے تو وہ نہ نکلے مگر بحق۔ سوم یہ کہ میں تمہارے وظائف اور تمہارے اوقاف میں اضافہ کروں گا انشاء اللہ اور تمہاری سرحدوں کی مضبوطی مجھ پر تمہارے یہ حقوق بھی ہیں کہ میں تم کو ہمالک میں نہ ڈالوں نہ سرحدوں پر تمہیں روکے نہ رہوں۔ جان لو کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ امین کم ہونگے قاری بہت فقہاء کم ہونگے دنیا دار زیادہ وہ زمانہ جس میں لوگ آخرت کے کاموں میں دنیا طلب کریں گے اور یہ وہ کام ہو گا جو ان کے دین کو اس طرح کھائے گا جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ آگاہ رہو جو کوئی تم میں ایسا زمانہ پائے تو چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے اور صبر کرے اے لوگو آگاہ رہو اللہ نے تم پر نسبت حق خلق کے اپنا حق زیادہ رکھ لیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ ولا یامرکم ان تتخذوا الملتکة والنبدین، اما باذا یا مکرہ بالکفر بعد اذ انتہوا مسلمون۔ اللہ تمہیں حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور انبیاء کو اللہ کے برابر جاننے لگو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے بعد ازاں کہ تم مسلمان ہو چکے۔ آگاہ رہو کہ میں تم کو حاکم بنا کر اس لئے نہیں بھیجتا کہ تم لوگوں پر سرکشی کرنے لگو بلکہ میں تم کو ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجتا ہوں کہ لوگ تمہاری پیروی کریں چاہیئے کہ مسلمانوں کے حقوق ادا کرتے رہو۔ انہیں مار پیٹ کر کے ذلیل نہ کرو۔ انہیں سرحدوں پر روکے نہ رہو۔ تاکہ فتنہ میں نہ پڑو اور اپنے دروازے بند نہ رکھو ورنہ ضعیف و کمزور کو قوی ہلاک کرے گا۔ ان پر اپنے آپ کو ترجیح نہ

دو اور فوقیت نہ جتلاؤ۔ درنہ تم ان ظلم کرو گے۔ انکے حال سے ناواقف نہ رہو۔ جس قدر انہیں طاقت و قدرت ہو اسی کے مطابق کفار سے انکی جنگ کرو۔ اور جب وہ تھک جائیں تو انہیں لڑائی سے روکو۔ کیونکہ یہ امر تمہیں جہاد میں تقویت دینے والا ہے۔ آگاہ رہو میں تمہیں اس امر پر تباد بنا تا ہوں کہ میں دیار و امصار میں امرار اسلئے بھیجتا ہوں۔ کہ وہ لوگوں کو دین سکھلائیں اور ان میں مال غنیمت تقسیم کریں۔ انکے درمیان عدل و انصاف کریں اور اگر کوئی مشکل مسئلہ پیش آئے۔ تو میرے پاس بھیج دیں۔ طلحہ بن معدان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ حکومت سختی کے ساتھ ممکن نہیں مگر وہ سختی جس میں ظلم نہ ہو اور نرمی کے ساتھ مگر نہ وہ نرمی جو سستی اور غفلت سے ناشی ہو۔ قاضی ابی یوسف فرماتے ہیں کہ حمید اللہ بن ابی حمید نے مجھ سے حدیث روایت کی ان سے ابو الملیح بن اسامہ السدلی نے کہ حضرت عمر فاروق نے خطبہ میں بیان فرمایا اے لوگوں کے نگہبانو! احکام کی طرف خطاب تھا تم پر ہمارا حق ہے کہ ہمیں تم غائبانہ نصیحت کرو اور نیک کام میں اعانت کرو اے خلق اللہ کے نگہبانو! اللہ کے نزدیک حلم سے زیادہ پسندیدہ کوئی شئی نہیں اور حاکم کے حلم اور اسکی نرمی سے زیادہ نفع دینے والی کوئی شئی نہیں اسی طرح جہل سے زیادہ مبعوض ترانہ کے نزدیک کوئی شئے نہیں اور حاکم کی جہالت اور بیوقوفی سے زیادہ ضرر پہنچانے والا کوئی شئے نہیں جان لو کہ جو شخص عافیت کا طالب ہوتا ہے اسے عافیت دی جاتی ہے۔ الاستیعاب میں ہے کہ جب یزید بن ابی سفیان نے وفات پائی تو اپنے بھائی بن ابی سفیان کو اپنا جانشین کر گئے حضرت عمر فاروق نے انہیں بھی وہی وصیت نامہ لکھ بھیجا جو ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان کو لکھا گیا تھا۔ اور وہی عہدہ و منصب اور اختیارات دئیے جو انکو بھائی کو دئیے گئے تھے۔ جب حضرت عمر فاروق شام کی طرف اور آپ نے امیر معاویہ کو دیکھا تو فرمایا یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ کیونکہ امیر معاویہ سواروں کی ایک بہت بڑی اردلی کے ساتھ آپ کے استقبال کو آئے ہوئے تھے۔

جب ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا تم بڑے اردلی لیکر آئے ہو عرض کیا ہاں یا امیر المومنین فرمایا اس اردلی کے علاوہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے دروازے پر جا جتمند لوگ کھڑے رہتے ہیں یعنی اپنے دروازے پر سنتری رکھتے ہیں عرض کیا ہاں یا امیر المومنین فرمایا اس کی وجہ عرض کیا ہم ایسی زمین میں ہیں جہاں ہمارے دشمن کے جاسوس بکثرت پھر رہے ہیں۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ بادشاہ اسلام کی حشمت و درعوب کا اظہار کریں۔ اگر آپ حکم دیں کہ تو اس طریق کو جاری رکھوں اور اگر آپ منع کریں تو ترک کر دوں آپ نے فرمایا معاویہ ہم تم سے کسی امر کا سوال نہیں کرتے مگر یہ کہ تم ہمیں ایک قوی شخص کے پنجہ میں چھوڑ دیتے ہو۔ اگر حق ہے تو یہ کبھی نہ کہنے کہ ایک عقلمند کی رائے ہے۔ اور اگر باطل ہے تو وہ ایک ادیب و لسان فصیح کی چالبازی ہے۔ عرض کیا اے امیر المومنین آپ مجھے اسکے متعلق کچھ حکم کیجئے فرمایا نہ میں حکم کرتا ہوں نہ منع کرتا ہوں حضرت عمر بن العاص نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے دیکھا جس امر میں آپ انہیں گرفتار کرنا چاہتے تھے کس طرح نکل گئے فرمایا انہیں وجوہات کے سبب ہم نے انہیں کام میں ٹالا ہے یعنی حکومت دی ہے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ یعل بن امیہ کو حضرت صدیق نے بلا دلو ان کا حاکم کیا ہوا تھا پھر حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں بعض بلا دیمن کے حاکم کئے گئے جہاں انہوں نے ایک بیڑ اپنے لئے رکھوا

شروع کر دی حضرت عمر فاروق کو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے حکم بھیجا کہ فوراً پیدل چل کر مدینہ پہنچنا سچہ پانچ چھ دن پیدل چل کر یہ مقام محدہ تک پہنچے تھے کہ آپ کی وفات کی انہیں خبر ملی تو باقی مسافت انہوں نے سوار ہو کر طے کی تاکہ بہت جلد آپ کو مدینہ طیبہ پہنچائیں نیز الاستیعاب میں ہے کہ نعمان بن عدی الحدادی کو حضرت عمر فاروق نے ميسان کا حکم کیا ہوا تھا جب وہ ميسان جا نے لگے اور اپنی زوجہ سے ہمراہ چلنے کی بابت کہا تو انہوں نے جانے سے انکار کیا اور ان کے ساتھ نہ گئیں یہ ایک ہی شخص تھے کہ حضرت عمر فاروق نے اپنی قوم میں سے کسی کو حکومت دی ميسان، پہنچنے کے بعد نعمان بن عدی نے چند ابیات کہیں (جو بالکل شاعرانہ مذاق کے طور پر کہیں تھیں) اور جن میں انہوں نے اپنی زوجہ کو آنے پر تحریریں درغیب دلائی تھی۔ اور اپنی زوجہ کے پاس بھیجیں وہی ہنرمند۔

فمن مبلغ الحمنا ان حلیلہا بميسان لیسقی فی رجاج وحسنم
اذا شدت غنبتنی دافین قرنیہ وصناجۃ متحد علی کل میسم
اذا كنت ندما فی فبا لا کبر سقنی ولا تسقنی بالاصغر المتشلم
لعل امیر المؤمنین یسوءہ تنا و منافی الجوسق المتہبدم

کیا کوئی میری زوجہ کو یہ خبر پہنچا سکتا ہے کہ اس کا شوہر ميسان میں آبگینہ کے گلاسوں اور سبز پیالوں میں شراب کے دوراڑا رہتا ہے جب چاہتا ہے گاؤں کی عورتیں اُسکے پاس جمع ہو کر گاتی ہیں اور ایک حسین عورت ہر مجلس میں گاتی بجاتی رہتی ہے۔ اے ساتی جب تو میری مجلس میں ہو تو بڑے سے بڑے پیالہ میں شراب بھر کر بلا ڈاؤٹ لٹے پھوٹے کسی چھوٹے پیالہ میں بھر کر نہ دینا۔ شاید امیر المؤمنین کو یہ امر برا معلوم ہو گا کہ ہم ایک شکستہ محل میں بیٹھ کر یہ مزے اڑاتے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق کو ان ابیات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے لکھا کہ۔ بسم اللہ۔ الرحمن الرحیم۔ حمہ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیہ غافر الذنب وقابل التوب فتدبید العقاب ذی الطول الآیہ اما بعد مجھے تمہارے اس قول ”شاید امیر المؤمنین کو ایک شکستہ محل میں بیٹھ کر اس طرح بیٹھ کر مزے اڑانا برا لگا“، سوا اللہ مجھے برا معلوم ہوا غرض آپ نے انہیں معزول کر دیا اور بلا کر دریا کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ عرض کیا واللہ کچھ نہیں سجزا اسکے کہ میں نے یہ چند ابیات محض شاعرانہ مذاق دخیال پر کہے ہیں والا میں نے شراب کبھی نہیں پی حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ مگر اب آئندہ سے تم میرا کوئی کام نہ کرنا۔

تعیین عشر

از اجمال یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطراف و جوانب کے عام راستوں اور سڑکوں پر غافل مقرر کئے جو مسلمانوں سے زکوٰۃ اور ذمیوں سے اور جرہوں سے عشر وغیرہ وصول کرتے تھے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اسمعیل بن ابراہیم بن ہاجر بروایت اپنے والد کے بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن جدیر نے انکے والد سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر فاروق نے سب سے پہلے جسے عشر وصول کرنے کے لئے بھیجا زیاد بن جدیر ہیں آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس امر میں تفتیش نہ کریں مگر جو چیز ان کے سامنے سے گزرے مسلمانوں سے بحساب فی درہم یا اہل

سے فی درہم ۱۰ اور غیر ذمیوں سے ۱۰ یعنی عشر وصول کریں۔ نیز آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں نصاریٰ بنی تغلب سے سختی کروں۔ آپ فرماتے تھے کہ وہ قبائل عرب سے ہیں اور درحقیقت اہل کتاب نہیں ممکن ہے کہ وہ قبول اسلام کر لیں نصاریٰ بنی تغلب کو آپ نے یہ بھی حکم دیا ہوا تھا کہ وہ اپنی اولاد کو نصرانی نہ بنائیں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ سری بن امیعل نے ہم سے حدیث بیان کی کہ زیاد بن جدیر کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق و شام کا عشر وصول کرنے کے لئے بھیجا اور حکم دیا کہ وہ مسلمانوں سے ربع عشر اور اہل ذمہ سے نصف عشر اور حربیوں سے پورا عشر وصول کریں جب یہ عشر وصول کرنے چلے گئے تو ایک شخص بنی تغلب میں سے گھوڑا لیکر گزرا جسکی قیمت انہوں نے ۲۰ ہزار درہم بتلائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہ دیا کہ ایک ہزار درہم دیدیا ۱۹ ہزار درہم ہم سے لیکر گھوڑا ہمیں دیدو مگر اس نے ایک ہزار درہم دینا منظور کر لیا۔ اور ایک ہزار درہم دیدیا پھر دوسرے سال یہ شخص واپس ہوئے ہوتے پھر گزرا زیاد بن جدیر نے کہا ایک ہزار درہم پھر دوا سنئے کہا کیا جتنی دفعہ میں یہاں سے گزروں گا ہر دفعہ ایک ہزار درہم دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا ہر دفعہ ایک ہزار درہم دینا ہوگا۔ یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں گیا اور مکتہ میں آپ سے ملائی ہو گیا جب آپ کے پاس گیا آپ نے پوچھا تم کون ہو کیا چاہتے ہو اس شخص نے کہا میں نصاریٰ بنی تغلب سے ہوں واقعہ بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا تم اس کا حق عشر دیکچے اب زیادہ نہیں لیا جائے گا۔ بعد ازاں زیاد بن جدیر کے پاس واپس آیا اور ظاہر کیا کہ یہ ایک ہزار درہم اور دیتا ہے مگر حضرت عمر فاروق کا حکم اسکے آنے سے پہلے پہنچ چکا تھا۔ آپ نے انہیں لکھا ہوا تھا کہ جس شخص کا تم عشر وصول کرو تو پھر دوبارہ اس سے نہ لویہ حکم سن کر اس شخص نے کہا کہ میں قسمیہ کہتا ہوں میں ایک ہزار درہم اور دیتا مگر میں اسلام کا عدل و انصاف دیکھ کر نصرانیت سے بیزار ہوتا ہوں اور وہی دین اختیار کرتا ہوں جو اس حکم کے بھیجنے والے کا ہے (یعنی اسلام) از انجملہ یہ کہ آپ نے حربیوں کو اسن دی اور حکم دیا کہ وہ دارالاسلام میں آن کر مسلمانوں سے بیع و شرا کریں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں۔ عبد الملک بن جریج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ اہل مہج نے جو اہل حرب سے تھے حضرت عمر فاروق کو لکھا کہ آپ داللا سلام میں آمد و رفت کی اجازت دیں تاکہ ہم تجارت کریں اور آپ ہم پر عشر مقرر کر دیں۔ آپ نے اصحابہ کرام سے اس امر میں مشورہ کیا اور حسب ایما صحابہ کرام کے آپ نے اہل مہج کو آمد و رفت کی اجازت دی۔

ذمیوں کی مراعات

از انجملہ یہ کہ آپ نے ذمیوں کے ساتھ احسان و سلوک کر نیکی تاکید کی امام ابو یوسف فرماتے ہیں حصین بن عمرو بن میمون حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں خلیفہ بعد کو اہل الذمہ کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ انکے عہد و پیمان کو پورا کیا جائے انکے پیچھے لڑائی کی جائے اور طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دی جائے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں اور ہشام بن عروہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر فاروق جب شام واپس آ رہے تھے تو ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا جسے دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور انکے سروں پر روغن زیت ڈالا جا رہا تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا واقعہ ہے۔ کہا گیا یہ لوگ جزیرہ

نہیں ادا کرتے۔ اس لئے انہیں سزا دی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر یہ کیا کہتے ہیں آخر کچھ عند معذرت بھی کرتے ہیں یا نہیں کہا گیا یہ کہتے ہیں ہمارے پاس جزیہ ہی نہیں دیں کہاں سے آپ نے فرمایا اچھا انہیں چھوڑ دو اور ما فوق الطاقت تکلیف نہ دو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ دو کیونکہ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو سخت تکلیف دیتے ہیں۔ اللہ انہیں قیامت کے دن تکلیف دے گا۔ چنانچہ ان لوگوں کو چھوڑ دیا گیا۔ نیز امام ابو یوسف فرماتے ہیں عمرو بن نافع نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر فاروق کا گزرا ایک مکان پر سے ہوا جسکے دروازے پر ایک بوڑھا اندھا شخص سوال کر رہا تھا آپ نے پاس جا کر اسکی پیٹھ پر ہاتھ مارا اور دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے بھیگ مانگنے پر مجبور کیا۔ اس نے کہا جزیہ نے بڑھاپے نے اور ضرورت نے آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھرنک لے گئے اور گھر میں سے کچھ لاکر اُسے دیا بعد ازاں داروغہ بیت المال کو بلا کر آپ نے فرمایا اگر تم اس کی جوانی کا مال کھایا اور بڑھاپے میں ہم نے اسے ذلیل کیا تو ہم نے کچھ بھی انصاف نہیں کیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی انما الصدقات للفقراء والمساکین کہ صدقات فقراء اور وہ مسلمان اور مساکین کے لئے ہیں اور یہ مساکین اہل کتاب سنے ہے پھر آپ نے اس کا جزیہ معاف کر دیا۔ نافع بن عمر کے شیخ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھا اور میں نے اس واقعہ کو چشم خود دیکھا ہے۔

تفحص مجالس

از انجملہ یہ کہ آپ مجالس کا تفحص کیا کرتے تھے کہ کوئی فتنہ و فساد کی بات نہ اٹھنے پائے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اسرائیل نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر نے چند مردوں اور عورتوں کو مارا جو ایک حوض پر جمع تھے پھر راستہ میں حضرت علی مرتضیٰ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا مجھے خوف ہوتا ہے کہ میں لوگوں کو ہلاک کرنے والا نہ ہوؤں حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا اگر آپ نے بطریق نصیحت و پند مارا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ آپ تو داعی الی الخیر اور مؤدب ہیں۔ از انجملہ یہ کہ آپ نے شعر کو جو کرنے سے منع کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک شاعر نے زبرقان کی ہجو کرتے ہوئے یہ شعر کہا ہے

دع الکلام لا ترحل لبغیتھا

واقعد فانک انت الطاعم الکاسی

یعنی تمہیں مکالم اخلاق سے کیا علاقہ تم ان کے طلب کرنے کی کوشش نہ کرو اور گھر میں بیٹھے رہو کیونکہ تم تو پیٹو اور عیش پسند شخص ہو۔ زبرقان نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں شکایت کی آپ نے حضرت حسان بن ثابت کو طلب کیا انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہ شعر جو میں داخل ہے لہذا آپ نے اُسے ایک ترخانہ میں مجبوس کیا مگر پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر کی سفارش پر اسے رہا کر دیا اور آئندہ کے لئے اس سے اقرار کر لیا کہ پھر کبھی وہ کسی کی ہجو نہ کرے گا۔



حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مردم شناسی

از انجملہ یہ کہ آپ لوگوں کے اخلاق ان کا مبلغ علم و منتہائے ہمت کو کمایا یعنی جانتے پہنچاتے تھے اور اسی کے مطابق انکی قدر و منزلت کرتے تھے اس معاملہ میں جب قدر و خدافت و فراست آپ کو حاصل تھی وہ آپ کے خوارق عادت سے تھی یہاں تک کہ جس شخص کے حق میں آپ جو کچھ کہتے وہی اس سے ظہور میں آتا یہی خصلت خلافت کا جزو اعظم ہے۔ الاستیعاب میں ہے کہ نعمان بن مقرن کو آپ نے لکھا کہ تم جنگ کے معاملہ میں ظہیم اور عمرو بن معدی کرب سے مشورہ و اعانت لو مگر انہیں کہیں کا حاکم نہ بنانا کیونکہ میں جانتا ہوں جو کچھ وہ کریں گے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ کعب بن سور حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنے شوہر سے افضل کسی کو نہ پایا کہ وہ شرب بھر قیام کرتا ہے اور دن کو صائم رہتا ہے وہ سخت سے سخت گرمی کے دن بھی روزہ افطار نہیں کرتا۔ آپ نے اس عورت کیلئے دعائے مغفرت مانگی اور اس عورت کی تعریف کی کہ تو نے اپنے شوہر کی تعریف کی۔ بعد ازاں یہ عورت شرم و حیا سے اٹھ بیٹھی اور اپنا مطلب صاف لفظوں میں بیان نہیں کیا۔ کعب بن سور نے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ نے اس کے شوہر کے معاملہ میں اسے کیوں مدد نہیں دی۔ کیونکہ وہ اسی غرض سے آئی تھی آپ نے پوچھا کیا یہ بات ہے۔ عرض کیا ہاں اس کا مقصد یہی ہے۔ فرمایا اچھا اُسے بلاؤ۔ پھر آپ نے اُسے بلا کر کہا حق بات میں شرمناکی کوئی وجہ نہیں ان کا خیال ہے کہ تم اپنے شوہر کی شکایت کرنے آئی تھیں کہ وہ تمہارے پاس سوتا نہیں۔ عورت نے کہا ہاں یہی بات ہے چونکہ میں جوان عورت ہوں اسلئے میں وہی چاہتی ہوں جو عورتوں کو چاہنا چاہیے آپ نے اُسکے شوہر کو بلوایا۔ اور کعب بن سور سے فرمایا انکے درمیان فیصلہ کرو۔ عرض کیا کیا میں انکے درمیان فیصلہ کر سکے ہوں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم انکے درمیان فیصلہ کرو۔ کیونکہ تم نے انکا مقصود سمجھ لیا۔ اور میں نہیں سمجھ سکا۔ آپ نے عرض کیا کہ میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں کہ ایک دن اور رات اس عورت کا ہے اور تین دن اس کے شوہر کے لئے۔ ان تینوں دنوں میں یہ قیام و صیام کیا کرے کیونکہ اگر اس کی چار زوجہ ہوں تب بھی زیادہ سے زیادہ ایک دن یہ اسکے پاس جاسکتا تھا لہذا زیادہ سے زیادہ اسکی زوجہ کا حق ایک دن رات ہے اور اس کا تین دن اور تین راتیں حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ تمہاری میرائے پہلی رات سے بھی عجیب و بہتر ہے معلوم ہوا تم میں فیصلہ کرنیکی پوری قابلیت ہے (میں نے تمہیں اجیرہ کا حاکم مقرر کیا)۔

نیز الاستیعاب میں ہے کہ نعمان مقرن فتح قادسیہ سے مدینہ طینہ آئے اسی اثنا میں حضرت عمر فاروق کے پاس خبر آئی ہوئی تھی کہ اصہبان۔ سعدان۔ رقی۔ آذربائیجان اور اہل نہادند نے مجتمع ہو کر مسلمان سے جنگ پر اتفاق کیا ہوا ہے۔ اس خبر کے سننے سے حضرت عمر فاروق کو بہت قلق ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا حضرت علی نے فرمایا کہ آپ دثلاث اہل کوفہ کو جنگ کے لئے بھیج دیجیے اور ایک ثلث کو انکے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے رہنے دیجیے اور اہل بصرہ کو بھی بھیج دیجیے۔ آپ نے پوچھا امیر الجیش کسی بناؤں۔ حضرت علی نے فرمایا آپ افضل ہیں جسے مناسب سمجھیں بنادیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جو شخص اس کا اہل ہوگا اسی کو بنادوں گا

مانچہ آپ مسجد میں آئے تو نفعان بن مقرن (جو فتح قادسیہ سے واپس آئے ہوئے تھے) مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے آپ نے انہیں امیر الجیش بنا کر اہل کوفہ کو نامہ لکھ دیا روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ اگر نفعان قتل ہو جائیں تو امیر الجیش حذیفہ ہوں گے اور ان کے بعد جریر بن حیان چنانچہ نفعان بن مقرن گئے اور ان کے ہاتھ پر صہبان فتح ہوا اور نہاد ندیر آئے تو سب سے پہلے ہی شہید ہوئے ان کے بعد جھنڈا حذیفہ نے لیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہاں بھی فتح دی۔ جب حضرت عمر فاروق کو نفعان بن مقرن کے شہید ہونے کی خبر ملی تو آپ نے تمام لوگوں کو اس امر کی اطلاع دی اور بہت روئے اور آبدیدہ ہوئے یہ روایت اصح الروایات ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نفعان بن مقرن کوفہ کے عامل تھے حضرت عمر فاروق نے انہیں امارت کوفہ سے امارت لشکر پر مامور کیا۔

نیز الاستیعاب میں ہے امام مالک فرماتے ہیں مجھے حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط آیا آپ نے فرمایا میری طرف سے کوئی اسکا جواب لکھ سکتا ہے عبداللہ بن ارقم نے کہا یا رسول اللہ میں لکھ سکتا ہوں چنانچہ انہوں نے جواب لکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور اُسے آپ نے بھیج دیا حضرت عمر فاروق بھی اس وقت موجود تھے آپ بھی بہت خوش ہوئے اور اس سے آپ کے دل میں ان کی وقعت جم گئی آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے وہی لکھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا اس لئے آپ نے اپنی عہد خلافت میں انہیں بیت المال کا داروغہ مقرر کیا اور فرمایا میں نے عبداللہ بن ارقم کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا کسی کو نہیں پایا اور فرمایا کہ عبداللہ بن ارقم اگر تمہیں دیگر امور کے لحاظ سے بھی قوم پر سبقت حاصل ہوتی تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو حضرت عمار بن یاسر کے ساتھ کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ میں عمار بن یاسر کو تم پر امیر کر کے اور عبداللہ بن مسعود کو ان کا وزیر اور تمہارا محکم کر کے کوفہ بھیجتا ہوں۔ یہ دونوں بزرگان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں لہذا تم انکی اطاعت کرنا اور انکے حکموں کو ماننا۔ میں نے اپنے اوپر تمہیں ترجیح دی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو تمہارا رہے یا اس بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی نسبت آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہیں کہ علم سے بھر دیئے گئے ہیں۔ کذا فی الاستیعاب۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ ایک روز حضرت عمر فاروق کے ہمراہ جا رہے تھے کہ آپ نے ایک سانس لی جس سے معلوم ہوا کہ گویا آپ کے سینہ کی پسلیں ٹوٹ گئیں میں نے کہا سبحان اللہ امیر المؤمنین یہ سانس تو آپ کے سینہ سے کسی واقعہ عظیم نے نکالی ہے فرمایا اے ابن عباس کیسا عظیم واقعہ مجھے تو اس بات کا غم ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا یہ کس طرح حالانکہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ کام کسی اور ثقہ شخص کے سپرد کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ تم کہو گے تمہارا رہے صاحب یعنی علی مرتضیٰ اس کام کے لئے اولیٰ و افضل ہیں عرض کیا ہاں واللہ میں یہی کہوں گا بوجہ ان کی سابقہ ان کے علم ان کی قرابت اور بوجہ ان کے داماد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے فرمایا بیشک علی مرتضیٰ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے بیان کیا مگر بات یہ ہے کہ وہ کثیر المزاج ہیں بہن کیا عثمان غنی فرمایا واللہ اگر میں انہیں خلیفہ کر دوں تو وہ بنی ابی معیط کو لوگوں کے سردوں پر بڑھادینگے جو لوگوں کے حقوق میں اللہ کی معصیت کرینگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ عثمان غنی پر بلوہ کرینگے اور وہ انہیں قتل کر دینگے عرض کیا

طلحہ بن عبید اللہ فرمایا یہ ایک متکبر شخص ہے غذا نہ کرے کہ میں امت محمدیہ کو ایک ایسے شخص کے سپرد کر دوں عرض کیا زبیر بن عوام فرمایا یہ ذرا کمالات میں لوگوں کو طمانچہ مارتے پھرینگے عرض کیا سعد بن ابی وقاص فرمایا یہ اسکے اہل نہیں یہ صرف سپہ سالاری کے لائق ہیں عرض کیا عبدالرحمن بن عوف فرمایا بہت لائق شخص ہیں مگر بوجہ ضعف وہ اس کام کو انجام نہیں دے سکتے والد بن عباس اس کام کا وہ شخص اہل ہے جو قوی ہو اور نرم بھی اور نرم ہو مگر نہ زور سخی ہو مگر نہ مصروف محسک ہو مگر نہ بخیل ابن عباس فرماتے ہیں۔ واللہ حضرت عمر فاروق میں یہ سب اوصاف تھے۔ الاستیعاب۔

نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق کے سامنے حضرت امیر معاویہ کی مذمت کی گئی فرمایا جانے بھی وہ قریش کے نوجوان شخص ہیں وہ غصہ میں بھی ہنس پڑتے ہیں جو کچھ انکے پاس ہے وہ بغیر انکی رضامندی کے لیا نہیں جاسکتا مگر ان کے قدموں کے نیچے سے نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ آپ حکومت عراق پر کس شخص کو بھیجیں باتفاق سب نے مشورہ دیا کہ عثمان بن حنیف کو بھیجا جائے۔ کیونکہ وہ ذکی مہر اور ایک تجربہ کار شخص ہیں چنانچہ آپ نے انہیں عراق بھیج دیا کہ پھانٹ کر کے زمین کا خراج مقرر کریں۔ چنانچہ انہوں نے پھانٹ کر کے فی جریب ایک درہم اور ایک قفیر مقرر کیا۔ حضرت عمر فاروق کی وفات سے پہلے خراج عراق کی سالانہ مقدار ۴۰ لاکھ اور کچھ زائد تک پہنچ گئی۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ سب سے پہلے جو شخص بصرہ گیا اور اسکی حد بندی کی عتبہ بن خردان ہیں جب حضرت عمر فاروق نے انہیں بصرہ بھیجنے کا قصد کیا تو آپ نے انہیں بلا کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اہل حیرہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجوں امید ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر فتح کرے گا۔ سو تم اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرو۔ اور بسم اللہ کر کے روانہ ہو جاؤ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا جہاں تک کہ تم سے ہو سکے یہ بات تم اچھی طرح جانے رہو کہ تم دشمن کے وسط ملک میں جا رہے ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے کافی ہوگا۔ اور فرمایا میں نے علامہ الحضری کو بھی تمہاری مدد کرنے کے لئے لکھ دیا ہے۔ عرفج بن خزیمہ ایک تجربہ کار اور جنگ آزمودہ شخص ہیں تم ان سے جنگ کے متعلق مشورہ کرتے رہنا۔ اول لوگوں کو دعوت اسلام دینا جو دعوت اسلام قبول کرے اس کی دعوت قبول کرنا اور جو انکار کرے اس پر جزیرہ مقرر کرنا اور اگر جزیرہ بھی نہ دے تو تلوار اٹھانا مگر جن سے کہ دعوت و صلح نہیں ہوتی ہے۔ راستہ میں جس قدر عرب ہیں انہیں جہاد پر تحریص و ترغیب دلانا اور انہیں اپنے ساتھ کر لینا۔ میں تمہیں پھر وصیت کرتا ہوں کہ خوف اللہ سے نہ دینا چنانچہ عتبہ بن خردان گئے اور ابلہ فتح کیا اور بصرہ کی حد بندی کی۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ جب عدی بن حاتم حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو کہنے لگو میں نہیں خیال کرتا کہ آپ نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا یہ کس طرح حالانکہ سب سے پہلا صدقہ (صدقہ سے یہاں مال زکوٰۃ مراد ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو بشاش کیا بیٹی طے کا صدقہ تھا۔ میں نہیں پہچانتا ہوں تم ایمان لائے جب لوگ کفر میں مبتلا تھے تم آگے بڑھ کر لوگ پیچھے ہٹ رہے تھے تم نے ایسا کیا جب کہ لوگ بدعہدی کر رہے تھے۔

الریاض النضرہ میں ہے کہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو اسوقت

ن کے ساتھ ایک نصرانی محرک تھا۔ جب انہوں نے اپنا روزنامہ پیش کیا تو حضرت عمر فاروق بہت خوش ہوئے ابھی آپ کو یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ ان کا محرک نصرانی ہے لہذا آپ نے کہا ابو موسیٰ تمہارا محرک کہاں ہے بلاؤ تاکہ وہ مسجد میں بل کر لوگوں کو یہ روزنامہ سنا دے۔ ابو موسیٰ اشعری نے عرض کیا امیر المؤمنین وہ مسجد میں داخل ہونیکے قابل نہیں فرمایا کیوں کیا وہ ناپاک ہے۔ عرض کیا ناپاک تو نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے آپ یہ معلوم کر کے ان پر بہت خفا ہوئے اور فرمایا تم انہیں نزدیک نہ کرو جب کہ اللہ نے انہیں دور کر دیا ہے۔ ان کی تکریم نہ کرو جب کہ اللہ نے ان کی اہانت کی۔ ان پر بھروسہ نہ کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں غائن بتلایا ہے میں نے تم لوگوں کو منع کیا تھا کہ تم اہل کتاب سے کام نہ لینا۔ اس لئے کہ وہ رشتہ میں لینی جائز رکھتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کہ ایک ایسا شخص تلاش کرو جو ہمارے حساب و کتاب کو بڑا تال کرتا ہے چنانچہ یہ ایک نصرانی شخص کو لیکر آئے آپ نے فرمایا اگر میں تمہارے پاس آیا ہوا ہوتا اور تم ایسا کرتے تو میں تمہیں ضرور عتاب کرتا یعنی میرے پاس تمہارے آنے کا میں نے پاس کیا ہے، میں نے تم سے ایک شخص مانگا جو ہماری امانت میں شریک ہو اور تم ایک ایسے شخص کو لے آئے جس کا دین ہمارے دین سے مختلف ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گشت کرنا

از آنجملہ یہ کہ حضرت عمر فاروق گشت کیا کرتے تھے اور یہ امر آپ نے دو وجہ سے اختیار کیا ہوا تھا اول یہ کہ رحمت کے حال سے اطلاع ہوتی رہے اور کسی قسم کا خلل واقعہ ہو تو اس کا تدارک کر دیا جائے اور یہ وہی غرض ہے جس کے لئے ملوک و سلاطین ملک میں جا بجا سوانح و وقائع نگار مقرر کرتے رہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ ضعف و کمزوری لوگوں کو چھوڑ چکا ہوں و قوی لوگوں کی دستبرد سے محفوظ رکھا جائے۔ ملوک و سلاطین یہ کام پولیس وغیرہ سے لیتے ہیں غرض اس قسم کے ضروری کام جنہیں ملوک و سلاطین دوسروں سے لیتے ہیں آپ خود بہ نفس نفیس انجام دیا کرتے تھے تاکہ آپ بن و عن رعایا کے حال سے آگاہ ہوں اور اسی کے مطابق قانون مقرر کریں غازیوں اور مجاہدوں کے پیچھے چھپنا اور انکی غیبت میں ان کے اہل و عیال کی نگہداشت کرنا وغیرہ امور بھی اسی قبیل سے ہیں آپ کی اثنائے گشت عجیب واقعات ظہور میں آئے نہیں دو تین حکایات میں بیان کرتے ہیں۔

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک روز حضرت عمر فاروق کے ساتھ بازار گئے راستہ میں ایک جوان عورت ملی اور کہنے لگی یا امیر المؤمنین میرا خاوند ہلاک ہو گیا اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا جو اللہ کبھی بکری کا یک پائے پکڑا کے کھا سکتے ہیں نہ انکے لئے کوئی جانور ہے کہ دوڑ پنی سکیں نہ کوئی زمین ہے کہ جس کی آمدنی کھا سکیں مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ ضائع نہ ہو جائیں اور میں خفا بن امین الخفاری کی بیٹی ہوں میرا باپ واقعہ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا ہے آپ اس عورت کی بات سننے کے لئے کھڑے ہو گئے جب وہ اپنا حال بیان کر چکی تو آپ نے اُسے مہربانہا پھر واپس آئے گھر جو ادنٹ بندھا ہوا تھا اُسے آپ نے کھولا اور دو حدیبیوں میں کھانے کپڑے اور مال وغیرہ قسم کی چیزیں سے بھر کر اس پر لاد دیں اور تمہارا اس عورت کے ہاتھ میں پکڑا دی اور فرمایا لے جاؤ تمہارے لئے کافی ہے۔ جب تک کہ مال تمہارے پاس آئے زید بن اسلم کے والد اسلم

نے کہا آپ نے اسے بہت مال دیدیا فرمایا (ثکلتک املک) تیری ماں تجھے گم کرے میں نے اسکے والد اور اسکے بھائی کو دیکھا ہے جب کہ وہ قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو فتح کر لیا اور ہم نے ان کے تیروں سے مال غنیمت حاصل کیا۔ (بخاری شریف)

ابن عمر سے روایت ہے کہ چند رفقاء رتبہ مدینہ طیبہ آئے۔ اور عید گاہ میں قیام پذیر ہوئے حضرت عمر فاروق نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے کہا آؤ۔ ہم دونوں شب بھر انکی حفاظت کریں چنانچہ آپ اور عبدالرحمن انکی حفاظت کے لئے ٹھہر گئے اور حرارت کے ضمن میں نماز نوافل بھی پڑھتے رہے شب کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے کے رونے کی آواز سنی آپ اسکی طرف آئے اور اسکی ماں سے کہا خدا کا خوف کر اور اس بچہ کو نہ رلا یہ کہہ کر آپ واپس آگئے تھوڑی دیر کے بعد پھر رونے کی آواز سنی اور آن کر اسکی ماں سے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا اخیر شب کو پھر آپ نے اُسکے رونے کی آواز سنی اور ان کی ماں سے کہا افسوس میں نہیں سمجھتا کہ تو اپنے بچہ کو کیوں رلا رہی ہے۔ آخر بات کیا ہے یہ چپ کیوں نہیں ہوتا۔ بچہ کی ماں نے کہا اے بندہ خدا تم نے مجھے رات گزارنی دشوار کر دی میں اپنے بچہ کو دودھ چھڑانیکے عادت کر رہی ہوں۔ آپ نے پوچھا کیوں کہا اس لئے کہ عمر و طیفہ نہیں مقرر کرتے مگر دودھ چھڑائے ہوئے بچہ آپ نے پوچھا ابھی اسکے کتنے مہینہ اور ماتی ہیں۔ اس نے کہا اسقدر آپ نے فرمایا اچھا جلدی نہ کرو اسے دودھ پینے دو۔ پھر جب آپ نماز صبح سے فارغ ہوئے تو آپ نہایت ابدیدہ ہوئے اور کہنے لگے افسوس اے عمر تو نے مسلمانوں کی بہت سی اولاد مروا ڈالی ہوگی اسکے بعد منادی کو حکم دیا کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑا نہیں جلدی نہ کیا کرو اب سے ہر ایک مولود کا و طیفہ مقرر کر دیا جائیگا لگا د الریاض النفرة)

عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ امراء امصار کے حالات کی تفتیش کرتے ہوئے جب آپ نے اہل محص سے دریافت کیا تمہارا امیر کیسا ہے عرض کیا اے امیر المؤمنین بہترین امراء ہے بجز اسکے کہ انہوں نے اپنی رہائش کے لئے ایک محل بنوایا ہے آپ نے نامہ لکھ کر قاصد روانہ کیا اور قاصد کو حکم دیدیا کہ جب تم ان کے محل پر پہنچو تو قبل ازیں کہ تم اندر داخل ہوؤ کڑیاں جمع کر کے دروازے میں آگ لگادینا چنانچہ جب وہ پہنچے تو انہوں نے کڑیاں جمع کیں اور محل کے دروازے میں آگ لگادی۔ لوگوں نے اپنے امیر کو خبر دی کہ ایک شخص کڑیاں جمع کر کے دروازے میں آگ لگا رہا ہے۔ انہوں نے کہا لگانے دودھ امیر المؤمنین کا قاصد ہے یہ کہہ کر وہ قاصد کے پاس آئے اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کا حکم پڑھ کر قبل ازیں کہ رکھیں سوار ہو کر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے جب حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں تین دن دھوپ میں رکھو چنانچہ انہیں تین دن دھوپ میں رکھا گیا پھر چوتھے روز آپ انہیں اپنے ساتھ سنگستان تک لے گئے جہاں زکوٰۃ کے ادنیٰ بندھے ہوئے تھے وہاں لے جا کر آپ نے ایک کھل دیا اور فرمایا اپنے کپڑے اتار ڈالو اور یہ کھلی پہن لو اور ان تمام ادنیوں کو پانی بھر کر پلاؤ۔ مگر جب یہ تمام ادنیوں کو پانی پلا کر فارغ ہوئے۔ تو تھک کر چور چور ہو گئے آپ نے فرمایا کیوں تھک کر چور کیوں ہو گئے۔ پہلے بھی تو یہی کام کرتے تھے عرض کیا امیر المؤمنین اس کام کو مدت مدید گزر گئی آپ نے فرمایا پھر اسی لئے تم نے بالاخانہ بنوایا تھا اور مسلمانوں اور یتیموں سے اونچے ہو کر سوتے تھے۔ جاؤ اپنے عیال

ایس ہوو۔ مگر اب سے کبھی اس فعل کے مرکب نہ ہونا۔ (الریاض النفرۃ) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک ب کو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق گشت کرتے ہوئے ایک اعرابی کے پاس سے گزرے سائبان خیمہ میں ایک اعرابی نما ہوا تھا آپ اس سے باتیں کرنے لگے۔ اور اس سے سفر کے حالات پوچھنے لگے کیونکہ مسافر تھا اسی اثنا میں چلائی کی آواز آئی آپ نے پوچھا یہ کس کی آواز ہے۔ اعرابی نے کہا میری عورت کو درزہ لاحق ہوا ہے۔ حضرت عمر فاروق واپس آئے ام کلثوم سے کہا کہ اپنے کپڑے وغیرہ پہن لو اور میرے ساتھ چلو خیمہ کے پاس آن کر آپ نے اعرابی سے کہا کیا تم انہیں اجازت دے سکتے ہو کہ اندھا جاکر تمہاری عورت کی تسلی دہانی کریں چنانچہ اعرابی نے اجازت دی اور وہ اندر گئیں تھوڑی دیر بعد انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ اپنے دوست کو فرزند تولد ہونے کی خوشخبری دیں۔ اعرابی امیر المؤمنین کا لفظ سنکر پا کے بازو سے اٹھ کر آپ کے سامنے اُبلٹھا اور آپ کے بازو سے بلیٹھنے کی معذرت کرنے لگا آپ نے بایا کوئی حرج نہیں۔ صبح تم میرے پاس آنا تاکہ میں اس مولود کا وظیفہ مقرر کروں۔ چنانچہ صبح اعرابی حاضر ہوا آپ نے اس کے بچہ کا وظیفہ مقرر کر دیا علاوہ ازیں آپ نے اعرابی کو بھی کچھ دیا (الریاض النفرۃ)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق شام سے واپس آئے تو آپ تنہا ہو کر لوگوں سے حالات دریافت کرنے لگے۔ اسی اثنا میں آپ ایک بڑھیا کے پاس سے گزرے اور اس کا حال پوچھنے لگے بڑھیا نے بچھا اے شخص عمر کیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا عمر ابھی شام سے واپس آئے ہیں۔ بڑھیا نے کہا اللہ اسے میری طرف سے جزائے خیر نہ دے آپ نے کہا۔ بڑھیا عمر کو تیرا حال کیسے معلوم ہو گا جب تک تو اطلاع نہ دے۔ اُس نے کہا سبحان اللہ میں نہیں سمجھ سکتی کہ جو شخص خلیفہ ہو اور اسے خبر نہ ہو کہ مشرق و مغرب کے درمیان کیا ہو رہا ہے حضرت عمر فاروق نے لگے۔ اور کہنے لگے افسوس ہے تجھ پر اے عمر! تیری رعایا تجھ سے کیسی جھگڑتی ہے۔ ہر شخص تجھ سے زیادہ فقیہ ہے اُس کے بعد آپ نے کہا تو اپنی دادخواہی کتنے میں فروخت کر سکتی ہے۔ میں عمر کو اس پر راضی کر لوں گا۔ بڑھیا نے کہا اللہ تم پر رحم کرے ہمارے ساتھ

بڑھیا عمر مسخرہ نہیں ہے۔ غرض آپ نے بیس درم کو اسکی دادخواہی خرید لی۔ اسی اثنا میں حضرت علی اور حضرت بن مسعود السلام علیک یا امیر المؤمنین کہتے ہوئے آ موجود ہوئے۔ بڑھیا سر پر ہاتھ رکھ کر افسوس و ناسف کرنے لگی کہ اُس نے امیر المؤمنین کے روبرو انہیں بڑا کہا آپ نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے افسوس نہ کرتو نے کوئی الزام کی بات نہیں کی۔ بعد ازاں آپ نے چڑے کا ٹکڑا طلب کیا مگر ملا نہیں لہذا آپ نے پوستین کا ٹکڑا کاٹ کر اس پر جو عبارت لکھ دی ہیں ترجمہ درج ذیل ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر ہے اس امر کے متعلق کہ عمر نے فلاں اور بڑھیا سے اپنی ابتدائے خلافت سے اب تک اسکی دادخواہی پچیس دینار کو خرید کر لی۔ اب اگر وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے دعویٰ کرے تو میں اس سے بری ہوں علیؑ۔ عبداللہ بن مسعود اس پر گواہ ہیں۔ پھر یہ تحریر حضرت علیؑ کے حوالہ کی اور فرمایا کہ اگر میں تم سے پہلے فوت ہو جاؤں تو یہ میرے کفن میں رکھ دینا۔ (الریاض النفرۃ)

امام ادزاعی سے روایت ہے کہ ایک شب کو حضرت عمر فاروق گشت کو نکلے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک مکان میں داخل ہوئے اور نکلے اور پھر دوسرے میں داخل ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت طلحہ اس گھر میں آئے دیکھا کہ ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے پوچھا یہ کون شخص ہیں جو تمہارا رے پاس آیا کرتے ہیں۔

کیوں آخر اس کا سبب یہ اس نے کہا کہ وہ خلیفہ ہوئے اس کے لئے ایک بیس درم نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا بڑھیا

بھیانے کہا یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے اس قدر عرصہ سے عہد کر رکھا ہے کہ میری خبر گیری کرتے ہیں حضرت طلحہؓ نے اپنے
نفس کو خطاب کر کے کہا تھکنا امدک اعثرتا عنہا تبع تنجھ کو کم کرے تیری ماں اے طلحہ کیا تو عمر کی غزنتوں کی تفتیش
کرتا ہے (الریاض النضرۃ، نیز الریاض النضرۃ میں یہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ایک شب رگشت کر رہے تھے
کہ آپ نے ایک عورت کو مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے سنا وہی ہندہ

اطال بذالیل وار ذر سائبہ
ولیس الی جنبی خلیل الاعبہ
فواللہ لولا اللہ لاشئ غمیرہ
ظفر من ہذا سیر جوائبہ
مخافتہ ربی والحب تر دنی
واکم بعلی ان تنال مراکبہ

اور ایک روایت میں اس طرح ہے۔

ولکننی احنہ رقیباً مکلأ
بافسنا لا یفر اللہ برکاتبہ

ترجمہ : آگاہ ہو دراز ہو گئی ہے شب اور تاریک و سیاہ ہو رہے ہیں اُسکے کنارے حال یہ ہے کہ میرے
پہلو میں درست نہیں جس سے میں لطف اٹھاتی رہا شاہ شوہر کی طرف تھا بخدا اگر اللہ کی ذات نہ ہوتی بلکہ کوئی مصنوعی
معبود ہوتا تو اس پلنگ کی چولیں ہلتی ہوتیں۔ میں اپنے شوہر کی عزت کرتی ہوں مباد کہ اسکی سواری پر کوئی اور سوار ہو۔
مگر میں اس حافظ حقیقی سے ڈرتی ہوں جو چارے نفسوں پر مول ہے جسکا کاتب لکھنے سے کبھی نہیں تھکتا صبح کو
حضرت عمر فاروقؓ نے دریافت کیا کہ عورتیں مردوں سے کب تک رک سکتی ہیں۔ عورتوں نے کہا دو ماہ تک صبر کر سکتی ہیں
پھر تیسرے ماہ میں صبر کم ہونے لگتا ہے اور چوتھے ماہ ان کا صبر بالکل مفقود ہو جاتا ہے۔ اسلئے آپؓ نے جمیع افسران
فرج کو ہم بھیج دیئے کہ وہ کسی شخص کو چار ماہ سے زیادہ زرد کا جائے نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ شعبی سے روایت ہے
کہ ایک عورت کو حضرت عمر فاروقؓ نے یہ اشعار پڑھتے سنا وہی ہندہ

وعتتی النفس بعد خسر دج عمرو
الی اللذات تلح اطلعا
فقلت ابا سجدت من اطلالی
دولت امت امتہ باعا
اذا ذرا ان اطعتک سرب نفسی
وغزاة تجلتنی قسنا عا

میرا نفس دیرے شوہر عمرو کے جانے کے بعد لذات کی طرف بلاتا ہے اور لذتوں کو جھانک جھانک کر دیکھتا
ہے۔ میں اُسے کہتی ہوں کہ تو ابھی جلدی کرتا ہے لہذا تیری اطاعت نہیں کی جائیگی اگرچہ میرے شوہر کی اقامت سفر
میں کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو جائے میں بنفس کی اطاعت کرنے سے اسے برا بھلا کہنے سے ڈراتی ہوں ماد اس رسوائی
سے جو مجھے سر سے پیر تک پھپھایسگی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تجھے اس کام سے
کون شے مانع آئی اُس نے کہا حیا اور اپنے شوہر کی عزت آپؓ نے فرمایا حیا ایک ایسی چیز ہے۔ جس میں ابھی
ابھی خفوت کی جھلک ہے۔ جس نے حیا کی وہ پوشیدہ ہوا۔ جو پوشیدہ ہوا اُس نے پرہیز گاری کی۔ احیا العلوم میں
ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ شب کو مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے تھے کہ آپؓ نے ایک مرد اور ایک عورت
کو بد فعلی کرتے دیکھا صبح آپؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ اگر خلیفہ کسی مرد و عورت کو فعل شنیع کرتے دیکھے اور
اُن پر حد قائم کرے تو کیا تم ایسا کرو گے لوگوں نے کہا آپؓ خلیفہ ہیں سوچ سمجھ لیں حضرت علیؓ نے فرمایا۔ آپؓ کو

حق حاصل نہیں بلکہ اسوقت آپ کو حد لگائی جائیگی۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں چار سے کم لوگوں کی شہادت ناکافی فرمایا ہے بعد ازاں حضرت عمر فاروقؓ نے تھوڑے عرصہ کے بعد پھر مشورہ کیا۔ لوگوں نے پھر وہی بات کہی۔ پہلے کہی تھی اور اس طرح حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا اس کے متعلق دو مرتبہ مشورہ کرنا اس امر کو بتلاتا ہے کہ آپ اس مسئلہ میں متردد تھے کہ خود خلیفہ اپنی شہادت سے حد لگا سکتا ہے یا نہیں، عبدالرحمن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک شب مدینہ طیبہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ گشت کر رہے تھے کہ چراغ کی روشنی دکھائی دی جب مکان کے قریب گئے تو دروازہ بند پایا مگر اندر سے دیووں کی آواز سنائی دیتی تھی حضرت عمر فاروقؓ نے اون سے دریافت کیا کہ آپ کو معلوم ہے یہ کس کا گھر ہے عرض کیا ہیں آپ نے فرمایا یہ ربیعہ بن امیہ بن خلف کا گھر ہے یہ لوگ اسوقت شراب خواری کر رہے ہیں پھر آپ کیا رائے دیتے ہو۔ عرض کیا ہم اُس بات کے دے ہوئے جسکی اللہ تعالیٰ نے ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے ولا تجسسوا کہ تم تجسس نہ کرو۔ لہذا آپ واپس ہوئے اور اُنکو اسی حال میں چھوڑ دیا (احیاء العلوم)

نیز احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت عمر شب کو گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک گھر میں سے آواز سنی کہ ایک شخص گارہا تھا۔ آپ نے دیوار پر سے چڑھ کر دیکھا تو اس شخص کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی اور شراب بھی پاس رکھی ہوئی تھی آپ نے کہا کہ اے دشمن خدا کیا تو خیال کرتا تھا کہ اللہ تیرے عیب کو چھپالے گا۔ حالانکہ تو اللہ کی معصیت کر رہا ہے یہ شخص کہے لگا۔ اے امیر المؤمنین آپ جلدی نہ کریں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کی ایک معصیت کی ہے تو آپ نے تین۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تجسسوا تجسس نہ کرو۔ مگر آپ نے تجسس کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولیس البربان تاتوا الیہود من ظہورھا۔ یہ نیکی کی بات نہیں کہ تم گھروں میں آؤ اور دروازوں سے، اور آپ دیوار پر سے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تدخلوا بیوتنا غیر بیوتکم کہ اپنے گھروں کے سوا اور گھروں داخل نہ ہو ورنہ یہ کہہ دینا کہ آپ بدوں سلام علیک کر کے۔ اور آپ بدوں سلام علیک کئے داخل ہوئے آپ نے فرمایا اچھا تمہارے پاس کوئی نیکی کی بات ہے۔ کہ میں تمہیں معافی دیدوں اُس نے کہا، یا امیر المؤمنین اگر آپ معافی دیں گے تو میں پھر کبھی اس فعل کا مرتکب نہ ہوں گا۔ چنانچہ آپ نے اُسے معافی دے دی۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ اسلم مولائی حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ شب کو مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے تھے۔ کہ تھوڑی دیر آپ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر ٹھہر گئے اسی اثنا میں گھر میں سے آپ نے آواز سنی کہ ایک بڑھیا اپنی لڑکی سے کہہ رہی کہ دودھ میں پانی ملا دے لڑکی نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ امیر المؤمنین کے منادی نے اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملا یا جا یا کر بڑھیا نے کہا اسوقت تو امیر المؤمنین ہیں اور نہ امیر المؤمنین کا مناری ہے لڑکی نے کہا واللہ یہ بزرگسوار نہیں کہ مظلماہ میں تو اطاعت کریں اور باطن میں نافرمانی حضرت عمر فاروقؓ اُس لڑکی کے جواب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے اسلم اس مکان پر نشان کر دو۔ دوسرے روز آپ نے اس مکان پر آدمی بھیجا اور اس لڑکی کو اپنے فرزند عاصم سے منسوب کر دیا اس لڑکی بطن سے عمر ابن عبدالعزیز پیدا ہوئے

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ایک شب کو بازار مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے

کرنا گاہ آپ نے آواز سنی کہ ایک عورت یہ بیت پڑھ رہی ہے ۔

الاسہیل الے خرفا شربہا ام لاسہیل الے نفر بن حجاج

ترجمہ : کیا کوئی سبیل نہیں کہ میں شراب پی سکوں کیا کوئی صورت نہیں کہ نصر بن حجاج تک پہنچ سکوں صبح آپ نے دریافت کیا کہ نصر بن حجاج کون شخص ہے کہا گیا ایک حسین و خوبصورت آدمی ہے آپ نے اُسے بلایا اور اُس کے سر کے بال منڈوانے لگے پھر اس کے حسن و جمال میں کچھ بھی فرق نہ آیا ۔ لہذا آپ نے اسے بیت المال سے کچھ دیکر مدینہ طیبہ سے اس کا اخراج کر دیا ۔ آخر اُس سے خیانت ظہور میں آئی اور آپ کی فراست کارگر ہوئی ۔

عبدالرحمن بن عوف سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ان کے گھر پر تشریف لائے انہوں نے عرض کیا آپ نے مجھے کیوں طلب نہ کر لیا فرمایا مجھے اس وقت معلوم ہوا ہے کہ اس وقت ایک قافلہ مدینہ طیبہ کے میدان میں آگرا تر ہے اور تکان کیوجہ سے سو گیا ہوا ہے بہتر ہے کہ ہم دونوں چل کر انکی حفاظت کریں چنانچہ ہم جا کر ایک ٹیلہ پر بیٹھ گئے ۔ اور صبح تک اُن کی حفاظت کرتے رہے ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروقؓ کی تربت پر رحمت نازل کرے عام امادہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھا ہے کہ آپ دو بور میں نان اور ایک پیاروغن اپنی پیٹھ پر لاد کر چاہہا ہر ار (جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کی طرف روانہ ہوئے اس وقت اسلم مولائے (حضرت عمر فاروقؓ) اور نیز میں بھی آپ کے شریک حال تھے جب ہم چاہہا ہر ار پر پہنچے تو وہاں ہم نے دیکھا کہ بنی محارب کے بیس گھرانہ کے لوگ اُن کرا ترے ہوئے تھے ۔ آپ نے اُن سے اس جگہ اترنے کی وجہ پوچھی ۔ انہوں نے کہا بھوک ۔ آپ نے سب سامان وہاں اُتار دیا اور کھانا پکوانا شروع کیا جب کھانا تیار ہو گیا ۔ تو انہیں کھا اکھلانا شروع کیا اور اسلم کو مدینہ روانہ کیا کہ وہ مدینہ سے کئی ادنٹ سامان اور اطعمہ کے ۔ بھر کر لائیں چنانچہ وہ ادنٹ آپ نے انہیں عنایت کئے اور حرقہ دل ہو کر اپنے وطن مالوت کو واپس چلے گئے ۔

حفظ بیت المال

از انجملہ کتب حفظ بیت المال میں حضرت عمر فاروقؓ نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ احنف بن قیس ایک جماعت شرفائے کولیکر عراق سے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے ۔ دیکھا کہ اس سخت ٹھش اور لو کے وقت حضرت عمر فاروقؓ زکوٰۃ کے ادنٹوں میں سے ایک ادنٹ کی تلاش میں متروک ہیں ۔ جب آپ نے حنیف بن قیس کو دیکھا فرمایا احنف آؤ ۔ تھوڑی ادنٹ تلاش کرنے میں میری رفقت کرو اس لئے کہ اس میں یتیماتے و مساکین اور بیواؤں کا حق ہے ایک شخص نے کہا کہ آپ کے عاملان صدقہ میں سے کسی شخص کو اس کام کے لئے حکم فرمایا جاوے ۔ آپ نے فرمایا مجھ سے اور احنف بن قیس سے زیادہ اس کام لائق اور کون شخص ہوگا ۔ جو شخص مسلمانوں کا متری ہے اس پر واجب ہے جو کچھ کہ اردوں پر واجب ہے ۔

ریاض النظرۃ میں ہے کہ ابوبکر المحسنی سے روایت ہے کہ وہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ

حضرت علی مرتضیٰ کے ہمراہ مکان صدقہ میں آئے جہاں زکوٰۃ کے ادنیٰ باندھے جاتے تھے جب وہاں پہنچے تو حضرت عثمان غنیؓ تو سایہ میں لکھنے کے لئے بیٹھ گئے۔ اور حضرت علیؓ لکھوانے کے لئے آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور حضرت عمر فاروقؓ دھوپ میں اونٹوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاس دو چادریں تھیں۔ ایک آپ باندھے ہوئے تھے اور دوسری کمر پر رکھ لیا تھا اور اونٹوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کا رنگ اور ان کے دانت لکھواتے جاتے تھے۔ اس موقع پر حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت عثمان غنیؓ سے مخاطب ہو کر کہا کیا تم نے بنت حضرت شعیبؓ کا قول یا بت استاجبرہ ان خیر من استاجبرہ انت القوی الامین نہیں سنا۔ اور حضرت عمر فاروقؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ہذا القوی الامین۔ یہ قوی و امین ہیں اور خیر الخلق ابن اسمانی الوافقہ۔ نیز الریاض النضرہ میں ہے۔ کہ محمد بن علی بن حسین مولیٰ حضرت عثمان غنیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ موسم گرما میں ایک دفعہ حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ بمقام عالیہ آئے۔ اس مقام پر حضرت عمر فاروقؓ کی کچھ جائیداد تھی، اس وقت حضرت عثمان غنیؓ نے دیکھا کہ ایک شخص مدینہ طیبہ سے دو ادنیٰ باندھے ہوئے اس وقت شدت گرمی کا یہ حال تھا کہ گویا زمین پر آگ بجھی ہوئی تھی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا اگر یہ شخص اس وقت ٹھہر جائے اور ٹھنڈے وقت آنا تو بہتر تھا۔ جب یہ شخص قریب آنے لگا تو آپ نے اپنے غلام سے کہا دیکھ تو یہ کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص سر سے چادر باندھے ہوئے اونٹوں کو ہانکتا ہوا چلا آ رہا ہے پھر یہ شخص اور زیادہ قریب ہو گیا آپ نے کہا اب دیکھو تو معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ تو امیر المومنین ہیں حضرت عثمان غنیؓ کھڑے ہوئے اور دروازے سے سر نکال کر دیکھا اور جوہی لو کی لپٹیں لگیں آپ نے اپنا سر اندر کر لیا۔ جب حضرت عمر فاروقؓ سامنے کھڑے ہوئے تو حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا۔ آپ اس گرمی کے وقت کیوں نکلے۔ فرمایا۔ زکوٰۃ کی یہ دو اونٹیں پیچھے رہ گئی تھیں اس لئے میں نے چاہا کہ انہیں بھی اونٹنیوں میں جا کر چھوڑ آؤں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ گم ہو جائیں اور اللہ مجھ سے سوال کر لے حضرت عثمان نے کہا۔ امیر المومنین اب آپ سایہ میں آرام کیجئے ہم ان کو چھوڑے آتے ہیں۔ فرمایا بس سایہ میں نہیں بیٹھو یہ کہہ کر چلے گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا جو شخص قوی و امین کو دیکھنا چاہتا ہے آپ کو دیکھ لے (آخر جہ الشافعی فی مسند)

احیاء العلوم میں ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ کے پاس بحرین سے مشک آیا۔ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کوئی عورت وزن کرے تاکہ میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دوں آپ کی زوجہ عاتکہ یولیں میں اچھا وزن کرتی ہوں آپ خاموش رہے بعد ازاں آپ نے پھر کہا کہ کوئی عورت اسے وزن کر دے میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دوں آپ کی زوجہ عاتکہ نے ہی پھر آپ سے کہا کہ میں اچھا وزن کرتی ہوں آپ نے کہا نہیں تم چاہتی ہو کہ وزن کرتے وقت اسکی گردن بھاری چھڑنے کے خیال سے اپنی گردن پر ہاتھ لگاؤ اور اس طرح میں مسلمانوں سے زیادہ حصہ پاؤں؟ سبحان اللہ کیا شان ہے! آہ نیز احیاء العلوم میں ہے کہ آپ کے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک ادنیٰ خرید اور اسے بھیڑ میں چرنے کے لئے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ فریب ہو گیا حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا کیا تم نے اسے بھیڑ میں چرایا ہے انہوں نے کہا ہاں لہذا آپ نے ان سے ادنیٰ کی نصیحت

قیمت لے لی۔ نیز احیاء العلوم میں ہے کہ آپ بیت المال کا خراج مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر رہے تھے کہ آپ کی ایک لڑکی آئی اور بیت المال سے ایک درہم اٹھا کر چلی گئی آپ اسکے پیچھے دوڑے یہاں تک کہ شانہ مبارک سے چادر ڈھلک گئی گھر میں گھس گئی اور درہم منہ میں رکھ لیا آپ نے بیٹی کے منہ میں انگلی ڈالی اور درہم نکال لیا اللہ اکبر! بیت المال میں ڈال دیا اور فرمایا اسے لوگو عمر و آل عمر کے لئے اس مال میں نہیں مگر اتنا ہی جتنا کہ اور مسلمانوں کے لئے ہے خواہ نزدیک کے مسلمان اور خواہ دور کے مسلمان۔ نیز احیاء العلوم میں ہے ابو موسیٰ کو بیت المال میں جھاڑ دیتے ہوئے ایک درہم ملا یہ درہم انہوں نے حضرت عمر فاروق کے لڑکے کو دیدیا جو یہاں سے گزرا ہوا جارہا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق نے اس لڑکے ہاتھ میں یہ درہم دیکھا تو دریافت کیا کہاں سے ملا لڑکے نے کہا مجھے ابو موسیٰ نے دیا ہے آپ نے درہم لیکر بیت المال میں ڈال دیا اور ابو موسیٰ سے کہا کہ تمہیں آل عمر سے خفیہ تر دینہ میں کوئی گھر نہیں ملا کیا تم نے چاہا تھا کہ امت محمدیہ میں سے کوئی شخص نہ رہے مگر یہ کہ ہم سے ظلم کا مواخذہ کرے تنبیہ الغافلین میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق کو لودیکھا کہ کندھے پر پالان ختم رکھے ہوئے کھیت کی طرف جارہے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں فرمایا صدقہ کا، و نہت جدا ہو گیا ہے اُس سے ڈھونڈنے جاتا ہوں۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا آپ نے بعد کے خلفاء کو ذلیل کر دیا فرمایا ابو الحسن مجھے ملا مرت نہ کرو قسم ہے اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اگر ایک بکری بھی کہیں گم ہو کر چلی جائے تو عمر سے قیامت کے دن اُس پر مواخذہ کیا جاوے گا اُس امیر کی کوئی عزت نہیں جو مسلمانوں کو ضائع کرے اور نہ امیر فاسق کی جو مسلمانوں کو ڈراوے۔ نیز تنبیہ الغافلین میں ہے کہ دار الخلافہ میں شام سے روغن زیت لایا گیا۔ حضرت عمر فاروق نے پیالہ بھر بھر کر اُسے تقسیم کرنا شروع کیا آپ کے پاس اس وقت آپ کے فرزند بھی بیٹھے ہوئے تھے تقسیم کر چکنے لے بعد انہوں نے پیالہ اپنے سر کے بالوں سے مل لیا آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے تمہارے سر کے بال مسلمانوں کے تیل کی بڑی رغبت رکھتے ہیں بعد ازاں ہاتھ پیرا کر حجام کے پاس لے گئے۔ اور ان کے سر کے بال نہ شواغے اور فرمایا کہ یہ بات تم پر زیادہ سہل ہے۔

تفحص بویات المسلمین

اور اجملہ کہ حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کے گھروں کا حال دریافت کرتے رہتے تھے تاکہ اگر ان کی تدبیر منزل میں کوئی خلل واقع ہو تو اسکی اصلاح کر دیں چنانچہ الریاض النضرہ میں ہے کہ موالی میں سے ایک شخص نے ایک قریشی کے پاس اُس کی بہن کا پیغام بھیجا اور بہت کچھ مال لینے کو کہا مگر قریشی نے انکار کر دیا آپ نے اُس سے کہا تم اپنی بہن کو دینے سے کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ وہ تمہاری بہن کو بہت کچھ مال و متاع دینے کو کہتا ہے عرض کیا کہ ہم حسب نسب والے ہیں اور وہ اس کا کفو نہیں حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا وہ تمہارے پاس حسب دنیا و آخرت لیکر آیا ہے حسب دنیا مال ہے اور حسب آخرت تقویٰ دیرمیزگاری عورت رضا مند ہے تو دید و دلہ نے اپنی بہن سے دریافت کیا تو وہ راضی ہو گئی لہذا اُس کا عقد اُس شخص سے کر دیا گیا۔ ابن عمر سے روایت ہے

میں نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کو نہیں جانتا تھا کہ وہ اس قدر بڑا ہے

منتدین سعد سے روایت ہے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق سے اذن طلب کیا کہ آپ انہیں حج کی اجازت دیں۔ مگر آپ نے اجازت دینے سے انکار کیا جب انہوں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اب کے سال نہیں بلکہ آئندہ میں تمہیں حج کی اجازت دوں گا اور یہ میں اپنی رائے سے نہیں کہتا۔ اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش نے کہا میں نے عام حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ غرض دوسرے سال اہات المؤمنین حج کے لئے گئیں آپ نے اُن کے ساتھ حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کو روانہ کیا اور فرمایا کہ اُن دونوں میں سے ایک اُن کے آگے رہے اور ایک پیچھے جب وہ کہیں اُتریں تو پہاڑوں کے دروں میں اُنہیں اتاریں۔ اور کسی کو اُس طرف نہ آنے دیں اور جب وہ بیت اللہ کا طواف کریں تو اُنکی ساتھ بحر خورتوں کے اور کوئی طواف نہ کرے۔ راوی کہتا ہے پھر جب حضرت عمر نے انتقال کیا تو خلیفہ بعد پردہ غالب گئیں۔ الریاض النضرۃ۔ نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ ابن ابی یحییٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری ازواج کی حفاظت و نگہداشت کرے وہ صادق و بار ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر فاروق نے دریافت کیا کہ اہات المؤمنین کو حج پر نہ گئے تو راستے میں اُن کے ہودجوں پر چادر ڈالتے۔ اور پہاڑوں کے دروں میں انہیں اتارتے جہاں منظر ہوتی۔ نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ ابوداؤد سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت اُم سلمہ کو کسی معاملہ میں تنگ کر رہا تھا حضرت عمر فاروق کو جب اس معاملہ کی خبر ہوئی، تو آپ نے اُسے تین دنوں سے مارنیکا حکم دیا۔ ازہرہ سفیان بن عیینہ۔ نیز الریاض النضرۃ میں ہے کہ اسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے اسامہ کو اپنے فرزند عبداللہ بن عمرؓ کو فضیلت دی۔ تو لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو شہیدیتے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ مجھ پر اس شخص کو فضیلت دیتے ہیں جو مجھ سے افضل نہیں۔ اسامہ کے آپ نے در ہزار دشمن شاہی، مقرر کئے اور میرے ایک ہزار پانچ سو دشمن شاہی، مقرر کئے۔ فرمایا اس لئے کہ زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عمر سے زیادہ اور اسامہ عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ عزیز ہے۔ (الرِیاض النضرۃ)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں مدائن فتح ہوا (اور) اُس کا مال آیا تو آپ نے مسجد میں فرش بچھو دیا اور حکم دیا کہ جس قدر مال ہے اُس پر ڈال دیا جائے۔ بعد ازاں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے امام حسن آئے اور عرض کیا امیر المؤمنین اس مال میں میرا جو کچھ حق ہے مجھے دیجیئے آپ نے مرحبا کہا اور ایک ہزار درہم کا حکم دیا۔ آپ کے بعد حضرت امام حسین آئے اور اپنا حق طلب کیا آپ کو بھی مرحبا کہا اور ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ حضرت امام حسین کے بعد عبداللہ بن عمر آئے اور اپنا حق طلب کیا آپ نے انہیں پانچ سو درہم دینے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن عمر کہنے لگے۔ امیر المؤمنین میں ایک قوی آدمی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی سے میں نے تلوار ہاتھ میں لی ہوئی ہے یہ اس وقت کا حال ہے جب کہ حضرت امام حسن حسین مدینہ کے کوچوں میں کھیلتے پھر اُترتے تھے۔ انہیں آپ ایک ہزار دیتے ہیں اور پانچ سو فرمایا ہاں (تم بھی ان جیسے ماں باپ۔ نانا۔ نانی و چچا بھتیجی۔ ماموں خالہ

لا سکتے ہو ہرگز نہیں۔ انکے والد علی مرتضیٰ ہیں۔ ان کی والدہ زہرا۔ ان کے نانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نانی ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ۔ ان کے چچا جعفر بن ابیطالب۔ ان کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی خالہ فقیہہ۔ ام کلثوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔ (الریاض النضرۃ)

الاستیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق مسجد سے نکلے۔ جارد اسوقت آپ کے ہمراہ تھے۔ راستہ میں ایک صحابیہ ملیں۔ جن کی عمر نصف سے متجاوز تھی آپ نے انہیں سلام علیک کہا جواب سلام کے بعد انہوں نے کہا عمر کیا حال ہے میں تمہیں اسوقت سے جانتی ہوں جب کہ تم سوق عکاظ میں پھرتے تھے، اور تمہیں عمر کہہ کر لیا جاتا تھا جتنے کہ پھر تمہیں عمر کہنے لگے اور اب تمہیں "امیر المؤمنین" کہا سے پکارا جاتا ہے میں تمہیں ایک نصیحت کرتی ہوں۔ کہ تم رعیت کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے رہنا اور جانے رہو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ ڈرتا ہے بعید اس کے نزدیک قریب ہوتا ہے اور جو موت سے ڈرتا ہے وہ فوت اعمال خیر سے خوف کرتا رہتا ہے، جارد کہنے لگے تم نے امیر المؤمنین کو بڑی نصیحتیں کیں حضرت عمر فاروق نے فرمایا جارد تم نہیں جانتے یہ کون ہیں۔ یہ خولہ بنت حکیم ہیں۔ ساتویں آسمان پر اللہ تعالیٰ نے انکی بات سنی تو عمر اس امر کا حق ثابت کر انکی باتیں سننے۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ حضرت صفیہ بنت حنیٰ کی کنیز ک حضرت عمر کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ صفیہ بنت حنیٰ ہفتہ کے دن کو درست رکھتی ہیں۔ اور یہودیوں کے گھر تحفے تحائف بھیجتی ہیں۔ آپ نے اس امر کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا جب سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کا دن عطا کیا ہے تب سے میں ہرگز ہفتہ کے دن کو عزیز نہیں رکھتی اور اس دن یہودیوں کو تحفے تحائف بھیجنے کا یہ سبب ہے کہ میری ان سے قرابت ہے اسلئے میں انکی ساتھ صلہ رُحمی کرتی ہوں۔ اسکے بعد انہوں نے اپنی خادمہ سے پوچھا تبھے اس حرکت کا محرک کون ہوا۔ اس نے کہا شیطان۔ لہذا انہوں نے اسکو آزاد کر دیا۔ نیز الاستیعاب میں ہے کہ آپ نے سفانت عبد اللہ العدویہ کو بلوایا کہ وہ صبح آپ کے پاس آئیں چنانچہ وہ صبح آپ کے پاس آئیں۔ دروازے پر آپ کی زوجہ عاتکہ موجود تھیں ان سے باتیں کرنے لگیں حضرت عمر فاروق نے ایک چمڑے کا فرش منگوایا اور اپنی زوجہ عاتکہ کو دیا۔ اور پھر ایک اور مگر چھوٹا فرش منگوایا اور یہ ان کو دیا۔ یہ آپ سے کہنے لگیں کہ افسوس آپ نے بڑا چمڑا نہیں دیا اور چھوٹا مجھے حالانکہ میں نے ان سے پہلے اسلام قبول کیا ہے اور میں تمہاری چچا زاد بہن ہوں۔ آپ نے فرمایا بڑا چمڑا میں نے تمہارے لئے ہی رکھا تھا۔ مگر جب میں نے دیکھا کہ تم اور یہ ایک جگہ جمع ہوئیں تو میں نے بڑا چمڑا نہیں دیا۔ اس لئے کہ انہیں تمہاری نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب رشتہ حاصل ہے۔



حفظ ملت اسلامیہ

از آنجملہ یہ کہ آپ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو مظان تحریف و تبدل سے محفوظ رکھتے تھے سلیمان بن لیسا سے روایت ہے کہ ایک شخص صبیغ نامی مدینہ طیبہ آیا اور لوگوں سے متشابہات قرآن کی بابت سوال کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے اسے طلب کیا اور بہت سی چھڑیاں اُس کے لئے جمع کر رکھیں جب یہ آیا تو آپ نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں ایک بندہ خدا صبیغ ہوں۔ آپ نے کہا میں ایک بندہ خدا عمر ہوں اور ایک چھڑی سے آپ نے مارنا شروع کیا بہانہ کہ اُس کے سر سے خون بہنے لگا اب اس شخص نے کہا اے امیر المومنین اب میرے دماغ سے وہ باتیں نکل گئیں جو پہلے میں اپنے دماغ میں پاتا تھا (اخرجہ الدارمی) نافع مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ صبیغ عذابی اجناد مسلمین سے متشابہات قرآن کے متعلق سوالات کرنے لگا۔ جب مہر گیا تو حضرت عمر بن العاص نے اسے مدینہ طیبہ بھیج دیا اور حضرت عمر فاروق کو اُس کے حالات کی اطلاع دی جب آپ کے پاس قاصد پہنچا تو آپ نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے قاصد نے کہا ہودج میں ہے آپ نے فرمایا اجاؤ اُسے لاؤ ایسا نہ ہو کہ کہیں چلا جائے اور اسکے محوض میں تمہیں سزا دوں۔ جب یہ شخص لایا گیا تو آپ نے اس سے پوچھا کیا تم لوگوں سے متشابہات قرآن کے متعلق سوال کرتے پھرتے ہو۔ اس نے بیان کیا کہ ہاں۔ آپ نے چند چھڑیاں منگوالیں اور اسے مارنا شروع کیا جب خون آلودہ ہوا تو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ یہ اچھا ہو گیا۔

..... تو آپ نے پھر اسے مارا اور خون آلودہ ہوا تو چھوڑ دیا۔ جب دوبارہ اچھا ہوا تو آپ نے پھر اسے مارنا چاہا۔ اس نے کہا۔ امیر المومنین اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو ایک دفعہ ہی قتل کر دیجئے اور اگر میرا علاج کرنا چاہتے ہیں تو واندرا ب میں ٹھیک ہو گیا۔ لہذا آپ نے دطن جانے کی اجازت دیدی۔ اور ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ یہ مسلمانوں کے پاس نہ بیٹھنے پائے۔ یہ امر اس شخص پر بہت شاق گزرا بعد ازاں ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر فاروق کو لکھا کہ اب اس نے اپنے اعتقادات درست کر لئے ہیں۔ لہذا آپ نے اجازت دیدی کہ وہ مسلمانوں کی مجالس میں بیٹھا ٹھہرا کرے۔ یہ ہے حضرت عمر فاروق کی سیاست کا نمونہ جو بیان کیا گیا۔ والقیل نموزج الکثیر والغفۃ تنبی عن البحر الکبیر ترجمہ قلیل شئی کثیر کا نمونہ ہوتی ہے۔ اور ایک چلو پانی پورے سمندر کی کیفیت سے اطلاع دے دیتا ہے

اگر کوئی منصف مزاج ان واقعات اور ان کے مشاہدہ و نظائر پر غور کرے گا تو وہ جان لے گا۔ کہ وہ ہر واقعہ و نظیر سے ایمان صدق نیت، احسان بر خلق، الشرف و خشیت مدبر السموات والارض عقل وافر و حسن انتظام کے آثار کس حد تک نمایاں و ظاہر ہیں بمصدق مقولہ مشہور الامر شرع بما فیہ کے مطابق۔ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق کے فعل و غایت سے حلاوت ایمان و صدق نیت ٹپکتی ہے۔ جس طرح روئی تر سے پانی کے قطرے شجر

ترجمہ : (مدوح) کے مختلف طریقوں سے اوصاف بیان کرتے ہیں زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر بھی مدوح ہیں وہ اوصاف باقی رہ جاتے ہیں جن کو اوصاف پورے طریقہ سے بیان نہیں کرتا۔ ۱۲ منہ

حضرت عمر فاروق کا توسع فی العلم اور نظر بر احکام شرعیہ

حضرت عمر فاروق کے احکام شرعیہ میں جو فقہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ وسیع النظر ہونیکا بیان بالا اجمال اس طرح ہے کہ آپ علی الاطلاق افق امت تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائل فقہیہ میں حضرت عمر فاروق کی طرف اشارہ فرمایا کہ ان سے اخذ کئے جائیں اور صحابہ و تابعین نے بھی اسکی تصریح کی ہے۔ اور خارج میں بھی ایسا ہی واقع ہوا ہے۔ فقہ میں آپ کو وہی فضیلت حاصل تھی جو آپ کے مصحف کو تمام صحابہ کرام کے مصاحف پر حاصل تھی جس طرح آپ کے مصحف میں جو کچھ پایا جائے قرأت متواترہ ہے۔ اور جو آپ کے مصحف کے خلاف ہو قرأت شاذہ ہے۔ اسی طرح جو کچھ آپ سے منقول ہے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ایک قوی و بہتر طریقہ و مسلک ہے اور جو کچھ کہ اس کے خلاف ہے شاذ ہے۔ اگر کوئی حدیث قوی یا تیاں جلی اس کی تقویت کرے اور اس کی شہادت دے تو اسے اخذ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ آپ کی فقہ کو تمام مجتہدین کی فقہ سے وہی نسبت ہے جو متن کو تشریح سے ہوتی ہے۔ یہ ہمارا بیان چونکہ محل ہے۔ جب تک اسکی شرح نہ کی جائے ممکن ہے کہ بعض اصحاب اسے غلو سے منسوب کریں لہذا ضروری ہوا کہ اسکی شرح کی جائے۔

شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمیت حضرت عمر فاروق پر شہادت دینا۔ اور بحیثیت علمیت امر امت حضرت عمر فاروق کے تفویض کرنا باحادیث کثیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متواتر المعنی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ **إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى السَّانِ عَمَّا وَقَدَّ بَدَ -** اخرجه الترمذی بروایت ابن عمر والبوداد بروایت ابی ذر قال لقد کان قبداکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء عرفان یکن فی امتی احد فاندہ عمر اخرجه النیجاں من حدیث ابی ہریرہ وسلم من حدیث ابی ہریرہ و الترمذی من حدیث عائشہ صدیقہ یعنی اگلی امتوں میں محدثین گذرے ہیں۔ (ملہون بالصواب) جو انبیاء نہ تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی ہے۔ تو وہ عمر ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اور قمیص پہناتے ہیں مگر یہ قمیص بعض کے سینہ تک ہے اور بعض کی اس کے نیچے اور عمر بن خطاب میرے آگے پیش کئے گئے۔ تو ان کا قمیص نیچے گھسیٹا جاتا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس سے کس شے کی تاویل کی فرمایا دین سے۔ (بخاری مسلم۔ ترمذی اور نسائی بروایت ابی سعید اسکے راوی ہیں) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دودھ کا پیالہ دیا گیا میں نے اس سے

ذودھ پیا۔ یہاں تک کہ اسکی تری اپنے ناخنوں سے نکلتی دیکھی پھر جو کچھ بچا عمر بن خطاب کو دیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسکی کیا تعبیر کی، فرمایا علم اخرجہ الشیخان والترمدی من حدیث ابن عمر۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ۱۰ اقتدا بالذین من بعدی ابی بکرم و عمر۔ کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا۔ اور ایک جماعت محدثین نے بحديث ابن مسعود و حذیفہ اسے روایت کیا ہے۔

شہادت صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

حضرت حذیفہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو فتوے نہیں دیتے مگر تین شخص خلیفہ (عالم و عادل) اور وہ عالم جو ناسخ و منسوخ قرآن میں مہارت رکھتا ہو۔ لوگوں نے کہا یہ کون شخص ہے فرمایا وہ عمر بن خطاب ہیں اور زبیر اورہ احنق شخص ہے جو تکلف کر کے فتویٰ دیتا ہے (اخرجہ الدارمی) عمر بن میمون فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر فاروق و ثلث علم لیکر فوت ہوئے۔ حضرت ابراہیم نخعی سے جب اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا دثلث نہیں بلکہ حضرت عمر فاروقؓ نو حصے علم لیے گرفت ہوئے۔ ۱۲

حضرت عمر فاروق کی فقہ کو جمع صحابہ کرام کی فقہ سے کیا نسبت تھی

اس امر کا ثبوت کہ حضرت عمر فاروق کی فقہ کو جمع صحابہ کرام کی فقہ سے وہی نسبت تھی جو جمع صحابہ کرام کے مصاحف کو آپ کے مصحف سے جیسا کہ مندرجہ ذیل آثار و اقوال تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے واضح ہے امام شعبی فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے قضا و فیصلے کرنا چھ شخصوں سے متعلق تھا تین مدینہ طیبہ میں تھے۔ حضرت عمر فاروق۔ ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور تین کوفہ میں تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابی موسیٰ اشعری۔ حاکم اسکے راوی ہیں۔ نیز امام شعبی مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ علم اصحاب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سات شخصوں کی طرف منتهی تھا حضرت عمر بن خطاب۔ علی بن ابی طالبؓ بن مسعود۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری۔ حاکم اس کے راوی ہیں۔ نیز امام شعبی سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چھ شخصوں سے حاصل کیا جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود میں سے ہر ایک کا علم ایک دوسرے سے مشابہ تھا۔ کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک ایک دوسرے سے اقتباس علم کرتا تھا۔ اخرجہ الحاکم امام محمد بن الحسن کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ سے وہ ہشیم سے وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چھ شخصوں کا آپس میں ایک دوسرے سے فقہ (احکام شرعیہ) میں مذاکرہ کیا کرتے تھے۔ علی بن ابی طالب۔ ابی بن کعب۔ ابو موسیٰ اشعری علیہ السلام ہوتے تھے اور عمر فاروق زید بن ثابت اور ابن مسعود علیہ السلام تفصیل اس جمال کی یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق کا علم بلاد اسلام میں شہر ہوا اور جمیع مسلمانوں نے اخذ کیا اور حضرت علی مرتضیٰ کا علم صرف کوفہ میں شہر ہوا۔ اور چونکہ آپ کے حنفیوں

س اہل لشکر تھے۔ لہذا آپ کے علم کی کما یفتی تبلیغ نہیں کی جاسکی طاؤس سے روایت ہے کہ حضرت ابن اسحاق کے پاس ایک کتاب لائی گئی جس میں حضرت علی مرتضیٰ کے فیصلے درج کئے ہوئے تھے آپ نے اس سے بہت کچھ محو کر دیا سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ قریباً بمقدار ایک ہاتھ کے محو کر دیا مسلم شریف ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس کو لکھا کہ آپ ان کے لئے ایک کتاب لکھیں۔ آپ نے فرمایا یہ فرزند ناصح ہے میں اس کے لئے بہت سے مسائل لکھوں گا ابن ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کے فیصلے منگائے اور اس میں سے بہت سے مسائل لکھتے گئے اور بعض مسائل چھوڑتے جاتے اور فرماتے قسم ہے اللہ کی حضرت علی نے یہ فیصلہ کبھی نہ کیا ہو گا ورنہ براہ ہو جاتے (مسلم شریف)

ابو اسحق سے روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ کے بعد اہل لشکر نے بہت سی باتیں پیدا کر دیں تو اصحاب میں سے ایک انہیں باجماع دینے لگے۔ قاتلہ ہر اللہ ای علم و اسناد۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کس علم کو ماننے خراب کیا (مسلم شریف)

غیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ اصحاب علی مرتضیٰ کی حدیث کی تصدیق نہیں کی جاتی مگر بواسطہ اصحاب الثر بن مسعود (مسلم شریف)

احادیث علی مرتضیٰ کا تو یہ حال ہوا کہ جن کی شہادت ملی ان کی تصدیق کی گئی۔ باقی کی نہیں اسلئے کہ ان نے ان کی طرف چھوٹی حدیثیں منسوب کر دیں اور حضرت معاذ بن جبل حضرت عمر فاروق کے بعد زندہ نہ رہے بلکہ آخر زمانہ حضرت عمر فاروق میں انتقال کیا اور اسلئے ان کی حدیثیں بھی بہت کم مشہور ہو گئیں۔ اور ابی بن کعب سے بحرقہ اور تفسیر کے اور کچھ روایت نہیں کیا گیا اور حضرت ابو موسیٰ باوجود اپنی اہمیت کے بہت کم مسائل میں عاجز رہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے حق میں دعا فرماتے رہے کہ جب تک کہ یہ جہنم امت موجود ہیں مجھ سے سوال نہ کیا کرے۔

اور حضرت ابن عباس نے باوجود اپنے کمال علم کے جمیع مجتہدین سے اختلاف قریباً پچاس مسائل میں ہے۔ امام دارمی نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے مسئلہ زرج ام و ب اہل قبلہ سے اختلاف کیا ہے۔ کرام کیلئے ثلاث جمع مال ہے۔ اسی طرح مسئلہ عول مسئلہ متعین الحج مسئلہ متعین النساء اور مسئلہ بیع صرف وغیرہ میں حضرت ابن عباس کے اختلاف کیا ہے جیسا کہ متبعین حدیث پر مخفی نہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سے مسائل مثلاً غسل تدین اور طلاق ثلاث دفعہ واحدہ میں حضرت ابن عباس نے شک پیدا کیا اور چونکہ اکثر اقوال میں محدثین نے حضرت ابن عباس کا رجوع کر لینا بھی روایت کیا ہے۔ لہذا آپ کے یہ اقوال بلحاظ رجوع کرنے کے مشتبہ ہو گئے کہ آپ نے کن اقوال سے رجوع کیا اور کن سے نہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود اکثر مسائل میں حضرت عمر فاروق سے موافقت رکھتے تھے۔ چنانچہ ان نے اس امر کی تصریح ان لفظوں میں کی ہے کہ حضرت عمر فاروق جو طریقہ اختیار کرتے اسے ہم

اپنے لئے سہل پاتے۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ ایک دادی یا ایک گھاٹی سے لاد حضرت عمر فاروق دوسری گھاٹی سے جاتے تو میں اسی دادی یا گھاٹی سے جاتا جس سے حضرت عمر فاروق جاتے زید بن ثابت نے بھی اکثر مسائل میں حضرت عمر فاروق کا تتبع کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے محل اشتباہ میں اجتہاد اور غرور و خوض کرنے سے کنارہ کشی کی ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے جس قدر مسائل روایت کئے گئے ہیں جمیع ابواب فقہ میں ناکافی ہیں۔

حضرت عمر فاروق کی نسبت فقہاء مجتہدین کی حقیقت تقلب اور اس کا ضمن اثبوت

اور یہ کہ حضرت عمر فاروق کو فقہائے مجتہدین سے وہی نسبت تھی جو مجتہد منتسب کو مجتہد مستقل سے ہو سکتی ہے صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے آثار و اقوال میں تتبع کرنے سے ظاہر و باہر ہے جس طرح مجتہد مستقل اولہ قواعد استنباط و طرق جمع بین الدلیلین المتعارضین کو ترتیب دیتا ہے اور مجتہد منتسب ان قواعد و اصول کے مطابق مسائل کا استخراج کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق سے اخذ کیا اور انہیں کے مطابق اپنے مذاہب کا سلسلہ قائم کیا۔

اور جس طرح مجتہد مستقل مسائل کو ابواب و فصول میں بیان کرتا اور مسائل ہمہ کو لکھ جاتا ہے بعد ازاں مجتہدان منتسب تفسیر و احادیث آثار و اقوال سلف صالحین اور قواعد استنباط کو مرعی رکھ کر مسائل مذکورہ پر غور و خوض کرتے ہیں۔ جن جن مسائل کے متعلق کتاب و سنت و خواہ بطریق مفہوم موافق یا مفہوم مخالف مل جائے وہ المقصود والا اگر وجہ و علت مسئلہ ظاہر ہو تب بھی اُسے اخذ کرتا ہے اور اگر کتاب و سنت کے اور اجماع و قیاس جلی کے کوئی قوی دلیل اسکے برخلاف پائی جائے اسے ترک کرتا ہے۔ کیونکہ اب اس صورت میں قوی دلیل عمل کرنا ضروری ہوا۔ اور اگر کتاب و سنت اور اجماع و قیاس جلی میں سے کوئی اس مسئلہ کے خلاف تو نہیں۔ مگر وجہ مسئلہ بھی ظاہر نہیں ہے۔ تو اس صورت میں توقف کرے یا اعتماد کرے۔ اس میں اختلاف ہے بنا۔ اختلاف یہ کہ مجتہد کو مجتہد کی تقلید جائز ہے یا نہیں جب کہ وہ اس مجتہد سے علم و فضل ہو۔ اس کے متعلق دو قول قول مشہور یہ ہے کہ جائز نہیں مگر قول صواب یہ ہے کہ جائز ہے اور خصوصاً جب کہ قدام کے اقوال و آثار کا اتباع و تتبع کیا جائے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب ہم تقلید کی طرہ سے رجوع کریں تو ہمارے آثار حضرت صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور پہلے قول میں حضرت علی کے قول کی تقلید ہمیں واجب و پسند ہے جو شخص کہ اس صورت میں حضرت امام مالک و حضرت امام ابو حنیفہ علیہما الرحمۃ کے اپنے اپنے اجتہاد میں طرز عمل میں تتبع کرے گا وہ صورت ہذا میں بھی تقلید کے جائز ہونے میں توقف نہیں کر سکتا۔

پھر اگر وہ مسائل پیش آئیں جو کلام مجتہدین مذکور و منصوص نہیں ہیں۔ تو ایک جماعت علمائے کرام ان مسائل کو اولہ شرع سے بطریق استدلال مجتہد مستقل استنباط کرتی ہے۔ یہ جماعت مجتہد منتسب کے مطلق نام ہے۔

گئی ہے۔ اور ایک گروہ ان مسائل کا استخراج بمطابق قول مجتہد مستقل اسکے فحوائے کلام یا دفع معارضات وغیرہ سے کرتا ہے۔ یہ گروہ مجتہد منتسب مقید کے نام سے موسوم ہے۔

اسی طرح مجتہدان مذاہب اربعہ نے بنائے فقہ اور معرفت کتاب وسنت اور واقفیت علوم عربیہ و فرائد و اصل ح بین الدلیلین المتعارضین ہے انکی ضبط کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق کے بیان کردہ مسائل میں غور و خوض کر کے شرک و قبول کیا۔ بعض سے انکار۔ بعض سے اختلاف بعد ازاں جو اور دیگر مسائل انہیں پیش آئے بعض میں طریق ندال واستنباط کو کام فرمایا ہے اور بعض میں عمل تخریج کو یعنی آپ کے فحوائے کلام سے ان مسائل واردہ کا استخراج کیا ہے۔ اس بحث کا سمجھنا بغایت دقیق ہے جن لوگوں کا سرمایہ کہ صرف شرح وقایہ و ہدایہ ہے و کتب اس سرورقین ادراک کر سکتے ہیں۔

کسے درمچن کاچی قلب چویدہ اضلع العمر فی طلب الحال

یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ حضرت عمر فاروق کو شریعت محمدیہ میں ذریعہ واسطہ نہ بنایا ہوا اور بغیر انکی توسط کے اہل عربیہ میں غور و خوض کرنا شروع کیا ہو۔ لیکن توسط سے ہماری مراد یہی توسط ہے جو مجتہد منتسب کو مجتہد مستقل سے ملتا ہے۔ نہ وہ توسط جو مقلد محض کو اسکے مجتہد متبوع سے ہوا کرتا ہے۔ اس امر کے بہت سے قرائن ہیں۔ میں معلوم کر کے کوئی منصف مزاج اس توسط سے انکار نہیں کر سکتا۔

از انجملہ قرائن ایک قرینہ یہ ہے کہ جس طرح مجتہدان شافعیہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں مگر باوجود اسکے حل مسائل اپنے امام کے تابع ہیں اسی اعتبار و لحاظ سے وہ اصحاب شافعی کہلائے جاتے ہیں۔ اسی طرح مجتہدین مذاہب جہ روس مسائل فقہ میں حضرت عمر فاروق کے تابع ہیں اور یہ تخمیناً ایک ہزار مسئلہ کے قریب ہیں اسی لئے مجتہدین مذہب اصحاب حدیث کے نام سے پکارے گئے۔ نہ ظاہریہ و باطنیہ و اصحاب رائے کے نام سے

رہا مسائل جزئیہ میں مجتہدین مذاہب کا مختلف ہونا سو اس کا سبب یا تو یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق کا اثر ل جو خبر واحد ہے ممکن ہے کہ ایک کو پہنچا ہو اور دوسرے کو نہ یا یہ کہ رداۃ حضرت عمر فاروق کسی خاص روایت مختلف ہو گئے ایک نے کسی کی تصحیح کی اور دوسرے نے کسی کی۔ یا یہ کہ حضرت عمر فاروق کا اثر و قول محتمل نہیں ہو۔ لہذا بعض نے اس کا محمل کچھ ٹھہرایا اور بعض نے کچھ۔ یا یہ کہ ایک مجتہد کے نزدیک حضرت عمر فاروق کا قول کسی حدیث صحیح یا قیاس حلی سے معارض واقع ہوا لہذا اسے ترک کر دیا اور یہی طرز عمل مجتہد منتسب کا ہے اور دوسرا مجتہد اس معارضہ کے دفع اور تطبیق بین الدلیلین المتعارضین پر قادر ہوا اور اس اعتراض دفع کر دیا لہذا اس مجتہد نے آپ کے اس قول کو ترک نہیں کیا۔ اور اس دفع معارضہ کے وجوہات و قرائن علمائے مجتہدین کے کلام میں بالتصریح مذکور ہیں۔ چنانچہ بعض وجوہات کا ہم ذکر بھی کریں گے۔ اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعض وہ مسائل ہیں جو حضرت عمر فاروق کے کلام میں مذکور مخصوص نہیں لہذا اس صورت پر ایک مجتہد نے اپنی رائے پر مسئلہ کی بنا رکھی یا یہ کہ حضرت عمر فاروق کے فحوائے کلام سے اس مسئلہ کی تخریج مختلف ہوئے۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر علمائے مجتہدین کے طرز عمل میں غور کیا جائے تو بہت سے مسائل ایسے ملیں گے جنکے متعلق حدیث مرفوعہ صریح بروایت جماعت واقع ہوئی جو حضرت عمر فاروق کے مذہب و مذاک کے بالکل موافق ہے اور یہ مسائل اس قدر ہیں کہ ان کا حصر نہیں کیا جاسکتا اور بہت سے مسائل اس قسم کے ہیں کہ حدیث صریح اسکے متعلق پائی نہیں جاتی مگر ایمائے کتاب و سنت موافق مذہب حضرت عمر فاروق پایا جاتا ہے یا خبر واحد بغیر اسکے کہ جماعت عن جماعت روایت کی گئی ہو پائی جاتی ہے۔ اس صورت میں بھی مجتہدین نے حضرت عمر فاروق کی اتباع کی ہے اور بہت سے مسائل اس قسم کے ہیں کہ احادیث ان کے متعلق مختلف واقع ہوئی ہیں حضرت عمر فاروق نے ان کے درمیان تطبیق دی اور مجتہدین اسکے تابع ہوئے جیسا کہ مسئلہ فسخ حج بعمرہ مسئلہ غسل قدم بلکہ متعہ اور مسئلہ صرف وغیرہ۔ اور بہت سے مسائل اس قسم کے ہیں کہ ان کے باب میں کوئی حدیث پائی نہیں گئی۔ اور نص کتاب و سنت اور قیاس جلی بھی حضرت عمر فاروق کے مذہب و مسلک کے خلاف ظاہر نہیں ہو گا اس صورت میں طریق قیاس کو رائے مسدود نہیں ہے تاہم اس صورت میں بھی ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ نے آپ کے قول کی تقلید کی ہے۔ اسکی مثال اس طرح ہے کہ کسی قصیدہ کو دیکھ کر بحدس و قیاس ادراک کرے کہ یہ قصیدہ فلاں کے تتبع پر لکھا گیا۔ ہر چند کہ صاحب قصیدہ نے اس کی تصریح نہ کی ہو۔ اسی طرح مجتہدین کے اقوال و آثار پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی ہمت کو حضرت عمر فاروق کی تقلید کی طرف مصروف رکھا ہے والا وہ حضرت عمر فاروق کے اقوال کو ہرگز ترجیح نہ دیتے۔

تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اصول شرعیہ میں سے اصل ثالث اجماع ہے مگر اجماع سے وہ اجماع مراد نہیں جو بظاہر خیال میں آتا ہے کہ جمیع امت مرحومہ نے کسی امر پر اجماع و اتفاق کر لیا یا میں حیثیت کہ کوئی فرد واحد اس اجماع و اتفاق سے باہر نہ ہو اور اس قسم کے اجماع کا منعقد ہونا محالات عادیہ سے ہے نہ ایسا واقع ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے کسی مسئلہ کے متعلق اجماع منعقد نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ فی الجملہ اس میں اختلاف بھی نقل کیا گیا۔ بلکہ اجماع سے اجماع کثیر الوقوع مراد ہے۔ اور وہ اہل حل و عقد اور مفتیان دیار و امصار کا اتفاق ہے۔ یہ اجماع حضرت عمر فاروق کے مسائل مصرعہ میں پایا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں مسئلہ واحد کے متعلق جم غفیر کا ایک ہی فتویٰ اہل حرمین اور خلفائے راشدین کا اتفاق کرنا بھی داخل ہے بحکم حدیث ان الدین لیا ذر الی الخلفاء کما تاذر الحیۃ الی جمہا اور حدیث علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین من بعدی وعضوا علیہا بالنواجذ یعنی دین حجاز میں اس طرح سمٹتا جائے گا۔ جس طرح سانپ اپنے سوراخ میں سمٹتا ہے اور کہ میرے خلفائے راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہوں گے لازم پکڑنا اور دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ غرض یہ تمام اجماع حیات بدو حضرت عمر فاروق کی کوشش کئے اور بدوں آپ کے فتوے دئیے منعقد ہوئے ہیں جیسا کہ مسئلہ غسل بالکسل اور انزال صحبت سے جدا ہونا اور جنازے میں چار تکبیروں کا منقول ہونا۔

سالہا سال سے احقر کو اس امر کا خیال تھا کہ مذہب حضرت عمر کو مدون کرے ساتھ ہی علمائے سلف سے تعجب تھا کہ انہوں نے اس امر عظیم کی طرف کیوں توجہ نہ فرمائی۔ حالانکہ مذہب حضرت عمر فاروق کی تدوین میں فوائد عظیم ہیں عام مسلمانوں کے لئے بھی اور خاص اہل علم کیلئے بھی اسلئے کہ اہل علم یا فقہاء ہیں یا محدثین

تھے میں ان کا اتفاق و تورات علم ازیکہ مطلوب و مقصود عظیم ہے۔ اور اصل باب میں حضرت عمر فاروق کی نصوص
 آپ کے مناظرات ہیں جنکو جمع کرنے سے اکثر ابواب فقہ کے متعلق ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ اس طرح
 حدیث میں طرق متعاضدہ و متوافقة حدیث ہیں جو احادیث کہ موقوفات حضرت عمر فاروق سے ہیں وہ حکم حدیث
 رفوعہ کے ہیں۔ لہذا انکے جمع کرنے سے فن حدیث میں ایک عمدہ سنن تیار ہو سکتی ہے اور شے کثیر شواہد متعلق
 حدیث سے جمع کی جاسکتی ہے۔ اور عام مسلمانوں کے حق میں تدریس مذہب حضرت عمر فاروق کے فوائد عظیمہ یہ ہیں
 وہ مذاہب ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ کو شعب شریعت واحد جانیں اور ان مذاہب میں سے ہر ایک مذہب کو
 بن علیہ وسلم و ملت جداگانہ شمار نہ کریں اور اختلاف امرت احکام ملت کے متعلق ان کا یقین مشوش نہ ہو اور
 مواد اعظم کو روایات متادہ سے جدا تصور کر سکیں۔ اور حجت تشریح اپنے اوپر قائم ہونا شناخت کر سکیں نشر و اشاعت
 میں متین اور تبلیغ شریعت غرار میں حضرت عمر فاروق کا مرتبہ و منصب جیسا کہ ہے اس سے آگاہ و واقف ہو کر
 انطا کل ذی حق حقہ پر عمل کر سکیں۔ یہ داعیہ جو عرصہ دراز سے احقر کے دل میں جاگزیں تھا۔ اس وقت تک کہ یہی وجود پر
 لموہ گر نہیں ہوا تھا۔ جب سلسلہ کلام یہاں تک پہنچا وہ داعیہ پھر نازہ ہو گیا اور اس سے طبیعت کو روکنے کی کوشش
 بہر نہ تھی۔ لہذا اس کی انجم وہی میں مضروف ہوا۔ کھذا قلت الاسباب و تشتت الہال و اللہ
 موافق و المعین و الیہ المراجع و المآب ۱۲ منہ۔

مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ
 ابابعد بندہ ضعیف امیدوار رحمت پروردگار **ولی اللہ بن عبد الرحیم** تعمرہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے۔
 یہ رسالہ جس کے مدون و جمع کرنے کی اللہ عزوجل نے مجھے توفیق دی خلیفہ ابواب الناطق بالصدق و
 صواب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وارضاء کے مذہب کے متعلق ہے۔ مذہب ائمہ
 مجتہدین اس شرح کے ہیں اور مجتہدین مذہب اربعہ بمنزلہ مجتہدین منتبین کے جو مجتہد مستقل کے تابع ہوتے
 ہیں۔ واللہ الموفق و المعین۔

اولی الشریع اربعہ

اولہ شریعہ چار ہیں

دامی شرح سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ جس بات کا فیصلہ تم کتاب اللہ میں پاؤ
 اسی کے مطابق فیصلہ کرو۔ اور کسی کی رعایت نہ کرو۔ اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو سنت رسول اللہ پر نظر ڈالو اور
 اس کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ پاؤ تو دیکھو لوگوں نے اس معاملہ میں کس امر پر اجماع کیا

ہے۔ اس پر عمل کرو۔ اور جب اسکے متعلق کسی کا قول بھی نہ پاؤ تو اختیار ہے توقف کرو۔ یا اجتہاد مگر توقف کرنا میں تمہارے لئے بہتر سمجھتا ہوں۔

الاجماع

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اجماع پر استدلال کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق کے اس خطبہ کی تخریج کی ہے جو آپ نے بمقام جابیہ کہا تھا۔ اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ جسے وسط جنت خوش لگے اُسے چاہیے کہ جماعت کو لازم پکڑے (پورا خطبہ ادھر گئی جگہ بیان کیا جا چکا ہے مسترحم)

شرط القیاس

امام دارقطنی نے منجملہ کتب عمر کے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ جو امر تمہارے دلیں خلش کرے۔ جسکے متعلق تمہیں کتاب و سنت سے کچھ نہ پہنچا ہو۔ اس میں نہایت فہم و درایت سے کام لو۔ امثال و نظائر کو اچھی طرح جانو پہچانو اور یاد رکھو اور پھر اس قسم کے امور کو ان پر قیاس کرو اور اسی امر پر قیام کرو جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو اور اشیہ بخفی ہو۔

اس میں حضرت عمر فاروق نے تین امور بیان فرمائے اول محل قیاس اور یہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب کہ نص کتاب و سنت نہ معلوم ہوئی ہو۔ دوم مقیس علیہ کا معلوم ہونا۔ اور یہ موقوف ہے۔ امثال و نظائر کے یاد رکھنے پر سوم شہادت قلب مقبول عند الشرع اور مقیس کا عند اللہ پسندیدہ اور اشیہ بالحق ہونا ہے۔

تخصیص عام الكتاب بالسنتہ تفسیر الكتاب بالسنتہ

امام دارمی نے بروایت عمر بن الاشبح روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے عنقریب ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے ساتھ بشہادت قرآن مجادلہ کریں گے سو تم احادیث سے ان کی گرفت کرنا کیونکہ صحاح سنن کتاب اللہ کے اعلیٰ ہیں۔

لا یؤخذ الحدیث الا عن ثقہ

حدیث نہ لی جائے مگر ثقہ سے

امام مسلم نے بروایت ابی عثمان المنذر روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے آدمی کے جھوٹ کیلئے یہ بات کافی ہے کہ وہ سنی ہو تو بات کو روایت کرے بیوقوفی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ ہمیں حکم کیا کرتے تھے کہ حدیث نہ اخذ کریں مگر ثقہ لوگوں سے۔



جائزۃ خیر الواحد الصدوق وان کان خلاف القیاس

واحد مگر صدوق کی خبر پر عمل کرنا جائز ہے اگر یہ خلاف قیاس کیوں نہ ہو۔
حضرت امام شافعی نے اسکے متعلق کئی واقعات بیان فرمائے ہیں از انجملہ یہ کہ حضرت عمر فاروق کی
سے تھی کہ آپ انگلیوں کی لمبائیاں ان کے منافع اور لمبائیاں ان کے جمال کے مختلف دیات مقرر کریں مگر آپ نے اپنی
سے رائے کی پیروی نہیں کی جب کہ آپ نے عمر بن خرم کی کتاب میں یہ حدیث دیکھ لی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ ہر ایک انگلی میں دس اونٹ دیت ہے۔ از انجملہ یہ کہ حضرت عمر فاروق کی رائے تھی کہ دیت مقرر
کے کنبہ کوٹے اور اسکی زوجہ کو اس میں سے کچھ نہ دیا جائے مگر جب ضحاک بن سفیان نے آپ سے حدیث بیان کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا تھا کہ ایشیم ضیابی کی دیت سے ان کی زوجہ کو بھی حصہ میراث پہنچائیں
پھر حضرت عمر فاروق کی رائے کی پیروی نہیں کی گئی۔ از انجملہ جمیل بن مالک بن نافع سے حدیث جنین قبول کرنا اور فرمانا
کہ اگر ہم یہ حدیث نہ سنتے تو اس کے خلاف فیصلہ کو تھے اسی طرح محل و با سے رجوع ہونے کی حدیث آپ نے
بد الرحمن بن عوف سے اخذ کی۔ اسکے بعد حضرت امام شافعی نے اس پر ایک اعتراض کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ
سب واحد مگر صدوق کی حدیث پر عمل جائز ہے۔ تو پھر بعض خاص موقعوں پر حضرت عمر فاروق نے دوسرے راوی
کی شہادت کیوں طلب کی۔ اس کا جواب حضرت امام شافعی نے یہ دیا ہے کہ بعض خاص موقع پر حضرت عمر
فاروق نے دوسرے راوی کی شہادت اس لئے طلب کی کہ آپ راوی کے حافظہ پر مطمئن نہیں ہوئے۔ ممکن ہے
کہ راوی نے روایت میں کچھ غلطی کی ہو اور پوری طرح اُسے یاد نہ رکھ سکا ہو۔ اور بعض موقع پر اس حدیث کے
ماہر کرنے کے لئے دوسری شہادت طلب کی۔ اگرچہ خبر واحد ہی پر عمل کر لینا واجب ہے۔ تاہم دو شخصوں کے
نبردینے سے تشفی خاطر ہوتی اور دل کا شک و شبہ اٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ قصۃ ابو موسیٰ اشعری میں حضرت امام
شافعی نے اس کی تصریح کی ہے۔

کراہیت سوال فیما لم یزل

یہ امور غیر واقعہ میں سوال کرنا کرہ ہے۔
امام دارمی نے بحديث ابن عمر روایت کیا ہے کہ ان سے ایک ام کے متعلق سوال کیا گیا جو ہنوز واقع
میں ہوا تھا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسے ام سے سوال نہ کرو جو ہنوز واقع نہیں ہوا ہے کیونکہ میں نے
سنا ہے کہ حضرت عمر فاروق ایسے لوگوں کو ملامت کیا کرتے جو امور غیر واقعہ سے سوال کریں اور بحديث
ماؤس دارمی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے برہنہ بیان کیا کہ میں ہر شخص کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں
ان امور سے سوال کرے جو ہنوز واقع نہیں ہوئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے جو کچھ کہ

ہونیوالا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اس امر کا متکفل ہے کہ ہر ایک امر کے واقعہ ہونے پر الٹا صواب کرتا ہے۔ یہ موقوف حدیث بحکم حدیث مرفوع ہے کیونکہ دارمی نے بحديث دہرب بن عمرو الجمہی روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مصیبت آنے سے پہلے اسکی جلدی نہ کرو گے تو مسلمانوں کے درمیان ایسے لوگ ہمیشہ موجود رہیں گے کہ جب وہ مصیبت آئے گی تو اسوقت جو کچھ وہ کہیں گے موفقی للصلواب اور راست ہوگا۔ اور اگر تم جلدی کرو گے۔ تو تمہاری رائیں مختلف ہو جائیں گی اور رائیں بائیں اشارہ کر کے فرمایا تم ادھر ادھر ہو جاؤ گے۔ اس مرفوع حدیث سے بھی مفہوم ہو کہ کتاب اللہ نے بیان کر دیا ہے جو کچھ ہونیوالا ہے اور یہ معنی بھی مفہوم ہو سکتے ہیں کہ کتاب وسنت اجمالاً تمام احکام پر مشتمل ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اپنی بعض احکام میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دارمی نے ابن محیریز سے روایت کیا ہے کہ ہم مسائل میں بیجا نہیں کرتے علم ختم نہیں ہوگا جب تک قرآن کی تلاوت ہوتی رہے۔ ۴ منہ۔

کما اھیۃ الجدال فی العلم

علم میں کج بحثی حرام ہے

دارمی نے حدیث مجاہد بخاریج کی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مکالمہ یعنی خواہ مخواہ قیاس کرنے سے اجتناب کرو۔ اس میں قیاس کی مذمت ہے جب کہ وہ بے محل اور بظن شرائط کے ہو۔

کتاب الطہارۃ

باب المیاء

(پانی کا بیان)

ابوبکر عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے دریا کے پانی کا سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا دریا کے پانی سے زیادہ لطافت کس پانی میں ہو سکتی ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے بحديث عمرو بن دینار روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق حوض مجنہ پر جو مکہ معظمہ سے ایک مقام پر واقع تھا آئے۔ آپ سے کہا گیا کہ اس میں سے ایک کتا پانی پی گیا ہے آپ نے فرمایا زبان سے پی گیا ہے نہ تمام جسم سے (یعنی اس میں ڈوبا تو نہیں مستحکم پھر آپ نے اس حوض کا پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ امام مالک نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ احناف کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے غدیر کبیر پر اور حضرت امام شافعی کے نزدیک قلمین پر۔ یہ حدیث مرفوع نجاست مار کے متعلق وارد ہوئی ہے۔ ابوبکر زید بن اسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک قمقمہ لگھڑاتا ہے یا پیتل کا ہوتا ہے، رکھتے تھے جس میں پانی گرم کیا جاتا تھا۔ قتادہ روایت کرتے ہیں حائضہ کے متعلق حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اس کا حیض اُس کے منہ میں تو ہوتا ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ اس کا بھوٹا ناپاک نہیں۔ امام شافعی اور بخاری سے منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسے پانی سے وضو کی جو ایک نصرانی عورت کے پاس سے لایا گیا تھا۔

تطہیر الانجاس

پاک کرنے کے احکام

ابوبکر بن میرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق پیشاب سے ناپاک شدہ کپڑا دود فغہ دھویا کرتے تھے۔ زید بن الصلت سے ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ جنابت کے اثر کو حضرت عمر فاروق دھو دیا کرتے اور مشکوک پر پانی چھڑک دیتے امام مالک رحمہ اللہ امام شافعی نے قریباً اسی طرح روایت کیا ہے کہ خالد بن ابی غرہ سے ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق سے پوچھا کہ اس نے اپنے بستر پر احتلام کیا اُسے دھوئے یا کیا کرے فرمایا اگر تر ہو دھو ڈالو اور خشک ہو کھڑچ ڈالو۔ اگر ناپاکی کا اثر نہ رکھتا ہو تو صرٹ پانی چھڑک دو۔ امام مالک نے پہلی صورت میں اپنا مذہب قرار دیا یعنی دھو ڈالنا، اور امام شافعی نے دھونے کو استحباب پر محمول کیا یعنی دھونا مستحب ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ترک دھو ڈالنے خشک کو کھڑچ دے۔ حضرت امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ چمڑہ دباغت دینے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز صبح کے لئے اٹھائے گئے جب آپ کے نیزہ لگ چکا تھا۔ آپ نے نماز پڑھی دراصل حالیکہ آپ کا زخم بہہ رہا تھا۔ ابوبکر بن انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اُسکے سر پر بوڑھی کی کھال کی ٹوپی تھی آپ نے وہ ٹوپی اُس کے سر سے اتار کر پھینکی اور فرمایا شاید یہ غیر مذہب کی کھال کی ہو۔ یہ حدیث حضرت امام شافعی کے قول کی دلیل ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ بال ربانوت نہیں قبول کرتے۔

آداب الخلاء

پاخانہ پیشاب کے مسنون طریقے

امام بغوی نے حدیث عمر کی تخریج کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کو کھڑے ہوئے پیشاب کرتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو بلکہ بیٹھ کر، ابوبکر بن میرین سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق پیشاب کرتے تو ڈھیلا لینے پر اکتفا کرتے۔ اور پانی نہ لیتے۔ حنفیہ عرض کرتا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں ہوئی۔ لہذا کم از کم یہ کہنا ضروری ہوگا کہ حضرت عمر فاروق کا مذہب ہے اسی پر علمائے اہل سنت کا اجماع و اتفاق ہے اور یہ قیاسی مسئلہ ہے کیونکہ پاخانہ کو بیٹھ ڈھیلا

حکم الجنب

جنابت کیلئے حکم

ابوبکر عبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ ناپاک آدمی قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے مگر محدث کیلئے جماعت نہیں چنانچہ ابوبکر قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق پاخانہ سے فارغ ہو کر آئے اور ایک آیت تلاوت کی کہا گیا آپ پاخانہ سے فارغ ہو کر آئے ہیں اور قرآن مجید کی آیت تلاوت کرتے ہیں۔ فرمایا تو کیا مسئلہ کذاب قرآن کی آیت تلاوت کرے گا۔ یا مسئلہ کذاب نے تمہیں یہ فترے دیا ہے کہ محدث بھی قرآن کی آیت تلاوت نہ کرے اور سلیمان بن ربیعہ سے ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ان سے کہا کہ جب وہ اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہوں اور پھر اعادہ کرنا چاہوں تو وہ وضو کر لیا کریں حضرت امام مالک اور امام شافعی وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جب وہ شب کو جنب ہو جائیں تو کیا کریں فرمایا وضو کر لیا کرو اور اپنی پیشاب گاہ کو دھو کر سو جایا کرو۔

ما یوجب الغسل

غسل کب واجب ہوتا ہے

امام مالک و امام شافعی نے بطریق متعدد روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق جب اپنے کپڑے پہنتے یا کافڑ دیکھتے تو غسل کرتے اور نماز دہرائتے۔ ابوبکر رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا امیر المؤمنین زید بن ثابت مجھ میں بیٹھ کر غسل کے متعلق کے اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں میرے پاس لاؤ۔ جب وہ لائے گئے تو ان سے کہا اے دشمن نفس مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنی رائے سے لوگوں کو فتویٰ دیتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین واللہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ مگر میں نے اپنے اعمام ابوالیوب ابی بن کعب اور رفاعہ بن رافع سے جو حدیث سنی ہے اسے بیان کرنا ہوں۔ لہذا رفاعہ بن رافع کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ کیا آپ ایسا کرتے ہیں کہ عورت سے ہمبستر ہو کر اگر انزال نہ ہو تو غسل نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں ایسا کیا کرتے تھے۔ مگر اس باب میں اللہ تعالیٰ نے حرمیت نازل کی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں ممانعت کی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر علم تھا عرض کیا اس کا مجھے علم نہیں بعد ازاں آپ نے ہاجرین و انصار کو جمع کر کے مشورہ کیا لوگوں نے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت معاذ بن جبل اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب ختنہ سے نختہ مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

عمر فاروق نے فرمایا: تم اہل بدو ہو تم نے اس قدر اختلاف کیا تو اب کہو تمہارے بعد لوگ کس قدر اختلاف کریں گے حضرت علی نے فرمایا: امیر المؤمنین اس معاملہ میں ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کوئی نہیں معلوم ہوتا۔ لہذا آپ نے ام المؤمنین حضرت حفصہ کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں انکے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے فرمایا: اذاجاوز الختان الختان فقد وجب الغسل جب ختنہ سے ختنہ تجاوز کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اس کے بعد میں جسکی نسبت ایسا کرتے سنوں گا درے لگاؤں گا۔ اور حضرت سعید بن المسیب کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو ایسا شخص میرے پاس لایا جائے گا۔ جس نے جماع کیا ہو اور بوجہ نہ ہونے انزال کے غسل نہ کیا ہو۔ اُسے سزا دوں گا۔ اور ابو جعفر سے ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ ہاجرین حضرت صدیق حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علیؓ نے اس امر پر اجماع و اتفاق کیا جو فعل حد رجم اور اسی دُروں کو واجب کرتا ہے (یعنی دخول) وہ غسل کو واجب کرتا ہے۔

دخول الحمام

حمام میں داخل ہونا

ابو بکر حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرماتے تھے کہ کوئی مرد کسی مرد کا ستر نہ دیکھے اور قتادہ سے ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ کوئی شخص بدوں تہ بند باندھے حمام نہ کرے۔ نیز ابو بکر علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کثیر الشعر شخص تھے مگر بال اُسترے سے مونڈا کرتے تھے۔ لہذا آپ سے چونہ کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا ہاں چونہ اچھی چیز ہے۔

صفت الغسل

غسل کا مسنون طریقہ

ابو بکر عمر بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق غسل کرتے تھے تو پہلے دونوں رانوں کو دھو لیتے پھر وضو کرتے اور پھر تمام جسم پر پانی بہاتے۔ ابو بکر عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے سوال کیا گیا کہ غسل جنابت کس طرح کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا پہلے وضو کر لو فیصل بن عمر سے ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب غسل جنابت کرو تو مضمضہ کر لو کیونکہ وہ تمہاری نگاہ و نظافت کیلئے ابلغ و اکمل ہے۔

کتاب الصلوة

شروط الصلوة

نماز کی شرطیں

ابوبکر مستورو سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کوئی نماز بدوں طہارت قبول نہیں ہوتی۔ یہ حدیث کئی طریقوں سے مرفوع واقع ہوئی ہے۔ - - -

صفت الوضوء

وضو کرنے کا طریقہ

امام ابو حنیفہ اپنے شیخ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ اسود بن یزید سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اس طرح وضو کیا کہ پہلے دونوں ہاتھ دھوئے۔ دو دفعہ پھر دو دفعہ مضمضہ کیا پھر دو دفعہ استنشاق کیا دناک صاف کی (پھر دو دفعہ منہ دھو یا پھر دو دفعہ دونوں کلاہیں دھوئیں کہنوں تک پھر سر کا مسح کیا اس طرح کہ پیشانی سے گدی تک ہاتھ لے گئے پھر واپس لائے۔ نیز ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے وضو کرتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور کانوں کا مسح کیا نیز ابوبکر ظرفہ سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ وضو میں اعضا تین تین بار دھونے چاہئیں اور دو دفعہ دھونا بھی کافی ہے نیز ابوبکر حضرت حسن سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ مضمضہ و استنشاق کرنا اور ہاتھ پیروغیرہ دو دفعہ دھونا کافی ہے۔ مگر افضل تین تین دفعہ دھونا ہے ابوبکر مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کا چند لوگوں پر گزر رہا جو وضو کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا وضو کرتے ہوئے ہاتھوں پیروں کی، انگلیوں میں تحلیل کرو۔ نیز ابوبکر زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنا پشت قدم دھو یا اور زیر قدم نہ دھو یا آپ نے فرمایا کیا زیر قدم تو نے آگ کیلئے چھوڑ دیا۔ نیز ابوبکر ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا مگر اس کا پشت قدم بقدر ناخن خشک تھا آپ نے اسے اعادہ وضو و نماز کا حکم کیا۔ عبد اللہ بن عمر سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا کہ خشک مقام کو دھو ڈالے اور نماز کا اعادہ کرے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اعضائے وضو کو پئے درپے دھونے میں علما کا اختلاف ہے بوجہ انہیں دو روایتوں کے مگر صحیح یہ ہے کہ روایت اولیٰ مبہم ہے۔ اور روایت ثانیہ اس کی تفسیر واقع ہوئی ہے۔ امام شافعی نے بروایت حضرت عمر فاروق تخریج کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الاعمال بالنیات۔ اعمال کی صحت نیتوں پر ہے۔ اس حدیث سے حضرت امام شافعی نے

تجارج کیا ہے کہ نیت اعمال کیلئے فرض ہے۔ بوطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ الاعمال نیت میں ثلث علم داخل ہے۔

المسح علی الحقیقین

موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں

امام ابو حنیفہ حماد سے وہ سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا مسح علی الحقیقین میں اختلاف ہوا حضرت سعد بن وقاص فرماتے لگے میں مسح کرتا ہوں اور عبداللہ بن عمر فرماتے لگے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ بعد ان دونوں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے اور قصہ بیان کیا آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے فرمایا تمہارے عم سعد بن وقاص تم سے افقہ ہیں۔ امام مالک و امام شافعی وغیرہ نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ نیز امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مسح علی الحقیقین کی مدت مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں ہیں۔ اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات۔ امام شافعی نے بروایت زید بن النضلت روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب اپنے پیر بظہارت موزوں میں ڈالو تو ان پر مسح کرو جب تک چاہو یہ حضرت امام شافعی کا مذہب قدیم تھا۔ مگر مدین انہوں نے اس سے رجوع کیا اور توقيت کے قائل ہوئے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ جب حضرت عمر فاروق کو توقيت کی دلیل ثابت ہوئی تو آپ توقيت کے قائل ہو گئے اور عدم توقيت سے رجوع کیا۔ ۱۲ منہ

ما یوجب الوضوء

ناقضات وضو کا بیان

امام مالک و امام شافعی وغیرہ نے بحديث زید بن اسلم روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ سب تم میں سے کوئی لیٹے اور سو جائے تو چاہیے کہ پھر وضو کرے۔ حضرت امام شافعی نے اس سے نتیجہ نکالا کہ ہر ایک وہ نیند جسمیں سر پر نہ جمے ہوں۔ ناقض وضو ہے۔ اور امام ابو حنیفہ نے اس حدیث سے یہ کلیہ اخذ کیا کہ وہ ہر ایک نیند جو ٹیک کے ساتھ ہو۔ اس طرح کہ اگر وہ ٹیک نہ ہو تو سونے یا اونگھنے لازماً پر گر پڑے ناقض وضو ہو۔ ابوبکر جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت صدیق اور حضرت عثمان غنی کے ساتھ کھانا کھایا اور کھانا کھا کر ان کے ساتھ ماز پڑھی اور وضو کا اعادہ نہیں کیا۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی نے۔

حضرت امام شافعی تیمم کے متعلق حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعود کے مذہب کی تخریج کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعود کا مذہب و مسلک تھا کہ جنبی تیمم نہ کرے۔ نیز یہ کہ بوسہ لینے اور مسامس کرنے کو حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعود نے ناقضات وضو میں شمار کیا۔ نیز حضرت امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے حضرت عمر فاروق کا ہاتھ عضو تناسل سے جا لگا تو آپ نے اشارہ کر کے لوگوں سے کہا ٹھہرے رہو پھر آپ نے وضو کیا اور باقی نماز پوری کر آئی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ان دونوں مسئلوں میں بحث طویل ہے۔ جس کے بیان کرنے کی اس گنجائش نہیں۔

امام مالک و امام شافعی زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میرے مذی نکلتی ہے سو جس کسی کے تم میں سے مذی نکلے چاہے کہ اس مقام پر پانی پھر ٹوک دے اور وضو کا اعادہ کرے۔ ابو بکر بروایت عمرو بن حارث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے رعات کے متعلق فرمایا کہ جس کی نماز میں نکیر چھوٹے اسے چاہیے کہ وضو کرے اور نماز پوری کرے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ احناف کے نزدیک یہ محمول ہے اس امر پر کہ رعات ناقض وضو ہے۔ کیونکہ حضرت عمر کا بھی یہی حکم ہے کہ وضو کر کے نماز پوری کرے۔ اور حضرت امام شافعی نے اپنے مذہب قدیم میں فرمایا ہے کہ رعات ناقض وضو نہیں اور یہ حدیث محمول ہے غسل دم پر اور جو جس شے کے بدوں اختیار کے عارض ہو خواہ جسم پر یا لباس پر چاہیے کہ دھو ڈالے اور نماز پوری کرے۔ مگر مذہب جدید حضرت امام شافعی نے اپنے مذہب قدیم پر شک کیا ہے۔ نیز ابو بکر بروایت طلح بن حبیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو بغل کھاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ دھو ڈالو محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا آخر اسکی وجہ کیا ہے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ بغل کھانے کے بعد دھونا برنا۔ استحباب ہے اور نہ دھونا منافی لطافت۔

التیمم

تیمم کا بیان

ابو بکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جنبی تیمم نہ کرے اگرچہ ایک ماہ تک پانی نہ پائے۔ اور بطریق متعدد روایت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عمار بن یاسر نے تیمم کرتے ہوئے زمین پر اپنے لوٹنے کا قصہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں یہی تیمم کافی تھا نماز کیلئے کیا ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق نے اس پر قناعت نہیں کی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے حضرت عمر فاروق کے اس قول کو اخذ نہیں کیا بوجہ اسکے کہ بحدیث عمران بن حصین و ابی ذر و عمرو بن العاص وغیرہ ثابت ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی کو تیمم کرنے کا حکم کیا جب کہ وہ پانی پلے۔

احقر نے اس معاملہ میں جہان تک غور کیا یہ معلوم کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا

وہ آریہا الذین آمنوا تقربوا بالصلوۃ وانتم سکاہی حتی تعدوا ما تقولون ولا جنباً الا عابری سبیل
حتی تغتسلوا الا یہ اور آریہ وان کنتم جنباً فاطہروا الا یہ میں تاویل کرتے ہیں۔ لہذا آپ نے انکی تاویل کو رد
نہیں کیا۔ اور انہیں انکی تاویل پر رہنے دیا والا حضرت عمر فاروق جیسے اجل صحابہ کو حدیث تیمم کا نہ پہنچانا ممکن
ہے۔ اور حضرت عمر فاروق چونکہ اتقی و اورع تھے۔ اسلئے یہ بھی عادیہ ناممکن ہے کہ آپ کو حدیث تیمم پہنچنے پر
بھی آپ اُسکے حکم سے تخلف کریں بحز اس کے کہ آپ مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں تاویل کرتے تھے۔ اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی تاویل پر چھوڑ دیا۔ اور تعرض نہیں فرمایا۔ لکھا
لا یخفی۔

ما یلبس المصلی

نمازی کیلئے کیا لباس ضروری ہے

امام بخاری نے بروایت ابی ہریرہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں عرض کیا کہ صرف ایک کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو کیا تم میں سے ہر ایک
کو دو کپڑے مل جاتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت کے بعد حضرت عمر فاروقؓ
ایک شخص نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جرب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دی تو تم بھی لباس میں توسع
کرو۔ بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے کئی کپڑے پہن کر نماز پڑھی ہے۔ بعض نے صرف تہ بند و چادر میں بعض
نے تہ بند و قمیص میں۔ بعض تہ بند و قبا میں بعض نے سراویل (یا جامہ) و چادر میں بعض نے سراویل و قمیص
میں، بعض نے سراویل و قبا میں اور بعض نے تنیان و قمیص میں رادی بیان کرتا ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ابو ہریرہ
نے یہ بھی بیان کیا کہ بعض نے تباں و چادر میں دتباں گھٹنے کو کہتے ہیں جو کمر سے رانوں یا گھٹنوں تک پاگلہ
کی شکل میں سیا جاتا ہے (مترجم) ابو بکر معود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انکے ساتھ صرف
ایک کپڑے سے نماز پڑھی۔ کیونکہ بحر اسکو کوئی اور کپڑا آپ کے پاس نہ تھا۔ ابو بکر بردایت ابن عمر روایت
کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ پچھلے ہوئے کپڑے سے نماز پڑھ
رہا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ یہود کے ساتھ تشبہ پیدا نہ کرو۔ بلکہ جو شخص صرف ایک کپڑا پاتے اُسے
چاہیے کہ تہ بند باندھ لے۔ بروایت ابی ہریرہ ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورت
تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے جمیع ستر کو چھپائے امام بیہقی
نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک کنیز کو دیکھا کہ وہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے اور اوڑھنی
پر چادر آپ نے فرمایا کہ کنیز کیں آزاد عورتیں سے تشبہ کرتی ہیں، ابو بکر حضرت انس سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک کنیز کو مقننہ پہنے دیکھا۔ آپ نے اسے مارا اور فرمایا کہ تم حرائر سے
تشبہ کرتی ہو۔ نیز ابو بکر بروایت عبد اللہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے عبقری فرش
پر نماز پڑھی عبقری قالین کی طرح رنگین و منقش فرش ہوتا تھا۔ نیز ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

عمر فاروق نے مسجد نبوی کیلئے بوریہ خریدے اور بچھا دئیے۔

استقبال القبۃ

نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے اور اسکے متعلقات کا بیان

ابو بکر حدیث ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بین المغرب والمشرق قبلہ ہے۔ (یعنی اہل مدینہ کا) اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک بیت اللہ کی سمت قائم رہے۔۔۔۔۔ امام مالک نے بھی اس کے قریب روایت کیا ہے۔ ابو بکر روایت اسود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ نے اپنے سامنے نیزہ گاڑ کر نماز پڑھنے لگے اور مسافر آپ کے سامنے سے گزرتے جاتے تھے یہی نے بروایت خفیف روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے بیان کیا کہ وہ صحراؤں بیابان میں بوہد باش رکھتے ہیں اگر وہ خود باہر نکل کر نماز پڑھیں تو انہیں سردی لگتی ہے۔ اور اگر انکی زوجہ باہر بھی جائیں تو انہیں سردی لگتی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تم درمیان میں کپڑا ڈال کر نماز پڑھ لیا کرو اس فقر عرض کرتا ہے کہ اس حدیث سے احناف نے تمسک کیا ہے کہ جب عورت مرد کے باقی نماز میں شریک ہو تو فاسد ہو جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر فاروق سے مشہور و معروف نہیں ہے اور نہ ہی اس میں شرکت نماز کا ذکر ہے تاہم حضرت امام شافعی عورت کے شریک نماز نہ ہونے کو مستحب سمجھتے ہیں تاگز نماز میں فتور واقع نہ ہو۔ ۱۲

المسجد

امام بغوی روایت سالم بن عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے مسجد نبوی کی جانب ایک صحن۔۔۔۔۔ بنوایا اور بطیحا کے نام سے موسوم کیا اور کہدیا کہ جو کوئی شعر اشعار پڑھنا چاہے یا بلند آواز سے باتیں کرے۔ اسے چاہیئے کہ اس صحن میں آکر بیٹھا کرے امام مالک نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کیا ہے۔ نیز امام بغوی نے بروایت سعید بن المسیب روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق مسجد نبوی میں آئے۔ دیکھا کہ حضرت حسان بن ثابت شعر پڑھ رہے ہیں حضرت عمر فاروق نے انہیں غیظ کی نگاہ سے دیکھا۔ حضرت حسان بن ثابت نے کہا میں اس وقت بھی اس مسجد میں شعر پڑھنا تھا جب کہ وہ جواب سے بہتر تھے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے یہ کہہ کر حضرت حسان بن ثابت نے حضرت ابوہریرہ کی طرف دیکھا اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں تمہیں یاد ہے یا نہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میری طرف سے جواب دو اور میرے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا اللہم ایدہ بروح القدس۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہاں مجھے یاد ہے۔ پورا قصہ ادب پر مذکور ہو چکا ہے۔ ابو بکر ابراہیم بن سعد نے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو بلند آواز کرتے ہوئے

تو آپ نے اس سے کہا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تم کہاں ہو۔ نیز ابو بکر ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاروق نے مسجد میں آواز بلند کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہم سے اس مسجد میں آواز بلند نہیں کی جاسکتی ابو بکر ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ہر جمعہ کو مسجد میں خوشبو چلاتے تھے۔ نیز ابو بکر مطلب عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد قبائیں آئے اور پڑھی اور نماز پڑھ کر ایک کھجور کی شاخ منگائی اور پھر اسے کھڑا باندھا تمام مسجد میں پھار دے ڈالی نیز ابن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک قوم کو سر راہ نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے مسجد میں جا کر نماز پڑھو۔ انس بن مالک سے ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ حج کے واپس ہوئے۔ تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک مسجد میں لوگ آمد و رفت کر رہے ہیں۔ فرمایا یہاں کیا۔ لوگوں نے کہا اس مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے آپ نے فرمایا اہل کتاب ہاں باتوں میں ہلاک ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو کنگس بنالیا ہے۔ چاہیے کہ جس کی کادقت آجائے وہ اس میں نماز پڑھ لے اور جس کی نماز کا وقت نہ آئے اسے اس میں نماز پڑھنے کی ضرورت ہے؟ ابو بکر تافح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو خبر پہنچی کہ لوگ شجر بیعت الرضوان کی زیارت کرنے کرتے ہیں۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اُسے قطع کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ کھڑا گیا ابو بکر و مسلم معدان بن طلحہ یحیری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ تم دو درخت کھاتے ہو جو مجھے گندے معلوم ہوتے ہیں (پسیا زدن) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں ایک شخص کو دیکھتا تھا کہ اُس کے منہ سے اس کی بو آیا جی تھی تو اُس کا ہاتھ پکڑ کر اسے یقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا۔ پس جو انہیں کھانا چاہے پکا کر کھایا کرے۔ نیز ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ بخران سے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھا ہوا آیا کہ ہم لوگ کعبہ سے بہتر سلف نماز کے لئے اور کہیں جگہ نہیں پاتے۔ آپ نے جواب اُسکے لکھا کہ اُسے بیری کے پانی سے دھو لو اور نماز پڑ لیا کرو۔ ابو بکر معاویہ بن قرۃ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق سے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے گردن پکڑ کر انہیں سترے کی طرف کہ دیا فرمایا اس طرف نماز پڑھو۔ اہل یمین میں سے ایک شخص جسے ہدایا کہا جاتا تھا۔ اسی سے ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا نماز پڑھنے والے نہ پڑھنے والوں کی نسبت مستون مسجد کی طرف بیٹھنے کے زیادہ مستحق ہیں ابو بکر ابن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مسجد نماز پڑھنا غیر مسجد میں نماز پڑھنے کی نسبت سونمازوں سے افضل ہے۔ مگر مسجد الحرام میں نماز پڑھنا اس سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ ابو بکر اسماعیل بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز بھی جہاں بکریاں باندھی جاتی تھیں۔

سنة الاذان

اذان کا جاری کیا جانا

امام بخاری وغیرہ نے بطریق ابن عمر روایت کیا ہے کہ مسلمان جب مدینہ گئے تو اندازے اور اٹکل سے نماز کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ اس وقت تک اذان نہیں دی جاتی تھی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کیوں نہ کسی شخص کو مقرر کر دیا جائے جو لوگوں کو نماز کے لئے پکار دیا کرے اور حدیث روایات سے عبد اللہ بن زید میں ہے جو امام دارمی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عرض کیا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں نے بھی یہی خواب دیکھا جو عبد اللہ بن زید نے دیکھا وہ یہ کہ انہوں نے خواب میں فرشتہ کو اذان کہتے سنا، ابوبکر عبد اللہ بن ہذیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اگر طریقہ اذان جاری نہ کیا گیا ہوتا تو بھی میں اذان دیتا۔

حضرت امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ صبح کی اذان دینے میں جلدی کرو جس طرح صبح کا مسافر سفر کی جلدی کرتا ہے۔ امام ابو داؤد و بروایت مشروح مؤذن حضرت عمر فاروق روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ اذان صبح کی ہی گھنٹل از دقت۔ آپ نے ان سے کہا جا کر پکار دو کہ آپ آج سو گئے (مولف) احقر عرض کرتا ہے۔ اس مسئلہ میں دو قول ہیں اعادہ اور عدم اعادہ۔ حضرت امام شافعی قول ثانی اور حضرت امام ابو حنیفہ قول اول کی طرف گئے ہیں اور ان دونوں قولوں میں جمع بایں طریق ممکن ہے کہ جب امام آجائے تو قبل از دقت اذان دے و بدینی جائز ہے و نہ نہیں۔ امام مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے مؤذن کو تعلیم کی کہ وہ اذان صبح میں کہا کریں۔ الصلوۃ خیر من النوم۔ الصلوۃ خیر من النوم۔ ابوبکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو محذورہ نے اذان صبح کے بعد الصلوۃ الصلوۃ کہا۔ یعنی نماز کے لئے آؤ۔ نماز کے لئے آؤ۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کیا تم بیوقوف ہو گیا یہ الفاظ تمہاری زبان میں نہ تھے جو تم بعد اذان کہہ رہے ہو۔ ہم اسی وقت تو آتے ہیں جس وقت کہ آیا کرتے ہیں۔ ابوبکر ابوالزبیر مؤذن بیت المقدس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ان کے پاس آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ آذان آہستہ آہستہ کہا کریں اور بحکمیر جلد جلد۔ بغوی کی روایت بھی اس کے ہم معنی ہے۔ ۱۲۔

مواقیات الصلوۃ

اوقات نماز اور اسکی محافظت

امام مالک بروایت نافع (ابن عمر) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے اعمال کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے بڑا اور اہم کام نماز ہے جس نے نماز کی حفاظت اور اس پر مداومت کی اسنے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اور چیزوں کو پہلے ضائع کر دے گا اس کے بعد آپ نے لکھا کہ نماز ظہر اس وقت پڑھا کرو جب کہ تمہارا سایہ ایک ہاتھ رہ جائے جب تک

را سایہ تمہارے برابر ہو اور نماز عصر پڑھو در آں حالیکہ آفتاب بلند ہو اور اُسکی روشنی سفید و صاف ہو اور عوار نماز عصر پڑھ کر دو فرنگ مسافت غروب شمس سے پہلے طے کر لے اور نماز مغرب پڑھو سورج غروب ہو ہی اور نماز عشا شفق غائب ہو نیکی بعد سے ایک تہائی رات تک پڑھ سکتے ہو اور جو قبل نماز سو جائے رہے کہ اسکی آنکھ نہ لگے تین دفعہ فرمایا اور نماز صبح ایسے وقت پڑھا کر کہ تارے نظر آرہے ہوں۔ اور اسکی تاریکی صبح صادق کی روشنی سے مختلط ہو۔ نیز امام مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو اشعری کو لکھا کہ وہ نماز پڑھا کریں۔ جب دن ڈھل جائے اور نماز عصر اسوقت جب کہ آفتاب کی روشنی اور صاف ہو۔ قبل ازیں کہ اس میں زردی آئے اور نماز مغرب جب کہ آفتاب غروب ہو اور نماز عشا تک کہ سونے کا وقت آئے۔ اور نماز صبح جب کہ تارے صاف نظر آتے ہوں۔ اور شب کی تاریکی صادق کی روشنی میں مختلط ہو۔ نیز آپ نے لکھا کہ وہ نماز صبح میں بڑی بڑی سموتیں پڑھا کریں۔

اور ہشام بن عروہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ وہ نماز عشا ثلاث لیل تک پڑھا کریں اور اس سے بھی تاخیر کرنا چاہیں تو نصف شب تک۔ حضرت امام مالک و حضرت امام شافعی بروایت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز صبح حضرت عمر فاروق کے پیچھے پڑھی۔ جس کی رکعتوں میں آپ نے سورہ فاتحہ و سورہ ج ج پڑھی اور بہت آہستہ آہستہ حضرت عبداللہ بن عامر کے شاگرد بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہ حضرت عمر فاروق طلوع فجر سے ہی نماز کے لئے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں گئے تو حضرت عبداللہ بن عامر فرمایا ہاں۔ حضرت امام مالک اپنے عم ابو سہل بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ وہ کے روز عقیل بن ابی طالب کا مصلے دیکھا کرتے تھے جو مسجد نبوی میں غریبی دیوار کی جڑ میں بچھا دیا جاتا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق نماز پڑھانے کے لئے نکلتے تو دیوار کا سایہ اس تمام مصلے پر چھا جاتا پھر آپ جمعہ پڑھا کر واپس آتے اور قیلولہ کرتے۔ ابو بکر ابو الجحزی سے روایت کرتے ہیں کہ گرمیوں کے دنوں حضرت عمر فاروق ایسے وقت نماز پڑھ کر فارغ ہوتے کہ جانیوالا مسجد قبا تک جاتا اور اہل مسجد قبا نماز میں پاتا۔

ابو بکر عبدالرحمن بن سابط سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو محذورہ سے فرمایا کہ تم ایک تہ پیش کے مقام پر رہتے ہو۔ لہذا تم نماز ذرا ٹھنڈے وقت پڑھ لیا کرو۔ نیز ابو بکر منذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ان سے کہا کہ تم نماز ظہر ذرا ٹھنڈے وقت پڑھا کر و کیونکہ نماز آفتاب رخ کی لپیٹ ہے۔ امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نماز ظہر کو ذرا ٹھنڈے وقت پڑھو اور دوزخ کی لپیٹ سے بچو۔ امام شافعی ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق مدینہ طیبہ کے بازار زرارہ میں ملے آپ نے ان سے کہا کہ نماز کو فرمایا تم نے دیر کی جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے نماز عصر پڑھی اور جب آپس سے توان کی کنیزک نے جو بیر رومہ پر پانی بھرنے گئی ہوئی تھی دیر لگائی۔ اس لئے بیر رومہ گئے اور جب اس آئے تو سورج اونچا تھا۔

ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نماز مغرب میں تاروں کے دکھائی دینے کا انتظار نہ کرو۔ نیز ابوبکر سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا نماز عشاء میں جلدی کرو۔ قبل ازیں کہ کام کرنے والا سستی کرے اور مریض سو جائے۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ بدلی کے دن ظہر میں تاخیر کرو اور عصر میں تعجیل۔ ۱۲

الحديث بعد العشاء

عشاء کے بعد باتیں کرنا

حضرت امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عشاء کے باتیں کرنا مگر متعلق نماز اور تلاوت قرآن کے سوا برکت کو کم کرتا ہے۔ ابوبکر سلیمان بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اے سلیمان میں عشاء کے بعد باتیں کرنا مذموم سمجھتے ہوں ابوبکر ابن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے۔ اور کہا میں آپ سے باتیں کرنے آیا ہوں۔ فرمایا اس وقت عرض کیا وہ دین کی باتیں ہیں۔ ابو موسیٰ بیان کرتے کہ پھر ہم بہت رات تک باتیں کرتے رہے۔ ۱۳

حضور الجماعت

نماز جماعت سے پڑھنا۔ تکبیر اولیٰ میں شرکت اور چند مسائل متعلقہ کا بیان

ابوبکر عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نماز عشاء و نماز صبح جماعت سے پڑھنا مجھے اس سے بھی زیادہ پسند ہے کہ میں عشاء سے صبح تک زندہ رہوں۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے جب کہ تکبیر کہی جا رہی تھی نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے ڈانٹا اور فرمایا جب مؤذن تکبیر کہنے لگے تو پھر کوئی نماز بجز اس نماز کے جس کے لئے تکبیر کہی جاتی ہے جائز نہیں۔ نیز ابوبکر ابوعثمان الہندی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آٹھ (اور حضرت عمر فاروق اس وقت نماز میں آتے) اور مسجد کے ایک جانب سنت فجر پڑھتا اور پھر جماعت میں شریک ہو جاتا۔

ابوبکر ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق جب صف میں کسی لڑکے کو دیکھتے تو اسے پیچھے کر دیتے۔ نیز ابوبکر مجلز سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور صفیں برابر کر رہے تھے کہ ایک شخص آگے بڑھے اور دیر تک حضرت عمر فاروق سے باتیں کرتے رہے۔ ابوبکر نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جس مقتدی اور امام کے درمیان راستہ ہو یا نہر یا دیوار تو گویا وہ امام کے پیچھے نہیں (یعنی اس کی اقتداء صحیح نہیں) نیز ابوبکر ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی ایک زوجہ محترمہ نماز عشاء و نماز صبح مسجد میں شریک جماعت ہو کر پڑھتی تھیں ان

سے کہا گیا کہ تم مسجد میں کیوں جاتی ہو۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروق بغیرت کھاتے ہیں اور اسے پسند نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کرتے۔ کہا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث آپ کو اس سے مانع آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لا تمنعوا آلہ مساجد اللہ اللہ کی بندگی والہ کی مسجد میں آنے سے نہ روکو۔ حضرت امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ ایک عجمی شخص امامت کے لئے آگے بڑھے مگر بن محرز نے انہیں روک دیا حضرت عمر فاروق نے ان سے اس کی دھم پوچھی۔ انہوں نے کہا وہ ایک عجمی شخص ہیں میں نے مجھے خیال ہوا کہ بعض حاجی ان کی قرأت سنیں گے۔ اور سنکر ان کی عجیبیت و محاراج کے کما بینغی ادا نہ کر سکیں گرفت کریں۔ پوچھا کیا تم نے اسی لیے کیا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں فرمایا تم نے اچھا کیا امام مالک (امام شافعی رحمہ اللہ) معتبر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بعد زوال حضرت عمر فاروق کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا لہذا یہ بھی ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے آپ نے انہیں اپنے برابر کر لیا۔ بعد ازاں آپ کا غلام برقا آیا اور ہم دونوں بھی صاف باندھ کر کھڑے ہوئے۔ امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں کو پیچھے کر دیا۔ یعنی آپ آگے بڑھ گئے۔ اور نماز پڑھائی۔ ابوبکر بن نیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ پہلے کھانا کھا لو۔ اور پھر نماز پڑھو۔ امام مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کوئی اپنے سر پر بھینچ کر ہرگز نماز نہ پڑھے۔ یعنی قضائے حاجت کے وقت نماز پڑھے۔

صفة الصلوة

طریقہ نماز اور اس کے متعلق مسائل

امام مالک و امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اول لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم کرتے تھے جب صفیں برابر کر لی جاتیں تب آپ تکبیر کہتے ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خود بذاتہ سنا کہ حضرت عمر فاروق نے تکبیر کہی اور تکبیر کہہ کر سبحانک اللہم و بحمدک و قباہک اسمک و تعالیٰ حمدک و لا الہ غیرک۔ اس کے بعد احوذ بالہ پڑھتے۔

امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ سے بہت سے لوگ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے۔ طریقہ نماز دریافت کرنے کے لئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کی اور یہ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے سبحانک اللہم و بحمدک و قباہک و تعالیٰ حمدک و لا الہ غیرک باذان بلند پڑھا۔ امام محمد بن الحسن نے فرمایا کہ آپ نے تعلیم کی غرض سے باذان بلند پڑھ کر سنایا۔ ابوبکر اور بیہقی بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نماز میں ہاتھ کندھ کے برابر اٹھاتے تھے۔ ابوبکر بروایت عبادہ بن ربیع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ وہ نماز کافی نہیں جس میں سورہ فاتحہ اور کم از کم دو آیتیں نہ پڑھی جائیں۔ حضرت امام شافعی نے اپنے مذہب قدیم کی تائید کرتے ہوئے روایت کیا کہ حضرت عمر فاروق نے نماز پڑھی اور قرأت نہیں کی لہذا حضرت

امام شافعی نے اپنا مذہب قرار دیا کہ اگر کسی نماز میں قرأت نہ کی جائے تو کوئی حرج نہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے نماز مغرب پڑھی اور قرأت نہ کی لہذا نماز کا اعادہ کیا۔

احقر عرض کرتا ہے کہ حضرت امام شافعی کا مذہب قدیم یہ تھا کہ قرأت مسدّت ہے پھر بعد میں آپ نے رجوع کیا اور فرمایا نماز میں قرأت کرنا فرض ہے اور روایت قدیم میں حضرت عمر فاروق کے قرأت نہ کرنے کو ترک سورت پر محمول کیا ہے۔ امام مالک و امام شافعی نے بروایت حضرت انس روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی قرأت نماز الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ الرحمن نہیں پڑھتے تھے۔ ابوبکر و اصحاب السنن نے بروایت عبد اللہ بن مغفل روایت کیا ہے کہ ان کے والد بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی اور انہیں نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔ لہذا جب نماز میں قرأت شروع کر دے تو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کر دے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے پیچھے ستر دفعہ نماز پڑھی ان نمازوں میں سے کسی نماز میں حضرت عمر فاروق نے بسم اللہ الرحمن الرحیم بآواز نہیں پڑھی۔ نیز ابوبکر بروایت عبد اللہ بن ابزی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بآواز پڑھی۔

احقر عرض کرتا ہے اہل مدینہ و اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے ترک الجہر باتسمیہ روایت کیا ہے اور اہل مکہ نے حضرت عمر فاروق سے جہر البسمۃ روایت کیا ہے۔ لہذا فقہائے ملت کو ان دونوں روایتوں میں سے ایک کو ترجیح دینے کی ضرورت واقع ہوئی۔ حضرت امام شافعی نے بروایت جہر البسمۃ کو ترجیح دی لیکن بقول امام محمد جو دعائے افتتاح سبحانک اللہم میں مذکور ہوا۔ ان جمیع روایات پر نظر ڈالنے سے قیاس بتلاتا ہے کہ جن بعض نمازوں میں حضرت عمر فاروق کا بسم اللہ کو بآواز پڑھنا مذکور ہے۔ بغرض تعلیم تھا۔ احقر کی رائے میں وجہ اختلاف یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ہشام بن حکیم کے قبضہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا کہ قرآن مجید سات لہجوں اور لغتوں میں نازل ہوا۔ ہر ایک لغت ولہجہ کافی و شافی ہے۔ لہذا حضرت عمر فاروق نے جانا کہ بسم اللہ کے ساتھ قرأت و نماز شروع بایں وجہ کی کہ وہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے۔ لغت و حروف صحیح ہے اور اسی طرح ترک کرنا بھی صحیح ہے مگر بایں وجہ کہ بسم اللہ کو جزو سورت سمجھنا کتا بہت و تلاوت قرآن منوں و مشروع ہے نہ نماز میں یا بایں وجہ کہ بسم اللہ جزو سورت ہی نہیں بلکہ وہ سورتوں کے درمیان فاصل واقع ہوتی ہے۔ لہذا بعض اوقات آپ نے وجہ اول پر عمل کیا اور بعض اوقات وجہ ثانی پر۔

قرآن خلف الامام

بہیقی نے بروایت یزید بن شریک روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے قرأت امام کا مسئلہ پوچھا کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی چاہیے یا نہیں آپ نے فرمایا سورہ فاتحہ پڑھ کر دو۔ انہوں نے پوچھا کہ اگرچہ آپ کے پیچھے ہی ہوا کر دوں فرمایا ہاں اگرچہ خود میں ہی امام کیوں ہوں۔ پھر کہا اگرچہ آپ قرأت باواز پڑھ رہے ہوں فرمایا ہاں اگرچہ میں قرأت باواز پڑھ رہا ہوں تعرض کرتا ہے کہ اہل کوفہ نے اصحاب عمر کوفین سے روایت کیا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے بین الروایتین احقر کے نزدیک باین طریق ممکن ہے کہ ترک قرأت کی وجہ یہ ہے کہ قرأت سے ازعت بقراءت امام لازم آتی ہے اور قرأت خلف الامام اس امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ قرأت امام ات مقتدی سے اور یا قرأت مقتدی قرأت امام سے مزاحم واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ نماز میں اجابت اور توجہ الی اللہ مطلوب ہوتی ہے اور قرأت مقتدی اس کی مزاحم واقع ہوتی ہے لہذا جو جس اس مزاحمت و تنازع کو اٹھا سکے وہ امام کے پیچھے قرأت کرے اور جو نہ اٹھا سکے ترک کرے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲

تطویل القراءۃ وقصرھا

حسب وقت قرأت زیادہ یا کم کرنا

ابوبکر بروایت احنف روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے پیچھے نماز پڑھی پہلی ات میں آپ نے سورہ یونس اور دوسری میں سورہ ہود پڑھی اور زید بن وہب کی روایت میں ہے آپ نے نماز صبح میں سورہ کہف پڑھی۔ عبداللہ بن عامر کی روایت میں ہے کہ سورہ یوسف پڑھی۔ یہ ترتیل پڑھی عبداللہ بن شہاد فرماتے ہیں میں نے عمر رضی اللہ عنہ کی گھٹی گھٹی آواز نماز صبح میں سنی آپ یہ آیتیں سورہ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے رانا اشکواشی و حزنی الی اللہ اور حضرت امام مالک و حضرت اشافعی کی روایت اُدپر گزر چکی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا کہ وہ نماز صبح ایسے وقت پڑھا کریں کہ جب تارے صاف نظر آتے ہوں اور شب کی تاریکی صبح دق کی روشنی میں مخلوط ہو اور کہ وہ صبح کی نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھا کریں۔ ابوبکر ابی منوکل سے یہ ہیں کہ عمر فاروق نے نماز ظہر میں سورہ قاف اور سورہ ذاریات پڑھی۔

ابوبکر زرارہ بن ادنیٰ سے راوی ہیں زرارہ فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے مجھے عمر رضی اللہ عنہ کا خط دکھایا میں لکھا تھا کہ "مغرب میں قصار مفصل پڑھو" ابوبکر عمر دین میمون سے راوی ہیں کہ آپ نے (عمر رضی اللہ عنہ) بزم میں والتین اور الم ترکیف پڑھی نیز ابی بکر زرارہ بن ادنیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں ابو موسیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط دکھایا جس میں لکھا تھا کہ "عشاء میں اوساط مفصل پڑھو اور یہی الی رافع سے نقل

کرتے ہیں کہ آپ نے ابی رافیٰ حضرت عمرؓ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی جس میں امیر المؤمنین نے انا السہما
 انشقت پڑھی۔ ابوبکر بروایت ابی رافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نماز میں سورہ بقرہ کی قریب
 سو آیتیں پڑھا کرتے تھے اور پھر سورتھائے مثانی میں سے کوئی سورت یا سورتھائے مفصل میں سے
 کسی سورت کی صورت آیات ضم کر لیتے۔ یا سورہ آل عمران کی سو آیتیں پڑھا کرتے تھے اور سورت
 ہائے مثانی میں سے کوئی سورت یا مفصل میں سے کسی سورہ کی صورت آیات ضم کر لیتے۔ احقر عرض
 کرتا ہے اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز صبح کی رکعتوں میں سے پہلی رکعت کو دوسری رکعت
 کی نسبت طویل کرنا چاہیے۔ ابوبکر بروایت معمر بن سوید روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر
 فاروق کے ساتھ حج کرنے گئے تو آپ نے نماز صبح میں اتم تر ولایلاف پڑھی اور عمر بن مہمون آ
 روایت ہے کہ اثنائے سفر میں حضرت عمر فاروق نے نماز صبح میں قل یا ایہا الکافرون اور قل
 اللہ پڑھی۔ امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے صبح
 کی نماز پڑھائی جس میں آپ نے پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں لا
 قریش پڑھی۔ امام محمد فرماتے ہیں ہم اس قدر قرأت کو کافی سمجھتے ہیں تاہم مقیم کے لئے مستحب ہے
 کہ وہ صبح کی نماز میں قرأت کو طویل کرے۔

ابی بکر یحییٰ بن عبدالرحمن حاطب سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے آل عمران قطع کر کے عشاء کی
 دونوں رکعتوں میں پڑھی۔

امام شافعی بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کا
 نماز ظہر میں سورہ حج پڑھتے سنا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اس سے حضرت امام شافعی استدلال
 کرتے ہیں کہ جہر و اخفاء اپنے اپنے مواقع پر واجب نہیں۔ احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ
 ایک کلمہ یا چند کلمات کا سنائی دینا اخفاء کی حد و تعریف سے نہیں نکل سکتا اور جب نہیں نکل سکا
 تو روایت وجوب اخفاء روایت وجوب جہر کے منافی نہیں ابوبکر و امام بخاری بروایت جابر بن سمہ
 روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے جب حضرت سعد کی شکایت کی تو آپ نے انہیں بلا کر دریافت
 کیا انہوں نے کہا میں انکو اسی طرح نماز پڑھاتا ہوں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں
 نے پڑھتے دیکھا ہے۔ پہلی دو رکعتوں کو میں طویل کرتا ہوں اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں
 آپ نے فرمایا اے ابواسحق میرا بھی تمہارے ساتھ یہی خیال تھا۔ ابوبکر بروایت ابی عثمان
 کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نماز ظہر میں پہلی رکعت کو طویل کرتے تھے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ اس میں حضرت امام شافعی کے قول کی دلیل ہے کہ ہر نماز کی پہلی رکعت
 کو طویل کرنا مستحب ہے۔

ابوبکر۔ بخاری جابر بن سمہ سے ناقل میں کہ جب لوگوں نے حضرت سعدؓ کی شکایت کی
 آپ نے ان کو دایں بلایا تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کو البتہ حضور اکرمؐ کی نماز سے مشابہ نماز پڑھتا

ن۔ جس کی صورت یہ ہے۔ کہ پہلی دو رکعتیں صویل کرتا ہوں۔ اور آخری قسیر، جواب میں نفرت
رض نے فرمایا ”اے ابا اسحق میرا گمان بھی تم سے یہی ہے۔“

ابوبکر ابی عثمان سے روای ہیں کہ عمر زوال شمس کے وقت نماز پڑھتے اور پہلی رکعت طویل
رہتے۔

(قلت) میرا خیال ہے۔ اس میں امام شافعی کیلئے ان کے قول پر دلیل ہے کہ انہوں نے ہر نماز
پہلی رکعت طویل کرنے کو مستحب کہا۔

البکاء فی الصلوٰۃ

نماز میں رقت ہونا

ابوبکر بردایت عبداللہ بن شداد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز صبح میں حضرت عمر فاروق
نے رونے کی آواز سنی کہ آپ کے گلے میں ہچکی بندہ گئی۔ آپ آیہ انما اشکوا شی وجنہ فی
اللہ پڑھتے جاتے تھے اور رقت آپ پر طاری ہوتی جاتی تھی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ
اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ اگر نماز میں بکاؤ رقت طاری ہو۔ مگر بخیال آخرت تو یہ بکاؤ رقت
نہ نماز نہیں۔

رفع الیدین

نماز میں ہاتھ اٹھانا

ابوبکر امام ترمذی اور امام شافعی نے بروایت اسود عن عبداللہ روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہر اٹھنے اور جھکنے اور قیام و قعود کی وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے نیز ابوبکر امام بغوی اور
ام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع
رقومہ میں ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ نیز ابوبکر بروایت اسود روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت
عمر فاروق کے ساتھ نماز پڑھی تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق نے بحر تبکیر تحریمہ کے
رکسی وقت ہاتھ نہیں اٹھایا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ شافعیہ و حنفیہ نے ترجیح روایات میں
ہاتھ کچھ بحث کی ہے (جو کتب حدیث و فقہ کی شروح وغیرہ میں مفصل مذکور ہے مترجم)
عمر کے خیال میں بعض وقت حضرت عمر فاروق کے رفع یدین کرنے اور بعض وقت نہ کرنے کی
وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ رکوع اور قومہ کے وقت رفع یدین کرنا مستحب جانتے
تھے اس لئے بعض وقت کیا اور بعض وقت نہیں۔ جیسا کہ آپ نے سجدہ تلاوت
میں بیان کیا ہے۔

تسبیحات الراءع والسجود

امام شافعی نے بروایت ابی عبدالرحمن السلی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ گھٹنوں کا پکڑنا تمہارے لئے سنت کیا گیا ہے سو تم گھٹنوں پکڑ لیا کرو۔ امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے تھے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اسے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت امام ابوحنیفہ نے ترک تطبیق پر حجت گردانا ہے۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بن میسرہ روایت کرتے ہیں انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق رکوع و سجود میں پانچ تسبیحیں پڑھتے تھے سبحان اللہ و بحمدہ۔ نیز ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رکوع سے سر اٹھاتے تو . . . سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ نیز ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق گھٹنوں پر زور دینے ہوئے سجدے میں جاتے تھے بروایت حسن ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ بنی آدم کا سجدنا اعضاء پر کیا گیا ہے۔ پیشانی۔ پھیلنیں۔ گھٹنوں اور دونوں قدم۔ ابوبکر بروایت ابی ہند الشامی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے سجدہ کرنا چاہے چاہیے کہ اپنی پھیلیوں کو زمین پر بچھالیا کرے۔ بروایت زید بن دہب ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو کوئی شدت گرمی یا سردی کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو چاہیے کہ کپڑے پر سجدہ کر لے۔

القنوت فی الصلوۃ

نماز میں دعائے قنوت پڑھنا۔ (یہ دعا قنوت وتر کے ماسوائے)

امام شافعی بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق نماز صبح میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے تھے ابوبکر بروایت مالک الاشجعی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی کیا ان میں سے کسی کو آپ نے دعا قنوت پڑھتے دیکھا انہوں نے کہا اے فرزند من یہ ایک دہرا شدہ امر ہے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز فجر میں دعا قنوت نہیں پڑھی اور بروایت زید بن دہب ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ نماز فجر میں کبھی کبھی حضرت عمر فاروق دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ ایک دای سے جاتے اور حضرت عمر فاروق ایک دای سے

میں اسی دادی سے جاتا جس سے حضرت عمر فاروق جاتے۔ اگر حضرت عمر فاروق نے دعائے قنوت پڑھی ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود ضرور پڑھتے۔ ابوبکر بروایت ابی عثمان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ہمارے ساتھ بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھتے تھے اور اس پر ہاتھ اٹھاتے کہ آپ کے دونوں ہاتھ اور بازو صاف نظر آنے لگتے۔ اور آپ کی آواز مسجد کے پیچھے سے سنائی دیتی۔ نیز ابوبکر بروایت زید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز صبح میں رکوع میں دعائے قنوت پڑھی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ جب قنوت کے متعلق روایات فی وثبات دونوں پائی گئیں تو فقہائے کرام کو بعض سے بعض کو ترجیح دینے کی ضرورت واقع ہوئی۔ ہذا انہوں نے مادیوں اور کثرت طرق روایات وغیرہ امور پر نظر ڈال کر دعائے قنوت پڑھنے یا نہ پڑھنے پر یہ کہ اسے قبل رکوع پڑھنا چاہیے یا بعد رکوع اختلاف کیا اور اس کے متعلق ان کے اقوال مذہب کتب فقہ میں مشہور و معروف ہیں۔ احقر کے نزدیک امر پسندیدہ یہ ہے کہ اس کے متعلق اختلافات کو اختلاف احوال و ازمینہ پر محمول کرنا چاہیے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام قنوت پڑھا ہے۔ مگر جب رنجہ واقعات پیش آتے تو پڑھتے تھے ورنہ نہیں پس جو شخص کبھی پڑھے اور کبھی نہ پڑھے وہ مصیبت ہے اور جو ہمیشہ مگر اس خیال سے کہ رنجہ واقعات و امور پے درپے ہمیشہ واقع ہوتے رہتے ہیں وہ بھی مصیبت ہے اور جو کبھی نہ پڑھے وہ بھی مصیبت ہے۔ اس لئے کہ وہ سنن روایت سے نہیں بلکہ امور و واقعات عظیمہ سے مختص ہے۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنا بہتر ہے اگر پڑھنا چاہیے۔ لیکن خود آپ نے ترک قنوت اختیار کیا ہوا تھا۔ اور امام احمد اور اسحق فرماتے ہیں نماز صبح میں نہ پڑھی جائے۔ مگر مصیبت نازلہ کی وقت جو مسلمانوں پر آئے اور امام کو چاہیے کہ دعائے قنوت پڑھتے ہوئے جیوش مسلمان کے لئے دعا مانگے۔

التشهد

نماز میں التحيات پڑھنا

ابوبکر و محمد بن الحسن بروایت حمید بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا نماز بدون تشهد نہیں ہوتی۔ محمد بن الحسن کی روایت بایں الفاظ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو فرماتے سنا کہ بدون تشهد نماز جائز نہیں۔ حضرت امام مالک و حضرت امام شافعی نے بروایت عبدالرحمن بن عبد القاری روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ منبر پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو تشهد سکھلا رہے تھے کہ تشهد اس طرح پڑھا کر۔ التحيات لله الزكيات لله الطيبات والصلوات لله السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين۔ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبداً ورسوله اور۔

... بغوی کی روایت میں الطیبات لله والصلوات لله کے ساتھ ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمت فرمایا ہیں کہ یہی تشہد ہمیں علمائے سابقین نے سکھلایا تھا۔ جب کہ ہم خورد سال تھے۔ اسکے سوا ہمیں اس تشہد کا اسناد معلوم ہوا۔ اور نیز وہ تشہد جو لمحاظ الفاظ اس سے مختلف ہے مگر پہلے تشہد سے اثبت اسناد ہمیں معلوم نہیں ہوا۔ یہی حضرت امام شافعی کا مذہب قدیم تھا۔ پھر مذہب جدید میں حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے کہ ہمیں اپنے اصحاب سے ایک حدیث تشہد پہنچ جس کی سند ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ لہذا ہم نے اس کی طرف رجوع کیا۔

ترمذی اور بغوی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور صعود نہیں کرتی جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔ ابوبکر بروایت عمر بن مہمون حضرت عمر فاروق سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اعوذ باللہ من الجبن والخلل وعذاب القبر وفتنه الصدرا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ بعض احادیث میں اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل تسبیح پڑھا کرتے تھے یعنی سلام پھیرنے سے پہلے ابوبکر بروایت حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق نماز ایک ہی سلام پر ختم کرتے تھے حضرت امام شافعی نے بروایت حضرت ابن مسعود روایت کیا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے دامنِ جانبِ سلام پھیرتے ہوئے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ احقر عرض کرتا ہے اس امر میں اختلاف کیا گیا ہے کہ بہ تسلیم واحد نماز ختم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ احقر کے نزدیک بہ تسلیم واحد نماز ختم کرنا بدوں کراہت جائز ہے مگر تسلیتیں احب و اکمل ہیں حضرت عمر فاروق کبھی یہ تسلیم واحد نماز ختم کرتے تھے اور کبھی یہ تسلیتیں جیسا کہ سجدہ کہ تلاوت کبھی کرتے تھے کبھی نہیں۔

وقوع الشك في الصلوة

رکعات نماز میں شک واقع ہونا

بیہقی بروایت حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے صحابہ کرام سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا حضرت عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی کو شک واقع ہو کہ اس نے دعا

تین پڑھیں ہیں یا تین تو چاہیئے کہ انہیں دو رکعتیں کر دے اور جب شک واقع ہو کہ تین چار تو چاہیئے کہ انہیں تین رکعتیں کر دے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق نے اس نیت کو اخذ کیا۔

سجدۃ التلاوة

امام مالک و امام شافعی نے بروایت عروہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے منبر پر آیہ سجدہ تلاوت کی اور اتر کر سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ اور لوگوں نے بھی۔ اسی طرح مرد و سربے جمعہ بھی آپ نے آیہ سجدہ تلاوت کی لوگوں نے قصد کیا کہ سجدہ کریں آپ نے کہا نہیں اپنی جگہ بیٹھے رہو اللہ تعالیٰ نے ہم پر سجدہ تلاوت اس وقت فرض نہیں کیا ہے اری مرضی ہے اگر چاہیں تو سجدہ کر لیں۔ غرض آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو منع کیا۔

ابوبکر بروایت ابی قلابہ اور حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مفصل میں سجدہ نہیں۔ احقر عرض کرتا ہے غالباً آپ کا مطلب یہ ہوگا کہ بطریق سنت و کدہ سنت نہیں۔ نیز ابوبکر بروایت حصین بن سبرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے پیچھے نماز پڑھی۔ جس میں آپ نے رکعت اولیٰ میں سورہ یوسف اور رکعت ثانیہ میں سورہ النجم پڑھی۔ اور سجدہ کیا اور پھر کھڑے ہو کر سورہ اذالزلزلت پڑھی اور رکوع کیا ابوبکر بروایت ابی رافع الصائغ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے ساتھ نماز عشاء پڑھی۔ جس میں آپ نے سورہ اذالسماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی اور بروایت ابن عمر ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے سورہ حج میں دو سجدے کئے۔ نیز ابوبکر بروایت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو سورہ صت میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

ابوبکر بروایت عمر بن محمد بن حاجب روایت کرتے ہیں کہ وہ عظامائے عجم میں سے ایک شخص سے ملاقی ہوئے۔ اور وہ اسے بھک کر سلام کرنے لگے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا سر نہ جھکاؤ سجدہ صرف اللہ واحد۔ قہار کے لئے ہے۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے پاس جب فتح کی خبر آتی یا آپ غمی معذور شخص کو دیکھتے تو سجدہ شکر بجالاتے۔ ابوبکر بروایت منصور روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق سجدہ شکر بجالایا کرتے تھے۔ ۱۲

الاشارة فی الصلوة

نماز میں اشارہ کرنا

ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھی جس میں آپ نے سورہ لایلاف قریش پڑھی۔ جب آہ فلیعبد رب ہذا البیت پر پہنچے تو بیت اللہ کی طرف اشارہ کیا۔ احقر عرض کرتا ہے۔ اس میں دلیل ہے نماز میں اشارہ مفہم کرنے کی طرف۔ ابوبکر بروایت عروہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں نماز میں جزیرہ بحرین کا حساب کرتا ہوں۔ نیز ابوبکرؓ نے ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں نماز میں جیوش اسلام کا سامان تیار کرتا ہوں اگر دونوں روایتیں صحیح ہیں تو بحالت اضطراب پر محمول اور یا یہ کہ دینی امور کا خیال مبطل نماز نہیں (مترجم)

الجمع بین الصلوتین

دو نمازوں کا جمع کرنا

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ جمع بین الصلوتین کبائر سے ہے۔ احقر عرض کرتا ہے اس سے اخاف نے استدلال کیا ہے کہ دو نمازوں کا جمع کرنا سفر میں بھی جائز نہیں۔ حضرت امام شافعی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ روایت زیادہ سے زیادہ مرسل ہے اگر صحیح ہو اور شک نہیں کہ سفر و باران عاف قوی ہیں اور کیوں عذر قوی نہ ہوں جب کہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے تبوک میں دو نمازیں جمع کیں اور حضرت عمر فاروق حکم اللہ و رسول سے ہماری نسبت زیادہ واقف تھے۔ پھر اس سے کیونکر منع کرتے۔

صلوة الوتر

ابوبکر بروایت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے نماز وتر کے بعد عشاء سونے سے پہلے۔ حضرت عمر فاروق سے دریافت فرمایا آپ نے کیا کیا آخر شب حضرت صدیق سے آپ نے فرمایا کہ آپ نے حزم و احتیاط کو لے لیا ہے اور حضرت عمر فاروق سے آپ نے فرمایا کہ آپ نے قوت کو لے لیا ہے۔ ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا آخر شب میں مجھے

تر پڑھنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں تہجد پڑھوں اور صبح ہوتے وتر ابوبکر بروایت کچھ روایت
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نماز وتر تین رکعت پڑھی بغیر درمیان میں سلام کے نیز
ابوبکر بروایت انس بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے
ابوبکر بروایت قاسم روایت کرتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرش پر وتر پڑھا کرتے
تھے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق وتر میں دعائے قنوت قبل
کوع پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس
نے دعائے قنوت پڑھی حضرت عمر فاروق ہیں۔ راوی کہتا ہے عطاء سے پوچھا نصف آخر
مضان میں انہوں کہا ہاں۔ احقر عرض کرتا ہے دعائے قنوت ہمیشہ پڑھنے میں ہمیشہ اختلاف
کیا گیا ہے۔ احقر کے نزدیک بہتر امر یہ ہے کہ وتر میں ہمیشہ دعائے قنوت پڑھتا ہے
درجہ صرف نصف آخر رمضان میں پڑھتا ہے وہ اسراہم کو لیتا ہے کیونکہ ان ایام میں قبول دعا
کی زیادہ امید ہوتی ہے۔

سنت الفجر

ابوبکر بروایت عبداللہ بن عمر اور وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ قبل
نماز فجر دو رکعتیں ہیں اور بعد نماز مغرب دو رکعتیں ہیں۔ ابوبکر بروایت سعید بن جبیر
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ قبل نماز فجر کی دو رکعتیں مجھے شرح انٹوں
سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں۔ نیز ابوبکر بروایت ابن المسیب روایت کرتے ہیں
کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو دیکھا کہ سنت فجر پڑھ کر لیٹ گیا ہے۔ فرمایا
اے لکڑی مار کر اٹھا دو۔ احقر عرض کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر
پڑھ کر جب کبھی لیٹ جاتے تو آپ کا یہ لیٹ جانا بطریق عبادت نہ تھا بلکہ بطریق
دفع طلال و تکان تھا۔ ۱۲

سنت الظهر

ابوبکر بروایت عبداللہ بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو قبل
ظہر چار رکعتیں پڑھتے دیکھا۔ نیز ابوبکر بروایت ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
فاروق نے ان چار رکعتوں میں سورہ ق پڑھی۔ نیز ابوبکر بروایت ثون بن عبداللہ روایت
کرتے ہیں کہ انہوں نے قبل ظہر عمر فاروق کو چار رکعتیں پڑھتے دیکھا۔ احقر عرض کرتا ہے۔
کہ شاید یہ چار رکعتیں صلوٰۃ بعد الزوال ہوں اور یہی ظن غالب ہے۔ اور محتمل ہے کہ یہ سنن
دعائے ظہر سے ہوں۔

ابوبکر بروایت ابی تمیمہ اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - حضرت صدیق - حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی اور کہا کہ نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک کوئی نماز نہیں - ابوبکر بروایت ابن عباسؓ پڑھتے کرتے ہیں کہ آپؐ نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق نماز عصر کے بعد نماز پڑھنے پر مارنے لگے تھے حضرت امام مالک بروایت سائب روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ آپؐ منکدر کو بعد عصر نماز پڑھنے پر مارنے لگے تھے - امام ابوحنیفہ ابراہیم نخعی - روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ نے مغرب سے پہلے یعنی بعد نماز عصر کوئی نماز نہیں پڑھی - ابوبکر بروایت زید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شخص کو بعد غروب شمس قبل نماز مغرب دو رکعت پڑھتے دیکھا یہ شخص دائیں بائیں دیکھتا جاتا تھا جب نماز سے فارغ ہوا - تو آپؐ نے اُسے ایک درہ لگایا - اور فرمایا نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھا کرو - اور ان دو رکعتوں کے متعلق آپؐ نے اس سے کچھ نہیں کہا -

قصر الصلوۃ فی السفر

امام شافعی دامام مسلم بروایت یعلیٰ بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرَ مِنَ الصَّلَاةِ أَنْ خِفْتُمْ أَنْ يُفْتَنَ كُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا** - اگر تمہیں خوف ہو کہ کفار تمہیں فتنہ میں ڈالیں گے - تو اب تو لوگوں کو امن حاصل ہوگئی ہے - حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جس امر پر تمہیں تعجب ہوا مجھے بھی ہوا تھا - میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا - یہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو اس نے تمہیں عطا کیا سو تم اس کا صدقہ قبول کرو - حضرت امام مالک و حضرت امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن المسیب نے فرمایا جو مسافر چار شد قیام کرنے کی نیت کرے - اُسے چاہیئے کہ اپنی نماز پوری کرے - بعد ازاں حضرت امام شافعی نے وجہ المسئلہ حضرت عمر فاروقؓ کی اس حدیث سے اخذ کی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کو مدینہ طیبہ میں تین روز سے زیادہ قیام کرنے کی اجازت نہیں دی - امام بیہقی نے بروایت سالم روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ جب مکہ سے آتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور مقتدیوں سے کہہ دیتے ہم مسافر ہیں آپؐ لوگ!

ماز پوری کر لیں امام مالک نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے مکہ معظمہ میں نماز پڑھائی اور دو رکعت نماز پڑھا کر کہا ہم مسافر ہیں آپ ل اپنی نماز پوری کر لیں۔

ابوبکر بروایت عبدالرحمن بن ابی لیلہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نماز سفر - نماز جمعہ - نماز عیدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر دو رکعتیں مقرر کی گئی ہیں اور یہ تمام غیر قصر ہیں۔ ابوبکر بروایت لجلان روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ جب آپ سفر کرتے تو تین میل کی مسافت پر نماز قصر کرتے۔ حقر رض کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ جب مسافت بعیدہ اور سفر کرتے ہوئے شہر سے تین کے فاصلے پر پہنچتے تو قصر کرنا شروع کرتے۔

ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق - حضرت عمر فاروق - اور حضرت عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی اور کہا کہ سفر میں نماز فریضہ سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں لیکن اگر میں نفل پڑھوں تو پورے رکعتوں۔ نیز ابوبکر بروایت سالم روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق سفر میں نماز نفل پڑھتے تھے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ان دونوں روایتوں میں تطبیق ظاہر ہے کیونکہ روایت اولیٰ سنن رواۃ کے متعلق ہے اور روایت ثانی تہجد کے۔

صلوة الجمعة

بیہقی بروایت ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بحرین سے حضرت عمر فاروق خدمت میں جمعہ کے متعلق لکھا۔ آپ نے بجواب اُس کے لکھا کہ جمعہ پڑھو جہاں ہیں ہو حضرت امام شافعی فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ تم جس قریہ میں ہو اور اس سے آپ کی مراد بدو و جنگل، نہیں ہے۔ ابوبکر بروایت یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں کہ ان سے حدیث بیان کی گئی۔ . . . کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ خطبہ بمنزلہ دو رکعت قرار دیا گیا ہے جو شخص خطبہ نہ پائے اسے چاہیے کہ چار رکعت نماز پڑھے احقر عرض کرتا ہے میرا خیال ہے کہ اخیر جملہ "جو شخص خطبہ نہ پائے" یحییٰ بن ابی کثیر کا قول ہے اور حضرت عمر فاروق کا قول نہیں کیونکہ اس قول پر عمل نہیں کیا گیا اور حضرت عمر فاروق کے قول کے معنی یہ ہیں کہ خطبہ جمعہ کے لئے شرط ہے کہ بدو و خطبہ جمعہ صحیح نہیں۔ امام مالک و دیگر نے قول اللہ تعالیٰ فاسعوا الی ذکر اللہ کہ فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا۔ احقر عرض کرتا ہے یعنی اس کی تفسیر کرتے ہوئے دیکھو کہ قرآن حمید میں یہ الفاظ پائے نہیں جاتے۔ یعنی

سعی سے دوڑنا مراد نہیں بلکہ جمعہ کی طرف جانا مراد ہے۔

امام شافعی بروایت ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق منبر پر خطبہ کہتے اور اس کے درمیان ایک نشست کا فاصلہ کرتے۔ امام مالک و امام شافعی بروایت سائب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق و حضرت عمر فاروق کے عہد مبارک میں پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام نکل کر منبر پر خطبہ کہنے بیٹھتا تھا۔ نیز امام مالک و امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں لوگ جمعہ کے دن نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب تک کہ حضرت عمر فاروق برآمد ہوتے پھر جب آتے اور منبر پر آجاتے تو موزن اذان کہنے لگتا اور لوگ اس اثنا میں کچھ باتیں کر لیتے اور جب موزن خاموش ہو جاتا اور آپ خطبہ کہنے لگتے تو سب خاموش ہو جاتے اور کوئی کلام نہ کرتا۔ امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو سفر پر آمادہ دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اگر آج جمعہ نہ ہوتا تو میں سفر کرتا آپ نے فرمایا جاد سفر کرو۔ جمعہ سفر سے مانع نہیں۔ امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کا دن تھا جب کہ حضرت عمر فاروق خطبہ کہہ رہے تھے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص آئے آپ نے فرمایا آپ کے آنے کا یہ وقت ہے۔ عرض کیا اے امیر المومنین میں بازار سے آرہا ہوں میں نے اذان کی آواز سنی وضو کے سوا اور کچھ کر سکا۔ فرمایا آپ نے صرف وضو پر اکتفا کیا۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم فرماتے تھے۔ (آنے والے شخص حضرت عثمان غنیؓ تھے،

التوافل

امام مالک بروایت زید بن اسلم اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق شرب کو نماز تہجد پڑھتے تھے۔ جس قدر پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آخر شب آپ اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے (وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا تَسْلُكْ رَاقًا نَحْنُ مُرْزِقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى) اے پیغمبر حکم کر اپنے اہل کو نماز کا اور قائم رہ اس پر ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی بلکہ ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ رات کی اور دن کی نماز و نفل، دو رکعتیں ہیں۔ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرنا چاہیے۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ عراق سے ایک وفد حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ گھر میں نماز پڑھنا کیسا ہے فرمایا

سوال ایک اور شخص نے بھی کیا تھا جب کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا گھر میں نماز پڑھنا گھر کو نورانی کرتا ہے سو تم گھر میں از پڑھ کر اُسے منور کرو۔

ابوبکر بروایت عباد بن منصور روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے دو زانو کر نماز پڑھی۔ امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق مسجد میں داخل ہوئے ایک رکعت نماز پڑھی کہا گیا آپ نے ایک ہی نماز پڑھی فرمایا یہ نافلہ بھی جو چاہے ادا کرے اور جو چاہے کم حضرت امام شافعی نے اس سے استدلال کیا ہے کہ تطوعات و افل میں امر و مصلح ہے چاہے کم پڑھے چاہے زیادہ۔ ابوبکر بروایت حمید بن عبد الرحمن زواتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جس کی نماز تہجد کی کچھ قرأت فوت ہو جائے تو پیچھے کہ نماز فجر و ظہر کے درمیان اُسے پوری کر لے۔ گویا اس نے وہ قرأت شرب کو پوری کی۔ ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت تاپسند کرتے تھے کہ ایک نماز بعد ہی پھر دیسی ہی نماز پڑھیں۔

صلوة الضحا

نماز چاشت

ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر سے کہا گیا۔ آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں فرمایا نہیں کہا گیا حضرت عمر فاروق نے پڑھی ہے فرمایا نہیں کہا گیا حضرت صدیق نے فرمایا نہیں کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں پڑھی۔ امام بغوی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر سے جب سوال جاتا نماز چاشت کے متعلق تو فرماتے میں نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں سرت عثمان غنی شہید ہو گئے اور میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے کسی نے پڑھی ہو مگر مجھے ان محدثات میں سے زیادہ پسند ہے جو لوگوں نے اب پیدا کر لئے۔

قیام رمضان

صلوة التزادیر

امام مالک بروایت عبد الرحمن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ وہ ماہ رمضان مبارک حضرت عمر فاروق کے ساتھ مسجد میں گئے لوگ متفرق طور سے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر فاروق نے کہا میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں۔ چنانچہ

آپ نے ان سب کو حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا جب دوسری شب یہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ مسجد گئے تو فرمایا نعمت البدیۃ لہذا اور فرمایا وہ نماز جیسا لوگ سوچاتے ہیں اس نماز سے افضل ہے۔ جس کے لئے قیام کرتے ہیں کہ لوگ قیام رمضان اول شب میں کرتے تھے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ نعمت البدیۃ لہذا کے یہ معنی ہیں کہ یہ بدعت مستحبہ ہے بحیثیت لوگوں کے جمع ہونے کے اور درحقیقت وہ سنت ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی۔ امام مالک و امام شافعی بروایت سائب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابی بن کعب اور تیم الداری کو حکم دیا وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں (انہیں گیارہ میں تین رکعت وتر کی بجائے شامل ہیں مترجم) نیز امام مالک نے بروایت یزید بن دربان روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں لوگ تراویح تیس رکعت پڑھتے تھے۔ (انہیں میں تین رکعت وتر کی ہیں) ابوبکر بروایت حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب کو عشرۂ آخر کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ ابوبکر بروایت حبیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ رمضان مبارک کی جو شب باقی ہے گزشتہ سے ہے۔ سائب اور حضرت ابن عباس نے بھی روایت کیا کہ حضرت عمر فاروق نے قاریوں میں تیز پڑھنے والوں کو تیس آیات پڑھنے کا (یعنی ایک رکعت میں) اور متوسط قاریوں کو پچیس آیات پڑھنے اور دیر سے پڑھنے والوں کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیا۔

صلوۃ العیدین

ابوبکر بروایت عبدالرحمن بن رافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق عیدین میں بارہ تکبیریں کہتے تھے۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔ امام بروایت جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق نے عیدین اور استسقاء میں ساتھ ساتھ اور پانچ تکبیریں کہیں اور نماز خطبہ سے پہلے پڑھی اور باواز پڑھی۔ احقر عرض کرتا ہے اہل کوفہ اس طرف ہیں کہ نماز جنازہ کی طرح نماز عیدین میں چار چار تکبیریں ہیں۔ چنانچہ ابو موسیٰ اشعرہ وغیرہ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ احقر کے نزدیک تطبیق بن الرواحی اس طرح ہے مقصود شرع عیدین کے دن زیادہ تکبیرات کہنا ہے۔ جیسا کہ امام

نے سورہ بقرہ میں فرمایا ہے ۔ ولتکبروا للہ علی ما ہدکم ولعکم تشرکون ۔ اور سورہ حج میں فرمایا ہے
کبروا للہ علی ما حدکم ولتقرنوا المؤمنین ، پس جو شخص کہ ہر رکعت میں تین تکبیریں کہتا ہے
مہیب ہے ۔ اس لئے کہ زیادتی کی اقل تعداد تین ہے اور جو سات و پانچ تکبیریں کہتا
ہے مہیب ہے ۔ وذاکر اللہ اکبر ۔

ابوبکر بروایت عبدالمک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث بیان کی گئی ہے
حضرت عمر فاروق عیدین میں سب اسم ربک الا علی اور ہل اشک حدیث الغاشیہ پڑھا
رتے تھے ۔ احقر عرض کرتا ہے یہ حدیث مرفوع ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے
روایت کی ہے ۔ امام مالک و امام شافعی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ابو
اقد اللیثی سے سوال کیا کہ آنحضرت ﷺ نماز عید الفطر و عید الفطر میں کیا
رہا کرتے تھے ۔ بیان کیا سورہ ق اور اقربت الساعۃ ۔ امام شافعی بروایت ابن عمر
غیرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی
لہ تعالیٰ عنہم نماز عیدین خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے ۔ ۱۲

صلوۃ الاستسقاء والنزلہ

حضرت امام شافعی بروایت عبداللہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے باران کے لئے نماز پڑھی نیز امام شافعی بروایت ابن مسیب روایت کیا ہے کہ حضرت
عمر فاروق نے بارش کی دعا کرتے ہوئے زیادہ تر استغفار کیا اور ابوبکر بروایت شعبی روایت
کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق دعائے باران کرنے کے لئے آئے تو منبر پر چڑ گئے اور یہ
یت تلاوت کی استغفار و ابر بکسرانہ کان غفار ایسل السماء علیکم مدراساۃ
ایہ اور منبر سے اتر آئے عرض کیا اے امیر المؤمنین طلب باران کی دعا کیجئے فرمایا میں نے
جادیح السمار جن کے ذریعہ پانی برستا ہے باران طلب کی (جادیح مخرج کی جمع ہے اور وہ
ایک ستارہ کا نام ہے جس کی طرف عرب باران کو منسوب کرتے تھے ۔ اس دعا میں
پ نے اس ستارے کے ساتھ دعائے استسقاء کو تشبیہ دی (مترجم) احقر عرض
کرتا ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں استسقاء میں نماز مسنون نہیں اور امام شافعی روایت
کرتے ہیں کہ بحديث عبداللہ بن زید اور بحديث حضرت ابن عباس ثابت ہوا ہے کہ
آنحضرت ﷺ نماز استسقاء پڑھی ۔ اسی طرح بحديث جعفر بن محمد روایت
کیا گیا ہے ۔ تطبیق میں الروایین احقر کے نزدیک اس طرح ہے کہ جس شخص نے دعا کی
اور نماز نہیں پڑھی اس نے اصل کو لے لیا اور وہ دعائے استسقاء ہے ۔ ایسا ہی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق نے کیا اور جس نے نماز پڑھی اور دعا کی اس نے

افضل و اکل پر عمل کیا۔ کیونکہ دعاء کا نماز کے ساتھ قبول کیا جانا ارجی و اقرب ہے اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے۔ حاصل اختلاف کا یہ ہے نماز استسقاء مسنون نہیں بلکہ مستحب ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے مگر پڑھنا افضل ہے اور وجہ عدم مسنونیت یہ ہے کہ فقہاء کے نزدیک مسنون وہ ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت کی ہو۔ مکالمہ بین فی محلہ مترجم،

امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں زلزلہ آیا تو آپ نے نماز پڑھی اور خطبہ اور لوگوں کو توبہ و استغفار اور صدقہ کرنے پر آمادہ کیا۔ ۱۲۔

کتاب الجنائز

ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اپنے موقیٰ کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ یاد کرایا کرو۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے اور ان سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے ان سے سوال کرتے ہیں) نیز ابوبکر بروایت عطاء یا بروایت شخص دیگر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اپنے موقیٰ کو کلمہ طیبہ تلقین کیا کرو اور جب ان کی روح پرواز کر جائے تو ان کی آنکھیں بند کر دیا کرو۔ بیہقی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ مسلمان دکھیں سے واپس آ رہے تھے کہ ایک میدان میں مردہ عورت پر سے گزر رہا تھا جسے ایک شخص نے جس کا کلب نام تھا زمین میں چھپا دیا۔ حضرت عمر فاروق منبر پر کھڑے ہوئے اور بیان کیا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کسی شخص کا اس عورت پر گزر رہا ہے اور وہ اسے نہ چھپا دیتا تو میں اسے سزا دیتا۔ پھر آپ نے ابن عمر سے پوچھا۔ آپ نے کہا میں نے اسے نہیں دیکھا پھر فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کلب پر رحم کرے گا۔ چنانچہ جس روز حضرت عمر زخمی کئے گئے وہ بھی زخمی کئے گئے ابوبکر بروایت تمیمی الجیمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ آپ موقیٰ کو مار السدرو و مار الریحان سے غسل دیں۔

ابوبکر بروایت مسروق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی ایک زوجہ کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا جب تک یہ زندہ تھیں میں ان کی خدمت کے لئے احق و ادلی تھا اور اب تم ان کے احق و ادلی ہو۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں تجھے ایک شخص نے خبر دی کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بہ نسبت شوہر میت کا باپ نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے (احقر عرض کرتا ہے اس سے امام ابو حنیفہ نے استدلال کیا ہے اور

سی لئے ابراہیم نخعی نے امام شعبی کے اس قول سے کہ شوہر بہ نسبت باپ کے زیادہ سخی ہے اختلاف کیا ہے،

ابوبکر بروایت نافع اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو غسل دیا گیا۔ کفن دیا گیا۔ خوشبو لگائی گئی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ افضل شہداء تھے۔ احقر عرض کرتا ہے حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک وجہ غسل اس جگہ اثرات ہے اور حضرت امام شافعی کے نزدیک معرکہ نہ کیا جانا (ارتثات اسے کہتے ہیں کہ مجروح معرکہ سے زندہ اٹھا لیا جائے۔ اور اسکی دوا دارو کی جائے یا وہ کچھ کھالے یا نماز کی وقت تک وہ بیہوش نہ رہے اور بہ ہوش و حواس نماز ادا کرے مگر اسکے مترجم) ابوبکر بروایت ابن مغفل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تھا کہ مجھے مشک کی خوشبو لگانا بیان کیا گیا ہے کہ مشک کی خوشبو کو آپ نے اس لئے پسند نہیں کیا کہ وہ حیوانی ایک مردہ جزو ہے مگر جمہور علماء کا اس پر عمل نہیں۔ اس لئے کہ شریعت بے جملہ مردہ اجزاء سے اُسے مشتتہ کیا ہے۔ اور مستحسن کہا ہے۔ احقر عرض کرتا ہے۔ حضرت عمر فاروق کے اس سے منع کرنے کی وجہ احقر کے نزدیک یہ معلوم ہوتی ہے کہ کبریتک کو طیب و طاہر خوشبو ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق نے بوجہ اپنے تورع خاص کے (بعد موت اس کا ملا جانا پسند نہیں کیا بوجہ مجتمع ہونے دلیل اباحت اور دلیل حرمت کے اگرچہ دلیل اباحت اقوی ہے۔ باوجود اس کے اقوی ہے۔ باوجود اسکے خوشبوئیں اور بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ابوبکر بروایت راشد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ اس سے زیادہ نہیں اور پھر یہ آیت پڑھی (لا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين) نیز ابوبکر بروایت راشد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ کرتہ۔ تہ بند اور ڈھنی۔ چادر اور چادر۔ ابوبکر نے بروایت ابن مغفل روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میرے (یعنی جنازے میں) انگلیٹھی نہ لے جانا۔ نیز ابوبکر بروایت ابن مغفل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ جائے۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت صدیق۔ اور حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ ابوبکر بروایت یحییٰ بن راشد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بوقت وفات فرمایا کہ جب جنازہ اٹھایا جائے تو تیز تیز لے جانا۔

حضرت امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب تک کہ آپ نے وفات پائی۔ نماز جنازہ میں

چار سے چھ تک تکبیریں کہا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت صدیق کے عہد خلافت میں پھر جب حضرت عمر فاروق کی خلافت کا زمانہ آیا تو آپ نے فرمایا جب آپ لوگ اختلاف رکھتے ہیں تو بعد کے لوگ بھی اسی طرح اختلاف کریں گے۔ پس چاہیے کہ ایک بات پر جمع ہو جاؤ تاکہ تمہارے بعد بھی لوگ ایک بات پر جمع رہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اس امر پر اتفاق رائے کیا کہ دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے آخری جنازہ پر کتنی تکبیریں کہیں۔ اس کو لے لیا جائے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ آخری جنازے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہی ہیں۔ بیہقی نے بروایت سعید بن المسیب اور انہوں نے حضرت عمر فاروق سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ جنازے کی تکبیریں چار اور پانچ ہیں۔ مگر ہم نے چار تکبیروں پر اجماع کیا۔ ابوبکر بروایت ابی دائل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو جمع کر کے تکبیر جنازے کے متعلق مشورہ کیا۔ تو بعض نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں کہی ہیں بعض نے کہا سات بعض نے کہا چار۔ تو آپ نے چار تکبیریں پر لوگوں کو دیا۔ ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر جنازے کے متعلق اختلاف کیا اور پھر چار تکبیروں پر مجتمع ہو گئے ابوبکر بروایت عبدالرحمن بن ابی رزین روایت کرتے ہیں کہ جب زینب بنت جحش کا انتقال ہوا تو حضرت عمر فاروق نے ان کی نماز جنازہ میں تکبیریں کیں اور پھر انفاق بی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ انہیں قبر میں کون اتارے تو انہوں نے فرمایا جو شخص انکے سامنے ہوا کرتا تھا۔ (یعنی جس سے ان کا پردہ نہ تھا)

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نماز جنازہ میں شب کو یہ دعا پڑھتے۔ اللھم امتی عبدک (اور دن کو بجائے) اللھم اصبح عبدک قد تخیل من الدنیا وترکھا لا اھلھا واستغیت وامنص الیک کان یشھدان لا الھ الا انت وان محمداً عبدک ورسولک فاغض ذنوبی اے پروردگار تیرے اس بندے نے آج شب کو (یا آج دن کو) دنیا کو اُس کے اہل کیلئے چھوڑا اے پروردگار تو اس سے مستغنی ہے یہ تیری رجوع کرنے کا محتاج ہوا۔ شہادت دیتا تھا کہ نہیں کوئی معبود بجز تیرے اور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور نبی تھے سو اسے پروردگار تو اس کے گناہ بخشدے ابوبکر بروایت جابر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت صدیق یا حضرت عمر فاروق نے نماز جنازہ کی نسبت کسی دعا کی تصریح نہیں کی (احقر عرض کرتا ہے یعنی دعا مقرر نہیں کی) ابوبکر بروایت عروہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق کی نماز جنازہ مسجد

میں پڑھی گئی امام مالک نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔

ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے لئے لحد بنائی گئی۔ ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے وصیت کی کہ آپ کی قبر قد آدم اور وسیع کھودی جائے ابوبکر بروایت ابومالک الاشجعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب میت کو قبر میں داخل کیا جائے تو یہ دعا پڑھے **اللهم اسلمہ الیک الاصل و المال و العشر و الذنب عظیم** (ابوبکر بروایت اسمعیل بن محمد بن السباق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت صدیق کو شب کو دفن کیا اور پھر مسجد میں آن کر و ترکی میں رکعتیں پڑھیں۔ ابوبکر بروایت عمر دینار روایت کرتے ہیں کہ شام میں ایک حاملہ نصرانی عورت مر گئی تو حضرت عمر فاروق نے اُسے مسلمانوں کے ساتھ دفن کرنے کا حکم کیا بوجہ اس کے کہ اُس کے شکم میں مسلمان کا بچہ تھا ابوبکر بروایت عاصم شجعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے شام میں ہڈیوں پر نماز جنازہ پڑھی۔

امام ابو حنیفہ بروایت حماد روایت کرتے ہیں کہ انہیں خبر دی اس شخص نے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کا روضہ دیکھا کہ وہ دیکھے تھے اور ان کے چاروں طرف سفید پتھروں کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔

ابوبکر بروایت ہلال بن یساف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے منے میں ونٹ پر خطبہ کہتے ہوئے بیان کیا مردوں کو دشنام نہ دو۔ کیونکہ مردوں کو دشنام دینا ہندوں کو ایذا پہنچانا ہے۔ ابوبکر اور بخاری وغیرہ بروایت اسود ٹیلی روایت کرتے ہیں کہ وہ مدینہ طیبہ گئے۔ اتفاق سے وہاں بیماری واقع ہوئی۔ یہ حضرت عمر فاروق کے اس بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک جنازہ نکلا اور لوگوں نے اسکی تعریف کی آپ نے فرمایا **وَجَبَتْ** . . . یعنی جنت واجب ہو گئی۔ بعد ازاں ایک اور جنازہ نکلا اور اسکی برائی کی گئی آپ نے فرمایا **وَجَبَتْ** ابوالاسود دہلی نے پوچھا کیا واجب ہو گئی یا امیر المومنین فرمایا میں نے کہا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے لئے چار شخص بھلائی کی شہادت دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت داخل کرتا ہے ہم نے عرض کیا اگر تین شہادت دیں فرمایا تین کی شہادت سے بھی عرض کیا اگر دو کی شہادت ہو فرمایا دو کی شہادت سے بھی۔ بعد ازاں ہم نے ایک کی شہادت کے متعلق سوال نہیں کیا۔ ابوبکر بروایت عمرو بن میمون روایت کرتے

ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بددلی بخل - عذاب اور فتنہ صدر (دلیں بد اعتقاد و غیرہ پیدا ہونے سے) پناہ مانگا کرتے تھے - ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوحہ کرنے سے قبر میں میت کو عذاب کیا جاتا ہے - امام بیہقی نے بروایت ابن عباس اسی طرح روایت کیا ہے - ابوبکر بروایت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ بوجہ حضرت عمر فاروق کے قرب وفات کے رونے لگیں تو آپ نے فرمایا اے دختر من! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوجہ میت کے اہل و عیال کے رونے کے میت کو عذاب کیا جاتا ہے - ابوبکر بروایت ابی عثمان روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں نعمان بن مقرن کی خبر وفات لے کر آئے - تو آپ اپنے پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے - ابوبکر بروایت شفیق روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید کی وفات پر جمع ہو کر رونے لگیں تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا انہیں کیا ہے اگر یہ آنسو نہ ٹپکائیں اور آواز بلند نہ کریں - ۱۲

کتاب الصیام

بیہقی بروایت ابن ابی لیلہ روایت کرتے ہیں کہ (ابتداءً) اسلام میں قاعدہ تھا جب کوئی شخص روزہ افطار کرتا اور اس کی زوجہ سو جاتی تو پھر وہ اُس کے پاس نہ جاسکتا تھا اور جب کوئی روزہ افطار کر کے بغیر کھانا کھائے سو جاتا تو پھر اس وقت تک نہ کھا سکتا جس وقت کہ اس نے روزہ افطار کیا ہے یعنی دوسرا شب تک، یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق اپنی زوجہ کے پاس آئے - انہوں نے کہا میری آنکھ لگ گئی - آپ نے فرمایا تم بہانہ کرتی ہو غرض آپ نہ مانے اس طرح ایک انصاری نے روزہ افطار کر کے کھانا کھانے کا ارادہ کیا - مگر ٹھنڈا کرتے ان کی آنکھ لگ گئی تو یہ آیت نازل ہوئی - احل لکم لیلۃ الصیام الرزق الی نساءکم من لباسکم و انتم لباس لہن علم اللہ انکم کنتم تحتانور انفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم فالان باشر و من وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر ثم انصیام الی الیل ولا تبأشروھن و انتم عاکفون فی المساجد قلک حد واللہ فلا تغفلوا تھا تقریباً ہوا - کذلک یتبین اللہ آیتنا من لکم یتقون - حل کیا گیا تمہارے لئے روزہ کی شب میں اپنی عورتوں کے پاس جانا وہ تمہارا لباس

میں تم ان کا لباس ہو اللہ نے جان لیا کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے تھے ۔ اللہ تم پر توجہ ہوا اور تم سے درگزر کیا ۔ اب تم اپنی عورتوں کے پاس جاؤ اور کھاؤ پیو جب تک کہ سیاہ دھاگا سفید دھاگے سے ممیز ہو یعنی فجر (مراد صبح صادق سے ہے) پھر اپنا روزہ شام تک پورا کرو اور اپنی عورتوں کے پاس نہ جاؤ اور خصوصاً جب کہ تم مسجدوں میں تکلف کرتے ہو ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو وہ اسی طرح لوگوں سے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ وہ ڈریں) ۔ ابوبکر بروایت ہشیم وہ محالہ سے وہ شعبی سے وہ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خطبہ میں بیان کیا کرتے تھے کہ جب رمضان آئے تو پہلے سے روزہ رکھنا شروع کیا کرو ۔ جب ہلال دیکھو تب ہی روزہ رکھنا شروع کرو ۔ اور جب دوسرا ہلال دیکھو تب پہلی نظر کرو اور اگر ہو تو تیس روزے پورے کر لو بیہقی بروایت محالہ وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رمضان کے اس روزے سے منع کرتے تھے جس میں شک واقع ہو جائے ۔ (یعنی وہ کافی نہیں) ابوبکر بروایت سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو فرماتے سنا ہے کہ مہینہ تیس کا بھی ہوتا ہے اور اُنتیس کا بھی ۔ ابوبکر بروایت ابی دائل روایت کرتے ہیں کہ ان کو حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ بعض چاند بڑے ہوتے ہیں ۔ اور بعض چھوٹے ۔ پس جب دن تم دیکھو تو انظار نہ کرو جب تک دو آدمی شہادت نہ دیں کہ کل چاند انہوں نے دیکھ لیا ۔ ابوبکر بروایت ابی لیلہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے روایت ہلال میں ایک ایک شہادت بھی جائز رکھی ہے امام شافعی بروایت عاصم بن عمر بن الخطاب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دن چھپ جائے اور آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ دار روزہ انظار کرے ۔ ابوبکر اور امام بخاری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے ۔ امام مالک و امام شافعی بروایت زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ابراہیم کے دن حضرت عمر فاروق نے روزہ انظار کیا کیونکہ آپ نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے اور شام ہو گئی ہے ۔ مگر ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین آفتاب تو نظر آگیا فرمایا خیر اس کا تدارک ہو سکتا ہے مگر ہم نے کوشش کر لی ۔ امام مالک و امام شافعی فرماتے ہیں ۔ اس قسم کے روزے کی قضا کرنی چاہیئے ابوبکر بروایت خطبہ روایت کرتے ہیں کہ وہ رمضان کے دنوں میں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوتے ۔ وقت انظار کے قریب حضرت عمر فاروق کے نزدیک پانی لایا گیا اور بعض لوگوں نے یہ جانکر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ انظار کر لیا جب مہمان اذان

کہنے کیلئے اوپر چڑھا تو اُس نے کہا اے امیر المومنین واللہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا۔ بلکہ نظر آرہا ہے فرمایا ہمیں اللہ نے ہمیں تمہارے شر سے محفوظ رکھ لیا۔ تین دفعہ فرمایا پھر فرمایا جن لوگوں نے روزہ افطار کر لیا ہے انہیں چاہیے کہ اس کی قضا کریں اور جنہوں نے ابھی روزہ افطار نہیں کیا ہے انہیں چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کر لیں۔ بیہقی نے اس حدیث کو کئی طرق سے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد کہا ہے کہ جو شخص اس حدیث کے متعلق کہے کہ روزہ قضا نہ کیا جائے۔ اس کا قول صحیح و مصاب نہیں۔ اس لئے کہ ایک امر کی نسبت کئی راویوں کا حدیث کو یاد رکھنا قرین قیاس ہے ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے سحری کے متعلق فرمایا کہ جب دو شخصوں کو شک ہو تو چاہیے کہ وہ کھائیں پئیں یہاں تک کہ انہیں یقین ہو جائے کہ صبح ہو گئی۔ (معرض کرتا ہے یہی مطلب ہے (قول اللہ تعالیٰ کلو واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر) کا - ۱۲

ابوبکر بروایت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں ایک روز نشاط میں آیا اور میں نے بوسہ لے لیا اور میں روزہ دار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم روزہ میں کلی کرو۔ عرض کیا کوئی حرج نہیں فرمایا تو پھر تردید کی کوئی بات ہے حضرت امام شافعی نے بھی بروایت جابر بن عبد اللہ اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے روزہ دار کو بوسہ لینے سے منع کیا۔

معرض کرتا ہے کہ پہلی حدیث جواز پر اور دوسری تہیہ پر دلالت کرتی ہے ابوبکر بروایت عطار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب تک اس امرت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے خیر پر رہیں گے۔ امام شافعی بروایت حمید بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی نماز مغرب اسوقت پڑھنا کرتے تھے جب کہ شب کی تاریکی دیکھ لیتے تھے اور پھر روزہ افطار کرتے تھے۔ ابوبکر نے بھی بروایت حمید اسی طرح روایت کیا ہے مگر ان کی روایت میں اس طرح ہے کہ وہ روزہ قبل نماز افطار کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق امراء امصار کو لکھا کرتے تھے کہ وہ افطار میں تاخیر نہ کیا کریں اور نماز کا انتظار تاروں کے دکھائی دینے تک نہ کیا کریں۔ ابوبکر بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ روزہ اس کا نام نہیں کہ صرف کھانے پینے سے رُکا رہے بلکہ روزہ یہ ہے کہ کذب و دروغ اور جھوٹی قسموں سے بچے۔ ابوبکر بروایت حضرت ابن عباس اور وہ حضرت

فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے عشرِ آخرِ رمضان میں تلاش میں۔ ابوبکر بروایت زبیر حبیش روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ایفہ اس میں ذرا شک نہیں کرتے تھے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ابوبکر بروایت قیس اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ اگر عشرہ ذوالحجہ میں رمضان کے روزے قضا کئے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ابوبکر بروایت قطبہ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بہت سے لوگوں کو احتکاف میں دیکھا کہ وہ پردوں کے اندر بیٹھے ہوئے تھے فرمایا یہ ہے کیسے ہیں لوگوں نے کہا اکل و شرب سے چھپے ہوئے ہیں فرمایا اچھا سب نے پینے لگو تو پردے اٹھاؤ التا ابوبکر بروایت عبید بن مولیٰ بن ازہر روایت کرتے ہیں کہ وہ عید کے روز حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت عمر فاروق نے پہلے نماز عید پڑھی اور پھر خطبہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع کیا۔ عید الفطر تو افطار کا دن ہے عید الاضحیٰ قربانیوں کا گوشت کھانے پینے کا۔ ابوبکر بروایت زیاد بن یر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے بحالت روز دار ہونیکے حضرت عمر فاروق سے زیادہ مسواک کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ابوبکر بروایت عبدالرحمن القاسم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق یوم عاشورہ کا روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت ابی بکر بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے عبدالرحمن بن حارث کو کہلا بھیجا کہ وہ آج سحری کر کے کل صبح روزہ رکھیں (یعنی روزہ کے دن) ابوبکر بروایت ابی عمر الشیبانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ ایک شخص ہمیشہ روزے رکھا کرتا ہے تو آپ درہ لیکر اسے نے دوڑے۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اپنی موت سے دو سال پہلے سے پے درپے روزے رکھا کرتے تھے۔ ابوبکر بروایت حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اگر مجھے ندائے موت آئے میں اُس کے پنجہ میں ہوؤں تو بھی روزہ نہ چھوڑوں گا۔ ابوبکر بروایت زید بن ابی روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق نے لکھا کہ عورت نعلی روزہ نہ شوہر کی بلا اجازت نہ رکھے۔ ابوبکر بروایت عوف بن مالک الاشجعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ غیر رمضان میں روزہ رکھنا اور مکین کھانا کھانا رمضان ہی میں روزہ رکھنے اور کھانا کھانا کے برابر ہے (احقر

عرض کرتا ہے یہ اس شخص کے لئے ہے جو بوجہ عذر شرعی رمضان میں روزہ نہ رکھ سکے اور بلا کسی عذر کے گوتاخیر کرتا ہے یہاں تک کہ دوسرا رمضان گزر جائے اس پر حضرت امام شافعی کا فتوئے ہے۔ ابو بکر بردایت خرمشہ بن حر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ماہ رجب میں روزہ رکھنے والوں ہتھیلیوں میں لکڑی وغیرہ مارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ پیا میں ڈالتے اور کھانے پینے لگتے۔ اور یہ اس لئے کہ اہل جاہلیت اس کی عظمت کرتے تھے۔ ۱۲

کتاب الزکوۃ

زکوۃ الاول

اونٹوں کی زکوۃ کا بیان

امام مالک روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کی کتاب جو آپ نے صدقات و زکوۃ کے متعلق لکھی تھی۔ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم (ہذا کتاب الصدق) یہ زکوۃ کا بیان ہے وہ یہ کہ ۲۴ اونٹ یا اس سے کم میں فی پانچ اونٹ ایک بکری ۲۴ سے زیادہ ۳۵ تک ایک بنت مخاص (بچہ مادہ جو دوسرے سال میں لگا ہوا ہو) اگر یہ نہ ہو تو ابن لبون (بچہ نر جو چوتھے سال میں لگا ہو) ۳۵ سے زیادہ ۴۵ تک بنت لبون (بچہ نر جو چوتھے سال میں ہو) ۴۵ سے زیادہ ۶۰ تک ایک حقہ چار سالہ اونٹنی نر کے قابل ہو گئی ہو ۶۰ سے ۷۵ تک ایک جذعہ (پنج سالہ اونٹنی) ۹۰ تک دو دو بنت لبون ۱۲۲ تک دو حقہ ۱۲۲ سے اوپر می ۴۰ ایک بنت لبون اور فی ۵۰ حقہ اور بکریوں میں ۴۰ سے ۱۲۰ تک ایک بکری دو سو دو بکریں تین سو تک تین بکریں۔ اس سے زیادہ فیصدی ایک بکری۔ زکوۃ میں وہ بکرا نہ دیا جائے جو بھتی کے لئے رکھا گیا ہو۔ نہ بوڑھا ۱۰ اور نہ دار بلکہ وہ جو مصدق مانگے زکوۃ کی وجہ سے مجتمع بکریوں کو متفرق نہ کیا جائے نہ متفرق کو جمع کیا جائے اور جو مخلوط ہوں انکی زکوۃ بالستریہ لی جائیگی۔ اور چا میں جب کہ وہ پانچ رداق ہوں (دو صد درہم) تو اس کی زکوۃ ربع عشر شہ۔

شافعی نے بھی بروایت انس بن عیاض انہوں نے موسیٰ بن عقبہ اسی انہوں
نافع سے انہوں نے ابن عمر سے روایت کیا ہے جیسا کہ امام مالک نے
بت کیا ہے راہِ عرض کرتا ہے کہ اس حدیث کی شرح اور اُس کے متعلق
امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی کے مذاہب کی تشریح و تفصیل ہم
کتاب مستوی شرح بموطا میں کر دی ہے۔ من اراد الاطلاع فلیرجع الیہ

ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری کو
کہ جب مال دو سو سے زیادہ ہو تو فی ۴۰ - ایک ایک درہم - حضرت امام ابو
نہ کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اگر دو سو پر ۴۰ سے کم مقدار ہو
س کم مقدار کی زکوٰۃ نہیں لے جائیگی اور امام شافعی کے نزدیک بیانِ حرج
بعد حرج اس کی کسور کا بیان ہے۔ امام مالک و امام شافعی بروایت سفیان
عبد اللہ الشافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں مصدق بلا
بھیجا تو یہ اونٹ - بکری کے ان بچوں کا بھی شمار کرتے تھے جو اس وقت پیدا
کئے ہوں تو لوگ کہنے لگے کہ آپ ان بچوں کا شمار تو کرتے ہیں مگر آپ انہیں
۴۰ میں لیتے کیوں نہیں۔ جب یہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے
آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ہاں ہم ان بچوں کا شمار کریں گے جنہیں
اپنے کندھوں پر اٹھا لائیں مگر ہم انہیں لینگے نہیں۔ علاوہ ازیں ہم
جانور کو بھی نہ لینگے جو کھانے کے لئے پرورش کیا جائے اور بچہ کو دودھ
نے والا جانور بھی نہ لیں گے۔ اور نہ وہ زرجو جفتی کے رکھا گیا ہو۔ بلکہ جزدہ
ہ کو لیں گے۔ جو رومی اور عمدہ کے درمیان وسط ہیں دیکریوں میں جزدہ
سے کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس بکریاں
لے کر آدے تو انہیں دو حصہ کر لو۔ ایک حصہ میں سے جو نسی بکری چاہو
سے لو۔

ابوبکر بروایت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ
ل وغیرہ کی قسم سے سبز چیزوں پر زکوٰۃ نہیں۔ امام شافعی بروایت عمر بن دینار
بت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ یتامی کے اموال کی تجارت
کو تاکہ وہ زکوٰۃ سے کم نہ ہونے پائے۔ ابوبکر بروایت زہری و مکحول
ن اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت
مر فاروق سے پوچھا گیا کہ کیا غلام مملوک پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں۔ کہا گیا پھر
ن پر ہے فرمایا اُسکے مالک پر۔ امام شافعی بروایت ابن شہاب روایت کرتے

ہیں کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق زکوٰۃ کو کبھی وعدہ اور اُدھار پر نہیں
تھے۔ خواہ قحط سالی ہو یا ارزانی خواہ جانور موٹے ہوں یا دُبلے۔ کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ ہر سال لے لیا کرتے تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں
عمر فاروق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سالِ رمادہ میں زکوٰۃ کو مؤخر کیا
ازاں دوسرے سال مرصّد کو بھیج کر دو سال کی زکوٰۃ الگ الگ لے لی۔ مگر
روایت درجہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت
اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں پانی کھینچنے
ادنیٰ ہوتے تھے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا
کے خلفاء میں سے کسی نے اونٹوں کی زکوٰۃ لی ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اس
کی ضرورتوں کے لئے لوگوں کے پانچ۔ چھ اور اس سے بھی زیادہ اونٹ وغیرہ
میں امام مالک و امام شافعی بروایت سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ اہل
نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو گھوڑوں کی زکوٰۃ لینے کے لئے کہا۔ مگر انہ
نے انکار کیا۔ لیکن جب اہل شام نے اصرار کیا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح
حضرت عمر فاروق کو لکھا آپ نے جواب اُسکے لکھا کہ اچھا۔ اگر وہ دیتے ہیں
لے لو اور پھر انہیں پر خرچ کر دو۔ اور ان کے غلاموں کے وظیفہ بڑھا دو۔ امام
فرماتے ہیں یعنی یہ زکوٰۃ لے کر انہیں کے فقراء پر تقسیم کر دو ابو بکر نے بھی بروا
شبل اسی طرح روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق سے امام شافعی
سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حکم دیا کہ گھوڑے کی
میں دو بکریاں یا دس درہم یا بیس درہم لئے جائیں۔ ابو بکر نے روایت کیا ہے کہ
عمر فاروق گھوڑوں کی زکوٰۃ لیا کرتے تھے۔ احقر عرض کرتا ہے جمع بین الروایتیں
طریق ہے کہ جب لوگوں نے بخوشی زکوٰۃ خیل دینا شروع کیا کہ وہ ان پر روا
نہ تھی تو آپ نے بھی ان سے زکوٰۃ الخیل قبول کر لی۔ یہی تطبیق ان روایتوں
حضرت امام شافعی نے دی ہے۔

نصابِ خمسہ ادساق کے متعلق حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں۔
بعض علما کو جو نصابِ خمسہ ادساق کے قائل نہیں بیان کرتے سنا ہے کہ انہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی
حضرت علی مرتضیٰ عہد تک زکوٰۃ وصول کرتے رہے اور ان میں سے کسی۔
یہ نہیں روایت کیا گیا کہ انہوں نے کہا ہو کہ خمسہ ادساق (دو صد درہم) سے کہ
زکوٰۃ نہیں۔ نصابِ خمسہ ادساق کو ابو سعید خدری کے سوا اور کسی نے روا

کیا۔ حضرت امام شافعی نے جو کچھ اس کا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ کہ یہ حدیث بروایت ابی سعید خدری و حضرت جابر صحیح ثابت ہوئی ہے۔ عمرو بن حزم کی کتاب میں موجود ہے۔ لہذا اس پر عمل واجب ہوا اور یہ نہیں کہ ائمہ علماء کے درمیان یہ حدیث ظاہر ہوئی ہو۔ اور انہوں نے اس متعلق کچھ گفتگو کی ہو۔ احقر عرض کرتا ہے امام مالک نے حضرت ابو سعید کی روایت کے مطابق اہل مدینہ کے طریقہ کا ذکر کیا ہے بیہقی نے بروایت الانصاری روایت کیا ہے کہ کھجور کے ان درختوں کا جو محتاج کو بھاریت دے جاتے تھے اندازہ نہیں کرایا کرتے (کہ ان میں کس قدر کھجوریں ہیں) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ حضرت صدیق اور نہ حضرت عمر فاروق احقر کرتا ہے مراد ان سے وہ درخت ہیں جن میں خمسہ اوساق سے کم ہیں ہوتی تھیں۔ عنقریب کتاب البیوع میں ایک حدیث آئے گی جس سے اسے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت امام شافعی نے اپنے مذہب قیم روایت بشیر بن یسار روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ابو خثیمہ خارص بجا کرتے کہ کھجور کے درختوں کا اندازہ کر آئیں۔ نیز آپ نے انہیں دے رکھا تھا۔ کہ جب باغ میں کچھ لوگ ہوں تو بمقدار ان کے کھانیکو میں چھوڑ دیا کریں بیہقی نے بروایت عثمان بن عطاء الخراسانی روایت کیا کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا زیتون میں عشر ہے جب روغن زیت پانچ ق ہو تو اس کا عشر لے لیا جائے۔ دوستی ایک بار شتر یا ۴۰ صالح کا ہوتا بیہقی نے بروایت عمرو بن شعیب روایت کیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عشر نخل لے کر آیا اور عرض کیا کہ ایک وادی سلبہ کہا جاتا ہے اُس کے لئے چھوڑ دیں کہ اس جگہ کا شہد بجز اُس کے توڑ نہ سکے۔ چنانچہ آپ نے وادی اُس کے لئے چھوڑ دی جب حضرت اروق خلافت پر متمکن ہوئے اور سفیان بن وہب نے آپ کو اُس کے سوال کیا تو آپ نے انہیں لکھا کہ اگر یہ شخص عشر ادا کرتے ہوں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ادا کرتے تھے تو وادی کے زیر اثر رہے ورنہ نہیں جس کا جی چاہے وہاں سے شہد توڑے۔ احقر کرتا ہے یہ روایت عشر نخل کے باب میں صاف ہے۔ جس میں کوئی متباہ نہیں۔ امام شافعی نے بروایت عمرو بن حسان روایت کیا ہے کہ ان والد بہت سے چمڑے پلیمہ پر لادے ہوئے حضرت عمر فاروق کے پاس

سے گزرے۔ آپ نے ان سے کہا حماس تم زکوٰۃ نہیں دیتے۔ انہوں نے اے امیر المؤمنین بجز اس کے جو میری پشت پر ہے اور بجز چند کھانوں کے باغت دی جا رہی ہیں۔ اور کچھ میرے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بھی تو مال ہی ہے لہذا اسے میرے سامنے رکھو غرض آپ نے پڑتا معلوم ہوا اس میں زکوٰۃ آتی ہے۔ لہذا آپ نے اس کی زکوٰۃ لے لی۔ مالک و امام شافعی بروایت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق کے سامنے سے ایک صدقہ کی بکری گزری جو نہایت دود دینے والی تھی اور جس کے تھن بڑے بڑے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کس بکری ہے لوگوں نے کہا زکوٰۃ کی آپ نے فرمایا اس کے مالک نے ہرگز انجوشی نہ دیا ہوگا۔ لوگوں کو تم فتنہ میں نہ ڈالو۔ لوگوں سے اچھا مال نہ چھینو اور کے کھانے پینے کی چیزوں میں دست اندازی نہ کیا کر دو۔ امام مالک بروایت بن اسلم وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو فرماتے سنا کہ میں نے ایک شخص کو فی سبیل اللہ ایک گھوڑا دیا۔ جس وہ پوری خبر گیری نہیں کرتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ گھوڑا اس خرید لوں اور مجھے خیال تھا کہ وہ اسے سستے داموں بیچ دیگا میں نے اُصلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا فرمایا اُسے نہ خریدنا اگرچہ وہ تمہارے درہم ہی میں کیوں نہ دے دے۔ کیونکہ صدقہ دے کر لینے والے کی کتے جیسی ہے۔ جو قے کر کے پھر کھا لیتا ہے۔

ابوبکر بروایت عبدالرحمن السلیمانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق نے حضرت عمر فاروق کو وصیت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص غیر عالمین زکوٰۃ ادا کرے تو اسکی زکوٰۃ قبول نہ کی جائے۔ کہ وہ زکوٰۃ میں ساری دنیا ہی کی تصدق کرے۔ ابوبکر محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ زکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی یا جس کے لئے آپ دیتے تھے۔ پھر آپ کے بعد حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت غنی کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی یا جس کے لئے یہ حکم دیتے۔ پھر جب عثمان غنی شہید ہوئے تو لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا بعض لوگ زکوٰۃ صدقہ کو تفویض کرتے اور بعض خود ہی تقسیم کیا کرتے۔ الحدیث۔ ابوبکر بروایت عبدالملک بن ابی بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اپنا مال اور موجودہ مال سب جمع کرو۔ اور اس سب کی زکوٰۃ دو۔ نیز ابوبکر روایت

تے ہیں کہ قول اللہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء الا یہ کے متعلق فرمایا کہ اس معذورین اہل کتاب بھی داخل ہیں۔ ابوبکر بروایت عطار روایت کرتے ہیں کہ عمر فاروق مذکورہ میں بچاندی وغیرہ کی قسم سے مال و اسباب بھی لے لیتے تھے زکوٰۃ ہی میں اُسے دے دیتے۔ ابوبکر بروایت عبدالرحمن بن عبدالقاری روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں بیت المال پر مقرر تھے جب مال کے وظائف دینے کا وقت آتا تو آپ تاجروں کے تمام تجارتی نقد و مال کا حساب کرتے اور حاضر و غائب سے زکوٰۃ لے لیتے۔ ابوبکر بروایت ابن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق لوگوں کو وظائف دیتے اور اس کی انہیں لیتے تھے کیونکہ زکوٰۃ کے لئے یہ ضروری ہے کہ قبضہ و ملکیت پر ایک گزر جائے، ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جب مال زکوٰۃ اس شخص کے پاس سے جسے زکوٰۃ دی گئی ہو دوسرے کے پاس منتقل ہو جائے تو اُس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بروایت زیاد بن جیفہ روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق نے وصول کرنے پر مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق خواہ نخوہ تفتیش یا کریں۔ نیز ابوبکر بروایت زیاد بن جدیر روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت فاروق نے سواد بحرین پر مقرر کیا اور منع کیا کہ مسلمانوں سے عشر نہ لیا جائے عرض کرتا ہے عشر اہل حرب پر ہے۔ نصف عشر اہل ذمہ پر اور مسلمانوں پر عشر اور یہی زکوٰۃ ہے۔ ابوبکر ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے نصار اے بنی تغلب سے زکوٰۃ کی ددنی مقدار پر دو صلح کی۔ ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کا صاع ب پیمانہ ہوتا ہے، آٹھ رطل کا تھا۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کا صاع پانچ رطل اور ددثلث رطل تھا۔ اور اہل بلاد کا صاع ان کے درمیان مشہور و معروف ہے۔ ابوبکر بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو ایک تھیلی دس ہزار کی ملی جسے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لایا۔ آپ نے دس ہزار اُس سے خمس لے لئے اور باقی اُسے دے دیئے۔ ۱۲ منہ



کتاب الحج

ابوبکر اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرنے آئے اور بجز حج کے اس کا اور کچھ ارادہ نہ ہو تو وہ گناہوں۔ اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح وہ شکم سے نکلا تھا ابوبکر بروایت محمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھے ہوئے۔ کہ عراق کے چند حجاج آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفار مروہ کی سعی حضرت عمر فاروق نے انہیں بلا کر فرمایا کیا حج کے سوا کوئی اور شے بھی تمہاں لائی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا تمہارے اونٹوں کے کھر گیسے گئے اور ان کی پشتیں زخمی ہوئیں۔ عرض کیا جی ہاں فرمایا اگر ایسا نہیں تو پھر تم ارکان حج نہ کرو۔ ابوبکر بروایت موسیٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کہ حجاج اور عمرہ کرنے والوں سے ملو قبل اس کے کہ وہ گناہوں۔ ثبوت ہوں۔ ابوبکر بروایت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ذی الحجہ۔ محرم۔ صفر۔ اور عشرہ ربیع الاول تک حاجی کو اور جس کے لئے حد دعائے مغفرت کرے بخشد یا جاتا ہے۔

امام مالک بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ عمر بن ابی نے ماہ شوال میں حضرت عمر فاروق سے عمرہ کرنے کی اجازت دی اور وہ عمرہ کر کے اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور حج نہیں کیا۔ بیہقی نے روایت کیا۔ کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ امن استطاع الیہ سبیل، میں سبیل سے راہ اور مراحل مراد ہے۔ ابوبکر بروایت منہ بنت مجز روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے سنا کہ اپنی عزیت کو بھی حج کراؤ اور ایسا نہ کرو کہ ان روزی کھاؤ اور ان کی رسیاں ان کی گردن میں رہنے دو بیان کیا گیا ہے عزیت سے یہاں پر عورتیں مراد ہیں، امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے جب کہ آپ نے آخری حج کیا ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حج کرنے کی اجازت دی اور حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن عوف کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ عورت غیر محرم کے ساتھ حج کرنے جا سکتی ہے یا نہیں حضرت امام

اسی روایت سے استدال کیا ہے کہ عورت کا غیر محرم کے ساتھ حج کے لئے جائز ہے مگر جب کہ اس عورت کے ساتھ ثقہ عورتیں ہمراہ ہوں۔ غیر مجوزین روایت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن عوف کو آپ نے بوجہ تعظیم ازدواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بوجہ ان کی محفلت ہمراہ کیا تھا گو ان کے محارم بھی انکے ساتھ ہی تھے۔ واللہ اعلم

امام بخاری بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ جب یہ دونو شہر کوفہ و بصرہ ہو گئے تو حضرت عمر فاروق کی خدمت میں اہل نجد آئے اور کہنے لگے کہ اے المؤمنین ہمارے احرام کی حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرن و ایک ام کا نام ہے، مقرر فرمائی ہے مگر وہ ہمارے راستہ سے بہت دور پڑتا ہے وہاں تک جانا ہمیں شاق گزرتا ہے۔ فرمایا اچھا تم اپنے راستہ کے بالمقابل کوئی مقام تجویز کر لو۔ لہذا آپ نے ان کے احرام کی حد ذات عرق مقرر کی ابو بکر روایت حسن روایت کرتے ہیں کہ عمران بن حصین نے بصرہ سے احرام باندھا اور حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آپ نے ان پر بہت تشدید کیا اور فرمایا لوگ کہیں گے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض لوگ شہروں سے احرام باندھ کر آتے ہیں۔ ابو بکر بروایت مسلم بن سلمان روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھا۔ حضرت عمر فاروق نے دیکھا کہ یہ شخص نہایت ہی سیدہ الہیت ہے۔ اس لئے آپ نے اُسے پکڑ لیا اور حجاج کے حلقوں میں اُسے پھرانے لگے اور فرماتے جاتے تھے کہ دیکھو اس شخص نے اپنا کیا حال بنایا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کثرت کی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مقتدار کے لئے یہ مکروہ ہے۔ خصوصاً اس شخص کے لئے جسے احکام احرام فوت ہو جانے کا خوف ہو ابو بکر زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق لو ذی الحلیفہ میں خوشبو محسوس ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کس کے پاس ہے۔ حضرت امیر معاویہ نے کہا میرے پاس ہے آپ نے فرمایا اللہ تمہارے پاس۔ عرض کیا اے امیر المؤمنین یہ خوشبو ام حبیبہ نے میرے لدی ہے اور مجھے قسم دلا دی ہے کہ میں اُسے دھوؤں نہیں۔ فرمایا میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ تم واپس جا کر انہیں سے دلو اور جس طرح انہوں نے لگائی وہی اُسے دھو دینگی۔ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ چنانچہ حضرت

امیر معاویہ واپس گئے اور وہ خوشبو ان سے دھلا کر واپس آئے۔ ابو بکر بروایت عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے احرام کیوقت خوشبو پائی اور بہرہ تہدید کی۔ یہ خوشبو حضرت امیر معاویہ کے پاس تھی چنانچہ وہ واپس گئے اور چادر رکھ آئے۔ جس میں خوشبو لگی ہوئی تھی۔ احقر عرض کرتا ہے فقہا نے احادیث کو اخذ نہیں کیا ہے۔ کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا گویا کہ میں دیکھ رہی ہوں آنحضرت صلی اللہ وسلم کی مانگ کی طرف جو خوشبو سے ہکتی ہوتی تھی احرام کے تیسرے دن بعد بجا دسمل اس کے راوی ہیں۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ان دونوں میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ بحالت احرام جسم پر خوشبو لگانا جائز ہے اور کپڑوں پر نہیں اسلئے کہ کامل کچیل خوشبو کو جلد اڑا دیتا ہے۔ بخلاف کپڑے کے کہ عرصہ تک خوشبو اس میں باقی رہتی ہے۔

ابو بکر بروایت مسور بن مخزم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی بایں الفاظ تھی: "اللهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک لا شریک لک لبیک مرغوباً و مرغوباً الیک لبیک ذالنعیم والفضل المحسن ابو بکر بروایت قاسم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اہل مکہ سے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں سر میں تیل ڈالتے دیکھتا ہوں اور حاجیوں کو پراہم اور گر دو غبار آلودہ جب ذی الحجہ کا چاند دیکھو تو احرام باندھ لو۔ ابو بکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق مکہ معظمہ آئے اور ان کے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروا کے درمیان سعی کی اور پھر احرام کھول دیا۔ پھر چار پانچ روز بعد آپ نے حج کا احرام باندھا۔ اس کے بعد دوبارہ پھر مکہ معظمہ آئے اور بدو احرام رہے اور اب کی دفعہ یوم ترویہ کو احرام حج باندھا اور منیٰ میں اپر اونٹ بھیج دیا۔ احقر عرض کرتا ہے ان دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ممکن کہ صورت اول اہل مکہ کے لئے مستحب ہے اور صورت دوم غیر اہل مکہ کے لئے ابو بکر بروایت محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افراد حج کیا (حج بدو عمرہ) حالانکہ وہ اور خصوصاً حضرت صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اتباع کرنے والے تھے۔ ابو بکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق حضرت عمر فاروق نے حج بدو عمرہ کیا۔ ابو بکر بروایت ابی دائل روایت کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے ساتھ ضبئی بن معبد حج کے لئے نکلے اور حج اور عمرے دونوں کا اح

ما۔ جب حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو انہوں نے آپ سے
کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مطابق کیا۔ ابوبکر بروایت طاؤس اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت
تے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا اور حضرت صدیق
ت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی نے اور سب سے پہلے حضرت
یہ نے آپ کی ممانعت کی۔ ابوبکر بروایت حضرت ابن عباسؓ روایت
تے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے اگر عمرہ کیا جائے اور پھر
کیا جائے اور پھر عمرہ کیا جائے اور پھر حج کیا جائے تو یہ حج تمتع ہے
مقام امام ابو حنیفہ بروایت حماد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے
سے منع کیا نہ قرآن سے۔ امام محمد سے فرماتے ہیں یعنی آپ نے افراد
سے منع کیا۔ امام احمد بن حنبل بروایت ابی سعید روایت کرتے ہیں کہ
ت عمر فاروق نے خطبہ کہا اور بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی
علیہ وسلم کو جو کچھ چاہا رخصت دی آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)
اپنے کام کر گئے سو تم حج اور عمرہ دونوں کرو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم
فاتموا الحج والعمرة لله۔

امام احمد بن حنبل بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے ساتھ عمرہ کیا جب
ت عمر فاروق خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے اپنی اثنائے خلافت
خطبہ کہا اور فرمایا قرآن قرآن ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں دو متمتع تھے متمتع
متمتع نسار (مطلب یہ ہے کہ اب آپ کے بعد وہ دونو مشروع نہیں) اما مالک
بکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ حج و عمرہ
فصل کیا کرو۔ کیونکہ یہ امر تمہارے حج و عمرہ دونوں کو پورا کرنے والا ہے
یعنی کہ عمرہ غیر اشہر حج میں لیا جائے۔

احقر عرض کرتا ہے اس مسئلہ میں حضرت عمر فاروق سے سخت اختلاف کیا
ہے۔ احقر کے نزدیک وجہ مناسب یہ ہے کہ ہر ایک کلام کا ایک خاص محل
ہے۔ حضرت عمر فاروق افراد اختیار کرتے تھے اور تمتع و قرآن کی اجازت
تھے۔ اب یہ ہے حضرت ابن عباس کے اس قول کے معنی کہ آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے تمتع کیا۔ اس کے معنی ذات اضافہ سے پہلے طواف قدم کئے

اور طواف قدوم کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے ہیں اور حضرت عمر کے اس قول کے معنی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھنا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کے اس عقیدہ کیا کہ اشہرج میں عمرہ کرنا افجر فحور ہے اور جو افراد سے حضرت عمر فاروق نے اس سے ترک طواف قدوم مراد ہے۔ کیونکہ ابوبکر بروایت ابراہیم روایت ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ضبی بن معبد کو حکم کیا کہ جس جگہ سے وہ قرآن کریم سینڈ ذبح کریں۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے کہ جو شخص اشہرج میں عمرہ کرے اور پھر ٹھہرا رہے (یعنی حج کے لئے) تو مٹے اور اگر واپس چلا جائے۔ تو مستنح نہیں۔ ابوبکر بروایت یحییٰ بن جزار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے عمرہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ اس وقت آپ مکہ کے کس مقام سے عمرہ کیا جائے۔ آپ نے فرمایا حضرت علی مرتضیٰ سے کرو۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا جہاں سے کہ تم نے شروع کیا یعنی میقات سے یہ شخص پوچھ کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ علی طالب کہتے ہیں۔ اُس کے سوا تمہارے لئے اور کچھ گنجائش نہیں پاتا۔ نیز ابوبکر کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق سے عمرہ کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا وہ نہ کرنا بہتر ہی ہے۔ اسقر عرض کرتا ہے اس کے یہ معنی کہ میقات سے عمرہ کرنا سے عمرہ کرنے سے افضل ہے اور غیر اشہرج میں اشہرج میں عمرہ کرنے افضل ہے۔

ابوبکر بروایت وہب بن الاعدع روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاروق کو فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص حج کے لئے آئے تو خانہ کعبہ کا کرے اور پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ امام شافعی بروایت حنا طائس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو فرماتے سنا کہ کرتے تھے کہ طواف کرتے ہوئے زیادہ باتیں نہ کیا کرو۔ کیونکہ اسوقت گو میں ہوتے ہو۔ امام شافعی بروایت عبد اللہ بن ابی یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بھی زہرہ میں ایک شخص سے بنا خانہ کعبہ کے متعلق سوال کیا بیان کیا کہ قریش نے ارادہ کیا تھا کہ وہ خانہ کعبہ بنائیں مگر وہ نہیں بنا سکے ہو کہ چند پتھر رکھے اور چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو ابوبکر بروایت بن عامر بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ماہین الحجین۔ یعنی ہجرت کے ماہین سعی کی۔ ابوبکر بروایت بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

د کے پاس ہوئے اور اس کا بوسہ لیا۔ ابوبکر بروایت عابس بن ربیعہ روایت کرتے کہ حضرت عمر فاروق حجر اسود کے پاس ہوئے اور اس کا بوسہ لیا۔ اور کہا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔ بروایت یحییٰ بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت عمر فاروق نے یا کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے حجر اسود جو ما انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں دیکھا۔ فرمایا تو پھر آپ کی اتباع تمہیں فی نہیں عرض کیا کیوں نہیں۔

ابوبکر بروایت دہب ابن الاجدع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق یا کرتے تھے کہ صفا سے سعی شروع کی جائے۔ اور خاد کعبہ کے بالمقابل ہو سات بکیریں کہی جائیں ہر دو تکبیر کے درمیان حمد و صلوٰۃ کرے اور اپنے لئے اور ایسا ہی مراد پر کرے۔ ابوبکر بروایت بکر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سبیل کے درمیان حضرت عمر فاروق کے ساتھ سعی کی ابوبکر بروایت ہشام بن وہ اپنے والد سے روایت ہیں کہ حضرت عمر فاروق صفا و مروا کے درمیان بلند نہ پہچانی جاتی۔ ابوبکر بروایت عروہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق و حضرت فاروق حج کیلئے احرام باندھے اُتے تھے اور قربانی کے دن تک احرام نہیں دلتے تھے۔ ابوبکر بروایت علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے عرفات نماز ظہر و عصر جمع کی اور پھر وقوف کیا۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں مزدلفہ میں نماز مغرب و عشا جمع کی۔ ابوبکر بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے ساتھ صرف نماز مغرب پڑھی نہ عشا حقر عرض کرتا ہے پہلی صورت افضل و مختار ہے اور دوسری بیان جواز کہ اگر کوئی ص نماز جمع نہ کرے اور ہر ایک نماز کو اُس کے وقت پر پڑھے تو جائز ہے، بروایت ابن ابی نبیح اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر سے بفر کے روزے سے سوال کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے ساتھ کیا۔ مگر آپ نے اور نہ ان میں سے کسی نے روزہ رکھا اور نہ میں رکھتا ہوں۔ اس کا حکم کرتا ہوں۔ اور نہ منع کرتا ہوں۔ امام احمد بن حنبل بروایت عمرو بن میمون بیت کرتے ہیں کہ انہوں نے مزدلفہ میں حضرت عمر فاروق کے ساتھ نماز مغرب بھی اور پھر وقوف کیا۔ پھر حضرت عمر فاروق نے بیان کیا کہ مشرکین طلوع شمس کے عرفات سے روانہ ہوا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی

مخالفت کی اور قبل طلوع شمس روانہ ہوئے ۔

امام مالک بروایت عبداللہ بن دینار وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے عرفہ کے دن خطبہ پڑھا اور لوگوں کو احکام حج تعلیم کئے ۔ آپ نے فرمایا کہ جب منہ میں آؤ ۔ تو جو شخص رمی جمار کرے تو اُس کے لئے حلال وہ تمام چیزیں جو حاجیوں کے لئے حلال نہ تھیں مگر اپنی عورت کے پاس جانا اور لگانا اُسے حلال نہیں ہوا کیونکہ خانہ کعبہ کا جب تک طواف نہ کیا جائے ۔ تب تک کے پاس جانا اور خوشبو لگانا جائز نہیں ۔ نیز امام مالک کی دوسری روایت میں اس سے کہ جو شخص رمی جمار کرے اور سر منڈالے یا بال کتر والے اور قربانی کر لے اُسکے پاس ہو تو اس کا احرام کھل گیا ۔ (احقر عرض کرتا ہے کہ فقہار نے حضرت فاروق کے اس قول کو کہ جب تک طواف نہ کر لے خوشبو لگانا جائز نہیں ترک ہے کیونکہ بحديث عائشہ صدیقہ وغیرہا بسند صحیح ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طواف افاضتہ خوشبو لگائی) ابوبکر بروایت ابن اسحق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا کہ تلبیہ کب منقطع ہوتا ہے تو انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق نے رمی جمار تلبیہ کہا ۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حج کیا کرتے اور جب تک واپس نہ ہوتے قربانی نہیں کیا کرتے تھے ابوبکرؓ عمر بن میمون روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کے ساتھ دو دن کیا ۔ ایک دفعہ اس سل جب کہ آپ زخمی کئے گئے ہر دفعہ انہوں نے دیکھ آپ بطن وادی سے رمی جمرہ عقبہ کیا کرتے تھے ۔ ابوبکر بروایت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اوپر سے رمی جمرہ عقبہ کیا ۔ یعنی بلند مقام سے (۱) کرتا ہے کہ بطن وادی سے رمی جمرہ کرنا مستحب ہے ۔ اور بلند مقام پر سے رمی جمرہ کرنا جائز ہے) امام مالک بروایت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص جوڑا باندھے اسے چاہیے کہ وہ اپنے بال منڈوا ڈالے ہمیشہ بالوں کو بڑھائے نہ رکھے ۔ امام مالک بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بالوں کو بڑھے یا جوڑا باندھے اسے واجب ہے کہ اپنا سر منڈالے ۔ امام مالک بروایت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کوئی حاجی لیالی منہ میں عقبہ کے پیچھے شب باشی نہ کرے ۔ نیز امام مالک نافع روایت کرتے ہیں کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق بہت سے کو بھیجا کرتے تھے جو عقبہ کے پیچھے سے منہ میں داخل ہوتے ابوبکر بروایت

اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - حضرت صدیق
حضرت عمر فاروق رضی جہاں تک، پیادہ چل کر جایا کرتے تھے - ابوبکر بروایت سائب
ایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنی عورت کو اونٹ
بٹھائے ہوئے حجرہ عقبہ کی طرف لے جا رہا تھا۔ آپ اس کی طرف درہ اٹھا کر لئے
منع کیا کہ یہ اپنی عورت کو سوانہ کرنا لے جائے۔ امام مالک روایت کرتے ہیں کہ
اس حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق حجر پر تین پر دیر تک وقوف کرتے تھے۔ حتیٰ کہ
سے ہونے والوں پر بار گزرتا تھا۔

ابوبکر بروایت سلیمان بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق
دیکھا کہ آپ حجرہ ثالثہ پر آئے اور وقوف نہیں کیا۔ امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید
ایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت صدیق قربانی کے دن صبح کو دن
نکلے اور تکبیر کہی آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر ٹھوڑی دیر کے
دوسری دفعہ نکلے اور تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر زوال
آپ نکلے اور تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر یہاں تک کہ
بیروں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور خانہ کعبہ تک آواز پہنچی۔ اور لوگوں نے جان
یا کہ آپ رضی جہاں کے لئے نکلے۔

ابوبکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے چرواہوں
اجازت دی کہ وہ ایام تشریق میں اعلیٰ منا پر شب ناشی کریں۔ ابوبکر بروایت
بدانہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے منیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔ ابوبکر نے
بھی روایت عمران بن حصین۔ ابن عمر اور بروایت انس بن مالک اسی طرح روایت کیا
ہے۔ ابوبکر بروایت عمرو بن شعیب روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے منیٰ
میں نماز جمعہ پڑھی۔ ابوبکر نے بروایت زہری روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق حصہ
میں نماز جمعہ کے لئے ٹھہرے۔ مگر نماز نہیں پڑھی بلکہ نماز ظہر پڑھی۔ ابوبکر بروایت
عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - حضرت صدیق
اور حضرت عمر فاروق محصب میں ایک ساعت آرام کیا کرتے تھے۔ امام مالک
بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کوئی حاجی اپنے گھر
اپس نہ جائے جب تک کہ طواف نہ کر لے کیونکہ آخر نسک خانہ کعبہ کا طواف
کرنا ہے۔ امام مالک بروایت یحییٰ ابن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے ایک شخص کو تر ظہران سے لوٹایا۔ کیونکہ اس نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا

ابوبکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بعد نماز طواف کو پھر سوار ہو کر ذات طویٰ پر آئے اور اتر گئے۔ جب آفتاب نکل چکا تو آپ دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا یہ دو رکعتیں دو رکعتوں کے عوض ہیں (یعنی یہ جو طواف کے بعد نہیں پڑھی تھیں) ابوبکر و ابو داؤد بروایت حارث بن عبد اللہ بن ابی اس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے مسئلہ پوچھا کہ عورت طواف کر کے حائضہ ہو جائے آپ نے فرمایا تو چاہئے کہ وہ اپنے مناسک کو طواف پر کرے۔ حارث نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھ سے ایسا ہی ہے آپ نے فرمایا کیا تم دین کے معاملہ میں شک کرتے ہو اور وہ مجھ سے وہ پوچھتے ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ چکے ہو کہ شاید میں آپ کچھ مخالفت کروں۔ ابوبکر بروایت قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عورت کے متعلق جو خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے حائضہ ہو جائے بیان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کہتے تھے کہ جب عورت خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے حائضہ ہو جائے تو وہ مناسک حج سے آزاد ہو گئی۔ مگر حضرت فاروق الثران پر رحم کر وہ فرماتے تھے کہ عورت کو چاہئے کہ آخر مناسک طواف خانہ کعبہ کو کرے (احقر عرض کرتا ہے اہل علم نے حضرت عمر فاروق کے اس قول ترک کیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک قصہ حضرت صفیہ وغیرہا سے اس برخلاف ثابت ہوا ہے۔ احقر کے نزدیک بہتر وجہ یہ ہے کہ عورت کے مسنون ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے تک مکہ معظمہ میں قیام کرے۔ لیکن کوئی خاص مجبوری ہو تو یہ امر آخر ہے) ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے منع کیا کہ کوئی محرم زعفرانی یا کسوم کے رنگ کپڑے میں احرام نہ باندھے۔

امام مالک بروایت ابی العطفان المری روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بحالت احرام ایک عورت سے نکاح کیا تو حضرت عمر فاروق نے کے نکاح کو رد کر دیا۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ وہ بحالت بحال بمقام جحفہ خلیج بحر میں غوطہ لگا رہے تھے حضرت عمر فاروق ہمیں اس حال میں دیکھ رہے تھے۔ مگر آپ نے ہمارے اس فعل پر کوئی حریف نہیں کی۔ ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اس میں حرج نہیں سمجھتے تھے کہ محرم غیر محرم کے کئے ہوئے شکار کا گوشت کھا۔ امام ابو حنیفہ بروایت ابی سلمہ وہ ایک شخص سے وہ حضرت ابی ہریرہ

ایت کرتے ہیں۔ بحرن پر ان کا گذر ہوا تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ جب غیر محرم
کار کرے تو محرم کھائے یا نہیں تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ کھالے۔ اس کے بعد
ہریر نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آکر اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے
رمایا۔ اگر تم اس کے خلاف فتویٰ دیتے تو تم دو شخصوں کے درمیان بھی کبھی
نہ کہہ سکتے۔ (یعنی میں تمہیں معزول کر دیتا) امام مالک بروایت ربیعہ بن
میدالشر بن ہدیر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ
حالت احرام بمقام سقیا اپنے اونٹ کی کلیاں نکال رہے تھے۔ امام مالک بروایت
الزبیر انکی اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے کنتار
بجوں مارنے پر (بجالت احرام) ایک مینڈھا ہرن مارنے پر ایک بکری خرگوش مارنے
ایک بکری کا بچہ اور نیولا مارنے پر ایک چار ماہہ ایک بکری کا بچہ قہر بانی کرنے
افیصلہ کیا۔ نیز امام مالک بروایت عبد الملک قریر اور وہ محمد بن میرین سے روایت
کرتے ہیں کہ ایک شخص عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ میں نے اور
میرے ساتھی نے ایک بکری کے بچے کی طرف گھوڑا دوڑایا۔ مگر ہمارا تیر ایک ہرن
وجالگا اور ہم محرم تھے۔ حضرت عمر فاروق نے عبد الرحمن بن عوف سے جو آپ کے
کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہو کیا رائے دیتے ہو۔ عرض آپ نے اور
ہوں نے اس شخص پر ایک اونٹ قربانی کرنے کا حکم کیا۔ یہ شخص واپس ہوا تو کہنے
لگا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں لوگوں سے مسئلہ پوچھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور خود میرے
مسئلہ کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ آپ نے اس کا قول سن کر اس سے پوچھا تو کبھی
مورہ ماندہ بھی پڑھتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا تو انہیں بھی جانتا ہی جنہوں
نے میرے ساتھ ہو کر تمہارے معاملہ میں فیصلہ کیا۔ اس نے کہا نہیں آپ نے
رمایا اگر تو کہتا کہ میں سورہ ماندہ پڑھا کرتا ہوں تو میں تجھے سزا دیتا۔ اللہ تعالیٰ سورہ
اندہ میں فرماتا ہے (یجکم بہ ذدا عدل منکم ھد یا بالغ الکعبہ) یعنی میں نے
اس آیت پر عمل کیا نہ یہ کہ میں نے اس سے مسئلہ پوچھا۔ اور یہ عبد الرحمن
بن عوف ہیں۔ امام مالک بروایت زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ ایک
شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا اے امیر المؤمنین میرے
کوڑے کی زد سے چند ٹڈیں مر گئیں اور اسوقت کا واقعہ ہے جب کہ میں
محرم تھا۔ آپ نے فرمایا ایک قبضہ کھانا کھلا دو۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے
حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آن کر پوچھا کہ بجالت احرام ٹڈی کے مارنے

کا کیا حکم ہے حضرت عمر فاروق نے حضرت کعب احبار سے فرمایا اور اس کا جواب دو۔ حضرت کعب نے کہا اسے ایک درہم دینا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کعب تم ایک درہم کہتے ہو میں کہتا ہوں ایک کھجور ایک ٹڈی سے بہتر ہوتی ہے۔ ابو بکر بروایت حکم وہ شیخ اہل مکہ سے روایت کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ پر ایک کبوتر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کبوتر آپ کے ہاتھ پر آن بیٹھا۔ آپ نے ہاتھ ہلایا اور وہ اڑ گیا اور ایک مکان پر جا بیٹھا۔ وہاں ایک سانپ تھا۔ اس نے اسے کاٹ لیا تو آپ نے اپنے اوپر ایک قربانی کرنے کا حکم کیا۔ ابو بکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خلافت میں ایک شخص آیا۔ جس نے تمتع بالبحر کیا ہوا تھا۔ اس سے روزہ فوت ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا بکری قربانی کرو۔ اس نے کہا میرے پاس بکری نہیں آپ نے فرمایا اپنی قوم سے لو۔ اس نے کہا۔ میری قوم میں سے کوئی شخص یہاں موجود نہیں۔ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا معقیب (نام غلام) انہیں ایک بکری دیدو۔ ابو بکر بروایت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو شخص طہوعاً خانہ کعبہ ہدیٰ روانہ کرے۔ مگر خود خانہ کعبہ تک نہ جاسکے تو چاہیئے کہ محرم اس ہدیٰ کو قربانی کرے مگر خود اس کا گوشت نہ کھائے۔ ورنہ اُسے بھی قربانی ہوگی۔

ابو بکر بروایت ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا منیٰ سے لوٹنے کے بعد تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرو امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید اور دوسلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو یوب انصاری حج کے لئے نکلے۔ جب مکہ کے راستہ میں چشمہ نازیہ تک پہنچے تو ان کی سواریاں گم گئیں قربانی کے دن انہوں نے حضرت عمر فاروق سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا ہدیٰ کرو جو عمرہ عمرہ کرنے والے کو کرنا چاہیئے۔ پھر جب احرام کھلودو۔ اور آئندہ حج کا موسم آئے تو حج کر لینا۔ اور جو کچھ ہدیٰ (قربانی) میسر ہو خانہ کعبہ بھیج دینا۔ نیز امام مالک بروایت نافع اور دوسلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ ہباز بن اسود قربانی کے دن آئے اور حضرت عمر فاروق اپنی ہدیٰ قربانی کر رہے تھے۔ ہباز بن اسود نے بیان کیا یا امیر المؤمنین ہم دونوں کا شمار بھول گئے۔ ہم خیال کرتے تھے۔ کہ عرفہ کا دن آ رہا ہے آپ نے فرمایا تم اور تمہارے ساتھی مکہ جا کر طواف کریں۔ اور اگر تمہارے ساتھ ہدیٰ ہو تو جا کر اُسے قربانی کرو۔ اور پھر سرمنڈوا لیا بال اکثر اور واپس چلے جاؤ۔ پھر جب آئندہ سال حج کا موسم آئے تو حج کرو۔ اور ہدیٰ بھیجوا۔ جو ہدیٰ نہ پلاتے وہ تین روزے ایام حج میں رکھ لئے۔ اور سات روزے حج

واپس ہو۔ ابوبکر بروایت عطار بن السائب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کسی شخص کو کہتے اور وہ گنگنا نے لگتا۔ نیز ابوبکر بروایت اسلم (مولا عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک جنگل سے ایک شخص کی آواز سنی کہ وہ مسافروں کا گیت گارہا ہے۔ فرمایا یہ مسافر کا توشہ ہے۔

ابوبکر بروایت عبداللہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے ساتھ حج کو نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ راہ میں آپ نے کہیں خیمہ وغیرہ نہیں نصب کیا۔ یہاں تک کہ واپس آئے۔ کہا گیا کہ پھر آپ کس شے کے سایہ میں ٹھہرا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ درخت پر ایک چمڑا ہلکا لیتے تھے۔ اور اسی کے سایہ میں ٹھہر جاتے تھے۔

کتاب النکاح

فضیلت النکاح

ابوبکر بروایت طاؤس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص سے کہا کہ تمہیں نکاح کرنے سے کوئی شے مانع نہیں بجز اس کے کہ یا تو تم نکاح کرنے سے عاجز ہو یا فسق و فجور کرتے ہو۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بن محمد بن المنشدر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نکاح کے ذریعہ تمول حاصل کرو۔ امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں اس شخص سے زیادہ کم ہمت کسی کو نہیں پاتا جو آیہ ان یکونوا فقیہاً یغنیہم اللہ من فضلہ پڑھنے کے بعد بھی نکاح نہ کرے۔ ابوبکر بروایت ہشام وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ لوگوں کو بد شکل و حقیر مردوں سے نکاح کرنے پر مجبو نہ کرو۔ اس لئے کہ وہ بھی وہی چاہتی ہیں جو تم چاہتے ہو۔ ابوبکر بروایت عاصم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ باکرہ عورتوں سے شادی کیا کرو۔ کیونکہ ان کا جسم صاف ہوتا ہے اور وہ حمل جلد قبول کر لیتی ہیں اور تھوڑے پر قناعت کر سکتی ہیں۔ ابوبکر بروایت معاویہ بن قرہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کسی شخص یا فرمایا کسی عبد کے لئے ایمان باللہ کے بعد عورت حسنۃ الخلق اور محبت کرنے والی عورت سے بہتر کوئی خیر و بھلائی نہیں۔ اسی طرح کفر کے بعد عورت

بدخلق و تیز زبان سے بدتر کوئی شر نہیں پھر فرمایا کہ بعض عورتیں بہت غنیمت ہیں کوئی عطا اور کوئی داد و ہش ان کا عرض نہیں ہو سکتی اور بعض عورتیں اس طوق کا حکم رکھتی ہیں جو کسی فدیہ سے جدا نہیں ہو سکتا۔

الکفو

ابوبکر بروایت محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عادات جاہلیت میں سے اب کوئی عادات باقی نہیں رہی۔ آگاہ ہو جاؤ۔ مجھے اس امر کی پرواہ نہیں کہ میں کس سے نکاح کرتا ہوں اور کس کا کس سے نکاح کر دیتا ہوں ابوبکر بروایت ابراہیم بن محمد بن طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اب میں ذی نساب عورتوں کو نکاح نہ کرنے دوں گا مگر ان کے کفو سے (احقر عرض کرتا ہے کہ تطبیق میں الروایتیں اس طرح ہے کہ کفۃ عورت کا اور اس کے ادلیٰ کا حق ہے لہذا اگر اگر وہ خود ہی اسے کسی دینی مصلحت کے باعث ترک کریں تو محمود و پسندیدہ ہے)

اجازت ولی

ابوبکر بروایت عبد الرحمن بن معبد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک عورت کا نکاح جو اس نے بدوں اجازت ولی کر لیا تھا رد کر دیا۔ ابوبکر بروایت عمرو بن ابی سفیان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر و فاروق نے فرمایا کسی عورت سے نکاح نہ کیا جائے مگر باذن اُس کے ولی کے یا باذن سلطان کے اگرچہ وہ دس نکاح کیوں نہ کرے۔ ابوبکر بروایت طاؤس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نکاح بدوں اجازت ولی جائز نہیں۔ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک حاملہ عورت لائی گئی۔ اس نے بیان کیا کہ غلاں شخص نے مجھ سے نکاح کر لیا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے بہ شہادت اپنی والدہ و ہمیشہ کے اس سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور حد نہیں ماری اور فرمایا نکاح جائز نہیں مگر باجارت ولی۔ ابوبکر بروایت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک راستہ میں بہت سے مسافر جمع ہو گئے ان میں سے ایک عورت نے اپنی ہی قوم میں سے ایک شخص کو جو اس کا ولی نہ تھا اپنے نکاح کا کام تفویض کیا جس نے اس کا نکاح ایک شخص سے کر دیا۔ حضرت عمر فاروق نے ناک و منکج دونوں کو دُڑے مارے اور میاں بیوی کے درمیان تفریق کر دی۔ نیز ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے بدوں اذن ولی اور بدوں شہادت نکاح کر لیا۔ جب حضرت

مر فاروق کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے بجواب اُس کے لکھا کہ اسکو سوڈر سے
رے جائیں۔ اور دیارو امصار میں نامے بھیجے جائیں کہ جو عورت بدول اذن دلی
کاح کرے وہ بمنزلہ زانیہ کے ہے۔ امام مالک و امام شافعی بروایت سعید بن المسیب
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورت سے نکاح نہ کیا جائے مگر
ذن دلی۔ یا اس کے کنبہ میں کسی اہل الرائے کے اذن سے اور یا باذن سلطان
بکر بروایت ہشام بن عروہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے لڑکے
سے کہا کہ وہ اس کا نکاح کر دے۔ لڑکا حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور
رض کیا آپ نے فرمایا ہاں اس کا نکاح کر دو۔ واللہ حقہ بنت ہشام (یعنی میری
س) اگر مجھ سے کہتیں کہ میں ان کا نکاح ثانی کر دوں تو میں کرا دیتا۔ غرض اس شخص
نے اپنی ماں کا نکاح کر دیا۔ ابوبکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
اروق نے فرمایا کہ یتیم سے (بوقت نکاح) اجازت لی جائے۔ پھر اگر وہ خاموش رہے
اُس کی رضا مندی کی دلیل ہے۔ ۱۲

شہادت النکاح

امام مالک و امام شافعی بروایت ابی الزبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
کی خدمت میں ایک نکاح پیش کیا گیا جس کے شاہد ایک مرد اور ایک عورت تھی آپ
نے فرمایا یہ تو پوشیدہ نکاح ہے میں اسکی اجازت نہیں دیتا۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم
ہوتا میں رحم کرتا۔ امام شافعی بروایت حسن و سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نکاح جائز نہیں مگر با اجازت دلی اور بشہادت
دو شاہد عادل۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حجاج بن ارطاة نے جو بروایت خطا
کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے مرد کے ساتھ عورتوں کی شہادت
بھی جائز رکھی۔ سو یہ خبر منقطع ہے اور حجاج بن ارطاة خود بھی
قابل حجت نہیں۔ ۱۲

اعلان النکاح

ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوشیدہ طور پر ایک
عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ اور اس کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا۔ جب
اُسے ایک ہمسایہ نے آمد و رفت رکھتے دیکھا تو اُسے متہم کیا۔ دونوں قہقہہ
لے کر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے۔ ہمسایہ نے کہا امیر المؤمنین،

یہ شخص میری ایک ہمسائی کے گھر آمدورفت رکھتا ہے۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو۔ اُس نے کہا میں نے اس عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ اور چونکہ قلیل شے پر کیا ہے۔ اس لئے میں نے اس نکاح کو پوشیدہ رکھا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کے شاید بھی کر لئے ہیں۔ عرض کیا ہاں۔ اسی کے بعض گھر والوں کو میں نے شاید کر لیا ہے۔ اس پر آپ نے حد ساقط کی اور فرمایا۔ اعلنوا النکاح وحصنوا هذه الفروج - ۱۲

ابوبکر بروایت محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ انہیں خبر دی گئی کہ حضرت عمر فاروق جہاں کہیں آواز سنتے تو ناراض ہوتے اور پوچھتے یہ کا ہے کی آواز ہے اگر کہا جاتا کہ شادی کا ختنہ ہے تو خاموش ہو جاتے۔ امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کسی دعوت میں مدعو کئے گئے۔ جب دعوت کھا کر واپس آئے تو حضرت عثمان غنی نے فرمایا میں دعوت میں آتو گیا۔ لیکن اگر نہ آتا تو اچھا تھا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہ دعوت کہیں فخر و مباہات کے طور پر نہ کی گئی ہو۔ ۱۲

مہور النساء

ابوبکر دامام بغوی بروایت ابی العضا السلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورتوں کے حروں میں مبالغہ نہ کیا کر د۔ کیونکہ خواہ بلحاظ دنیوی فخر و مباہات اور خواہ بلحاظ تقویٰ و پرہیزگاری کے اگر یہ امر مستحسن ہو سکتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سبب سے احق تھے۔ مگر آپ نے کوئی نکاح نہیں کیا حتیٰ کہ اپنی صاحبزادیوں کا مگر بارہ اوقیہ مہر پر (اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ تو بارہ اوقیہ کے ۴۸۰ درہم ہوئے) ابوبکر بروایت ابن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اجازت دی کہ ہر دو ہزار تک باندھا جائے۔ امام شافعی محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ شعث بن قیس ایک شخص کے ساتھ رہنے لگے انہوں نے کسی وقت ان کی عورت کو دیکھ لیا۔ جو انہیں خوش لگی۔ جب اُس کے شہر نے وفات پائی تو انہوں نے اُسے نکاح کا پیغام بھجوا دیا اُس نے کہا میں اپنے قول پر تم سے نکاح کر سکتی ہوں (یعنی ہر وہی ہوگا جو میں کہوں) مگر بعد از نکاح۔ قبل ازیں کہ وہ نہر کی بابت کچھ کہے انہوں نے اسے طلاق دیدی اور کہا سو کچھ تم چاہو مہر لے لو۔ اس نے کہا میں فلاں فلاں غلام اپنے ہر میں لیتی ہوں انہوں نے کہا ان کے سوا دوسرے غلام لے لو اس نے انکار کیا۔ تو یہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے اور تین دفعہ عرض کیا یا امیر المومنین میں سخت عاجز آیا ہوں۔ میں ایک

دست پر فریفتہ ہوا فرمایا یہ تمہارے اختیار سے باہر ہے۔ عرض کیا میں نے اُس کے دل پر اُس سے نکاح کر کے قبل ازیں کہ وہ مہر کی تعیین کرے اسے طلاق دے دی فرمایا تو وہ ایک مسلمان عورت ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں یعنی اس کا مہر اتنا ہی دینا چاہیے جتنا ایک مسلم کی زوجہ کا۔ ابوبکر بردایت نخعی اسی طرح روایت کیا ہے بجز اس کے کہ ان کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اُسے راضی کر لو۔ بردایت ابن سیرین ابوبکر نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے اشعث بن قیس سے فرمایا کہ جو مہر ان کی دیگر عورتوں کا ہے وہی اس کا بھی ہے۔

امام شافعی بردایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے عورت کے حق میں فیصلہ کیا کہ جب کوئی شخص عورت سے نکاح کرے اور اُس کے ساتھ تخلیہ کرے تو اس کا مہر واجب ہو گیا۔ امام شافعی اپنے مذہب قدیم میں حضرت عمر فاروق کے قول پر تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت عمر فاروق ہم سے زیادہ کتاب اللہ کو جانتے تھے۔ نیز امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آیہ کریمہ (لا جناح علیکم ان تطلقتم النساء ما لم تمسوهن) میں قبل مس طلاق دینے سے قبل تخلیہ طلاق دینے کا ارادہ کیا ہو۔ بعد ازاں مذہب جدید میں حضرت امام شافعی نے اس سے رجوع کر کے ظاہر آیت پر اعتماد کیا اور فرمایا کہ ہر کامل واجب نہیں ہوتا۔ مگر بعد المس۔ احقر عرض کرتا ہے۔ ظاہر آیت در حضرت عمر فاروق کے قول کے درمیان تطبیق باین طریق ممکن ہے کہ جب شوہر زوجہ کے درمیان اختلاف واقع ہو زوجہ کہے اس نے مجھے چھوڑا ہے شوہر کہے نہیں۔ اب دیکھا جائے گا۔ اگر ان دونوں کے درمیان تخلیہ ہوا ہے تو قسم لے کر زوجہ کے قول کی تصدیق کی جائے گی والا شوہر کے قول کی بطن غالب یہی معنی ہیں۔ حضرت عمر فاروق کے قول کے۔ امام مالک و امام شافعی بروایت ابن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کسی مجنونہ یا مبرودہ عورت سے نکاح کرے اور اسے ہاتھ بھی لگا لے تو اسے ہر کامل دینا لازم آئیگا۔ اور اسی قدر عورت کے دلی کو اس کے شوہر کو تاوان دینا لازم آئے گا۔ ۱۲

الشروط فی النکاح

ابوبکر بروایت عبد الرحمن بن غنم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورت جو شرط کرے وہ اس کا حق ہے۔ ایک شخص نے کہا اگر ہم جانے لگیں فرمایا حق شرطیں کرتے وقت طے کئے جا سکتے ہیں۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ

ایک شخص نے نکاح کیا اور شرط کی کہ وہ عورت کو باہر نہ لے جائے گا۔ تو حضرت فاروق یہ شرط ساقط کر دی اور فرمایا کہ عورت شوہر کے ساتھ ہے۔ ابو بکر بروایت زید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ کوئی اعرابی ہم سے نکاح نہ کرے کہ دارالہجرت سے اُسکے نکلے کا سبب ہو۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اوزاعی و امام احمد و اسحق روایت اولیٰ کی طرف گئے ہیں۔ پس جب شوہر باہر جا لگے تو چاہیے کہ عورت کو طلاق دیدے۔ اور امام ابو حنیفہ و امام شافعی روایت ثانیہ کی طرف گئے ہیں اور بروئے حدیث مذہب اول کی زیادہ توثیق ہوتی ہے۔

غیر محرم سے تخلیہ کی ممانعت

امام شافعی و امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کوئی محرم شخص عورت سے تخلیہ نہ کرے۔ کیونکہ تمسیرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ابو بکر بروایت حمید بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ عورت کے یہ نہ جاتے مگر وہی شخص جو اس کا محرم ہو کہا گیا اس کا دیور^۱ فرمایا وہ تو اسکی موت ہے۔ امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو اما بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان عورتوں کے ساتھ اہل کتاب کی عورتیں بھی جم کرتی ہیں۔ چاہیے کہ انہیں منع کیا جائے۔ یا ان دونوں کے درمیان پردہ حائل کر دیا۔ کیونکہ کسی مسلمان عورت کو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ اس کا متر کوئی غیرت کی عورت دیکھے۔ ۲

نکاح العبد والامۃ

ابو بکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرام غلام حرہ سے نکاح کرے وہ نصف آزاد ہو گیا۔ اور جو آزاد لونڈی سے نکاح کرے آزادہ ہو گئی۔ ابو بکر بروایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ممانعت کر دی کہ عربی شخص لونڈی سے نکاح نہ کرے۔ ابو بکر بروایت حکم روایت کرتے ہیں کہ امیر رسول اللہ علیہ وسلم نے اس امر پر اجماع کیا کہ مملوک دو عورتوں سے زیادہ پاس نہ رکھے۔

فی امراة غزت رجلاً بنفسها و ذكرت انها حرة

امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی ایک عورت کے متعلق کہ جس نے شخص کو یہ دھوکہ دے کر کہ وہ حرة ہے نکاح کر لیا۔ اور اس شخص سے اس کے اولاد بھی ہوئی۔ حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی میں سے کسی نے فیصلہ کیا کہ یہ شخص عورت کے مالک کو اس اولاد کا خدیہ دے جو اس عورت سے ہوئی۔

نکاح الکتابیہ

ابوبکر بروایت شفیق روایت کرتے ہیں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا۔ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ اسے علیحدہ کر دو۔ انہوں نے جواب اُس کے لکھا کہ اگر وہ میرے لئے حرام ہے تو میں اُسے علیحدہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ وہ تمہارے لئے حرام ہے مگر میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس سے مسلمان عورتوں کو نقصان نہ پہنچے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حذیفہ بن یمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دلائل باکر ایک یہودیہ عورت سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ وہ اسے علیحدہ کریں۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیا وہ میرے لئے حرام ہے۔ آپ نے لکھا میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ تم بل ازیں کہ میرا نام پڑھ کر رکھو اسے علیحدہ کر دو۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ مسلمان تمہاری تقلید کر کے اہل ذمہ کی عورتیں پسند کرنے لگیں۔ اس لئے کہ وہ حسین ہیں اس سے اندیشہ ہے کہ مسلمان فتنہ میں نہ پڑ جاویں۔

نکاح المعتدہ

امام شافعی بروایات سعید بن المسیب و سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ طلحہ اسدی رضی اللہ عنہما نے نکاح میں تھیں۔ جب انہوں نے طلاق دے دی تو انہوں نے اپنی عین عدت میں ہی نکاح ثانی کر لیا۔ آپ نے انہیں اور ان کے زوج ثانی کو مالا اور ان کے درمیان تفریق کرادی اور فرمایا جو عورت اثنائے عدت میں نکاح کرے۔ پھر اگر اس کا یتیم ہر اس کے پاس نہ گیا ہو تو ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے اور بعد عدت پوری ہو سیکے یہ شخص اُسے پیغام دے سکتا ہے اور اگر وہ اُس کے پاس جاچکا ہو تو بھی ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے اور پھر عدت پوری ہونے کے بعد بھی یہ دونو جمع نہیں ہو سکتے سعید بن المسیب فرماتے ہیں مگر اس شخص کو مردینا لازم آئے گا۔ جب کہ یہ اُس کے پاس جاچکا ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی نے بھی اپنے قول قدیم میں بھی فرمایا ہے کہ یہ دونو مجتمع نہیں ہو سکتے۔ امد سفیان ثوری

نے اپنی جامع میں بیان کیا ہے کہ بعد میں حضرت عمر فاروق نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا۔

نکاح المقدوفہ

امام مالک بروایت ابی الزبیر الملکی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی شخص کو اپنا ہمسر کا پیغام بھیجا۔ اس شخص نے بحواب اُسکے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اُس نے غلام واقع کیا ہے۔ یہ خبر حضرت عمر فاروق کو پہنچی تو آپ نے اُسے مارا یا قریب تھا کہ آپ اُسے مارے (شک راوی) اور فرمایا کہ صرف خبر پر ہی تم ایسا کرتے ہو۔

نکاح الزانیہ

ابوبکر بروایت طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کر لیا تو اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میری وجہ سے تمہاری بدنامی ہو کیونکہ مجھ سے لغزش ہو گئی ہے۔ یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا تو کہ وہ تائب نہیں ہو گئی۔ کہا ہاں وہ تائب ہو گئی ہے فرمایا تو پھر کیا ہے اس سے نکاح کر لو۔ (۱۱) عرض کرتا ہے کہ جو لوگ نکاح زانیہ کو جائز سمجھتے ہیں انہوں نے اسی روایت سے تمسک کیا ہے مگر ان کا تمسک کرنا محل کلام ہے۔ کیونکہ محتمل ہے کہ اس کا زنا بہ بینہ ثابت ہو اور نہ اُس کے شوہر ہی نے اسے دیکھا ہو۔ تو اُسکی یہ حالت پوشیدہ رہی۔ تو اصل برأت پائی گئی یہی حالت زانیہ تائبہ کی ہے۔ پس حضرت عمر فاروق کے قول کا محل زاعمین کے زعم کے خلاف موجود ہے اور حدیث نبوی کی تاویل یہ ہے کہ منہی عنہ نکاح زانیہ غیر تائبہ کا ہے۔ پھر جب اس نے توبہ کر لی تو التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اس کا حکم ہوا۔ (۱۲)

نکاح المحرم باطل

امام شافعی بروایت جعفر بن محمد وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام وجہ اور حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ محرم نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے اور اگر نکاح کرے یا کرائے تو اس کا نکاح باطل ہے۔ (۱۳)

حکم المفقود

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر مفقود الخیر ہو اور پتہ نہ ملتا ہو کہ کہاں ہے اُسے چاہیے کہ چار سال انتظار کرے۔

پھر چار ماہ دس یوم عدت پوری کر کے دوسرے شخص سے نکاح کر لے۔ امام مالک فرماتے ہیں۔ ایسے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ اس قول سے انکار کرتے ہیں جو حضرت عمر ق کی خدمت میں کہا گیا کہ بعد نکاح ثانی جب اس کا شوہر اول واپس آئے تو اسے اختیار لے لے خواہ ہر لے لے اور خواہ اپنی زوجہ کو لے لے۔ نیز امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھے پش پش حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زوجہ سے ردپوش ہو جائے اور اسے دیدے اور رجوع بھی کر لے مگر عورت کو طلاق کی خبر ملی اور رجوع کر لینے کی نہیں پھر بعد نئے عدت عورت نکاح ثانی کر لے تو اسے اس کا دوسرا شوہر خواہ اس کے پاس گیا ہو یا شوہر اول اسے نہیں لے سکتا۔ ابو بکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت روق اور حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو اسے چاہیے کہ سال انتظار کر کے چار ماہ دس یوم عدت گزارے پھر نکاح کر لے۔ پھر جب وہ واپس لے لے خواہ ہر لے لے خواہ اپنی زوجہ کو واپس کر لے۔ ابو بکر بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے مسئلہ پوچھا گیا کہ جو شخص اپنی زوجہ سے ردپوش ہو جائے اور اسے خبر ملے کہ اس کا شوہر انتقال کر گیا تو وہ نکاح ثانی کر لے۔ پھر اگر اس کا شوہر واپس لے لے اور خبر غلط نکلے تو شوہر اول کو اختیار ہے خواہ اپنی زوجہ کو واپس کر لے خواہ ہر لے اسے شوہر ثانی کے پاس لے لے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ صورت ہذا نکاح ثانی کا ہر عورت کو لے لے گا۔ پھر بعد اخذ ہر شوہر ثانی دونوں کے درمیان تفریق کرادی لے اور عورت شوہر اول کو دے دی جائے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ امام شافعی نے اپنے قول میں اسے اخذ نہیں کیا چنانچہ امام مالک کے قول پر تعریف کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعض اخذ کی جائے اور بعض ترک۔ احقر کے نزدیک وجہ بہتر ہے مفقود الخبر کا حال وہ وجہ پر مبنی ہے ایک یہ کہ جب اسے امساک بالمعروف کو ترک کیا تو کافرض تھا کہ وہ عورت کو سلوک کے ساتھ رخصت کرتا۔ لیکن جب اسے بھی اس میں ہی کی تو شریعت عورت کی ہے، بمنزلہ وکیل کے ہوگی جس طرح قاضی (دائن کی) دیون فادہ ہند وکالت کرتا ہے۔ وجہ دوسری یہ ہے کہ مفقود الخبر بظاہر بمنزلہ مرد نکے ہو چاہے اور ہمیں ظاہر حال پر لگانا چاہیے۔ و جادل پر قول امام مالک و صوب ہے کیونکہ مفقود الخبر اور اس کی ہر کے درمیان تفریق کا حکم ہے۔ تو اب مفقود الخبر بمنزلہ طلاق دہندہ کے ہوگا۔ تو اب عورت کے پاس جا نہیں سکتی مگر عدت کرے اور وجہ دوم پر مفقود الخبر کا حکم بمنزلہ اس شخص کے ہے کی عورت کو شوہر کے مرنے کی خبر پہنچی اور وہ عدت کر کے نکاح ثانی کر لے۔ پھر جب وہ الخبر آ موجود ہو تو اب گویا اس کے اور اس کی زوجہ کے درمیان تفریق محض ایک خبر کا ذب دئی۔ لہذا عورت کا دعویٰ مزمومہ رد کر دیا گیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت عمر فاروق نے

دونوں باتوں کی گنجائش رکھی ہے۔ جیسے ایک مجتہد کے بعض مواقع پر دو قول ہوتے ہیں لہذا اگر قاضی پہلا حکم اختیار کر لے تو یہ امام مالک کی رائے کے موافق ہوگا۔ اور اگر دوسرا شق اختیار کرے تو معاملہ حضرت عمر فاروقؓ سے جو اکثریت نے روایت کیا ہے۔ اس مطابق ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

حکم المجنون والعنین

ابوبکر بروایت عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر کی کتاب میں پایا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جب مجنون اپنی زوجہ کے ساتھ باڑی گرے تو چاہیے کہ اس ولی اس کی عورت کو طلاق دے دے۔ نیز ابوبکر بروایت عمرو بن شعیب وہ اپنے والدہ ان کے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مجنون کے متعلق حضرت فاروقؓ کو لکھا کہ اندیشہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو قتل نہ کر ڈالے۔ آپ نے بحواب اس کے فرمایا کہ ایک سال تک اُسے ہلت دو کہ اس کا علاج کیا جائے ابوبکر بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے عنین کے لئے ایک سال ہالت مقرر کی بعد ازاں اگر وہ عورت کو رکھ سکتا ہو رکھ لے ورنہ ان کے درمیا تفریق کرادی جائے۔

حکم الحائضہ

ابوبکر بروایت عاصم بن عمر روایت کرتے ہیں کہ چند اہل عراق حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ وہ باذن آئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں اس کے بعد انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ جب عورت حائضہ ہو وہ مرد کے لئے کہاں تک جائز ہے۔ فرمایا تم نے مجھ سے وہ مسئلہ پوچھا جسے آنحضرت ﷺ علیہ وسلم سے پوچھنے کے بعد مجھ سے آج تک کسی نے نہیں پوچھا۔ پھر فرمایا جب عورت حائضہ ہوتی ہے اس کا مافوق الازار مرد کے لئے جائز ہے۔ ابوبکر بروایت سلیمان بن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ایک خواجہ سراج کا مقدمہ لایا گیا۔ جس نے عورت سے نکاح کیا تھا۔ اور اُسے اپنی زوجہ ہونے کی خبر نہیں کی تھی۔ آپ نے ان دونوں درمیان تفریق کرادی۔ ۱۳

الاستبراء

ابوبکر بروایت کھول روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے زہری سے دریافت کیا کیا

معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروق - حضرت ابن مسعود اور حضرت عثمان غنی لونڈی سے ایک
 من تک استبراء کیا کرتے تھے (جدا رہتے تھے) اور امیر معاویہ کہتے تھے دو حیض تک استبراء
 کرنا چاہیے۔ زہری نے فرمایا میں عبادہ بن عمامت کو بھی اضافہ کرتا ہوں (یعنی دو بھی استبراء
 یا کرتے تھے) نیز ابوبکر بروایت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت
 عبدالرحمن بن عوف نے جاریہ فروخت کی جس سے وہ مہتر ہوا کرتے تھے۔ مگر قبل استبراء
 - پھر جس شخص نے اسے خریدا اس کے گھر جا کر اس کا محل ظاہر ہوا۔ بعد وضع حمل نزل
 قح ہوا۔ حضرت عمر فاروق نے عبدالرحمن بن عوف سے دریافت کیا کہ تم نے اسے قبل
 استبراء فروخت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس کے بعد
 پ نے قیافہ شناسوں کو بلوایا اور بعد معائنہ بچہ عبدالرحمن بن عوف کو دلا دیا۔ ابوبکر
 روایت حسن روایت کرتے ہیں کہ جب تشریف فرما ہوا۔ ابو موسیٰ کو بہت سی لونڈیاں ملیں
 حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ کوئی شخص ان میں سے کسی کے پاس نہ جائے جب
 کہ اس کا محل وضع نہ ہو لے۔ اولاد مشرکین میں تم اپنا نطفہ شریک نہ کرو۔ کیونکہ نطفہ
 سے نطفہ نمو پاتا ہے۔ ابوبکر بروایت قبیلہ بن ذبیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
 نے فرمایا استبراء کر دیا نہ کر دیا کوئی لونڈی کسی کے بچھونے پر نہ جئے مگر یہ کہ میں مولود اسی کو دیدوں
 جس کے بچھونے پر وہ جئی ہو۔ ابوبکر بروایت ابراہیم میسرہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
 نے فرمایا کہ جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کر دے پھر اس کا شوہر انتقال کر جائے تو چاہیے
 اس کا مالک اس کے پاس نہ جائے۔ جب تک کہ یہ نہ دیکھ لے کہ وہ حاملہ تو
 نہیں۔ ابوبکر بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو شخص
 ایک دفعہ اقرار کر لے کہ یہ مولود اسی کے نطفہ سے ہے تو پھر اسے حق نہیں کہ انکار
 کر دے۔ ۱۲

العزل

جماع میں بوقت ازالہ الگ ہونا

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت صدیق
 ازالہ ناپسند کرتے تھے۔ اور لوگوں کو عزل کرنے سے فہل کا حکم دیتے تھے۔ امام بروایت
 بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے کہ لونڈیوں سے دہلی کرتے ہیں
 در عزل کرتے ہیں۔ میرے پاس کوئی لونڈی نہیں آئے گی۔ مگر یہ کہ جب اس کا اقرار کر لے گا
 کہ اس نے اس کے ساتھ دہلی کی ہے۔ میں اس کے بچہ کو اسی کا ولد قرار دوں گا۔ پھر اب تم خواہ
 عزل کر دیا نہ کرو۔ ۱۳

ایما ولید ولدت

امام مالک بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جس جبار ہاں اُسکے مالک سے بچہ پیدا ہو جائے تو چاہیے کہ پھر اس جباریہ کو فروخت کرے نہ میرہ کہ اور نہ میراث میں دے۔ بلکہ اُسے اپنے پاس ہی رکھے پھر جب مالک وفات پا جائے جباریہ آزاد ہے۔ نیز امام مالک روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق خدمت میں ایک جباریہ آئی۔ اُسے اسکے مالک نے اسے آگ سے مارا یا آگ کا دیا آپ نے اُسے آزاد کر دیا اور عرض کرتا ہے کہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سند مولا زنباع کے متعلق واقع ہوئی ہے۔ حضرت عمر فاروق کے فعل کی شاہد ہے۔ ازیں اس امر پر عقلی شہادت بھی موجود ہے وہ یہ کہ عہد ملوک دو پہلو رکھتا ہے ایک جبار سے وہ مال کی حیثیت میں ہوتا ہے اور ایک جہت سے ذاتی حیثیت میں حقوق بھی رکھتا ہے اس حیثیت سے اُسے مکاتبہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ پس اگر اس کا مالک حکم الہی تجاویز کرے اور اس کی پردہ نہ کرے ملوک پر جو رو ظلم روا رکھے تو اُس کے ذاتی گناہ اور جہت مالیت مغلوب ہو گئی تو مالک پرویت واجب ہوئی اور عتق اُس کے قائم کیا گیا۔ کیونکہ عتق مال کے معارضہ میں واجب ہوتا ہے۔ پس شریعت نے اس معارضہ میں وہی کہا جو دیت و قصاص میں کہ جب قصاص ممتنع ہوتا ہے تو دیت سے اس کا کیا جاتا ہے۔ ۱۲۸۰

الولد للفراش

امام شافعی بروایت عبد اللہ بن ابی یزید وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بنی زہرہ میں سے ایک سن رسیدہ شخص کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان ولاد جاہلیت کا مال دریافت کریں۔ اس شخص نے بیان کیا کہ ولاد کا طریقہ یہ تھا کہ کسی کا ہوتا اور کسی کے گھر پیدا ہوتا آپ نے فرمایا سچ کہا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ الولد للفراش کہ ولد صاحب فراش کا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عادت تھی کہ بونڈیوں پر معمول لگا کر بٹھا دیتے ان کے پاس لوگ آتے جاتے کہ بعض سادات عرب بھی ایسا ہی کرتے۔ پھر ان میں سے جو اقرار کر لیتا مولود اُسے جاتا اور جن میں نزاع واقع ہوتی اُن کا فیصلہ قیاض شناس کیا کرتے مترجم،

جمع الام وابتہامین ملکین

ابوبکر بروایت علیہ اللہ بن عبد اللہ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے مسئلہ پوچھا گیا کہ جب ماں بیٹی ملک میں ہوں تو کیا مالک ان دونوں سے جماع کر سکتا ہے۔ فرمایا میں اسکی اجازت نہیں دے سکتا۔ ابوبکر بروایت ابی نضرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ میری ایک کنیز کے ساتھ سکی بیٹی بھی ہے اور دونوں مجھے پسند ہیں۔ کیا میں ان دونوں کو اپنے پاس رکھ سکتا ہوں؟ فرمایا ایک آیت سے اس کی حلت ہوتی ہے اور ایک سے حرمت مگر میں اس فعل کے ریب نہیں بھٹک سکتا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ امام بغوی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ آیہ کریمہ دان تجمعوا بین الاختین اس حکم میں آیہ کریمہ اوما ملکیت ایمانکم سے خاص ہے۔ اس لئے کہ آیت اولیٰ حرمت کے بیان میں ہے اور آیت ثانیہ حسن معاملہ کے بیان میں احقر کے نزدیک حضرت عمر فاروق کے قول کی معقول وجہ ہے کہ آیہ کریمہ دان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف منکوحات کے بیان میں ہے اور جمع بین الاختین سے جمع بالنکاح مراد ہے کیونکہ یہ تو بالیقین معلوم ہے کہ ان دونوں کا بدن وطی گھر میں رکھنا اور ملکیت میں رہنے دینا حرام نہیں پس ضرورتی ہوا کہ سیاق آیت میں نہیں جمع کی کوئی حد ہو۔ اور وہ جمع بالنکاح ہے اور آیہ کریمہ والذین هم لفوا وجہهم حافظون الاعلیٰ ازواجهم اوما ملکیت ایمانہم میں بیان حلت ہے پس بطریق جلی امارہ کو منکوحات پر قیاس کیا جائے تو وہ جمع وعدم کے معاملہ میں اجراء کے تابع ہوں گی اور اگر امارہ منکوحات پر قیاس نہ کیا جائے تو وہ آیہ کریمہ والذین هم لفوا وجہهم حافظون الاعلیٰ ازواجهم اوما ملکیت ایمانہم کے تحت میں داخل ہو کر ان کا حکم ہو گا۔ یہی مقصود تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واللہ اعلم وعلیہم اتم۔

الجمع بین الاختین والمرأة مع خالہا

ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ بنی تمیم میں سے ایک شخص نے زمانہ جاہلیت سے ہی دو بہنوں کو جمع کر رکھا تھا۔ اور ان کے درمیان تفریق نہیں کی تھی جب حضرت عمر فاروق کی خلافت کا زمانہ آیا اور آپ سے اس کا حال بیان کیا۔ تو آپ نے اسے کہلا بھیجا کہ دونوں بہنوں میں سے ایک کو رکھ لو اور ایک کو علیحدہ کر دو ورنہ میں تمہاری گردن مروا دوں گا۔ ابوبکر بروایت عمر دین شعیب وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا

سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کیا تھا۔ تو حضرت عمر فاروق نے اسے درے لگائے اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔

کفارة الظہار

امام مالک بروایت قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی مخطوبہ کو کہا کہ اگر وہ اُس کے ساتھ نکاح کرے تو وہ اُس کے لئے بمنزلہ اُسکی ماں کی پشت کے ہے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اب اگر وہ اس سے نکاح کرے تو جب تک کہ وہ کفارہ ظہار ادا نہ کرے تب تک اُس کے پاس نہ جائے۔

قولہ ہی علی حرام

ابوبکر بروایت منہال روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے دو طلاقیں دیکر کہا انت علی حرام۔ تو مجھ پر حرام ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا وہ اس سے حرام نہیں ہو سکتی۔ نیز ابوبکر بروایت ضحاک روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علی حرام تو وہ اس سے حرام نہیں ہو جاتی بلکہ اُسے کفارة یمین ادا کرنا چاہیئے۔

الایلاء

عورت کے پاس جانے قسم کھالینا

امام شافعی بروایت ابن المہدی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص چار مہینہ تک اپنی زوجہ کے پاس جانے سے رُکارت یعنی بطریق ایلا تو یہ ایک طلاق ہوئی اسلئے چاہیئے کہ عدت کے اندر ہی اندر بہت جلد اس سے رجوع کر لے۔

حرمت المتعہ

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے اللہ عمر پر رحمت نازل کرے اگر متعہ سے منع نہ کرتے تو علانیہ زنا ہوا کرتا۔ امام مالک و امام شافعی بروایت عروہ وہ قول بنت حکیم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئیں اور بیان کیا کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک مولدہ عورت سے متعہ

ہے اور وہ حاملہ ہو گئی ہے آپ یہ سُن کر آپ اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور یہ فرمایا کہ یہ ہے اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا تو رجم کرتا - ۱۲

امام شافعی بروایت ابن سیرین روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دیں - ایک مسکین اعرابی مسجد الحرام کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا اس کے پاس آئی اور کہا کیا تو ایسا کرتا ہے کہ ایک رات کے لئے مجھ سے رخصت کر لے اور صبح علیحدہ ہو جائے - اعرابی نے کہا ہاں چنانچہ شب کو یہ عورت سے رخصت ہو گیا - اُس نے اعرابی سے کہا کہ صبح لوگ تجھ سے کہیں گے تو اسے چھوڑ دے ہرگز نہ چھوڑنا - میں تیرے اخراجات کی کفیل بنوں گی صبح ہوتے ہیں تو حضرت فاروق کے پاس جانا - جب صبح ہوئی تو لوگ اُس عورت کے پاس آئے - عورت نے کہا تم اس اعرابی کی وجہ سے آئے ہو - اس سے گفتگو کرو - اعرابی نے اُس کے گھر سے انکار کیا اور حضرت عمر فاروق کی خدمت میں جا کر واقعہ بیان کیا آپ فرمایا ہرگز نہ چھوڑنا اگر یہ لوگ تجھے کچھ شک و شبہ میں ڈالیں تو تو میرے پاس آنا - کے بعد ایک عورت کو جو ان کی تفریق کے معاملہ میں کوشش کرتی تھی سزا بعد ازاں یہ اعرابی آپ کی خدمت میں آمد و رفت رکھنے لگا آپ اُسے اچھے حال میں دیکھ کر فرماتے الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوشحال کر دیا - امام شافعی نے بھی بروایت یہ اسی طرح روایت کیا ہے -

حد الزنا

ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ ایک غلام نے ایک جاریہ سے بدکاری کی جاریہ سے حمل ظاہر ہوا - واقعہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں پہنچایا گیا - اندازوں نے اس کا اعتراف بھی کیا آپ نے دونوں کو حد ماری - بعد ازاں آپ نے تحریریں دلائی کہ دونوں آپس میں زکاح کر لیں - مگر غلام نے کار کیا -

حرمت المصاہرہ

امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے فرزند کو ایک جاریہ سے ہمبہ کی اور فرمایا کہ اسے ہاتھ نہ لگانا کیونکہ میں اسے ہمبہ کر چکا ہوں - امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ شرم گاہ کو دیکھنے سے حرمت مصاہرہ نہ ہو جاتی ہے - اور امام شافعی فرماتے ہیں نہیں - امام بیہقی فرماتے ہیں کہ بعد نہیں

کہ برہنہ کرنے سے جماع مراد ہے کیونکہ اہل تہذیب و مردت جماع کو اسی قسم -
الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں ۔

الرضاعۃ

ابوبکر بردایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ فصال
دودھ چھوڑانے کے بعد رضاعت جائز نہیں ۔ امام مالک و امام شافعی بردایت
عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور
کیا کہ میری ایک جاریہ ہے جس سے میں سمبتر ہوا کرتا ہوں (اب ، میری عورت
اسے اپنا دودھ پلا دیا ۔ بعد ازاں جب میں اُس جاریہ کے پاس گیا تو وہ کہنے
کہ الگ رہو میں تمہاری عورت کا دودھ پی چکی ہوں ۔ فرمایا اپنی عورت
کو مارو اور اپنی جاریہ کے پاس جاؤ کیونکہ رضاعت محترمہ رضا
صغیرہ ہے ۔

الطلاق

تادیل التعلیقات الثلاث

امام شافعی نے بردایت طاؤس روایت کیا ہے کہ ابو الصبہار نے حضرت
عباس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور حضرت صد
اور تین سال حضرت عمر فاروق کی خلافت میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق سمجھی جا
تھیں ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں ایک ہی طلاق سمجھی جاتی تھیں ۔ مسلم نے
طاؤس انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق اور دو
حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں طلاق ثلاث ایک ہی طلاق سمجھی جاتی تھیں
اسکے بعد حضرت عمر فاروق نے فرمایا لوگوں نے جلدی کی جس امر میں انہیں رخصت
تھی ۔ کاش ہم انہیں اسی رخصت پر رہنے دیتے ۔

احقر عرض کرتا ہے اس حدیث پر ایک قوی اعتراض یہ واقع ہوتا ہے کہ
وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد انقطاع وحی نسخ تو ممکن نہیں پھر یہ کیونکر
کہ طلاق ثلاث تین طلاق شمار کی جانے لگیں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے عہد مبارک میں ان سے ایک طلاق شمار کی جاتی تھی ۔ امام بغوی نے ا -
معلق اہل علم کے تین قول نقل کئے ہیں ۔ اول یہ کہ شوہر کا اپنی زوجہ سے تین
یہ کہتا کہ تجھے طلاق ہے ۔ تجھے طلاق ہے ۔ تجھے طلاق ہے ۔ اگر اس سے

مراد طلاق واحد ہے اور تین دفعہ اس سے محض تاکید کی غرض سے کہا ہے تو لاق واحد ہی واقع ہوگی اور اگر اس سے اسکی مراد تاکید نہیں بلکہ ہر طلاق سے ایک ایک طلاق مراد ہے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مانہ مبارک میں لوگوں کا یہی حال تھا کہ وہ تین دفعہ کہنے سے ایک ہی طلاق دیتے تھے۔ جب حضرت عمر فاروق نے اپنے زمانہ میں منکر امور دیکھے تو آپ نے تین دفعہ کہنے سے تین طلاق پڑنی لازم کر دیں۔ دوسرا قول یہ کہ تین دفعہ طلاق کے لفظ کا انت طالق ثلثا لفظ واحد کے معنی میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس اس پر گئے ہیں کہ یہ طلاق واحد ہے اور حضرت عمر فاروق اور جمہور اہل علم کا قول ہے کہ اس سے بھی تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ انت طالق کے معنی میں ہے یعنی تو مجھ سے بالکل الگ تھلگ ہو گئی، حضرت عمر فاروق ایک سے طلاق مار کرتے تھے۔ جب لوگ کثرت سے طلاق دینے لگے تو آپ نے اُسے بھی تین طلاقیں پڑنی لازم کر دیں۔

اسحق کے نزدیک بہتر وجہ یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ المطلاق مرثات دو وجہوں سے ممکن ہے اول یہ کہ انت طالق ثلثاً سے طلاق واحد شمار کیا جائے۔ کیونکہ انت طالق ثلثاً فقرہ واحد ہے۔ وجہ دوم یہ کہ اُسکے معنی پر نظر ڈالی جائے۔ تو وہ انت طالق انت طالق انت طالق کے معنی میں ہوگا۔ پس بلحاظ لفظ کے فقرہ واحد ہے اور بلحاظ معنی کے دفعات ثلثہ کے معنی میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں لوگوں کو یہ امر منکشف نہیں ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا۔ لہذا اکثر کا خیال صورت اول کی طرف تھا اور یہی حال حضرت صدیق کے عہد خلافت میں تھا جب حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں مسئلہ پیش ہوا اور اسیں احتمالات پیدا کئے تو آپ نے بلحاظ صورت دو پر توجہ دیا اور اسکی تصریح کر کے اس میں کوئی محل اختلاف باقی نہ رکھا اور اُس کے آثار بہ کثرت ہیں۔ جنہیں اہل علم نے بیان کیا ہے۔ از انجملہ حدیث بیع اہبات۔ علاوہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جاری تھی اور پھر حضرت صدیق و عمر فاروق نے اسکی نہی کر دی۔

امام شافعی بروایت مطلب بن حنطب روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زوجہ سے انت طالق البتہ کہہ کر طلاق دیدی۔ اور پھر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا تمہیں کس امر نے اس فعل کی طرف تحریک کی۔ انہوں نے کہا بس ایک لفظ تھا جو میں نے کہہ دیا حضرت عمر فاروق نے آیہ کریمہ (ولو انهم ففعلوا

امایو عطلون بہ لکان خیراً لہم داشتند تثبیتاً، تلاوت کی اور فرمایا تمہیں کس امر نے اس کی تحریک کی۔ انہوں نے پھر بھی کہا کہ ایک لفظ جو میں نے کہہ دیا آپ نے فرمایا اچھ اپنی زبان کو روکے رہو۔ کیونکہ ایک طلاق سے زوجہ سے بائن نہیں ہو جاتی۔ امام شافعی بروایت سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ بنی زریق میں سے ایک شخص نے زوجہ انت طالق البتہ کہہ کر طلاق دیدی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تم نے اس سے کیا کیا ہے انہوں نے کہا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ میں طلاق دے کر اب زنا کروں حالانکہ عورتیں بکثرت ہیں اس لئے آپ نے ان سے حلف طلب کیا۔ چنانچہ انہوں نے قسم کھائی۔ امام شافعی فرماتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے اس شخص سے زوجہ اس پر رد کر دی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ یہ کلمہ اس شخص کی زبان سے بلا نیت نکلا حضرت عمر فاروق کے آیہ کریمہ ولو انہم فعلوا الذیہ تلاوت کرنے سے یہ مقصود نکلا کہ اگر اس نے یہ کلمہ بلا نیت کہا ہو تو بہتر ہے۔ کیونکہ یہ ایک نیا فقرہ۔ چنانچہ جب اس نے آپ سے کہا کہ میں نے تین طلاقیں کا ارادہ نہیں کیا تو آپ نے ایک ہی طلاق شمار کی امام شافعی تعقیفاً اور بیہقی سنداً روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص شہد توڑنے کے لئے غار میں اُترا۔ اسی وقت اسکی عورت آئی اور اس کی رسی پکڑ کر کہنے لگی کہ واللہ میں اسے توڑ ڈالوں گی ورنہ تو مجھے طلاق دیدے۔ اُس کے شہد نے بہت کچھ اللہ و رسول کا واسطہ دلا مگر وہ باز نہ آئی آخر اس نے اسے تین طلاقیں دیدیں۔ جب یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور ماجرا بیان کیا آپ فرمایا جاؤ۔ اپنی عورت سے رجوع کرو۔ یہ طلاق نہیں۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب کوئی بھوکھا رکھا جائے یا باندھ دیا جائے یا مارا پیٹا جاوے تو وہ اپنے نفس پر مالک نہیں۔ ابوبکر بردایت انس روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق کی خدمت میں کوئی شخص لایا جاتا۔ جس نے ایک ہی مجلس میں زوجہ کو تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اُسے مارتے اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دیتے۔

ابوبکر بردایت حسن روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کو کہا اللہ مجھے تجھ سے نجات دے۔ اس نے کہا ہاں نجات دے۔ اور نجات دے۔ بعد ازاں یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسکو تم سے جدا کر دوں۔ وہ تمہارا ساتھ ہے۔

تو انت طالق البتہ

امام بیہقی بروایت ثوری وہ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ خلیۃ بریۃ۔ بتہ اندر بابتہ سے (جو الفاظ طلاق سے ہیں) ایک ق ہوتی ہے امام ابو حنیفہ بروایت حماد وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عروۃ بن یر سے جب کہ وہ امیر کوفہ تھے مسئلہ لہذا پوچھا گیا۔ انہوں نے شریح کے پاس جی بھیجا کہ وہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنی عورت کو انت طالق البتہ سے طلاق دے۔ شریح نے کہا حضرت عمر فاروق نے اسے ایک طلاق شمار کیا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے تین طلاقیں شمار کی ہیں۔ عروہ بن زبیر نے کہا آپ خود اس کے ملق کہدیا تو اب میرے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ عروہ بن زبیر نے کہا میں تمہیں دلاتا ہوں کہ آپ اپنی رائے بھی اس کے متعلق بیان کریں۔ انہوں نے کہا اس کے معنی انت طالق طلاقاً سمجھتا ہوں اور قول انت طالق البتہ کو بدعت شمار کے اس پر حکم لگانے سے توقف کرتا ہوں اور بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس سے طلاق دہندہ نے تین طلاقیں کی نیت کی ہے تو تین طلاقیں واقع ہو گئیں اگر ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوئی اور اب وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ جو بکر بروایت مصعب بن حنطب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انت طالق البتہ کو ایک طلاق شمار کی اور فرمایا کہ شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ بکر نے بروایت حمید بن حلال وغیرہ بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ نیز ابو بکر بروایت ابراہیم وہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ انت البتہ سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور شوہر رجوع کر لینے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ بکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ انت بریۃ سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اور شوہر رجوع کر لینے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ نیز ابو بکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ انت بابتہ سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اور شوہر رجوع کر لینے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ ابو بکر بروایت عطاء روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں ایک شخص آیا جس نے اپنی عورت کو کہا ما جلدک علی غائبہ۔ تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھا آپ نے لکھا کہ اس شخص کو موسم حج میں میرے پاس آنے کے لئے کہدو۔ چنانچہ موسم حج میں یہ شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا آپ

نے اسکو حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت میں بھیج دیا آپ نے اسے قسم دلا کر فرمایا کیا کہ تم نے اس سے کیا ارادہ کیا ہے۔ اُس شخص نے کہہ دیا کہ اس سے میں نے اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا یہ سُنکر آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔ امام شافعی امام مالک روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ عراق سے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھا آیا کہ ایک نے اپنی عورت کو کہا جَلِّکِ صلی غائب ہو گیا آپ نے عامل کو لکھا کہ اس شخص کو کہہ دو کہ موسم حج میں مجھ سے ملے۔ چنانچہ جب شخص آپ کی خدمت میں آیا اور سلام علیک کر کے آپ سے ملاقی ہوا تو آپ اسوقت طواف کر رہے تھے۔ پوچھا کون ہو عرض کیا جسے آپ نے بلایا تھا۔ فرمایا میں تمہیں اسی بیت کے پروردگار کی قسم دلاتا ہوں کیا تم نے جَلِّکِ علی غاربک سے طلاق کا طلاق کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے کہا اگر آپ اس مقام کے سوا کسی اور جگہ قسم دلاتے تو میں کبھی اقرار نہ کرتا۔ بیشک میں نے طلاق کا ارادہ کیا ہے۔ فرمایا تو جو کہ تم نے ارادہ کیا واقع ہوا۔

طلاق الخیار

ابوبکر بروایت مسروق روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا تو اُس نے اپنے اوپر تین طلاقیں کہ لیں۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا آپ اسے متعلق کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہوئی اور رجوع کر سکتا ہے آپ نے فرمایا میں بھی خیال یہی خیال کرتا ہوں۔ ابوبکر علقمہ اور وہ حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نے اپنی زوجہ کو طلاق اختیار دیا اور اس نے اپنے اوپر تین طلاقیں کہہ لیں اسکے شوہر نے کہا یہ ایک طلاق ہوئی۔ جب حضرت عمر فاروق انہیں ملے تو آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا۔ ابوبکر بروایت زاذان روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ سے طلاق اختیار مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ مسئلہ مجھ سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے بھی پوچھا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر عورت اپنے نفس کو اختیار کر لے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر شوہر کو اختیار کرے تو ایک طلاق رجعی۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا۔ بلکہ اسطرح ہے کہ اگر عورت شوہر کو اختیار کر لے تو کچھ نہیں اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کو حق حاصل ہے کہ اُس سے رجوع کر لے۔ پس بجز اسکے مجھے کوئی چارہ نہیں رہا۔

میر المؤمنین کے قول کی متابعت کرتا۔ بھر جب میں خود خلافت پر متمکن ہوا اور مجھے طلاق کے فیصلے کرنے پڑے تو میں نے اسی امر کی طرف رجوع کیا جو مجھے یاد تھا کہ بعد آپ سے کہا گیا آپ دونوں صاحبوں کی رائے بہ نسبت اختلاف کے حق کی صورت میں زیادہ پسند ہے۔ یہ سنکر آپ ہنسنے لگے اور فرمانے لگے کہ یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کے پاس آدمی بھیجا تھا تو انہوں نے کہا کہ رات اپنے نفس کو اختیار کر لے تو تین طلاقین واقع ہوں گی اور اگر شوہر کو اختیار کرے بائن واقع ہوگی۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ امر کہ بیدار کہنا اور یا اختیار ہی امر یکساں ہے۔ ابوبکر بن عمر بن شعیب اور وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زوجہ کو طلاق لے لینے اختیار دے دے۔ اور پھر اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے تک عورت کچھ نہ کہے۔ تو اختیار شوہر ہی کو ہوگا۔ بیہقی بروایت ثوری اور وہ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ جب شخص اپنی زوجہ کو طلاق کا اختیار دیدے اور عورت طلاق قبول کر لے تو ایک بائن واقع ہوگی اور شوہر کو حق ہوگا کہ وہ اس سے رجوع کر لے اور اگر عورت طلاق نہ کرے تو پھر طلاق ولاق کچھ نہیں ہوگی۔ ۱۲

طلاق السکران

ابوبکر بروایت ابی لبید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بشہادت عورتوں مدہوش کی طلاق جائز رکھی۔

طلاق العبد بیدہ لایم المولیٰ

ابوبکر بروایت سالم و قاسم اور عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کہ طلاق اُسی کے ہاتھ میں ہے جس کے لئے شرمگاہ حلال ہے سب یہ کہ اگر مولے عبد کو نکاح کا اذن دیدے تو طلاق عہد ہی کے ہاتھ میں لی نہ اُسکے مولے کے۔

ابلع جائزہ

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا

درایع جائزہ علی کل حال العتق والطلاق والنکاح والنفذہ) کہ چار امور یعنی آزاد کرنا - طلاق
نکاح اند نذر ہر حال میں جائز ہیں خواہ قصداً صادر ہوں اور خواہ بطور ہزل - ۱۲

طلاق المکرہ

ابوبکر بروایت اوزاعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے طلاق المکرہ (مجبور گئے شخص کی طلاق) جائز نہیں رکھے - ۱۲

بیع الامتہ لیش الطلاق

امام محمد بن الحسن روایت فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر فاروق - حضرت علی رضی
عبدالرحمن بن عوف - حضرت سعد بن وقاص اور حضرت عذیفہ سے حدیث پہنچی کہ
سب نے لونڈی کے فروخت کرنے کو طلاق نہیں قرار دیا -

العدة

عدة الحائض

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید وہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
عمر فاروق رضی نے فرمایا جس عورت کو طلاق دی جائے اور وہ حائضہ ہو جائے
تو خواہ ایک حیض آئے اور خواہ دو اور پھر حیض رک جائے تو چاہیے کہ وہ
ماد تک انتظار کرتی رہے - اگر حمل ظاہر فہو المقصود والا بعد ازاں تین
عدت پوری کرے - ۱۲

عدة الامتہ

امام شافعی بروایت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے فرمایا کہ غلام دو عورتیں نہ کرے اور دو طلاقیں دیا کرے اور لونڈ
حیض میں عدت پوری کرے -

عدة المتوفی عنہا زوجها

ابوبکر بروایت سالم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک انصار کو حدیث

تے سنا کہ ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جس عورت کا شوہر مرجائے۔ اور وہ حاملہ ہو تو اگر وہ سکے شوہر کو غسل دیتے ہوئے ہی وضع حمل کرے تو تب ہی عدت سے سبکدوش ہو جائیگی بکر بروایت حکم ہدایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ جس عورت کا شوہر وفات پا جائے تو وہ (اثنا عشر عدت میں) ایک سے دوسری جگہ نقل و حرکت نہ کرے۔ نیز ابو بکر بروایت ابن المہلب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ان عورتوں کو جنکے شوہر وفات پا چکے تھے اور جو حج کرنے رہی تھیں راستہ سے واپس کر دیا۔ (بوجہ عدت کے) امام مالک بروایت سلیمان بن سار روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کا شوہر ہلاک ہو گیا۔ بعد ازاں اس عورت نے چار ماہ دس دن عدت کی گزارنے کے بعد نکاح ثانی کر لیا اور اب ساٹھ ماہ گزرنے کے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا۔ اس کا شوہر حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے زمانہ جاہلیت کی پرانی عورتوں کو جمع کیا اور سوال کیا کہ کیا وہ اس مسئلہ کو حل کر سکتی ہیں ان میں سے ایک عورت نے کہا میں آپ کو اس واقعہ کی حقیقت سے اطلاع دیتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب یہ عورت حاملہ ہوئی تو اس کا شوہر وفات پا گیا اور خون کے آنسو اسکے غم میں بہائے گئے تو اس کا حمل خشک ہو گیا۔ پھر جب اُسکے شوہر ثانی نے اس سے جماع کیا تو پھر اس نے منو کیا۔ اور بڑھ گیا آپ نے اس عورت کے قول کی تصدیق کی اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور عورتوں سے فرمایا مجھے تم سے بھلائی پہنچی۔ اور لڑکے کو شوہر اول کے قرب سے ملحق کیا۔

النَّفَقَة

ابو بکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے قول کے پیچھے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو ترک نہیں کر سکتے کہ مطلقہ کے لئے نفقہ و مکان نہیں (نفقہ و مکان کا حق واجب ہے۔ ابو بکر بروایت عائشہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا عورتوں پر قوت حاصل کرو بذریعہ لباس فاخرہ نہ پہنانے کے۔ کیونکہ ان کی عادت میں داخل ہے کہ جب ان کے کپڑے زیادہ اچھے ہوتے ہیں تو بناؤ سنگار بنا کر انہیں باہر نکلتے کی خواہش ہوتی ہے ابو بکر بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو ترک نہیں کر سکتے۔

المراجعة

(عورتوں سے رجوع کرنے کا بیان)

امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی اور میرے عین حیض پرے کر کے غسل خانہ میں غسل کرنے کے لئے بیٹھی ہیں نے اپنے کپڑے اتار لئے۔ مگر جسم پر پانی نہیں ڈالا تھا کہ اُس نے مجھ سے کہا، اجعتک۔ میں نے کچھ سے رجوع کیا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرمایا آپ اس میں کیا کہتے ہیں۔ عرض کیا امیر المؤمنین میرا خیال ہے کہ اس نے رجوع کیا بحالیکہ وہ حائضہ ہی تھی کیونکہ حائضہ کو جب تک نماز جائز نہ ہو جائے تب تک وہ حائضہ ہی ہے آپ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔ پھر آپ نے اُسکے شوہر کی طرف رد کر دیا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کو فرمایا کنیف مملو علما کہ یہ علم سے بھر دیئے گئے ہیں۔ نیز امام ابو بکر الوحیفہ، حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ ابو کنیف اپنی زوجہ کو طلاق دیکر غائب ہو گئے (اور رجوع کیا) اور رجوع کرنے پر شاید بھی مقرر کر لئے۔ عورت کو خبر رجوع نہیں پہنچی اور اس نے نکاح ثانی کر لیا۔ اس کے بعد ابو کنیف آگے اسی روز عورت شوہر ثانی کے گھر جا چکی تھی۔ شوہر اول حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اپنے عامل کو لکھا کہ اگر شوہر ثانی اُس کے پاس نہ گئے ہو تو شوہر اول اس کا حقدار ہے۔ اور اگر شوہر ثانی اُس کے پاس جا چکا ہے تو وہ اُسکی عورت ہو چکی مگر جب معلوم ہوا کہ شوہر ثانی اُس کے پاس جا چکا ہے تو رجوع ہوتے ہی عامل نے آپ کو اس کی اطلاع دیدی۔ اسی اسناد سے حضرت علیؓ کے انسداد سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص عورت کو طلاق دیدے اور (رجوع کر کے) رجوع پر شاید مقرر کر لے تو قبل ازیں کہ عورت کی عدت نہ گزری ہو۔ مگر وہ عدت گزرنے تک عورت کو اسکی اطلاع دے اور عورت نکاح ثانی کر لے تو اُسکے شوہر ثانی کے درمیان تفریق کرادے جائے۔ مگر شوہر ثانی کو اس عورت کو ہر دینا ہو گا۔ بوجہ اسکے کہ وہ اسکے پاس چکا ہے اور یہ شوہر اول ہی کی زوجہ ہوگی۔ مگر شوہر اول اُس کے پاس جا نہیں سکے جب تک کہ وہ عدت ثانیہ نہ گزارے۔ ابو بکر بروایت عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ - ابو الدردار اور حضرت معاذ بن جبل فرمایا کرتے تھے کہ عورت اپنے شوہر سے بقیہ عدت تک رجوع کر سکتی ہے۔ یعنی ایک شخص

نی زوجہ کو ایک یا دو طلاقیں دے یعنی عدت گزر جانے کے بعد، تو اب وہ شوہر سے رجوع کرے گی انہیں طلاقوں پر جو باقی رہی ہوں۔ یعنی نکاح کرنے سے پہلے طلاقیں نافذ نہ ہوں گی۔ بلکہ شمار کی جائیں گی۔ مترجم،

الخلع

امام ابو حنیفہ اسمعیل بن مسلم المکی سے وہ حسن سے وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور بیان کیا کہ اس کا شوہر اُس کے پاس نہیں آتا آپ نے اُس کے لئے ایک سال کی ہملت دی۔ جب سال بھر تک بھی اُس کے پاس نہ آیا تو آپ نے عورت کو اختیار دیا تو اُس نے علیحدگی پسند کی آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر کے طلاق بائن کر دی۔ ابوبکر بروایت ابی قتیبہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ جب تو اُسے علیحدہ ہو جائے گا اختیار حاصل ہے جب تک کہ اُس کے مالک نے وطی نہ کی ہو۔ ابوبکر بروایت ابراہیم درودہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ لعان (یعنی لعنت) کر نیوالے سیاں بیوی کے درمیان تفریق کرادی جائے اور پھر کبھی وہ جمع نہ ہوں۔ ابوبکر بروایت سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک خواجہ سرا کا مقدمہ پیش کیا گیا۔ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا۔ اور اُسے یہ نہیں بتلایا تھا کہ وہ خواجہ ہے۔ آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔ ابوبکر بروایت زید بن علقمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بنی تہلب میں سے جسے عبادہ بن نعمان کہا جاتا تھا۔ اس کی عورت قبیلہ بنی تمیم میں سے تھی جو مسلمان ہو گئی تھی۔ آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ یا تو تو اسلام قبول کر لے یا اس عورت کو الگ کر دے۔ مگر اس نے اس سے انکار کیا تو آپ نے اس عورت کو اس سے الگ کر دیا۔ ابوبکر بروایت کثیر مولیٰ ابن سمیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک ناشترہ (نافرمان) عورت آئی۔ آپ نے اس کے شوہر سے کہا اس کو الگ کر دو۔ ابوبکر بروایت عبداللہ بن شہاب الخوانی روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ایک خلع کے جھگڑے پر بلائے گئے۔ تو آپ نے اُسے نافذ رکھا۔ حاصل یہ کہ خلع بدون حکم نافذ نہیں ہو سکتا۔

اعتناق للمملوک المشترك

امام ابو حنیفہ بردایت یزید بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ اسود نے ایک مملوک کو جو ان کے صغیر سن بھائیوں کے درمیان با مشترک مملوک تھا آزاد کیا جب حضرت عمر فاروق سے اسکی بابت ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ آزاد نہ کرو جب تک کہ یہ صغیر السن لڑکے بالغ نہ ہو جائیں پھر چاہے وہ اسے آزاد کریں یا نہ۔

العتار علی التعلیم القرآن

بیہقی بردایت ابراہیم بن سعد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے بعض عمال کو لکھا کہ وہ معلمین قرآن کو وظائف دیا کریں۔ عامل۔ آپ کو لکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں معلمین قرآن کو وظائف دیا کروں۔ لیکن خوف ہے کہ وہ پھر کہیں محض معارضہ ہی کی غرض سے قرآن مجید کی تعلیم نہ لگیں۔ بجا اب اس کے آپ نے تحریر فرمایا کہ اچھا انہیں بروت صحابہ وظائف دیا کرو۔

ذباح اہل الکتاب

بیہقی بطریق سفیان ثوری روایت کرتے ہیں کہ ایک عامل نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں لکھا کہ بہت سے لوگ جو ہمارے پہلے سے یہود کے نام پکارے جاتے جو ہفتہ کے دن کو مناتے ہیں اور توراۃ پڑھتے ہیں۔ مگر قیام کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ امیر المؤمنین ہمیں ان کے ذبیحہ کے متعلق کیا فرمایا ہے۔ آپ نے لکھا کہ ان کا ذبیحہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہے۔ امام شافعی روایت فرمایا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ نصارائے عرب اور یہ بنی تغلب کے لوگ تھے خاص اہل کتاب نہیں۔ لہذا ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال نہیں ہو سکتا۔ میں انہیں چھوڑ دوں گا نہیں جب تک یہ اسلام قبول نہ کر لیں۔ اور یا یہ کہ میں ان کی گردنیں مار دوں گا۔

کتاب الیومع

نحارت کے لئے مسائل دینیہ سے واقف ہونا ضروری
ہے خصوصاً وہ مسائل جو بیع و شرار سے تعلق رکھتے
ہیں

امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ہماری منڈی
میں وہی شخص بچنے آئے جو نفقہ رکھتا ہو۔ یعنی مسائل فقہ سے آگاہ و واقف
ہو۔ احقر عرض کرتا ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ جو شخص تجارت کرنا چاہتا
ہو۔ اس پر واجب ہے کہ احکام بیع و شرار سے واقفیت حاصل
کرے۔

بیع الخمر

امام شافعی بروایت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو معلوم ہوا
کہ ایک شخص نے شراب فروخت کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے
کیا اسے نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
یہود کو ہلاک کرے۔ اللہ نے ان پر شحم (چربی) حرام کیں مگر انہوں نے حلال کر لیں اور
انہیں پگھلا پگھلا کر فروخت کیا۔

بیع صفقہ ہے یا خیار؟

امام شافعی بروایت زعفرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بائع و
مشتري کو اختیار حاصل ہے جب تک وہ جد نہ ہوئے ہوں۔ نیز امام شافعی روایت
فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ بیع صفقہ ہے یا خیار اسکے بعد امام شافعی
نے اسے ضعیف کہا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ اُسکے معنی یہ ہیں کہ اگر بیع بطور صفقہ لیا
پر لیا مارنا منعقد ہو تو اُس کے بعد تفرق ہے یا خیار۔ احقر عرض کرتا ہے کہ محتمل ہے کہ

اُس کے یہ معنی ہوں کہ بیع صفقہ ہے (یعنی العقد نافذ) یا خیار - قاطع للبیع -

الضمان

بیہقی بردایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے بارادہ خریداری ایک شخص سے گھوڑا لیا۔ اور ایک شخص کو اس پر سوار کیا اور گھوڑا اس شخص کے پاس ہلاک ہو گیا تو اس شخص نے مقدمہ چلایا۔ آپ نے فرمایا تم میرے اور اپنے درمیان ثالث مقرر کرو۔ اس نے کہا میں شریح کو مقرر کرتا ہوں۔ آپ اور یہ شخص شریح کے پاس گئے۔ شریح نے حضرت عمر فاروق سے کہا جب آپ نے گھوڑے کو صحیح و سالم لیا تو آپ اُس کے ضامن ہیں جب تک کہ آپ اسے صحیح و سالم واپس نہ کریں۔ آپ کو ان کا طریق فیصلہ پسند آیا اور آپ نے انہیں قاضی کر کے بھیج دیا۔ حق عرض کرتا ہے اس قصہ سے حضرت امام شافعی نے احتجاج کیا ہے کہ جب بارادہ خریداری کوئی چیز لی جائے تو مشتری پر ضمان آئے گا و اُس شے کے ضائع ہو جانے کی صورت میں ۱۲

المثل بالمثل و ما زاد فهو ہبوا

امام مالک بردایت زید بن اسلم اور عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن ابی تنفیہان نے ایک پانی کا برتن جو سونے کا تھا یا چاندی کا فروخت کیا اور اس سے زیادہ وزن میں فروخت کیا تو ابو الدرداء نے ان سے کہا کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کچھ محض اشیاء کے لین دین سے منع فرماتے تھے مگر مثل بمثل - امیر معاویہ نے کہا میں اس قسم کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے لگے کہ میری طرف سے امیر معاویہ سے کون عذر کر سکتا ہے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے خبردار رہا ہوں اور وہ اپنی رائے سے معاویہ میں اس جگہ نہیں رکھتا جس جگہ تم ہو۔ اس کے بعد ابو الدرداء حضرت عمر فاروق کی خدمت میں چلے آئے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے انہیں لکھ بھیجا کہ وہ اس طرف کو فروخت نہ کریں مگر مثل بمثل اور اور وزن بوزن - امام مالک بردایت نافع اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ سونا فروخت نہ کرو مگر مثل بمثل اور بعض کا وزن

من سے گھٹا بڑھا کر نہ بیچو اور نہ چاندی فروخت کرو مگر مثل بمثل اور گھٹا بڑھا کر نہ بیچو
 رچاندی کی سونے سے خرید و فروخت نہ کرو مگر یہ کہ بائع و مشتری موجود ہوں اور
 رکوتی ان میں سے گھر جانے کی ہمت مانگے تو اتنی بھی ہمت نہ دو کیونکہ مجھے تم پر
 یادت کا خوف ہے۔ اور زیاتی کا نام ہی رہا ہے۔ امام مالک نے بروایت عبد اللہ بن
 یزار اور انہوں نے ابن عمر سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام مالک بروایت ابن شہاب
 ابیت کرتے ہیں کہ انہوں نے سودینا توڑ کر ان کے درہم لینے چاہے مالک بن ادس
 کہتے ہیں لہذا مجھے طلحہ بن عبید اللہ نے بلایا اور ہم نے گفتگو کی یہاں تک کہ انہوں
 نے بیع صرف کر لی اور دینار لے کر ہاتھ میں اچھا لے لگے پھر کہنے لگے کہ ٹھہر جاؤ
 برا خزانچی آجائے۔ حضرت عمر فاروق ہماری گفتگو سن رہے تھے فرمایا ان سے تم جدا
 ہونا جب تک کہ ان سے درہم نہ لے لو۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے سونا بعوض چاندی کے رہا ہو جانا ہے مگر دست بدست اور گندم گندم کے
 در قمر قمر کے عوض اور جو جو کے عوض رہا ہو جاتا ہے۔ مگر دست بدست۔ ابن
 عمر نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے رہا کی تفصیل نہیں بیان فرمائی اور وفات پائی سو تم رہا اور اسکو جس میں رہا کا
 ملک ہو چھوڑ دو۔

بیع السلم

ابوبکر بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا
 ح سلم نہ کرو۔ جب تک کہ خوشوں میں دانہ نہ بھر جائے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ امام
 ابوغیرہ کے نزدیک معنی اسکے یہ ہیں کہ اسمیں غلہ کے فروخت کر نیکی حمانت ہے
 جب تک کہ کھیتی میں دانہ سخت نہ ہو جائے یہی حکم تمر وغیرہ کا ہے۔ جب تک اس کا
 اصل ظاہر نہ ہو جائے۔ اور بیع سلم یہ ہے کہ قبل وجود مبیع بیع و شرأ کی
 آئے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ قبل وجود مبیع بیع و شرأ
 ممنوع ہے۔

بیع السلف

بخاری بروایت ابن ابی اوفی روایت کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے زمانہ سعادت اور حضرت صدیق رضی اور عمر فاروق رضی کے زمانہ مبارک میں گندم جو
 در قمر میں جس قوم کے پاس کہ یہ اجناس ہوتیں اس سے بیع سلف کیا کرتے تھے۔

فی السلع

نرخ کا بیان

امام مالک بروایت یونس بن یوسف اور وہ سعید بن المسیب سے روایت کر رہے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزرے۔ یہ اسوقت زبیر فروخت کر رہے تھے۔ آپ نے کہا یا تو اس کا نرخ زیادہ کرو۔ یا ہمارے منڈی سے زبیر اٹھا کر لے جاؤ۔ امام شافعی بروایت قاسم بن محمد اور وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزرے۔ یہ اسوقت دو تھیلوں میں زبیر بھرے ہوئے فروخت کر رہے تھے آپ نے اس سے پوچھا کس بھاؤ فروخت کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا فی درہم دو مڈ (دھانی سیر) آپ نے فرمایا مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ طائف سے ایک قافلہ آیا جو زبیر بھر کر لایا وہ بھی یہی نرخ کہتے تھے جو تم کہہ رہے ہو۔ سو تم یا تو نرخ بڑھا دو یا زبیر اٹھا اپنے گھر لے جاؤ پھر جس بھاؤ چاہو فروخت کرو۔ پھر جب حضرت عمر فاروق واپس آئے تو آپ نے اس پر اپنے نفس سے محاسبہ کیا اور پھر حاطب بن ابی بلتعہ سے پاس آکر فرمایا میں نے یہ جو تم سے کہا کوئی حکم یا فیصلہ کرنے کے طور پر نہیں بلکہ محض بارادہ خیر خواہی اہل شہر کہا تھا۔ لہذا تم جہاں چاہو اور جس بھاؤ فروخت کر سکتے ہو۔

الاحتکار

گرانی کی نیت سے غلہ روکنے کی ممانعت

امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ ہمارے منڈیوں کو روک کر نہ رکھا جائے۔ جو لوگ مال رکھتے ہیں وہ غلہ خرید کر گھروں میں نہ ڈال لیں مگر جو شخص اپنی پشت پر غلہ لا کر لائے جاڑوں میں اور گرمیوں میں عمر کا مہان۔ ہے وہ جس طرح چاہے فروخت کرے اور جب تک چاہے رکھے ابو بکر بروایت عبید اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جو شخص غلہ روک کر رکھے اور پھر گو اس المال سے منافع صدقہ کر دے تو اس کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

الاستدانه

قرض کرنا

امام مالک اور بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے خطبہ کہتے ہوئے کیا کہ ایسی بیعت جہنی باوجود اپنے دین اور امانت کے پسند کرتا ہے کہ اسے حاجیوں بشرو کیا جائے۔ وہ قرض لیتا ہے اور ادا نہیں کرتا جتنا کہ اُس کے ذمہ بہت سا ہو گیا ہے۔ سو جس کے ذمہ اس کا قرضہ ہو صبح میرے پاس آجائے میں اس کا مال فراہوں کے درمیان تقسیم کر دوں گا۔ نیز تمہیں چاہیئے کہ قرض کرنے سے احتراز کیونکہ اس کی ابتداء غم ہے اور انتہا حرب۔ نیز امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ حدیث پہنچی کہ ایک شخص نے کچھ غلہ قرض لیا اور کہ وہ یہ غلہ فلاں شہر میں ادا کرے گا۔ تو حضرت عمر فاروق نے یہ امر ناپسند کیا اور فرمایا وہاں سے یہاں تک پناہ کون دیگا۔

امام مالک بروایت زید بن اسلم اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق کے دو نو فرزند عبداللہ اور عبید اللہ عراق جانے لگے تو ابو موسیٰ اشعری انہیں کچھ روپیہ قرضہ دیا جس سے انہوں نے مال خریدا اور نفع حاصل کیا جب واپس آئے تو حضرت عمر فاروق نے ان سے کہا کیا تمہاری طرح ابو موسیٰ نے تمام لشکر کو ن دیا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا ان کا مال انہیں دیدو اور اس کا نفع انہیں دیدو۔ یہ سنکر عبداللہ خاموش رہے اور عبید اللہ کہنے لگے۔ امیر المومنین اس مال میں نقصان ہو جاتا تو ہمیں ضمان دینا آتا یا نہیں آپ نے فرمایا ان کا مال نہیں کر دو۔ یعنی معہ منافعہ کے۔ ایک شخص نے عرض کیا امیر المومنین آپ اس معاملہ بطور مضاربہ فیصلہ کر دیں۔ تو آپ نے نصف منافعہ ان سے لے لیا فی بیان کرتے ہیں کہ نصف منافعہ آپ نے ان سے اسلئے لے لیا کہ وہ آپ کے فیصلہ پر راضی ہو گئے۔

المضاربہ

بخاری اور بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے لوگوں سے معاملہ کیا کہ اگر آپ بیع دیں تو نصف غلہ آپ کا ہو گا۔ امام شافعی بروایت ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق مال یتیم بطریق مضاربہ دیدیا کرتے تھے۔

استخاذ الحمی

باطھ رکھنا

بخوی روایت کرتے ہیں کہ صعب بن جثامہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرستنا کہ باٹھ نہیں مگر اللہ اور اس کے رسول کیلئے زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک باٹھ رکھوائی تھی اور بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ باٹھ آپ نے اپنے انٹوں کے لئے رکھی ہے۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ بروایت زید بن اسلم وہ اپنے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک غلام کو نوکر رکھا ہوا تھا اس کا ہمکنی تھا۔ نیز امام مالک بروایت زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے باٹھ پہ ایک غلام کو نوکر رکھا ہوا تھا اس کا ہمکنی تھا۔ آپ نے اس سے کہا اے لوگو! پر ظلم نہ کرنا۔ اور مظلوموں کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ مظلوم کی بددعا مقبول ہوتی اور چھوٹے چھوٹے اونٹ بکریوں کے گلہ والوں کو باٹھیں چرنے دینا اور ابن عفان و اعراف کے گلوں کو باٹھ میں نہ گھسنے دینا کیونکہ اگر ان کے مولیٰ ہلاک ہو جائیں گے تو یہ اگر کھیتی باڑی اور کھجوروں کے درختوں سے فائدہ اٹھانے لگیں گے۔ لیکن اگر چھوٹے چھوٹے گلے والوں کے مولیٰ ہلاک ہو جائیں گے۔ اور پھر میرے پاس اگر امیر المومنین کہہ کر پکاریں گے تو کیا میں انہیں یونہی پھوڑ دوں گا۔ تمہاری میں کچھ پرواہ نہ کرو کیونکہ گھاس پانی بھی میرے نزدیک سونے چاندی سے کم نہیں واللہ میں نے ان پر کیا ہے کہ باٹھ رکھ لی، یہ بلاد انہیں کے ہیں یہ پانی انہیں کے ہیں جس پر انہوں نے قتال کیا جاہلیت میں اور اسلام قبول کیا اسلام میں قسم ہے اس ذات کی جس کے قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس جہاد کے اونٹ نہ رہا کرتے تو میں ان کے بلاد میں سے ایک بالشت بھر زمین بھی نہ رکھتا۔

احقر عرض کرتا ہے اختلاف ہے امام شافعی و جمہور کے درمیان تطبیق باہر طریق۔ کہ خاض اپنی ذاتی غرض کیلئے باٹھ رکھنا حرام ہے۔ اور بیت المال کے اونٹوں اور ضعفائے مسلمین کے لئے جائز ہے اور یہی معنی ہیں حدیث آنحضرت اللہ علیہ وسلم لا حمی الا للہ ورسولہ کے۔ بخوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے تین سال کیلئے زمین دی شرط کی کہ اسے آباد کیا جائے۔

من احي ارضا

جو شخص کہ زمین کو قابل زراعت بنائے

امام مالک و امام شافعی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کہ جو شخص ناقابل زراعت زمین کو قابل زراعت بنائے وہ اسی کے لئے ۔ نیز امام مالک و امام شافعی روایت کرتے ہیں کہ ضحاک بن خلیفہ نے اپنی ایک شاخ دادی عریض (مدینہ منورہ کے قریب واقع ہے) سے نکالنا ۔ یہ شاخ (محمد بن مسلمہ کی زمین میں سے ہو کر گزر سکتی تھی۔ مگر محمد بن مسلمہ اس سے انکار کیا اور ضحاک بن خلیفہ نے حضرت عمر فاروق سے اس معاملہ گفتگو کی ۔ آپ نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے بھائی کے نفع میں کیوں آتے ہو حالانکہ اس میں تمہارا بھی نفع ہے ۔ تم بھی اس سے پانی لے گے اور اس میں تمہارا کوئی حرج بھی نہیں تو بھی انہوں نے انکار ہی کیا آپ فرمایا واللہ وہ ہر نکال لے جائیں گے اگرچہ تمہارے شکم پر سے ہی نہ نکالی جائے ۔

امام شافعی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ خیر سے بہت سا مال ملا جو مجھے بہت پسند آیا ۔ اور جس سے بہتر مجھے اب نہیں ملا تھا وہ مال سے یہاں زمین مراد ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا چاہو تو اصل مال اپنی ملکیت میں رکھو اور اثمار لوجہ اللہ چھوڑ دو ۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق نے اُسے صدقہ کر دیا اور کہہ دیا کہ اصل زمین نہ فردخت کی جائے ۔ نہ کی جائے نہ میراث میں دی جائے ۔ یہ آپ نے فوطیہ ذوی القربی ۔ مساکین مافراور ھمانوں کے لئے صدقہ کر دی اور فرمایا کہ جو شخص اس کا متولی رہے وہ ضرورت اس سے کہا سکتا ہے اور اپنے غیر متمول دوستوں کو کہلا سکتا ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ مال نہ جمع کرنے والے دوست کو کہلا سکتا ہے ۔ ابو بکر روایت محباب بن ابی عیاض روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی باغ پر سے گزرے تو اس باغ میں سے پھل کھا لے مگر اکٹھا کر نہ لے جائے ۔

الربہ

امام مالک اور امام شافعی بروایت مروان الحکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

فاروق نے فرمایا جو شخص بغرض صلہ رحم یا بہ نیت صدقہ ہمہ کرے تو پھر وہ اس رجوع نہیں کر سکتا اور جو شخص محض بارادہ ثواب ہمہ کرے وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ اگر ہمہ کرنا نہ چاہے۔ ابو بکر بردایت زہری روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق غفرلہما کیا کہ اگر شے مرہول پر مہوب لہ قبضہ نہ کر سکے تو اسے کچھ مل نہیں سکتا۔

المکاتبہ

امام شافعی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے اپنے ایک غلام چند قسطوں پر مکاتبہ کیا اور غلام نے مدت مقررہ سے پہلے ہی قسطیں ادا کر دیں مگر انس بن مالک نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں ابھی نہیں جب مدت پوری ہو جائیگی تب لے لوں گا غلام حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور واقعہ نگران کیا۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا انس یہ مال میراث میں لینا ہیں۔ پھر آپ نے انس بن مالک کو حکم دیا کہ وہ قسطیں لے کر غلام کو آزاد کر دیں انہوں نے قسطیں لے کر غلام کو آزاد کر دیا ذکر البیہقی فی باب اذا اتاہ بحقہ قبل محل ولا علیہ فی اخذہ،

بیہقی بردایت ابی العوام البصری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اشعری کو لکھا۔ کہ اسلام میں صلح کرنا جائز ہے۔ مگر وہ صلح جائز نہیں جو حرام حلال اور حلال کو حرام کر دے۔

الاکتراء

کرایہ کرنا

بیہقی بردایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جو شخص کرایہ کرے ادا کرایہ کر کے ذو الحلیفہ سے گزر جائے۔ تو کرایہ اس پر واجب اور ضمان نہیں لازم آئے گا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جب کرایہ ہوئی شے بر قابض ہو جائے تو کرایہ واجب ہو جائیگا۔ اور ضمان نہیں آئے گا۔ (یعنی اگر وہ شے ضائع ہو جائے تو) بشرطیکہ کرایہ کر نیوالے سے ظلم صادر نہ ہوا ہو۔

تعریف اللقطہ و ضوال الابل !

”راستہ میں سے اٹھائی ہوئی چیز کا اعلان کرنا“

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ بروایت معاویہ بن عبد اللہ بن برد الخنجر روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نام کی طرف جاتے ہوئے راہ میں ایک جگہ قیام کیا۔ جہاں انہیں ایک ہمیانی تحصیل ملی جس میں وینار نکلے۔ اس کا انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا مساجد و دواڑے پر اس کا اعلان کرتے رہو اور جو کوئی شام جانے لگے اس سے بھی اس کا تذکرہ کرو۔ جب ایک سال گزر جائے تو تمہیں اختیار ہے۔ اور ایک روایت میں ہے پھر جب تم اعلان کر چکو تو یا تو اس کا مالک لے جائے گا اور یا یہ کہ وہ تمہارا مال ہوگا ہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔

امام مالکؒ بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ کھوئے ہوئے اونٹ حضرت عمر فاروقؓ زمانہ میں دودھ اور نسل کے لیے رکھ لیے جاتے تھے۔ اور انہیں کوئی ہاتھ نہ لگاتا تھا۔ جب عثمٰنؓ کا زمانہ خلافت آیا تو آپ نے اعلان کیے جانے کا حکم کیا۔ پھر جب ان کا مالک آتا آپ اسے اُس کے اونٹ کی قیمت دے دیتے۔

امام مالکؒ و امام شافعیؒ بروایت ابن شہاب اور وہ جنین بن ابی جمیلہ (جو بنی سلیم میں سے تھے) روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں راستہ میں ایک لڑکا پڑا ملا وہ اُسے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لے کر آئے۔ آپ نے پوچھا تم اُسے کیوں اٹھاؤ؟ انہوں نے عرض کیا مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس لیے میں اُسے اٹھالایا۔ آپ کے میر محلہ نے عرض کیا، امیر المؤمنینؓ یہ ایک صالح و نیک نخت شخص میں آپ نے فرمایا، لے جاؤ۔ یہ آزاد ہے تم ولا کے مستحق ہو اور اس کا نفقہ ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی اس کی مدد و بھرت اس کی محافظت تمہارے ذمہ ہے۔

کتاب احکام الخلافۃ القضاء

اخرج الدارقطني ان عمر بن الخطاب كتب الى ابي موسى الاشعري - اما بعد فان القضاء فريضة
كلمة وسنة متبعة فافهم اذا اوتى اليك بحجة والعدل الحق اذا وضم فانه لا ينفع تكلم بحق لا
ذلك من بين الناس في وجهك ومجلسك وعدلك حتى لا يئاس الضعيف من عدلك

ولا يطعم الشريف في حيفك البيته على من ادعى واليمين على من انكر والصلم جائز بين المسلم
 الاصلحاً احل حراماً او حرم حلالاً لا يمنعك قضاء قضيت بالامس فلا جعت فيه نفسك ووه
 فيه لرشدك ان تراجع فان الحق قد يمر ومراجعة الحق خير من التماسي في الباطل
 الفهم فيما يختلج صدورك مما يبلغك في الكتاب والسنة واعرف الامثال والاشباه ثم قرا
 عند ذلك فاعمد الى احبها الى الله عز وجل واشبهها بالحق فيما ترى واجعل لمن
 بينة ابدان ينتهي اليه فان احضر بينة اخذت له بحقه والا وجهت القضاء عليه فان
 اقترأ الصواب وبلغ في العذر والمسامون عدول بعضهم على بعضهم الا مجلودا في حيا
 مجربا في شهادة ضرور ظني في ولا او وثاثة ان الله تولى منكم الشر ثم وادراء عند
 بالبينات واياك والقلق والفجر والتاذي والتكر للخصوم في مواطن الحق التي
 الله تعالى بها الاجر ويحسن بها الذخر فانه من يصلم له نيته فيما بينه وبين الله تعالى
 على نفسه يكفيه الله ما بينه وبين ومن تزمين للناس مما يعلم الله تعالى منه غير
 يشينه الله فما ظنك بثواب الله عز وجل وعاجل رزقه وخزان رحمة والسلام
 ترجمہ۔۔۔ دارقطنی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا، اما بعد
 ہو کہ قضاء حق واجب وطریقہ مسنون ہے۔ لہذا اس منصب کو اچھی طرح سمجھ لو۔ جب تمہارے
 کوئی حجت لے کر آئے تو حکم نافذ کرو۔ جب کہ حق واضح ہو جائے۔ کیونکہ اس وقت ناحق گفتار
 کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ لوگوں کے درمیان مواسات و مؤاخازت قائم رکھو۔ اپنے
 اپنی مجلس میں اور اپنے عدل میں تاکہ ضعیف تمہارے عدل سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور
 تمہارے ظلم کی توقع نہ لگیں۔ دلیل مدعی پر ہے اور یمین مدعا علیہ پر۔ صلح مسلمانوں کے
 جائز ہے مگر نہ وہ صلح جو حرام کو حلال کرے۔ اور حلال کو حرام۔ یہ امر منصب قضا سے بعید نہیں
 فیصلہ سے آج رجوع کر لو۔ اور حق کی طرف رہنمائی کیے جاؤ کیونکہ حق زائل نہیں ہوتا اور حق
 رجوع کرنا ناحق میں پڑنے سے بہتر ہے۔ جس بات کی بوجہ کتاب و سنت کے نہ پہنچنے کے
 غلش ہو اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ اس کے امثال و نظائر پر غور کرو۔ اور جب اشباہ و نظائر پر غور
 لگو تو اسی امر پر اعتماد کرو جو تمہارے علم میں احب الی اللہ و اشبہ بالحق ہو۔ دلیل ہمیشہ
 سے طلب کیا کرو۔ جب مدعی دلیل مبینہ پیش کر دے، اس کا حق اسے دلا دو۔ ورنہ فیہ
 برخلاف کر دو۔ یہی طریقہ "اقرّب الی الصواب" اور "الغیر فی العذر" ہے۔ بعض مسلمان بعض سے
 ہیں۔ مگر مجلود شاہد زور اور متہم ولا وراثت عدول نہیں۔ پوشیدہ امور کا متولی و ذمہ
 ہے۔ اور بریت کو ظاہری امور پر موقوف کیا ہے۔ لوگوں کو قلیق و اضطراب میں ڈالنے اور انہیں
 دینے سے بچو۔ خصومت کرنے والوں سے تنفر کرو۔ ان تمام حق کے موقعوں پر جن میں اللہ
 عطا کرتا ہے، اور اچھا اجر دیتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اپنی نیت نہ

یہ معاملہ اپنے نفس سے ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوتا ہے تمام امور میں اس کے اور لوگوں کے درمیان تعلق رکھتے ہیں۔ اور جو لوگوں کو اُس کے خلاف ہر کرتا ہے جسے اللہ جانتا ہے گو لوگ نہ جانتے ہوں۔ تو اللہ تم اُسے دلیل ہے۔ تو اب تم سمجھ لو کہ اللہ تم کے اجر و ثواب اس کی رزاقیت اور اُس کے خزانہ رحمت ساتھ تمہیں کیا اظن و خیال رکھنا چاہیے۔ فقط و سلام۔

بنوئی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ فیصلہ نہ کرے مگر شخص۔ کیونکہ ظالم اور شاہد زور پر عالم کی ہیبت پڑتی ہے۔ نیز بنوئی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے فرمایا کہ قصار اُس کے سپرد کرو جس کے ہاتھ قلع نقصان ہو یعنی امراء کے۔ نیز بنوئی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابو موسیٰ ی کو لکھا کہ مقدمہ پیش ہونے وقت لوگوں پر غیظ و غضب نہ کرو، ایذا نہ پہنچاؤ۔ ہاں جب مدعا علیہ تمہارے پاس حاضر ہو جائیں تو ان میں سے جس کو ظلم کا قصہ کرتے دیکھو اُس کا سر توڑ دو۔ بنوئی روایت کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری کو حضرت عمر فاروقؓ نے لکھا فیصلہ کر کے اُس سے رجوع کرنے نہیں کوئی مانع نہ آئے جب کہ تم اپنے نفس کی طرف رجوع کرو اور حق اُس کے خلاف پاؤ کیونکہ کوئی چیز نائل نہیں کر سکتی جتنی کی طرف رجوع کرنا ناحق پر رہنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ بنوئی فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ نص کتاب و سنت یا باجماع اپنے فیصلہ کی غلطی ہم ہو جائے۔ اور جب فیصلہ باجہاد کیا جائے اور پھر اجتہاد تبدیل ہو جائے تو اجتہاد سابق ساتھ فیصلہ نہ کرے۔ نہ اب اور نہ بعد بوجہ اس کے کہ وہ اجتہاد تبدیل ہو گیا۔

الشوریٰ

امام بنوئی بروایت زہری روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروقؓ کی مجلس میں قرآن ان اور بوڑھے سب شریک ہوتے تھے۔ بسا اوقات آپ ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ اور کرتے تھے، تم میں سے کسی کو مشورہ دینے سے کوئی امر مانع نہ آئے۔ کیونکہ علم نہ بوڑھوں کا حصہ ہے۔

بنوئی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بندہ ریعہ وحی لوگوں سے مؤاخذہ کیا جاتا تھا۔ اب وحی تو منقطع ہو گئی۔ اس لیے اب ہم تمہارے ظاہر پر مؤاخذہ کیا کریں گے۔ جو ہم پر اپنے اعمال نیک ظاہر کرے گا اُسے ہم امن دیں گے اور قرب بنائیں گے۔ اُس کے پوشیدہ امور سے ہمیں سروکار نہیں اس کا محاسب اللہ ہے۔ اور ہم پر اعمال بد کا اظہار کرے گا اُسے ہم امن نہ دیں گے۔ اگر وہ کہے کہ میرا باطن ہے تو ہم اس کی تصدیق نہ کریں گے۔

بنوئی بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ جب ان تین شخص کو جنہوں نے مغیرہ بن شعبہ کے برخلاف شہادت دی تھی حرقہ مارنے لگے تو آپ انہیں تائب ہو جانے کو کہا۔ تو ان میں سے دو شخصوں نے رجوع کر لیا اور ابو بکرہ نے رجوع کرنے سے انکار کیا۔ آپ نے ان کی شہادت رد کر دی اور فرمایا تائب ہو جاؤ تو تم شہادت قبول کریں گے۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ایک مسلم و یہودی مقدمہ لے کر آئے۔ آپ نے دیکھا کہ یہودی کا ہے آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ یہودی کہنے لگا واللہ آ فیصلہ بحق کیا۔ آپ نے اُسے ایک دُترہ لگایا اور فرمایا تو کیوں کر سمجھا؟ یہودی کہا، ہم تورات میں پڑھتے ہیں کہ کوئی شخص فیصلہ حق نہیں کرتا مگر یہ کہ ایک اُس کے دائیں اور ایک بائیں ہوتا ہے۔ یہ دونوں فرشتے حق کی جانب تائید و رہنمائی کرتے رہتے ہیں جب تک یہ حق پر ثابت قدم رہتا ہے اور جب حق کو ترک کرتا ہے تو یہ دونوں فرشتے بھی اُسے چھوڑ کر آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ امام مالک بروایت ربیعہ بن ابی عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ خدمت میں عراق سے ایک شخص آیا اور بیان کیا میں ایک ایسا امر لے کر آیا ہوں جس پر نہ سر ہے نہ پیر۔ فرمایا وہ کیا ہے؟ بیان کرو۔ عرض کیا ہماری سرزمین میں شہادت ز ظاہر ہوئی ہے۔ فرمایا اسلام میں کوئی شخص قید نہ کیا جائے مگر بعدل۔ نیز روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ مدعی ا متہم شخص کی شہادت مقبول نہیں۔

امام مالک بروایت عمر بن یحییٰ المازنی اور وہ اپنے والد سے روایت ہیں کہ ان کے دادا کے باغ میں عبد الرحمن بن عوف کی ایک چھوٹی سی نہر تھی انہوں نے چاہا کہ اس نہر کو باغ کی جانب سے پھیر کر اپنی زمین سے قریب کر لیں۔ تو ان کے دادا نے انہیں منع کیا۔ عبد الرحمن بن عوف نے اس میں حضرت عمر فاروقؓ سے گفتگو کی۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی نہر کو موڑ لے جائیں۔

داحقر عرض کرتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا کہ بغیر اپنے کسی ضرر کے مانع و خارج ہونا ہٹ دھرمی اور بے انصاف ہے جس کی پیروی نہیں کی جاسکتی۔ اور مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ اسی وقت کیا جاسکتا ہے جب کہ عندا اس کا کوئی معتد بہ نفع و ضرر متصور ہو سکتا ہو۔

امام مالکؒ بروایت ہشام بن عروہ اور وہ اپنے والد سے وہ عبد الرحمن بن حاطب سے
ایت کرتے ہیں کہ ان کے غلاموں نے قبیلہ مرینہ میں سے ایک شخص کی اونٹنی چورانی اور اُسے
مخ کر دیا۔ مقدمہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؓ نے کثیر بن الصلت
فرمایا کہ ان غلاموں کے ہاتھ کٹوا دو۔ پھر فرمایا انہیں کوئی اور سزا دو۔ حاطب
نے فرمایا میں تاوان دلا کر تمہیں ایسا قرضدار کر دوں گا کہ تم بھی یاد کرو گے۔
اس کے بعد اس مرنے والے شخص سے پوچھا گیا تمہاری اونٹنی کس قیمت کی تھی؟ اُس نے
ہا وائے میں اُسے چار درہم میں بھی نہ دے سکتا۔ آپ نے حاطب
نے فرمایا اُسے آٹھ سو درہم دے دو۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ دگنی
ت بڑھا دینے میں اس روایت پر ہمارا عمل نہیں۔ اتحقہ عرض کرتا
ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ فیصلہ دراصل تعزیر پر مبنی تھا۔ کہ اپنے
غلاموں کے مالک کو بذریعہ مال تعزیر کی۔ اس باب میں مرفوع و موقوف دونوں
احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہیں۔ امام مالکؒ بروایت ابن شہاب وہ عروہ
نذیر سے وہ عبد الرحمن بن عبد القاری سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا لوگوں کا عجب حال ہے۔ اپنی اولاد کو مال
یتے دیتے رک جاتے ہیں۔ پھر اگر اُن کی اولاد وفات پا جائے
کہتے ہیں میرا مال میرے پاس ہے میں نے کسی کو دیا نہیں
۔ اگر خود وفات پانے لگیں تو کہتے ہیں یہ سارا مال میرے بیٹے کا
ہے میں نے اسے دے دیا ہے۔ اور یہ صحیح نہیں کہ اگر مویوب لے
نہ واپس کی وفات تک مال پر قبضہ نہ کر لے تو مال وراثت کا ہے۔
امام مالکؒ بروایت داؤد بن اھصین روایت کرتے ہیں کہ حضرت
فاروقؓ نے فرمایا کہ جو شخص بغرض صلہ رحمی کرے یا بغرض
دقہ، تو وہ اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص محض بارادۃ
اب ہبہ کرے وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے اگر وہ ہبہ نے
رضا مند نہ ہو۔

امام مالکؒ بروایت عبید اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور وہ
اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں عمرو بن سلیم الزرقی نے خبر دی
کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہاں پر قبیلہ
تان کا ایک بلند قامت لڑکا ہے جو ہنوز بالغ نہیں ہوا۔ اُس کے
مار شام میں ہیں۔ یہاں اس کی صرف ایک چچا زاد ہمشیرہ ہے۔ آپ نے

فرمایا تو اُسے چاہیے کہ مال اپنی ہمشیرہ کو وصیت کر دے۔ چنانچہ اُس نے اپنی زمین جسے بیچ
 کہا جاتا تھا وصیت کر دی۔ عمرو بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ یہ زمین تیس ہزار درہم میں فروخت کی
 اس کی چچا زاد ہمشیرہ کا نام جسے اُس نے وصیت کی تھی ام عمرو بن سلیم الرزقی تھا۔
 امام مالک بروایت عمرو بن عبدالرحمن بن ولوف الرزقی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص قبیلہ
 میں سے حاجیوں سے پہلے جاتا اور سواریاں خرید لیتا اور پھر انہیں گاؤں کرایہ پر دیتا۔ اور حاجیوں
 حاجیوں سے پہلے پہنچ جاتا۔ جب مفلس بن گیا تو اس کا مقدمہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آ
 آپ نے فرمایا یہ تو بڑا چلتا پرزا ہے اسی کے دین و امانت نے اسے اجازت دی کہ یہ حاجیوں
 پیش رو کہلائے۔ اس نے قرض نہ دینے ہی کی غرض سے کیا ہے، اور اب مفلس بن بیٹھا
 سو جس کسی کا بھی اس پر قرض ہو وہ صبح میرے پاس آئے۔ میں قرضداروں کے درمیان اس
 جائیداد تقسیم کر دوں گا۔ تم قرض لینے دینے سے اجتناب کیا کرو۔ کیونکہ اس کا اول ہم و غم
 اور آخر حرب ہے۔

کتاب الحدود الزحم

امام مالک بروایت عبدالرحمن بن محمد بن القاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ
 حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے۔ یہ ابو موسیٰ اشعری کے پاس سے آئے تھے۔ آپ نے آ
 حالات دریافت کرتے ہوئے فرمایا، کہو کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ایک شخص مرتد ہو گیا
 ہم لوگوں نے بلا کر اُس کی گردن مار دی فرمایا تم نے اُسے قید کیوں نہ کر دیا، قید کرنے کے بعد اُس
 کھلاتے پلاتے بھی اور اس کو تائب ہونے کی تحریک کرتے.... کیا عجب تھا کہ وہ تائب ہو جاتا
 دین اسلام کی طرف پھر رجوع کرتا۔ اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا اے پروردگار میں اس م
 میں شریک نہ تھا۔ نہ میں نے اس کا حکم کیا، نہ میں اسے سُن کر خوش ہوا۔

امام مالک بروایت ابن شہاب اور وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس سے انہوں
 حضرت عمر فاروقؓ سے سنا کہ رجم کتاب اللہ میں ہے اور حد واجب ہے اس مرد یا عورت
 پر جو نکاح کرنے کے بعد بدکاری کرے اور شہادت قائم ہو جائے یا حمل ظاہر ہو یا وہ خود اعتراف
 امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید اور وہ سعید بن المسیب سے قصہ حضرت عمر فاروقؓ
 روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ ایسا نہ ہو کہ آیت رجم کے معاملہ میں ہلاک ہو جا

کہنے لگو کہ دو حدیں ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا۔ قسم ہے اس ذاتِ بابرکات کی جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے، اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمر نے قرآن مجید میں زیادہ کر دیا، تو میں آیت رجم فیہ والشیخۃ اذا زینا فارجوہما البتۃ۔ قرآن مجید میں لکھ دیتا۔ کیونکہ ہم اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں۔ امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید اور وہ سلیمان بن یسار کہ وہ ابو واقد اللیثی سے آیت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروقؓ شام پہنچے تو ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا، اور ان کیا کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک شخص کو زنا کرتے ہوئے پایا۔ آپ نے ابو واقدؓ کو اس شخص کی عورت کے پاس بھیجا تاکہ یہ اس سے اصل واقعہ دریافت کر آئیں۔ ابو واقد اللیثی اُس کے پاس گئے تو بہت سی عورتیں اُس کے پاس جمع تھیں انہوں نے اُس کو اُس کے شوہر نے جو کچھ کہا تھا، کہہ سنایا۔ اور اُسے اس امر کی بھی خبر کر دی کہ اس سے صرف اُس کے شوہر کے قول پر مؤخذہ نہیں کیا جائے گا۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں کیں تاکہ وہ چاہے تو اعتراف نہ کرے مگر اس نے خود ہی اعتراف کر لیا۔ حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ نے اُس کا حکم کیا اور یہ رجم کی گئی۔

امام مالکؒ بروایت نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک غلام ممالیک خمس کی نگہبانی پر مامور تھا۔ اُس نے ایک جاریہ سے زنا بالجبر کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اُسے حد ماری اور شہر بدر کر دیا۔ اور جاریہ کو حد ماری اس لیے کہ غلام نے اس پر جبر و استکراہ کیا تھا۔ امام مالکؒ بروایت یحییٰ بن سعیدؒ روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ نے حکم لیا کہ وہ جواری قریش کو جو خمس سے ملی تھیں حد ماریں۔ چنانچہ عبداللہ عیاشؓ نے ان جواری کو حد زنا میں پچاس پچاس مارے۔

امام مالکؒ بروایت ربیعہ بن ابی عبد الرحمنؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی عورت کی ماری لے کر سفر کو نکلا۔ اثنائے سفر میں اُس نے جاریہ سے جماع کیا۔ اُس کی عورت کو جب معلوم ہوا۔ اُسے غیرت آئی اور حضرت عمر فاروقؓ سے اس کا ذکر کیا آپ نے اس شخص سے دریافت کیا و اُس نے بیان کیا کہ میری عورت نے یہ جاریہ مجھے ہمہ کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا، شہادت پیش کر۔ ورنہ میں تمہیں رجم کروں گا۔ مگر پھر اس کی عورت نے اعتراف کر لیا کہ اس نے جاریہ اُسے ہمہ کر دی ہے۔

ی ہے۔ ۱۲

الافتراء

امام مالکؒ بروایت ابی الزناد اور وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور ان کے بعد کے دیگر خلفاء میں سے کسی کو

افترار کی بابت چالیس دروں سے زیادہ مارتے نہیں دیکھا۔ نیز امام مالک بروایت ابی اور وہ اپنی والدہ عمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص آپس میں جھگڑے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے ماں باپ زانی نہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ایک شخص کہنے لگا کہ اس نے اپنے ماں باپ کی مح کی اور لوگوں نے کہا کیا مح کے لیے اس کے ماں باپ کے اور صفات نہ تھے۔ ہماری رائے ہے کہ اسے حد ماری جائے۔ چنانچہ آپ نے اُسے اسی درہ حد ماری۔

امام بغوی نے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے سامنے دو شخص آپس میں لڑنے لگے مگر آپ نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے دو شخص ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے تو آپ نے انہیں تنبیہ کی۔

الخمر

امام مالک بروایت یزید الذہلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حد شراب کی بار مشورہ کیا۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا ہماری رائے ہے کہ آپ شراب الخمر کو اسی درہ مارا کیونکہ جب شرابی شراب پیتا ہے مدہوش ہو جاتا ہے۔ اور جب مدہوش ہوتا ہے ہڈیاں ہرے اور ہڈیاں میں افترار بھی کرتا ہے یا اسی کے قریب قریب حضرت علیؓ نے کوئی اور لفظ فرماتے پھر اس کے بعد سے حضرت عمر فاروقؓ نے شراب الخمر کو اسی درہ مارنے شروع کیا۔ بغوی نے ولید بن عقبہ کے قصہ میں حضرت علی مرتضیٰؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلیا علیہ وسلم نے چالیس درے مارے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے چالیس درے مارے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اسی، اور دونوں طریق مسنون ہیں۔ اور مجھے یہ پسند میں یعنی چالیس درے۔ امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عبید بن جراحؓ کو حد کی نسبت نصف حد ماری (یعنی حد خمر میں)

حکم الطلاء

امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ سائب بن یزید نے انہیں خبر دی کہ ایک روز حضرت عمر فاروقؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا مجھے فلاں شخص کے پاس شراب کی بوتلی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس نے طلاء استعمال کی ہے اور میں دریافت کرتا ہوں جو کچھ اُس نے پیا ہے۔ اگر وہ کوئی مسکر چیز ہے تو میں اُسے حد ماروں گا۔ چنانچہ آپ اُسے پوری حد ماری۔

امام مالک بروایت داؤد بن الھدین اور وہ واقعہ بن عمر بن سعد بن معاذ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں لبید کے بیٹے محمود انصاری نے خبر دی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام گئے تو اہل مہ نے آب و ہوا کے ناقص ہونے کی شکایت کی۔ اور یہ کہ بغیر طلاؤشی کے یہاں کی آب و ہوا افاق نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا شہد استعمال کیا کرو۔ انہوں نے کہا شہد بھی ہمیں موافق نہیں آتا۔ ایک شخص نے کہا آپ ہمارے لیے یہ طلا جو مسکر نہیں جائز کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، اس کے بعد انکو کاعرق پکایا گیا۔ یہاں تک کہ اس کا تہائی حصہ باقی رہ گیا۔ آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس میں لکڑی ڈالی اور اٹھائی تو شربت سے ٹپکنے لگا۔ آپ نے فرمایا یہ طلا ہے یہ طلا الابل ہے اور حکم دیا کہ وہ اسے پی سکتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبادہ بن صامت آپ سے ملے لگے کیا آپ نے یہ انہیں حلال کر دی؟ فرمایا واللہ ہرگز نہیں اسے دیکار میں لوگوں کو وہ چیز حلال نہیں کر سکتا جو تو نے حرام کر دی اور نہ ہم کر سکتا ہوں جو تو نے حلال کی۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیز اصل حلال اسے کوئی کیا حلال کر سکتا ہے وہ تو خود حلال ہے۔ مترجم)

السرقة

امام مالک بروایت ابن شہاب اور وہ سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو الحضری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کہنے لگے آپ سے اس غلام کے ہاتھ کاٹے کیونکہ اس نے چوری کی۔ آپ نے پوچھا کیا بری کی؟ کہا اس نے میرے گھر سے آئینہ چورایا جس کی قیمت قریباً آٹھ سو ہوگی۔ فرمایا چھوڑ دو اس پر قطع ید نہیں آیا۔ یہ تمہارا خادم ہے ایک بڑا اس نے اٹھا کر رکھ لی۔

القصاص

امام بیہقی بروایت ابن فراس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا کہ میں نے حاملوں کو اس لیے نہیں بھیجا کہ وہ تمہیں مار پیٹیں، اور تمہارا مال چھین لیں۔ سو جو کوئی عامل ایسا کرے اُسے میرے پاس آؤ۔ تاکہ میں اس سے قصاص لوں۔ حضرت عمرو بن العاص نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص بعض رعایا کو تادیب دینے کے لیے ایسا کرے تو بھی آپ اس سے قصاص لیں گے؟ فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں

میری جان ہے میں اس سے قصاص لوں گا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے نفس سے قصاص لیا کرتے تھے۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید وہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک ایسے شخص کے پیچھے پانچ شخصوں کو جنہوں نے اس شخص کو قتل کیا تھا، قتل کیا۔ اور فرمایا اگر سب اہل صغار مل کر اسے قتل تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ہم سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک عورت کے قصاص میں تین آدمیوں کو قتل کرنا نام شافعی روایت فرماتے ہیں کہ انہیں خبر دی۔ امام محمد بن الحسن نے انہیں ابو حنیفہ نے وہ اپنے شیخ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت فرماتے ہیں کہ بکر بن وائل میں سے ایک شخص نے اہل حیرہ میں ایک شخص کو قتل کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس کی بابت تحریر فرمایا کہ قاتل اولیاء مقتول کو دے دیا جائے۔ خواہ وہ اُسے قتل کریں اور خواہ معاف کریں۔ چنانچہ قاتل اہل حیرہ میں سے ایک نامی شخص کو دے دیا گیا اور اس نے اُسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے تحریر فرمایا کہ اگر قاتل ابھی قتل نہ کیا گیا ہو اُسے قتل نہ کرو۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپ کا ارادہ یہ ہے کہ اولیاء مقتول کو ویت دے کر رضامند کر لیا۔ اس کے متعلق حضرت امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے مبیوط بحث کی۔ امام شافعیؒ نے فرمایا اگر حضرت عمر فاروقؓ تحریر فرماتے کہ اس شخص کو قتل کرو اور وہ قتل کر جاتا تو کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل حجت ہو سکتا تھا۔ محمدؐ نے فرمایا، ہرگز نہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا، اچھا اگر اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ منقول نہ ہوا ہوتا جو آپ پر حجت ہو سکتا ہوتا بلکہ اس معاملہ میں صرف حضرت عمر فاروقؓ ہی سے منقول ہوا ہوتا۔ اور حضرت عمر فاروقؓ کوئی حکم نہ کر اس سے رجوع نہیں کر سکتے مگر بوجہ اس حدیث کے جو آپ کو بعد میں پھر جب حضرت عمر فاروقؓ اپنے قول اول پر عمل کرنے کے مجاز تھے۔ لیکن جب آپ نے اس سے رجوع کر لیا تو آپ کو بھی ضروری ہے کہ آپ بھی اس قول سے کر لیں۔ امام محمدؒ نے فرمایا یہ کیوں کر معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے رجوع کیا۔ بلکہ آپ نے اچھا کہ اولیائے مقتول کو ویت دے کر راضی کر لیا جائے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا اگر آپ یہ تاویل کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں حضرت عمر فاروقؓ نے اقول اول ارادہ کیا کہ قاتل کو قتل کا خوف دلایا جائے قتل نہ کیا جائے۔ امام محمدؒ نے فرمایا حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا آپ کی تاویل بھی حدیث مذکورہ میں نہیں۔

نیز امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہم نے اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت کیا ہے کہ ابو بیدہ بن جراح نے کہا اگر عبادہ بن صامت اپنے کسی غلام کو مار ڈالیں، تو کیا آپ اُن سے اس کا قصاص لیں گے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کہ باستثنا داران میں ہڈیوں کی بابت قصاص نہیں لوں گا۔ نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ جو شخص حد مارتے ہوئے رہ جائے اور جو شخص قصاص میں مارا جائے اس کے لیے دیت نہیں۔ نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں۔ ہم نے بھی بروایت عمر بن الخطاب روایت کی ہے کہ ضرب عصار سے وجوب قصاص پر دلالت کرتی ہے جب کہ اس قسم کی ضرب سے مرعانا یقینی سمجھا جاتا ہو۔ بیہقی بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے نفوس کا قصاص دیا کرتے تھے۔ اور لوگ ان سے قصاص نہیں لیتے تھے بوجہ اُن کے خلفاء ہونے کے۔

الحرب بالحر والعبد بالعبد

امام بیہقی بروایت کچول عبادہ بن صامت کے قتل کے واقعہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سے فرمایا آؤ قصاص کے لیے بیٹھو۔ تو زید بن ثابت نے کہا آپ غلام کا اپنے بھائی سے قصاص لیتے ہیں۔ تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور دیت کا فیصلہ کیا۔ بیہقی فرماتے ہیں ہم نے اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت کیا ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا کہ اگر یہ (عبادہ بن صامت) اپنے کسی غلام کو قتل کر دیتے تو کیا آپ ان سے اس کا قصاص لیتے؟ تو آپ غاموش ہو گئے۔ امام شافعی نے منقطعاً اور بیہقی نے موصولاً بروایت عمرو بن شعیب انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اُن کے دادا سے روایت کیا ہے، کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قصاص میں آزاد کو قتل نہیں کیا کرتے تھے۔ نیز بیہقی نے بروایت حنف بن قیس روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا جو آزاد غلام کو قتل کرے وہ اس کی قیمت ادا کرے جس قدر بھی کہ وہ ہو۔ مدیچی کے قصہ میں بیہقی نے بروایت عمرو بن شعیب انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اُن کے دادا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باپ سے بیٹے کے قصاص نہ لیے جانے کی نسبت

میں نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہ سنا ہوتا تو میں اُسے (بدلتی) ضرور قتل کرتا۔ لاؤ اس کی دیت دو۔ آپ نے دیت لے کر اُس کے بیٹے کے ورثہ کو تقسیم کر دی۔ اور اُس کے باپ کو کچھ نہیں دیا۔
 بیہقی نے بروایت عرفجہ مرفوعاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ باپ پر بیٹے کا قصاص نہیں۔

قتل العمد وشبه قتل الخطاء

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نا بالغ کا ہر خطار یکساں ہے۔ یعنی اُس کے عمد کا حکم خطار کا ہے۔ امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید اور وہ عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ بی بی مدیحہ سے ایک شخص نے جس کا نام قتادہ تھا اپنے لڑکے کو تلوار پھینک ماری جو اس کی ساق میں جا کر لگی۔ زخم سے اس قدر خون نکلا کہ لڑکا مار سراقہ بن جشم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اُن سے فرمایا قدید زکہ و مدینہ کے ماہین ایک مقام تھا، جا کر ایک سو اونٹ تیار کر رکھو۔ یہاں تک کہ میں وہاں پہنچوں۔ جب آپ اس مقام آئے تو آپ نے اونٹوں میں سے تیس ہتھ (یعنی چہار سالے اونٹ) تیار جذبے رپانچ سالے اونٹ، چالیس خلفہ (حاملہ اونٹیاں) لے کر کہہ مقتول کا بھائی کہاں ہے؟ جب وہ سامنے آ موجود ہوا تو یہ تمام اونٹ آپ نے اُسے دے دیئے۔ اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل کے لیے کچھ نہیں۔

امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بمقام منی لوگوں کو قسم دلائی کہ جس کسی کو (تو آیت) دیت کے متعلق ہو مجھے خبر کرے۔ یہ سن کر ضحاک بن سفیان الکلابی کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ اشیم الضبابی کی زوجہ کے متعلق تحریر فرمایا کہ میں ان کی دیت ان کی زوجہ کو وراثت میں دوں۔ اسی کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ اشیم الضبابی بصورہ قتل خطاء مارے گئے۔

الدیات

امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

قرطی پر دیت سونے سے ایک ہزار دینار اور چاندی سے بارہ ہزار درہم مقرر
 امام شافعی ہر دیت ابن شہاب وہ مکحول سے وہ عطار سے روایت کرتے
 کہ انہوں نے لوگوں کو اس امر پر پایا کہ دیت مسلم حرّ کی آنحضرت علی
 علیہ وسلم کے زمانہ سعادت سے اونٹ مقرر ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ
 اس دیت کی بجائے اہل قرطے پر ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم مقرر
 ہے اور مسلمہ حرّ کی جب کہ وہ اہل قرطی سے ہو پانچ سو دینار یا چھ ہزار
 درہم۔ اور اگر اس کا قاتل اہل بدو سے ہو تو وہ پچاس اونٹ دیت دے۔
 بدو کو سونا چاندی دینے کی تکلیف نہیں دی جاتی۔

امام محمد بن الحسن امام ابو حنیفہ سے وہ ہشتم سے وہ عامر شعبی سے
 عبیدہ سلمانی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا، جو
 سونا رکھتے ہیں ان پر دیت ایک ہزار دینار ہے اور جو چاندی رکھتے ہیں۔
 ہر دس ہزار درہم۔ اہل بقرہ پر دو سو گائیں، اہل اہل پر سو اونٹ، اہل
 نم پر دو ہزار بکریاں، اہل حُلّ پر دو سو حُلّہ۔ امام محمدؓ فرماتے ہیں کہ ہم دیت
 یہ سب چیزیں لے لیتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ بھی اہل و دینار و درہم وغیرہ
 ب دیت میں لے لیا کرتے تھے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام محمد بن الحسن نے کہا ہمیں حضرت عمر فاروقؓ
 سے حدیث پہنچی کہ آپ نے اہل ذہب پر ایک ہزار دینار اہل فضہ پر
 ہزار درہم مقرر کیے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم سے یہ حدیث بیان
 امام ابو حنیفہ نے انہوں نے روایت کی ہشیم سے، انہوں نے شعبی سے،
 ہوں نے عمر بن الخطابؓ سے۔ نیز بیان کیا کہ حضرت عمر فاروقؓ اہل بقرہ
 سو گائیں، اہل اہل پر سو اونٹ، اہل غنم پر دو ہزار بکریاں۔ نیز امام محمدؓ
 فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اہل فضہ پر بارہ
 ہزار درہم مقرر کیے۔ امام محمد فرماتے ہیں ہمارا جیسا کہ خیال ہے ہم اہل علق
 مدینہ کی نسبت اعلم ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اہل فضہ پر کیا مقرر کیا۔
 یونکہ درہم آپ نے اہل عراق پر مقرر کیے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ
 ہی سچ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے دیت بارہ ہزار درہم مقرر کی۔ مگر
 آپ نے بارہ ہزار درہم بونین چھ ہزار مقرر کیے۔ اس کے متعلق مجھ سے
 درسی نے روایت کی ہے انہوں نے مغیرۃ الصبی سے انہوں نے ابراہیم نخعی
 سے، کہ دیت میں اول اول اونٹ دیئے گئے جن میں چھوٹے بڑے اونٹ

سب طرح کے ہوتے تھے۔ اور جن میں ہر ایک اونٹ تریباً ایک سو بیس درہم کا ہوتا تھا۔ یہ بارہ ہزار درہم اسی حساب سے تھے۔ امام شافعی میں نے امام محمد بن الحسن سے کہا کیا آپ کہتے ہیں کہ دیت اہل فضاہ بارہ ہزار درہم ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ میں نے کہا آپ کا خیال ہے دیت کے معاملہ میں اہل حجاز کی نسبت آپ اعلم ہیں۔ کیونکہ حضرت عمر فارار نے دیت کے متعلق جو فیصلہ کیا آپ اس کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے آپ نے کہا اہل حجاز اس معاملہ میں اچھا نہیں کرتے تھے۔ میں نے کہا اگر کوئی روایت رکھتے ہیں جسے آپ دیت کے متعلق اصل قرار دے سکیں کیونکہ آپ کا خیال ہے کہ جس سے (حضرت عمر فاروق رضی) دیت معاملہ میں روایت کیا گیا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے کیا فیصلہ امام مالک بروایت ابن شہاب وہ عراق بن مالک سے اور وہ سلیمان سیار سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جو قبیلہ سعد بن لیث گھوڑا دوڑایا جس سے قبیلہ جہینہ میں سے ایک شخص کی انگلی کچلی گئی خون بہہ کر یہ شخص جان بحق ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی مدعا علیہم کہا کیا تم پچاس دفعہ حلف اٹھا سکتے ہو کہ یہ شخص انگلی کچلی جانے سے مرا؟ انہوں نے حلف اٹھانے سے انکار کیا۔ آپ نے مدعیوں سے پوچھا تم حلف اٹھا سکتے ہو؟ انہوں نے بھی انکار کیا تو آپ نے نصف پر فیصلہ کیا۔

قال مالك وليس العمل على هذا وقال الشافعي نحواً من ذلك قلت ان العمل بالمدعى عليهم فاطن ان عمر بن الخطاب كان انه يجوز ان يبدى بطلوا وهؤلاء فالبداية بالمدعى عليهم هو القياس والبداية بالمدعى محول عن القياس احتيا لامر القتل واما قضاءه بنصف الدية على التعددين فجرى فيه ما قال البغوي حديث جريد بن عبد الله بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرياً خثعم فاعتصم ناس بالسجود فاسرع فيهم القيل فبلغ ذكر النبي صلى الله عليه وسلم فامر بنصف العقل الحديث فقال امر بنصف الدية استطابة لانفس اهلهم زجر المسلمين في ترك التثبت عند وقوع الشبهة والاوجه عندى انه على طريق الشهد له كتاباً عمر الى ابى عبيدة واحرص على الصلح ما لم يستتب لك القضاء.

امام مالک بروایت زید بن اسلم وہ مسلم بن جندب سے وہ اسلم مولیٰ عمر۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے واڑھ میں ایک اونٹ کا ترقوہ

ب اونٹ کا اور پسلی ٹوٹنے میں ایک اونٹ کا فیصلہ کیا۔ بیہقی بروایت مجاہدؒ
ایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس مقتول کے لیے جو حرم میں
شہر الحرام میں مارا جائے ایک دیت اور ثلاث دیت پر فیصلہ کیا۔ امام
شافعی بروایت فرماتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ آئمہ قدیم و حدیث میں سے
کسی نے موضع (وہ چوٹ یا وہ سر کی چوٹ جو ظاہر نہ ہوئی ہو) میں کسی دیت
کا فیصلہ کیا۔ مگر بعض اصحاب شافعیہ نے بیان کیا ہے کہ شیخین یعنی
حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کیا گیا ہے،
کہ غیر موضع میں انہوں نے فیصلہ کو ایک زمانہ تک موقت کیا۔
بعض نے کہا محتمل ہے کہ شیخینؓ نے یہ فیصلہ بطریق حکومت کیا
و۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا دانت کیا ڈھیر
ر کیا دنیاں ہمیشیں برابر ہیں۔ پہلے آپؓ ان میں فرق کرتے تھے مگر اب
آپؓ نے مساوات کی طرف رجوع کیا۔

بیہقی بروایت سعید بن المسیبؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ
گلیوں کے درمیان فرق کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؓ نے کتاب آل
عمر بن حزم دیکھی۔ آل عمرو بن الحزم بیان کرتے تھے کہ یہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی لکھوائی ہوئی کتاب ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں جب تک
ثابت نہ ہو گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب ہے
توں نے آل عمرو بن الحزم کی کتاب قبول نہ کی۔

احقر عرض کرتا ہے مقادیر دیات میں اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی کتاب ہے جو عمرو بن حزم سے روایت کی گئی۔ حضرت عمر فاروقؓ
نے اُسے معتمد سمجھا اور اس سے احکام دیات اخذ کیے۔

امام شافعیؒ امام محمد سے وہ امام ابو حنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابوالہیثم
نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ایک
انخص لایا گیا جو قتل عمد کا مرتکب ہوا تھا۔ آپؓ نے اس کے قتل کا حکم
دیا۔ مگر مقتول کے بعض اولیاء نے اسے خون معاف کر دیا لیکن حضرت
عمر فاروقؓ نے اسے پھر بھی قتل کا حکم دیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا
قاتل کا نفس ان سب کے زیر اختیار ہے۔ لیکن جب اُس شخص نے اپنی
جانب سے اُسے معاف کر دیا تو یہ اپنا حق نہیں لے سکتا جب تک کہ
ان سب کا حق نہ لے۔ یعنی باقی اولیاء نے تو معاف کیا نہیں۔ حضرت

عمر فاروقؓ نے فرمایا اچھا آپ کیا رائے دیتے ہیں ؟ عرض کیا آپ باقی لوگوں کو دیت دلاویں اور معاف کرنے والے کا حصہ اُسے معاف کر دیں۔ میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔ بیہقی بروایت اعمش وہ زید بن وہب سے روا کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے پاس ایک شخص کو پایا تو اُس نے اپنی عورت کو قتل کر دیا۔ قاتل حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آ گیا۔ مقتولہ کا ایک بھائی مقتولہ سے سخت ناراض ہوا۔ اور اس نے اس شوہر کو معافی دے دی اور اپنا حصہ قاتل کو صدقہ کر دیا تو پھر آپ حکم دے کر دھوے داروں کو دیت دلوادی۔ نیز بیہقی بروایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک شخص کو مار ڈالا اور مقتول کی ہمشیرہ جو قاتل کی زوجہ تھی اپنی جانب سے خون معاف کر دیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا قاتل قتل ہونے سے آزاد ہو گیا۔ امام شافعیؒ بروایت سفیان منصور سے وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے لکھا، ایک قتیل کی بابت جو خیران اور وداعہ کے مابین پایا گیا، لکھا کہ اسے پچاس قریوں کی پیمائش کی جائے جس قریہ سے یہ مقتول نزدیک اس سے پچاس شخصوں کو نکال کر روانہ کریں کہ یہ مکہ میں آپ سے ملیں۔ آپ نے ان لوگوں کو حجر (حطیم کعبہ کا نام ہے) میں داخل کیا اور ان سے حلف لیا اور دیت بھی لی۔ ان لوگوں نے کہا ہمارے حلف نے ہمارا مال نہ بچایا اور نہ مال نے ہمارے حلف۔ یعنی ہم نے حلف کھائے، اور ہم سے دیت بھی لی گئی۔ آپ نے فرمایا معاملہ ہی ایسا۔ اس فقرہ کی تشریح آگے آتی ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں سفیان نے مال الاحول سے انہوں نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ تمہاری قسموں نے تمہارے خون بچا لیا اور بوجہ دیت لے لینے کے ایک مسلمان مردہ کا خون بھی رائگاں نہ جا اس کے بعد امام شافعیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے حارث الاعور سے روایت کی ہے اور حارث الاعور کذاب ہے۔ اس کے بعد امام شافعیؒ فرماتے ہیں میں خیران و وداعہ میں قریباً چودہ سفر کیے۔ صرف اسی غرض سے کہ میں ان یہ روایت بیان کروں اور ان سے تصدیق کرا لوں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس قتیل کی بابت کیا فیصلہ کیا۔ مگر ان لوگوں نے کہا یہ ایک واقعہ

ہے جو ہمارے قصبات میں واقعہ ہی نہیں ہوا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں،
لانکہ اہل عرب واقعات کو خوب یاد رکھا کرتے ہیں۔

توریت المرأة من دية زوجها

مولا شوہر کی دیت سے عورت کو میراث ملنا
امام شافعیؒ بروایت سعید بن المسیبؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے، دیت وارثوں کے لیے ہے۔ مگر عورت اپنے دہر کی دیت سے میراث نہیں پا سکتی۔ یہاں تک کہ ضحاک بن سفیانؒ آپ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر کیا کہ وہ اشیم الضبیانی کی دیت سے اُن کی زوجہ کو میراث دیں۔ تو مرت عمر فاروقؓ نے اپنے قول سے رجوع کیا۔

بیت المرأة و دیت الیہودی والنصرانی والمجوسی و دیت الجنین، والعبد

امام شافعیؒ بروایت امام محمدؒ وہ محمد بن آبان سے وہ ابراہیم سے وہ حضرت فاروقؓ سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ عورت کی دیت مرد کی نسبت نصف ہے۔ امام شافعیؒ روایت نے ہیں کہ اُن سے فضیل بن عیاض نے انہوں نے منصور بن المعتمر سے ان کے ثابت الحداد سے انہوں نے سعید بن المسیب سے روایت کی، حضرت عمر فاروقؓ نے یہودی اور نصرانی کی دیت کا فیصلہ کیا چار ہلال ہم، اور مجوسی کی دیت کا آٹھ سو درہم۔

امام شافعیؒ بروایت سفیان وہ عمرو سے وہ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا میں اس شخص کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنین کی دیت کی بابت کچھ سنا ہو تو وہ مجھ سے بیان کرے۔ حمل بن مالک بن نابعہ کھڑے ہوئے بیان کیا کہ میں دو کنیزوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک دوسری کو خیمہ کی لکڑی سے مارا جس سے اس کا اسقاط ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مردہ جنین کی دیت میں ایک غلام آزاد کرنے کا فرمایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا قریب تھا، کہ ہم اس معاملہ میں اپنی رائے

سے فیصلہ کر دیتے۔ بیہقی بروایت شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ ایک عورت پر چلائے اور اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ تو آپ نے ایک غلام آزاد کیا۔ نیز بیہقی نے بروایت زید بن اسلم روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے غلام کی قیمت اندازاً پچاس دینار مقرر کی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت کیا جاتا ہے کہ غلام مقتول کی دیت اس کی قیمت ہے جہاں تک کہ ہو۔

بیہقی بطریق ثوری وہ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر اور حضرت علی مرتضیٰؓ موالی حضرت صفیہ میں جھگڑا ہوا اور مقدمہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ زبیر میراث میں اور حضرت علی مرتضیٰؓ دیت میں۔ اور بیہقی بطریق شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس دیت کی مدت تین سال مقرر کی۔ کہ ہر سال اثلث دیت ادا کر دی جائے۔

السَّحَرَةُ

امام شافعی بروایت سفیان وہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بجالہؓ کو کہتے سنا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے لکھا کہ ساحر و ساحرہ کو قتل کر دیا جائے۔ بجالہؓ کہتے ہیں کہ خود ہم نے تین ساحر قتل کیے۔

کتاب القسم الغنیمۃ والفقی والصدقات

امام شافعی بروایت طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے ان کے امیر عمار بن یاسرؓ سے (اہل بصرہ کی مدد کی۔ یہ لوگ آئے اور غنیمت حاصل کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے لکھا کہ غنیمت ان سب کا حق جو واقعہ میں شریک ہوئے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سعد بن وقاصؓ کو اس حبش کی بابت جو بعد میں آیا تھا لکھا کہ اُسے بھی مال غنیمت تقسیم کریں بشرطیکہ وہ مقتولین کو دفن کرنے پہلے آئے ہوں۔ اس کے بعد امام شافعی نے اس کی تضعیف کی۔ امام شافعی مسئلہ سلب قتیل کی بابت فرماتے ہیں ہم سے معارض نے

معارضہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ہم بقتیل (مقتول کا سامان جو قاتل کا حق ہوتا ہے) کا خمس نہیں نکالا کرتے۔ لیکن برار بن عازب کا سلب قتل چونکہ نہایت قیمتی تھا، اس لیے خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کا خمس ضرور نکالا ہوگا۔ اس کے امام شافعی نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے، یہ حدیث ہماری بات سے نہیں۔ اور اگر ہم اسے تسلیم بھی کر لیں تو آنحضرت صلی اللہ وسلم (فداء روحی) سے اس کی بابت حکم اثبات ہو چکا ہے تو اُسے ترک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیل و کثیر کا ذکر کر کثیر کو مستثنیٰ کیا ہے۔ پھر حضرت سعد بن وقاص نے اپنے زمانہ میں بقتیل کا قاتل کے حق میں فیصلہ کیا یعنی بغیر خمس کے۔

احقر عرض کرتا ہے اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ سلب قتل میں خمس اور وہ بلا خمس قاتل کا حق ہے۔ گو وہ خلاف عادت کتنا ہی زیادہ ہو تب بھی قاتل کا حق ہے۔ اور اس میں خمس نہیں۔ یہی بحث متنازعہ۔ سو عجب نہیں شاید حضرت عمر فاروقؓ نے بطریق عادت شخصی جو اس حقیقت عرفیہ کے ہے شئی کثیر کو خاص و مستثنیٰ کیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ امام محمد بن الحسن امام ابو حنیفہ سے وہ عبد اللہ بن داؤد سے وہ منذر بن حصہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں جیش مصر طرف بھیجا جہاں انہوں نے غنائم حاصل کیے اور سواروں کو دو دو حصہ پیدل کو ایک ایک حصہ تقسیم کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس پر رضامندی کی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کا قول ہے مگر ہم اسے اخذ نہیں کرتے بلکہ تین حصے سوار کے لیے مانتے ہیں۔ ایک سوار کے لیے اور اُس کے گھوڑے کے لیے۔ امام ابو یوسف نے بھی امام ابو حنیفہ سے طرح روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ اس حدیث سے کر کے سوار کے دو حصے قرار دیتے تھے اور ایک اُس کے گھوڑے کا۔ قال ابو یوسف وما جاء من الآثار في الأحاديث ان للفارس سهمين وللرجل سهماً. اکثر من ۳ واثق والعامۃ علیہ۔

الکلام فی الخمس وما افاء اللہ علی رسولہ ﷺ

امام شافعی و امام بخاری وغیرہ نے بروایت نہری انہوں نے مالک بن اوس

سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو جب کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ اموال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت آپ سے جھگڑے تھے، فرماتے سنا کہ اموال بنی نضیر اللہ تم نے اپنے رسول کو بغیر اس کے کہ مسلمان اپنے اونٹ گھوڑے دوٹائیں، غنیمت میں دیئے۔ (اسی قسم غنیمت کو اسلام میں فی کہتے ہیں) یہ اموال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص تھے۔ آپ اس میں سے سال بھر تک اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے رہتے۔ اور مابقی اسلحہ و سامان جنگ پر خرچ کرتے۔ "حدیث طویل ہے اور بھی مذکور ہو چکی ہے۔" امام ابو یوسف بروایت کلبی (والکلبی ضعیف علیہ) اہل الحدیث، اور وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں، ابن عباسؓ نے بیان فرمایا کہ خمس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پانچ حصے کیے جاتے تھے۔ ایک حصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، ایک آپ کے قرابت داروں کے لیے اور تین حصے یتامی و مساکین اور ابن سبیل (مسافروں) کے لیے۔ آپ کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور ذوالنورین عثمانؓ نے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ ساقط کر دیا اور ان تین گروہ یتامی، مساکین اور ابن سبیل پر تقسیم کر دیا گیا۔ پھر حضرت مرتضیٰؓ نے بھی اسی طرح تقسیم کیا جس طرح حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نے تقسیم کیا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ سے فرمایا کہ آپ اُس ماں میں سے ان بیواؤں کی شادی کر دیا کریں اور اُن کے قرض داروں کے قرض ادا کر دیا کریں۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے منظور کیا مگر یہ کہ وہ مال انہیں لوگوں کو دے دیا جایا کرے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس سے انکار کیا کہ آپ وہ مال ان کے حوالہ کر دیں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق نے انہیں خبر دی کہ ابن عباسؓ نے ابو جعفر سے دریافت کیا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی خمس کی بابت کیا تھی؟ فرمایا آپ کی رائے وہی تھی جو اہل بیت کی تھی۔ مگر آپ نے یہ پسند نہیں کیا کہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف کرے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عبدالرحمن بن یونس نے کہ ان کے والد نے کہا میں نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو فرماتے

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ
 میں سے ان کے حق کا انہیں متولی بنا دیں کہ وہ آپ کی حیات
 سعادت ہی سے اُسے رہیں اور بعد میں کوئی اس امر میں تعرض نہ کرے
 مانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو متولی بنا دیا اور آپ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک اُسے تقسیم کرتے رہے یہاں تک
 کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے آخر سال میں بکثرت مال آیا۔ اور
 آپ نے اس سے اہل بیت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حق جدا کیا اور حضرت
 علی مرتضیٰؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور فرمایا یہ آپ لوگوں کا حق ہے آپ
 سے تقسیم کر لیں۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا اس سال ہمیں اس کی ضرورت
 نہیں اور مسلمانوں کو اس کی ضرورت ہے۔ غرض اس سال آپ نے مال واپس
 کر دیا۔ حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں پھر حضرت عمر فاروقؓ کے بعد ہمیں کسی
 سے یہ نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میں خلافت پر متمکن ہوا۔ بعد میں عباس بن
 عبدالمطلب مجھے ملے اور کہنے لگے اے علی! کل تم نے ہمیں اس چیز سے
 روم کر دیا جو اب ہمیں قیامت تک واپس نہ ملے گی۔ امام ابو یوسف فرماتے
 ہیں مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے اُن سے زہری نے کہ نحمدہ للہ
 حضرت ابن عباس کو لکھا کہ ذوی القربیٰ کس کا حق ہے۔ آپ نے انہیں لکھا
 کہ ہم لوگوں کا ہی حق ہے۔ اور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا
 کہ آپ اس سے ہماری بیواؤں کے نکاح کر دیا کریں گے اور ہمارے قرض
 روں کا قرض ادا کر دیا کریں گے اور ہمارے کنبہ والوں کو اس مال سے خادمہ
 دیا کریں گے۔ سو ہم نے منظور نہ کیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے انکار کیا کہ
 ہمارے حوالے کر دیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا خمس میں ذوی القربیٰ کا کوئی حق
 نہیں۔ کیونکہ ابن عسہ سے روایت کیا گیا ہے کہ محمد بن اسحق نے کہا میں نے
 جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے خمس کے معاملہ میں
 کیا کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے اس معاملہ میں حضرت عبدیقؓ اور حضرت
 عمر فاروقؓ کا مسلک اختیار کیا۔ کیونکہ آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کے
 خلاف خمس لے لیا کریں۔ احقر عرض کرتا ہے قائل کا منشاء یہ ہے کہ ہم ذوی
 قربیٰ گویا باجماع ساقط ہو چکا ہے۔ اس کے بعد حضرت امام شافعی نے اس
 کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص سے کہا گیا کہ کیا آپ کو معلوم

ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے غنیمت لوگوں کے درمیان علیؓ السویہ تحریر اور عبد پر تقسیم انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اچھا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے غنیمت تقسیم کی اور عبد کا کچھ حصہ قرار نہیں دیا۔ اور بعض لوگوں کو بعض پر فضا و ترجیح دی۔ اسی طرح حضرت علیؓ مرتضیٰ نے غنیمت تقسیم کی اور عبد کا کچھ حصہ نہیں دیا۔ اور غنیمت لوگوں کے درمیان علیؓ السویہ تقسیم کی۔ انہوں نے کہا ہاں! میں کہا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا کہ امہات الاولاد فروخت نہ کیا جائے اور حضرت علیؓ مرتضیٰ نے آپ کے خلاف کیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ نے حد مسئلہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کے خلاف کیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد امام شافعیؒ نے یہ حدیث بیان کی۔ ہم سے حدیث بیان کی گئی جعفر بن محمد انہوں نے اپنے والد سے کہ حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور بن جعفرؓ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ سے خمس کا اپنا اپنا حصہ طلب کیا۔ آپ فرمایا وہ بیشک تمہارا حق ہے لیکن میں عنقریب معاویہؓ سے جنگ کرنے والا اگر تم چاہو تو اس دفعہ اپنا اپنا حصہ چھوڑ دو۔ "قال الشافعی فی المجدید فاخذت الحدیث عبد العزیز بن محمد فقال صدق ہکذا کان جعفر یحدث انہا حدیثک عن عن جدہ۔ قلت لا قال ما احسبہ الا عن جدہ۔" اس کے بعد امام شافعی نے اپنے مٹا سے فرمایا اب یہ کہو، کہ جعفر اپنے والد کی حدیث کے معاملہ میں اعرف و اوثق ہیں یا محمد بن اسحاق۔ انہوں نے کہا جعفر۔

اس کے بعد امام شافعی نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابراہیم بن محمد۔ انہوں نے روایت کی مطر الوراق سے اور ایک اور شخص سے جن کا انہوں نام نہیں لیا۔ وہ دونوں حکم بن عتیبہ سے وہ عبدالرحمن بن ابی لیلے سے کہتے ہیں کہ وہ احجار زیت کے پاس حضرت علیؓ مرتضیٰ سے ملاقی ہوئے۔ عرض کیا اے اہل بیت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خمس کی بابت آپ لوگوں کیا معاملہ کیا؟ فرمایا ابوبکر صدیقؓ (اللہ تم اُن پر رحمت نازل فرمائے) کے زمانہ تو خمس تھا ہی نہیں۔ اور جو کچھ تھا وہ ہم نے پا لیا۔ اور حضرت عمر فاروقؓ ہمیں ہمیشہ دیتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس مال ستوس اور رہا آیا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے شک ہے کہ بجائے راموار کے فارس فرمایا۔ پھر شک کے ساتھ کہتا ہے کہ حدیث مطریا اور شخص آخر کی حدیث میں کہ اس دفعہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا اس وقت مسلمانوں کو مال کی ضرورت

اگر آپ چاہیں تو اس دفعہ اپنا حق چھوڑ دیں تاکہ میں اُسے مسلمانوں کی ضرورت صرف کروں۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس اور مال آئے۔ حضرت عباس نے آپ ہمارے حق میں طمع نہ کریں۔ میں نے کہا اے ابوالفضل کیا ہم پر نہیں کہ ہم امیر المؤمنین کی بات مانیں اور مسلمانوں کی حاجت روائی کریں۔ حضرت عمر فاروقؓ وفات پا گئے قبل ازیں کہ آپ کے پاس مال آتا اور آپ راسخ ہمیں ادا کرتے۔

قال الشافعي وقال الحكم في حديث مطرا والآخر ان عمر قال لكم حق ولا يبلغ علمي اكثر ان يكون لكم كله فان شئتم اعطيتكم منه بقدر ما ارى لكم فابينا عليه الاكله ان يعطينا كله۔ وروى البيهقي عن ابن عباس ان نجدة الحواري كتب اليه في سهم ذوى القربى وليست الرواية فيه عن ابى بكر وعمر متواطئة قلت هذا قول من لا علم له بهذا الحديث عن ابى بكر انه اعطا هوة وعمر حجة كثر المال ثم اختلف عنه في الكثرة الايت هب اهل العلم في القديم والحديث اذا كان الشئ منصوصاً في كتاب الله مبيناً على لسان له صلى الله عليه وسلم او بفعله اليس يستغنى عن ان يسئل عما بعد ؟ اليس تعلم ان فرض على اهل العلم اتباعه قال بل قلت فتجد هم ذوى القربى مفروضاً في آيتين من كتاب الله تعالى لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم ولفعله باثبت ما يكون من اخبار الناس من بين احد هما ثقة المخبرين عنه واتصال خبرهم وانهم كلهم اهل قرابة لرسول الله صلى الله عليه وسلم الزهرى من احواله وابن المسيب من احوال ابى وجبيل بن مطعم ابن عمه وكلهم قريب منه في م النسب وهم يحزونك مع قرابتهم وشر فم انهم مخرجون منه دوان غيرهم مخصوص به ويجز لك طلبه هو و عثمان فتنه تجد سنته اثبت لفرض الكتاب وصحة المخبرين من هذه السنة لم يعارضها من رسول الله صلى الله عليه وسلم معارض بخلافها۔ قلت هذا كلام القريتين مل فيه والاوجه عندي ان عمر بن الخطاب كان يرى هم ذوى القربى ثابتاً ما فيها بعد مل الله صلى الله عليه وسلم ولم يكن يرى ان لهم خمس الخمس كاملاً كان يرى ذلك الى الامام يعطيههم تمامه۔ كما روى ابو يوسف والبيهقي وغيرهما عن ابن عباس وليس للشافعي حديث صريح على ان النبي صلى الله عليه وسلم وخلفاءه يعطون ذوى القربى خمس الخمس لا ينقصون منه ولا لابي فلفض صريح صحيح ان ابى بكر وعمر اسقطا لهم ذوى القربى با الكليه والكلى ضعيف عنه الحديث لا شك في ذلك ووجه التطبيق بين الروايتين المختلفين في العلة التي عرضها على علي بن ابي طالب ترك السهم ان الامرين صحيح خط نصيبهم مما كانوا يعمون انه حقهم وحشهم مالهم من الحق عندة الى الفقهاء في ايام الحاجة۔

الکلام فی تقسیم اراضی الشام والعراق لما فتحت

امام ابو یوسف فرماتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی بعض مشائخ نے ان سے یزید بن ابی حبیبہ کہ حضرت عمر فاروقؓ حضرت سعد بن وقاصؓ کو جب کہ انہوں نے عراق فتح کیا تھا لکھا اما بعد مجھے تمہارا مراسلہ پہنچا جس میں تم نے بیان کیا ہے کہ تم غنائم اور فیء اور میان تقسیم کر دو۔ سو جب تمہارے پاس میرا نامہ پہنچے تو وہ سب مال و اسباب جو لوگ لشکر میں سے لا چکے ہیں ان کے درمیان تقسیم کر دو اور زمین و انہار کے لیے چھوڑ دو۔ تاکہ وہ ان کے لیے مسلمانوں کا عطیہ ہو۔ اور اگر اُسے تقسیم کر دو گے تو بعد کے لوگوں کے لیے کچھ بھی نہ رہے گا۔ میں نے تمہیں کیا تھا کہ جس سے ملو اُسے اسلام کی دعوت دو۔ پھر جو اسلام قبول کر لے قبل لڑائی کرنے کے وہ مسلمان ہے۔ اُسے حق حاصل ہے جو مسلمانوں کو حاصل ہے۔ اور اس پر فرض ہے جو اور مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کا حصہ ہے اسلام میں (یعنی مال غنیمت سے) اور جو اسلام قبول بعد لڑائی کے اور بعد شکست کھانے کے تو وہ بھی مسلمانوں میں داخل ہو مگر اس کا مال "جو لڑائی کر کے لیا گیا ہے" مسلمانوں کا حق ہے۔ کیونکہ وہ اس سے قبل اسلام لڑے ہیں، یہ میرا حکم اور میرا عہد ہے تمہارے لیے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں علمائے مدینہ طیبہ میں سے کئی علماء نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حضرت سعد بن وقاصؓ کی جانب سے جب عراق کا لشکر آیا تو آپ نے اصحابِ محمدؐ صلے اللہ وسلم سے مشورہ کیا فہرست اسماء تدوین کرنے کی بابت۔ کیونکہ تقسیم جلا کے متعلق آپ حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے سے متفق تھے۔ مگر جب عراق لائی گئی تو آپ نے بعض کو بعض پر ترجیح دینے کی بابت مشورہ کیا اور بتلایا کہ میری یہ رائے ہے۔ جن کی رائے آپ سے متفق تھی ان سب نے بھی یہ مشورہ دیا۔ اس کے بعد آپ نے تقسیم اراضی کے متعلق مشورہ کیا جو مسلمانان فتوحات عراق و شام میں حاصل ہوئیں قوم نے اس میں گفتگو کی اور چاہا کہ تقسیم کر لیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر ان مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جو بعد میں آ گئے۔ اور دیکھیں گے کہ اراضی تو مع ان کے مالکوں کے تقسیم کر لی گئیں اور بعد نسل وراثت میں لے لی گئیں۔ میری یہ ہرگز رائے نہیں۔ حضرت عبدالرحمن

ف نے کہا پھر لائے کیا ہے یہ اراضی اور اُن کے بے دین مالک اللہ تم نے مسلمانوں کو فتح
 دیئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا بات یہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ مگر میری رائے نہیں
 ہے میں اُسے تقسیم کر دوں۔ واللہ میرے بعد کوئی شہر فتح نہ ہوگا کہ جس سے مسلمان کوئی
 تہذیب فائدہ اٹھا سکیں بلکہ وہ مسلمانوں پر توجہ ہوگا۔ اگر یہ اراضی عراق و شام اور اُن کے
 غنیمت میں مسلمانوں کو تقسیم کر دیئے گئے تو تنور اور حدود کی حفاظت کس مال سے
 کی جائے گی اور ان شہروں کے محتاجوں اور بیواؤں کی کفالت کہاں سے کی جاسکے گی
 شام و عراق نے بہت اصرار کیا کہ آپ ہمیں اس مال کے دینے میں جو اللہ تعالیٰ نے
 ماری تلواریں کے ذریعہ ہمیں غنیمت میں عطا فرمائے توقف نہ فرمائیں ان لوگوں کے خیال
 سے جو اس وقت نہیں ہماری ذریت کے لیے ہم لوگ ہیں اور اگلی ذریت کے لیے وہ
 آگے آئیں گے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا بس میری تو یہی رائے ہے یعنی جو میں کہہ
 گا۔ لوگوں نے کہا اچھا آپ مشورہ کیجیے۔ آپ نے مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا۔ ان
 بھی اختلاف واقع ہوا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی رائے ہوئی کہ مسلمانوں کے حقوق
 مسلمانوں کو تقسیم کر دیئے جائیں حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت طلحہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کی رائے حضرت عمر فاروقؓ کی رائے سے متفق ہوئی۔ اس کے
 بعد آپ نے امراء انصار کے پاس پانچ شخص قبیلہ اوس سے اور پانچ امراء خزرج سے
 مانگے۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم پر درود بھیجی۔ اس کے بعد آپ نے بیان فرمایا میں نے تم کو جمع نہیں کیا ہے مگر
 میں نے تمہاری امانت کے بوجھ میں شریک ہو جاؤ جو میرے سر پر رکھا گیا ہے۔
 وہ امانت تمہارے کاموں ہی میں غور و فکر کرنا ہے۔ میں بھی تمہاری طرح کا شخص ہوں
 جس میں حق پر ہو اور حق کا اقرار کرتے ہو۔ میری مخالفت کی جس نے مخالفت کی۔ اور
 ایفقت کی جس نے کی۔ میرا یہ ہرگز ارادہ نہیں ہے کہ تم میری خواہش کا اتباع کرو۔ تمہارے
 ماننے اللہ کی کتاب موجود ہے جو ناطق بالحق ہے۔ واللہ میں نے اس معاملہ میں اپنی رائے
 پر نہیں کی مگر یہ کہ میں نے اس سے امر حق کی طرف رغبت کی ہے لوگوں نے کہا۔
 امیر المؤمنینؓ ہم نے سن لیا (یعنی سمجھ لیا) جو کچھ آپ فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا تم
 نے وہ بھی سنا جو یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس وقت اُن کے حقوق میں ظلم کر رہا ہوں۔ حالانکہ میں
 اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں کبھی ظلم کا مرتکب ہوں۔ واللہ اگر میں نے کسی معاملہ میں
 ظلم کیا ہو تو شقی ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ میں ان خیال کرتا ہوں کہ ارض کسراے کے فتح ہونے
 کے لیے اور کون سی زمین رہ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے اموال ان کی زمین اور خولان
 آتش پرست لوگوں کو ہماری فتح میں دے دیا ہے میں نے ان کا مال غنیمت تقسیم کر دیا اور

خمس نکال کر اُسے اُس کے موقعہ پر خرچ کیا۔ اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اراضی اس کے پرست مالکوں کے پاس ہی رہنے دوں۔ میں ان پر خراج و جزیہ مقرر کروں گا جسے وہ سہا کیا کریں گے۔ یہ رقم مسلمانوں کی جنگ میں اور اُن کے بعد ان کی فدیت کے کار آمد ہوگی۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان ممالک کی سرحدوں پر فوج رکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیا آپ کرتے ہیں جزیہ، کوفہ، البصرہ اور مصر وغیرہ شام و عراق کے بڑے بڑے شہروں میں چھاؤنیاں رکھ کر ضرورت نہیں اور کیا آپ خیال نہیں کر سکتے کہ اگر میں اراضی شام و عراق تقسیم کر ڈالوں تو اس کو گمراہیوں اور غلطیوں سے دیئے جائیں گے۔ سب نے اتفاق کیا کہ آپ جو کچھ رائے مناسب آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے اگر سرحدوں پر فوج اور بڑے بڑے شہروں میں چھاؤنیاں نہ رکھی جائیں تو شک نہیں کہ کفار اپنے بلاد کی طرف عود کر آئیں گے۔ آپ نے فرمایا اب مجھ پر یہ امر واضح ہو گیا یہ بتلاؤ کہ ایسا کون شخص ہے جو ذی فہم و تجربہ کار اور پیمائش کے کام میں ہوشیار ہو اور زمین بموقعہ مالکان اراضی کے پاس رہنے دے۔ لوگوں نے کہا آپ اس اہم کام پر عثمان بن حنیف بھیج دیں۔ کیونکہ وہ پیمائش کے کام میں ایک تجربہ کار اور ہوشیار آدمی ہیں۔ لہذا آپ نے مساحت کے کام پر روانہ کر دیا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کی وفات سے ایک سال پہلے سواد عراق خراج کی تعداد دس لاکھ درہم تک پہنچ گئی تھی۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں اس وقت درہم آج کے درہم سے ڈھائی دانگ بڑا ہوتا تھا۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد نے حدیث بیان کی کہ ان سے حبیب بن ابراہیم نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والتعلیمات اور اُن کے ساتھ ایک اور جماعت مسلمانوں نے چاہا کہ حضرت عمر فاروقؓ اراضی شام ان کے درمیان تقسیم کر دیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اراضی خیبر ان کے درمیان تقسیم کر دی۔ اس جماعت میں سب سے زیادہ سخت و زبیر بن العوام اور بلال بن رباح تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا اگر میں اراضی شام تقسیم کروں تو میں تمہارے بعد کے مسلمانوں کے لیے کچھ نہ چھوڑوں گا۔ پھر فرمایا اللہم! کفنی بلاد و اصحابہ اے پروردگار بلال اور ان کے اصحاب کی جانب سے میرے لیے کافی ہو۔ اسی بیان کرتا۔ جب بعد میں وہ لوگ بمقام عمواس پہنچے اور طاعون میں مبتلا ہوئے تو مسلمانوں نے خیال یہ حضرت عمر فاروقؓ کی دعا کا اثر تھا۔ فرض مالکان اراضی کو چھوڑ کر ان پر خراج مقرر کیا جو وہ مسلمانوں کو ادا کرتے رہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں اور محمد بن اسحق نے مجھ سے حدیث بیان کی ان سے زہری کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جب شام و عراق فتح ہوا لوگوں سے تقسیم اراضی کے متعلق کیا۔ عموماً لوگوں کی یہ رائے تھی کہ آپ اسے تقسیم کر دیں۔ ان میں سب سے زیادہ آبلال بن رباح کی مخالفت سخت و شاق تھی اور حضرت عمر فاروقؓ کی رائے تھی کہ زمین

اجائے یعنی تقسیم نہ کیا جائے۔ آپ نے کہا "اللہم اکفی بلاداً" پھر دو تین روز کے بعد آپ نے فرمایا مجھے اپنی رائے کی دلیل مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے "وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فبارکوا وجفتم علیہ من خیل ولارکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء۔ اللہ علی کل شیء قذیر"۔ رپارہ ۱۱۱ اس کے بعد آپ کو بنی نضیر کا حال یاد آیا اور آپ نے آیت پڑھی جو اہل قرآن کے لیے عام ہے: "ما افاء اللہ علی رسولہ من اهل القرأی فللہ و رسول و الذی القربی و البیتا فی و المساکین و ابن السبیل کیلایکون دولتہ بین الاغنیاء منکم و ما تاکم الرسول فخذوہ و ما نہلکم عنہ فانتہوا و اتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب"۔ رپارہ ۱۱۲ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی اور دیگر لوگوں کو بھی شامل کیا: "للفقراء المهاجرین الذین خرجوا من ديارهم و اموالہم یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ہم الصادقون" اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی: "والذین تبوا الدار و الایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم لا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا و یؤثرون علی انفسہم و لو ہرہم خصاصۃ و من یوق شئ نفسه ناولئک ہم المتقون"۔ یہ آیت جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے خاصۃ انصار کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی اور دوسرے لوگوں کو بھی شامل کیا: "والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا ط ربنا انک رؤوف رحیم"۔ آپ نے فرمایا یہ آیت ان سب کے لیے عام ہے بعد میں داخل اسلام ہوں تو اب فقی ان سب کے لیے ہوا۔ پھر ہم اُسے صرف ان لوگوں پر کیسے تقسیم کر سکتے ہیں اور بعد کے لوگوں کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ اب سب نے ترک تقسیم پر اتفاق کیا اور خراج جمع کرنے پر اجماع۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کو جو امر تقسیم اراضی سے مانع آیا وہ توفیق الہی تھی جو آپ کے ساتھ ہوئی اور آپ نے پہچان لیا جو کچھ کتاب اللہ کا انشاء تھا آپ نے جو امر اختیار کیا اس میں تمام مسلمانوں کے لیے خیر و بھلائی تھی۔ کیونکہ اگر آپ اراضی کو بغیر خراج چھوڑ دیتے اور خراج کو جمع نہ کرتے جاتے تو نہ سرحدوں کی محافظت ہو سکتی تھی نہ فوج کو تقویت پہنچ سکتی تھی اور نہ اہل کفر کی اپنی سابقہ قوت کی طرف لوٹنے سے مامون و بے خوف ہو سکتے تھے۔ واللہ اعلم بالخیر حیث کان۔

امام شافعی فرماتے ہیں جو مقامات و اراضی صلحاً فتح کی گئی تھی وہ مسلمانوں کے لیے آپ نے وقف کر دی تھی۔ ہر سال اس کا غلہ جمع کیا جاتا تھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ مشرکین کے جو بلاد آپ نے چھوڑ دیئے تھے وہ بھی وقف تھے۔ یا یہ کہ بعد غلبہ کے بخوشی آپ نے ان سے لے لیے تھے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سپاہیوں کے ساتھ کیا اور انہوں نے بخوشی اپنے حقوق چھوڑ دیئے۔

قال الشافعی فی حدیث جریر بن عبد اللہ عن عمرانہ عوضہ من حقہ و یشہ قول جریر عن عمر لولا انی قاسم مسئل ترککم علی ما قسم لکم ان یکون قسم لہم بلاد صلح مع بلاد ايجاف

فرد قسم الصلح وعوض من بلاد الايجاف بالخیل والركاب - قلت والاوجه عندي ان الفارس الروم كانوا متسلطين على ملاك الارض ياخذون منهم الخيل ولم يكونوا ملاك الارض وضرائب ولا ورثوها عن اباؤهم واجدادهم فقاتل المسلمون اولئك المتغلبين حتى دفعوهم عن سواد العراق واما ملاك الارض وعلوجها الذين كانوا يزعمونها ويسكنونها وورثوها عن اباؤهم فاکثروا صلحوا المسلمين والتزموا الخراج وبعضهم ظاهر والروم والفارس وقتلوا معهم فاشبهته الامم على الناس فظن عواقرهم ان الاراضی مغنومة لوجود المقاتلة في الجملہ فظن الخواص بان المم كانت مع المتوسلين المتغلبين واما اهل الارض الذين هم ملاکها ومکانها فان اکثرهم صالح مسلمين وافتتحها المسلمون صلحاً من غير ايجاف خيل ولا ركاب واثماً او جفوا على غيرهم تغلب عليهم فلذلك تلا عمر اية الفی فی هذه المسئلة واما القليل منهم الذين قاتلوا المسلمين على اراضيهم مع جنود فارس والروم فالاضيهم مغنومة استطالب نفوسهم عنها عمر بن الخطاب حين الاد ايفاف السواد فمن لم يطلب نفساً عوضه وان كان الامر على ما ذهب اليه ابو یوسف فسواد العراق والمشام محول عن سنن الاموال المغنومة مخصوص من عموم قوله تعالى وانا انما غنمنا من شئنا باجماع الصحابة وبما فهموا من حديث النبي صلى الله عليه وسلم مقتضى كلامه في فتح فارس والروم واما غيرها من البلاد فعلى ما قال الشافعي على نوعين احدهما ما افاء الله تعالى من غير ايجاف خيل ولا ركاب ويجعل خزانة الغزاة كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم بنصف خيبر الذي اصابه من غير ايجاف وكما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم بنصف خيبر الذي اصابه غنوة وهذا الذي ذهبنا اليه مدلول ظاهر ما رواه مالك والشافعي عن زيد بن اسلم عن ابيه قال عمر لولا اخر المسلمين ما فتحت مدينة الاقسمة كما قسم رسول الله صلى الله عليه وسلم خيبر الشافعي تعليقا عن جابر بن عبد الله عن عمر لولا اني قاسم مسئول تركتكم على ما قسم لكم فهذه الرواية بتعين حمل على المفتوح غنوة ولكن ظهر لعمر وجمهور الصحابة مصلحة اقتضت ترك قسمة المفتوح عنه وجعله خزانة للغزاة عدة للسلام والكراع.

امام شافعی بروایت زہری اور وہ مالک بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کوئی نہیں مگر یہ کہ اس مال میں اس کا حق ہے۔ خواہ وہ اُسے دیا جائے یا نہیں مگر تمہارے لونڈی غلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ امام شافعی بروایت ابن المنکدر وہ مالک بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اگر میں زندہ رہا تو حمیر کے چہرے کا حق بھی اس کے پاس پہنچے گا۔ اس کے بعد امام شافعی علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر فاروق کے قول کی تاویل کی ہے کہ ایک لونڈی کی بابت فرمایا یہ مجھے حلال نہیں یہ بیت المال حق ہے۔ بیت المال سے جس قدر مجھے حلال ہے میں اس سے تمہیں مطلع کرتا ہوں۔

دو محلہ میں ایک جاڑوں کا اور ایک گرمیوں کا اور جس پر میں حج و عمرہ کروں اور میری
میرے عیال کی قوت و روزی اسی قدر ہے جس قدر کہ ایک متوسط الحال قریش کی
کے علاوہ بھی مجھے بیت المال سے ملتا ہے جو اور لوگوں کو ملتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کئی اہل علم نے ہمیں خبر دی کہ حضرت عمر فاروقؓ کے
عراق کا مال لایا گیا۔ خازن بیت المال نے آپ سے کہا کیا اسے میں بیت المال
داخل کر دوں؟ فرمایا ورب الکعبہ یہ مال چھت کے نیچے نہیں رکھا جا سکتا جب
مک میں اسے تقسیم نہ کر دوں۔ لہذا یہ مال مسجد ہی میں رکھا گیا اور چرم کی تھک
دیا گیا اور چند مہاجرین اُس کی حفاظت کرتے رہے۔ صبح کو حضرت عباس
عبدالطلبؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ آپ کے ساتھ نکلے۔ جب مہاجرین
آپ کو آتے دیکھا ستر پوش اٹھا دیئے۔ تو وہ نظارہ دکھائی دیا جو اس سے پہلے بھی
دیکھا تھا۔ کیونکہ یہ مال سونے، یاقوت، زبرجد اور موتیوں کا انبار تھا جو اپنی اپنی چمک
مک دکھا رہے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ یہ منظر دیکھ کر آب دیدہ ہوئے۔ انہیں دونوں
محبوبوں میں سے ایک نے کہا آج کا دن گرہ یہ دناری کا دن نہیں بلکہ شکر گزاری اور
شہودی کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا آپ جس خیال سے کہہ رہے ہیں میں اس خیال
سے نہیں روتا بلکہ بات یہ ہے کہ جس قوم میں مال کی کثرت ہوئی تو وہ اُس کی خرابی کا
مٹ ہوا ہے۔ پھر آپ قبلہ رو ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی: "اللہم انی اعوذ بک
ان اکون مسددا رجافانی اسمعک تقول سنتد رجہم من حیث لا یعلمون" اس کے بعد آپ
نے سراقہ بن مالک کو بلوایا ان کی کلاٹیاں باریک اور بالوں سے پر تھیں۔ آپ نے انہیں
کسری بن ہرمز کے کنگن دیئے۔ اور فرمایا انہیں پہن لو۔ پھر فرمایا اللہ اکبر کہو۔ اور کہو۔
الحمد لله الذی سلہما کسری بن ہرمز والبسمہما سراقہ بن مالک بن جشم اعرابیّا
ی مدلم۔ پھر آپ ان کنگنوں کو لوٹ پھیر کرتے رہے اور فرمایا جس شخص نے انہیں یہاں
مک پہنچایا وہ امین ہے۔ ایک شخص نے کہا میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ آپ اللہ تم کے
بن ہیں۔ آپ کے اعمال آپ کے پاس امانت بھیجتے ہیں اور آپ اللہ تم کی امانت
مک کو سونپ دیتے ہیں۔ اگر آپ امانت میں خیانت کرتے تو وہ لوگ بھی کرتے۔
آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ پھر اس مال کو آپ نے تقسیم کر دیا۔ امام شافعیؒ فرماتے
ہیں یہ کنگن آپ نے سراقہ بن مالک کو اس لیے پہنائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کی کلاٹی دیکھی اور فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کسری بن ہرمز کے کنگن پہنے
و۔ قال الشافعی اخبونا الثقة من اهل المدينة قال انفق عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
عہ علی اهل الرمادة حتی دفع مطرف حلوا فخرج علیہم عمر اکبافا فرسا ینظر الیہم وہم یحلون

بطعائهم فدمعت عيناه فقال رجلٌ من بني محارب بن حصيفه اشهد انها لم يحسن عند
ولست بآبن امه فقال له عمرو ذلك لو كنت انفقت عليهم من مالى او مال الخطاب انه
انفقت عليهم من مال الله۔

امام شافعیؒ مروایت جعفر بن محمد بن علیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی
جب فہرست بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے پوچھا کہ فہرست کس نام سے شروع
کروں؟ کہا گیا آپ اپنے رشتہ داروں کے نام سے شروع کریں۔ فرمایا نہیں بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے نام سے شروع کروں گا۔ امام شافعیؒ
فرماتے ہیں قبائل قریش سے کثیر التعداد اہل علم نے مجھے خبر دی کہ حضرت عمر فاروق رضی
عہد خلافت میں جب مال زیادہ ہو گیا تو آپ نے فہرست مترتب کرتے ہوئے لوگوں
مشورہ کیا کہ فہرست کس کے نام سے شروع کروں۔ ایک شخص نے کہا آپ اپنے قرابت
داروں کے نام سے شروع کریں۔ فرمایا تم نے بات خوب کہی۔ میں فہرست آنحضرت صلی
علیہ وسلم کے نام سے شروع کروں گا۔ چنانچہ آپ نے فہرست بنی ہاشم کے نام سے شروع
کی۔ نیز امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ اہل مدینہ و مکہ کے قبائل قریش وغیرہ سے کثیر العلم۔
جن میں بعض اکی حدیث بعض سے قوی ہے اور جن میں بعض نے بعض سے کچھ نہ کچھ
بیان کیا ہے مجھے خبر دی کہ جب حضرت عمر فاروق رضی فہرست مترتب کرنے لگے تو آدھ
کہا میں فہرست بنی ہاشم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ پھر فرمایا میں آنحضرت صلی
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ بنی ہاشم کو اور بنی مطلب کو عطیات دیتے۔
اس طرح کہ اگر بنی ہاشم میں کوئی مسن شخص ہوتا تو اسے بنی مطلب پر اور اگر بنی مطلب
میں ہوتا تو اسے بنی ہاشم پر مقدم کرتے۔ اسی سبب سے حضرت عمر فاروق رضی فہرست
مترتب کرنی شروع کیں۔ ہر ایک قبیلہ میں جو مسن شخص ہوتا اسی کو آپ اس کے قبیلہ
عطیات دے دیا کرتے۔ نام لکھتے لکھتے جب بنی عبدالمطلب اور بنی نوفل کی نوبت آئی،
دونوں قبائل اصل نسب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے۔ بنی عبدالمطلب
کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بھائی ہوتے ہیں نہ بنی نوفل۔ لہذا بنی عبدالمطلب
کو آپ نے مقدم کیا اور ان کے بعد بنی نوفل کی فہرست لکھی۔ ان کے بعد بنی عبدالمطلب
و بنی عبدالدار کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا بنی اسد بن عبدالمطلب میں آنحضرت صلی اللہ
وسلم کے خسر و داماد اور مطہین ہیں۔ بعض نے کہا ان میں حلف الفضول بھی ہیں۔ یہ حدیث اس
گورچکی ہے۔ انہیں مطہین میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور ان کی اسی طرح
ایک ساقیت ذکر کی اور انہیں مقدم کیا۔ ان کے بعد بنی عبدالدار کی فہرست لکھی۔ ان
بعد بنی زہرہ کی۔ بنی زہرہ کے بعد بنی تمیم و بنی خزوم کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا بنی تمیم

ف الفضول بھی ہیں اور حلف الفضول و مطہیین میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔
ی طرح اُن کی ایک اور سابقیت ذکر کی اور بنی مخزوم پر انہیں مقدم کیا۔ مخزوم کے بعد بنی
ہم و بنی جمح اور بنی عدی بن کعب کھڑے ہوئے۔ تو آپ سے کہا گیا کہ بنی عدی کی فہرست
پ پہلے لکھیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں اپنے نفس کو وہیں رکھوں گا جہاں اس کی
جگہ ہے۔ کیونکہ جب میں اسلام میں داخل ہوا تو ہمارا اور بنی سہم کا معاملہ واحد تھا۔ لیکن تم بنی
ع و بنی سہم کے معاملہ میں رائے دو۔ تو کہا گیا کہ بنی جمح کو مقدم کر دیجیے۔ پھر بنی جمح کے بعد
آپ نے بنی سہم کو بلایا۔ اور بنی سہم اور بنی عدی کی فہرست مخلوط لکھی گئی۔ اس کے بعد آپ نے
بیرکبی اور فرمایا: ”الحمد لله الذی اوصل الی خطی من رسولہ“ بعد ازاں آپ نے بنی عامر بن لوئی
کو بلایا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں بعض اہل علم نے بیان کیا کہ اس وقت جب ابو عبیدہ بن جراح
مہری نے دیکھا کہ بنی عامر بن لوئی بھی ان پر مقدم کیے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے آپ سے
کہا کہ کیا آپ ان سب لوگوں کو مجھ پر مقدم کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا ابو عبیدہ جس طرح
س نے صبر کیا تم بھی صبر کرو۔ یا اپنی قوم سے گفتگو کر لو۔ جو کوئی تمہیں اپنے اوپر مقدم
کرے گا مقدم کر دوں گا۔ اور بنو عدی اور میں تمہیں اپنے اوپر مقدم کرنے کو تیار ہیں،
مگر تم ہم لوگوں پر مقدم ہونا پسند کرو۔ ”قال الشافعی فقدم معاویہ بعد بنی الحارث بن
مر ففصل بہم بین بنی عبد مناف و اسد بن العزائم“ بعد ازاں خلیفہ مہدی کے زمانہ میں
بنی سہم اور بنی عدی کے درمیان کچھ جھگڑا واقع ہوا تو دونوں قبیلے الگ الگ ہو گئے خلیفہ
مہدی نے حکم دیا کہ بنی عدی کو بنی سہم و بنی جمح پر مقدم کیا جائے بوجہ ان کی سابقیت
لے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروقؓ قریش سے فارغ ہو گئے تو آپ نے انصاء
کو بلایا اور بوجہ اُن کی فضیلت اسلامیہ کے قریش کے بعد جمیع قبائل عرب پر مقدم کیا۔
”قال الشافعی الناس عباد الله فاولهم بان يكون مقدماً اقرہم بخیرة الله لرسالاته مستوع
مانته خاتم النبیین وخیر خلق رب العالمین مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ علیہ وسلم“

امام شافعیؒ نے بروایت لیث بن ابی سلیم انہوں نے عطار سے انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ
سے روایت کیا ہے کہ آپ نے آیات صدقات کے متعلق فرمایا کہ ان آٹھ قسموں میں سے
ہو آیات صدقات میں مذکور ہیں جس قسم کو بھی صدقہ دے دو کافی ہے۔ یعنی ادائے صدقہ
کے لیے۔ اس کے بعد امام شافعیؒ نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ
حدیث بہ سند عطاء منقطع ہے اور لیث غیر قوی شخص ہے۔ اور مرفوع حدیث اس طرح
ہے کہ اللہ تم صدقات کے حکم میں راضی نہیں ہوا بنی یا غیر بنی کے حکم پر۔ یہاں تک کہ اس
اس کے ساتھ ٹکڑے کر دیئے۔

احق عرض کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ”جز ہاشمائیۃ اجزاء اللہ“ نے صدقہ کے

سات ٹکڑے کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان آٹھوں قسموں کا ایک ہی حکم ہے اور ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ اور نہ یہ معنی ہیں کہ جب صدقہ دیوے تو ان آٹھوں قسموں تقسیم کرے۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ صدقہ کو سات قسم کے لوگوں کے لیے مشروع کیا۔ یعنی مطا ہے حضرت عمر فاروقؓ کے قول کا جو اوپر مذکور ہوا۔ مترجم۔ (واللہ اعلم و علمہ اکمل)

امام شافعیؒ روایت بخئی بن عبداللہ بن مالک اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُن سے دریافت کیا کہ وہ کون سے اونٹ ہوتے تھے جن پر حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نمازیوں کو سوار کرا کر بھیجتے رہے؟ انہوں نے کہا یہ جزیرہ کے اونٹ ہوتے تھے جو معاویہ اور عمرو بن العاص نے آپ کے پاس بھیجے تھے۔ امام شافعیؒ نے اس حدیث سے احتجاج کیا ہے کہ صدقات میں اہل فنی کا کوئی حق نہیں۔ مگر یہ امر محل کلام ہے۔ کیونکہ امام شافعیؒ روایت کیا ہے کہ عدی بن حاتم حضرت صدیقؓ کی خدمت میں آئے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں اور خیال کرتا ہوں کہ راوی نے بیان کیا کہ وہ آپ کی خدمت میں تین سو اونٹ لے کر آئے یہ ان قوم کے صدقہ کے اونٹ تھے۔ حضرت صدیقؓ نے ان میں انہیں تیس اونٹ دیئے اور تمہاری قوم میں سے جو لوگ تمہاری اطاعت کریں انہیں کس خالد بن ولید سے جا کر ملو۔ چنانچہ قریباً ایک ہزار آدمی لے کر گئے اور نمایاں کام کیا۔

احقر عرض کرتا ہے امام شافعیؒ نے اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ یہ اونٹ آپ نے لطف تالیف قلوب دیئے تھے۔ کیونکہ ان لوگوں کو صدقات ہی میں سے دیا جاتا تھا۔ لیکن احقر کے بہتر تاویل یہ ہے کہ یہ اونٹ آپ نے ان کو اس لیے دیئے تھے کہ فی سبیل اللہ کے تحہ میں غزاة بھی داخل و شامل ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں ہمارے اصحاب میں سے ثقہ لوگوں ہمیں خبر دی کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک قحط سالی کے بعد اہل مدینہ کی عطیات کے والی یمامہ کو لکھا کہ وہ یمامہ سے مدینہ طیبہ ایک لاکھ درہم بھیج دیں۔ اور ان کے عطیات تقسیم کر جب یہ مال مدینہ پہنچا تو اہل مدینہ نے اس کے لینے سے انکار کیا اور خلیفہ کو کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں کا میل کھلانا چاہتے ہیں۔ جو مال ہمارے لائق نہیں اُسے ہم کبھی نہ لیں گے۔ جب خلیفہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے یہ مال واپس کر لیا اور کہنے لگا قوم میں ایسے لوگ کچھ نہ کچھ ضرور باقی رہیں گے جو ایسا کرتے رہیں گے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں میں نے سعید بن ابی ہند۔ دریافت کیا کہ اس وقت کن کن لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے کہا سب سے پہلے اس کے متعلق ایک عام مجلس میں سعید بن المسیب، ابو بکر بن عبدالرحمن، خارجہ بن زید اور عبد بن عتبہ نے گفتگو کی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان کے قول "جو مال ہمارے لائق نہیں ہم اُسے کبھی نہ لیں گے" کے یہ معنی ہیں کہ صدقہ ہمارے لیے جائز نہیں۔ اس لیے کہ ہم اہل فنی اور اہل فنی کا صدقہ میں کوئی حق نہیں اور حق اہل سے غیر اہل کی طرف نقل نہیں کیا جاتا۔

احقر عرض کرتا ہے میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل مدینہ نے یہ مال اس لیے روک دیا کہ یہ مال ان کو حاجت روائی اور محتاجی کے نام سے دیا گیا تھا نہ غزاة کے نام سے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل مدینہ ان دونوں جہاد کے لیے نکلنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس بخربن سے اور حضرت عمر فاروقؓ نے مجوس فارس سے۔ اور حضرت عثمانؓ برابر سے جزیہ لیا۔ امام مالک روایت جعفر بن محمد بن علی اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے مجوس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا معاملہ کرو۔ امام مالک بروایت نافع اور وہ اسلم مولے عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اہل ذہب پر چار دینار اور اہل فضہ پر چالیس درہم جزیہ مقرر کیا اور ساتھ ہی مسلمانوں کی ضیافت کا تین دن کھانا۔

امام مالک بروایت زید بن اسلم وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے عرض کیا کہ اونٹوں میں ایک اونٹنی اندھی ہے۔ آپ نے فرمایا کسی اہل خانہ کو لے دو تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ انہوں نے کہا وہ تو اندھی ہے۔ فرمایا وہ لے آؤں گی مار کے ساتھ باندھ دیا کریں گے۔ انہوں نے کہا مگر وہ چرے گی کیوں کر؟ آپ نے پوچھا وہ جزیہ لے اونٹوں سے ہے یا صدقہ کے؟ عرض کیا جزیہ کے۔ فرمایا واللہ تم اس اونٹنی کو کھانا چاہتے ہو۔ ہوں نے کہا اُس پر جزیہ کی علامت لگی ہوگی۔ پھر آپ نے فرمایا، تو وہ اونٹنی ذبح کی گئی۔ اور اس کے سینوں میں اُس کے ٹکڑے رکھے گئے۔ اور ان کے ساتھ میوہ جات رکھے گئے اور وادع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے گئے۔ سب سے اخیر میں ایک سینی حضرت حفصہؓ کے پاس بھیجی گئی تاکہ اگر کچھ کمی پڑے تو آپ کے حصہ میں پڑے۔ پھر باقی جو کچھ بچا اُس کے ذمے جانے کا حکم دیا اور دعوت کر کے مہاجرین و انصار کو کھلایا۔

احقر عرض کرتا ہے اس حدیث سے امام شافعی نے احتجاج کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ صدقہ اور جزیہ کے اونٹوں پر الگ الگ نشان کیا کرتے تھے۔

امام مالک بروایت ابن شہاب اور وہ سالم بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ (قوم) نبط سے حظ اور زیت میں نصف عشر لیتے تھے اور اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ میں ان کی آمد زیادہ ہو جائے۔ اور از قسم مسور وغیرہ غلہ میں فائل عشر لیتے تھے۔ نیز امام مالک بروایت ابن شہاب اور سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ وہ عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کی ماتحتی میں بزمانہ خلافت حضرت عمر فاروقؓ مسوق مدینہ پر

عامل تھے تو وہ قوم نبط سے عشر لیا کرتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں میں نے ابن شہاب پوچھا کہ حضرت عمر فاروقؓ سے عشر لیتے تھے تو انہوں نے بیان کیا کہ ان جاہلیت میں عشر لیا جاتا تھا۔ لہذا آپ نے ان پر عشر لازم کر دیا۔

امام مالک و امام شافعی بروایت زید بن اسلم روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے دُ پیا جو آپ کو لذیذ معلوم ہوا۔ آپ نے دریافت کیا یہ دودھ کہاں سے لایا گیا؟ دودھ پلانے والے بیان کیا کہ میرا ایک پانی پر گزر ہوا جہاں لوگ صدقہ کی اونٹنیوں کا دودھ پی رہے تھے۔ انہوں مجھ کو بھی دودھ دے دیا اور میں نے اپنے برتن میں لے لیا۔ یہ وہی دودھ ہے۔ آپ نے اہل حلق میں انگلی ڈالی اور دودھ نکال ڈالا۔ اس سے امام شافعیؒ نے احتجاج کیا ہے کہ خلیفہ کاہ میں کچھ حصہ نہیں۔

کتاب الفرائض

دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: "تعلّموا الفرائض فانہا من دینکم"۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جو شخص فرائض کا مسئلہ پوچھ جائے زید بن ثابت سے پوچھا کرے۔ (اقتصر عرض کرتا ہے اس سے حضرت عمر فاروقؓ کی روایت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس تفصیل و بیان کے ساتھ علم فرائض بجز حضرت زید بن ثابت کے اور سے روایت نہیں کیا گیا۔ اہل مدینہ کی اسناد بروایت ابی الزناد ہے وہ خارجہ بن زید سے اور اپنے والد زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں) اور حضرت امام مالک نے اہل مدینہ سے زید بن ثابت کی روایت تعلیقاً روایت کر کے اہل مدینہ کی طرف منسوب کر دی ہے۔ دارمی بروایت ابراہیم کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا حضرت عمر فاروقؓ جو طریقہ اختیار کرتے تھے ہم اس کی پرت کرتے اور اُسے سہل پاتے۔ آپ نے زوجہ و ابویں میں مسئلہ کو چار سے تقسیم کیا۔ ربع زوجہ کو دیا اور ثلث باقی ماں کو دیا۔ باقی دو حصے باپ کو دے دیئے۔ دارمی بروایت ابراہیم کرتے ہیں کہ مسئلہ زوج، ام، اخوة لاب و لام اور اخوة لام میں حضرت عمر فاروقؓ، حضرت بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت اخوة لام کو اخوة لاب و ام میں شریک کرتے تھے۔ اور حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ اخوة لاب و ام کو صرف اتنی ہی فضیلت حاصل ہے کہ ان کے باپ نے ان کی قرابت بڑھا دی ہے۔

دارمی بروایت ابی سعید اور بخاری بروایت ابن عباس و عبداللہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جد کو بمنزلہ اب کے قرار دیا۔ دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ

مصدقہ جد کو آخ اور اخوین کے ساتھ حصہ دیتے اور جب بھائی نہ ہوتا تو آپ جد کو ثلث دیتے ولد کے ساتھ سدا۔

دارمی بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے میراث جد کے متعلق کچھ تھا۔ جب آپ زخمی کیے گئے تو آپ نے اُسے منگایا اور منادیا۔ اور فرمایا تم خود ہی اس کے حق رائے قائم کر لو گے۔ دارمی بروایت مروان بن الحکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ ب زخمی کیے گئے تو مسئلہ جد کے متعلق آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا اور فرمایا جد کے متعلق جو رائے تھی اگر تم چاہو تو اس کی پیروی کرنا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے عرض کیا اگر ہم آپ کی رائے پیروی کریں تو وہ رشتہ ہے۔ اور اگر حضرت صدیقؓ کی رائے کی پیروی کریں تو آپ بہتر ب رائے تھے۔

دارمی بروایت زہری روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیقؓ کی خدمت میں ایک متوفی کی بیاناں (شک راوی) آئی اور بیان کیا میرا پوتا یا نواسا فوت ہو گیا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس مال میں میرا حصہ ہے۔ سو میں دریافت کرتی ہوں کہ میرا کس قدر حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا میں جناب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا۔ میں لوگوں سے اس کے متعلق دریافت میں گا جب آپ نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا آپ لوگوں میں سے کسی نے جد کے حق کچھ سنا ہے؟ منیر بن شعبہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے چھٹا حصہ دیا۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارے سوا اور کسی کو بھی یاد ہے؟ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ انہوں نے سچ کہا ہے۔ تو حضرت صدیقؓ نے اُسے چھٹا حصہ دلا دیا۔

اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں ایک عورت آئی۔ آپ نے کہا میں نے اسباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا نہیں۔ پھر آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپ سے وہی منیر بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ کی حدیث بیان کی۔ آپ نے فرمایا تم دونوں بی یاناں، میں سے جو کوئی موجود ہو اس کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر دونوں موجود نہ ہوں،

تھے حصہ میں شریک ہو۔ دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے کلام کا مسئلہ پوچھا گیا آپ ہا میں اس کے متعلق اپنی رائے بیان کروں گا۔ اگر صواب ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اگر خطا ہو تو وہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ کلام وہ شخص ہے کا باپ موجود ہو نہ بیٹا۔ جب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ کیے گئے تو آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ حیا کرتا ہوں کہ میں حضرت صدیقؓ کے قول کی تردید کروں۔

دارمی بروایت عاصم بن عمر بن قتادہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابن دحداد فوی الفرض میں سے کسی وارث کو تلاش کیا تاکہ اس کی میراث اس کو دی جائے جب کوئی وارث نہ

لا تو آپ نے اس کا مال اس کے بیٹے کے ماموں کو دے دیا۔ دارمی بروایت شعبی اور وہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اختیانی چچا اور ماموں کے مسئلہ میں چچا کو دو ٹکڑے ماموں کو ایک ٹکڑے دیا۔ دارمی بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک ٹکڑے دیا اور پھوپھی کو دو ٹکڑے۔

دارمی نے بروایت ضحاک بن قیس روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اہل طائفہ کے متعلق یہ پہلا طاعون تھا جو اسلام میں پھیلا یہ فیصلہ کیا کہ جو در ثار باپ کی جانب سے ہوں تو بنو الام احق ہیں۔ اور اگر بعض بعض سے اقرب ہوں تو اقرب احق بالمال ہیں۔ دارمی بروایت سلیمان بن یسار اور وہ محمد بن الاشعث سے روایت کرتے ہیں کہ اس پھوپھی جو یہودیہ تھی یمن میں فوت ہو گئی۔ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اسی کے دین سے جو اس کے زیادہ قریب ہو گا وہی اس کے لے گا۔ دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ہم اہل طائفہ کے وارث نہیں ہو سکتے اور نہ وہ ہمارے۔

دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دو ٹکڑے والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔ دارمی بروایت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا دو مختلف ملت والے ایک دوسرے کے نہیں بن سکتے۔ اور ممنوع الارث دوسرے کو ممنوع الارث نہیں کر سکتا۔

دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ دیت خطا و عمد دونوں وارث میں دیا جاتا ہے جس طرح مال دیا جاتا ہے۔ دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ قاتل عمد وارث نہیں ہو سکتا۔

دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے شریح کو لکھا کہ جمیل بنی نہ کیا جائے۔ جمیل وہ شخص ہے جو بلاد اسلام میں پیدا نہ ہوا ہو اور بحالت صغر سنی اپنے لایا گیا ہو۔ دارمی بروایت ابی عثمان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا صدقہ لفظ سے غلام استیتو آزاد ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ ان لفظوں سے مدبر نہیں ہوتا۔ بلکہ فی الحال جاتا ہے۔ (مؤلف)

دارمی بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جو آزاد لونہ عقد کرے تو وہ نصف آزاد ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کی اولاد آزاد ہوتی ہے اور جو غلام آزاد ہے تو وہ بھی نصف آزاد ہو جاتا ہے۔ دارمی بیان کرتے ہیں یعنی اس کی اولاد آزاد ہو جاتی ہے۔ دارمی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما

ت بیان کرتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ عبداللہ بن مسعود نے بھی فرمایا کہ ولاد اکبر کے لیے جو نسب میں قریب ہو۔ نیز دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت نطفہ اور زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ ولاد اکبر پہلے ہے اور عورتیں ولاد کی وارث نہیں ہو سکتیں۔ ب کہ وہ غلام کو آزاد کہیں یا کتابت کر دیں۔ دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عوفؓ نے حضرت علیؓ اور زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ لڑکے کے ولاد کا وارث اس کا باپ لیتا ہے۔ دارمی بروایت ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جب مملوک کے میں حشر ہو اور وہ لڑکا جتنے تو وہ بوجہ اپنی ماں کے آزاد ہونے کے آزاد ہوگا۔ اور اس کے ولاد غدار اس کی ماں کے ہوں گے۔ اور اگر مملوک آزاد کر دیا جائے تو اب اس کی ولاد کے حق دار اس کے کے موالی ہوں گے۔ دارمی بروایت علامہ بن زیاد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ میرا وارث کلام ہو کیا میں اُسے نصف مال وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں کیا ثالث، فرمایا نہیں۔ عرض کیا ربح، فرمایا نہیں۔ عرض کیا خمس، فرمایا نہیں یہاں تک کہ اس نے کہا اچھا عشر مال میں اُسے وصیت کر دوں؟ فرمایا اچھا کر دو۔ قلت معناه ماروی عن الشعبي انوا لوصون بالخمس والربح وكان الثلث منتهى الجامع۔

دارمی بروایت عبداللہ بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ موصی وصیت تے ہوئے جو چاہے سو کہے۔ لیکن اس کا قول معتبر اخیر کا قول ہے۔

کتاب اللباس

لبس الحریر

امام بخاری وغیرہ بروایت ابن زبیر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو فرمائے سنا۔ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تلبسوا الحریر فانہ من لبس النبیالہ یلبسہ فی الاخوة"۔ بنوئی بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے کہ آذر باجان میں حضرت عمر فاروقؓ کا نامہ ہمارے پاس آیا جو عقبہ بن فرقہ لے کر آئے تھے میں مضمون تھا: "اما بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر پہننے سے منع فرمایا۔ مگر بقدر نکشت۔ بنوئی بروایت سہید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے مقام جات پہ پڑتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر پہننے سے منع فرمایا ہے۔ مگر انگشت یا دو انگشت یا تین انگشت یا چار انگشت۔ فتاویٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک انگشت سے چار انگشت تک اجازت دی۔

بنوئی بروایت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ کو سفید قمیص پہنے ہوئے دیکھا اور فرمایا یہ قمیص نیا ہے یا دھلا ہوا؟ عرض کیا نیا ہے۔ فرمایا اللبس جلد یا دوش حمید اومت شہیداً۔

بنوئی بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر فاروقؓ نے بمقام عقبہ بن عامر کے ذریعہ نامہ بھیجا جس میں لکھا ہوا تھا ”تہ بند باندہ چادر اور ڈھو جو تا پہنو اور اور پاجامہ صاف رکھو۔ اپنے اوپر اپنے باپ حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لباس لا رہو۔ تن آسانی اور عجمیوں کے لباس فاخرہ سے مجتنب رہو۔ دھوپ سے تنفر نہ کرو کیونکہ وہ گرمی کا حمام ہے۔ سخت و درشت رہو۔ جانوروں کو اچھی طرح دانہ پانی دیا کرو۔ شہسوار کی کیا کوشش نہ لگایا کرو“ بیان کیا گیا ہے سخت و درشت ہونے سے کھانے پینے کی چیزوں میں سخت و درشت ہونا مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سعد بن عدنان جیسی زندگی بسر کرو۔ کیونکہ یہ لوگ سخت اہل قناعت تھے۔

بنوئی بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جب کہ آپ خلیفہ تھے خط اس وقت آپ کے تہ بند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ امام مالک بروایت اسحاق بن ابی طلحہ کرتے ہیں کہ انس بن مالک نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے مونڈوہوں کے پکے بعد دیگرے تین پیوند لگائے ہوئے تھے۔

امام مالک بروایت نافع اور وہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے مسجد کے دروازے پر ایک مٹی چادر دیکھی عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ چادر خرید لیتے اور جمعہ روز اسے زیب تن فرمایا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہی شخص ہیں سکتا کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی قسم کی پیش کی گئیں۔ ان میں سے ایک چادر آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کو دی۔ آپ نے عرض کیا یا اللہ آپ مجھے یہ چادر اڑھاتے ہیں حالانکہ آپ نے اس چادر کے متعلق فرمایا ہے جو کچھ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ چادر تمہیں اس لیے نہیں دی کہ تم خود اس لہذا حضرت عمر فاروقؓ نے یہ چادر اپنے ایک مشرک ماموں کو دے دی جو کہ مکہ میں رہتا تھا۔ امام مالک بروایت ایوب بن تیمہ السخنیانی اور وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تم پر توسیع کرے تم اپنے نفس پر توسیع کرو۔ اپنے جسم پر چاہیے کہ اچھے کپڑے دیکھے جائیں۔ نیز امام مالک روایت کرتے ہیں کہ انہیں چاہیے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ قاریوں کے جسم پر اچھے کپڑے دیکھوں۔

بنوئی روایت کرتے ہیں کہ ایک نوجوان کا تہ بند زمین پر گھسٹا جاتا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا اپنا کپڑا اٹھا لو یہ تمہارے کپڑوں کو پاک رکھنے والا ہے۔ اور خدا اللہ تمہیں متقی بنانے والا ہے۔

بغوی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہنے دیکھا تو فرمایا اس قسم کے کپڑے نہ پہنو جو عورتوں کو زینت دینے والے ہیں۔

آخاذا الخاتم

بغوی بروایت ابن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی
 دیکھا فرمایا اسے نکالو تو یہ شخص زیاد تمہے۔ انہوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ میری انگوٹھی تو لوہے کی
 فرمایا یہ اس سے بھی بدتر ہے۔ بغوی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی
 اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی ہوئی تھی اُسے آپ پہنے رہے
 آپ کے بعد یہ انگوٹھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی
 اللہ عنہ میں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ براء السدیہ میں
 ی۔ اس کا نقش تھا (مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ) صلی اللہ علیہ وسلم :

التطبيب بالشك

لغوی بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشک ملا کرتے تھے۔ نیز روایت
لیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وصیت کی کہ آپ کو غسل و کفن دیتے ہوئے مشک نہ ملا
۔ حضرت حسن بصری بھی میت کے لیے مشک ناپ نہ کرتے تھے اور زندہ کے لیے نہیں۔
لغوی روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالک سے سوال کیا گیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ
نے خضاب کیا یا نہیں فرمایا بڑھاپے نے آپ کے موئے مبارک سفید نہیں کیے مگر ہاں حضرت
ابن ابی عمر نے حنا اور کتم کا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حنا کا خضاب کیا۔

بنوعی بروایت ایوب وہ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرؓ وی نے اپنے مکان پر کسی قسم کے پردے آویزاں کیے ہیں۔ آپ انہیں پھاڑنے کی غرض سے چلے لیکن بالوں کو خبر ہو گئی انہوں نے وہ پردے اُتار لیے۔ نیز بنوعی روایت کرتے ہیں کہ صفیہ بن امیہ نے کیا تو انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو مدعو کیا۔ آپ نے اُن کے گھر میں منقش پردے آویزاں دیکھ کر اگر تم نے بجائے اس کے گھبل ڈالے ہوتے تو ان کی نسبت گرد و خبار کی زیادہ حفاظت ہو سکتی تھی نیز بنوعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ سے ایک شخص نے نفث الدم کی شکایت کی، کہ لی عورت کے خون جاری رہتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اگر مجھے اس کا ستر دیکھنا حلال ہوتا جیسا کہ تمہارے حلال ہے تو میں اس خون کو بند کر دیتا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کس طرح؟ اُس نے عرض کیا ایک ہے میں اُسے داغ دے دیتا اور خون بند ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا اس کے سوا اور کسی طریق سے نہیں ہو سکتا! اُس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس عورت کو کپڑے پہناؤ اور اتنی جگہ

کپڑا قطع کر دو جہاں سے یہ علاج کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا علاج کیا۔

دخول الحمام

بنو براء بن جابر بن نفیر روایت کرتے ہیں کہ شام میں ان کے سامنے حضرت عمر فاروقؓ پڑھا گیا کہ کوئی شخص حمام میں داخل نہ ہو مگر نہ بند کے ساتھ۔ اور نہ عورت عورت کے سامنے مگر کسی بیماری کی وجہ سے۔ اور کہ اپنی کھیلوں کو تین چیزوں میں تقسیم کرو۔ گھوڑے، عورتیں اور تیرانا۔ بنو براء بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاکی لیتے ہوئے چوہہ نہیں استعمال فرماتے تھے بلکہ استرے سے بال صاف کیا کرتے تھے۔ نیز بنو براء روایت سے المسیب روایت کرتے ہیں کہ نہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہہ استعمال کیا نہ حضرت صدیق اکبرؓ نے، نہ حضرت عمر فاروقؓ نے اور نہ حضرت عثمان غنیؓ نے۔

الاستیذان ثلاث مرات

اجازت تین دفعہ لیننی چاہیے

امام مالک روایت ربیعہ بن ابی عبد الرحمن کئی ایک علمائے شیوخ سے روایت کرتے ہیں ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے اور تین دفعہ آواز دے کر چلے گئے۔ عمر فاروقؓ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے اور فرمایا آپ اندر کیوں نہیں آگئے؟ حضرت ابو موسیٰ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اجازت تین دفعہ طلب کرنی چاہیے اگر تمہیں اجازت دی جائے تو مکان میں داخل ہو جاؤ ورنہ واپس چلے آؤ۔ آپ نے فرمایا اسے اور بھی جانتا ہے؟ اگر آپ اس کا شاہد نہ لاسکے تو میں آپ کے ساتھ اس طرح پیش آؤں۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نکلے اور مسجد نبویؐ میں اس جگہ جہاں انصار بیٹھا کرتے تھے گئے۔ اور بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، اجازت تین دفعہ چاہیے۔ اگر اذن ملے تو مکان میں داخل ہو جاؤ ورنہ واپس چلے آؤ۔ اس پر آپ نے کہا ہے شاہد نہ لاؤ گے تو میں تمہارے ساتھ اس طرح پیش آؤں گا۔ سو اگر آپ لوگوں میں سے یہ حدیث سنی ہو تو میرے ساتھ چلے۔ انصار نے ابی سعید خدریؓ سے کہا کہ تم ان کے ساتھ ابو سعید ان سب میں کس سے آئے؟ آپ ابو موسیٰ اشعریؓ سے فرمایا میں نے آپ کو متہم نہیں کیا۔ کی خبر دی۔ اس کے بعد آپ نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے فرمایا میں نے آپ کو متہم نہیں کیا۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء نہ کرنے لگیں۔

نہی المسئلہ

سوال کرنے کی ممانعت

امام مالک بروایت زید بن اسلم وہ عطار بن لیار سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس کچھ عطیہ بھیجا جسے آپ نے واپس کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عطیہ تم نے واپس کیوں کر دیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں فرمایا ہے کوئی شخص کسی سے کچھ نہ لے۔ فرمایا مقصود اس سے سوال نہ کرنا ہے۔ لیکن جب بغیر سوال کیے ملے تو وہ رزق ہے جو اللہ تم نے بھیجا۔ عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں گا اور نہ بغیر سوال کیے میرے پاس کوئی شے لے گی۔ مگر یہ کہ میں اُسے لیا کروں گا۔

کتاب الطعام

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ لکھی سے روٹی تناول کر رہے تھے۔ آپ نے ایک بدو کو بھی بلا کر شریک کر لیا۔ یہ بدو شریک ہو کر جلد جلد لقمہ اٹھانے لگا۔ آپ نے پوچھا معلوم ہوتا ہے تم بھوکے ہو۔ عرض کیا میں نے اتنے دنوں سے لکھی اور مرغنہ کی صورت نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا اب جب تک کہ بارش نہ ہو میں لکھی نہ کھاؤں گا۔ امام مالک بروایت اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ ایک زمانہ میں آپ کے سامنے ایک صاع کھجوریں رکھی جاتی تھیں اور آپ انہیں تناول کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ رقی کھجوریں بھی کھا لیتے۔

امام مالک بروایت عبد اللہ بن دینار وہ عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ میری زنبیل میں اس ہوتیں (یعنی بچی ہوتی) اور میں کھاتا۔ امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ تم زیادہ گوشت خوری سے اجتناب کرو کیونکہ اس کی بھی وہی عادت جاتی ہے جو شراب کی۔ امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ جابر بن عبد اللہؓ کے پاس گوشت کا ٹکڑا دیکھا، دریافت کیا یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا امیر المؤمنینؓ گوشت کی اشتہا ہوئی اس لیے میں نے یہ ایک درہم کا گوشت خریدا ہے۔ فرمایا کیا تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا کہ اپنے ہمسایہ اور ان کے بچوں کے بالمقابل اپنا شکم بانٹ دے؟ کیا تم

اس حد سے نکل بھاگو گے اگر قیامت کے دن تم سے کہا گیا۔ اذہبتم طیباتکم فحلوتکم اللہ واستمسک امام مالکؒ روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروقؓ، اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمان غنیؓ پانی کھڑے ہوئے پی لیتے تھے۔ امام مالکؒ بروایت یحییٰ بن سعید وہ بن القاسم سے روایت کرتے ہیں کہ اسلم مولے حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں خبر دی کہ مکہ معظمہ راستہ میں ان کی عبداللہ بن عیاش الخزومی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ان کے پاس نبیذ دیکھا نبیذ دیکھ کر انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروقؓ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔ جب عبداللہ بن مدینہ پہنچے تو ایک پیالہ بھر کر حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لے گئے آپ نے اٹھا کر پیالہ قریب کیا اور سر اٹھا کر کہنے لگے، اے پروردگار یہ شراب طیب ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس میں نبیذ پیا اور باقی ایک شخص کو دی جو آپ کی دامنہ کی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ جب عبداللہ بن عیاش واپس لگے تو آپ نے انہیں پکارا اور بلا کر کہا کیا آپ کہتے ہیں کہ مکہ مدینہ سے بہتر ہے؟ انہوں نے کہا میں کہتا ہوں کہ وہ حرم اور امن کی سرزمین ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ آپ نے کہا میں حرم اور اللہ گھر کی سرزمین کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا اس کے بعد آپ نے پھر کہا تمہارا قول ہے کہ مکہ مدینہ بہتر ہے۔ انہوں نے کہا میں کہتا ہوں کہ مکہ میں حرم اور امن ہے اور اس میں اللہ کا گھر ہے۔ آپ فرمایا میں حرم اور اللہ کے گھر کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد عبداللہ بن عیاش چلے امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا آٹا چھانانا کرو کیونکہ وہ سب کھانے قابل ہے۔ نیز امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے قحط سالی کے زمانہ میں فرمایا نے الادہ کیا ہے کہ میں ہر ایک گھر میں گھر والوں کی نصف تعداد کے برابر دیا کروں۔ کیونکہ نصف شکم سے انسان مر نہیں سکتا۔

نیز امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جو پیر اہل کتاب بناتے ہیں وہ نمہ سکتے ہو۔ نیز امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک نصرانی عورت کی ٹہلیہ سے لے کر وضو کیا۔ نیز امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ذبح حلق اور زرخہ کے ماہین ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اتنا اور زیادہ کیا کہ ماہی بوج کی کھال نکالنے نہ کرو۔ یعنی جب تک روح نہ نکلے کھال نہ نکالو۔

تحريم الخمر!

امام بخاری وغیرہ نے بروایت ابن عمرؓ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ممبر رسوا صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر بیان کیا کہ تحريم الخمر نازل ہو چکی ہے اور خمر بائج چیزوں بنائی جاتی ہے۔ انگور، کھجور، گیہوں، جو اور شہد۔ اور خمر وہ ہے جو عقل انسانی کو مخمور کر دے۔ تین چیزیں ہیں جنہیں میں دوست رکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم

تے مگر یہ کہ آپ ہمیں ان کے متعلق وصیت فرماتے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ جد، کلالہ اور بعض روایات کی صورتیں۔

بنو بنو بروایت سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے فلاں کے پاس شراب معلوم ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس نے طلار (انگور کا شیرہ جو پکا ایک ٹلٹ چھوڑ دیا گیا ہو) پی ہے۔ اور اس کے متعلق سوال کرنے والا ہوں۔ اگر وہ ہوگی تو میں حد ماروں گا۔ چنانچہ آپ نے اُسے پوری حد ماری۔

الرحم

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ہم ہشیم نے ان سے علی بن زید نے ان سے یوسف بن جبران ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ کہا اور حمد و ثناء بعد آپ نے رحم کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ رحم کی بابت کوئی چیز دھوکہ میں نہ ڈالے، نہ کہ رحم ایک حد ہے حدود اللہ سے۔ آگاہ رہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم اور آپ کے بعد ہم نے۔ اگر کوئی یہ کہنے والا نہ ہوتا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب التہامین میں لکھ دیتا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہشیم بیان کرتے ہیں، اور عبدالرحمن عوف اور فلاں فلاں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کیا۔ اور آپ کے رحم نے رحم کیا۔ اور بعد میں ایسے لوگ ہوں گے جو رحم سے، دجال سے، شفاعت، غناپ قبر سے، قیامت کے دن سے اور دوزخ سے لوگوں کے نکالے جانے کا رکریں گے۔

من ابواب شتی

لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب

امام مالک بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے۔ امام مالک فرماتے ہیں ابن شہاب نے کیا ہے کہ اس حدیث میں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقصص کیا اور یقیناً جان لیا کہ جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے تو یہود خیبر کو جلا وطن کیا۔ امام مالک نے فرمایا کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہود نجران اور یہود فدک کو بھی جلا وطن کیا یہود خیبر کو وطن کیے گئے تو زمین اور باغات میں سے انہیں کوئی چیز نہ دی گئی۔ مگر یہود فدک کو نصف زمین اور نصف اثمار دیئے گئے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نصف زمین و نصف اثمار پر صلح کی تھی۔ اس لیے آپ نے اُسے قائم رکھا اور اس کی اور اونٹوں اور ان کے

کل سامان کی قیمت دے کر جلا وطن کر دیا۔

ان الوبار قد وقع بالشام!

امام مالک بروایت ابن شہاب وہ عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب سے وہ بن حارث سے وہ عبد اللہ بن عیاش سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام سرغ پر پہنچے اور وہاں آپ کو ابو عبیدہ بن جراح ان کے اصحاب وغیرہ امرائے معبود لے کر انہوں نے کہا کہ شام میں وبار پھیلی ہوئی ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ مہاجرین اولین کو بلاؤ۔ آپ نے بلا کر خبر دی کہ شام میں بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ اور اُن سے اس کے متعلق مشورہ طلب بعض مہاجرین نے کہا کہ ہم ایک ایسے امر کے لیے نکلے ہیں جسے چھوڑ کر واپس ہونا نہیں۔ اور بعض نے کہا کہ آپ کے بقیہ اصحاب رسول اللہ آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم منہ نہیں سمجھتے کہ آپ انہیں وبار میں لے جائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا آپ لوگ چلے جائیں اس کے بعد آپ نے انصار کو بلایا۔ انہوں نے بھی آپ کو یہی مشورہ دیا۔ اور وہی اختیار کیا جو مہاجرین نے۔ اس کے بعد آپ نے کہا اچھا اب آپ لوگ بھی چلے جائیں۔ ازاں آپ نے ان مشائخ قریش کو بلایا جو فتح شام کے بعد ان دیار کی طرف ہجرت آئے تھے۔ ان میں سے کسی شخص نے اختلاف نہیں کیا۔ اور باتفاق سب نے کہا کہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو لے کر واپس چلے جائیں۔ اور انہیں مقام وبار لے جائیں۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروقؓ نے اعلان کر دیا کہ کل صبح ہم لوگ واپس ہو گے۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا کیا تقدیر الہی سے بھاگ کر؟ آپ نے فرمایا، ابو عبیدہ آجیسے شخص کا کہنا تعجبات سے ہے۔ اگر کوئی اور شخص کہتا تو ایک بات تھی۔ بیشک ہم تقدیر الہی سے بھاگ کر مگر تقدیر الہی کی طرف ہی جاتے ہیں۔ ابو عبیدہ اگر تمہارے پاس آتے ہو تو ایک ایسی دلدلی میں اُترتے جہاں ایک طرف پیداوار ہوتی اور دوسری طرف سالی۔ اگر تم پیداوار میں اپنے اونٹوں کو چراؤ، تو یہ تقدیر الہی حلہ چراؤ گے۔ اور اگر یہ قحط سالی اونٹوں کو چراؤ تو بھی یہ تقدیر الہی چراؤ گے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اتنے عبدالرحمن بن عوف آگئے جو اپنی کسی ضرورت سے کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ ان کو آ کر بیان کیا مجھے اس کے متعلق علم ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے رہے کہ جس مقام پر سنا کہ وبار پھیلی ہوئی ہے وہاں نہ جاؤ۔ اور جب اس سر زمین میں وبار پھیلے جہاں تم ہو تو وہاں سے فرار نہ ہو۔ اس کے بعد آپ نے اللہ تم کا شکر ادا کیا واپس آ گئے۔

نیز امام مالکؒ بروایت ابن شہاب وہ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ شام کی طرف نکلے جب مقام سرخ تک پہنچے تو آپ کو یوم ہوا کہ شام میں وبار پھیلی ہوئی ہے تو حضرت عبد الرحمن بن عوف نے آپ کو خبر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وبار پھیلی گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ۔ اور اگر وہاں واقع ہو جہاں تم بود و باش رکھتے ہو تو وہاں سے نہ ہو۔ لہذا آپ واپس آ گئے۔

امام مالکؒ بروایت ابن شہاب وہ سالم بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ شام سے بوجہ حدیث عبد الرحمن بن عوف واپس آئے۔ امام مالکؒ بتاتے ہیں مجھے حدیث پہنچی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ رکتہ حجاز میں ایک مقام نام ہے، کا ایک گھر ملک شام کے دس گھروں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ امام مالکؒ بتاتے ہیں یعنی بوجہ قول اللہ تعالیٰ: - وَاخْذُوا مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ أَنَّهُمْ أَقْرَبُ إِلَيْكُم مِّنْ هَٰؤُلَاءِ ۖ ذُرِّيَّتُهُمْ بِرَبِّكُمْ وَأَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ۚ لے متعلق حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پشت پر اپنا دامنا ہاتھ پھیرا تو ایک ذریت نکلی۔ فرمایا میں نے ان لوگوں کو جنت اور عمل اہل جنت کے لیے پیدا کیا۔ مرد و بارہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ایک ذریت اور نکلی فرمایا ان کو میرے دوزخ کے لیے پیدا کیا۔ یہ لوگ اہل دوزخ جیسے عمل کریں گے۔ ”معاذ اللہ“..... ایک شخص نے عرض کیا، پھر عمل کس لیے ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اس سے جنت کے کام لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا خاتمہ عمل اہل جنت پر ہوتا ہے۔ اسی عمل کے عوض اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے اس سے دوزخ کے کام لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا خاتمہ عمل اہل دوزخ پر ہوتا ہے۔ پھر اعمال کی سزا میں اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ میں داخل کر لے گا۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے امام ابو حنیفہؒ نے اُن سے عبد الاعلیٰ التیمی نے وہ اپنے والد سے وہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بمقام جابیہ خطبہ کہہ رہے تھے آپ نے اپنے اس خطبہ بیان کیا کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ ایک قسمیس نے پوچھا یا امیر المؤمنینؓ کیا بیان کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا امیر المؤمنینؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تم جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ قسمیس نے کہا اللہ تم اس سے برتر ہے کہ وہ کسی کو گمراہ کرے۔ جب آپ کو

معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اللہ تم نے تجھے گمراہ کیا ہے۔ اگر ہمارا تجھ سے عہد نہ ہوتا، میں تیری گردن مار دیتا۔ امام ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن الفضل الطحی اپنی کتاب "الحجة فی بیان الحجۃ" میں بروایت عبداللہ بن الحارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروقؓ جابیہ گئے اور خطبہ کہا۔ ایک قسیس آپ کے خطبہ کا ترجمہ کرتا جاتا تھا۔ جب آپ نے فرمایا جسے اللہ تم گمراہ کرتا ہے اُسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تم چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ تو قسیس نے ہاتھ پھیلا جس سے ظاہر تھا کہ اُسے یہ قول پسند نہیں آیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا کہتا ہے۔ لوگو! ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ آپ نے وحی قول پھر دہرایا۔ قسیس نے پھر اسی طرح ہاتھ پھیلا۔ اور آپ نے دریافت کیا یہ شخص کیا کہتا ہے؟ کہا گیا امیر المؤمنینؓ یہ کہتا ہے کہ اللہ تم کو گمراہ نہیں کرتا۔ آپ نے کہا اے عدوانہ، تو کاذب ہے۔ اللہ نے تجھے پیدا کیا اور گمراہ کیا۔ اور اگر وہ چاہے گا تو تجھے دوزخ میں ڈالے گا۔ اگر تجھ سے عہد نہ ہوتا تو میں تیرے گردن مار دیتا۔ اللہ عزوجل نے جب خلق پیدا کی تو اہل جنت اور ان کے افعال، اہل دوزخ اور ان کے افعال کو پیدا کیا۔ پھر آپ نے کہا یہ لوگ اس کے لیے ہیں اور اس کے لیے۔ عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ جب جلسہ برخواست ہوا اور لوگ متفرق ہو گئے تو ان میں سے کسی کو بھی قدر سے اختلاف نہ تھا۔

طارق بن شہاب بروایت حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں داعی و مبلغ بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں ہدایت کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ اور ابلیس مزین کفر بنایا گیا ہے اور گمراہ کرنا اُس کے اختیار میں نہیں۔

التعویذ من عذاب القبر

امام ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن الفضل الطحی اپنی کتاب "الحجة فی بیان الحجۃ" میں بروایت عمر بن میمون اور وہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور بروایت ابی شہم عن عمر بن الخطابؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا، تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی زمین میں ہو گے اور منکر نکیر کو دیکھو گے؟ فرمایا کیا منکر نکیر کون ہیں؟ فرمایا دو آزمائش والے فرشتے جو زمین کو دانتوں سے کھودتی ہیں آپس میں کہیں گے ان کے بال زانوؤں تک ٹٹکتے ہوں گے، ان کی آواز رعد و گرج کی طرح ہوگی اور آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی اور لوہے کی گرز ان کے ہاتھ میں ہوگی۔ اگر گرز کو تمام اہل مینا مل کر اٹھانا چاہیں گے تو بھی نہ اٹھیں گی۔ اور ان کے ہاتھ میں

طرح ہوگی۔ عرض کیا یا رسول اللہ اور کیا میں اس وقت اپنے اسی حال میں ہوں گا؟
ایا ہاں! عرض کیا تو میں ان کے لیے کافی ہوں گا۔

اصحاب الرائے اعداء السنۃ

امام ابوالقاسم اسمعیل بن محمد بن الفضل الطلمی اپنی کتاب الحجۃ فی بیان الحجۃ میں بروایت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہوئے اور بیان کیا اے لوگو گاہ ہو جاؤ۔ اصحاب الرائے اعداء سنت ہیں۔ احادیث نے انہیں عاجز کر دیا ہے کہ وہ ہمیں یاد رکھ سکیں۔ اس لیے احادیث ان کے دماغ میں نہیں سما سکتیں اور انہیں شرم آتی ہے جب کہ لوگ ان سے سوال کرتے ہیں۔ اور وہ کہہ دیتے ہیں ہمیں نہیں معلوم لہذا اپنی رائے سے احادیث و سنن پر طعن کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے کسی کو اٹھا نہیں لیا اور نہ وحی اُٹھالی گئی۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ان کی رائے یعنی شرعی معاملات میں سے مستغنی کر دیا۔ اگر دین اور شریعت کی بناءً ہفتے پر ہوتی تو مسیح نیچے کیا جاتا نہ اوپر۔ لہذا اہل الرائے سے بچو اور دور رہو۔ اور بروایت عامر بن سعد اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ بمقام جابیہ کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا جو شخص وسط جنت کا خواہش مند ہے اسے چاہیے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ شیطان جماعت کے ساتھ ہے

امام ابوالقاسم تعلیقاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ممبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ یہ قرآن (یعنی جس کی تم تلاوت کرتے ہو) کلام اللہ ہے۔ اور بروایت حسن بن روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا امیر المؤمنینؓ مجھے دین سکھلائیے۔ آپ نے فرمایا، اول یہ کہ تم کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللہِ پڑھو۔ اور یہ کہ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، حج بیت اللہ کرو، رمضان کے روزے رکھو۔ اور ظاہر کو لازم پکڑو اور بد باطنی سے اور ہر ایک اُس چیز سے جس سے تم حیار کر سکتے ہو دور رہو۔ پھر جب اللہ تم سے ملو تو یہ کہتا کہ عمرؓ نے مجھے یہ بتلایا

من رائے رویاء

نبوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا، ابابعد میں تم کو وحی حکم دیتا ہوں جو حکم تمہیں قرآن نے دیا ہے۔ اور منع کرتا ہوں جس سے تمہیں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا۔ میں تمہیں اتباع فقہ و سنت اور تفہیم فی العربیت کا حکم دیتا ہوں۔ جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے اور اپنے مسلمان بھائی سے بیان کرے، تو اسے چاہیے کہ یوں کہے: "خیرو لنا و شر لاعدائنا"۔

بغوی بروایت قتادہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ میں نے ایک سبزہ زار دیکھا، پھر قحط سالی۔ آپ نے فرمایا تو ایک شخص ہے کہ ایمان لاتا ہے اور پھر کفر کرتا ہے۔ اور تو کفر پر مرے گا۔ اس شخص نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ فرمایا تیرے لیے فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے صاحب یوسف کے لیے فیصلہ کیا۔

التعلم من النجوم

بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا نجوم سیکھو مگر اس قدر کہ تم جس سے قبلہ اور راستہ پہچان سکو اور بس۔

التسمیۃ باسماء الملائکۃ

بغوی بروایت حمید بن زنجویہ روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عمر فاروقؓ ملائکہ کے نام رکھنے کو ناپسند رکھتے تھے۔ مثلاً یہ کہ جبرائیل، میکائیل۔ اور صحابہ کرام اور تابعین میں سے کسی سے منقول نہیں ہوا کہ کسی نے اپنے بچوں کا نام فرشتوں کے نام پر رکھا ہو۔ بغوی بروایت شعبی اور وہ مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا کہ تمہارے والد کا کیا نام ہے انہوں نے کہا اجدع۔ آپ نے کہا اجدع شیطان کا نام ہے تم مسروق بن عبد الرحمن ہو۔

تقبیل الید

بغوی بروایت تمیم بن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروقؓ شام تشریف لے گئے تو ابو عبیدہ بن جراح نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ تمیم بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ خیال کرتے تھے کہ تقبیل ید مسنون ہے۔

کلمات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے کہا جہرہ۔ فرمایا تمہارے والد کا نام

شاہاب - فرمایا کس قبیلہ سے ہو؟ کہا حرقہ - (قضاۃ کے ایک قبیلہ کا نام ہے) فرمایا تمہارا
 کیا کہاں ہے؟ کہا حرقہ النار (یعنی سنگ لاونہ میں جس کے پھر آگ سے جل کر سیاہ ہو گئے ہوں) فرمایا
 جس جگہ؟ کہا ذات لظی (یعنی لپٹ والی آگ میں) فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کی خبر لو وہ آگ میں جل رہے
 - قال فکان کما قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام مالک بروایت عبداللہ بن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کا ایک مجزوبہ عورت
 زیر ہوا جو طواف خانہ کعبہ کر رہی تھی - فرمایا اے اللہ کی بندی لوگوں کو ایذا نہ دے - بہتر ہوتا کہ تو اپنے گھر میں
 بیٹھی رہتی - آپ کے انتقال کے بعد ایک شخص کا اس عورت پر گزر ہوا - اس نے کہا اب تو نکلا کر جو شخص مجھے
 کرتا تھا، اس کا انتقال ہو گیا - عورت نے کہا جس شخص کی اطاعت میں اس کی زندگی میں کرتی تھی اب
 بت میں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتی - امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ حضرت
 فاروقؓ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو کعب احبار نے کہا امیر المؤمنینؓ آپ عراق نہ جائیں - کیونکہ وہاں بہت
 اسی بھیلی ہوئی ہے - امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں حدیث پہنچی کہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی ایک کنیز کو
 حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا کہ حرائر کی صورت و شبابت میں پھرتی ہے - آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے
 آگے ناراض ہو کر فرمایا یہ کیا معاملہ ہے کہ میں تمہارے بھائی کی کنیز کو گولت پھرتی اور حرائر کی صورت و شبابت
 میں رہتی دیکھتا ہوں۔

امام مالک بروایت اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
 حضرت عمر فاروقؓ کو نکلنے دیکھا انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ نکلا - یہاں تک کہ آپ ایک باغ
 میں داخل ہوئے - میرے اور آپ کے درمیان ایک دیوار حائل تھی - میں نے آپ کو کہتے سنا ”عمر انا قدامیر المؤمنین ہے“
 اے عمر تو اللہ تم سے ڈر ورنہ وہ تجھے عذاب کرے گا - بنوئی بروایت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے
 ایک شخص کو خطبہ کہتے سنا جس نے ایک طویل خطبہ کہا آپ نے فرمایا بہت سے خطبہ (دیکھ کر) شقاشق شیطان سے
 دیتے ہیں - شقاشق شفقہ کی جمع ہے - اونٹ کے پھیڑے کو کہتے ہیں جسے وہ مستی کے وقت منہ سے باہر نکال لیتا
 ہے آپ نے اس طول طویل کلام کو تشبیہ دی جس میں مقرر رطب دیا بس کی کچھ پرواہ نہ کرے - اور جو دل
 پا ہے اناپ شناپ کہتا چلا جائے غلط ہو یا صحیح - بنوئی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے نصب و حد
 سے منع نہیں کرتے تھے - (نصب و حد عربی کیتوں کے نام ہیں جنہیں وہ اونٹوں پر بیٹھ کر گایا کرتے تھے - مترجم)

هذا اخر ما يسنه الله تعالى لنا من تدوين مذهب امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 هذه الحالة والحمد لله اولاً و آخراً و باطناً و صلياً الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اولیٰ

ہم نے قبل ازیں رسالہ مذہب فاروق میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا آپ کے مذہب کی نسبت سے نہایت مختصر ہے۔ اگر ہم تمامی کتب فن کا کامل طور پر مطالعہ کریں تو دوثلث اور زیادہ کر سکتے ہیں۔ نیز اگر ساتھ ہی صحیح و سقیم اور ترجیح بعض روایات کا بھی ذکر کریں اور جو کچھ کہ سلف صالحین نے اس باب میں فرمایا ہے ان سب کا احصار کریں تو صرف اسی باب میں ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ اور یہ موجودہ حالت میں ہم سے ممکن نہیں۔ تاہم اس باب میں جس قدر بیان کیا گیا ہے ہمارے اس دعوے کے اثبات کے لیے جو ہم نے اس مقالہ کے شروع میں کیا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجتہد کو وہی نسبت ہے جو مجتہد منتسب کو مجتہد مستقل سے ہوتی ہے۔ اور یہ کہ مذہب فاروق بمنزلہ متن کے ہے۔ اور مذہب اربعہ بمنزلہ شروح کے کافی ہے۔ البتہ دل تعصب سے خالی اور گوش شنوا چاہیے۔ اور بس۔

جب یہ بحث بحمد اللہ وحسن توفیقہ تمام کو پہنچی تو اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو نکتہ پر اس بحث کے ساتھ ذکر کردیں جو ہم نے باستقرار تمام اور یہ نتیجہ گوشہائے سخن اور بھوئے آثار و اقوال سلف صالحین معلوم کیے ہیں۔

نکتہ اول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں لوگ پورے طریقہ سے تمام انواع و علوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم پر جمال اور گوش بآواز تھے۔ بایں معنی کہ معاملات جہاد، صلح اور عقد و جزیہ نیز احکام فقہیہ و علوم زہد و غیرہ تمام امور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرتے اس طرح کہ گویا وہ آج شکم مادر سے نکلے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ علوم رسمہ و تجربہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انہیں معلوم تھے۔ خداوند جل و علے کی جانب سے نازل فیوض و برکات کے سامنے دہندے مڑ چکے تھے۔ لہذا ہر باب میں مختصر صادق حکم

انہیں چارہ نہ تھا۔ جب نوبت خلافت خاصہ کی پہنچی، شیخین نے مجالس متعددہ میں منصب
ت و منصب خلافت کا بیان کرتے ہوئے دونوں کے درمیان تفریق کی اور ان دونوں کو
دوسرے سے ممیز کر دیا۔ تو اب فی الجملہ مسائل اجتہادیہ میں مشورہ اور تتبع احادیث میں توسیع
ہی۔ معہذا جب خلیفہ کا کسی امر پر عزم بالجزم ہو جاتا۔ کسی کو مجال مخالفت باقی نہ رہتی۔
قسم کے تمام امور میں لوگ منتشر اور پراگندہ و پریشان نہ ہوتے نہ بغیر دریافت رائے خلیفہ
ی کام کے کرنے کا مصمم ارادہ کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں اختلاف مذاہب و
مالک و ثنیت آزار واقع نہیں ہوا۔ اور سب خلیفہ ہی کے مذہب و مسلک پر متفق
رہے۔ اور روایت حدیث، افتاء، قضاء اور وعظ وغیرہ خلیفہ کی ذات سے متعلق تھے۔
اب خلیفہ سے یا جو شخص کہ مامور ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعظ نہیں کیا
مگر امیر، یا مامور، یا مغرور۔ "لایقص إلا امیراً و اموراً و مختالاً" اور حضرت عمر فاروقؓ نے افتاء و
مار کے متعلق فرمایا: "ول حارہا من تولی قارہا"۔

جب خلافت حضرت علی مرتضیٰؓ کی نوبت پہنچی، توبہ تقبیر الہی امت کے درمیان افتراق
ہو گیا اور اکثر بلدان اطاعت خلیفہ سے نکل گئے۔ اس وقت علماء و فقہاء کو ایک گونہ ہیرت
ع ہوئی۔ اور انتظار میں رہے کہ شائد امروز فردا میں امر خلافت منتظم ہو جائے۔ لیکن جب
ہا کہ خلافت خاصہ بالکلیہ منقرض ہوئی اور خلافت عامہ ظاہر۔ اب صورت اجتماع میسر ہوئی
علماء ہر شہر و بلد میں افادہ میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابن عباسؓ مکہ معظمہ میں افتاء، روایت حدیث
تفسیر قرآن میں مشغول ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ مدینہ طیبہ میں روایت
یث کرنے لگے اور دوست و احباب اور عزیز و اقارب ان سے استفادہ کرنے لگے بھرت
ہریرہ نے اپنے تمام اوقات روایت حدیث میں ہی وقف کر دیئے۔ اور فقہائے مدینہ نے
پ سے روایت کیا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت جابر وغیرہ نے بھی اکثر اوقات روایت
یث میں صرف کرنے شروع کیے۔ انس بن مالک اور عمران بن حصین نے بصرہ میں روایت حدیث
شروع کی۔ اور بلال بن عازب کو قہ جا کر روایت حدیث میں مشغول ہوئے۔ اور اصحاب حضرت
د اللہ بن مسعودؓ فقہ میں مشغول ہوئے۔ اور عبداللہ بن عمر بن العاص، ابودرداء اور ابوامامہ باہلی
یہ شام میں جا کر روایت حدیث میں مشغول ہو گئے۔

بالجملہ ہر ناحیہ و ہر مقام میں صحابی یا تابعی افادہ مسلمین کی غرض سے پہنچے اور بھواسے۔ صحابی
انجیم یا یتیم اقدیتیم مسلمانوں نے ان سے استفادہ کیا اور بجز اس کے چارہ بھی نہ تھا اھتدیتیم
یونکہ اب (یعنی خلافت عامہ میں) خلیفہ منصوب کی فقاہت تمام فقہائے امت کے نزدیک
مقامات جمیع صلحائے امت کے نزدیک مسلم نہ تھے۔ اور نہ اب خلیفہ کا اشتغال افادات
سلمین میں خلفائے پیشین کے اشتغال کے مانند باقی رہ گیا تھا۔ الغرض انہیں ایام فتاویٰ میں

اختلاف پیدا ہوا۔ اور ایک کو دوسرے کے فتوے پر اطلاع نہیں ہوئی۔ اور اگر ہوئی تو آپس
مذاکرہ نہیں ہوا۔ اور اگر مذاکرہ ہو بھی گیا تو ازالہ شبہ نہیں ہو سکا۔ جو ضیق اختلاف سے نکلنے اور
اتفاق میسر ہونے کا باعث ہوتا۔ (قیام مذہب اربعہ اور تقلید کے باب میں یہ ایک عجیب بحث
فتاویٰ مترجم ۱۲ منہ۔)

بہت سی احادیث خبر واحد میں جو فروعی روایات کی گئی ہیں اگر تتبع کیا جائے۔ تو روایات
علمائے صحابہ جو قبل انقراض خلافت خاصہ انتقال کر گئے بہت کم ملیں گی۔ اور جو صحابہ کرام اللہ
خلافت خاصہ کے بعد تک زندہ رہے جو انہوں نے روایت کیا ہے بعد انقراض خلافت خاصہ
روایت کیا ہے۔ اور ان کی بہت سی حدیثیں مرسل واقع ہوئی ہیں جو انہوں نے دوسرے
صحابی کے واسطے سے روایت کی ہیں اور ارسال (ترک صحابی راوی) انہوں نے محض بغرض اختار
اختیار کیا ہے۔ لہذا حدیث مرسل صحابی متصل کا حکم رکھتی ہے۔

”اخرج مسلم عن معاوية قال عليكم من الاحاديث بها كان في زمان عمر بن الخطاب فانما
يخيف الناس في الله عز وجل او كما قال وروى عن ابن مسعود انه قال مستنداً فليستن به
قد مات فان الحى لا يومن عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا افضل
هذه الامة ابرها قلوباً واعمقها علماً واولها تكلفاً اختارهم الله لصحبته نبيه ولإقامته دينه فاعرفوا
فضلهم واتبعوا على اثرهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيمة
امام مسلم نے بروایت حضرت معاویہ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے ”کہ عمر بن الخطابؓ کے ز
کی احادیث کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ لوگوں کو اللہ تم سے ڈراتے رہتے تھے (او کہا قال) اور ان
سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے تھے ”کہ جو شخص سنت کی پیروی کرنا چاہے وہ گزرے
لوگوں کی سنت پر عمل کرے۔ کیونکہ زندوں پر فتنوں سے امن نہیں۔ وہ یعنی گزرے ہوئے
اصحاب محمدؐ تھے جو اس امت میں سب سے افضل تھے۔ جن کی صفت یہ تھی، دلوں کے سپر
علم کے گہرے، اور تکلف سے پاک۔ اللہ تم نے ان کو اپنے نبیؐ کی صحبت اور اقامت دین
لیے چن لیا تھا۔ ان کی بزرگی کو پہچانو، اور ان کے نشان قدیم پر چلو، اور اپنی طاقت کے بقدر ان کی
اور ان کے اخلاق پر جمے رہو۔ اس لیے کہ وہ ہدایت کے مستحکم راستہ پر گامزن تھے۔“

اور یہ تو معلوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آخر خلافت ذی النورینؓ میں انتقال فرمایا
اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ”اذا صرنا الى التقليد فقول الائمة ابى بكر وعمر وعثمانؓ۔ قال في الق
وعلي حب الينا من قول غيرهم۔“ جب ہم تقلید اختیار کریں تو آئمہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ ہیں
قدیم قول میں آپ نے فرمایا کہ علیؓ کا قول مجھے دوسروں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ہر چند کہ جمیع صحابہ عدول تھے اور ان کی روایات مقبول ہیں۔ اور بروایت صدوق ان کی
پر عمل کرنا ثابت و لازم ہے۔ تاہم جو حدیث و فقہ کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں تھی اور جو بعد

ہوئی ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے ۵
آسمان نسبت بعرش آمد فرود! ورنہ بس عالی ست پیش خاک تو
آسمان اگرچہ عرش کی نسبت سے نیچے ہے لیکن زمین کی نسبت سے تو بہت بلند ہے

نکتہ ثانیہ

باستقرائے تام یہ امر معلوم ہے کہ وہ احادیث جو تبلیغ شرایع اور تکمیل افراد بشر سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے او
کے اسوا کے درمیان حضرت عمر فاروقؓ نہایت تفریق کرتے اور زیادہ اول الذکر احادیث کی روایت میں
دفع رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث شمائل اور احادیث سنن زوائد جو آنحضرت صلی اللہ
وسلم کے عادات و اطوار اور لباس وغیرہ سے تعلق رکھتی تھیں آپ سے بہت کم روایت کی گئی
اور اسکی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ اس قسم کی تمام احادیث علوم تکلیفیہ شرعیہ سے نہیں ہیں لہذا ان کی
بت میں زیادہ اہتمام کرنے سے (اس وقت) احتمال پیدا ہو سکتا تھا کہ بعض احادیث سنن زوائد سے سنن
کے ساتھ مشتبہ ہو جائیں۔ یہ بھی احتمال پیدا ہو سکتا تھا کہ صحابہ کا اس قسم کی احادیث کی روایت
اہم تن مصروف ہو جانا اشتغال سنن شریعیہ سے مانع آئے۔

دوسری وجہ حضرت عمر فاروقؓ کے سنن زوائد کی طرف کم توجہ کرنے کی یہ ہے کہ جو لوگ شرف
بت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں کثرت کے
تھ موجود تھے اسلئے ان احادیث کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ "اخیر الدارمی عن الشعبي عن
لہ قال بعث عمر بن الخطابؓ رهطاً من الانصار الى الكوفة فبعثني معهم فجعل يمشي معنأ حتى ياتي ضوا را أو
رماع في طريق مكة فجعل ينقض الغبار عن رجليه ثم قال انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازير بالقرآن
اتوكم فيقولون قدما ۱۲ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فباتوكم فيقولونكم عن الحديث ناقلوا
روايته عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وانا شريككم۔ امام دارمی بروایت شعبی اور وہ قریظہ
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک جماعت انصار کی کوفہ روانہ کی تو یہ قریظہ بھی ان کے
ساتھ تھے تو حضرت عمر فاروقؓ ہمارے ساتھ ہو گئے۔ اور ضار تک آئے اور ضار ایک پانی کا مقام
ہو کہ مغلہ کے راستہ میں واقع ہے (یہاں ٹہر کر آپ اپنے پاؤں سے گرد و غبار جھانٹنے لگے اس کے
بعد آپ نے کہا تم لوگ کوفہ جا رہے ہو۔ تم اس قوم کے پاس جا رہے ہو جن کا ایک خاص لہجہ
ان کے ساتھ یعنی تلاوت قرآن کرتے ہوئے ان کی آواز گریہ وزاری کی انگلی ہے۔ یہ لوگ تمہارے پاس آئیں گے
رکھیں گے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں۔ یہ تم سے سوال کریں گے سو تم رسول اللہ صلی علیہ
سلم سے روایت کم کرنا اور میں بھی اس میں تمہارے ساتھ شریک ہوں۔

امام دارمی فرماتے ہیں میرے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ تم سے آنحضرت صلی اللہ
لیہ وسلم کے زمانہ کی احادیث بیان کرنے کا سوال کریں گے۔ جو سنن مؤکدہ اور فرائض کے علاوہ ہیں و

احقر کے نزدیک بھی اس حدیث کی پیروی معنی نہیں۔ کہ وہ تم سے ان احادیث سے سوال کریں جو کسی حکم شرعی سے تعلق نہ رکھتی ہوں۔ بلکہ شمائل و عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتی یا یہ معنی ہیں کہ وہ ان احادیث سے سوال کریں گے جو علی السبیل الظن احادیث ہیں اور یہ تحقیق ثابت ہے اس لئے کہ ان کی حفظ و آیات میں پوری کوشش نہیں کی گئی۔

اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ سے الفاظ ادعیہ موقتہ باوقات و ادعیہ مسببہ باسباب کی روایت بھی کم اہتمام ظہور میں آیا ہے۔ گویا آپ جانتے تھے کہ مدار فضائل تحیح ادعیہ ہے یعنی التجار و توجہ بجناب باری جس کا منشاء توکل و شکر ہے۔ اخرج ابوداؤد عن سهل بن معاذ بن انس عن ابیہ ان رسول اللہ اللہ علیہ وسلم قال من اكل طعاماً ثم قال الحمد الذي اطعمني هذا الطعام و رزقنيہ من غير مني ولا قوة غفر له ما تقدم من ذنبه و من لبس ثوباً فقال الحمد الذي كساني هذا و رزقنيہ مني و لا قوة غفر له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر پس گویا اس قسم کی احادیث میں حضرت عمر فاروقؓ نے اسباب کو چھوڑ کر سبب پر نظر رکھنے کو مدار فضیلت سمجھا ہے۔ نہ صرف ان کلمات مبارکات کو۔ بلکہ تشریح خصوصیت ان کلمات کی اور تشریح منج و اصول و منشاء و عوارا و ابرار و سابقین کے لئے ہے۔ اب رہا حضرت عمر فاروقؓ کا توسع علوم احسان و یقین میں جو آجکل ”علم تصوف و علم سلوک“ کے سے موسوم ہے۔ اس سے زیادہ ہے کہ ہم اس سبب کا احصار کر سکیں لیکن مناسب علوم ہوتا ہے سب نہیں تو بعض مباحث ضرور ایک رسالہ کی صورت میں جمع کر دیں جس سے دو فائدے متر ہوں گے۔ اول منزلت حضرت عمر فاروقؓ پر واقفیت ہوگی۔ دوم یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ یہ علم راشدین سے ثابت ہے اور بدعت نہیں ہے۔ کہ بعد قرون ثلاثہ پیدا ہو گیا ہے۔ کما ظن من لبس نصیب فی علوم الحدیث۔ جیسا کہ ان لوگوں کا گمان ہے جنہیں ”علم حدیث“ سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔ (واللہ اعلم و علمہ اتم)



رسالہ تصوف و سلوک

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله خـرج العلوم من معارفها ومفيض الفهم من امكانها ومحى النفوس بها جيرة طيبة
مربها بذالك ما قد لها من مرتبة واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده و
رسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وسلم

اما بعد فقير ولي الله عفی عنہ ار باب علم کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ چند اوراق خلیفہ اوراق
ناطق بالحق والصواب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه کے مقامات و کرامات
ور ان حکم و افادات کے بیان میں ہیں جنہیں بندہ ضعیف بتوفیق اللہ عزوجل مدون کر سکا واللہ المستعان
علیہ التعلان۔

والان اشرع فی المقصود۔ لیکن قبل ازیں کہ ہم سلوک حضرت عمر فاروقؓ کا ذکر کریں مناسب
علوم ہوتا ہے کہ تمہیداً دو مقدموں کا ذکر کریں (مقدمہ اول) یہ کہ حقیقت تصوف عرف شرع میں حرکا
م احسان ہے تین اصل رکھتی ہے :-

اصل اول

یقین پیدا کرنا ہے تلبس اعمال خیر سے مثلاً نماز۔ روزہ۔ ذکر۔ تلاوت وغیرہ یقین ہے اس جگہ خاص
یقین مراد ہے جو بطریق مویہ و عطاء الہی صلوات امت کو نصیب ہوتا ہے جو صوفیہ کرام کے نام سے
وسوم ہیں۔ اور وہ یقین و اذعان مراد نہیں جو محض استدلال یا تقلید سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک
یہی بات ہے کہ جمیع مسلمان بقدر اپنی استعداد کے اعمال خیر کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے مرتبہ یقین
و ہر ایک نہیں پہنچتا مگر صرف ایک جماعت خاص معلوم ہوگا کہ تلبس باعمال خیر حصول یقین کے
لئے کافی نہیں بلکہ حصول یقین تلبس اعمال خیر سے مشروط ہے۔ مگر دیگر امور کے ساتھ ہماری غرض نہیں
مولیٰ تحقیق ہے کہ وہ امور کون ہیں۔ استقرار کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور تین کلیوں میں مندرج ہوتے ہیں

اول شرط قبول اعمال اور وہ اخلاص فی العمل ہے۔

دوم۔ اکثار اعمال خیر کمینہ مثلاً نماز تہجد۔ نماز چاشت اور اذکار صبح و شام۔

سوم۔ کیفیت عبادت اور وہ خشوع و خضوع اور ترک حدیث نفس۔

ہیت مذکرہ خشوع و خضوع اور اذکار حمد خشوع و خضوع ہیں۔ قرآن مجید اور سنت سنہ میں احسن کی تفسیر انہیں تینوں کلیوں سے کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”انما الاعمال بالنیات“ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ”انہم کا نوا قبل ذالک محسنین کا نوا قلیل لمن الیل ما یمحور وبالاسحار ہم یمستغفرون“ ”وفی اموالہم حق للسائل والمحروم“ ”الایۃ“ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وان تعبد اللہ کانک تراء فان لم تکن تراء فانہ ید ماک“ اور یہ کہ اللہ کی عبادت کرو گویا تو اسے دیکھتا ہے۔ لیکن اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو سمجھ لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اصل دوم

یقین اور طبیعت نفس و قلب کے درمیان سے مقامات کا پیدا ہونا ہے اور بہترین ان مقامات میں حسب تحریر شیخ ابوطالب علی جو شیعہ فن ہیں دس چیزیں ہیں۔ توبہ۔ زہد۔ صبر۔ شکر۔ رجا۔ خوف۔ توکل۔ رضا۔ فقر۔ محبت۔ انسان کا دل اور نفس اس طریق پر پیدا کیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ ان احوال متضا کا مورد و گزر گاہ بنا رہتا ہے۔ اولاً ان احوال کا تعلق امور دنیویہ یا دنیویہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً خوف دشمن۔ تلف مال و اولاد سے اور رجا کا کثرت اموال و اولاد سے تعلق ہوتا ہے۔ اور اس صورت پر اعتماد اسباب پر ہوتا ہے لیکن جب یقین بطریق جبلت قلب پر مستولی ہو جاتا ہے اور چاروں طرف سے قلب کو گھیر لیتا ہے تو اب لامحالہ رجا و خوف بذات الہی اور اس کے اوامر و احکام اور موافقہ تو اسی سے متعلق ہوتا ہے اور اب اعتماد اسباب پر نہیں بلکہ مسبب اسباب پر ہوتا ہے۔

ہمارے اس بیان سے یہ نہ سمجھ لینا کہ جمیع مقامات ان دس چیزوں میں محصور ہیں۔ بلکہ یہ دس چیزیں بہترین و اصول مقامات ہیں۔ والا ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہوئے ہیں اور جن کی تفصیل کرنا خالی از طوالت نہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے مقامات وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت صحابہ سے بطریق بشارت بیان فرمائے۔ مثلاً صمدیقت۔ حدیثیت۔ شہیدیت۔ حوریت۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض صفات بعض سے مختلط ہو جاتی ہیں۔ مثلاً صبر سختی دل سے اور توکل تہمت سے مشتبہ ہو جاتا ہے۔ و علی ہذا القیاس محققین صوفیہ کرام نے ہر ایک کے علامات و خصوصیات بیان کئے ہیں جن سے ایک دوسرے کے درمیان اچھی طرح تمیز کی جاسکتی ہے احقر اس کے متعلق ایک اصل بیان کرتا ہوں جو اللہ تقریرات طویلہ سے مستغنی کر دیگی وہ اصل و کلیہ یہ ہے کہ مقام اس کو کہتے ہیں جو یقین اور جبلت قلب و نفس درمیان سے پیدا ہو۔ پس اگر کسی شخص کے دل پر یقین مستولی نہ ہوا ہو تو اس کی تمام صفات طبعی ہونگی نہ مقامات سلو اور اگر یقین قلب پر مستولی ہو گیا ہو تو اب دیکھنا چاہیے کہ قبل ازین بھی صفات کی یہی وضع و کیفیت تھی۔ اگر تھی

انتا چاہیے کہ یہ صفات مقامات سلوک سے نہیں ہیں۔ اور اگر قبل ازیں صفات کی وضع و کیفیت یہ نہ تھی تو جانا
ایسے کہ وہ مقامات سلوک سے ناشی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ منصف طبیعت اور ذکی کے لئے صرف یہی ایک
یہ کافی ہوگا۔

اصل سوم

جس شخص کے قلب و نفس پر یقین مستولی ہو جاتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے بہ یقین کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے
یقین کرتا ہے۔ مقامات سنیہ اس کے سینے میں پیدا ہوتے ہیں اور استقلال عظیم اسے حاصل ہوتا ہے۔ مشن
نہ از خرد اسے اس قسم سے اس کا کچھ حال ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں کے درمیان شائع ہو جاتا ہے۔ یہ حالات
اس کے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کرامات خارقہ اور تربیت مریداں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے یہ تمام مباحث
فلاً بیان فرمائے ہیں اور اس فن کو اس کی اعلیٰ ترقی تک پہنچایا ہے۔ اس امت مرحومہ میں علوم تصوف کے
اعلم صوفیہ، تھے۔ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت مرحومہ کی تربیت کی اور کیا صحابہ اور کیا تابعین
ماضیہ کو بطریق خطاب اور غائبین کو بطریق کتابت افادہ کیا۔ بہرچند کہ ہم اس بحث کے متعلق آپ کے جمیع احکام
مواعظ کا استیعاب نہیں کر سکتے کیونکہ یہ رسالہ ان سب کی گنجائش نہیں رکھتا تاہم نکتہ مالا یرک کلیہ لا
برک کلمہ پیش نظر ہے۔

مقدمہ دوم

کرامات و مقامات مشل کرام قدس اللہ اسرارہم اور مقامات و کرامات حضرت عمر فاروقؓ کے درمیان
اُن و فرق بعید ہے۔ مقامات صوفیہ پہچانے نہیں جاتے مگر بقرائن مثلاً مصائب و بلا کے وقت ہم نے بارہا ایک
شخص کو دیکھا ہے کہ وہ جہنم و فزع نہیں کرتا پس ہم نے معلوم کیا کہ مقام صبر اسے حاصل ہے۔ یا یہ کہ بطریق و جہد
و خود خردی کے یہ مقام اسے حاصل ہے اور ان دونوں صورتوں میں بہت سے خدشے بھی ہیں جو اس فن میں نہایت
مدم کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ بہت سے مقامات فاضلہ صفات طبعیہ کے مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ لاجلہ مقامات
کرامات شناخت ظنی اور حسن ظن پر موقوف ہیں اسی حسن ظن پر وہ ناقلین سے قبول کی جاتی ہیں۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ
کے مقامات کے اصول بنفہ خبر صادق علیہ اکل الصلوٰۃ والتحیات ثابت ہوئے ہیں۔ اور یہ وہ مقامات ہیں جن کی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی ہے۔ اور وہ بفضل مستفیض ثبوت کو پہنچ گئے ہیں اور رحمت قائم ہو گئی ہے۔
پس پر ایمان لانا بقدر تحمل واجب ہے ہم جو کچھ لکھیں گے اسی اجمال کی شرح ہوگی اور انہیں اصول کی فروع۔ پہلے ہم
بعض نصوص کا ذکر کریں گے اور پھر ان کی تفصیل لکھیں گے۔

نفس ناطقہ کو دو وقتیں عطا کی گئی ہیں۔ قوت عاملہ اور قوت عاقلہ۔ جب تہذیب قوت عاملہ کمال کو پہنچ جاتی ہے
تو اسکا نام عصمت ہے اور جب قوت عاقلہ کمال پاتی ہے تو وہ مقام وحی ہے۔ امتیوں کا دست ترقی ان دونوں قوتوں
کے نائب و قائم مقام نفس ناطقہ میں جمع ہو جاتے ہیں تو ثمرات کثیرہ ان دونوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس وقت یہ صاحب

نفس۔ مرشد خلائق خلیفہ برحق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مظہر رحمت الہی ہوتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ پس قائم مقام وحی محمد ثیت ہے اور موافقت رائے با وحی و کشف ہوا و فراست المعینہ اور نائب عصمت اس شخص کامل کے سایہ سے شیطان فرار ہوتا ہے۔ انہیں دونوں ثمرات کے اجتماع سے شہیدیت و نیابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے۔ تاکہ وہ دنیا میں علوم کا افلحہ کر کے آخر میں علوم منزلت کا مستحق ہو۔

محدثیت کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لقد کان فیما کان قبلکم من الامم محدثون فان یکن فی امتی احد فہو عمر بن الخطاب۔ رواہ ابو ہریرہؓ وعائشہؓ بطریق صحیحہ مستفیضہ حضرت ابو ہریرہؓ کے بعض طریقوں میں یہ لفظ ہیں۔ لقد کان فیما کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال مکلمون من غیر ان یکنوا انبیاء وان یکن من امتی منهم احد نعم ماثر حضرت عمرؓ میں یہ سب حدیثیں مکرر گندھکیں عقبہ بن عامر نے یہ لفظ روایت کئے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بنی بعدی عمر بن الخطاب۔ اخرہ احمد والترمذی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ ان کان عمی لبقول القول فینزل القرآن بتصدیقہ۔ ابن عمر بیان کرتے ہیں اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی شئی میں اختلاف نہ کرتے مگر یہ کہ وہ کچھ کہتے اور حضرت عمر فاروقؓ کچھ کہتے۔ لیکن قرآن مجید میں وہی نازل ہوتا جو حضرت عمر فاروقؓ کہتے۔ نیز الہی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ۔ اخرہ الحفاظ من حدیث ابی ہریرہؓ وابن عمرؓ۔ حضرت علیؓ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے موقوفاً روایت کیا گیا ہے۔ کنا وسفن متوافرون ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمار ما لقی الشیطان سالکاً فجاء الا سلك فجاء غیر نجس اذکما قال رواہ الحفاظ من حدیث سعد بن ابی وقوفہ وعائشہ وبریۃ الاسلمی وفی موقوف علی کنا نری ان الشیطان عمر یہا بہ ان یامرہ بالخطیۃ و ابن مسعود وسعد وغیرہما موافقاً للقرآن اور حدیث مشہور میں بروایت جماعت صحابہ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ کو شہید کے نام سے موسوم کیا۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم اراف امتی بامتی ابوبکر واقویہا بامر اللہ عمر رواہ ابو عمر فی الاستیعاب من حدیث انس و ابی سعید و مجن اد ابی مجن۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم۔ منزلتہما من اهل الجنة کمزلة الا الدہی۔ اذکما قال رواہ ابو داؤد وغیرہ من حدیث۔ ابی سعید اور تکلم ذب وبقرہ کا قصہ بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔

حالانکہ اس جگہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اس وقت موجود نہ تھے۔ اسی طرح جنت میں حضرت عمر فاروقؓ کے مکان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا۔ خواب میں اپنا بچا ہوا دودہ آپ کو عنایت کرنا۔ خواب میں آپ کا حضرت عمر فاروقؓ کو ٹخنوں تک نیچا قیص پہنے ہوئے دیکھنا وغیرہ تمام وہ باتیں ہیں جو آپ فضیلت کو ظاہر کرتی ہے۔ انہیں تمام امور کو مد نظر رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر۔ رواہ الترمذی وغیرہ من حدیث ابن مسعود وحذیفہ وقال

لیہ وسلم لا یصیبکم فتنۃ ما دام ہذا فیکم رواہ الحفاظ من حدیث ابی ذر وحذیفہ
اللہ بن سلام۔ اور حضرت حذیفہ کے ایک طریقہ میں جو صحیحین میں وارد ہوا ہے ان بینک وبین الفتنہ
خلقاً الی غیر ذلک من فضائل لاتیحصی وہی من متواترات الذین بالتواتر المعنوی۔ ۱۰

الفصل الاول

فضیلت العلم

امام غزالی فرماتے ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا ”اے لوگو! علم کو لازم پکڑو۔ کیونکہ اللہ عزوجل کے لئے
چادر ہے جو شخص علم کا ایک حصہ حاصل کر لیتا ہے اللہ اسے اپنی یہ چادر اڑھاتا ہے۔ پھر اگر وہ کوئی
لڑتا ہے اللہ اسے عتاب کرتا ہے اگر وہ پھر گناہ کرتا ہے تو اللہ اسے پھر عتاب کرتا ہے اور اپنی چادر
سے چھین لیتا ہے“ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ایک ہزار عابد قائم الیل
النہار کا مرنا اس سے اہون و سہل ہے کہ ایک عالم واقف حلال و حرام و فوات پائے۔ ”نیز امام غزالیؒ
نے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جس شخص سے حدیث بیان کی جائے اور وہ اس پر عمل کرے تو
اس کا اجر ملے گا“ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ایک شخص گھر سے نکلتا
ورگنا ہوں گے پہاڑ اس کی گردن پر ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ علم کی مجلس میں بیٹھتا ہے اور اپنے لٹا
ن کھا کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے۔ پھر یہ اپنے گھر کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی گردن پر کس
کا بوجھ نہیں ہوتا۔ پس چاہیے کہ تم علماء کی مجلس سے جدا نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کا کوئی حصہ
علماء سے برگزیدہ پیدا نہیں کیا۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جب تم عالم
بھوکو کہ وہ دنیا کو دوست رکھتا ہے تو اسے دین کے معاملہ میں متہم کرو۔ کیونکہ جو شخص جس چیز کو دوست
مانتا ہے وہ اسی کے غور و غوض میں رہتا ہے۔ ”نیز امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا
زیادہ خوف عالم منافق کا ہے۔ لوگوں نے کہا عالم منافق کیونکہ ہوگا فرمایا علیم اللسان۔ جاہل القلب (یعنی
ناجوز زبان سے کہے اور دلیں میں کچھ نہ ہو)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا علم تین چیزوں کے لئے نہ سیکھو اور تین چیزوں
لئے اسے ترک نہ کرو۔ علم کج بحثی۔ مباہاتہ۔ فخر اور دکھلاوے کے لئے نہ حاصل کرو اور نہ اس لئے ترک کرو
اس کے حاصل کرنے میں شرم آتی ہے نہ زائدانہ بے رغبتی کر کے اور نہ جہالت پر راضی رہ کے“ نیز امام غزالیؒ
تے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا علم سیکھو اور علم کے لئے سکونت و وقار اور حلم حاصل کرو۔ نیز فرمایا کہ
لئے جبارہ میں سے نہ ہو ورنہ تم میں بجائے علم کے جہالت بھر جائے گی۔ نیز امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت
ت عمر فاروقؓ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی فضیلت عقل سے زیادہ اور کون

سی نفیلت کا اکتساب کر سکتا ہے جس کے ذریعہ وہ دوستوں کی رہنمائی کرے اور روادۃ سے انہیں کسی بندہ خدا کا ایمان تام و کامل اور اُس کا دین مستقیم نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کی عقل مستقیم ہو جاتی ہے۔ نیز امام غزالی بروایت حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ آپ نے تیم الداری سے پوچھا کہ تمہارے درمیاں کیا ہے انہوں نے کہا عقل۔ فرمایا بیچ کہتے ہو۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تم سے سوال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا جو تم نے فرمایا اور فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ سرداری کیا چیز ہے۔ انہوں نے کہا عقل۔

امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ علم حاصل کرو قبل از سردار ہوؤ اور مطلب یہ ہے کہ انسان کو علم دولت و ثروت اور سرداری سے پہلے ہی حاصل لینا چاہئے۔ کیونکہ نفس امارہ ہمیشہ برائی کی طرف ہی کھینچتا ہے۔ اور دنیا انسان کے اوقات طرف شاغل کر لیتی ہے۔ امام بغوی اور امام غزالی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرخوم صرف اس قدر سیکھو کہ بحری و بری راستہ تمہیں معلوم ہو سکے اور پھر بس کرو۔

شیخ سہروردی اپنی کتاب عوارف المعارف میں بروایت حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے آیت ثم شققنا الارض شقاً فانبتنا فیہا حبا و عنباً و قصباً و زیتوناً و خللاً و حدائق غلباً و فاکھتہ و اباً متاعکم و لانعامکم۔ تلاوت کی اور فرمایا تمہیں معلوم کہ اب کیا چیز ہے ”وہ واللہ تکلف ہے“ سوائے لوگو جو تم سے بیان کیا جائے اُسے لے لو اور رکھو اور جو تمہیں معلوم نہ ہو اس کا علم اللہ کو سونپ دو۔ ابوطالب مکی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ وفات پا چکے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آنحضرتؐ نے کوفت ہو گئے۔ لوگوں نے کہا آپ یہ فرماتے ہیں حالانکہ ابھی ہم میں اجلہ صحابہؓ ہیں۔ فرمایا میری مراد اس علم سے نہیں جو تم سمجھتے ہو۔ بلکہ علم سے علم باللہ مراد ہے۔ نیز ابوطالبؓ بروایت حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بہت سے عالم فاجر اور عابد جاہل ہوتے ہیں سو تم ان دونوں سے ڈرتے رہو۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ہر ایک منافق علیم اللسان سے ڈرتے رہو کہ وہ کہتا ہے جو تم جانتے ہو اور عمل کرتا ہے جس کے کہ تم منکر ہو۔ ۱۲

التعبد

امام مالک روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عمال کو لکھا کہ میرے نزدیک اہم کام اقامت صلوٰۃ ہے۔ جس نے نماز کی حفاظت کی اُس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور نے نماز ضائع کی وہ نماز کے سوا دیگر امور کے ضائع کرنے میں کب تاثر کر سکتا ہے۔ امام مالکؓ ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور یہ آپ کے زخمی ہونے سے دو دن کا ذکر ہے۔ اُس شخص نے آپ کو نماز صبح کے لئے بیدار کیا۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا اور ف

و شخص نماز ترک کرے اس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھی اور آپ کے زخم سے نہ بہتا جاتا تھا۔

امام مالکؒ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ نماز صبح کی جماعت میں حاضر ہونا قیام لیل سے زیادہ پسند ہے۔ ابوطالب اور سہروردی روایت کرتے ہیں کہ آدمی کے اسلام میں بال سید ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی نماز کو کامل نہیں کر لیتا۔ عرض کیا گیا یہ کس طرح فرمایا وہ نماز میں درع و خضوع اور توجہ الہی بہ تمام و کمال نہیں کرتا۔ امام مسلم نے بروایت عقبہ بن عامر اور وہ مرفوعاً نرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص وضو کرے اور تمام و کمال وضو کرے اور وضو کر کے ہمدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمد عبیدہ و رسولہ کہے اس کے لئے سات کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ تمام نماز اپنے بھائیوں کو پوچھا کرو۔ پھر اگر وہ مریض ہوں ان کی عیادت کیا کرو۔ اور اگر تندرست ہوں تو انہیں اب کیا کرو۔ (کہ وہ نماز جماعت میں کیوں نہیں آئے) امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نرت ابو موسیٰ (اشعری) سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے پروردگار کا ذکر کرو تو وہ تلاوت کرنے لگتے۔ ان تک کہ دوسری نماز کا وقت قریب ہو جاتا اور کہا جاتا الصلوۃ الصلوۃ تو آپ فرماتے کیا ہم نماز نہیں ہیں۔ نیز امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے۔ اللہم انی استغفرک تظلمی غزی۔ آپ سے کہا گیا کہ ظلم تو معلوم ہے لیکن کفر سے آپ کی کیا مراد ہے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی ان الانسان لظلوم کفار۔ محب الطبری نے بروایت سعید بن المسیب روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق مطیل میں نماز پڑھنے کو بہت دوست رکھتے تھے۔ امام مالک بروایت زید بن اسلم اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق شب کو نماز پڑھتے جس قدر چاہتے جب آخر شب ہوتی تو آپ اپنے ل و عیال کو جگاتے اور کہتے نماز پڑھو اور یہ آیت تلاوت کرتے۔ و امر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا لاسئلک رقا۔ سخن ذوقک العاقبۃ للتقویٰ۔ محب الطبری بروایت عبد اللہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے نماز فجر میں سورۃ حج و سورۃ یوسف پڑھی اور آہستہ آہستہ۔ نیز محب الطبری نے بروایت ابن عمر روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے وفات نہیں پائی جب تک کہ متواتر روزے نہ رکھ لئے (یعنی دو سال) نیز محب الطبری نے بروایت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اکثر کلام تھا (اللہ اکبر) امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اعمال نے آپس میں مبالغہ تو صدقہ نے کہا۔ میں تم میں افضل ہوں۔ ابوطالب مکی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اہل بیت کو بکریوں یا اس سے زیادہ بکریوں کا ایک گلہ دیا کرتے تھے۔ مطلب یہ کہ محتاج کا غنی کرنا افضل ہے۔ امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ حاجی کی مغفرت کی جاتی ہے اور جس کے لئے حاجی مغفرت مانگے ذی الحجہ سے محرم و صفر اور دس ربیع الاول تک۔ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جو شخص اس خانہ کعبہ کا طواف کرنے آیا اور طواف کیا۔ وہ گناہوں سے اس طرح پاک

ہو جاتا ہے جس طرح کہ وہ اپنی ولادت کے دن گناہوں سے پاک تھا۔ ابوطالب روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اگر بمقام رکبہ (حجائے کے ایک مقام کا نام ہے) ستر گناہ کئے جائیں تو مجھے اس نے پسند ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک بھی گناہ کیا جائے۔ ابوطالب اور امام غزالیؒ روایت کرتے ہیں کہ جب حاجی کر لیتے ہیں تو آپ کہتے اسے اہل یمن یمن روانہ ہو اور اسے اہل شام شام روانہ ہو اور اسے عراق والو عراق روانہ ہو جاؤ۔ ابوطالب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک بختی اونٹ ہدی کیا (ہدی قرب اور قربانی بھجنے کو کہتے ہیں جو بحالت حج و عمرے سے رک جانے کے خانہ پر بھیجی جاتی ہے مترجم) اس کو لوگ تین سو دینار میں مانگنے لگے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اُسے دے کر دیا جائے اور اس کے عوض بہت سے دُنبے خرید کر بھیج دئے جائیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اسی اونٹ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ مساجد زمیں پر اللہ کے گھر ہیں اور خدا مساجد کا حق ہے کہ وہ زائرین کی عزت کریں۔ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ جب رمضان شریف تو حضرت عمر فاروقؓ فرماتے رمضان مبارک مہینہ ہے۔ کل ماہ رمضان تمامہ خیر ہے۔ اس کا دن روزا سے گزرتا ہے اور شرب قیام میں گزرتی ہے اور اس میں اپنے پر خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ابوبکر بروایت ابی عثمان الہندی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جاڑے عابدوں لئے غنیمت ہیں۔ نیز ابوبکر بروایت ایک خراسانی میکائل نامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ جب شرب کو اٹھتے تو مناجات کرتے کہ اے پروردگار تو میرے مقام۔ میری منزلت اور میری حاجت جانتا ہے۔ سو تو مجھے اپنے پاس سے فائز المرام مستجیب و مستجاب واپس کر تو نے مجھے بخش دیا ہے ا مجھ پر تو نے رحم کیا ہے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے۔ اللھم لا اری شیئاً من الدیدوم ولا اری حالاً فیہا یتقیم اللھم اجعلنی انطق فیہا بعلم واصمت فیہا بحلم اللھم لا نکذ من الدنیا خاطغی ولا تقبل لی منها فانسی فانما قل وکفی خیئراً محالکثر والہی۔ ترجمہ ”اے پروردگار دنیا کی کسی شے کو نہیں دیکھتا کہ وہ قائم ہو۔ اسی طرح میں دنیا کی کسی حالت کو پائندہ نہیں پاتا۔ پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں جب بولوں تو علم کی بات اور جب خاموش رہوں تو حلم کے ساتھ۔ میرے لئے دنیا زیادہ نہ کرنا کہ میں سرکشی نہ کر سکوں اور نہ اس قدر کم کہ میں اس کے فکر میں تجھے بھول جاؤ اے پروردگار جو شے تھوڑی ہو اور کافی ہو جائے وہ بہت ہے اُس سے کہ زیادہ ملے اور میں لہو و لہ میں پھنس جاؤں۔“ نیز ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ دعا کیا کرتے تھے۔ اللھم انی ان تاخفہ فی علی عزۃ او تذرنی فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اگر ایک حرف بھی اوپر کو صعود نہیں کرتا جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔ امام فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی۔ امام ابو حنیفہ نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابو جعفر محمد بن علی بیان کیا انہوں نے کہا کہ اُسے علی بن ابی طالب حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں جب کہ آپ زخم

رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرمایا حضرت علی مرتضیٰ نے رحم کرے اللہ آپ پر نہیں ہے زمین پر کوئی شخص کہ دست رکھتا ہوں کہ میں اللہ سے ملوں اس جیسا صحیفہ (اعمال نامہ) لے کر بجز آپ کے - ۱۲

آفات اللسان

امام غزالی فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق نے فرمایا لسانی و تکلف بیانی حرکات شیطان سے ہے۔
 فرمایا اگلا ہو جاؤ اشارات و کنایات میں ایک خوبی ہے جو مستکلم کو دروغ گوئی سے بچا لیتی ہے۔
 ام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل حضرت عمر فاروق کے عامل تھے جب یہ واپس آئے
 کی زوجہ نے کہا کہ میرے لئے کیا تحفہ لائے انہوں نے کہا میرے ساتھ ایک نگہبان تھا۔ ان کی
 نے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں امین تھے حضرت صدیق کے زمانہ میں بھی امین
 اور حضرت عمر فاروق نے تمہارے ساتھ نگہبان بھیج دیا۔ اس کے بعد ان کی زوجہ نے حضرت
 فاروق کے پاس جا کر شکایت کی۔ آپ نے حضرت معاذ کو بلا بھیجا اور دریافت کیا کیا معاملہ ہے
 نے کہا میں بجز اس کے اور کوئی عذر نہ کر سکا۔ حضرت عمر فاروق ہنسنے لگے اور انہیں کچھ دے
 پایا یہ اپنی بیوی کو دے کر اُسے راضی کر لو۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ابن ابی غرزہ خلع بہت کیا
 نے تھے۔ یہاں تک کہ یہ واقعہ ان کے متعلق مشہور ہوا۔ بعد ازاں وہ عبداللہ بن ارقم کو اپنے گھر
 لائے۔ اور اپنی زوجہ کو قسم دلا کر کہا کہ کیا تم مجھ سے بغض رکھتی ہو انہوں نے کہا ہاں۔ ازاں بعد
 ت عمر فاروق نے ان کی زوجہ کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا تمہارا بیان ہے کہ تم اپنے شوہر سے بغض
 ہو۔ انہوں نے کہا جب مجھے قسم دلائی تو میں نے نہیں چاہا کہ میں جھوٹ بولوں۔ اور کیا اے امیر
 میں اس وقت جھوٹ بولتی آپ نے فرمایا کیا حرج ہے اگر تم اس موقع پر جھوٹ بولو۔ کیونکہ جب
 سے کوئی اپنے شوہر کو دوست نہ رکھتی ہو تو اُسے چاہیے کہ اپنے شوہر سے بیان نہ کرے۔ کیونکہ
 گھروں کی تعداد بہت کم ہے جن کی بنیاد محبت پر ہو۔ لیکن عموماً لوگ اسلام و احسان کے ساتھ
 نرت رکھتے ہیں۔ نیز امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا مدح کرنا گویا ذبح کرنا ہے۔
 زالی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق کی مدح کی آپ نے فرمایا تم مجھے اور اپنے نفس کو ہلاک
 چاہتے ہو۔ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ مالک بن دنیار نے بروایت احنف بن قیس روایت
 ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اے احنف جو شخص زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت بہت کم
 باقی ہے۔ اور جو مزاح زیادہ کرتا ہے لوگ اُسے ہلکا جانتے ہیں۔ جو شخص جس شے کی کثرت کرتا ہے
 کے ساتھ مشہور ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص زیادہ بولتا ہے زیادہ خطا کرتا ہے۔ جو زیادہ خطا کرتا
 اس کی حیا کم ہو جاتی ہے۔ جس کی حیا کم ہوتی ہے اس کا تقویٰ کم ہو جاتا ہے۔ جس کا تقویٰ کم ہوتا
 اس کا قلب مرجاتا ہے۔ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا انسان کے
 ہونے کے لئے یہ باتیں کافی ہیں۔ لوگ جو کچھ اس کے پاس لائیں اس پر عیب لگائے۔ لوگوں کے عیوب دیکھے

اور اپنے نفس کے عیوب نہ دیکھے۔ اپنے ندیم و جلس کو تکلیف دے اور وہ بھی لایعنی باتوں

آفات القلب

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے ایک خطبہ میں بیان کیا کہ تمہارا فائز المرام ہے وہ شخص جو خواہش طبع اور غضب سے محفوظ رہا۔ امام غزالی فرماتے ہیں آپ شخص پر غضبناک ہوئے اور اُس کے مارنے کا حکم دیا۔ مالک بن اوس نے کہا اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاہلین۔ آپ نے اس آیت تامل کیا اور اُسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ کے سامنے آیت تلاوت کی جاتی تو آپ ٹھہر جاتے اور کرتے۔ امام غزالی فرماتے ہیں ایک روز حضرت عمر فاروق غضبناک ہوئے۔ آپ نے پانی استنشاق کیا اور فرمایا غضب شیطان سے ہے اور استنشاق غضب کو دفع کرتا۔ امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو فرشتہ کی حکمت کو عالی کرتا ہے اور کہتا ہے تو بلند ہو اور اللہ تجھے بلند کرے گا۔ اور جب وہ تکبر اور اُس کے طور طریقے حد سے بڑھ جاتے ہیں تو فرشتہ اُسے پست کرتا ہے اور کہتا ہے دُؤ ہو اللہ تجھے ذلیل کرے۔ پس وہ اپنے زعم میں خود کو ذی عزت سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوتا ہے اور ایسا ذلیل ہو جاتا ہے کہ خنزیر سے بھی بدتر۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ شخص نے حضرت عمر فاروق سے اجازت چاہی کہ وہ نماز صبح سے فارغ ہو کر وعظ کیا کرے نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا آپ مجھے مسلمانوں کو نصیحت کرنے سے روکتے ہیں آپ اس لئے کہ تمہارا نفس نہ پھول جائے۔ اور تم اسے ثریا تک نہ پہنچا دو۔ ابو طالب ملی کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہاری قوم کا سردار کون شخص اس نے کہا میں ہی ہوں۔ فرمایا اگر تم ہوتے تو ایسا کبھی نہ کہتے۔ امام غزالی فرماتے ہیں بن نباتہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق درہ لیکر بازار میں گشت لگایا کرتے گویا میں حضرت عمر فاروق کو دیکھ رہا ہوں کہ بائیں ہاتھ میں گوشت کا ٹکڑا اور دائیں ہاتھ لئے ہوئے مکان میں داخل ہوئے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروق اپنی پشت پر مشک اٹھائی۔ لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین یہ کس لئے فرمایا میرے دُؤ عجب داخل ہو گیا اس لئے میں نے چاہا کہ اسے ذلیل کروں۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ وہب نے کہا میں نے آنحضرت عمر فاروق کو بازار میں درہ لئے پھرتے دیکھا کہ اور آپ وقت جوتہ بند باندھے ہوئے تھے۔ اس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے جن میں بعض چمڑے امام غزالی فرماتے ہیں ایک خطبہ میں حضرت عمر فاروق نے فرمایا اے لوگو جان لو کہ اللہ خلیفہ کے حکم اور اس کے رفیق سے زیادہ پسندیدہ اور زیادہ نفع دینے والی کوئی شے نہیں

کے نزدیک خلیفہ کے جہل اور حق سے زیادہ مبغوض اور لوگوں کو ضرر پہنچانے والی کوئی شے نہیں۔ ان لوگ جو شخص عافیت ڈھونڈتا ہے اُسے عافیت دی جاتی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ت عمر فاروق نے ایک شخص سے فرمایا کہ عمل ظاہر اختیار کرو اس نے پوچھا عمل ظاہر کیا ہیں۔ وہ کام کرو کہ جب کوئی ان پر اطلاع پائے تو تمہیں شرم دامنگیر نہ ہو۔

ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تواضع سے ہے کہ پہلے سلام کرے کسی مسلمان سے ملے اور مجلس میں بیٹھ جائے جہاں جگہ ملے اور پسند نہ کرے کہ اس کا ذکر تقویٰ میں گاری کے ساتھ کیا جائے۔ ابواللیث بروایت قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں کہ جب ت عمر فاروق شام گئے اور علماء و کبراء قوم نے آپ کا استقبال کیا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ سے پر سوار ہو جائیے۔ کیونکہ عموماً لوگ آپ کو دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا تم سمجھتے ہو کہ دنیا کی ہے۔ حالانکہ عزت وہاں کی ہے۔ اور آسمان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا مجھے اسی میں رہنے دو۔ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے جب شام کی طرف جا رہے اپنے اور غلام کے درمیان باری مقرر کر رکھی تھی اچنانچہ بمقدار ایک فرسخ آپ اونٹ پر بیٹھتے لام اونٹ کی نیکیل پکڑ کر چلتا اور بمقدار ایک فرسخ آپ نیکیل پکڑ کر چلتے اور غلام اونٹ پر سوار۔ جب شام پہنچے تو اتفاق سے سوار ہونے کی باری غلام کی تھی اور آپ نیکیل پکڑے جا رہے۔ ابو عبیدہ بن جراح امیر شام آپ کے استقبال کو آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا امیرائے کا آپ کو اس حال میں دیکھنا مناسب نہیں فرمایا ہم کو اللہ نے اسلام کی عزت دی ہے۔ لوں کے کہنے سننے کا خیال نہیں کرتے۔ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کہ دینی اصلاح یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو پہچانو اور اعمال کی اصلاح یہ ہے کہ عجب کو اپنے سے دور کرو۔ اور اصلاح شکریہ کہ اپنی تقصیر کا اقرار کرو۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ طمع فقر ہے اور یاس غنی جو شخص اس سے ناامید ہو گیا جو لوگوں اٹھ میں ہے اور قناعت اختیار کی وہ اُن سے غنی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں عمر بن اسود ی نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ میں لباس فاخرہ نہیں پہنتا نہ کبھی شب کو لباس پہنکرتا اور نہ کبھی سم تراشیدہ سوار پر سوار ہوتا ہوں نہ شکم سیر ہو کر کبھی کھانا کھاتا ہوں۔ آپ نے جو شخص سنت رسول اللہ کو دیکھنا چاہے وہ انہیں دیکھ لے۔ ابوطالب کی روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق نے فرمایا اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھا کرے اور کبھی افطار نہ کرے اور شب بام کرے اور صدقہ کرے اور مجاہدہ کرے اور بخیر بوجہ اللہ نہ کسی سے محبت کرے نہ بغض رکھے یا صیام الدہر اُسے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ابوطالب کی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنے مسلمان بھائی کو اس کے عیب پر آگاہ کرے۔ ابوبکر بروایت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جن باتوں سے تمہیں

غرض نہیں اس سے تعرض نہ کر۔ دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست سے بھی بے خطا مگر امین سے اور امین نہیں مگر وہی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ فاجر کے پاس نہ بیٹھو اس کا فحور تم بھی سیکھ جاؤ گے۔ اُسے اپنے راز سے مطلع نہ کرو۔ اور مشورہ ان لوگوں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ ۱۷۔

التوبہ

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا ربذ نصیبوں کے دل پر مہر کر۔ عرش کے نیچے ہے۔ جب شعائر اللہ کی ہتک کی جاتی ہے۔ اور محرمات حلال کر لئے جا تو اللہ تعالیٰ مہر کرنے والے کو بھیجتا ہے اور وہ لوگوں کے دل پر جو ان کبائر میں ملوث کر دیتا ہے۔ ابوبکر۔ ابوطالب اور شیخ سہروردی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا اپنے نفسوں کا حساب کر لو۔ قبل ازیں کہ تم سے حساب لیا جائے ازیں کہ تمہارے اعمال وزن کئے جائیں اور عرض اکبر (محشر کے دن) کے لئے تیار ہو یہ وہ دن ہے جس دن تم پیش کئے جاؤ گے اور تم سے تمہارے اعمال میں سے کچھ چھپا ابوطالب کی روایت میں اس قدر زیادہ ہے کہ آخرت کا حساب ان لوگوں پر ہلکا ہو گا ہی میں اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال قیامت کے دن ہوں گے جو اپنے نفسوں کو دنیا میں وزن کرتے رہتے ہیں۔ میزان میں کوئی نیک عمل نہ جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ وزن ہو گا۔ ابوطالب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک دن نماز مغرب میں اس قدر تاخیر ہوئی کہ تارے نظر آنے لگے تو آپ نے ایک آزاد کیا۔ ابوبکرؓ بروایت عون بن عبد اللہ بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا اٹھا کرو۔ کیونکہ وہ لوگ رقیق القلب ہو۔ ابوبکرؓ بروایت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق سے دریافت کیا کہ توبہ نصوح کیا ہے۔ فرمایا توبہ نصوح یہ ہے کہ بندہ برے کام سے توبہ کرے اور کا اعادہ نہ کرے۔ ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے احنف بن یحییٰ پوچھا اہل الناس کون شخص ہے کہا جو شخص آخرت کو دنیا کے عوض بیچ دے۔ حضرت فاروق نے فرمایا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ جاہل شخص سے آگاہ کرتا ہوں۔ یہ وہ ہے جو اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے عوض بیچ دے۔

ابواللیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ آب دیدہ ہوئے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آب دیدہ ہو رہے ہیں۔ فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ حیا کرتا ہے۔

اس شخص کو عذاب کرے جو اسلام میں بوڑھا ہو گیا۔ پس اب کیا شیخ کو اللہ سے انہیں کرنا چاہیے کہ وہ بڑھاپے میں گناہوں سے ملوث ہو۔ بعد ازیں کہ اس نے شباب کا زمانہ اسلام میں گزارا۔ ابوبکر بروایت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ نرت عمر فاروق سے آیا کریمہ واذا النفوس زوجت کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا قیامت ہون جنت میں مرد صالح کو مرد صالح کے ساتھ اور دوزخ میں گنہگار کو گنہگار کے ساتھ لکھا جائے گا۔

ذم الدنیا واستحباب التقلد والتحش

ابوبکر بروایت شفیق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں لکھا کہ دنیا ایک فتنہ ہے جس کے پھل شیریں ہیں پس جو شخص اس باغ سے پھل توڑے مگر بحق تو سزاوار ہے اس کے پھلوں میں برکت دی جاوے اور جو اس باغ سے پھل توڑے مگر بغیر حق اس کی مثال شخص جیسی ہے کہ کھاتا چلا جائے مگر سیر نہ ہو۔ ابوبکر بروایت ابراہیم بن عبد الرحمن بن ت روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق کی خدمت میں کسرے کے خزانے لائے گئے اس قدر زرد و سفید مال سامنے رکھا گیا جسے دیکھ کر آنکھوں کو حیرت ہوتی تھی۔ حضرت عمر فاروق یہ مال دیکھ کر آب دیدہ ہوئے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف نے کہا آپ کیوں آبدیدہ ہوئے یہ تو خوشی اور شکر گزاری کا دن ہے فرمایا یہ مال کسی قوم میں زیادہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ تعالیٰ ان کے درمیان بغض و عداوت ڈال دیتا ہے۔

ابوبکر بروایت سعید بن بردہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری لکھا اما بعد معلوم ہو کہ نیک بخت راعی وہ ہے جس کی رعایا سعادت مند ہو۔ اور بد بخت راعی وہ ہے جس کی رعیت بد بخت ہو۔ مبادا کہ تم حیوانوں کی طرح کھانے پینے لگو۔ اور تمہاری دیکھا دیکھی تمہارے عمال بھی۔ اور پھر تمہاری مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک جانور ہو جائے کہ زمین پر جہاں کہیں وہ سبزہ دیکھتا ہے چرنے لگتا ہے اور چرچرا کر تازہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس کے ہلاک یعنی ذبح ہونے کی علامت ہے۔ والسلام۔

ابوبکر بروایت لسیان بن نمبر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے واقعہ دیکھی حضرت عمر فاروق کے لئے آٹا نہیں چھانا۔ مگر صرف ایک دفعہ میں نے آپ کی نافرمانی کی ہے۔ ابوبکر ایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے گھی۔ چربی اور زیت خوشبودار کے سوا اور کچھ جسم یا سر پر نہیں ملا۔ ابوبکر بروایت یونس روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن اوقات حضرت عمر فاروق کا ذکر کرتے اور فرماتے کہ واللہ نہ آپ قبول اسلام میں سب مقدم تھے اور نہ ہی فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں سب سے افضل۔ مگر بوجہ زہد اور بے رغبتی

دنیا اور بوجہ امر الہی میں سخت ہونے کے لوگوں پر غالب ہے۔ آپ کسی لوم لائم کا ڈرنہ رکھتے تھے۔ ابوبکر بروایت عطاء بن انسانی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروق دیر سے برآمد ہوئے۔ آپ کے جلساء نے دریافت کیا کہ آج آپ کے دیر سے برآمد ہونے کا کیا باعث ہے فرمایا میں نے کپڑے دھوئے تھے۔ جب وہ سوکھ گئے تب میں تمہارے آسکا۔ ابوبکر بروایت سفیان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابوموسیٰ اشعری کو کہ تم آخرت کو زہد اور بے رغبتی دنیا کے بغیر پا نہیں سکتے۔ ابوبکر بروایت سفیان روایت کرتے ہیں کہ عراق سے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں چند لوگ آئے۔ (جب کھانا کھانا اور آپ نے دیکھا کہ وہ باستکراہ و مجبوری کھانا کھا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اے اہل عراق اگر میں چاہتا کہ میرے لئے نرم نرم کھانے پکائے جائیں جس طرح تمہارے لئے پکائے ہیں تو میں ایسا کر سکتا تھا۔ مگر ہم دنیا کا کچھ حصہ آخرت کے لئے باقی رکھتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں پڑھی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اذہبتم طیباً تکلف فی الحیوۃ الدنیۃ استمتعتم بہا۔ ابوبکر بروایت عمروہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق شام گ کا قمیص نیچے سے پھٹا ہوا تھا۔ یہ قمیص لمبا اور موٹا تھا۔ آپ نے اُتار کر صاحب رزاعا ابلہ کے پاس بھیج دیا جسے اُس نے دھویا اور اس میں پیوند لگا دیا اور ساتھ ہی آپ کے لئے ایک باریک قمیص سی کر تیار کیا گیا۔ اور تیار کر کے آپ کے پاس لے کر آیا اور پہلے نیا قمیص آ دیا۔ آپ نے اُسے ٹٹول کر اسی کی طرف پھینک دیا اور کہا میرا پرانا قمیص مجھے دے دو وہ پسینہ کو خشک کرنے والا ہے۔ ابوبکر بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر کی خدمت میں کھانا لایا جاتا نان کے ساتھ خواہ گوشت ہو تا یا دودھ۔ روغن زیت سرکہ ساگ وغیرہ آپ تناول کرتے اور تناول کر کے انگلیاں چاٹتے اور پھر دونو ہاتھوں کو آ ملتے اور فرماتے آل عمر کا تولیہ یہی ہے۔ ابوبکر بروایت حبیب روایت کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک دعوت میں گئے۔ جب آپ کسی رنگ کا کھانا لایا جاتا تو سب کھانوں کو ایک ہی رنگ کے کھانے میں ملا لیتے۔

ابوبکر بروایت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں گرائی ہو گئی آج جو کھانا شروع کیا یہاں تک کہ جو آپ کے ناموافق آنے لگے آپ نے اپنا ہاتھ شکم پر دال دیا تیرے لئے یہی ہے جو تیرے سامنے موجود ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کرے۔ ابوبکر بروایت یحییٰ بن حیدر روایت اور وہ عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے کسی سفر میں حضرت عمر فاروق کے ساتھ گئے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اثنائے را دیکھا کہ حضرت عمر فاروق نے کہیں خیمہ لگایا ہو۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں بن عامر سے پوچھا کہ پھر حضرت عمر فاروق سایہ کس چیز کا کیا کرتے تھے انہوں نے کہا

شاخوں پر اپنا بساط ادیم ڈال دیتے اور اس کے نیچے آرام لیتے۔ ابو بکر روایت بشر بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق شام گھوڑا لایا گیا اور آپ اس پر سوار ہوئے جب وہ تھک کر چلنے لگا تو آپ اس پر سے اتر پڑے اور اس کے منہ پر ہاتھ مار کر فرمایا خدا تجھے سوار کرے جس نے تجھے ایسا سکھلایا۔ ابو طالب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے امراء جناد کو لکھا کہ سختی و درشتی اختیار کرو۔ ابو طالب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مانہ سعادت ہیں اشران (ایک قسم کا گھاس جس سے ہاتھ دھویا کرتے تھے) نہیں جانتے تھے۔ بلکہ ہمارے پاس رو مال ہوتے تھے۔ جس سے اپنے چکنے تھے پونچھ لیا کرتے تھے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا شکم سیری سے پرہیز کرو۔ کیونکہ وہ زیت کو بھاری کرنے والی ہے۔ موت کے بعد لاش کو جلد سڑانے والی۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ یزید بن سفیان انواع و اقسام کے کھانے تناول کرتے ہیں تو آپ نے ان کے غلام سے کہہ دیا۔ کہ جب ان کے شب کے کھانے کا وقت آئے تو مجھے اطلاع کرنا چنانچہ غلام نے آپ کو اطلاع دی آپ دسترخوان بچھاتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ یزید (نان شوربا) لے کر بگھویا ہوا ان کے دسترخوان پر لایا گیا تو آپ نے ان کے ساتھ تناول کیا۔ بعد ازاں بھنا ہوا گوشت لایا گیا تو یزید بن سفیان نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور حضرت عمر فاروق نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور فرمایا اللہ سے یزید بن سفیان دو دو قسم کے کھانے تناول کرو گے۔ قسم ہے اس فلان جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اصحاب رسول اللہ کے خلاف کرو گے تو اللہ تمہارا طریقہ ان کے طریقہ کے خلاف کر دے گا۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت سلمان (فارسی) سے جب کہ وہ آپ کے پاس آئے فرمایا کہ وہ کیا بات ہے جو تمہیں میرے متعلق پہنچی ہے۔ اور جسے تم ناپسند کرتے ہو آپ نے ان سے معافی مانگی اور اصرار کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ دو لباس رکھتے ہیں ایک دن کا اور ایک رات کا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دسترخوان پر دو قسم کے سالن رکھے جاتے ہیں (عرب میں از قسم سرکہ بھی سالن میں شمار کیا جاتا ہے مترجم) آپ نے فرمایا یہ دونو تو ایسی باتیں ہیں کہ آپ خود بھی مجھے اس میں معذور رکھیں گے

ان کے علاوہ تو آپ کو کوئی بات نہیں پہنچی انہوں نے کہا نہیں۔ ابو الیث برہ
حفصہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے رز
ق میں توسیع فرمائی اور آپ کو بہت کچھ خیر و برکت عطا کی ہے۔ اگر آپ خوش واثق
کھائیں اور نرم لباس پہنا کریں فرمایا اس معاملہ میں میں تمہاری بات نہ مانوں گا چنا
آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات یاد دلاتے رہے جو خود انہیں بھی
تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آب دیدہ کر دیا۔ پ
فرمایا میرے دو صاحب تھے جنہوں نے وہ طریقہ اختیار کیا جو اختیار کیا۔ اب اگر
ان کے برخلاف طریقہ اختیار کروں تو میرے ساتھ بھی قیامت کے دن ان
خلاف طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ واللہ میں بھی ان کی طرح سخت زندگی پر ہرگز
تاکہ قیامت میں ان کے ساتھ اچھی زندگی پاسکوں۔ امام مالک بروایت یحییٰ
سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ گوشت بکثرت نہ کھ
ورنہ گوشت خورمی کی ایسی عادت ہو جائے گی جیسی شراب کی۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق
نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا کہ گوشت لے جا رہے ہیں فرمایا یہ کیا ہے عمر
کیا اے امیر المؤمنین ہم نے چاہا کہ گوشت کھائیں۔ اس لئے ایک درہم کو
گوشت خرید کر لایا ہوں۔ فرمایا کیا تم سے نہیں ہو سکتا کہ اپنے ہمسایہ اور
بچوں کو دو۔ اور اپنا پیٹ باندھ کر رکھو۔ کیا تم اس آیت سے رہائی پاسکتے
(اذہبتم طیباتکم فی حیوۃکم الدنیا واستمتعتم بہا) امام مالک بروایت اسحق بن
بن ابی طلحہ اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ
عمر فاروق کے لئے ایک صاع کھجوریں لائی جاتیں اور آپ ان میں سے روزی اور
سب تناول کرتے۔ نیز امام مالک بروایت اسحق بن ابی طلحہ اور انس بن مالک
سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو جب کہ آپ خلیفہ
تھے دیکھا کہ آپ اپنے موٹے پر اوپر تلے تین پیوند لگائے ہوئے تھے
(اللہ اکبر)

الفصل الثانی

مقامات یقین کے بیان میں جن کی طرف قول اللہ تعالیٰ (اشداء علی الکفار رجاء بینہم) اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (من احب للہ وابغض للہ فقد استكمل ایمانہ) اور قول حضرت عمر فاروقؓ (لو ان رجلاً صام النہار لا یفطر و قام اللیل و تصدق و جاهد و لم یحب فی اللہ عز و جل و یبغض فیہ ما نفعہ ذالک شیئاً) میں اشارہ کیا گیا ہے۔

حقیقت ازیں قبیل نور یقین کی یہ ہے کہ قوت عاملہ پر نور یقین اس درجہ مستولی ہو جائے کہ بہیمیہ و سبعیہ کو مسخر کرے اور اسی نور یقین کے ثمرات و نتائج سے ہے کہ اتباع اللہ میں سخت ہو۔ خلق اللہ پر شفیق ہو۔ جب کتاب اللہ پڑھی جائے تو اپنے ارادے رک جائے۔ شبہات میں تورع اختیار کرے۔ لذات نفسانیہ سے بے رغبتی کرتا ہے۔ اور حضرت عمر فاروقؓ کو اس قسم کا نور یقین حاصل ہوتا باحادیث کثیرہ ثابت از اہل جملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا۔ رحمہ اللہ عمر یقول الحق وان کان عمر اترکہ و مالہ من صدیق۔ اللہ عمر پر رحم کرے حق بات کہہ گزرتے ہیں اگرچہ تلخ ہی کیوں نہ۔ حق گوئی نے انہیں علیحدہ کر دیا ہے کہ ان کا کوئی صدیق نہیں (صدیق سے اصدقاؤ دنیا ہیں ورنہ طالبان حق آپ سے محبت رکھتے تھے اور یہ بتواتر اخبار و آثار ثابت ہے۔) از جملہ ثمرات و نتائج اس یقین سے حضرت عمر فاروقؓ کا وہ قول ہے جو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلائے فرمانے کے بعد آپ کی خدمت میں جاتے تھے اپنے غلام رباح سے کہا تھا کہ اے رباح کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ خیال فرمائیں کہ میں آپ سے حفصہ کے بارے میں کچھ کہنے آیا ہوں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کی گردن مارنے کو کہیں گے تو بلا توقف اس کی گردن مار دوں گا۔ الحدیث من روایت مسلم وغیرہ۔ از اہل جملہ اسلام ابی سفیان کے بارے میں سختی کرنا رپورا قصہ فضائل غزوہ فتح مکہ میں چمکا ہے جب حضرت عمر فاروقؓ نے زیادہ قیل و قال کی تو حضرت عباس نے

ایلائے کہتے ہیں زوجہ کے پاس جاتے سے قسم کھانے کو۔ مترجم

فرمایا کہ اے عمر اگر قبیلہ بنی عدی کا کوئی شخص ہوتا تو آپ کبھی ایسا نہ کہتے مگر اب
(ابوسفیان) بنی عبد مناف سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اے عباس
بات نہیں ہے واللہ مجھے آپ کا قبول اسلام زیادہ پسند تھا جس روز کہ آپ
قبول اسلام کیا میرے والد کے قبول اسلام سے اگر وہ قبول اسلام کر لیتے
مجھے کیوں آپ کا قبول اسلام پسند نہ ہوتا جب کہ میں نے جان لیا تھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا قبول اسلام احب تھا خطاب کے قبول اسلام سے
(الحديث من روايته محمد بن اسحق)۔

از انجملہ ایک مہاجر کے قصہ میں (جب کہ مہاجر نے انصار میں سے ایک شخص
پشت پر گھونسا مارا۔ اور عبد اللہ بن ابی منافق نے اس کے متعلق کچھ ہذب
حضرت عمر فاروق کا فرمانا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس
کی گردن اڑا دوں فرمایا جانے دو۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ کہنے لگیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ
اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔ (الحديث من روايته مسلم) اسی طرح ابن صیاد
میں آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ با
قتل کر دوں فرمایا کہ اگر یہی شخص ہے جسے تم دیکھ رہے ہو تو تم اسے قتل نہیں
(الحديث من روايته الشيخين) اسی طرح قصہ حاطب بن ابی بلتعہ کے معاملہ (اور
قریش سے مسلمانوں کے برخلاف خط و کتابت کرتا تھا) میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر فاروق کا عرض کرنا کہ مجھے اجازت دیے
اسے قتل کر دوں۔ کیوں کہ اس نے کفر کی بات کی۔ لیکن جب آنحضرت
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ
اہل بدر کے حال سے آگاہ ہو گیا اور فرمایا۔ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم۔
عمر فاروق کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ (الحديث من روايته الشيخين عن
اسی طرح تقسیم غنیمت کے وقت جب ذمی انخویصرہ نے کہا یا رسول اللہ آ
کیجئے۔ فرمایا اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون انصاف کرے گا۔ عرض
رسول اللہ مجھے فرمائیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا جانے دو اس
اصحاب ہوں گے جن میں ایک دوسرے کی نماز کی تحقیر کرے گا۔ (الحديث
الشيخين) اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں فرمایا مجھے معلوم
کہ بہت سے بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سے اس واقعہ طوعاً و کرہاً آئے ہیں
انہیں ہم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس جس شخص کا بنی ہاشم میر
کسی سے سامنا پڑے تو چاہیے کہ اسے قتل نہ کرے اور جس کا عباس

و چاہیے کہ انہیں قتل نہ کرے۔ ابو حذیفہ نے کہا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم
 آباد اجداد اور اپنے بھائی بندوں کو تو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔
 نہ اگر ان سے میرا مقابلہ ہو گیا تو میں اپنی تلوار کو ان کا خون پلائے بغیر نہیں
 سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ نے
 عمر فاروق سے فرمایا اے ابو حفص (حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ یہ پہلا
 تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کنیت سے یاد فرمایا)
 عم رسول اللہ کے مونہ پر تلوار ماری جائے گی۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے
 نے کہ میں ابو حذیفہ کی گردن مار دوں۔ کیونکہ اس نے یہ نفاق کا کام
 ہے۔ الحدیث من روایت ابن اسحاق۔

حضرت عمر فاروق کا اپنے تخت جگر کو حدمارنا

اسی نور یقین کے ثمرات و نتائج سے یہ امر بھی تھا کہ آپ نے اپنے فرزند ابو ثعمر
 الرحمن پر حد قائم کی اور حدود اللہ میں رافت و رقت کو دخل نہیں ہونے دیا
 یہ اعجب واقعات سے ہے۔ صورت واقعہ کے بیان کرنے میں مختلف روایتیں
 ہیں۔ ہم اس جگہ صرف دو روایتیں ذکر کرتے ہیں جو محب الطبری نے بروایت
 بیان کی ہیں۔ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت ابن عباس
 مجلس میں بیٹھے ہوئے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق کے فضائل ذکر
 رہے تھے۔ جب حضرت ابن عباس نے حضرت عمر فاروق کا ذکر سنا تو آپ
 نے روئے حتیٰ کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر فرمایا اللہ رحم کرے اس
 پر جس نے قرآن پڑھا۔ اس پر عمل کیا اور حدود اللہ قائم کیں جیسا کہ
 تعالیٰ نے حکم کیا۔ حضرت عمر فاروق کو امر الہی میں لوم لائم کا خوف
 نہیں ہوتا تھا۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے لڑکے
 کا قائم کی جس سے وہ جان بر نہ ہو سکا۔ کہا گیا اے ابن عم رسول اللہ
 کیسے اس کی کیفیت کیونکہ ہے۔ فرمایا میں ایک روز مسجد نبوی میں تھا
 بہت سے لوگ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک
 لڑکی آئی اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ
 مجھے کچھ کہنا ہے کہا ہاں یہ لڑکا آپ کا ہے جو میرے شکم سے ہے۔ فرمایا میں تو تجھے
 نتاجی نہیں۔ لڑکی رونے لگی اور عرض کیا اے امیر المومنین اگرچہ یہ آپ کی پشت سے نہیں
 یہ آپ کے لڑکے کا لڑکا ہے۔ فرمایا حلال سے یا حرام سے؟ عرض کیا میری جانب سے حلال سے

اور اس کی جانب سے حرام سے۔ فرمایا یہ کس طرح ذرا اللہ سے ڈر کر سچ بیان کرنا
 کیا اے امیر المومنین عرصہ ہوا کہ میں ایک روز بنی النجار کے باغ کے پاس سے
 رہی تھی کہ آپ کا لڑکا ابو شحمہ بحالت مخمور میرے پاس آیا اور شراب اس نے
 کی قربان گاہ میں پی تھی اس نے مجھے درغلایا اور باغ کی طرف کھینچ کر لے گیا
 مطلب برآری کی اور مجھے غشی طاری ہو گئی۔ میں نے اس معاملہ کو اپنے چچا
 اپنے ہمسایوں سے چھپائے رکھا۔ حتیٰ کہ مجھے زمانہ ولادت محسوس ہوا۔ اور میں
 مقام پر چلی گئی۔ اور وہاں میں نے یہ لڑکا جنا۔ میں نے چاہا کہ میں اسے مار ڈالوں
 ندامت آئی۔ سواب آپ میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کیجئے جو حکم الہی ہو
 فاروق نے منادی کو حکم دیا اس نے منادی کی اور لوگ جلد مسجد میں جمع ہو
 حضرت عمر فاروق نے فرمایا آپ لوگ متفرق نہ ہوں میں ابھی آتا ہوں اور حضر
 ابن عباس سے کہا آپ میرے ساتھ آئیں۔ پھر آپ نے مکان پر آکر پوچھا کیا
 ابو شحمہ نے کہا گیا ہاں وہ ابھی کھانا کھانے بیٹھے ہیں۔ آپ اندر گئے اور کہا
 من کھانا کھا لو شاید کہ یہ تمہارا آخری کھانا ہو۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں
 دیکھا کہ لڑکے کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کانپ کر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا
 فرزند من میں کون ہوں عرض کیا آپ میرے والد اور امیر المومنین ہیں۔ فرمایا کیا
 میری اطاعت کا حق ہے عرض کیا ہاں طاعتان مفروضتان۔ مجھ پر آپ کے و
 واجب الادائیں۔ ایک بحیثیت والد ہونے کے اور ایک بحیثیت امیر الم
 ہونے کے فرمایا بحق نبیک و بحق ابیک میں تم سے پوچھتا ہوں کیا تم کسی وقت
 کی قربانی میں شریک ہوئے ہو اور وہاں تم نے شراب بھی پی تھی۔ کہا ہاں مجھ سے
 ہوا ہے اور میں اس سے تائب ہو گیا ہوں فرمایا مومنین کا اس المال تو بہ تو
 پھر فرمایا اے فرزند من میں تم سے اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ پھر
 النجار کے باغ کی طرف گئے ہو اور وہاں تم نے ایک عورت کو پا کر اس سے بد
 کی ہے یہ سن کر ابو شحمہ ساکت ہو گئے اور رونے لگے۔ فرمایا اے فرزند من شرم
 وجہ نہیں۔ سچ بولو۔ اللہ سچ بولنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ عرض کیا ہاں
 سے ایسا کام ہوا ہے۔ اور میں اس سے تائب و نادم ہوں۔ جب آپ نے
 یہ کلام سنا تو آپ نے انہیں پکڑ لیا اور گریبان پکڑ کر مسجد لے گئے۔ ابو شحمہ
 اے پدر من آپ تلوار لے کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیجئے مگر مجھے
 نہ کیجئے۔ فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی ہے۔ ول یشهد عذابہما طائفت
 المومنین۔ پھر آپ انہیں کھینچ کر مسجد میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سائے آئے۔ اور فرمایا عورت سچ کہتی ہے۔ ابو شحمہ نے اقرار کر لیا۔
 آپ نے غلام افلح سے کہا اس میرے لڑکے کو پکڑ لو اور اسے دے مارو
 رہرگز مارنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرو۔ افلح رونے لگا اور کہا میں یہ کام نہ
 سکوں گا۔ فرمایا افلح میری اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
 ہے تو کر جو میں تجھے حکم کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں پھر آپ نے
 شحمہ کے کپڑے اتروائے اور لوگ باواز رونے لگے اور ابو شحمہ کہنے لگا۔
 ایت ارحم۔ اے پدر من مجھ پر رحم کیجئے آپ نے رو کر فرمایا ربک برحمک
 سارا پروردگار تم پر رحم کرے گا میں تمہیں حد اسی لئے مارتا ہوں کہ پروردگار
 آپ پر رحم کرے۔ اور مجھ پر بھی۔ پھر فرمایا اے افلح مارنا شروع کرو اس
 مارنا شروع کیا اور ابو شحمہ فریاد کرتے جاتے تھے۔ جب افلح شروع
 پہنچا تو ابو شحمہ نے کہا اے پدر من مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دیجئے
 مایا اے فرزند من اگر پروردگار تمہیں پاک کر دے گا تو محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم تمہیں حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔ جس کے بعد کبھی پیاسے نہ ہو گے
 فرمایا اے افلح مارو۔ جب اسی پر نوبت پہنچی تو ابو شحمہ نے کہا یا
 سلام علیک فرمایا وعلیک السلام اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 دیکھو تو میرا آپ سے سلام کہنا اور کہنا کہ میں عمر کو قرآن پڑھتے ہوئے
 اس پر عمل کرتے ہوئے اور حدود قائم کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ پھر
 مایا افلح مارو۔ جب نوے پر نوبت پہنچی ابو شحمہ خاموش و ضعیف ہو گئے
 در زبان بند ہو گئی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت عمر فاروق سے کہنے لگے
 اب جس قدر حد باقی رہتی ہے۔ آپ دوسرے وقت پر رہنے دیں۔
 مایا جب معصیت میں دیر نہیں کی گئی تو حد میں کیوں کر تاخیر کی جاسکتی
 ہے۔ کسی نے اسی وقت والدہ ابو شحمہ سے فریاد کی تو وہ روتی ہوئی دو
 رائیں اور کہنے لگیں کہ میں ایک ایک باقی درے کے عوض پیدل چل
 رنج کروں گی اور اس قدر صدقہ دوں گی۔ فرمایا حج و صدقہ حد کے قائم
 مقام نہیں ہو سکتا۔ افلح تم حد پوری کرو۔ جب حد کے آخری درہ پر نوبت پہنچی
 ابو شحمہ چیخنے اور زمین پر گر پڑے۔ آپ نے ان کا سر اپنی گود میں اٹھا کر رکھ لیا
 رو کر فرمانے لگے۔ باپ تجھ پر قربان ہو تجھے حق نے قتل کیا۔ تو آخری حد پر مرا
 ریتیرے عزیز و اقارب اور تیرا باپ تجھ پر رحم نہ کر سکے۔ جب لوگوں نے پاس

آن کر دیکھا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔ یہ ایک بڑا سخت دن تھا لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے تھے۔ حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ پھر پھر دن کے بعد حذیفہ بن یمان جمعہ کے دن صبح کو ہمارے پاس آئے اور بیان کیا کہ میں نے آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ساتھ حضرت ابو شحمہ کو خواب میں دیکھا۔ اور وہ دو سبز جتے پہنے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کو میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم کہہ دیا ہے کہ تم قرآن پڑھو اور حدود قائم کرتے رہو۔ اور ابو شحمہ نے کہا اے حذیفہ میرا والد کو میرا بھی سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اللہ آپ کو پاک کرے جس طرح آپ نے مجھے پاک کیا۔ (ابن ابی شیر ویر و یحییٰ نے اپنی کتاب المنتقی میں اسے روایت کیا اور دیگر محدثین نے یہ روایت کسی قدر تغیر اور اختلاف کے ساتھ روایت کی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں اس طرح ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق کا ایک لڑکا جس کا نام ابو شحمہ تھا ایک روز اس نے بیان کیا کہ میں مرتکب زنا ہوا ہوں آپ مجھ پر حد قائم کریں۔ آپ نے پوچھا تم مرتکب زنا ہوئے ہو انہوں نے کہا ہاں۔ اسی طرح آپ نے اس سے چار دفعہ اقرار کرایا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس کی حرمت نہیں معلوم تھی؟ کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا اے معاشر مسلمین اسے حد مارو۔ ابو شحمہ نے کہا اے معاشر المسلمین جس نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں مجھ جیسا فعل کیا ہو وہ مجھے حد نہ مارے۔ بعد ازاں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت امام حسن سے کہا اس کا داہنا بازو پکڑ لو۔ انہوں نے داہنا بازو پکڑ لیا اور حضرت امام حسین سے کہا تم اس کا بائیں بازو پکڑ لو۔ انہوں نے بائیں بازو پکڑ لیا۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے سترہ درے مارے تھے کہ ابو شحمہ بیہوش ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ سے ملو تو کہنا کہ مجھے اس شخص نے حد ماری ہے جس کے ذمہ کوئی حد نہیں۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق کھڑے ہوئے اور سو درے پورے کئے۔ اور ابو شحمہ نے انتقال کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں عذاب دنیا کو عذاب آخرت پر اختیار کرتا ہوں۔ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین کیا آپ اسے بدون غسل و کفن دفن کریں گے کہ یہ فی سبیل اللہ مقتول مارا گیا۔ فرمایا نہیں بلکہ ہم اسے غسل و کفن دے کر دفن کریں گے کیونکہ وہ فی سبیل اللہ نہیں بلکہ حد مارنے سے مرا ہے۔ اور عمر و بن العاص سے روایت ہے کہ میں بمقام بصرہ اپنے مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ عبدالرحمن بن عمر اور ابو مسرور آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا آئے دو۔ جب وہ آئے

نے دیکھا کہ وہ دونو مضمحل ہیں۔ آتے ہی انہوں نے کہا کہ آپ ہم پر حد قائم کریں۔ آج شب کو ہم شراب نوشی میں مبتلا ہوئے تھے حضرت عمرو بن العاصؓ آیا۔ میں نے انہیں زجر و توبیخ کی اور منع کیا تو عبدالرحمن بن عمر نے کہا کہ اگر ہمیں حد نہ ماریں گے تو میں جب جاؤں گا والد کو اس کی خبر کر دوں گا۔ حضرت بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا اگر میں ان پر حد قائم نہ کروں گا حضرت عمر فاروقؓ مجھ سے ناراض ہونگے اور مجھے معزول کر دیں گے۔ غرض میں ان مکان کے صحن میں لے گیا اور انہیں حد ماری۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن عمر نے ایک گوشہ میں بیٹھ کر سر منڈوا یا۔ کیونکہ حد مارنے کے بعد سر منڈوا یا کرتے ہیں نے واللہ حضرت عمر فاروقؓ کو اس کے متعلق ایک حرف نہیں لکھا۔ یہاں کہ آپ کا نامہ آیا۔ جس میں آپ نے لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ نامہ ہے خدا عمر کی طرف سے عمرو بن العاصؓ کی طرف اہل بعد معلوم ہو کہ مجھے تمہاری طرف اور میری رائے کے برخلاف عمل درآمد کرنے پر سخت تعجب ہے۔ میری بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ تمہیں معزول کر دوں۔ تم نے عبدالرحمن کو اپنے گھر حد ماری اور گھر ہی میں اس کا سر منڈوا یا۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ میرا عمل درآمد کے خلاف طریقہ پر ہے۔ عبدالرحمن تمہاری ہی رعیت میں سے ایک شخص ہے چاہیے تھا کہ تم اس کے ساتھ وہی معاملہ کرتے جو ہر ایک مسلمان کے ساتھ کرتے ہو۔ مگر تم نے جاننا کہ وہ امیر المومنین کا لڑکا ہے۔ تمہیں یہ بھی معلوم تھا کہ امیر میرے نزدیک کسی کی رو رعایت نہیں۔ جب تمہارے پاس میرا یہ نامہ پہنچا عبدالرحمن کو پالان سے باندھ کر میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاصؓ عبداللہ بن عمرؓ کی ہمراہی میں انہیں بھیج دیا۔ اور ایک عریضہ معذرت لکھ بھیجا۔ رات کا مضمون تھا کہ میں نے بے شک عبدالرحمن کو اپنے مکان کے صحن میں حد مارا۔ مگر میں اس ذات پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے آگے کسی کی قسم نہیں کھائی۔ میں مسلم اور ذمی دونو کو ہی مکان میں حد مارتا ہوں۔ جب عبداللہ بن عمر عبدالرحمن لے کر پہنچے تو انہوں نے عبدالرحمن کو اتار دیا۔ پالان میں باندھے جانے کی وجہ سے لی یہ حالت ہو گئی کہ چل نہیں سکتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے پوچھا کہ شراب نوشی کے مرتکب ہوئے ہو تو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ان کی طرف گفتگو کی کہ اے امیر المومنین ان پر حد ماری جا چکی ہے۔ مگر آپ نے ان کے کہنے التفات نہیں کیا اور عبدالرحمن چلانے لگے کہ میں تو مر رہا ہوں آپ مجھے مار سگے۔ غرض آپ نے انہیں دوبارہ حد ماری جس سے زیادہ بیمار ہو کر انہوں نے

انتقال کیا۔ (احقر عرض کرتا ہے ابو عمرو نے الاستیعاب میں بیان کیا شحمہ ان کی کہ تھی۔ انہیں کو عمرو بن العاص نے مصر میں حد خمر ماری اور بیمار ہو کر انہوں نے انتقال ایسے ہی معمر عن الزہری عن سالم عن ابیہ کے واسطے سے مروی ہے۔ لیکن اہل عراق کا خیال کہ ابو شحمہ نے حد کے درمیان انتقال کیا۔

زہیر کہتے ہیں کہ عمرؓ نے ان پر شراب کی حد قائم کی جس سے بیمار پڑے۔ اور انتقال کیا اور

آکل اپنے سالہ پر حد قائم کرنا !

اسی نور یقین کے ثمرات و نتائج سے یہ امر تھا کہ آپؐ نے اپنے سالہ پر حد قائم کرنا۔ حب الطبری اور ابو عمرو نے بروایت عبد اللہ بن ربیعہ بیان کیا ہے۔ عبد اللہ بن ربیعہ اکابر بنی عدی سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک تھے بیان کرتے ہیں کہ قدامہ بن مظعون کو حضرت عمر فاروقؓ نے بحر و بن کا عامل بنایا۔ قدامہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ اور ام المومنین حضرت حفصہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔ جب جبارو سے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے اور بیان کیا کہ اے امیر المومنین میں نے بن مظعون کو دیکھا کہ انہوں نے شراب پی۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ قابل حد ما کے ہوئے تو مجھ پر فرض ہوا کہ میں واقعہ کو آپؐ تک پہنچاؤں۔ آپؐ نے پوچھا اس بھی کوئی شاہد ہے۔ عرض کیا ابو ہریرہ آپؐ نے انہیں بلوایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں انہیں شراب پیتے نہیں دیکھا مگر میں نے انہیں مخمور اور قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابو ہریرہ تم نے شہادت میں اختلاف پیدا کر دیا۔ اس کے بعد آپؐ نے قدامہ بن مظعون کو لکھا کہ وہ مدینہ پہنچیں۔ جب وہ مدینہ آگئے اور جبارو دہی وہاں موجود تھی تو انہوں نے کہا اب آپؐ ان پر حکم کتاب اللہ نافذ کیجئے آپؐ نے ان سے کہا۔ تم مدعی ہو یا گواہ بھا، نے کہا مدعی نہیں بلکہ گواہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تو تم اپنی شہادت ادا کر چکے۔ اس بعد جبارو و ساکت ہو گئے۔ پھر کہنے لگے میں (اس معاملہ میں) آپؐ کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا واللہ تم خاموش رہو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔ جبارو نے کہا یہ عجیب ہے کہ شراب تو آپؐ کے چچا زاد بھائی پئیں اور سزا آپؐ مجھے دیں (قدامہ آپؐ کے سالہ پر اور چچا زاد بھائی بھی حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں دہمکی دی بعد ازاں حضرت ابو ہریرہؓ کیونکہ یہ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اے امیر المومنین اگر آپؐ کو ہماری شہادت میں شک ہو آپؐ قدامہ کی زوجہ بنت ولید سے بھی پوچھ لیجئے۔ آپؐ نے ان کی زوجہ کے پاس آدمی بھیجا اور فرما کر ان سے دریافت کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے شوہر قدامہ کے خلاف شہادت دی آپؐ نے فرما

انہیں حد مارنے والا ہوں۔ قدامہ نے کہا واللہ اگر میں نے شراب پی بھی جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں تب بھی آپ نہیں مار سکتے۔ فرمایا قدامہ یہ کیونکر انہوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لیس علی الذین آمنوا الصلحت جناح فبما طعموا اذا ما تقوا وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب بن حضرت عمر فاروق نے فرمایا قدامہ تم اس آیت کی تاویل میں غلطی کرتے ہو دیکھو تو اگر تم اللہ سے ڈرتے تو محرمات بتنا ب کیوں نہ کرتے اسکے بعد آپ قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ لوگوں کی انکے حد مارنے یا رائے ہے۔ لوگوں نے کہا ہماری رائے میں آپ انہیں حد نہ ماریں جب تک یہ مریض ہیں۔ چنانچہ حضرت فاروق چند دنوں تک خاموش رہے مگر حد مارنے کا عزم بالجزم کر لیا بعد ازاں پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا۔ میں نے کہا ہماری رائے میں آپ انہیں حد نہ ماریں جیتک یہ بیمار ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ دروں کی زد سے انتقال نہیں تو مجھے پسند ہے۔ اس سے کہ ان کی حد کا بوجھ میری گردن پر رہے۔ واللہ میں انہیں حد ماروں گا مجھے درہ لادو اسلام آپ کا غلام ایک چھوٹا سا درہ لے آیا۔ آپ نے درہ دیکھ کر اسلام سے کہا تیرے گھر والوں کی عادات تجھ میں راہت کی گئی ہیں۔ جاؤ مجھے دوسرا درہ لادو اسلام دوسرا درہ اٹھالایا اور اب آپ نے قدامہ کو حد مارنے کا یا۔ چنانچہ انہیں حد ماری گئی قدامہ آپ سے ناراض ہو گئے حتیٰ کہ قدامہ اور حضرت عمر فاروق حج کرنے آئے اور اب بھی آپ سے ناراض تھے یہاں تک کہ لوگ حج سے فارغ ہو گئے۔ اور حضرت عمر فاروق مقام مقبایں بے جب شب کو سوئے اور صبح کو بیدار ہوئے تو فرمایا قدامہ کو میرے پاس لے آؤ۔ واللہ میں نے آج خواب دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ قدامہ سے صلح کر لو۔ وہ تمہارا بھائی ہے۔ لیکن جب لوگ قدامہ کے پاس آئے انے آنے سے انکار کیا حضرت عمر فاروق نے فرمایا انہیں پکڑ کر لے آؤ چنانچہ لوگ انہیں لے آئے۔ اور حضرت روق نے ان سے گفتگو کی اور ان کے لئے مغفرت مانگی اور یہ آپ کے درمیان پہلی صلح تھی۔ اخیرہ رمی الی قولہ ہو حال ابن عمر و حفصہ والحمیدی تمامہ۔

آپ کا ایثار

انہیں ثمرات و نتائج یقین سے حضرت عمر فاروق کا اقارب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہاجرین انصار بل معانق سے ایثار کرنا تھا۔ ابو عمرو نے الاستیعاب میں بیان کیا کہ حضرت عمر فاروق نے اپنی چچا زاد بہن شفاعت بنت عبد اللہ العدویہ کو بجا کہ وہ صبح آپ کے پاس آئیں چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں گئی اور دروازے پر بیٹھ عاتکہ بنت اسید بن ابی الفیض کو پایا تھوڑی دیر میں ان سے کہرتی رہی۔ اسکے بعد حضرت عمر فاروق نے ایک مصلے منگایا اور ان کو دیا بعد ازاں ایک اور مصلے منگایا اور مجھے دیا۔ میں نے کہا عمر فاروق نے سابق الاسلام ہوں اور تمہاری چچا زاد بہن ہوں اور تم نے اپنا پیغام میرے پاس خود بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ بڑا مصلے تمہارے لئے ہی کھا تھا جب میں نے دیکھا کہ تم اور یہ ایک جگہ جمع ہو تو مجھے یات یاد آئی کہ انہیں تمہاری نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک قرابت حاصل ہے۔

مسلمانوں پر آپ کی رحمت و شفقت

انہیں ثمرات و نتائج یقین سے آپ کا مسلمانوں پر شفقت کرنا تھا۔ امام ابو حنیفہ بر داہن علی بن اقرم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق

ایک اور آپ نے روغن زیت میں روٹی توڑ لی۔ پھر اپنے غلام برقا سے فرمایا میں دین روئے اہلبیت کے یہاں نہیں گیا ہوں تم منع (آپ کی ایک مین
 ام تھا) میں جا کر یہ کھانا اہل بیت کے پاس پہنچاؤ۔ میں خیال کرتا ہوں انہیں ضرورت ہوگی۔ نیز روایت کیا گیا کہ حضرت عمر فاروق کو جو
 روغن زیت اور کھجور موانق نہیں لے تھے۔ بلکہ آپ نے روغن زرد و موافق آتا تھا لیکن عام روادہ میں جب بھوک کی شکایت یاد ہو گئی تو آپ نے
 کھالی کہ آپ بھی نہیں کھائیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کشتائش نہ کرے جب آپ جو کی روٹی کھجور ساتھ بدون سالن کھا لگے تو
 شکم میں قراقر ہوئے گا۔ حتیٰ کہ مجلس میں بھی جب قراقر ہوتا تو آپ شکم پر ہاتھ رکھتے اور کہتے قراقر کر یا نہ کر میرے پاس تیرے سالن نہیں
 جب تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کشتائش نہ کرے نیز روایت کیا گیا کہ آپ کی زوجہ بھی خریدی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے
 ایسے مال خریدے ہیں۔ فرمایا جب تک بارش نہ ہوگی میں گھی ہرگز نہیں چکھو گا۔ حب الطبری بروایت ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں
 عام روادہ میں (گھر سے) نکلے دیکھا کہ بنی حار کے قریب ایسے گھر رہا ہر پڑے ہیں آپ نے فرمایا انہیں کس نے یہاں لا کر ڈالا انہوں نے کہا بھوک
 انہوں نے مردہ کھالیں نکال کر بتلائیں جنہیں بھون کر کھاتے تھے اور بوسیدہ بڑیاں پیسکر سفوف بناتے اور پھانٹ لیتے حضرت عمر فاروق اپنا
 در اچھا کر بیٹھ گئے اور کھانا پکوانا شروع کر دیا کھانا پکوانے کو آپ نے انہیں کھلایا اور وہ سیر ہوئے پھر آپ نے سلم کو مدینہ طیبہ بھیج کر اونٹ منگوائے جن پر آپ
 میں بھا کر مدینہ طیبہ گئے اور انہیں کپڑے پہنا اور ان کی اور ان کے سوا اور لوگوں کی اسی طرح خبر گیری کیا کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو دفع کیا۔
 حب الطبری بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک جماعت تجار مدینہ طیبہ میں آئی اور عید گاہ پر پھری آپ نے عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا کیا تم
 کے ساتھ چکر شب بھر انکی حفاظت کر سکتے ہو چنانچہ آپ نے گئے اور انکی حفاظت کرتے رہے اور نمازیں بھی پڑھتے رہے اس شام آپ ایک کچھ کے رو
 آواز سنی آپ اسکی طرف گئے اور اسکی ماں کے کہا اے بندی خدا کی اللہ سے ڈر اور اس بچہ کو نہ ڈالا یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ لوٹ آئے تھوڑی دیر بعد آپ
 رائے رونے کی آواز سنی آپ نے ان کی اسکی ماں پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور پھر اپنی جگہ چلے گئے لوٹ آئے آخر شب آپ اسکی دکان
 راواز سنی اور اسکی ماں کے پاس آئے اور فرمایا تو کیسی ماں ہے میں نہیں سمجھتا تیرا لڑکا اول شب سے ہی کیوں رو رہا ہے بچے کی ماں نے کہا
 بے بندہ خدا اول شب سے تم نے مجھے تنگ کرنا شروع کیا میں اپنے لڑکے کو دو دھچھڑاتے کی عادت کر رہی ہوں اسلئے وہ روتا ہے آپ نے پوچھا
 کے دو دھچھڑانے کی وجہ کیا ہے عورت نے کہا عمر وظیفہ نہیں مقرر کرتے جب تک کہ بچے کا دودھ نہ چھڑا جا۔ آپ نے پوچھا یہ بچہ مہینوں کا ہے عورت
 نے بتلایا کہ یہ اتنے اتنے مہینہ کا ہے آپ نے فرمایا اچھا جلدی نہ کر جب آپ ناخوش سے فارغ ہوئے تو روتے لگے اور فرمانے لگے افسوس عمر تو
 نے اس طرح معلوم نہیں مسلمانوں کے کتنے لڑکے مارے ہونگے اسکے بعد آپ نے مناد کو کہا کہ اعلان کرے کہ اپنے بچے کے دو دھچھڑانے میں جلدی نہ کر ورنہ بچہ پیدا
 نہیں ہوگا وظیفہ مقرر کر دیئے ہیں حکم آپ نے تمام دیار و مسارب میں لکھوا بھیجا۔ حب الطبری بروایت ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ ایک روز گشت کرتے ہو حضرت عمر
 فاروق ایک بچی کے خیمہ پر پہنچے اور بیٹھ کر اس کے باپ سے کہنے لگے اسے آپ اس طرف آنے کا باعث یا ذات ہے تھے کہ آپ اس خیمہ سے چلانے کی آواز سنی آپ
 نے پوچھا کہ کس چلانے کی آواز ہے اس نے کہا میری عورت کو زور ہو رہا ہے آپ اس کو پس ہوئے اور گھرا کر ام کلثوم سے کہا پڑے ہیں کہ میرے ساتھ چلو پھر آپ
 نے اعرابی سے کہا کہ انہیں عورت کے پاس جانے کی اجازت دے تاکہ یہ اسے تسلی بخشی کر سکے اعرابی نے اجازت دے دی ام کلثوم کو اندر لے کر زیادہ عرصہ
 میں ہوا تھا کہ انہوں نے کہا اپنے دوست کو تولد فرزند کی مبارکباد دو اعرابی جب امیر المومنین کا نام سنا آپ کے بازو سے اٹھ کر سا بیٹھا اور
 عذرت کرنے لگا آپ نے فرمایا کوئی حرج کی بات نہیں تم صبح میرے پاس آنا میں تمہارے مولود کا وظیفہ مقرر کروں گا جب اعرابی صبح آپ کے پاس آیا تو ذریات صیغہ سے
 اپنے اس کے مولود کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

آپ کا خوف دشمن

ایسی تواریقین سے آپ کا اللہ تعالیٰ ڈرنا اور کتاب اللہ کے سامنے آپ کا وقار ہونا تھا چنانچہ جب غلبہ و غضب میں ہوتے آپ کے نفس

میں کسی امر کا ارادہ مذکور ہو جاتا اور آپ کو کتاب یا سنت رسول اللہ سے ڈرایا جاتا تو یہ داعیہ ارادہ آپ کے دل میں اسی وقت مضبوط ہو جاتا تو یا تھا ہی نہیں ایسا بارہا واقع ہوا ہے جس سے آپ کا ملکہ راسخ ہو گیا (یہی معنی ہیں وقفات کے)۔ امام بخاری نے بروایت ابن عباس روایت کی ہے کہ حزن قیس بن حصن اپنے عم عینہ بن حصن کے لئے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آنے کی اجازت طلب کی جب عینہ بن حصن ان کے لئے کہنے لگے کہ عمر بن الخطاب تم ہمیں عطایاے جزیلہ نہیں دیتے آپ ہمارے درمیان عدل انصاف کیجئے۔ حضرت عمر فاروق غصہ ہوئے یہاں تک کہ شاید آپ ان کو مار تے۔ حزن قیس نے عرض کیا اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاحلین۔ یہ چونکہ جاہل ہیں لہذا آپ سے درگزر کریں۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ اللہ پھر آپ سے اس آیت سے دراجاز نہیں کیا جبکہ یہ آیت آپ پر بھی گئی۔ آپ کتاب اللہ پر نہایت کر نبیو اے تھے شیخین نے بروایت حضرت عمر فاروق بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ اپنے والد کی قسم کھا کر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں منع کرتا ہے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ پھر اسکے بعد میں نے کبھی قسم نہیں کھائی (لاذکر اولاً ولا اثراً نہ اپنے کلام میں اور نہ دوسرے کا کلام نقل کرتے ہوئے)۔ محب الطبری نے بروایت عبد اللہ ابن عباس روایت کی ہے کہ حضرت عباس کے مکان میں جو میز اب تھا اس راستہ سے حضرت عمر فاروق نماز جمعہ کے لئے گزرتے تھے چنانچہ ایک جمعہ کو حضرت فاروق کپڑے پہن کر نکلے حضرت عباس کے لئے اس روز چوزہ ذبح کیا گیا تھا۔ جب آپ میز اب کے پاس سے گزرے تو اس میز اب سے خواہ پانی گرا اور آپ کے کپڑوں پر پھینٹیں پڑیں۔ آپ نے اس میز اب کو اکھڑنے کیلئے کہا اور گھر واپس آکر کپڑے تبدیل کئے اور پھر نماز پڑ بعد نماز حضرت عباس آپ کی خدمت میں آئے اور فرمایا وہ میز اب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست سے اس جگہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا تو میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ آپ اسے اسی جگہ رکھیں جس جگہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا چنانچہ آپ نے میز اب پھر وہیں رکھ دیا۔ ۱۷

شیخین بروایت ابی دائل شفیق بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ شیبہ کے ساتھ خانہ کعبہ کے تحت جہاں مجلس میں حضرت عمر فاروق بھی تھے اپنے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کعبہ میں سرخ و سفید کچھ نہ چھوڑوں اور سب مسلمانوں کے تقسیم کر دوں۔ ابو دائل شفیق بن سلمہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ ایسا کر نہیں سکتے۔ فرمایا کیوں۔ میں نے عرض کیا آپ کے دونوں صاحبوں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق) نے ایسا نہیں کیا۔ فرمایا۔ بیشک انہیں دونوں شخصوں کی پیروی کی جائیگی۔ روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں آج خانہ کعبہ سے نہیں نکلونگا جب تک کہ میں یہ سب مال مسلمانوں کے درمیان تقسیم نہ کر دوں میں نے کہا آپ ایسا کریں گے فرمایا یہ کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق نے باوجود اپنی منزلت اور احتیاج کے بھی خانہ کعبہ کا سارا مال نہیں نکالا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق اٹھ ہوئے اور خانہ کعبہ سے نکل آئے۔ محبت بیان کرتے ہیں کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ایک شب کو گشت کرنے گیا حضرت عبد اللہ بن مسعود آپ کے ساتھ تھے آپ گشت کر رہے تھے کہ آپ ایک طرف روشنی نظر آئی۔ آپ روشنی کے پاس دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص شراب پیئے ہو بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک مہینہ اسکے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ بیخبری تھا کہ آپ موجود ہوئے اور کہنے لگے آج کی شب سے پہلے اس بوڑھے قبر میں پیر لٹکانے والے سے قبیح تر واقعہ نہیں دیکھا۔ شیخ نے کہا امومنین بلکہ فعل قبیح تر یہ ہے جو اپنے کیا کیونکہ آپ تجسّس کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ تجسّس کرنے سے منع فرماتا ہے۔ دوم یہ کہ آہماری بغیر اجازت گھر میں داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی ممانعت کی ہے آپ نے کہا بیشک تم نے سچ کہا اسکے بعد آپ

باتے ہو نکلے اور کہنے لگے عمر تجھ کو تیری ماں گم کرے اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت نہ کی۔ راوی لکھتا ہے کہ شیخ نے عرصہ تک آپ کی مجلس ترک کر دی پھر تھوڑے عرصہ بعد شرم گئیں صورت میں آپ کے پاس آیا اپنے فرمایا اُدھجھ قریب ہو م ہے اُس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا میں نے کسی کو بھی تمہارے واقعہ سے اطلاع نہیں دی نہ سعود کو میں نے اسکی خبر کی حالانکہ وہ میرے ساتھ تھے۔ شیخ نے کہا اور میں بھی قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا میں نے بھی جب اس وقت تک پھر اُسکا ارتکاب نہیں کیا۔ محب الطبری بروایت عبد اللہ بن ابی ایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ نے ایک گھاس کا پتہ زمین سے اٹھایا اور فرمانے لگے۔ میں یہ گھاس کا پتہ ہوتا کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ کاش میں نسیا منسیا ہوتا۔

محب الطبری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ اگر فرات کے دہانہ پر کوئی بکری کا بچہ مر جائے خوف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ عمر سے اسکا مطالبہ نہ کرے (روایت میں طف الفرات کا لفظ آیا ہے طف بحر و بارہ کو کہتے ہیں اور کوفہ کے قریب ایک خاص مقام کا نام بھی بتلایا گیا ہے روایت ان الحسین تقبل بالطف سے ہوتا ہے کہ یہ کربلا ہے یا کربلا کے قریب واقع ہے اس جگہ دو نو معنی ہو سکتے ہیں ہم نے اول کو اختیار کیا ہے رعنا مترجم محب الطبری بروایت عبد اللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے چہرے پر بوجہ کثرت بکاکے دس دو خط پڑ گئے تھے محب الطبری بروایت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اپنے درو میں اسقدر روئے کے بھل کر جاتے اور کئی دنوں تک آپ کی عبادت کی جاتی تھی محب الطبری بروایت ابی جعفر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت علیؓ ملے حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے سلام دو نو کھڑے ہو گئے اور سبطین دو نو کے دائیں بائیں حضرت عمر فاروق روئے لگے کیونکہ آپ کی عادت تھی حضرت نے فرمایا امیر المؤمنین آپ کیوں روئے لگتے ہیں۔ فرمایا میں کیوں نہ روؤں میرے روئے کا اور کون اتنی ہے میں اس امت کا خلیفہ کیا گیا میں اس کے درمیان حکم کرتا ہوں نہیں معلوم میں اس کے حکم خیر کے ساتھ کرتا ہوں ساتھ حضرت علیؓ رضی نے فرمایا واللہ آپ تو فلاں فلاں امور میں عدل ہی کرتے ہیں تاہم ابھی آپ گریہ و بکا نہیں ہوئے۔ بعد ازاں حضرت امام حسنؓ نے آپ کے عدل و انصاف کا ذکر کیا اور پھر حضرت امام حسینؓ نے۔ پ خاموش ہوئے اور سبطین سے فرمایا آپ میرے عدل و انصاف کی شہادت دیتے ہیں۔ سبطین حضرت رضی کی طرف دیکھنے لگے آپ نے فرمایا بے شک شہادت دو اور تمہارے ساتھ میں بھی شہادت دیتا ہوں الطبری بروایت عبید بن۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک لڑکی عورت سے باتیں کرتے دیکھا آپ اس کی طرف درہ اٹھا کر لپکے اس نے کہا امیر المؤمنین یہ میری ہے یہ سنکر آپ آگے چلے گئے۔ آگے جا کر عبد الرحمن ملے۔ آپ نے اُن سے اُسکا ذکر کیا انہوں نے کہا امیر! آپ مودب ہیں اسمیں کوئی حرج کی بات نہیں اور اگر آپ فرمائیں تو میں حدیث بیان کروں۔ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن منادی پکارے گا کہ اس امت میں کوئی شخص اپنا اعمال نامہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے پہلے نہ اٹھاویگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے کہا کہ تم میں اپنی زوجہ سے کیوں باتیں کر رہے ہو کیا تم مسلمانوں کو اپنی غیبت گوئی میں پھنسانا چاہتے ہو۔ اس نے کہا امیر

المومنین بات یہ ہے کہ مدینہ میں داخل ہوئے ہیں اس لئے مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں قیام کریں آپ نے
نہ اچھا تم مجھ سے درۃ کا بدلہ لے لو اس نے کہا امیر المومنین آپ نے مجھے مارا تو یہ آپ کا حق تھا آپ نے فرمایا نہ
مجھ سے بدلہ لے لو چوتھی دفعہ اس نے کہا وہ اللہ کے لئے تھا اللہ نے آپ کو اسکا حکم کیا ہے۔ محب لطیف
حضرت عمر فاروق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے باہم حضرت عثمان حضرت طلحہ حضرت
اور حضرت سعد حضرت عمر فاروق سے آپ کی ہدیت و شوکت کے بارے میں گفتگو کی (یعنی آپ بہت تشا
ہیں) کیونکہ ہدیت و خوف اکثر اہل حاجت کو طلب حاجت سے مانع ہوتا ہے آپ نے فرمایا واللہ میں نے لوگوں سے نرمی
مگر یہ کہ میں اللہ سے ڈرا کہ میں کہیں زیادہ نرمی نہ کرتا ہوں۔ اسی طرح میں سختی نہیں کی مگر یہ کہ میں ڈرا کہ میں کہ
سے زیادہ سختی نہ کرتا ہوں۔ پس میں مواخذہ الہی سے کیونکر بچ سکتا ہوں یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے اور اپنا چادر
ہوئے آبدیدہ ہو کر نکلے۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے اذ الشمس کو دت تا اذ الصدف نشرت تلاوت کا
ہو کر گر گئے اور کئی دنوں تک آپ کی عبادت کی جاتی رہی۔ ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق قریب
اپنے فرزند عبداللہ بن عمر کی گود میں تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ ۵

ظلم بِنَفْسٍ غَيْرَانِي مُسْلِمٌ
اصلي الصلوة كلها و صوم

(ترجمہ) میں اپنے نفس پر ظلم کرتا ہوں بجز اس کے کہ میں مسلمان ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں
امام غزالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروق ایک شخص کے مکان کے قریب گزرے صاحب
میں سورۃ طور پڑھ رہا تھا جب وہ آیہ ان عذاب ربك لواقع تک پہنچا۔ آپ سواری کے گدھے سے اتر پڑے
کی دیوار سے ٹک کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر کھڑے رہے پھر آپ اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے اور ایک ماہ تک
اور لوگ آپ کی عبادت کرتے رہے اور وہ یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ اصل بیماری کیا ہے۔

آپ کا اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہتا

اس نور یقین کے ثمرات و نتائج سے آپ کا اپنے نفس سے محاسبہ کرنا۔ نصیحت قبول کرنا اور اپنی لغزش کا
کر لینا تھا یہ سب صاف ولایت کرتے ہیں کہ آپ کا نفس نور یقین سے منکسر و ضعیف ہو گیا ہوا تھا۔ امام مالک بروایت
عبداللہ بن ابی طلحہ وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کیساتھ ساتھ ایک باغ کی طرف
جب آپ باغ میں داخل ہوئے تو انہوں نے سنا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آہ عمر بن الخطاب تو امیر المومنین ہے۔ اے عمر بن الخطاب
سے ڈر نہ وہ تجھے عذاب کریگا محب لطیف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرماتے آج میں نے کیا کیا۔ میں نے آج
پھر اپنی پشت پر در سے مار تے۔ نیز محب الطبری روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق سے کہا جاتا آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو آپ
اور قائل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرماتے اللہ اس شخص پر رحم کرے ہمیں ہمارے عیوب دکھلاتا۔ طارق بن شہار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
شام گئے اور اسلامی شکر نے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ بند باندھے ہوئے ہیں پیروں میں موزے پہنے ہوئے تھے۔ مگر عمر فاروق نے سواری
ہو پانی میں سچلے آ رہے تھے اور موزے بغل میں دبا لئے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ کو لشکر کے لوگ بطارقہ شام اس
آپ نے فرمایا ہمیں اللہ نے اسلام کے ساتھ عزت دی ہے۔ سو ہم ماسوائے اسلام میں عزت نہیں ڈے

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ کندھے پر مشک لاد کر لائے۔ لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنینؓ کیا چیز اس امر کی باعث ہوئی کہ آپ مشک اٹھا کر لائے کہ میرے نفس میں عجب پیدا ہوا تھا اس لیے میں نے چاہا کہ اسے ذلیل کروں۔

زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے جسم پر انہوں نے پیوند لگا ہوا (کرتہ) دیکھا میں سترہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں روتا ہوا واپس آیا۔ بعد ازاں میں واپس آیا، میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ کندھے پر مشک اٹھائے ہوئے لوگوں درمیان سے جا رہے تھے۔ میں نے آپؓ سے پوچھنا چاہا، آپؓ نے فرمایا ابھی مجھ سے گفتگو نہ ہو، میں تھوڑی دیر کے بعد تم سے بیان کروں گا۔ میں آپ کے ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ آپ نے ایک بڑھیا کے گھر جا کر ڈالی۔ اس کے بعد ہم آپ کے گھر پر آئے اور اب پھر میں نے آپ سے اس کے حق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا اُس وقت جب تم واپس چلے گئے میرے پاس فارس اور روم کے قاصد آئے تھے اور کہنے لگے اللہ ہی کے لیے ہے تیری بھلائی۔ اے عمر تمہاری فضیلت و بزرگی لوگ مان گئے، آپ کے علم، فضل اور آپ کے عدل کو۔ جب قاصد چلے گئے، تو میرے نفس میں بھی وہی بات ہوئی (یعنی عجب) جو ایسے موقع پر اور لوگوں کے نفس میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے میں اٹھا اور میں نے نفس سے کیا جو کچھ کیا۔

محمد بن عمر الخزرجی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے "الصلوة جامعہ" لکھ کر ان کو پکارا جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ممبر پر چڑھے۔ حمد و ثنائی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رُود بھیجا۔ پھر بیان کیا (میرا ایک وہ زمانہ تھا) کہ میں اپنی خالوں کی بگیاں چرایا کرتا تھا اور وہ مجھے ایک مُشت مجھریں دے دیتی تھیں۔ اُسی سے میں دن گزارتا تھا۔ اور دن کون سے (تنگستی کے) عرف لکھ کر آپ ممبر سے اُتر گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا، آپ نے اپنے نفس کو ذلیل کیا تو یا ابا الحسن کیا کہتے ہو میں تخلیہ میں بیٹھا تھا کہ میرے نفس نے مجھے اس طرح مخاطب کیا، تم امیر المؤمنین ہو۔ تم سے مل کون ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں نفس کو اس کی حقیقت پہنچا دوں۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپؓ نے اپنے آخری حج بیت اللہ سے واپس ہوتے ہوئے (فادی) جحان میں فرمایا:۔

شکر ہے اللہ عزوجل کا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو عطا کرتا ہے لوگوں کو جو چاہتا ہے میں اس فادی جحان میں (اپنے والد) خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ میرے والد بڑے سخت اور درستی کرنے والے تھے۔ میں کام کرتا تب بھی مجھے عتاب کرتے اور اگر کوتاہی کرتا تو مارتے۔ باوجود اس کے میرا حال تھا، کہ اللہ تم کے سوا کسی کا خوف مل میں نہیں رکھتا تھا۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ ایک روز آپ نے ممبر پر چڑھے ہو کر فرمایا اے معاشر مسلمین اگر میں دنیا کی طرف مائل ہو جاؤں تو تم میری نسبت کیا کہو گے؟ ایک شخص تلوار اٹال کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا ہم اس سے جواب دیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم میرا سر کاٹ ڈالو گے؟ اُس نے کہا، اے آپؓ نے اُسے تین دفعہ ڈانٹا اور وہ آپ کو ڈانٹا گیا۔ آپؓ نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے۔ الحمد للہ میری عیبت

میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مجھے درست کہہ سکتے ہیں اگر میں بھٹک جاؤں۔

محمد بن زبیر اپنے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک مسئلہ میں فتویٰ دیا پھر کہا اچھا میرے ساتھ ساتھ آؤ۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور مسئلہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا آپ مجھے ہی کیوں نہ بتا لیا۔ فرمایا میں آپ کے پاس (فتوے لینے کے لیے) آتا۔ تیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک مٹی چادر آئی۔ آپ نے سوچا کہ یہ چادر صحابہ کرام میں سے کس کو دی جائے، اگر ایک کو دی جائے تو دوسرا شکایت کرے گا۔ اس لیے آپ نے کہا مجھے قریش کا کوئی نوجوان بتلاؤ جس نے اچھی نشوونما پائی ہو۔ نے مسود بن خرمہ کا نام لیا۔ آپ نے یہ چادر اُسے دے دی۔ جب سعد نے یہ چادر دیکھی تو انہوں نے کہا یہ چادر کہاں سے آئی، اس نے کہا مجھے امیر المؤمنینؓ نے دی ہے۔ سعد آپ کی خدمت میں آئے اور کہا ہم نے یہ چادر اڑھائی اور میرے بھتیجے مسود بن خرمہ کو اس سے بہتر آپ نے فرمایا اے ابواسحاق میں نے مناسب کہ چادر کسی بڑے شخص کو دوں اور لوگ شکایت کرتے کہ میں نے انہیں کیوں نہ دی۔ سعد نے کہا واللہ یہ چادر آپ نے مجھے دی ہے آپ کے سر پر ماروں گا۔ آپ نے اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا اے ابواسحاق بوڑھے بوڑھے سے نرمی کرنی چاہیے۔ انس بن جابر سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ کے پاس اہل یمن آئے تو آپ ان سے دریافت کرتے کیا تمہارے پاس اویس بن عامر بھی ہیں، یہاں تک کہ اہل یمن عامر القرنی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا اویس بن عامر آپ ہی ہیں، آپ قبیلہ مراد سے ہیں، ان کے رہنے والے ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا تمہیں کبھی مرض بھی ہوا اور جاتا بھی رہا، لیکن ایک درہم کے برابر نشان رہا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا آپ کی والدہ بھی موجود ہیں انہوں نے کہا جی ہاں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمایا کرتے کہ تمہارے پاس اویس بن عامر اشرف اہل یمن کے آئیں گے وہ قبیلہ مراد سے ہوں گے انہیں برس ہوگا ہوگا لیکن ایک درہم کے برابر نشان باقی ہوگا۔ ان کی والدہ بھی موجود ہوں گی وہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار اگر تم ان سے اپنے لیے استغفار کرنا سکو تو کرنا۔ اس لیے آپ میرے لیے استغفار کیجیے چنانچہ اویس نے آپ کے لیے استغفار کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں حضرت اویس قرنیؓ نے کہا کوفہ کا۔ فرمایا میں آپ کے لیے عامل کوفہ کو نامہ لکھ دوں؟ حضرت اویس قرنیؓ نے میں لوگوں سے پیچھے ہی رہوں گا مجھے یہی ادب ہے۔ پھر جب دوسرے سال حج کے موقع پر حضرت عمر فاروقؓ کو اشرف اہل یمن سے ایک شخص ملا تو اُس نے آپ سے حضرت اویس قرنیؓ کا حال دریافت کیا۔ فرمایا میں نے شکستہ حال اور قلیل المتاع چھوڑا میں نے (ان کی بابت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ آپ نے وہی حدیث بیان کی جو مذکور ہوئی۔ پھر فرمایا اگر تم بھی اُن سے استغفار کرنا چاہتے ہو تو کراؤ۔ لہذا یہ حضرت اویس قرنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ میرے لیے استغفار کیجیے۔ فرمایا تم تو ابھی (یعنی حج) کر کے آ رہے ہو۔ دوبارہ پھر اُس شخص نے کہا آپ میرے لیے استغفار فرمائیے۔ فرمایا تم تو اب نیک کر کے آ رہے ہو۔ تیسری دفعہ پھر اُس نے کہا آپ میرے لیے استغفار فرمائیے۔ فرمایا تم عمرؓ

ہوئے آرہے ہو اُس شخص نے کہا جی ہاں۔ بعد ازاں آپ نے اس کے لیے استغفار کیا۔ اس کے لوگوں نے آپ کو پہچانا کہ آپ اویس قرنی ہیں۔ پھر آپ کہیں اور چلے گئے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکلے جا رہے آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ادھیڑ عورت ملی اُس نے آپ کو سلام کیا۔ اور آپ نے جواب دیا۔ اس ضعیفہ عورت نے کہا عمر مجھے اڑا لیں یا دے جبکہ تمہیں لوگ عمر عمر کہہ کر پکارتے تھے اور تم سوق عکاظ میں پھرا کرتے تھے۔ کچھ ایسا بات نہیں گزرا کہ لوگ تم کو عمر کہنے لگے۔ اب تم امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے جاؤ ہو سو تم رعیت کے معاملہ اللہ تم سے ڈرتے رہنا۔ جان لو کہ جو شخص ولید سے ڈرتا ہے بعد اُس کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور جو ت سے ڈرتا ہے فوت سے بے خوف نہیں رہتا۔ جا رہے تھے۔ لگے تم نے امیر المؤمنین کو بڑی نصیحتیں کی۔ آپ نے فرمایا جا رہے وہ انہیں کہنے دو۔ تم جانتے نہیں یہ خولہ بنت حکیم ہیں۔ ان کی بات اللہ تمہارے سامنے ہے سنی تو عمر کا فرض ہے کہ وہ ان کی باتیں سنیں۔

محب الطبری بروایت زید الدیلمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بائیں مضمون عریضہ لکھا کہ ہم نے آپ کو پایا در انخالیکہ آپ کی شان اہم تھی۔ پھر آپ امت کے خلیفہ کیے گئے۔ آپ کی مجلس میں فلیح اور صدیق وعدو ہر قسم کے لوگ بیٹھتے ہیں اور آپ کو سے اپنا اپنا حصہ پاتے ہیں۔ اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کے کام کی اہمیت آپ کے نزدیک ہوگی ہم آپ کو ڈراتے ہیں انہیں امور سے جن سے کہ اگلی امتوں کو ڈرایا گیا ہے۔ ہم آپ کو اس دن سے نہیں جس دن چہروں پر ہوائیں اڑتی ہوں گی۔ دل دھڑک رہے ہوں گے زبانی جتوں کی راہ بند ہوگی۔ اُس بادشاہ کے سامنے جس کے روبرو لوگ چوں نہ کر سکیں گے۔ اُس کے فیصلہ کے منتظر ہوں گے اور اُس کے ب سے ڈر رہے ہوں گے۔ ہم سے ذکر کیا جاتا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ ظاہر میں دوست ہوں گے باطن میں دشمن۔ ہم اللہ تم سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اس عریضہ کو آپ کے دل میں وہی منزلت ہو جس سے کہ وہ ہمارے دل سے نکلا۔ وہ یہ کہ ہم نے یہ عریضہ نہیں لکھا، مگر محض نصیحتاً۔ ”فقط والسلام“ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا مجھے آپ کا عریضہ ملا۔ آپ نے لکھا کہ ہم نے آپ کو پایا در انخالیکہ آپ شان اہم تھی۔ سودہ حقیقت آپ کو اس کا حال کیا معلوم۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میں اس امت کا خلیفہ گیا ہوں اور ہر ایک وسیع و شریف اور صدیق وعدو میری مجلس میں بیٹھ کر عدل سے اپنا اپنا حصہ لے جاتے سو عمر کو اس کی قوت نہیں مگر اللہ عزوجل کے ساتھ۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ آپ مجھے ڈراتے اُن امور سے جن سے کہ اگلی امتیں ڈرائی گئیں اور وہ اختلاف لیل و نہار رگروش زمانہ ہے اور موت زندگی اختلاف لیل و نہار جدید کو پرانا اور بعید کو قریب کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہوتے ہوئے ایک وقت آئے گا کہ جنت و دوزخ میں اپنی اپنی جگہ پہنچ جائیں گے اور اللہ تم بدلہ ہر ایک کو جو کچھ اُس نے کمایا، دے گا۔ اِن سیرِ یوم الحساب۔ اور یہ جو آپ نے لکھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ ظاہر میں دوست ہوں گے اور باطن دشمن، سودہ لوگ اب نہیں نہ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ رغبت و رہبت بڑھ جائے گی۔ لوگوں کو اصلاح دنیا کے

متعلق بعض کو بعض سے زیادہ رغبت نہ ہوگی اور بعض کو بعض سے زیادہ خوف۔ اور جو آپ نے اللہ تعالیٰ دعا مانگی ہے کہ آپ کا عریضہ میرے دل و ہی جگہ کرے جس منزلت سے کہ وہ آپ کے دل سے نکلا، کہ آپ لوگوں نے مجھے محض نصیحتاً لکھا ہے لہذا آپ اپنا مسامحہ نصیحت و دوسرے عریضہ کے ذریعہ مستحکم کیونکہ میں آپ دونوں صاحبوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

ابوبکر بروایت یحییٰ بن علی وہ اعمش سے وہ ابراہیم سے وہ ہمام سے وہ خدیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اپنے مکان میں ایک کھجور کی شاخ پر بیٹھے اپنے نفس سے خطاب کر رہے تھے۔ (حضرت خدیفہ کہتے ہیں) میں نے کہا امیر المؤمنینؓ کس چیز نے آپ کو غم میں ڈالا ہے؟ آپ نے ہاتھ کا اشارہ کر کے بتلایا۔ میں نے کہا، آپ کیوں غم کھاتے ہیں واللہ اگر ہم آپ کو کوئی امر منکر بھی دیکھتے تو آپ کو راہ راست پر کر دیتے۔ فرمایا واللہ الذی لا الہ الاہو۔ اگر تم مجھ میں کوئی امر منکر دیکھتے تو راہ راست پر کر دیتے۔ میں نے کہا: واللہ الذی لا الہ الاہو۔ اگر ہم آپ میں کوئی امر منکر دیکھتے تو آپ کو راہ راست پر کر دیتے۔ تب آپ خوش ہوئے اور فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے تمہارے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ لوگ پیدا کیے جو مجھے راہ راست پر کر سکتے ہیں اگر وہ مجھ سے امر منکر دیکھیں۔

ابوالقاسم القشیری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ کے دو میان غنیمت کے تقسیم کیے۔ حضرت معاذ بن جبل کے پاس ایک قیمتی حلہ بھیجا۔ انہوں نے اُسے فروخت کر کے چھ غلام خریدے اور آزاد کر دیئے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو اس کی خبر پہنچی۔ آپ ابھی حلے تقسیم کر رہے تھے نے ایک اور مگر اُس سے کم قیمت کا حلہ بھیج دیا۔ حضرت معاذ بہت بگڑے آپ نے فرمایا کم قیمت کا بھیجا کہ پہلا حلہ آپ فروخت کر چکے ہیں۔ حضرت معاذ نے کہا آپ کو کیا، آپ ہمارا حصہ ہمیں دے میں نے قسم کھائی ہے کہ میں یہ حلہ آپ کے سر سے ماروں گا۔ آپ نے فرمایا میرا سر تمہارے سونے لیکن بوڑھے کو بوڑھے سے نرمی کرنی چاہیے۔

آپ کی تواضع

قرآن مجید اور بہت سے دینی مسائل کے متعلق علم اور لوگوں پر موقوف کرنا اور لولا فلان اللہ وغیرہ کہنا آپ کی تواضع کی بین دلیل ہے۔

حاکم نے بروایت موسیٰ بن علی بن رباح الحمی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بتائے بیان کیا کہ جو شخص قرآن مجید سیکھنا چاہے وہ ابی بن کعب سے سیکھے جو مسائل حلال و معلوم کرنا چاہے معاذ بن جبل سے معلوم کرے اور جو بیت المال کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہے وہ جو دریافت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیت المال کا خازن بنایا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ اور جو کوئی مسائل فرائض پوچھنا چاہے۔ زید بن ثابت سے پوچھا کرے۔

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک حاملہ عورت کے رحم کیے جانے کا حکم دیا۔ حضرت معاذؓ نے کہا اگر آپ کے پاس اس عورت کو رحم کرنے کی کوئی سبیل ہو تو ہو لیکن جو کچھ کہ اُس کے رحم کے رحم کرنے کی آپ کے پاس کیا سبیل ہے؟ آپ نے فرمایا اگر معاف چوتے تو عمر بلاک نا۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک مجنونانہ عورت کو رحم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے یہاں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا کہ تین شخصوں سے ظلم اٹھایا گیا ہے۔ سے جب تک کہ اُسے افاقہ ہو، لڑکے سے جب تک کہ وہ بالغ ہو اور ناظم سے جب تک کہ وہ ہو۔ فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تو یہ عورت تو فلاں قبیلہ کی مجنونانہ ہے۔ آپ نے فرمایا لولا ہلک عمر۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ایک قاتل عہد لایا گیا آپ نے قتل کا حکم دیا مگر بعض اولیاء مقتول نے خون معاف کر دیا۔ آپ نے اُس کے قتل کا پھر حکم دے دیا و لیاء مقتول نے خون معاف کر دیا۔ آپ نے اُس کے قتل کا پھر حکم دے دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ باحق قتل جمیع اولیاء کے لیے ہے۔ جب بعض نے خون معاف کر دیا تو انہوں نے اُسے زندہ کر دیا۔ نے پوچھا کہ پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ عرض کیا میری رائے ہے کہ آپ اس پر ویت قائم کر دیں۔ نے خون معاف کیا اُس کا حصہ دیت سے منہا کر لیں فرمایا میں بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں اسی بناء پر نے اپنے بعض فیصلوں میں فرمایا کہ عبداللہ بن مسعودؓ علم سے مملو ہیں۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبلؓ کے قول بین الاب وبنہ قصاص۔ کی طرف اور قصہ قتل عبادہ بن صامت کے متعلق حضرت بن ثابتؓ کے القتل اخاک فی عبدک۔ کی طرف رجوع کیا۔ الی غیر ذلک من صور لا تحکم۔ یہاں تک کہ ایک روز نے بیان کیا کہ عورتوں کے تہروں میں غلو نہ کیا کرو۔ ایک بڑھیا نے کہا کہ ہم آپ کے قول پر عمل کریں۔ رقم کے قول پر وہ ان اعطیتہم احداھن قنطارا فلا تاحذوا منہ شیئا پر عمل کریں۔ آپ منبر پر سے اُٹے اور فرمایا ہر شخص عمر سے اعلم ہے حتیٰ کہ بوڑھی عورتیں بھی۔

من تواضع سے آپ کا راحت و آرام ترک کرنا تھا باوجود اس کے کہ لوگ آپ سے تعارض کرتے تھے رستم کا ہے ایک وہ جو نور یقین سے پہلے بطریق تیسرے میں و تو طیبہ کے حاصل ہوتا ہے یہی زہد نور یقین مول میں معین و مددگار ہوتا ہے۔ اور ایک وہ زہد جو نور یقین سے متج ہوتا ہے اور اس کا حال ہوتا ہے یا متفکر جیسا کہ نہ اُسے کھانے پینے میں مزا آتا ہے نہ پہننے اور ٹھننے میں۔ اس نکتہ کی شہادت میر مل میں بھی بہت سی حکایتیں بیان کی ہیں اور اس جگہ بھی بیان کرتے ہیں۔

محب الطبری بروایت عطیہ بن فرقہ روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے اور آپ خشک روٹی چبا رہے ہیں اور اوپر سے لستی پیتے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا یا امیر المؤمنین اگر آپ دیتے تو آپ کے لیے کوئی نرم غذا پکاٹی جاتی۔ فرمایا اے ابن فرقہ تم عرب میں مجھ سے زیادہ قادر اس بات پر کو پاتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دن ایک قوم کو عار دلاتے ہوئے یوں فرمائے گا: "اذهبتم طیباتکم فی حیاتکم و اسعتم بھا"

یعنی تم اپنی نفیس نفیس نعمتیں دنیا میں لے چکے اور اُن سے تم نے فائدہ اٹھا لیا۔ نیز روایت کیا گیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو گوشت بھنا ہو اگلی ہمسک، اچار اور تیلی چیتیاں وغیرہ نفیس غذائیں تیار کی جائیں۔ مگر میں ان کی خواہش نہیں کرتا۔ تاکہ میرا شمار متنعیمین میں نہ ہو جائے۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہمیں کوئی منع نہیں کر سکتا اس سے کہ ہم بکریوں کے چھوٹے بچے بریاں کرائیں اور عیدہ کی روٹیاں پکوائیں۔ مگر ہم نے اللہ تعالیٰ کا فرمانا سنا ہے کہ وہ قیام کے دن ایک قوم سے کہے گا: "اذہبم طیباً تکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم"۔ نیز روایت کیا گیا ہے دفعہ آپ نے مچھلی کی خواہش کی آپ کے غلام برفانے اپنی سواری کی اور دو روز کی مسافت سے جا خرید لایا اور سواری سے اتر کر اُس کا پسینہ دھو رہا تھا۔ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا۔ اور فرمایا: عمر کی خواہش کے پیچھے ایک جانور کو تکلیف دی واللہ میں مچھلی ہرگز نہ کھاؤں گا۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ کھجوریں اور گوشت ہمیشہ نہیں کھاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے ہمیشہ نہ کھاؤ کہ اس کی عادت ہو جاتی ہے جیسے شراب کی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے انہوں نے شور با آپ کے سامنے لا کر رکھا اور اوپر روغن زردہ اپنے فرمایا دو چیزیں ایک برتن میں جمع کر دیں میں اس طرح ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ جب تک کہ زندہ ابن عمر سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو جگہ دی اور آپ سم اللہ کہہ کر کھانے پر بیٹھ گئے۔ دو ایک لقمہ لے کر فرمایا اس مجھے گوشت کی چکنائی کے علاوہ اور چکنائی کی بو آتی ہے۔ میں نے کہا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ میں چکنا گوشت گیا تو مہنگا بہت تھا۔ اس لیے میں دُبلّا گوشت خرید کر لے آیا۔ اور ایک درہم کے برابر اس میں بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ دونوں چیزیں کبھی جمع نہیں ہوئیں۔ یہ کہ ایک آپ نے کھا ایک صفحہ کر دی۔ عرض کیا امیر المؤمنین میرے سامنے بھی کبھی یہ دونوں چیزیں جمع نہ ہوں مگر یہ کہ ہی کیا کروں گا۔

قنادہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کہ خلیفہ تھے صوف کا جبّہ پہنا کرتے تھے کپڑے اور چمڑے کے پیوند لگے ہوتے۔ یہی جبّہ پہنے ہوئے اور کندھے پر دُڑہ لٹکائے آپ میں پھرا کرتے تھے تاکہ آپ لوگوں کو سبب است کریں۔ راستہ میں اگر آپ کو رسیوں کے ٹکڑے ملتیں تو انہیں اٹھا لیتے۔ اور لوگوں کے گھروں میں ڈال دیتے تاکہ وہ اس سے کچھ فائدہ اٹھا سکیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے کرتے میر پر چار پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابا خطیبہ کہا اور آپ کے تہ بند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج بیت اللہ کے لیے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور حج کر کے واپس آئے اثنائے راہ میں آپ نے خیمہ نہیں لگایا۔ بلکہ آپ درختوں پر چادر اور مصلے ڈال لیتے اور اُسی کے

باتے۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم لذت و عیش کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنی لذت آخرت کے لیے باقی رہنے دیتے ہیں۔ آپ جو کی روٹی زیت کے روغن سے کھا لیتے تھے۔ پھٹے نے کپڑے پہنے رہتے اور اپنا کام خود ہی کر لیا کرتے۔

احنف بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمارا لشکر عراق کی طرف بھیجا، اللہ تعالیٰ میں فتح نصیب کی اور ہم نے فارس کو فتح کر لیا اور بہت کچھ مال متاع لے کر واپس ہوئے، اور میں فخرہ ہم نے زیب تن کر لیا ہوا تھا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے منہ پھر لیا ہم سے بات تک نہ کی یہ امر ہم لوگوں پر نہایت شاق گذرا۔ ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی ریت کی۔ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ زاهد فی الدنیا شخص ہیں انہوں نے آپ لوگوں کو وہ لباس پہنے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں پہنا اور نہ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ نے۔ لہذا لوگ اپنے اپنے گھر واپس آئے اور لباس اتار کر اپنا وہی قدیمی لباس پہن لیا۔ اہل بصرہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرداً فرداً ہم سب کو سلام کیا اور ہر ایک سے معاف کیا گیا یا پہلی دفعہ آپ ہمیں اہی نہیں تھا۔ اس کے بعد ہم نے غنائم پیش کیے اور آپ نے ہمارے درمیان بالسویۃ تقسیم کیا بعد آپ پر غنیمت کے سرخ و سفید حلوے پیش کیے گئے۔ آپ نے اس کا ذائقہ چکھا تو وہ نہایت لذیذ و شہودار تھا۔ فرمایا اے معاشرہ مہاجرین و انصار یہ وہ طعام ہے جس کے پیچھے بیٹے اپنے والد اور بھائی اپنے بھائیوں کو قتل کریں گے۔ پھر آپ یہ حلوا اٹھوالے گئے۔ مہاجرین و انصار کے ان بچوں کو تقسیم کر دیا جن کے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں لڑائیوں میں شہید ہو گئے تقسیم کر کے آپ واپس چلے آئے اور اپنے لیے اس میں سے کچھ نہیں لیا۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں جمع ہوئے اور لگے آپ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زہ کو نہیں دیکھتے۔ ایک پرانا جبہ اپنے جسم پر ڈال رکھا ہے۔ نیک اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر دیار قبضہ و کسریٰ فتح کیے اور مشرق و مغرب تک حکومت پھیلائی عرب کے قاصد آپ کے پاس آتے ہیں اور وہ آپ کو یہی جبہ پہنے دیکھتے ہیں جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں اگر آپ لوگ درخواست کریں تو کیا عجب ہے کہ آپ اپنی حالت کو بدل دیں اور اچھے کپڑے پہن لیں۔ اس سے آپ مہیب صورت ہو جائیں۔ اور صبح و شام آپ کا دسترخوان بچھایا جایا کرے۔ اور مہاجرین و انصار میں سے جو کوئی موجود ہو شریک ہو جایا کرے۔ سب نے کہا، یہ آپ سے بجز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ لوگ آپ کے پاس آتے۔ آپ نے میں نہیں کہہ سکتا آپ لوگ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیے وہ امیات المؤمنین میں وہ کہہ سکیں گی۔ ابن قیس کہتے ہیں چنانچہ لوگ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے جو ایک ہی مجتمع تھیں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا میں اس کے متعلق آپ سے گفتگو کروں گی۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ قبول کریں۔ چنانچہ دونوں حضرت فاروق عظیم رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں حضرت عائشہ صدیقہ

فصل سوم

دوسرے قسم کے مقامات یقین وہ ہیں جن کی طرف قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "لقد کان ما کان قبلکم من الامم المحدثون فان کان من امتی فعمرو" وقولہ اللہ تعالیٰ "جعل الحق علی لسان روق" حضرت علی مرتضیٰ کنازی وغن متوافرون ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر" میں اشارہ ہے بحقیقت ان مقامات کی یہ ہے کہ قوت عاقلہ نور یقین کی مطیع و منقاد ہو جاتی ہے اور اس کے حکم کے تابع ہی ہے۔ اور متواتر اخبار سے ثابت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو یہ مقام بھی حاصل تھے۔ انہیں غامات سے بہتر مقام آپ کی رائے کا وحی سے مطابقت کرنا تھا جسے آپ اپنی قوت اجتہاد سے لیتے تھے۔ اور پھر قرآن آپ کی رائے کے موافق نزول کرتا اور یا حدیث وارد ہوتی۔ یہ مقام آپ کا حبابہ کرام کے درمیان مشہور و معروف تھا اور خود آپ بھی اس کے حاصل ہونے کے معترف و مقرر تھے۔ اللہ عز وجل کا شکر یہ بجالاتے تھے۔

نکتہ

اس جگہ یہ امر بھی جان لینا چاہیے کہ موافقت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ قرآن یا حدیث آپ کی رائے سے لفظ بہ لفظ و حرف بحرف مطابق واقع ہوئی ہو بلکہ مطابقت سے ہمارے مراد یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نبی اللہ تم عنہ نے اپنی قوت اجتہاد سے کچھ سمجھا ہو اور قرآن و سنت نے اسے ثابت کیا ہو اور اگر قرآن و سنت نے کسی قدر اضافہ اور زائد فائدہ کے ساتھ اس امر کی فہمائش کی ہو تو یہ امر موافقت و مطابقت میں قاج نہیں جیسا کہ مسئلہ حجاب میں حضرت عمر فاروقؓ کی خواہش کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو حاجات ضروریہ کے لیے باہر جانے سے روک دیں۔ تو آیت حجاب نازل ہوئی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رفع حاجات کے لیے باہر جانے سے منع نہیں فرمایا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدالالت لفظ یا بدالالت معنی جان لیا کہ اصل مقصود وحی حجاب ہے جن کی حضرت عمر فاروقؓ نے خواہش کی تھی۔ اور بیل دہراز سے روکنے میں حرج ہے۔ یہ فائدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ بیان فرمایا جسے حضرت عمر فاروقؓ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ تو یہ امر قاج نہیں ہو سکتا کہ مسئلہ حجاب آپ کی موافقت سے نہیں ہے۔ امام بخاری نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب کو رفاع حاجات کے لیے باہر جایا کرتی تھیں حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنی ازواج کو پردے میں رکھیے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردے میں نہیں رکھا بعد ازاں ایک شب کو شام کے وقت ام المؤمنین سودہ بنت رفعہ نکلیں۔ چونکہ آپ طویل القامت تھیں

اس لیے حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں پکار کر کہا کہ اے سووہ میں نے تمہیں پہچان لیا۔ یہ اس لیے آپؐ کہا کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی۔

بخاری شریف نے ایک اور روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو اجازت دی کہ وہ رفع حاجات کے لیے باہر جایا کر سکیں۔ مسلم نے بروایت ابن عمر روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگارؐ تین امور میں موافقت کی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ آپ مقام ابراہیم مصلیٰ بنا لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: ”واخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ“ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی خدمت میں فاجر ہر طرح کے لوگ آمد و رفت رکھتے ہیں کاش آپ امہات المؤمنینؓ کے پردے میں رکھیں۔ تو آیت حجاب نازل ہوئی جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات پر عتاب نازل فرمایا ہوا ہے تو میں نے ان کو کہا اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز کرنے سے باز نہ آئیں گی تو اللہ تعالیٰ آپ کے عوض بہتر ازواج آپ کو عطا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ اگر میں سے بعض نے مجھ سے کہا کہ اے عمر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کو نصیحت نہیں کر سکتے حتیٰ کہ تم انہیں نصیحت کرنے آئے ہو۔ لہذا میں خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”علیٰ سربہ ان طلقن ان یدلہ انرا واجا خیدا منکن“

مسلم نے بروایت ابن عباس روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے بیان فرمایا کہ میں مسجد میں گیا دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے کہتے ہیں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی میں۔ کہا میں آج اس بات کو دریافت کر کے رہوں گا پہلے میں عائشہ صدیقہؓ کے پاس گیا اور کہا کہ اے عائشہؓ تمہارا یہ حال ہو گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تم تکلیف دینے لگیں انہوں نے کہا عمر تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنیوں کی خبر لو۔ میں حفصہؓ کے پاس آیا اور کہا اے حفصہؓ یہ آپ کی بیٹی تھیں تمہیں کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت نہیں رکھتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تمہیں طلاق دیتے۔ سنکر وہ زار قطار رونے لگیں۔ پھر میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ کہا آپ اب حجرے میں ہیں۔ میں آپ کے پاس آیا دیکھا کہ آپ کا خادم کھڑکی میں بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے کہا رباح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے آنے کی اجازت لے لو اس نے کھڑکی کی طرف نظر کی اور پھر مجھے دیکھ کر خاموش رہ گیا۔ میں نے بلند آواز سے کہا رباح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لیے اجازت لے لو میں آ کر تا ہوں شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں گمان ہو کہ میں آپ کے پاس حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ رباح نے پھر کھڑکی کی طرف دیکھی اور مجھے ہاتھ سے آنے کا اشارہ کیا۔ میں اندر داخل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوریئے پر صرف ایک تہ بند باندھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بوریئے کے نقش آپ کے جسم مبارکؐ اچھلے ہوئے تھے۔ میں نے حجرے میں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ایک طرف دوٹھی جو رکھے ہوئے ایک مٹھی پر

اور دو چمڑے نیم دباغت شدہ۔ یہ دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں۔ فرمایا اے ابن خطاب کیوں روئے
کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ روؤں، آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اللہ کے رسول ہیں اور
رین خلق ہیں۔ اور فیض و کسرے ہیں جو مخلوق میں راحت و آرام سے ہیں اور آپ اس حال میں۔
اے ابن خطاب کیا تم راضی نہیں کہ ہمارے لیے آخرت ہے۔ اور ان کے لیے دنیا۔ میں نے
کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں۔ میں نے بہت کم معاملات پر گفتگو کی
مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق نازل کی۔ پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا
آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی اگر آپ نے طلاق دے دی ہے تو اللہ جبرائیلؑ ہیں ابو بکرؓ اور
الح مؤمنین آپ کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِثْنَا
هُمَا وَمَوْلَا وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ الآية۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں جب میں نے آنحضرت صلی اللہ
ہ وسلم کو اس کی خبر دی کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ شاید آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی تو اس
پ کے چہرہ مبارک پر غصہ نمایاں تھا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے
ثار ظاہر ہوئے اور آپ نے تکبیر کہی۔ آپ کے سامنے کے دندان مبارک دکھائی دیئے جو تمام
وں کے دانتوں سے خوشنما تھے۔ پھر فرمایا میں نے انہیں طلاق نہیں دی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ لوگ
بیان کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے کیا میں لوگوں کو خبر کر دوں کہ آپ نے
ازواج کو طلاق نہیں دی ہے۔ فرمایا تم چاہو تو خبر کر دو۔ میں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر
کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ تو یہ آیت شریف نازل ہوئی
اِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَالْأُولَى لَعَلَّهُمْ يَفْعَلُونَ
نَبْطِئُوا مِنْهُمْ قُلْ عَمْرٍأُ لِلَّهِ تَعَالَى عِنْدَنَا الَّذِي اسْتَنْبَطَهُ مِنْهُمْ۔

امام احمد بن حنبلؒ بروایت حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کو لوگوں پر چار باتوں
فصلیت حاصل ہوئی۔ اسارائے بدر کے متعلق جب کہ آپؓ نے اُن کے قتل کی رائے دی۔ دیگر اور
غالبہ کرام کی رائے کے مطابق انہیں چھوڑ دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: "لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم
ما اخذتم عذاب عظیم" اور حجاب کے متعلق جب کہ آپؓ نے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ
پہننے کے لیے کہا تو حضرت زینبؓ نے کہا اے عمر کیا تم ہم پر غیرت کھاتے ہو حالانکہ ہمارے گھر میں
میں نازل ہوتی ہے تو یہ آیت شریف نازل ہوئی: "واذا سالتموهن فاسئلواھن من وراء حجاب" اور
دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اللہم ابد الاسلام بعمرؓ" اور یہ بیعت حضرت صدیق اکبرؓ کو نہ
سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ سے بیعت حضرت عمر فاروقؓ نے کی۔

محِب الطبری نے بروایت طلحہ بن مصنف روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ مقام ابراہیم نہیں فرمایا کیوں نہیں۔ آپ نے کہا اگر اسے مصلی بنانے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔

مسلم اور امام احمد بن حنبل نے بروایت ابن عباسؓ اور انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ لوگ اساری بدر کے متعلق کیا رائے دیتے ہیں۔ حضرت صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ ہمارے چچیرے بھائی ہیں اور قبیلہ کے لوگ ہیں بہتہ ہے کہ ہم اُن سے فدیہ لے لیں تاکہ ہمیں مشرکین پر تقویت حاصل ہو اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب کرے اور یہ ہمارے مددگار ثابت ہوں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ سے پوچھا کہ ابن خطاب تمہارا کیا رائے ہے؟ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ نہیں دے سکتا جو حضرت صدیق اکبرؓ نے دی۔ بلکہ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ عسنادید عرب و ہنزلہ کفار ہیں۔ ان کی گردنیں مرواد تیجے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے پسند آئی۔ اور میری رائے پسند نہیں آئی۔ چنانچہ آپ نے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسرے دن صبح کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ آپ اور حضرت ابوبکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ اور آپ کے صاحب کیوں رو رہے ہیں مجھے بھی مطلع فرمائیے کہ میں بھی روؤں یا روئے جیسی صورت بناؤں بوجہ آپ کے رونے کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر تمہارا عذاب جو اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک ہے پیش کرتے ہو۔ آیت نازل فرمائی: ”ماکان للنبی ان یکون له اسر حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یبذل الاخرة“۔ الآیۃ۔ امام احمد بن حنبل نے بروایت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسارے بدر کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت عطا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ یا رسول اللہ آپ اُن کی گردن مرواد تیجے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ تم نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے اور یہ تمہارے بھائی بند میرے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ ان کی گردن مرواد تیجے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا اور پھر تیسری دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے اور یہ تمہارے بھائی بند ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے کھڑے ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ انہیں معاف کر دیں اور فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہے جہو مبارک پر جو طلال تھا وہ دُور ہوا، اور آپ نے فدیہ لے کر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”مولا کتاب من اللہ سبق لمسلم“۔ بخاری و مسلم نے بروایت ابن عمرؓ روایت کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی بن سلول نے انتقال کیا، اس کا بیٹا عبد اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ اپنی ایک قمیص عنایت فرمائیں۔ جس میں اُسے کفن دیا جائے اور درخواست کی کہ آپ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے؟ حالانکہ اللہ تم نے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نعم“۔

وسلم نے فرمایا اللہ تم نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے: "استغفر لہم اولاً تستغفر لہم سبعین مرۃ
 یغفر اللہ لہم" سو میں ستر سے زیادہ بخشش مانگوں گا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز
 نہ پڑھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "ولا تصل علی احد منہم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ"
 بخاری نے بروایت ابن عباسؓ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن
 ل نے جب انتقال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے بلائے گئے۔ آپ کھڑے ہوئے
 رت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں میں اٹھا اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ ابی بن سلول کی نماز جنازہ پڑھیں گے
 انکے اُس نے فال فلان روز ایسا ایسا کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسم فرمانے لگے اور فرمایا اچھا
 ، تو مجھے جانے دو۔ جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے
 مجھے معلوم ہو جائے ستر سے زیادہ دفعہ بخشش مانگنے پر بخش دیا جائے گا تو ستر سے زیادہ دفعہ
 بخشش مانگوں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور واپس آئے۔
 ڈی دیر کے بعد یہ آیت شریف نازل ہوئی: "ولا تصل علی احد منہم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ" الآیۃ
 رت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے کہ میں نے اُس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدبرو
 ی جملات کی۔

محّب الطبری بروایت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے
 ردگار سے چار باتوں میں موافقت کی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے آپ مقام
 ہیم کو مصلے بنائیں، تو یہ آیت نازل ہوئی: "واخذوا من مقام ابراہیم مصلے" میں نے کہا یا رسول اللہ
 آپ اپنی ازواج کو پردے میں رکھنے کیونکہ آپ کے پاس فاجر و بار ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ تو یہ
 بت نازل ہوئی: "واذا سالتموهن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب"۔ میں نے ازواج نبی صلی اللہ
 یہ وسلم سے کہا اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناواض کرنے سے باز نہ آؤ گی تو اللہ تم تمہارے
 لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر ازواج دے گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: "عسیٰ ربہ یربہ طلقکن ان
 لہ امر واجاً خیراً منکم"۔ اور حسب آیت کریمہ "ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الی قولہ تعالیٰ
 النشأناہ خلقاً آخر" تو میں نے کہا: "فتبارک اللہ احسن الخالقین" اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت
 لی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کتاب اللہ میں زیادتی کرتے ہو۔ تو حضرت جبریلؑ اُترے اور کہا یہ تمام
 بیت ہے۔

محّب الطبری بروایت ایک انصاری روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افک
 فرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ سے مشورہ کیا آپ نے کہا آپ کا نکاح
 س کے ساتھ کس نے کیا۔ فرمایا اللہ تم نے۔ آپ نے کہا تو کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تم آپ کے
 اتھ دھوکہ کرے گا۔ (سبحانک ہذا بہتان عظیم) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 نہا کی بریت نازل فرمائی۔

محَب الطبری حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ یہود کے پاس گئے ا
 پوچھا کہ میں تم سے قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم وصف محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کتاب توراۃ میں پائے
 انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا پھر تم آپ کی اتباع کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا اللہ تم نے کسی رسوا
 نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس کا کفیل کوئی فرشتہ ہو ملائکہ۔ اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفیل جبریلؑ ہے جو ہمارا لاد
 ہے۔ اور دوست میکائیلؑ ہے۔ اگر میکائیلؑ آپ کا کفیل ہوتا تو ہم آپ کی پیروی کرتے۔ آپ نے کہ
 میں شہادت دیتا ہوں کہ ہرگز میکائیلؑ جبریلؑ کے دوست سے عداوت نہیں رکھ سکتے اور جبریلؑ میکا
 کے دشمن سے دوستی نہیں رکھ سکتے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اس اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا گزر ہوا۔ یہود کہنے لگا یہ تمہارا صاحب ہے اے عمر ابن خطاب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ
 کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: "قل من کان عدواً للجدیل۔ الی آخر عدو للکافر"
 محَب الطبری، جامع اور ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ تحریم خمر پر نہایت حریص
 اور کہا کرتے تھے کہ اے پروردگار خمر کا بیان نازل فرما۔ کیونکہ یہ عقل و مال دونوں کو زائل کرتی ہے۔ تو یہ آپ
 نازل ہوئی: "یسئلونک عن الخمر والمیسر۔ قل فیہا اثم کثیر و منافع للناس۔" (آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے آپ کو بلا کر یہ آیت سنائی۔ آپ نے کہا اللہم بین لنا فی الخمر بیاناً شافیا۔ بعد ازاں یہ آیت نازل
 ہوئی: "یا ایہا الذین امنوا لاتقر بوا الصلوة۔" (آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلا کر یہ آیت سن
 آپ نے کہا۔ اللہم بین لنا فی الخمر بیاناً شافیا۔ بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی: "یا ایہا الذین امنوا انما
 والمیسر والانسکام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوا لعلکم تفلحون۔" (ای قولہ فہل انتم منہون
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلا کر یہ آیت سنائی آپ نے کہا، انتہینا یا رب انتہینا۔
 محَب الطبری بروایت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار
 ایک لڑکے کو حضرت عمر فاروقؓ کی طرف بھیجا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اُس نے آپ کو اس حال م
 دیکھا کہ آپ کو اس کا آنا پسند نہیں آیا۔ آپ نے کہا یا رسول اللہ بہتر ہوتا کہ اللہ تمہیں استیذان
 کرتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: "یا ایہا الذین امنوا لیستادنکم الذین مملکت ایمانکم۔" (آیت۔ نیز محَب الط
 نے روایت کیا ہے کہ جب آیت کریمہ "ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ" نازل ہوئی تو حضور
 عمر فاروقؓ مروئے اور کہا یا رسول اللہ اولین میں سے ایک جماعت جنت میں جائے گی اور آخروں میں
 قلیل۔ حالانکہ ہم خدا و رسولؐ پر ایمان لائے تو یہ آیت نازل ہوئی: "ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ"
 محَب الطبری بروایت طارق بن شہابؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی شخص حضرت عمر فاروقؓ کی
 میں آیا اور کہا قول اللہ تعالیٰ "وسارعو الی مغفرۃ من ربکم و جنتہ عرضہا السموات والارض۔" کے کیا معنی
 کیونکہ جب جنت کا عرض ہی آسمان و زمین کے برابر ہے تو دوزخ کہاں ہے؟ آپ نے دیگر صحابہ کرام
 کہا اس کا جواب دو۔ مگر انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے یہودی سے کہا جب
 نکلتا ہے تو آسمان و زمین اُس کی روشنی سے نہیں بھر جاتے؟ اُس نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے

جا پھر رات کہاں ہوتی ہے؟ یہودی نے کہا جہاں اللہ تم چاہے۔ آپ نے کہا تو پھر دوزخ بھی وہیں ہے۔
ماں اللہ تم نے چاہا۔ یہودی نے کہا قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں آپ کی جان ہے، اے لکیر منیر
تاب اللہ میں اسی طرح ہے جس طرح آپ نے کہا۔

کعب اجبار سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے سامنے کہا کہ بادشاہ
شاہ زمین کے لیے ویل ہے بادشاہ آسمان کی طرف سے۔ آپ نے کہا جو بادشاہ کہ اپنے نفس سے
سبہ کرتا ہے۔ کعب اجبار نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
یت میں اسی طرح ہے۔ یہ نکلا آپ سجدہ میں گر پڑے اور بے حد شکر بجا لایا۔

محب الطبری نے بروایت ابن عمرؓ روایت کیا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
فاروقؓ کے درمیان اختلاف نہیں ہوا مگر یہ کہ قرآن حضرت عمر فاروقؓ کے مطابق نازل ہوا حضرت
مرقظیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ جو کچھ کہتے قرآن نازل ہو کر آپ کی تصدیق کرتا۔
نیز حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ ہم قرآن (یعنی وحی) میں آپ کی کلام اور آپ کی رائے
لھتے ہیں۔

انہیں نور یقین کے اُن مقامات میں سے جو محدثیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اذان کی بابت آپ
منا کہ آپ ایک شخص کو کیوں نہیں مقرر کر دیتے جو اذان کہہ دیا کرے۔ چنانچہ عبد اللہ بن زیاد کے خواب
ن کرنے کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔ صحیحین وغیرہ میں اصل قصہ مذکور ہے۔ محمد بن اسحاق، امام احمد، ابو
داؤد، ترمذی اور دارمی نے حدیث عبد اللہ بن زید میں روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ نے اذان کی آواز
نی تو دوڑے ہوئے آئے اور بیان کیا: واللہ الذی بعثک بالحق لقد رايت مثل الذی سرائی قال
اللہ علیہ وسلم فللہ الحمد۔

محب الطبری نے بروایت عبد الرحمن بن ابی عمرہ الانصاری روایت کیا ہے کہ اُن کے والد نے کہا کہ ہم
غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس غزوہ میں مسلمانوں کو تشنگی و فاقہ کشی لاحق ہوئی۔
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بعض اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت مانگی۔ آنحضرت صلی اللہ
وسلم نے چاہا کہ لوگوں کو اجازت دے دیں، حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر ہم اپنی سواریوں کو
لرڈالیں اور کل ہم بھوکے پیاسے اور پیدل دشمن کے سامنے ہونگے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ فرمایا پھر تمہاری
رائے ہے؟ عرض کیا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو فرمائیں کہ وہ باقی زاد راہ آپ کے سامنے جمع
ہیں۔ اور آپ برکت کی دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت سے ہمیں کھانا کھلائے گا۔

ابو عمرو انصاری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ یوں ہی بے ہوشی سی طاری ہوئی اور
فاقہ ہو گیا۔ پھر آپ نے ایک کپڑا بچھوایا اور لوگوں سے کہا کہ وہ اپنا باقی زاد راہ لا کر جمع کریں چنانچہ
جس کے پاس تھلے لے کر آنے لگا۔ کوئی پیالہ بھر کھانے پینے کی چیز لے کر آتا کوئی مٹھی دو مٹھی کوئی
بیضہ مرغ کے برابر ہی۔ پھر حسب الارشاد یہ تمام چیزیں ایک کپڑے پر رکھ دی گئیں پھر آپ نے

برکت کی دعا کی جس قدر چاہا۔ پھر آپ نے تمام لشکر میں منادی کرائی اور سب نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتن اور توشہ وان بھر لیے گئے۔ پھر آپ نے ایک کٹورا منگو کر اپنے سامنے رکھا اور تھوڑا سا پانی کر اس میں ڈالا اور آپ نے اس پر دم کیا اور دعا کی جس قدر کہ چاہی۔ پھر آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں اُس میں رکھ دیں۔ ابو عمرۃ الانصاری کہتے ہیں میں قسمیہ کہتا ہوں، میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔ پھر لوگوں سے آپ نے پانی پینے کے لیے فرمایا لوگوں نے پانی پیا، اپنے مشکیزے بھر لیے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دندائیں (صلی اللہ علیہ وسلم) دکھائی دیئے۔ پھر کلمہ شہادت "اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" ان سیدنا و مولانا محمد اکبر و اسوۃ پڑھ کر فرمایا اس کلمہ شہادت کو پڑھ کر اللہ تم سے کوئی ملے گا۔ مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محبت الطبری بروایت ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور میرے ساتھ میری قوم کی ایک کثیر تعداد تھی۔ آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور لوگو بھی خوشخبری سناؤ کہ جس شخص نے کلمہ شہادت "اشہد ان لا الہ الا اللہ (تا آخر)" صدق دل سے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد ہم آپ کے پاس سے رخصت ہوئے اور لوگوں کو اس کی خوشخبری جاتے تھے کہ ہمیں عمر بن خطابؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! صرف کلمہ شہادت پڑھ کر لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

مسلم بروایت ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں ایک باغ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کی خدمت میں آیا آپ نے مجھے اپنے نعلین مبارک دیئے۔ اور فرمایا یہ لے کر چلے جاؤ اور جو کوئی صدق دل سے کلمہ شہادت "اشہد ان لا الہ الا اللہ" پڑھتا ہو اُسے جنت کی خوشخبری سناؤ۔ سب پہلے حضرت عمر فاروقؓ ملے۔ آپ نے پوچھا یہ نعلین کیسی ہیں؟ (ابو ہریرہ کہتے ہیں) میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں۔ اور فرمایا جو شخص مجھے ملے اور صدق دل سے کلمہ شہادت "اشہد ان لا الہ الا اللہ" پڑھتا ہو اُسے جنت کی خوشخبری دوں۔ آپ نے زور سے میرے سینہ پر ہاتھ مارا کہ میں سیرین کے بل پڑ گیا۔ پھر پڑا اور کہا ابو ہریرہ لوٹ جاؤ۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روٹا ہوا واپس آئے۔ آپ میرے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے عمر ملے اور میں نے انہیں خبر دی جس کہ آپ نے مجھے بھیجا تھا۔ انہوں نے میرے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا کہ میں سیرین کے بل پڑ گیا۔ لوٹ جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر تم نے اسے کیوں مارا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ابو ہریرہ کو اپنی نعلین دے کر بھیجا تھا کہ جو کوئی انہیں ملے (جو صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھتا ہو) جنت کی بشارت دیتے جائیں۔ فرمایا ہاں میں نے بھیجا تھا۔ کہا یا رسول اللہ! چھوڑ دیجیے لوگوں کو اس لے یا اس لیے کہا گیا کہ آپ بہت کم ہنستے تھے۔ یا اس لیے کہ آپ کے دانت بہت خوبصورت تھے۔ جیہ روایت میں اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ ۱۲

نے دیجیے ورنہ وہ کلمہ شہادت کے بھروسہ ہی پر بیٹھتے رہیں گے۔ فرمایا اچھا لوگوں کو عمل کرنے دو۔
ابو داؤد بروایت ابی ہشام روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نماز پڑھی۔ ایک اور شخص جو تکبیر اولیٰ میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوا تھا، فارغ ہوتے ہی دو رکعت نماز
نے لگا۔ حضرت عمر فاروقؓ اٹھے اور اُس کے مونڈے پر پکڑ کر خوب ہلایا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ اہل کتاب ہلاک
ہوئے مگر اسی لیے کہ وہ اپنی نمازوں میں فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ٹھانی اور فرمایا: ”اصاب اللہ باک یا ابن الخطاب“

فصل چہارم

فراست و مکاشفات امیر المؤمنین عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ
گو فراست و مکاشفات بھی انہیں مقامات کے تحت میں داخل ہو سکتے ہیں جو قوت عاقلانہ
بنین کے مطیع و منقاد ہونے سے حاصل ہوا کرتے ہیں لیکن ہم نے اس کی اہمیت کی وجہ سے
فصل قائم کی۔

اس ضمن میں ہم صحابہ کرامؓ کے وہ خواب بھی بیان کریں گے جن کی تعبیریں آپ نے کہی ہیں۔
حب الطبری بروایت عمرو بن الحارث روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمرؓ خطبہ کہہ رہے تھے
اثنائے خطبہ میں آپ نے پکار کر کہا ”یا ساریۃ الجبل“ دو دفعہ یا تین دفعہ کہا (شک لاوی ہے) پھر خطبہ
بعض لوگوں نے کہا کیا حضرت عمرؓ مجنون ہو گئے ہیں کہ اثنائے خطبہ میں پکارنے لگے ”یا ساریۃ الجبل“
یا ساریۃ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ (عبدالرحمن بن عوف کی چونکہ آپ سے بے تکلفی تھی اس لیے آپ نے
اے امیر المؤمنینؓ کیا آپ اثنائے خطبہ میں لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ یا ساریۃ الجبل کا کیا مطلب ہے
واللہ یہ کلمہ مجھ سے بے اختیار نکلا ہے جب میں نے ساریۃ (نام ہے) اور اُن کے اصحاب کو دیکھا کہ
پہاڑ کے قریب لڑ رہے ہیں اور اس کی اوٹ میں سے دشمن آگے پیچھے سے آکر اُن پر حملہ کرنے میں
لیے ہیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکا یا ساریۃ الجبل۔ (کہ اے ساریۃ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ) پھر کچھ زیادہ
گزرے کہ قاصد ساریۃ کا نام لے کر آموچہ ہوا کہ دشمن سے ہمارا مقابلہ جمعہ کر دن ہوا۔ صبح سے ہم نے
شروع کی یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آیا اور آسمان کا شہسوار مغرب کی طرف جھکنے لگا۔ اُس وقت ہمیں آواز
سنائی دی کہ پکارنے والے نے پکار کر کہا، الجبل الجبل۔ ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے۔ اور ہم نے فتح پائی۔
دشمنوں نے شکست۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اہل مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آئے اور بیان کیا کہ
سیریل کے ہر سال ایک بار لڑائی جو نہایت حسین ہوتی ہے بھینٹ کی جاتی ہے جسے ہم اُس کے اندر

چھوڑ دیتے ہیں۔ ورنہ وہ بہتا نہیں ہے۔ اور ہمارے بلاد و امصار میں قحط سالی پڑ جاتی ہے۔ آپ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کو اس کی خبر دی۔ آپ نے لکھا کہ اسلام رسموں کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اور ایک پرچہ لکھ کر بھیجا کہ میں ڈال دیا جائے۔ پرچہ میں جو عبارت تھی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ رقعہ ہے نیل کی طرف خدا کے بندے عمر بن الخطابؓ کی جانب سے۔ اے نیل! اپنے ارادے سے بہتا ہے تو ہمیں تیری ضرورت نہیں۔ اور اگر اللہ تم کے حکم سے بہتا ہے تو اس کے حکم سے بہتا رہے۔ چنانچہ نیل اس سال سے چھ گز سے زیادہ پاٹ میں بہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رز ڈالنے کے بعد کبھی نہیں ٹھہرا۔

خوات بن جبیر سے روایت ہے کہ ایک سال حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں قحط سالی واقع ہوئی آپ نے سب کو نماز استسقاء کے لیے باہر جانے کا حکم دیا اور سب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز کر آپ نے اپنی چادر پٹائی۔ وہاں پلہ بائیں طرف اور بایاں پلہ دائیں طرف کیا۔ اور پھر ہاتھ پھیلا کر ان الفاظ دعا کر فی شروع کی "اللہم نستغفرک ونستعینک" دعا کر کے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ مینہ برسنے لگا۔ اس میں بدویوں کی ایک جماعت آئی اور بیان کیا کہ اے امیر المؤمنینؓ ہم فلاں دن اور فلاں وقت جب کہ ہم زمینوں میں تھے، دیکھا کہ ہمارے سروں پر بدلی چھائی اور اس سے یہ آواز سنائی دی: "اتاک الغوث ابان" اتاک الغوث اباحقص۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ ایک شب گشت کر رہے تھے کہ ایک مکان پر جہاں سنائی دیا کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے کہ اٹھ کر دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے امیر المؤمنینؓ نے اس کی جماعت کر دی ہے۔ اس کی ماں نے کہا امیر المؤمنینؓ کو اس کی خبر ہی کیوں کر ملے گی؟ لڑکی نے کہا اگر امیر المؤمنینؓ کو اس کی خبر نہ ہو سکے تو امیر المؤمنینؓ کا پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ صبح کو اپنے فرزند عاصم سے فرمایا کہ فلاں مکان پر جاؤ وہاں ایک لڑکی ہے اگر اُس کا نکاح نہیں ہوا تو تم اُس سے نکاح شائد اللہ تعالیٰ تمہیں اُس سے مبارک اولاد دے۔ چنانچہ عاصم نے اس کے ساتھ عقد کیا۔ اس سے ایک بچہ پیدا ہوئی اُس لڑکی کا عقد عبدالعزیز بن مروان سے ہوا اور عمر بن عبدالعزیز اس سے پیدا ہوئے۔ اور جب خولانی مدینہ میں یمن سے آئے اور اسود بن قیس جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اُس نے کہا تم مجھ پر لاؤ اور مجھے اللہ کا رسول مانو۔ تو ابو مسلم نے انکار کیا تب اسود نے کہا کیا تو محمدؐ کو رسول اللہ ماننا ہے، کہا اُس نے حکم دیا کہ بہت سی لڑکیاں سلگائی جائیں۔ پھر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا، آگ نے اُن کو کچھ فرقہ نہ پہنچایا۔ اسود نے یہ دیکھ کر حکم دیا کہ اُسے یمن سے نکال دو۔ آپ وہاں سے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے، عمرؓ نے کہا مسلمانوں یہ تمہارا ساتھی ہے۔ کذاب اسود نے گمان کیا کہ اس کو آگ میں جلا دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نجات دی۔ اور حال یہ ہے کہ قوم و عمر نے نہ اس کا سنا تھا اور نہ اس کو دیکھا ہی تھا۔ پھر عمرؓ کھڑے ہوئے اور اُس کو گلے سے لگایا۔ اور کہا کیا تم عبداللہؐ کو نبی نہیں ہو؟ کہا ہاں۔ پھر آپ روئے اور کہا شکر ہے اللہ کا جس نے میری موت نہیں بھیجی یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ابراہیم خلیل اللہ جیسا شخص مجھے دکھا دیا۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک اعرابی کو پہاڑ پر سے اترتے دیکھا فرمایا اسے اپنے لڑکے کا قصہ ہے اور اُس نے اُس کا مرثیہ کہا ہے۔ اگر چاہتے ہیں سنا دے گا۔ جب یہ پہاڑ سے اتر آیا، آپ نے اعرابی کہاں سے آ رہا ہے؟ اُس نے کہا پہاڑ پر سے۔ فرمایا پہاڑ پر کیا کرتا تھا؟ کہا اس میں ایک امانت لیا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا امانت ہے؟ کہا میرے لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کو دفنانے گیا تھا۔ نے کہا اچھا ہمیں مرثیہ سناؤ۔ امیر المؤمنینؑ آپ کو کیا معلوم ہے کہ میں نے اُس کا مرثیہ کہا ہے کہ اُس نے پھر وہ مرثیہ سنایا، وہی ہندہ۔ مرثیہ :-

یا غائباً ما یوب من سفرہ - عاجلۃ موتہ علی صغیرہ : یا قرۃ العین کنت لی أنسا - فی طول لیلۃ النعم
ضمرہ : ما تقم العین حیث ما وقعت - فی الحی منی الاعلی اثرہ : شربت کاساً ابوک شاربہ - لا بد
علی کبرہ : یشربہا والا نام کلام - من کان فی بدوہ فی حضرہ : والحمد للہ لا شریک لہ - فی حکمہ
ذاک فی قدرہ : قدر الموت علی العباد فما یقدر خلق زید فی عمرہ :

ترجمہ :- اے جانے والے جو اپنے سفر سے نہیں لوٹے گا، جس پر موت نے پچپن ہی میں جلدی کی، میری آنکھ کی ٹھنڈک! تو میرے لیے باعث انس تھا طویل راتوں میں بھی اور چھوٹی راتوں میں بھی میری راتوں میں کوئی چیز نہیں ٹھہرتی، مگر تیری یاد سلنے آجاتی ہے۔ تو نے وہ پیالا پیاجس کو تیرا باپ باوجود بڑے بچے مینے والا ہے۔ تمام مخلوق اس کو پیے گی کیا شہری اور کیا دیہاتی۔ اوہ سب تعریف اللہ تم کے لیے ہی، کا کوئی شریک نہیں اور جس نے موت کو سب کے لیے مقدر کیا۔ کوئی شخص اپنی عمر زیادہ نہیں کر سکتا یہ سنکر آپ بہت روئے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ اور فرمایا، اے اعرابی تو نے سچ کہا۔

حضرت ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروقؓ نے اس طرح سانس میں نے جانا کہ آپ کی روح پرواز ہو گئی۔ میں نے جانا واللہ یہ سانس آپ کے سینہ سے نہیں نکلے کسی سخت غم والم کی وجہ سے۔ فرمایا غم واللہ شدید غم کی وجہ سے یہ سانس نکلی ہے۔ وہ غم یہ ہے میں امر خلافت اگس کے سپرد کروں۔ میں نے حضرت علیؓ، طلحہؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوفؓ کے نام لیے۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کی نسبت اختلاف فرمایا۔ اور حضرت عثمان غنیؓ کے نام فرمایا کہ وہ اپنے اقارب سے بہت اُنیست رکھتے ہیں اگر میں انہیں خلیفہ بنادوں تو بنی اُمیہ انہیں بنادیں گے۔ اور پھر وہ بنی ابی معیط کو لوگوں پر حاکم کر دیں گے اگر میں انہیں خلیفہ کر دوں تو بیشک ایسا ہی کریں گے۔ اور جب وہ ایسا کریں گے تو عرب انہیں قتل کریں گے۔ واللہ اگر میں انہیں خلیفہ کر دوں ایسا ہی کریں گے، اور پھر عرب انہیں قتل کر دیں گے۔

خروج وصی علیہ السلام از کوہ حلوان (عراق)

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت سعد بن وقاصؓ کو بمقام قاصیہ لکھا کہ وہ فضلہ بن ابی النصارؓ کو حلوان (عراق) کے بدویوں سے جہاد کرنے کے لیے بھیجیں۔ چنانچہ حضرت سعد نے تین تو

سوار دے کر انہیں حلوان بھیجا۔ انہوں نے بدویوں سے جہاد کر کے انہیں قید کر لیا۔ اور چونکہ اب عصر کا وقت گنگ تھا، لہذا انہوں نے ان قیدیوں کو اور اس مال غنیمت کو جو ان سے حاصل کیا تھا، کوہ حلوان کے کنارے حراست میں کیا۔ اور اذان دینے کھڑے ہوئے جب اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو پہاڑ میں سے عجیب جواب دیا، فضلہ تم نے سب سے بڑے کی بڑائی کی۔ جب انہوں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ، تو عجیب کہا یہ اخلاص کا کلمہ ہے اے فضلہ۔ جب انہوں نے کہا اشہد ان محمد الرسول اللہ، عجیب نے کہا یہ وہ شخص ہے جن کی ہم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ انہیں کی امت مرحومہ پر قیامت جب انہوں نے کہا حی علی الفلاح، تو عجیب نے کہا مبارک ہے وہ جو نماز کے لیے نکلتا ہے۔ جب انہوں نے کہا حی علی الفلاح، تو عجیب نے کہا فلاح پائی اُس نے جس نے فلاح کو قبول کیا جب انہوں نے کہا اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، عجیب نے کہا یہ سب اخلاص کا کلمہ ہے اے فضلہ۔ اللہ تم نے حرام کیا اس سبب سے تمہارا جنت آگ پر جب یہ اذان کہہ کر فارغ ہوئے، تو انہوں نے کہا، اللہ تم پر رحم کرے کون ہو؟ شتم ہو یا جن ہو یا کوئی اور بندگانِ خدا سے ہو۔ ہم نے تمہاری آواز سنی اب ہم تمہارے دوست کے مشتاق ہیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفد میں ہم حضرت عمر فاروقؓ کے وفد میں۔ چنانچہ پہاڑ ہو کر عجیب کا نورانی چہرہ جس کی ڈاڑھی اور سر کے بال سفید تھے، دکھائی دیا۔ اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُن لوگوں نے کہا، علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کون شخص؟ عجیب نے کہا میں زایت بن برشلہ اوصی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جگہ ٹھہرایا ہے۔ اور آسمان سے اپنے نزول تک میرے اس جگہ باقی رہنے کی دعا کی ہے۔ حضرت عمرؓ سے میرا سلام علیک کہنا۔ اور کہہ دینا کہ تیار ہو جاؤ اور نزول کی حاصل کرو۔ قیامت قریب ہے اور اس کی علامات یہ ہیں کہ لوگ بڑی جدوجہد کریں گے ایک دوسرے سے بے پروا ہو جائیں مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے۔ لوگ غیر نسبوں کی طرف اپنی نسبت کریں گے۔ اور غیر مردانہ کی طرف منسوب ہوں گے۔ بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کھائیں گے اور چھوٹے بڑوں کی توقیر نہ کریں گے نیک پر عمل کرنا ترک ہو جائے گا اور برائیوں سے روکا نہ جائے گا۔ عالم علم پر عیس گئے مگر دنیا حاصل کرنے کے لیے۔ بارش ہوگی مگر سیرابی نہ ہوگی۔ اولاد ہوگی مگر راحت نہ ہوگی۔ لوگ بڑے بڑے منارے بنائیں گے۔ مصاحف کو مٹا دینا مذہب بنا کر رکھیں گے۔ مساجد کو مزیں بنائیں گے۔ رشتوں لینے لگیں۔ بلند عمارتیں بنائیں گے۔ خواہشوں کی پیروی کریں گے۔ دین کو دنیا کی عوض بیچ دیں گے۔ لوگ قطع کرنے لگیں گے۔ سوکھانے لگیں گے۔ اور مالدار کی عزت سمجھیں گے۔ اور عورتیں گھوڑے کی سواری کرنے لگیں گی۔ اس کے بعد عجیب غائب ہو گیا۔ اور پھر کسی نے نہیں دیکھا۔ فضلہ نے یہ واقعہ حضرت سعد بن کو لکھا انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو۔ آپ نے سعد بن وقاص کو لکھا کہ تم مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر اور پہاڑ کے کنارے جا آؤ۔ اگر تم سے ملاقات ہو جائے تو وصی عیسیٰ علیہ السلام کو میرا سلام پہنچا دو۔ چنانچہ حضرت سعد بن وقاص چار ہزار مہاجرین و انصار لے کر کوہ حلوان کو گئے۔ اور کوہ حلوان کے نیچے چالیس روز

بہرے رہے۔ اذانیں دیتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے لیکن انہیں کوئی جواب نہیں ملا اور نہ کوئی فائدہ سنائی دی۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مائیں کسری پر لشکر روانہ کیا۔ سعد بن وقاص کو امیر لشکر بنایا۔ خالد بن ولید کو قائد (جنرل) جب لشکر و جملہ پہنچا اور کشتی کوئی نہ پائی تو حضرت سعد بن وقاص اور حضرت خالد بن ولید آگے بڑھے اور کہا اے دریا تو اللہ ہی کے حکم سے بہتا ہے۔ سو تو بحیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رستہ دے تاکہ ہمارا لشکر عبور کر جائے۔ چنانچہ ان کا لشکر معہ سواروں، پیادوں اور مہمٹوں کے دریا پار ہو گیا۔ اور اونٹوں کے گھڑ تک نہیں بھیکے۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ ایک روز آپ نیند سے بیدار ہوئے اور آنکھیں ملنے ہوئے کہتے جاتے تھے، وہ کون شخص ہے جو عمر کی اولاد سے ہوگا اور اُسی کی سیرت پر ہوگا۔ یہ آپ کا اشارہ (خلیفہ) عمر بن عبد العزیز کی طرف تھا جو آپ کے فرزند عاصم کے نور سے تھے۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک بدو سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا جمرہ۔ آپ نے پچھا کس کے بیٹے ہو؟ کہا شہاب کا بیٹا ہوں۔ فرمایا اس قبیلہ سے ہو، کہا قبیلہ حرقہ سے۔ فرمایا تیرا گھر کہاں ہے؟ کہا حرقہ میں۔ فرمایا کس جگہ؟ کہا لظی (آگ) میں۔ فرمایا دوڑو تمہارے گھر میں آگ لگی ہے۔ اس نے لڑکھیا تو فی الواقع ایسا ہی تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حراب سے ٹک کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک عورت کھجوروں کا طباق لے کر آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اُس میں سے ایک کھجور اٹھا لی۔ اے علی کھاتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے اپنا دست مبارک دماز کر کے کھجور میرے منہ میں دی۔ پھر ایک کھجور اور اٹھائی اور پھر یہی فرمایا کہ اے علی کھاتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے کھجور بھی میرے منہ میں دے دی۔ پھر یعنی میں بیدار ہو گیا اور وضو کر کے مسجد میں گیا۔ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر آپ حراب سے ٹک کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ خواب بیان کروں لیکن قبل بیان کرنے کے عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی جو کھجور کا ایک طباق لے کر آئی تھی۔ طباق لے کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ نے ایک کھجور اٹھا کر کہا اے علی کھاتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے یہ کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ وہ سری کھجور اٹھا کر آپ نے یہی کہا کہ اے علی کھاتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے یہ کھجوریں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان لٹا دیں۔ میں چاہتا تھا کہ ان کھجوروں میں سے کچھ اور لیتا، آپ نے کہا براہِ مروت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔ میں نے تعجب کیا اور دل میں کہا اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کر دیا میرے خواب سے جو آج شب کو میں نے دیکھا۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور کہا اے علی! میں یہ نور دین سے دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے ایسا ہی خواب میں دیکھا ہے اور وہی مزہ ولذت پائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے۔

نیز حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ کی زفرشتہ باتیں کرتا ہے۔ ابن عمرؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے اکثر وقت دیکھا کہ آپ کہتے ویسا ہی ہوتا۔ نیز ان سے روایت کیا گیا ہے کہ میں نے جب کبھی آپ کو کہتے سنا کہ میرا خیال کے متعلق یہ ہے تو ویسا ہی واقع بھی ہوتا جو آپ کے خیال میں ہوتا کہ ایک دفعہ آپ بیٹھے ہوئے۔ ایک شخص حسین آپ کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے کہا، میرا خیال تھا کہ یہ شخص جاہلیت میں یا اپنے پر ہو گیا کاہن ہوگا۔ اسے میرے پاس بلاؤ۔ آپ نے اُس شخص سے کہا میرا خیال ہے کہ تم زمانہ جاہلیت میں اپنے دین پر ہو گے یا کاہن ہو گے۔ اُس نے کہا میں نے ایسا دن کبھی نہیں دیکھا کہ ایک مسلمان شخص استقبال کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ اپنے حال سے مجھے مطلع کرو۔ چنانچہ اُ بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ آپ نے فرمایا تو عجائب اخبار میں سے تمہاری جنتیہ کی خبر دی؟ اُس نے بیان کیا کہ ایک روز میں بازار میں جا رہا تھا کہ جنتیہ گھرائی ہوئی میرے پاس آئی "الم تر الجن وابلاسہا واباسہا من بعد ایناسہا۔ ولحقہا بالقلائد احلاسہا" تم نہیں دیکھتے؟ اور اُن کی ناامیدی کو اور اُن کی دہشت کو بعد ازاں کہ وہ مانوس تھے اُونٹوں پر اُن کے پالان رکھنے فرار ہونے اور نفرت کرنے سے ہے، آپ نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ میں ایک روز بتوں کے قریب کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گائے کا بچہ لے کر آیا اور اُسے ذبح کیا۔ اور ایک منادی نے کہا "یا جلیج امر بنجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ" یہ آواز سن کر قوم دوڑ پڑی۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔ اس اثناء میں پھر ہی آواز آئی: "یا جلیج امر بنجیح رجل فصیح" جب تک کہ معلوم نہ کر لوں کہ واقع کیا ہے۔ اس اثناء میں پھر ہی آواز آئی: "یا جلیج امر بنجیح رجل فصیح" الہ الا اللہ پھر میں کھڑا ہوا۔ پھر کچھ عرصہ ہوا تھا کہ کہا گیا یہ نبی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے تھے۔ کہ ایک شخص کا گذر ہوا۔ کہا گیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا میں نے سنا ہے کہ ایک شخص غز کی خبریں دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر بھی دیتا تھا۔ اُس کا نام سواد ہے۔ میں نے اُسے دیکھا نہیں ہے اگر وہ زندہ ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ یہی شخص ہے۔ آپ نے بلایا اور پوچھا سواد بن قارب تمہارا ہی نام ہے، تم ہی غیب کی خبریں دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبریں دیتے تھے؟ اور تمہیں اپنی قوم شرف و منزلت حاصل تھی۔ کہا ہاں یا امیر المؤمنینؓ؟ اور کاہن تھے۔ یہ شخص بہت بگڑا۔ اور کہا آج تک جب سے میں نے اسلام قبول کیا کبھی کسی نے مجھے نہیں کہا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! ہمارا شرک تو تمہاری کہانت سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ اچھا! تمہارے جن نے ظہور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا خبر دی تھی؟ اُس نے بیان کیا یا امیر المؤمنینؓ؟ شب کو میری کچھ یونہی سی آنکھ لگی تھی کہ جن میرے پاس آیا اور پاؤں مار کر مجھے اُٹھایا۔ اور کہا اے سواد اُٹھ اور سمجھ اگر سمجھ سکتا ہے اور معلوم کر اگر تو معلوم کر سکتا ہے۔ کیونکہ قبیلہ لؤئی بن غالب سے رسولؐ ہوا ہے جو اللہ تم کی طرف اور اُس کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ پھر اُس نے یہ ابلیت پڑھے

ت: عجت الجن وتجهاسها: وشدھا العیس باحلاسها: تھوی الی مکہ بتغی الہدای: ماخذا الجن
نحاسها: فارحل الی الصلوۃ من ہاشم: واسم بعینک الی راسها:

اس کے بعد دوسری اور تیسری شب کو آکر بھر اُس نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ اور یہی ابیات پڑھ کر سنائے۔
میں سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی۔ صبح ہوتے ہی میں نے اونٹنی کسی، اور سوار ہو کر مکہ کی طرف
نہ ہوا۔ لیکن مجھے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مدینہ ہجرت کر آئے ہیں۔ لہذا میں مدینہ روانہ ہوں۔ مدینہ
پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا۔ کہا گیا مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے اونٹنی باندھی اور مسجد
داخل ہوا۔ فرمایا قریب ہو قریب ہو۔ اسی طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ میں جا کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا
یا بیان کر دیا واقعہ ہے؟ میں نے اپنا قصہ بیان کیا اور اسلام قبول کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے اصحاب میرے بیان سے بہت خوش ہوئے اور ان کے چہرے بشاش ہو گئے۔ بلاوی کہتا ہے
حضرت عمر فاروقؓ دوڑ کر اُس سے لپٹ گئے اور فرمایا میں یہ حدیث تمہاری زبان سے سُننا چاہتا تھا۔ اب
بتلاؤ کہ اب بھی جن تمہارے پاس آتا ہے؟ انہوں نے کہا جب سے میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا
ہیں آیا۔ اور بہترین عوض ہے کتاب اللہ۔

ابو عمرو بروایت سعید بن المسیب روایت کرتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت میں زید بن حارثہ
ساری کا انتقال ہوا اور انہیں کفن دیا گیا۔ کفن دینے کے بعد ان کے سینہ سے گھنٹہ کی آواز سنائی دی
پھر یہ کلمات: محمد احمد فی الکتاب الاول صدق صدق ابوبکر الصديق الضعيف في نفسه القوي
وامر الله في الكتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوي الامين في الكتاب الاول صدق
صدق عثمان بن عفان على مناجهم مضت رابع وبقيت سنتان امت الفتنة واكل الشديدا الضعيف
قامت الساعة وسياتكم خبر يبراديس وما يبراديس۔ بعد ازاں بنی خطم میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا
تب کفن دیا جا چکا تو اس کے سینہ سے بھی گھنٹہ کی آواز سنائی دی اور پھر کہا: انا اخا بنی الحارث بن
خروج صدق صدق۔ عبد اللہ بن سلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں وفد بنی مدح کے ساتھ
حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں داخل ہوا اور آپ کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا آپ شتر کو بغور دیکھتے
باتے تھے دیکھ کر آپ نے کہا۔ کیا یہ شخص تمہارے قبیلہ سے ہے۔ میں نے کہا جی ہاں فرمایا قاتلہ اللہ
ست محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے محفوظ رکھے میں خیال کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو اُس کے طفیل ایک
سخت دن دیکھنا ہو گا۔ عبد اللہ بن سلمہ کہتے ہیں چنانچہ اس کا ظہور بیس برس کے بعد ہوا یعنی قبل حضرت
عثمان غنیؓ میں)

ابو عمرو نے روایت کیا ہے کہ حابس بن سعد طائی نے حضرت عمر فاروقؓ سے بیان کیا کہ انہوں نے خواب
میں دیکھا کہ خمس وقر اور تارے ان کے ساتھ ہو کر آپس میں لڑ رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کس کے ساتھ تھے
انہوں نے کہا میں قر کے ساتھ تھا۔ فرمایا تم اب سے میرے کسی کام کے ہرگز والی نہ ہو گے کیونکہ مٹنے والی آیت
کے ساتھ تھے۔ بعد ازاں جنگ صفین میں حضرت معاویہ کی طرف سے لڑ کر مارا گیا۔ آیت مجوحہ سے آیت کہیہ

وجعلنا الليل والنهار ايتين فحونا اية الليل وجعلنا اية النهار مبصرة - الآية - (سورت بنی اسرائیل، رکوع ۲۸) اشارہ ہے - مترجم -

نیز ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کا حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ذکر کیا گیا کہ جنگل میں ہوئی، لوگ وہاں سے گزرتے مگر کسی نے اُسے دفن نہیں کیا۔ لیکن کلیب کا یہاں سے گزر رہا تھا تو اُنہوں نے اُسے دفن کیا۔ آپ نے فرمایا کلیب کو اس کے عوض خیر پہنچے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے وفات بھی اُسی روز پا جس روز کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے۔

ابو عمر بروایت نعمان بن مقرن روایت کرتے ہیں کہ وہ فتح قادسیہ کے موقع پر حضرت سعد کے پاس مدینہ آئے۔ اُس روز حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی تھی کہ اہل اصفہان، اہل ہمدان، اہل رائے، اہل آذربائیجان اور اہل مل کر مسلمانوں پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ امر آپ پر شاق گزرا۔ اور آپ نے اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ کیا حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا آپ اہل کوفہ سے دو تہائی مسلمانوں کو اہل بصرہ کے ساتھ بھیج دیجئے۔ ایک تہائی مسلمانوں کو اہل کوفہ کی حفاظت کے لیے رہنے دیجئے۔ آپ نے فرمایا اچھا ان لوگوں پر امیر لشکر کوں آپ نے کہا، آپ ہم سے افضل و اعلم ہیں جسے مناسب سمجھیں امیر لشکر بنادیں۔ فرمایا میں اُسے امیر لشکر جو اہل ہوگا۔ آپ مسجد کی طرف نکلے نعمان بن مقرن مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے انہیں امیر لشکر بنا اور اہل کوفہ کو اس کی خبر دی۔ یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا اگر نعمان مارے جائیں تو حذیفہ امیر لشکر ہو اگر وہ بھی مارے جائیں تو امیر لشکر حریر ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اصحابان اللہ تعالیٰ نے نعمان کے ہاتھوں فتح اور وہ جب نہاوند پر آئے۔ تو سب سے پہلے شہید ہوئے۔ اُن کے بعد رایت حضرت حذیفہ نے اٹھایا تو اُن کے ہاتھوں پر فتح ہوا۔ جب اُن کے شہید ہونے کی خبر حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچی تو آپ بہت روتے اور پڑھ کر لوگوں کو ان کی شہادت کی خبر دی۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ربیعہ بن امیہ بن خلف نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیا میں ایک سفولار زمین میں ہوں پھر میں ایک خشک وادی میں پہنچ گیا۔ اور وہیں ٹھہرا رہا۔ آپ نے فرمایا تو ایمان لاتا ہے اور پھر کفر کرتا ہے۔ اور تو کفر بر مرے گا۔ اُس نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا فرمایا تیرے لیے فیصلہ کیا جیسا کہ صاحبان یوسفؑ کے لیے فیصلہ کیا گیا تھا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول کرتے ہوئے فرمایا ہے "قضى الامر الذى فيه تستفتيان" بعد ازاں اُس شخص نے شراب پی اور آپ نے اُسے ماری۔ پھر یہ شخص روم چلا گیا اور نصرانی ہو گیا۔

نیز ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عوف بن مالک الاشجعی نے خواب میں دیکھا کہ لوگ جمع ہوئے ہیں اور ایک شخص میں سے تین گزاونچا ہے۔ میں نے کہا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا یہ عمرؓ ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی کہ یہ کیوں اُنہیں کہا اس لیے کہ ان میں تین خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تم کے معاملہ میں لوم لائم سے خوف نہیں کھاتے۔ دوم یہ کہ خلیفہ مستخلف ہیں اور شہید ہونے والے ہیں۔ عوف بن مالک الاشجعی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت صدیقؓ کی خدمت میں آئے اور قصہ بیان کیا آپ نے حضرت عمرؓ کو بلا بھیجا کہ آپ انہیں بھی خوشخبری سنائیں۔ جب حضرت عمرؓ آئے

پ نے عوف بن مالک الاشجعی کو فرمایا کہ آپ اپنا خواب بیان کریں انہوں نے خواب بیان کرنا شروع کیا جب قرہ پر پہنچے کہ آپ خلیفہ مستخلف ہوں گے تو آپ نے انہیں جھڑکا اور منع کیا اور فرمایا خاموش رہو ابو بکرؓ انہی میں اور تم مجھے خلیفہ بناتے ہو۔ بعد میں جب آپ خلیفہ ہوئے، ہادی بیان کرتا ہے کہ آپ شام میں ممبڑے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ میرا ہاں سے گزر رہا تھا۔ آپ نے مجھے بلایا اور کہا اپنا خواب بیان کرو۔ میں نے لیا کہ وہ خدا کے معاملہ میں لوم لائم سے نہیں ڈرتے۔ تو آپ نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تم مجھے اپنے ہی میں کرے۔ اور جب میں نے کہا خلیفہ مستخلف ہیں آپ نے کہا کہ خدا نے مجھے خلیفہ کیا تم اس سے دعا کرو کہ تم کے فرائض کے ادا کرنے میں وہ میری مدد کرے۔ جب میں نے کہا وہ شہید ہوں گے تو فرمایا مجھے شہادت دے مل سکتی ہے جہاد میں تم جاتے ہو۔ اور میں نہیں جاتا۔ پھر کیا کیوں نہیں اگر اللہ تم چاہے گا تو حاصل ہوگی ابو عمر بروایت عرقہ اشجعی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح پڑھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا، شب کو میرے اصحاب ترازو پر وزن کیے گئے۔ ابو بکرؓ وزن کیے گئے اور وزنی اترے۔ پھر عمرؓ وزن کیے گئے عثمانؓ وزن کیے گئے۔ اور ہلکے اترے اور وہ مرد صالح ہیں۔

امام مالک بروایت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سعید بن المسیب کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عمر فاروقؓ سے بطح کی طرف روانہ ہوئے۔ بطح پہنچ کر ایک تودہ ریگ جمع کیا، اور اس پر چادر ڈال کر چیت لیٹ گئے اور ہاتھ پھیلا کر دعا کی کہ اے پروردگار میں کبیر السن ہو گیا ہوں اور میرے ضعیف ہو گئے ہیں اور میری رحیت پھیلی ہوئی ہے۔ سواے پروردگار! تو مجھے اٹھا لینا مگر نہ ضایع و نہ ہلاک کرے۔ پ ذی الحجہ کے بعد مدینہ طیبہ آئے اور خطبہ کہتے ہوئے فرمایا اے لوگو تم پر سنن و فرائض مقرر کیے گئے ہیں، رعیت واضحہ و راہ مستقیم پر چھوڑ دیئے گئے ہو۔ ہاں اگر تم ہی دائیں بائیں جھک کر بے راہ ہو جاؤ، اور اس میں ایک دوسرے کو مارنے لگو۔ پھر فرمایا اے لوگو ایسا نہ ہو کہ تم آیت رجم کے بارے میں ہلاک ہو۔ اور کہنے لگیں گے کہنے والے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت رجم نہیں پاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور ہم نے بھی رجم کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر لوگ یہ کہتے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں زیادتی کر دی تو میں آیت رجم الشیخ والشیخہ اذازینا فارجموہما البتہ کو مصحف میر دیتا۔ ہم نے یہ آیت مصحف میں پڑھی ہے۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد سعید بن المسیب نے بیان کیا ہے کہ ذی الحجہ پورا نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ قتل کیے گئے۔

مسلم معد ان بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جمعہ کے روز خطبہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور حضرت صدیق اکبرؓ کا پھر بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ غ نے مجھے تین ٹھونگیں ماریں اور میں خیال نہیں کرتا مگر یہ کہ میری اجل آگئی ہے۔ قوم مجھے کہتی ہے کہ یہی کو خلیفہ کر جاؤں اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہ خلافت کو اور نہ اس چیز کو جسے میں نے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر کے مبعوث کیا۔ اگر جلد مجھے موت آئے تو خلافت انہیں چھوڑ دے گا۔ درمیان شوریٰ کر کے قائم ہوگی جن سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاحین حیا راضی ہوئے

میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ اس پر طعن کرتے ہیں۔ میں نے اس تجویز سے اسلام کو نقصان پہنچایا۔ اگر اب بھی وہ لوگ ایسا کریں تو وہ اعداء اللہ و گمراہ اور کفار لوگ ہیں۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط سالی ہوا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ اپنی امت پانی برسنے کی دعا فرمائیے کیونکہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں فرمایا تم عمر کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ پانی کے لیے دعا کریں پانی برسایا جائے گا۔ اور عمر سے کہ تم عقلمند آدمی کو لازم پکڑو۔ اُس شخص نے حضرت عمرؓ کو آکر خبر دی۔ آپ بہت روئے اور پروردگار میں بالکل کوتاہی نہیں کرتا بجز اس کے کہ میں عاجز ہو جاؤں۔

ابو عمر بروایت مسعود بن اسود البلوئی روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عمر فاروق افریقہ پر چڑھائی کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا افریقہ بڑا غدار ہے۔

ابو عمر نے قدامہ بن مظعون پر حد خر جاری کرنے کے قصہ میں لکھا ہے کہ قدامہ نے عمر کو ناخوش کر دیا سے ملنا چھوڑ دیا۔ عمر حج کو گئے، قدامہ اُن کے ساتھ تھے لیکن اُن کے ساتھ اُن کی بخش ابھی باقی جب دونوں حج سے واپس آئے، عمر مقام سقیہ میں اتر کر سو گئے۔ جب سو کر اُٹھے، کہا قدامہ کو پاس جلد لاؤ۔ خدا کی قسم خواب میں میرے پاس کسی نے آکر کہا کہ قدامہ سے صلح کر لو وہ تمہارا ہیں لہذا تم لوگ اُن کو جلد لاؤ۔ جب یہ لوگ اُن کے پاس گئے اُنہوں نے آنے سے انکار کیا کہا اگر وہ انکار کرتے ہیں تو اُن کو کھینچ لاؤ۔ عمر نے اُن سے بات کی اور اُنہوں نے استغفار یہ اُن کی پہلی صلح تھی۔

ابو بکر نے سماک بن مخزومہ اور سماک بن عبدہ اور سماک بن خریشہ انصاری سے روا کہ یہ لوگ اہل کوفہ کے وفد کے ساتھ خمس لے کر عمر کے پاس آئے۔ آپ نے اُن لوگوں سے نس کیا۔ اُنہوں نے کہا سماک، سماک، سماک۔ آپ نے کہا خدا تم لوگوں میں برکت دے ان سے دین کو بلند کر اور ان کے ذریعہ تائید کر۔ یہ لوگ پہلی جماعت میں ہیں جن کے متعلق ہمدان و سہرحدوں کا انتظام سپرد ہو۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ سہیل بن عمرو بدر کے دن کفر کی حالت میں گرفتار ہوئے۔ یہ کفر خطیب تھے۔ عمر نے کہا یا رسول اللہ ان کے دانت اکھڑ جائیں تاکہ آپ کے خلاف پھر بھڑکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ قریب سے کہ یہ اتنے مقام پر کھڑے کہ تم ان کی تعریف کرو گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب میں اور اہل مکہ میں اضطراب پیدا ہوئے۔ سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر خطبہ میں بیان کیا کہ خدا کی جانتا ہوں کہ یہ دین مثل آفتاب کے مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا۔ تم کو یہ شخص یعنی تمہارے نفسوں سے دھوکہ نہ دے اس معاملہ میں جو کچھ میں جانتا ہوں وہ بھی جانتے ہیں لیکن ا

سینہ میں بنی ہاشم کا حسد ہے اور جس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں خطبہ بیان کیا ویسا ہی انہوں نے بیان کیا۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہاتھ اُس کا یہی مطلب تھا۔

ابو عمر نے روایت کی ہے کہ حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو عمر کے پاس آئے۔ اولاد کے بن بائیں بیٹھ گئے۔ پھر مہاجرین اولین آپ کے پاس آنے لگے اور آپ حارث و سہیل سے کہتے جگہ بیٹھو۔ پھر انصار آنے شروع ہوئے اور آپ اُن دونوں بیٹھاتے رہے یہاں تک کہ سب آخر میں ہو گئے۔ جب یہ دونوں عمر کے پاس سے نکلے۔ حارث نے سہیل سے کہا دیکھو آج ارے ساتھ کیسا بڑاؤ کیا۔ سہیل نے کہا وہ اچھے آدمی ہیں۔ میں اُن پر کوئی ملامت نہیں کرتا۔ ہم کو چاہیے ہم نے دیر کی۔ جب لوگ عمر کے پاس سے اُٹھ گئے تو دونوں اُن کے پاس گئے اور کہا یا امیر المؤمنین ج جو کچھ آپ نے ہمارے ساتھ کیا اُس کو ہم نے دیکھ لیا۔ اور ہم یہ بھی جان گئے اس میں ہمارا ہی دور ہے۔ اب کوئی ایسی تدبیر ہے جس سے ہم اپنے مافات کا تدارک کر سکیں؟ آپ نے کہا، مجھے اس طریقہ کے (یعنی جہاد کے) اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اور سرحد روم کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں کی طرف گئے اور وہیں انتقال ہو گیا۔ سہیل کی نسل میں سوا ایک لڑکی فاختہ بنت عتبہ بن سہیل کے کوئی نہ رہا تھا جس کو وہ مدینہ چھوڑ آئے تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی گئیں۔ آپ نے اُن کا عقد دالرحمن بن حارث بن ہشام کے ساتھ تجویز کیا اور کہا لڑکی کے کاہن لڑکی کے ساتھ نکاح کر دو۔ اور اُن نے ایسا ہی کیا اور خداوند کریم نے اُن دونوں سے بہت بڑی اولاد پھیلادی۔

الصواعق المحرقة میں ابن عساکر سے بروایت طارق بن شہاب روایت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دروغ گوئی کرتا تو آپ کہہ دیتے، یہ بات نہ کہو۔ اسی طرح پھر دروغ گوئی کرتا، اور آپ کہتے یہ نہ کہو۔ حتیٰ کہ وہ خود ہی کہہ دیتا کہ جو کچھ میں نے کہا امر حق ہے بجز اس کے جس کی نسبت آپ نے کہا یہ نہ کہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر کوئی دروغ گو کو باتیں کرتے وقت پہچان لیتا ہے کہ وہ دروغ گو ہے تو وہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔

بیہقی نے دلائل النبوت میں بروایت ابی ہدیہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو پتھروں سے مارا۔ آپ غضبناک ہو کر نکلے اور نماز پڑھی، نماز میں سہواً واقع ہوئے نماز پڑھ کر دعا کی کہ اسے پروردگار جہنموں نے مجھے اشتباہ میں ڈالا تو اُن کو اشتباہ میں ڈال کر قبیلہ ثقیف سے اُن پر ایسے شخص کو حاکم بنا جو اُن پر جاہلیت کی سی حکومت کرے۔ اُن کے احسان کو بول نہ کرے اور مجرموں سے تجاوز نہ کرے۔

حجاج یوسف (انہیں صفات سے موصوف تھا) جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اور اہل نجران کا واقعہ

اوپر بیان کیا ہی جا چکا ہے کہ ایک دفعہ گھوڑے کی سواری کرتے ہوئے آپ کی ران کھل گئی اور انہیں آپ کا تل یا مسدود کچھ کر کہا یہی ہے وہ شخص جس کی صفت ہم اپنی کتاب (توراة) میں پاتے ہیں۔ زمین سے نکال دے گا۔ کعب اجبار نے آپ سے کہا واللہ ہم آپ کی صفت کتاب اللہ میں ہیں۔ آپ لوگوں کو ابواب جہنم سے روکتے ہیں۔ کعب اجبار کہتے ہیں، جب آپ نے انتقال تو لوگ ابواب جہنم کھولنے لگے۔

علامہ شیخ عبدالوہاب سبکی اپنی کتاب الشامل کے طبقات شافعیہ میں امام الحرمین سے نقل ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں زلزلہ آیا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر پروردگار کہہ کر فرار پکڑا۔ کیا میں تجھ پر عدل نہیں کرتا۔ زمین اُسی وقت ساکن ہو گئی۔ نیز اُسی کتلہ کہ جبل کہف سے کبھی کبھی آگ نکلا کرتی تھی۔ اور جہاں تک پہنچتی تمام چیزوں کو جلا دیتی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں بھی نکلی۔ آپ نے ابو موسیٰ اشعری یا تمیم مراری کو کہا کہ وہ جا کر غار کے اندر داخل کر آئیں۔ چنانچہ وہ گئے اور چادر سے گھیر کر آگ کو غار میں داخل کر دیا اور وہ کبھی نہیں نکلی۔

نیز علامہ موصوف کی کتاب الشامل میں ہے کہ ایک دفعہ آپ شام کی طرف لشکر بھیجے تھے کہ ایک گروہ آپ پر پیش کیا گیا۔ آپ نے اعراض کیا۔ پھر پیش کیا گیا، پھر اعراض کیا۔ تیسری پیش کیا گیا، آپ نے پھر اعراض کیا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ اُس میں قاتل عثمانؓ یا علیؓ ہے۔ کشف میں ہے کہ ایک عجیب شخص مدینہ طیبہ میں آیا اور آپ کو دریافت کیا۔ کہا گیا، امیر المؤمنینؓ اس وقت ویرانہ مقام پر سو رہے ہوں گے۔ چنانچہ اُس نے آپ کو ڈھونڈا۔ تو ایک جگہ زمین پر آپ کو سو پایا۔ کہنے لگا یہ تمام فتنہ دنیا اسی کی ذات سے پیدا ہوا ہے میرے لیے اس کا قتل کرنا سہل۔ شمشیر بکف کی تھی کہ دونوں بازو سے دو شیر اُس کی طرف حملہ کرتے ہوئے دوڑے اور اُس نے فرما آپ بیدار ہو گئے، اُس شخص نے واقعہ بیان کیا اور مشرف باسلام ہو گیا۔

شواہد النبوت میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شہر کی طرف لشکر بھیجا۔ ایک روز یا البیکا، یا البیکا (حاضر ہوں حاضر ہوں) کی صدا بلند کی۔ کسی نے کچھ نہیں سمجھا کہ یہ معاملہ کیا ہے جب مدینہ واپس آیا اور امیر الجیش فتوحات گنوانے لگا۔ آپ نے کہا اسے رہنے دو۔ اُس شخص کا حال بیا جسے تم نے پانی میں اتارا تھا۔ امیر الجیش نے کہا واللہ اے امیر المؤمنینؓ میں نے اُس کے ساتھ ایذا نہ قصہ نہیں کیا تھا بلکہ میں اُس پانی کو معلوم کرتا تھا کہ یہ کس قدر گہرا ہے تاکہ ہم اُس سے عبور کر جائیں۔ میں نے اُسے برہنہ کر کے اُس پانی میں اتارا۔ چونکہ ہوا خنک تھی، سردی اُس کے جسم میں سرایت اور وہ واعمرہ فریاد کرنے لگا۔ اور بعد ازاں شدت سرما سے ہلاک ہو گیا۔ جب لوگوں نے یہ قصہ معلوم کیا کہ یا البیکا یا البیکا اُس مظلوم کی فریاد کا جواب تھا۔ اس کے بعد امیر الجیش سے کہا کہ اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ میرے بعد یہ دستور قائم ہو جائے گا تو میں ضرور تمہاری گردن مار دیتا۔ جاؤ اس کی دیت اُس

وں کو پہنچا دو۔ اور ایسا نہ کرو کہ دوبارہ میں تم کو اس طرح دیکھوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک مسلمان کا قتل نزدیک بہت مال ضائع ہو جانے سے زیادہ گراں ہے۔ اور بھی شواہد النبوت میں مذکور ہے کہ نے آپ کی شہادت کے دن ہاتھ غیبی سے یہ اشعار سنے۔

فقد اوشکو علی و ما قدم العہد
وقد ملہا من کان یومن بالوعد

بک علی الاسلام من کان باکیا
نہرت الدنیا واد بر خیرھا

پانچویں فصل

امات سلوک کے اُن دقائق کا بیان جو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر جاری ہوئے اور صوفیہ نے اپنی کتابوں میں اُن کی شرح کی ہے۔

الاخلاص فی العمل

ماظ حدیث نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابراہیم تہمی سے انہوں نے علقمہ بن وقاص لیشی سے لکھ کے بیان کیا ہے کہ علقمہ نے کہا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیان کرتے سنا کہ نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کاموں کا انجام نیتوں اور ہر شخص کو نیت کے موافق پھل ملے گا۔ پس جس نے خدا اور رسول کے لیے ہجرت کی اُس کی ہجرت رسول کے لیے ہے۔ اور جس نے حصول دنیا یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے واسطے ہجرت کی، اُس کی ہجرت انہی چیزوں کے لیے ہے۔ بعض اہل علم کا مقولہ ہے کہ یہ حدیث علم کا چوتھا فیض ہے۔ مالک بن یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کی بزرگی اس کا ہے۔ اور اس کا دین اس کا حسب ہے۔ اور اُس کی مروت اُس کا حسن اخلاق ہے اور دلیری اور جرمی خصلتیں ہیں۔ خدا جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ بڑا دل تو اپنے ماں باپ سے بھی ڈر کر بھاگتا ہے۔ اس شخص سے لڑ بھگتا ہے جو اُسے اپنے گھرنے نہیں جانے دیتا۔ اور قتل بھی ایک قسم کی موت و شہید وہ شخص ہے جو خدا کی راہ میں مارا گیا۔

مدین حبیل ابو العجاف سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر کو بیان کرتے سنا، کہ ثور توں کے مہر کو نہ بڑھاؤ۔ اور اس حدیث کو آخر تک بیان کیا یہاں تک کہ کہا، اور دوسری یہ ہے کہ تم لوگ اُس شخص کے بارے میں جو تمہاری لڑائیوں میں مارا جاتا ہے کہا کرتے ہو وہ شہید ہو گیا۔ اور کو اسلام پر دونا ہو روے کیونکہ مسلمان ہلاکت کے قریب ہو گئے۔ حالانکہ ان پر ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ دنیا اور اُس کی فتنے نے منہ پھیر لیا اور دنیا سے وہ شخص ناخوش ہو گیا جو اس کو وعدہ سے بے خوف کر دینا۔ ۱۲

حالانکہ اُس نے شاید اپنی سوار سی کی کشت یا کنارہ کو تجارت کی تلاش میں سونے یا چاندی سے بھار ہو۔ خبردار ایسا نہ کہا کرو بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کہا کرو کہ جو شخص خدا کی راہ میں مارا گیا ہو یا مر گیا وہ جنت میں ہے۔

احمد بن حنبل نے ابو فراس سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ایک خطبہ میں بیان کیا کہ لوگو! ہم اُس وقت تمہاری حقیقت جانتے تھے جب کہ ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور جب وحی اُترتی تھی اور اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری حالتوں سے خبردار کرتا رہتا تھا۔ ہو جاؤ اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے اور وحی کا اُترنا بند ہو گیا۔ اب ہم تم کو صرف اسی سے پہچان سکتے ہیں جس کو ہم تم سے بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص بھلائی کو ظاہر کرے اُس کو بھلا سمجھیں گے اور اس کو اس کے واسطے پسند کریں گے۔ اور جو ہمارے سامنے برائی کرے گا ہم اُس پر برائی کا گمان کریں گے اور اُس کو اُس کے لیے ناپسند کریں گے۔ تمہارے تمہارے اور خدا کے درمیان میں۔ سُنو! مجھ پر ایسا وقت بھی گزرا ہے کہ میں خیال کرتا تھا جو شخص قرآن پڑھتا ہے وہ خدا کا اور خدا کے ثواب کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن پھر مجھے یہ بھی ہوا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھنے سے ان چیزوں کا ارادہ کرتے ہیں جو آدمیوں کے پاس ہیں۔ سو تم خدا ہی کے لیے پڑھو اور اپنے عملوں سے بھی اُسی کے خوش کرنے کی کوشش کرو۔

ابو طالب کی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ بہترین اعمال فرائض کا ادا کرنا منہیات سے بچنا اور جو کچھ خدا کے پاس ہے اس کی سچی نیت کرنا ہے۔

ابو طالب کی نے سعد بن ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ابو موسیٰؓ سے کہا کہ جس کی نیت خالص ہو خدا اُس کو ان باتوں سے بچا لیتا ہے جو اُس کے اور لوگوں کے درمیان ہیں۔ اور جو لوگوں کے واسطے خود کو ایسی باتوں سے آراستہ کرتا ہے کہ خدا اُس کو اُٹھانے کے خلاف جانتا ہے تو خدا اُس کو بھلا دیتا ہے۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔

ابو طالب عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہ ہمیں ریا کا خوف نو حصوں میں داخل نہ کر دے۔ ابو طالب نے اس کلام کی تفسیر کی ہے کہ بہت سے عمل خوف سے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور ریا کے خوف سے عملوں کا چھوڑ دینا یہ بھی ریا ہے۔

مراقبہ

مسلم نے جبریلؑ کی حدیث میں عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک سائل نے پوچھا عمل کی خوبی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھو۔ اگر اس طرح نہ ہو سکتے کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو اتنا خیال تو ہو کہ وہ تم کو دیکھتا ہے۔

استقامت

ابو طالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمر جس وقت آیت: "ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا" پڑھنے لگے کہ کچھ لوگوں نے اس کو کہا پھر بدل گئے۔ اور استقامت پر وہ شخص ہے جو ظاہر و باطن سختی و میں خدا کے حکم پر قائم رہے اور خدا کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے دوسری مرتبہ فرمایا کہ خدا کی قسم استقامت پر وہ شخص ہے جو اپنے مالک کے واسطے ثابت قدم رہے اور لوٹ پلوٹ کی سی مکاری نہیں کی۔

صبر
امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم صبر اختیار کرو۔ اور لو کہ صبر دو طرح کا ہے ایک دوسرے سے افضل ہے۔ مصیبتوں میں صبر کرنا اچھا ہے، مگر اس سے اچھا اُن چیزوں سے صبر کرنا ہے جن کو خدا نے حرام کیا ہے۔ آگاہ ہو ایمان کا مدار صبر پر ہے۔ اُن چیزوں سے تقویٰ تمام نیکیوں سے اچھا ہے اور تقویٰ صبر ہی سے ہے۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صبر کرنے والوں کے لیے اچھا ہے عدلان اور کیا اچھا ہے علاوہ۔ عدلان سے مراد علوۃ اور رحمت اور علاوہ سے مراد ہدایت ہے۔ آیت کریمہ "اولئک علیک من ربہم ورحمتہ واولئک ہم المہتدون" کی طرف اشارہ ہے۔

شکر

ابو عمر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آخری حج سے واپسی میں فرمایا الحمد للہ لا الہ الا اللہ۔ وہ جس کو جو چاہتا ہے دیتا ہے۔ میں اس میدانِ فوجان میں خطاب کے اونٹ پر آیا تھا۔ اور وہ بہت ہی سخت گیر تھے جب میں کام کرتا تھا مجھ کو تھکا دیا کرتے تھے۔ اور جب کوتاہی آتا تھا تو مارتے تھے۔ اور اب صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے مگر میرے اور خدا کے مان کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس سے میں ڈرتا ہوں۔ پھر ان مثالیہ اشعار کو پڑھا:۔

یبقی الا لہ دیو موسی المال والوالد

والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا

من کل ادب الیہا وافد یفد

والانس والجن فیما بینہا یرو

لابد من وروہ یوما کما وروہا

لاشی مما ترے تبقی بشاشہ

لم تغن عن ہرمز یوما خزانیہ

این الملوک التی کانت بعز تہا

ولا سلیمان اذ تجری الراح لہ

حوض نہالک مورود بلا کذب

نہ جو کچھ تم دیکھتے ہو ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی تروتازگی باقی رہے۔ خدا باقی ہے اور مال و اولاد ہلاک ہو جائے گی۔ ہر مز کے خزانے اُس کو ایک دن بھی نہ بچا سکے۔ اور عاد نے

ہمیشہ رہنا چاہا مگر نہ رہ سکتے اور نہ سلیمان ہی بچ سکے جب کہ اُن سے ہوائیں چلتی تھیں اور جہاں اُن کے درمیان اُترتے تھے۔ کہاں ہیں وہ پادشاہ جن کی عزت کی وجہ سے اُن کے پاس طرف سے وفد آیا کرتے تھے۔ یہاں ایک حوض ہے جس میں اُترنا یقینی ہے۔ اس میں ہم کو ضروری اُترنا ہے۔ جیسا کہ اگلے اُترے۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی بلا میں نہیں مبتلا ہوا۔ خدا کی۔ اس میں چار نعمتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ مصیبت دین کے متعلق نہ تھی۔ دوسرے یہ کہ تھی اس سے بڑی نہ تھی۔ تیسرے یہ کہ میں اس میں رضائے الہی سے محروم نہیں ہوا۔ چوتھے کہ مجھ کو اس پر ثواب کی امید تھی۔

آخری عذاب خوف

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی وفات کا وقت آیا، آپ اپنے بیٹے عبداللہؓ کی گھر سے رکھے ہوئے فرماتے تھے، ظلم نفسی غیر انی مسلم، علی الصلوٰۃ کلمہ واصوم۔ یعنی میں اپنی جان پر بڑا ظلم کرنے والا ہوں مگر میں مسلمان ہوں۔ سب نمازوں کو ادا کرتا ہوں اور روزے رکھتا ہوں۔

امام بخاری سور بن خرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نیزہ لگا، رنجیدہ ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تسلی کے لیے آپ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اس قدر نہ کیجیے۔ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور اُن کا اچھا ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ وہ آ۔ خوش گئے۔ پھر آپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور اُن کی صحبت بھی خوب نباہی اور بھی آپ سے خوش گئے۔ پھر آپ نے اُن کے سانھیوں کا ساتھ دیا اور خوبی سے نباہا۔ بخدا اگر آ۔ اُن سے جدا ہوں گے تو وہ سب آپ سے خوش ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو تم نے خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و خوشنودی کا ذکر کیا، تو یہ خدا قدوس کا احسان تھا۔ اور ایسے نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت اور خوشی کو بیان کیا وہ بھی خدا کے بڑے فضل تھا۔ لیکن جو تم میرا اضطراب دیکھ یہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لیے ہے۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو بھی کو عذاب الہی دیکھنے سے پہلے اُس کی عوض میں دے دیتا۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ جب اذا الشمس کورت پڑے تو وادھا صحف نشرت تک پہنچ کر ہو کر گر پڑے۔ امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرؓ کا ایک شخص کے مکان پر گذر نماز میں سورۃ طور پڑھ رہا تھا۔ آپ سننے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب یہ ان عذاب ربکا لوارق پہنچا۔ آپ نے اپنی سواری سے اتر کر دیوار کا سہارا لے کر دیر تک کھڑے رہے۔ اور مکان پر آ۔ دہینہ ہیمار رہے۔ لوگ اعادت کے لیے آتے تھے، مگر یہ نہ جانتے تھے کہ مرض کیا۔

دنیاوی عذاب کا خوف

احمد بن حنبل حضرت عثمان غنیؓ کے غلام فروخ سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے خلاف میں ایک دن مسجد نبویؐ کی طرف گزرے۔ غلہ پھیلا ہوا دیکھ کر پوچھا یہ کیسا غلہ ہے؟ لوگوں نے اب دیا کہ یہ ہم لوگوں کے واسطے آیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا خدا اس غلہ میں اور اس کے لانے والے میں عنایت فرماوے لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنینؓ یہ غلہ رکھا ہوا ہے۔ آپؓ نے پوچھا کس نے روکا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ کے غلام فروخ اور عمرو کے غلام نے روک رکھا ہے۔ آپؓ نے میں کو بلوایا اور پوچھا تم نے غلہ کیوں روکا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یا امیر المؤمنینؓ ہم اپنے داموں سے مرے تھے میں اور بیٹھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مسلمانوں پر غلہ کو روک رکھے گا خدا کو مفلسی یا جدام میں مبتلا کرے گا۔ فروخ نے اُسی وقت کہا کہ یا امیر المؤمنینؓ خدا سے اور آپؓ سے عہد کرتا ہوں کہ میں پھر کبھی غلہ نہ بھروں گا۔ لیکن عمرو کا غلام اپنی پہلی بات پر کہ ہم اپنے مال سے خریدتے ہیں، اور جس طرح چاہتے ہیں فروخت کرتے ہیں۔ اڑا رہا۔ ابو یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسکو مجذوم دیکھ لیا۔

سنگدلی سے ڈرنا

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ دلوں پر مہر لگانے والا فرشتہ عرش کے ستون سے متعلق ہے۔ جب حریمات کی پردہ دری اور حرام چیزیں حلال کر لی جاتی ہیں تو خدا اُس فرشتے کو جتنا ہے اور دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔

خوفِ خدا: امام غزالی لکھتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک دن ایک تنکا زمین سے اٹھالیا اور کہا کاش میں یہ اہوتا۔ کاش مجھے میری ماں نہ جنتی۔

خوف ورجاء

امام غزالی نے لکھا ہے کہ عمرؓ کہتے تھے کہ اگر نثار دی جائے کہ تمام آدمی دوزخ میں داخل ہوں سوا ایک شخص کے تو میں امید کروں گا کہ وہ میں ہی ہوں۔ اور اگر نثار دی جائے کہ سب آدمی جنت میں داخل ہیں لیکن ایک رہ جائے تو میں ڈروں گا کہ وہ بد نصیب میں ہی ہوں۔

خدا سے ڈرنے کی نشانی!

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ جو خدا سے ڈرتا ہے انتقام نہیں لیتا ہے۔ اور جو خدا سے ڈرتا ہے تو جو چاہتا ہے نہیں کرتا ہے۔ اور اگر قیامت نہ ہوتی تو موجودہ حالت کے خلاف ہوتا۔

بغیر لالچ و ڈر کے بندگی کرنا

ابوطالب کی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا صہیب پر رحم کرے، وہ ایسے تھے کہ اگر خدا نہ بھی ڈرتے تو بھی اُس کی نافرمانی نہ کرتے۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ صہیب نے خدا کی محبت میں گناہ چھوڑ دیے نہ کہ امید و بیم سے

نہد کے فائدے

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دنیا کے چھوڑنے میں دل کا چین اور بدن کی راحت ہے

مال جمع کرنے کی آفتیں

ابوطالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک بلند مکان کے پاس سے گزرے، اور فرمایا روپیہ بے سرنہ نہیں رہتا ہے۔

محاسبہ!

امام غزالی فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم اپنے نفس کا حساب حالتِ آسانی میں مثلاً سختی کے کیا کرو۔ نیز امام غزالی فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حساب سے پہلے اپنا حساب کر لو اور اعمال جانے سے پہلے خود اُن کو تول لو۔ اور بڑی پیشی کے واسطے تیار ہو رہو۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے پوچھا کہ تم خدا کی کتاب میں کیسا حال پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ زمین کے بادشاہ کو آسمان کے بادشاہ سے ہلاکت ہے جو عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑہ تان کر کہا ”مگر جس نے اپنے نفس کا حساب کر لیا“ کعب احبار نے کہا اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! قسم یہ فقرہ توریت میں اسی کے پاس ہے اور دونوں میں ایک حرف کا بھی فصل نہیں ہے۔

عمل کو حقیر جاننا

امام بخاری نے ابو ہریرہ سے انہوں نے عامر بن ابی موسیٰ سے روایت کی ہے کہ عامر نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟ عامر جواب دیا کہ نہیں۔ عبد اللہ نے کہا کہ میرے والد نے تمہارے والد یعنی ابو موسیٰ سے کہا تھا کہ کیا تم کو بات پسند ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا ایمان لانا اور آپ کے ساتھ ہمارا ہجرت اور آپ کے ہمراہ شریک ہونا اور جتنے کہ ہمارے کام آپ کے سامنے ہوئے ہیں وہ ثابت رہیں اور کام ہم نے آپ کے بعد کیے ہیں اُن سے ہمارا چھٹکارا ہو جائے اور نیکی اور برائی برابر برابر اتر جائیں۔ والد نے میرے والد سے کہا کہ خدا کی قسم ہم نہ پسند کریں گے۔ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بن جہاد کیے ہیں اور نمازیں پڑھی ہیں اور روزے رکھے ہیں۔ اور بہت کچھ نیکیاں کی ہیں اور ہمارے

پر بہتوں نے اسلام قبول کیا اور ہم اُن سب کے ثواب کے امیدوار ہیں۔ عبد اللہ کہتے ہیں میرے نے کہا خدا کی قسم میں تو دوست رکھتا ہوں کہ آپ کے سامنے کے عمل ثابت رہیں اور آپ کے بند ہم نے کیا ہے اُس سے بالکل نجات پا جائیں۔ عامر کہتے ہیں کہ میں نے کہا خدا کی قسم تمہارا والد والد سے بہتر تھے۔

توکل

عبد بن حنبل نے ابو تمیم جیشال سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر تم خدا پر پورا بھروسہ کرتے تو تم کو پرندوں پر روزی پہنچاتا۔ کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔

توکل مع اسباب

ام مالکؓ نے سرخ کے قصہ میں بیان کیا ہے کہ وہ بار کی وجہ سے جب حضرت عمرؓ کی رائے شام سے ہوئے میں پختہ ہو گئی، تو ابو عبیدہ نے کہا کہ کیا تقدیر الہی سے بھاگتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ عبیدہ تم کو ایسا کہنا زبیا نہیں۔ ہاں ہم تقدیر سے تقدیر ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر سے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک میدان میں اُترو کہ جس کے دو کنارے ہیں ایک سرسبز، دوسرا - اگر تم سرسبز حصہ میں اونٹوں کو چراؤ گے تو وہ بھی خدا کی تقدیر سے ہے اور اگر خشک حصہ میں چراؤ گے تو خدا ہی کی تقدیر سے ہے۔

لا رولاک!

(نہ والہی اور نہ طلب)

بن حنبل نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے عمرؓ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ تم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ دیتے۔ میں کہتا کہ جو مجھ سے زیادہ اس کا حاجت مند ہوئے چنانچہ آپ نے مجھے ایک مرتبہ مال عنایت کیا میں نے کہا جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہو، عنایت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اس کو لو اور مالدار بنو اور اس سے صدقہ دو۔ اور جو مال تمہارے انتظار اور سوال کے آوے اُسے لے لو اور جو اس طرح نہ ملے اُس کا بیچنا نہ کرو۔

خواہش کو چھوڑ دینا

طالب مکی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے، میں سختی و نرمی کی کچھ نہیں کرتا ہوں۔

بنی اخوت: ابو طالب نے عمرؓ اور اُن کے صاحبزادے سے روایت کی ہے (اس حدیث)

میں دونوں کے الفاظ مل گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص رکن اور مقام ابراہیم کے پاس پاؤں جوڑ کر کھڑا تمام عمر خدا کی عبادت کرتا رہے دن بھر روزے رکھے اور رات بھر نماز پڑھے اس کے بعد خدا ملے اور اس کے دل میں اولیاء اللہ کی دوستی اور دشمنانِ خدا کی دشمنی نہ ہو تو اس کو یہ عبادت کچا ابوطالب نے عمر سے روایت کی ہے کہ بعض مسلمان بوڑھے ہو جاتے ہیں اور نہ اللہ کے دے سے دوستی کرتے ہیں اور نہ کسی دشمنِ خدا سے دشمنی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت بڑا نقص ہے۔ ابوطالب نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ اسلام کے بعد نیک دوست سے بہتر کام نہیں ہے۔ ابوطالبؓ کی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ جب تم کسی کی طمحت کو محسوس کرو تو اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ کیونکہ دوست بہت ہی کم ملتے ہیں۔

بھائیوں پر بڑائی کا خیال نہ کرنا

ابوطالبؓ کی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ کے پاس یمن سے چادریں آئیں، آپ صحابہ میں تقسیم کر دیا اور جمعہ کے دن انہیں چادروں کا ایک حلقہ پہنے ہوئے منبر پر بیٹھ گئے۔ ایک طرح کے ہوں اُس کو عرب حلقہ کہتے ہیں اور یہ اُن کے یہاں بہترین لباس تھا۔ اور فرمایا پھر نصیحت کرنی شروع کی۔ سلمان فارسیؓ نے اُٹھ کر کہا خدا کی قسم نہ سنیں گے خدا کی قسم نہ سنیں گے۔ عمرؓ نے پوچھا کیوں؟ سلمانؓ نے جواب دیا کہ تم نے ہمیں ایک چادر دی اور تم دو چادریں پہن کر تم دنیا کی چیزوں میں ہم پر بڑھتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ خدا تم پر رحم کرے تم نے جلدی کی۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنے پرالے کپڑے دھوئے تھے، اس لیے اپنے عبد اللہ سے چادر لے کر اپنی اور اس کی دونوں چادریں ملا کر پہن لیں۔ سلمانؓ نے کہا ار سنیں گے۔

اپنے ساتھیوں سے اپنے عجیب دریافت کرنا

ابوطالبؓ روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے خطبہ میں کہا کہ میں قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ جو شخص مجھ میں کسی عیب جانتا ہو مجھے آگاہ کر دے۔ ایک جوان نے کھڑے ہو کر کہا تم میں دو عجیب ہیں۔ آپ نے پوچھا خدا کرے وہ کیا ہیں؟ اُس نے بیان کیا کہ تم دو چادریں لٹکا کر چلتے ہو اور ایک وقت میں دو طرح کا سا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ پھر مرتے دم تک نہ کبھی دو چادروں کو لٹکا کر چلے اور نہ کبھی دو طرح کا سالن آگ میں کھایا۔

ناصح کی بات کو ماننا اگرچہ وہ سختی سے کہے

ابو عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰؓ نے دس لاکھ درہم بھیجے۔ آپ نے اس کو تقسیم کر دیا۔ کچھ بچ رہے۔

ہونے لگا کہ کہاں صرف کیا جائے۔ آپ لے کھڑے ہو کر خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد کہا کہ لوگو آدمیوں
 فوق نکالنے کے بعد جو کچھ بچ رہا ہے اُس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ عصصہ بن صوحان نامی ایک نوجوان
 اُڑے ہو کر کہا یا امیر المؤمنین! مشورہ اُس بارے میں کیا جاتا ہے جس کے متعلق خدا نے حکم نہ بیان کیا ہو۔
 بس کا حکم خدا نے بیان کر دیا ہے اُس کو انہیں مقاموں پر صرف کرنا چاہیے جیسا کہ خدا نے بیان کر دیا۔ آپ
 بایا تم سچ کہتے ہو۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

سہروردی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک مجمع میں بیان کیا جس میں مہاجرین و انصار موجود
 تھے اگر میں بعض امور میں آسانی کروں تو تم کیا کرو؟ ہم چپ رہے۔ آپ نے دو تین مرتبہ یہی کہا۔ بشر بن
 نے کہا اگر تم ایسا کرو تو ہم تم کو مثل تیر کے سیدھا کر دیں عمرؓ نے کہا تم ایسے ہی ہو تم ایسے ہی ہو۔

ساتھ بیٹوں کے ساتھ تباہ

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو عبیدہ عمر بن خطابؓ سے راویں مل گئے۔ انہوں نے مصافحہ
 در اُن کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور دونوں آواز روئے گئے۔

سہروردی بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ اور زبیرؓ میں ایک مرتبہ دوڑ ہوئی۔ زبیرؓ بڑھ گئے اور کہا خدا کی قسم میں
 تے لے گیا۔ پھر دوبارہ دوڑ ہوئی، عمرؓ سبقت لے گئے۔ اور کہا خدا کی قسم میں تم سے بڑھ گیا۔

فتنہ کے خوف سے بیکار رہنے کو چھوڑ دینا

حضرت عمرؓ نے اپنے عالموں کو لکھا کہ اپنے عزیزوں سے کہہ دو کہ ایک دوسرے سے ملاقات
 یا کریں اور بیکار نہ رہیں۔

یادداشت ملفوظات

ابوطالب مکی اور امام غزالی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سر واران افواج کو لکھا کہ مطیعانِ خدا
 کہتے ہیں اُسے یاد رکھو کیونکہ اُن کے سچے حال ظاہر ہوں گے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

محبت طبری نے عبد اللہ بن ہشام سے روایت کی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور
 ب عمرؓ خطاب کا ہاتھ پکڑے تھے۔ عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جان کے سوا آپ مجھ کو ہر چیز سے
 عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم جب تک میں تم کو جان سے زیادہ محبوب ہوں
 زمین نہ ہو گے۔ عمرؓ نے کہا خدا کی قسم اب آپ مجھ کو جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا اب تم مؤمن کامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ مومن کی حفاظت کرتا ہے جب اُس کی نیت درست ہوتی

ابو بکرؓ نے عاصم بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی حفاظت کرتا ہے عاصم بن ثابت بن اُلح نے نذر مانی تھی کہ نہ وہ مشرک کو چھوئیں اور نہ مشرک اُن کو چھوئے۔ تو جیسا وہ مشرک کو چھونے سے زندگی میں باز رہے ویسا ہی خدا نے مرنے کے بعد اُن کو مشرکوں کے چھونے سے بچالیا۔

احوال کی سچائی اور جھٹائی !

ابو بکرؓ نے حمیر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا عمرؓ نے اپنے سر کو ابروؤں تک چھپا اور کہا برائی اسی طرح ہے پھر اپنے سر کو کھول دیا۔ اور کہا آگاہ ہونی کی اس طرح ہے۔ یعنی سچے حال۔ ہر وقت بڑھتے رہتے ہیں اور جھوٹے حال کے آثار ہر وقت کم ہوتے رہتے ہیں۔

اعمال کے مراتب باعتبار احوال کے ہیں

احمد بن حنبل نے نضالہ بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عمرؓ بن خطابؓ سے وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ شہدائے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ کہ جبراً بہت عمدہ ہے۔ خدا کے دشمن سے لڑا اور خدائی تصدیق کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ اسی شخص قیامت میں گردنیں اٹھیں گی۔ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا سر مبارک اٹھایا کہ دیکھ کر تارے آپ کی یا حضرت عمرؓ کی کلاہ مبارک گر گئی۔ دوسرا وہ جس کا ایمان تو قوی ہے۔ لیکن وہ دشمن اس طرح لڑا کہ گویا دشمن کی پیٹھ کو خاردار شاخ سے مار رہا ہے کہ اچانک اُس کے تیر آگیا اور وہ شہید ہو گیا۔ دوسرے درجہ میں ہے۔ تیسرا وہ ہے جس کے اچھے اور بُرے عمل ملے ہوئے ہیں وہ دشمن خدا سے لڑا اور خدائی تصدیق کرتا رہا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

بیوند لگا لکیر پہننا

امام مالک اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے وہ اس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو زمانہ میں بیوندھوں پر تین تین بیوند اور پر تلے لگائے دیکھا ہے۔ کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ عمرؓ سے منقول ہے کہ بہترین کپڑا وہ ہے جس کا بار کم ہو۔

خلق پر رحم

ابولیبث بیان کرتے ہیں کہ شعبی نے عمرؓ سے روایت کی ہے کہ عمرؓ نے کہا خدا اس پر رحم نہیں کرے دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اور اُس کو معاف نہیں کرتا جو دوسروں کو معاف نہیں کرتا۔ اور اس شخص

میں قبول کرتا جو توبہ نہیں قبول کرتا ہے۔

وجہ

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عمر بن الخطاب کا ایک شخص کے مکان پر گذر ہوا جو نماز میں سورت طور پڑھ رہا تھا۔ آپ پر گئے۔ آخر حدیث تک۔ جوش۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کسی معنی کے احساس کا جوش، دوسرے جو جذبہ الہی سے پیدا ہو۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن عمر نے اپنے بھائی زید سے کہا کہ تم میری زرہ لے لو۔ انہوں نے کہا جس کو تم چاہتے ہو (یعنی شہادت) اُسی کو میں بھی چاہتا ہوں۔ اور دونوں اس زرہ کو چھوڑ دیا۔ کلابادی بیان کرتا ہے کہ صلح حدیبیہ میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا گیا تو عمرؓ نے اسلام غالب آئی اور جھپٹ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور کہا کیا یہ خدا کے رسول نہیں؟ ابو بکرؓ نے جواب دیا ہاں میں عمرؓ نے پوچھا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابو بکرؓ نے کہا ہاں میں۔ نے کہا پھر کیوں ہم اپنے دین میں ذلت کو اختیار کریں۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ آپؐ کی اطاعت کرو گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ عمرؓ نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ لیکن اُن کا جوش کم نہ ہوا یہاں تک کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور طرح ابو بکرؓ سے گفتگو کی تھی اُسی طرح آپؐ سے گفتگو کی۔ اور آپؐ نے بھی مثل ابو بکرؓ کے جواب دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسولؐ ہوں۔ نہ میں اُس کے حکم خلاف کروں گا اور نہ وہ مجھے ضائع کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ عمرؓ کہتے تھے میں نے اپنی اس مدت پر اُس وقت سے برابر روزہ رکھنا، صدقہ دینا، غلام آزاد کرنا اور نماز پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو بہتری کی اُمید ہو گئی۔ اور ایسا ہی عمرؓ کا وہ اعتراض جو انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا۔ ابی کے نماز جنازہ پڑھانے پر کیا تھا عمرؓ کہتے ہیں کہ میں پلٹ کر آپؐ کے سینہ کو سامنے آہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپؐ اس شخص پر نماز پڑھیں گے؟ حالانکہ اُس نے دن ایسا ایسا کہا تھا۔ اور اُس کے واقعات گناہ شروع کیے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے اختیار دیا گیا ہے اس وجہ سے میں نے اختیار کیا اور آپؐ نے پڑائی۔ عمرؓ کہتے تھے مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جرات کرنے سے تعجب ہوتا ہے۔

سماع

ابو عمر خوات بن جحیر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عمر بن خطابؓ کے ساتھ حج کو ایک قافلے میں چلے گئے۔ ابوعبیدہ بن جراح اور عبد الرحمن بن عوفؓ بھی تھے۔ لوگوں نے کہا ضرار کے اشعار سناؤ۔ عمرؓ نے کہا کہ ابوعبیدہ اللہ کو چھوڑ دو۔ وہ اپنے ہی اشعار سناویں۔ وہ کہتے ہیں میں برابر اشعار سناتا ہوں تک کہ صبح ہو گئی۔ عمرؓ نے کہا اب خاموش ہو جاؤ صبح ہو گئی۔

روضة الاحباب میں جابر بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کا گزر ایک رات ایک ایک خیمہ کے پاس سے ہوا، اُس جگہ سے ایک دردناک آواز آتی تھی کہ علیؓ صلوٰۃ الابرار: صلوا المصطفون الاخبار: قد كنت قواما ابكار الاسحار: ياليت شعري والمنايا اطوار: هل تحمن وجي الدار: ترجمہ: نیکوں کا درود محمدؐ پر ہو، ان پر برگزیدہ بہترین لوگوں نے درود بھیجا ہے۔ میں صبح کے وقت نماز گزار تھا۔ کاش میں جان جاتا۔ حالانکہ موتیں گوناگون ہیں کہ میں اور میرا دوست یکجا ہوں گے۔ امیر المؤمنینؓ پر گریہ غالب آگیا اور باواز بلند رونے لگے۔ اور دوبارہ ان اشعار کو پڑھوایا۔ اور رقت اور کہا عمر کا نام بھی ان اشعار میں داخل کر دو۔ اُس نے کہا: عمر و عمر فاغفر لہ یا غفار: (یعنی اے غفار عمر کو بخش دے)

چھٹی فصل

”جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی تربیت کی تھی، اُسی طرح امیر المؤمنین عمرؓ بن الخطاب اپنی رعیت کو درست کرنا“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَيُذَكِّرُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ“ یعنی ”وہ اُن کو پاک کرے اور اُن کو کتاب حکمت سکھائے“ یہ درستی کبھی واجب و مستحب کے حکم سے ہوتی ہے اور کبھی حرام اور مکروہ سے پاک منع کرنے سے، اور کبھی باطن کو بُری عادت سے پاک کرنے اور عمدہ اخلاق سے آراستہ کرنے کی بناء سے اور کبھی صرف تاثیر صحبت سے اور کبھی حاضرین کو خطاب کرنے اور غائب کو تحریر سے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطابؓ کی دستگی میں بہت توجہ کی ہے۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب سے فرمایا جبکہ اُنہوں نے عباس بن عبد المطلب سے صدقات کے لینے میں سختی سے کلام کہ اے ابن خطاب کیا تم نہیں جانتے کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے۔

اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ وارجی نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ لیے ہوئے آئے اور کہا یہ تورات ہے۔ آپ نے فرمایا: عمر پڑھنے لگے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہوا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اے عمر تم کو تمہاری ماں گم کر دیتیں کیا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی حالت نہیں دیکھیں؟ عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہنے لگے میں خدا و رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں خدا کی ربوبیت اور دین اسلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے راضی ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مولے تمہارے واسطے ظاہر ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرنے سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاتے۔ اور اگر مولیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ بھی میری کرتے۔

امام بخاریؒ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

پاس بیٹھا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا اٹھائے ہوئے آئے یہاں تک کہ اُن کے گھٹنے کھل گئے۔
 مور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی نے لڑائی کی ہے۔ ابو بکر نے سلام کیا اور کہا میرے
 ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا تھا۔ میں نے اُن کی طرف جلدی کی اور پھر میں نادم ہوا اور اُن سے
 مافی چاہی۔ اُنہوں نے انکار کیا، میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو بلایا اور ابو بکر کے
 ان پر گئے۔ دریافت کیا کہ یہاں ابو بکر ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ بدلنے
 لگا یہاں تک کہ ابو بکر خوف سے زانو پر گر پڑے۔ اور دو بار کہا کہ زیادتی میری تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا خدائے مجھے مبعوث کیا۔ تم لوگوں نے میری تکذیب کی اور ابو بکر نے میری تصدیق
 کی۔ اور اپنے مال و جان سے میری غمخواری کی۔ آیا تم لوگ میری خاطر سے میرے صاحب کو
 سوڑ دو گے؟ اس کلام کو آپ نے دو دفعہ ارشاد فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد پھر کبھی کسی نے ابو بکر کو
 لیف نہیں دی۔

امام بخاری ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا قریب تھا کہ دو بہترین لوگ
 فی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جائیں۔ جس وقت بنی تمیم کا قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آیا۔ ان دونوں نے اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بلند کیا۔ ایک نے اقرع بن
 بس جاشعی کی نسبت رائے دی۔ دوسرے نے کسی اور کے متعلق نافع کہتے اس دوسرے کا نام
 ہے یا نہیں۔ ابو بکر نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے صرف میری مخالفت کے لیے یہ رائے دی ہے۔ اُنہوں نے
 ہا میں نے تمہاری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ اسی میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اور خدائے آیت
 ایہا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم، (الآیۃ) نازل فرمائی۔ ابن زبیر کہتے ہیں کہ اس آیت کے اُترنے کے بعد عمر رضی
 اللہ عنہ خدائے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر آہستہ بات کرتے تھے کہ آپ کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت
 تھی۔ ابو بکر کا اس قدر آہستہ بات کرنا ابن زبیر نے نہیں بیان کیا۔

سہروردی نے اپنی سند سے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 مانا آیا آپ اُس وقت مقام مر الظہران میں تھے۔ آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کھاؤ۔ دونوں نے
 ہا ہم روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے دونوں ساتھیوں کے لیے سواری کسو اپنے ساتھیوں کا
 ام کرو۔ قریب ہو جاؤ اور کھاؤ۔ افق کا مطلب یہ ہے کہ تم دونوں روزہ رکھنے سے کمزور ہو گئے ہو اور
 م کو خادم کی ضرورت پڑی پس کھاؤ اور اپنا کام خود کرو۔

اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں جوشوں میں (جن کا ذکر جوش
 نے بیان میں ہو چکا ہے) فرق کیا اور دونوں کا فرق اُن کو سمجھا دیا۔ حتیٰ کہ وہ اس میں کامل ہو گئے اور پورے
 مدت بن گئے۔ اور اس کے متعلق کچھ اوپر بھی گذر چکا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی رعیت کو درست کرنے کا تواتر ثابت ہے

مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جمعہ کے دن عمر بن خطابؓ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ عمر بن عفان آئے آپ نے تعریضاً کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اذان کے بعد دیر کرتے ہیں عثمانؓ نے یا امیر المؤمنینؓ اذان سننے کے بعد فوراً وضو کر کے چلا آیا۔ عمرؓ نے کہا وضو بھی قابل اعتراض ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کر کے آیا کرو۔

ابوبکرؓ عمرو بن مہمون اودی سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ کی وفات کا وقت آیا تو آپ علیؓ طلحہؓ زبیرؓ عثمانؓ عہد الرحمن بن عوفؓ اور سعدؓ کو بلوایا اور صرف عثمانؓ و علیؓ سے گفتگو کی۔ علیؓ سے کہا اے علیؓ شاید لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری قرابت اور علم وفقہ کو پہچانیں سو تم خدا سے ڈرتے رہنا۔ اور اگر تم کو خلیفہ بنائیں تو فلاں قبیلہ والوں کو زیادہ لوگوں پر نہ بڑھا دینا اور عثمانؓ سے کہا اے عثمان شاید لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری رشتہ داری اور تمہاری عمر و شرافت کا خیال کریں۔ پس اگر تم کو خلیفہ کریں تو تم خدا سے ڈرتے رہنا اور فلاں قبیلہ والوں کو لوگوں کی گردلوں پر نہ چڑھا دینا۔ اس کے بعد آپ نے صہیب کو بلوایا۔ اور ان سے کہا کہ تمیں دو تم لوگوں کی امامت کرو اور یہ لوگ مخلصیہ میں جمع ہو کر مشورہ کریں۔ اور جس پر یہ لوگ اتفاق کریں پھر اگر کوئی مخالفت کرے اس کی گردن مار دو۔

احمد بن حنبل نے زہری سے انہوں نے ربیعہ بن دراج سے روایت کی ہے کہ علی بن ابی طالبؓ نے مکہ کے راستے میں نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت عمرؓ نے غصہ ہو کر فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ابوبکرؓ نے صحیح سند سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ابوبکرؓ کی بیعت ہوئی تو علیؓ اور زبیرؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ الزہراءؓ کے پاس مشورہ کرنے جایا کرتے تھے۔ جب اس کی خبر عمر بن خطابؓ کو ہوئی کہ فاطمہ الزہراءؓ کے پاس اور کہا اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیؓ خدا کی قسم تمہارے باپ سے زیادہ مجھ کو کوئی عیب نہیں تھا۔ اور نہ ان کے بعد تم سے زیادہ کوئی پیارا ہے۔ لیکن خدا کی قسم اگر تمہارے پاس یہ لوگ جمع ہوں تو یہ محبت مجھے اس سے نہ روکے کہ جس وقت یہ جمع ہوں میں گھر میں آگ لگا دوں۔ اسلم کہتے ہیں جب عمرؓ چلے گئے، وہ لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا، جانتے ہو کہ عمر میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم دوبارہ آؤ گے تو تمہاری مہج میں گھر جلا دیں گے۔ بخدا وہ اپنی قسم ضرور پوری کریں گے۔ تم سیدھے لوٹ جاؤ اور اپنے آپ مشورہ کرو۔ میرے پاس نہ آؤ۔ وہ لوگ ان کے پاس سے چلے گئے اور جب تک ابوبکرؓ کی بیعت نہ کر لی، پھر نہ آئے۔

امام مالک نے عمر بن خطابؓ کے غلام اتم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے طلحہ بن عبید اللہ کو احرام میں رنگین کپڑا پہنے دیکھا۔ عمرؓ نے پوچھا اے طلحہ یہ رنگین کپڑا کیسا؟ طلحہ نے جواب دیا اے ابیہو! مٹی کا رنگ ہے۔ عمرؓ نے کہا تم لوگ پیشوائے دین ہو لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں اگر کوئی ناکف دیکھے گا، کہے گا کہ طلحہ بن عبید اللہ احرام میں رنگین کپڑا پہنتے تھے۔ اس لیے تم لوگ اس قسم کا رنگین کپڑا نہ پہنا کرو۔

احمد بن حنبل نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عمر بن خطابؓ کو طلحہ بن عبید اللہ سے کہتے سنا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تم پریشان ہو کر دو آلودہ رہتے ہو شاید تم کو صدیق اکبرؓ کی حکومت ناگوار ہوئی، انہوں نے کہا معاذ اللہ مجھ کو ایسا کرنا بالکل زیب نہیں ہے۔ بلکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو اُس کو مرتے وقت کہے اس کی روح کو بدن سے نکلتے وقت راحت ملے۔ اور اُس کے لیے قیامت میں نور ہو۔ اُس کلمہ کو نہ تو میں نے آپ سے دریافت کیا اور نہ آپ نے مجھ سے بیان فرمایا۔ اسی وجہ سے میری یہ حالت رہتی ہے۔ عمرؓ نے کہا میں اُس کلمہ کو جانتا ہوں۔ طلحہ کا نے کہا الحمد للہ، وہ کیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا یہ وہی کلمہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے کہا یعنی "لا الہ الا اللہ" طلحہ نے کہا درست ہے۔

امام مالک نے عبد اللہ بن عباس سے سرخ کے قصہ میں نقل کیا ہے کہ عمرؓ نے ندادی کہ میں صبح کو سوار ہوں گا تم لوگ بھی سوار ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا کیا تقدیر الہی سے بھاگتے ہو؟ عمرؓ نے کہا، اے ابو عبیدہ تم کو ایسا نہ کہنا چاہیے ہاں ہم تقدیر سے تقدیر ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ، کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک میدان میں اتر دو جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز اور دوسرا خشک! کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم تر و تازہ حصہ میں چراؤ گے تو وہ بھی تقدیر ہے اور اگر خشک حصہ میں چراؤ تو وہ بھی تقدیر ہے۔

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ ابو عبیدہ بن جراح نے عمر کو روم کی جمعیت اور اُن سے جو کچھ اندیشہ تھا اس سے خبردار کیا۔ عمرؓ نے اُن کو لکھا کہ مؤمن جب کسی مصیبت میں پڑتا ہے خدا اُس کے لیے آسانی کر دیتا ہے۔ اور ایک سختی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: "یا ایہا الذین امنوا صبروا وصابروا واصلوا بطوا واثقوا واللہ لعلکم تفلحون" ترجمہ: اے مسلمانوں صبر کرو اور ثابت قدم رہو۔ اور مستعد رہو۔ اور خدا سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

محب طبری نے عروہ بن رزمیؓ سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ابو عبیدہ بن جراح کو خط لکھا کہ وہ اس کے مقام جابیہ میں لوگوں کو سنائیں۔ اُس میں لکھا تھا کہ خدا کے حکم کو لوگوں میں وہی شخص قائم کر سکتا ہے جس کا ایمان مستحکم ہو۔ دوسروں پر بھروسہ نہ کرتا ہو۔ اور لوگ اُس کے

عجیب پر واقف نہ ہوں۔ اور وہ حق میں ذرا بھی غصہ نہ کرتا ہو اور خدا کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرتا ہو والسلام۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ حق کے بارے میں قرابت مندوں پر نہ مہم نہ کرے۔

محب طبری روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ میں نے تم کو ایک خط لکھا جس میں تم سے بھلائی کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ تم پانچ خصلتوں کو اختیار کرو تمہارا دین محفوظ رہے گا۔ اور تم کو بڑا حصہ ملے گا۔ جب تمہارے سامنے دو فریق حاضر ہوں تو تم عادل گواہوں اور قطعی قسموں کو اختیار کرو۔ پھر کمزور کو نزدیک بلاؤ تاکہ اُس کی زبان کھلے۔ اور اس کا دل مضبوط ہو۔ اور مسافر کا خیال رکھو۔ کیونکہ جب اُس کو زیادہ رکنا پڑے گا تو وہ اپنی ضرورت چھوڑ کر گھر واپس چلا جائے گا اور اس کی حق تلفی کا بار اُس پر ہو گا۔ جس نے اُس کا خیال نہیں کیا۔ اور جب تک تم کو ٹھیک فیصلہ معلوم نہ ہو جائے صلح کرانے کی کوشش کرو۔ والسلام علیک۔

ابو بکرؓ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ نے اپنی لونڈی کو جس سے ہم بستر ہوتے تھے استبرار (استبراء کہتے ہیں اتنی مدت عورت کو روکے رہنے کو جس میں اُس کا حاملہ ہونا یا نہ ہونا ظاہر ہو جائے) کرنے سے پہلے فروخت کر ڈالا جس نے خریدتا تھا اُس کے پاس حمل ظاہر ہوا عبد الرحمن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس اس کا دعویٰ بھیجا۔ عمرؓ نے پوچھا تم اُس سے ہم بستر ہوتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں عمرؓ نے پوچھا تم نے استبرار کرنے سے پہلے ہی فروخت کر ڈالا۔ عبد الرحمن نے کہا۔ ہاں عمرؓ نے کہا تم کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا۔ عمرؓ نے قیافہ شناسوں کو بلوایا۔ انہوں نے دیکھ کر وہ بچہ عبد الرحمن کا بتایا۔

احمد بن حنبلؓ نے عبابہ بن رفاعہؓ سے روایت کی ہے کہ جب عمرؓ کو خبر پہنچی کہ سعدؓ نے محل بنوا کر کہا ہے کہ راب (شور و شغب سے چھٹکارا ہوا) عمرؓ نے اُن کی طرف محمدؐ بن مسلمہؓ کو روانہ کیا جب یہ وہاں پہنچے انہوں نے چتماق سے آگ روشن کی اور ایک درہم کی لکڑی خریدی۔ کسی نے سعدؓ سے اس کی خبر کی کہ ایک آدمی نے ایسا ایسا کیا۔ سعدؓ نے کہا وہ محمد بن مسلمہؓ میں اور اُن کے پاس آئے اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا جو کچھ تم کہتے ہو ہم تمہاری طرف پہنچا دیں گے۔ اور عمرؓ نے ہم کو جو کچھ حکم دیا ہے وہ ہم کرتے ہیں۔ اور دروازے کو جلادیا۔ پھر محمد بن مسلمہؓ سے زوردارہ مانگنے لگے سعدؓ نے دینے سے انکار کیا وہ عمرؓ کے پاس چلے آئے اُن کی آمد و رفت میں صرف ۱۹ دن لگے عمرؓ نے کہا اگر تمہارے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا تو ہم یقین کر لیتے کہ تم ہمارا حکم نہیں بجالائے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ ہاں۔ اور سعدؓ نے سلام کہا ہے۔ اور معذرت کی ہے اور قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ نہ کہا تھا۔ عمرؓ نے پوچھا تم کو کچھ زوردارہ بھی دیا؟ محمد بن مسلمہؓ نے کہا نہیں۔ محمدؓ نے کہا تم نے زوردارہ کیوں نہیں دیا تھا؟ عمرؓ نے کہا مجھے برا معلوم ہوا تھا کہ میں تم کو زوردارہ دلوں۔ تم تو نفع میں رہتے اور میں نقصان میں کیونکہ میرے گرد و پیش مدینہ کے رہنے والے بھوک سے مر رہے ہیں حالانکہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے سن چکا ہوں کہ آدمی اپنے ہمسائے کے بغیر سیر ہو کر نہ کھائے۔

محب طبری نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے عمر سے کوفہ میں مکان بنوانے کی اجازت چاہی وہ اس وقت یہاں کے حاکم تھے۔ عمر نے اُن کو لکھا کہ اتنا مکان بنوالو جو تم کو آفتاب کی گرمی اور بارش کے پانی سے بچالے۔

دارمی نے سلیمان بن حظلہ سے روایت کی ہے کہ حظلہ نے کہا ہم ابی بن کعب کے پاس گئے تاکہ کچھ باتیں کریں۔ جب وہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ اور اُن کے پیچھے پیچھے ہو لیے کہ عمر بغیر آگئے۔ وہ اُن کے پیچھے ہو لیے۔ عمر نے ایک کوڑہ مارا ابی نے اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ اور پوچھا اے امیر المؤمنین کیا کرتے ہو؟ عمر نے جواب دیا کیا نہیں جانتے ہو کہ اس میں آگے چلنے والے کے واسطے فتنہ ہے۔ اور پیچھے چلنے والے کی ذلت۔

دارمی محمد سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا عمر نے ابن مسعود سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم فتوے دیتے ہو حالانکہ تم سردار نہیں ہو۔ کرم بھی اسی کے لیے چھوڑ دو جو سرور کا مالک ہے۔ (یہ ایک ضرب المثل ہے۔ ولّ حار ہامن تو لے قار ہا)

دارمی نے تمیم دارمی سے روایت کی ہے کہ عمر کے زمانے میں لوگوں نے اونچی اونچی عمارتیں بنانا شروع کیں۔ عمر نے کہا اے اہل عرب، نیچے نیچے مکان بنواؤ۔ یاد رکھو کہ اسلام بے جماعت کے قائم نہیں رہ سکتا اور نہ جماعت بے حکومت کے اور حکومت کے اور حکومت بے طاعت کے۔ پس قوم جس کو علم و فقہ کی وجہ سے سردار کیا تو وہ شخص بھی زندہ رہتا ہے۔ اور وہ قوم بھی زندہ رہتی ہے اور جس کو قوم بے علم و فقہ کے اپنا سردار بنا لیتی ہے وہ سردار قوم دونوں ہاک و برباد ہو جاتے ہیں۔

حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے عمر کو حج کا سردار مقرر کیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف روانہ کیا تھا۔ دونوں سے مکہ میں ملاقات ہوئی۔ معاذ کے ساتھ غلام تھے۔ عمر نے پوچھا یہ کیسے غلام ہیں؟ معاذ نے جواب دیا کہ یہ مجھے ہدیہ میں ملے ہیں۔ اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ہدیہ ہیں۔ عمر نے کہا مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ معاذ دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے۔ اور کہا اے ابن خطاب میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں آگ کی طرف دوڑ رہا ہوں۔ اور تم میری کمر بکڑتے ہو۔ اس کی تعبیر مجھے یہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ میں تمہارا مطیع ہوں اور ان غلاموں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ اور کہا یہ میرے ہدیہ میں ہیں اور یہ آپ کے واسطے ہدیہ ہے پھر معاذ نماز کے واسطے گئے وہ غلام بھی اُن کے پیچھے نماز پڑھنے لگے۔ معاذ نے پوچھا کس کی نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا خدا کی۔ معاذ نے کہا تم کو اسی واسطے آزاد کیا۔

امام ابو حنیفہؒ نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مدائن میں ایک یہودی سے نکاح کیا۔ عمر بن خطاب نے اُن کو لکھا کہ اُس کو چھوڑ دو۔ حذیفہ نے عمر کو لکھا کیا وہ حرام ہے؟

عمر نے جواب میں لکھا کہ میں قسم دلاتا ہوں کہ تم میرا خط ہاتھ سے رکھنے سے پہلے اُس کو چھوڑ دو۔ ہم اندیشہ ہے کہ مسلمان تمہاری پیروی کر کے اہل ذمہ کی عورتوں کو اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے اختیار کریں۔ اور مسلمان عورتوں کے واسطے اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہو سکتا ہے۔

ابوبکر نے سعد بن ابی بردہ سے روایت کی ہے کہ عمر نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ عادتِ حاکم وہ ہے جس کی وجہ سے رعیت خوشحال ہو۔ اور خدا کے نزدیک بد بخت حاکم وہ ہے جس کا وجہ سے رعیت تباہ ہو۔ تم ناجائز مال کھانے سے بچو تاکہ تمہارے عملہ والے نہ کھائیں۔ ورنہ تم اُس جانور کی مانند ہو گے جس نے تیرا تازہ زمین دیکھی اور اس میں پھرنے لگا تاکہ فریبہ ہو حالانکہ اس کی موت اس کی موٹائی میں ہے۔ والسلام علیک!

ابوبکر نے سفیان سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ کو لکھا نہ بد سے بہتر آخرت کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ مقدماتِ فیصل کرنا مستحکم فرض ہے۔ اور یہ ایسا طریقہ ہے جس کی پیروی ضروری ہے۔ پس تمہارے سامنے جب حجتِ پُتر کی جائے تو سمجھ سے کام لو۔ اور جب حق ظاہر ہو جائے۔ اُس کو نافذ کرو۔ کیونکہ اُس حق کا بیان کرنا کوئی نفع نہیں کرتا جو نافذ نہ کیا جائے۔ اور لوگوں سے اپنی توجہ اور نشست و عدل میں برابری کرو۔ تاکہ وہ تمہارے عدل سے ناامید نہ ہو اور قوی تمہارے ظلم کی طمع نہ کرے گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم منکر پر۔ اور مسلمانوں میں صلح جائز ہے سوا اس صلح کے جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دے۔ تم اگر کوئی فیصلہ کر چکے ہو پھر تم نے اس میں غور کیا اور تمہیں حق بات معلوم ہو گئی، تو تم فیصلہ سابق کی وجہ سے حق کو اختیار کرنے سے باز نہ رہو۔ کیونکہ حق مقدم ہے، اور حق کی طرف رجوع کرنا باطل میں پڑے رہنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ جن معاملات میں تم کو شبہ ہو اور ان کا حکم کتاب و سنت سے نہ معلوم ہو تو اُن میں بہت ہی غور و فکر سے کام لو۔ امثلہ و نظائر کو خیال رکھو۔ پھر واقعات کو اُن پر تطبیق دو جو تم کو خدا کے نزدیک زیادہ محبوب اور حق سے مشابہ معلوم ہو اُس کو اختیار کرو۔ ہمیشہ گواہ مدعی کے ذمہ لازم کرو۔ اگر وہ پیش کرے تو اس کو حق دلا دو۔ ورنہ اس کے خلاف فیصلہ کرو۔ اسی سے مشابہ زیادہ ظاہر ہوں گے اور اسی میں تم زیادہ قابلِ عذر ہو سکو گے۔ مسلمان ایک دوسرے پر عادل ہیں سو اُن لوگوں کے جن پر حد جاری کی گئی۔ یا جو جھوٹی گواہی میں سزا پا چکے ہوں۔ یا جو ولایت یا وراثت میں متہم ہوں۔ خدا تمہارے بھیدوں کا خوب جاننے والا ہے۔ اور اُس نے گواہوں کے بعد تمہاری ذمہ داری کو سہ اقط کر دیا ہے۔ تم بے چین اور دل تنگ اور لوگوں سے آزر دہ خاطر نہ ہونا۔ ایسی ہی باتوں میں مخالفت سے بھی بے بسی نہ کرنا جن میں ثواب اور اجرِ آخرت کی امید ہو۔ کیونکہ جس شخص کی نیت خالص اور اللہ ہوتی ہے اگرچہ اپنے نفس کے مخالف ہو تو خدا اُس کو لوگوں کے شر سے بچا لیتا ہے۔ اور جو لوگوں کے واسطے ان چیزوں سے اپنے آپ کو آراستہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے علم پر

اُن کے خلاف ہے۔ خدا اُس کو رسوا کر دیتا ہے۔ اب خدا کے ثواب اور اس کے دنیاوی رزق اور اس کے
ت کے خزانوں کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ والسلام علیک!

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ لوگوں کو بادشاہوں سے نفرت ہوتی ہے
اپنا ہانگتا ہوں کہ مجھے یا تمہیں سخت شبہ اور برائی پر آمادہ کرنے والے کینے اور نفسانی خواہشیں
دنیا کی محبت آگھیرے۔ حدود الہی کو قائم کرو اور دواخواہوں کے فیصلہ کے واسطے بیٹھو اگرچہ تھوڑی
ادیر بیٹھ سکو۔ اور جب تم کو دو کام پیش آویں ایک دنیا کے متعلق ہو اور دوسرا آخرت کے،
ہمیشہ آخرت کے کام کو مقدم رکھو۔ کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی۔ اور
اوقاف کے مال سے بچتے رہو۔ اور بدکاروں کو ڈراؤ اور اُن کو ایک ایک کر کے پراگندہ
رہو۔ اور جب دو قبیلوں میں "یا فلاں یا فلاں" (عرب کا دستور تھا کہ لڑائی پر مستعد کرنے کے
سرواران قبایل کے نام لے لے کر بکارا کرتے تھے) کی صدا بلند ہو تو جان لو کہ یہ شیطان کا مشورہ
ہے۔ اور اُن کا تلوار سے مقابلہ کرو یہاں تک کہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ اور اُن کی صدائیں
اور اسلام کے نام سے بلند ہو جائیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلہ ضبہ ضبہ کے نام سے مدو
ہتے ہیں۔ بخدا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نہ ضبہ کی وجہ سے کوئی بھلائی کی اور نہ ضبہ کی وجہ سے
ی برائی کو دفع کیا۔ پس جب میرا یہ خط تم کو ملے اُن کو خوب مارو اور سزا دو یہاں تک کہ اگر
نہ سمجھیں تو پراگندہ ہو جائیں۔ اور اُن میں سے غیلان بن خرشہ سے ملو اور بیمار مسلمانوں کی اعاد
و۔ اور اُن کے جنازوں پر حاضر ہوؤ۔ اور اُن کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھو اور اُن کے کاموں میں
یک ہو۔ تم بھی اُنہی میں سے ایک ہو۔ مگر تمہارا ابا اُن سے زیادہ ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ
رے اور تمہارے گھروالوں کے کپڑے اور کھانے اور سواریاں مسلمانوں سے ممتاز ہوتی ہیں۔
عبداللہ بن قیس تم اُس جانور کی طرح نہ بنو جس کا گذر ایک شاداب زمین میں ہوا اور وہ مٹا
تیجھے پڑ گیا۔ حالانکہ اس کا مٹا پاؤں سروں کے واسطے ہے۔ تم جان لو کہ عامل کو خدا قدوس کی
سے مدد ملتی ہے۔ جب وہ کجی اختیار کرتا ہے، اُس کی رعیت بھی کج اختیار کرتی ہے۔ اور
س میں زیادہ بد نصیب وہ شخص ہے جس کی وجہ سے وہ اور اُس کی رعیت تباہ ہو۔ والسلام۔
ابوبکر غفاک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا، کہ
نندی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے بہت سے کام اکٹھے ہو
ں گے۔ اور تم نہ جان سکو گے کہ کس کو اختیار کروں۔ بہت سے کام ضائع کر دو گے پس جب
لو دو کاموں میں اختیار دیا جائے کہ ایک دنیاوی ہو اور دوسرا آخری تو تم آخرت کے کام
دنیا کے کام پر ترجیح دو۔ کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی۔ تم خدا سے
تے رہو اور خدا کی کتاب سیکھو۔ کیونکہ وہ علوم کا سرچشمہ اور دلوں کو زندہ کرنے والی ہے
ابو موسیٰ اشعریؓ نے ایک نصرانی کو اپنا کاتب مقرر کیا۔ عمرؓ نے اُن کو لکھا کہ اس کو موقوف

کر دو۔ ابو موسیٰ نے اس کے جواب میں لکھا کہ اس کی یہ یہ کارگذاری ہے اور اس سے ایسا نفع ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو لکھا کہ ہم کو نہ چاہیے کہ اس کو امین بنائیں جب کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اور نہ اُن کو بلند کریں جب کہ خدا نے اُن کو لپیٹ کیا ہے۔ اور نہ اُن کو دین میں سے جب کہ اسلام نے اُن کو الگ کر دیا۔ اور نہ اُن کی عزت کریں۔ کیونکہ ہم کو حکم دیا گیا ہے *يعطوا الجزیۃ عن یر و عہد صاغر و ن* یعنی یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں ہو کر۔ پھر ابو موسیٰ نے لکھا کہ بے اس کے شہر درست نہیں ہو سکتا۔ عمر نے لکھا نصرانی مر والسلام۔

حضرت عمرؓ نے معاویہ کو لکھا کہ لوگوں سے پھپھ کر نہ رہو اور کمزوروں کو آنے کی دو۔ اور ان کو اپنے قریب بلاؤ تاکہ اُن کی زبان کھلے۔ اور اُن کا دل مضبوط ہو۔ اور مس کا خیال رکھو کیونکہ جب اُن کو زیادہ رکنا پڑے گا وہ تنگ ہو جائیں گے۔ اور اُن کا دل ہو جائے گا اور وہ اپنا حق چھوڑ دیں گے۔

عمرؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ اے قبیلہ اہلب کے سعد خدا جب کسی دوست رکھتا ہے تو اس کو اپنی خلق کا محبوب کر دیتا ہے اور جان لو کہ جو مرتبہ تمہارا لو میں ہو وہی خدا کے یہاں ہو گا۔ اور خدا کے نزدیک تمہاری اتنی ہی وقعت ہے تمہارے دل میں خدا کی۔

حضرت عمرؓ نے ایک آدمی سے کچھ دریافت کیا، اُس نے کہا اللہ تم ہی زیادہ جانتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہم بڑے ہی بد نصیب ہیں اگر اتنا بھی نہ جانتے ہوں کہ اللہ تم بہت والا ہے۔ جب تم سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جو تم کو نہیں معلوم تو کہہ دیا کرو میں نہیں جانتا۔ حضرت عمرؓ اپنے بیٹے عبداللہ کے پاس گئے اُن کے یہاں تازہ گوشت دیکھا۔ پوچھا یہ گوشت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرا دل چاہا میں نے مول لیا۔ عمرؓ نے کہا تمہارا چیز کو چاہتا ہے تم اُس کو کھا لیتے ہو یہ آدمی کی انتہا درجہ کی حرص ہے۔ کہ جو چاہے کھلے۔ حضرت عمرؓ کا گذر ایک کوڑھی پر ہوا، آپ کے ہمراہی اُس کی بدبو سے پریشان ہو آپ نے فرمایا یہ تمہاری دنیا ہے جس پر تم حرص کرتے ہو۔

ایک بار آپ نے احف سے فرمایا اے احف جو زیادہ ہنستا ہے اُس کا سر بردھ رہتا ہے۔ اور جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اُس کو حقیر جانتے ہیں۔ اور جو کسی کام کو زیادہ اُسی نام سے مشہور ہو جاتا ہے۔ اور جو باتیں زیادہ کرتا ہے اُس سے لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں اور جس سے لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں اُس کی شرم کم ہو جاتی ہے۔ اور جس کو شرم کم ہو جاتی ہے اس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔ اور جو پرہیزگار کم ہوتا ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ ایک بار آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا خدا سے ڈرو خدا تم کو بجائے

خدا کے نام پر دو وہ تم کو ثواب دے گا۔ اُس کا شکر کرو، زیادہ دے گا۔ اور جان لو کہ مروت نہیں کرتا وہ گویا مال ہی نہیں رکھتا۔ اور جس کے پاس پرانا نہیں اُس کے پاس نیا ہی نہیں۔ اور جس کی نیت درست نہیں اس کا عمل ٹھیک نہیں۔

عمر نے عمرو بن عاص حاکم مصر کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پاس اونٹ بکریاں اور خدمت گار اور غلام ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے تمہارے پاس ل نہ تھا۔ اور نہ تمہارا روزینہ اس قدر ہے۔ پھر یہ مال تم کو کہاں سے حاصل ہوا؟ میرے پاس بالیقین اولین موجود ہیں جو تم سے بہتر ہیں۔ میں نے تم کو صرف تمہاری کارگزاری کی وجہ سے فرمایا تھا۔ جب تم اپنا نفع اور ہمارا نقصان کرو گے تو پھر ہم تم کو کیوں اپنے اوپر اختیار دیں۔ برا نکھو کہ یہ مال تم کو کہاں سے حاصل ہوا؟ والسلام۔

عمر بن عاص نے جواب میں لکھا کہ میں نے امیر المؤمنین کا خط پڑھا، آپ نے سچ لکھا ہے۔ آپ میرے مال کی بابت جو سوال کرتے ہیں اُس کا سبب یہ ہے کہ میں جس مقام پر آیا ہوں یہاں نیزیں ازراں ہیں اور جہاد اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے جو کچھ میرے پاس بچ رہتا ہے اُس سے وہ نیزیں پیدا کی ہیں جن کو امیر المؤمنین نے لکھا ہے۔ اے امیر المؤمنین چونکہ آپ نے ہمیں بنایا ہے! میں نے اگر آپ کی خیانت بھی جائز ہوتی تو بھی ہم خیانت نہ کرتے۔ کارگزاری کا خیال رہنے و کیونکہ جب ہم اپنے اجتناب کا خیال کریں تو وہ ہمیں آپ کی کارگزاری سے بے پروا کر دیتے ہیں۔ اور جو آپ کے پاس سابقین اولین ہیں تو آپ نے اُن کو مقرر کیوں نہیں کیا۔ بخدا میں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں کبھی پہلو تہی نہیں کی۔ عمرؓ نے کہا پھر مجھے تمہاری تحریر و بلاغت سے کچھ سروکار نہیں۔ اے سرداروں کے گروہ تم اموال کھاتے ہو اور مجھ سے عذر کرتے ہو۔ حالانکہ آگ کھاتے ہو اور ننگ و عار کرتے ہو۔ میں تمہارے پاس محمد بن مسلمہ کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اُس میں سے آدھا لے لیں۔ والسلام!

جب اُن کے پاس محمدؓ پہنچے، اُنہوں نے اُن کے لیے کھانا منگوایا اور اُن کے سامنے پیش کیا۔ اُنہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ عمرو نے کہا تم کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ محمدؓ نے کہا، میں نے ہمارے لیے اس واسطے کھانا تیار کیا ہے تاکہ اس سے برائی کی بنیاد ڈالو۔ اگر تم ہماری کھانا تیار کرتے تو میں اس کو کھا لیتا۔ اپنا کھانا لے جاؤ۔ اور مال حاضر کرو۔ دوسرے دن عمرو نے اُن کے سامنے مال پیش کیا۔ محمدؓ نے ہر ایک مال کا نصف حصہ خود لے لیا۔ اور نصف عمرو کو دے دیا۔ جب عمرو نے محمدؓ کے مال کو دیکھا، کہا اے محمدؓ میں کہتا ہوں۔ محمدؓ نے کہا جو تمہارا حق چاہے کہو۔ عمرو نے کہا خدا اُس دن کا بُرا کرے۔ جس میں میں ابن خطابؓ کا عامل مقرر ہوا تھا۔

خدا کی قسم میں نے اُن کو اور اُن کے باپ کو دیکھا ہے کہ اُن کے اوپر میل سے بہری عبائیں تھیں۔ جن کو وہ لپیٹے رہتے تھے۔ اور وہ اُن کے زانو تک نہ پہنچتی تھیں۔ اور عاص بن وائل ریشمی کپڑے

پہنتے تھے۔ محمدؐ نے کہا اے عمرو بس کرو۔ خدا کی قسم حضرت عمرؓ تم سے بہتر ہیں۔ اور تمہارے باپ اور اُن کے باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ اور بخدا اگر تم اسلام میں داخل نہ ہو تے تو تمہارا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ عمرو نے کہا سچ کہتے ہو۔ لیکن اس بات کو کسی سے نہ کہنا۔ محمدؐ نے کہا اچھا۔

احمد بن حنبل نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ سے کہا گیا کہ سرہ نے شراب فروخت کی ہے۔ عمرؓ نے کہا خدا اس کا برا کرے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا یہود پر لعنت کرے۔ جب چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اس کو گلا کر فروخت کیا احمد بن حنبل نے عیاض اشعری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں یرموک میں شریک تھا، ہمارے پانچ سردار تھے۔ ابو عبیدہ بن جراح۔ یزید بن ابی سفیان۔ ابن جحش۔ خالد بن ولید۔ عیاض۔ یہ عیاض وہ نہیں ہیں جنہوں نے سماک سے حدیث بیان کی ہے۔ راوی کہتا ہے حضرت عمرؓ کا حکم تھا کہ جب لڑائی ہو اُس وقت سب کے سردار ابو عبیدہ ہیں۔

عیاض راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ موت کا بازار گرم ہے آپ مدد فرمائیے۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ میرے پاس تمہارا خط پہنچا۔ تم مجھ سے مدد چاہتے ہو میں تم کو وہ ذات بتائے دیتا ہوں جس کی مدد سب پر غالب ہے اور جس کا لشکر ہر جگہ موجود یعنی اللہ تعالیٰ۔ تم اُسی سے مدد طلب کرو۔ خدا عز و جل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر میں اس سے کم تعداد میں مدد کی۔ جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے جنگ شروع کرو۔ اور مجھ سے سوال و جواب نہ کرو۔ عیاض کہتے ہیں ہم لوگوں نے رومیوں سے جنگ شروع کی اور ان کو شکست دی۔ اور چار فرسخ تک قتل کرتے ہوئے چلے گئے۔

امام غزالیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ یزید بن ابی سفیان ایک وقت میں کھانے کا کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے غلام سے فرمایا جب شام کا کھانا آوے مجھے اطلاع کرنا۔ اُس غلام نے اُن کو خبر دی۔ یہ اُن کے پاس گئے۔ یزید کے سامنے گوشت میں روٹی بھینگی ہوئی آئی۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے ساتھ کھایا۔ پھر بھنا ہوا گوشت آیا۔ یزید نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور عمرؓ نے اپنا ہاتھ بھی بڑھایا۔ اور کہا اللہ اللہ! اے یزید بن ابی سفیان کیا کھانے کے بعد کھانا کھاؤ۔ خدا کی قسم اگر تم ان لوگوں کے طریقہ کے خلاف کرو گے تو خدا سے برتر تم کو اُن کی راہ کے خلاف۔ نے جلے گا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب شام میں پہنچے معاویہ کو دیکھ کر فرمایا یہ عرب کا کسری ہے معاویہ نے حضرت عمرؓ سے بہت بڑے لشکر کے ساتھ ملاقات کی تھی۔ جب معاویہ اُن کے قریب آئے انہوں نے کہا تم ہی بڑے لشکر والے ہو۔ معاویہ نے کہا یا امیر المؤمنینؓ ہاں! حضرت عمرؓ نے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حاجت مند تمہارے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں۔ معاویہ نے کہا درست ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کیوں ایسا کرتے ہو؟ معاویہ نے جواب دیا کہ میں ایسی جگہ میں ہوں

اں دشمن کے جاسوس بکثرت ہیں۔ ہم چاہتے کہ شوکت کو ظاہر کریں تاکہ اُن پر رعب ہو۔ اگر آپ ہم کو ہم کریں اور اگر آپ منع کریں تو ہم باز رہیں۔ عمر رضی نے کہا اے معاویہ میں نے..... جو کچھ سے کہا ہے تم نے ہمیشہ اُس کی تعمیل کی ہے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی سخت حکم تھا۔ پس جو کچھ تم کہتے ہو اگر وہ سچ ہے تو یہ عقلمندانہ رائے ہے۔ اور اگر جھوٹ ہے تو ہوشیار آدمی کو بھی دھوکہ دینے والی ہے۔ معاویہ نے کہا آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت عمر رضی نے کہا نہ میں حکم دیتا ہوں اور منع کرتا ہوں۔ عمرو نے کہا اے امیر المؤمنین معاویہ آپ کے اعتراض سے کس خوبی سے نکل گئے ہیں؟ فرمایا میں نے انہیں وجوہات سے اُن کو اس کام پر مقرر کیا ہے۔

محب طبری نے ابو عوانہ سے روایت کی ہے کہ عمر ابن الخطابؓ نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ جو اسے ڈرتا ہے خدا اُس کو بچا لیتا ہے۔ اور جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے خدا اُس کے لیے کافی ہے۔ اور اُس کے نام پر دیتا ہے خدا اُس کو ثواب دیتا ہے۔ اور جو اُس کا شکر یہ کرتا ہے خدا اُس کو زیادہ دیتا ہے۔ تقویٰ تمہارے کاموں کا مدار اور تمہارے دل کی روشنی ہونا چاہیے۔ کیونکہ جس کی ہمت میں اُس کے لیے عمل نہیں۔ اور جس میں مروت نہیں اُس کے لیے مال نہیں۔ اور جس کے پاس پرانا ہیں اُس کے پاس نیا بھی نہیں۔

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں بیان کیا کہ اے مہاجرین دنیا داروں اور حکومت والوں کے زیادہ نہ جاؤ اس سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ اور تم زیادہ کھانے سے بچے رہو۔ زیادہ کھانا از سے سست کر دیتا ہے۔ اور بدن کو خراب کرتا ہے۔ اور بیماری پیدا کرتا ہے۔ خدا مٹے تانے سے بغض کرتا ہے۔ تم اپنی قوت کو اعتدال پر رکھو یہ اصلاح سے قریب ہے اور زیادتی سے دور ہے۔ عبادت پر قوی کرنے والا ہے۔ کوئی بندہ ہلاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ خواہش کو اپنے دین پر ترجیح دے۔ پ نے فرمایا ہے کہ جان لو طمع محتاجی ہے اور لوگوں کی طرف سے مایوس ہو جانا تو نگرہی کیونکہ جو کسی چیز سے غامض ہو جاتا ہے اُس کی پرواہ نہیں کرتا۔ آخرت کے کاموں کے سوا ہر چیز کی تاخیر بہتر ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے انتقام نہیں لیتا۔ اور جو خدا سے خوف کرتا ہے جو چاہتا ہے اس کرتا۔ اور اگر قیامت نہ ہوتی تو حالت موجودہ کے خلاف دیکھتے۔

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں بیان کیا کہ میں تم کو اُس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمارے گا اور اُس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے۔ اور جس کی اطاعت سے اُس کے دوست نفع اٹھاتے ہیں۔ اور اُس کی نافرمانی سے اُس کے دشمنوں کا نقصان ہوتا ہے۔ کسی ہلاک ہونے والے کے پاس اس گمراہی عذر نہیں ہو سکتا جس کو اُس نے ہدایت خیال کر کے اختیار کیا ہو۔ اور نہ اُس حق کے چھوڑنے میں جس کو اُس نے لالت سمجھ کے اختیار کر لیا ہو۔ حجت ثلاث ہو گئی اور راہ کھل گئی۔ اور عذر منقطع ہو گئے اور خدا پر حجت کا کوئی بقیہ باقی نہ رہا۔ خبردار حاکموں پر سب سے زیادہ رعیت کی اُن باتوں کا خیال رکھنا ہے جو اُن پر دین کے سے میں خدا کی طرف سے مقرر ہوئیں۔ ہمارا یہی فرغ ہے کہ ہم تم کو ان باتوں کا حکم دیں جن کا خدا نے

(۳۷۱) مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں بیان کیا کہ میں تم کو اُس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمارے گا اور اُس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے۔ اور جس کی اطاعت سے اُس کے دوست نفع اٹھاتے ہیں۔ اور اُس کی نافرمانی سے اُس کے دشمنوں کا نقصان ہوتا ہے۔ کسی ہلاک ہونے والے کے پاس اس گمراہی عذر نہیں ہو سکتا جس کو اُس نے ہدایت خیال کر کے اختیار کیا ہو۔ اور نہ اُس حق کے چھوڑنے میں جس کو اُس نے لالت سمجھ کے اختیار کر لیا ہو۔ حجت ثلاث ہو گئی اور راہ کھل گئی۔ اور عذر منقطع ہو گئے اور خدا پر حجت کا کوئی بقیہ باقی نہ رہا۔ خبردار حاکموں پر سب سے زیادہ رعیت کی اُن باتوں کا خیال رکھنا ہے جو اُن پر دین کے سے میں خدا کی طرف سے مقرر ہوئیں۔ ہمارا یہی فرغ ہے کہ ہم تم کو ان باتوں کا حکم دیں جن کا خدا نے

اور جو حق سے مڑ گیا اس کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ تاکہ جاہل سیکھ جائیں اور قصور کرنے والوں کو عبرت ہو اور پیروی کرنے والے پیروی کر سکیں۔ میں جانتا ہوں کہ تمہاری سب سے قوی اُمید جس کی تم اپنے دلوں میں آرزو کیا کرتے ہو، اور کہا کرتے ہو۔ یہ ہے کہ ہم نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور مجاہدین کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ آگاہ ہو کہ ایمان تمنا اور آرزو سے نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت میں جو فرائض کو ادا کرے اور اپنی نیت کو درست کرے اور خدا سے ڈرے وہی مؤمن اور نجات پانے والا ہے اور جو زیادہ کوشش کرے گا زیادہ ثواب پادے گا۔ اور جہاد کرنے والے وہی ہیں جو اپنی خواہشوں سے جہاد کرتے ہیں۔ اور جہاد حرام سے بچنا ہے۔ خیر دا کام کوشش سے ہوتا ہے۔ اور کبھی لوگ صرف ثواب کے واسطے جہاد کرتے ہیں۔ خلاصہ تھوڑے عمل سے خوش ہوتا ہے اور اس تھوڑے عمل پر بہت ثواب دیتا ہے۔ فرائض کا اختیار کرو اور اُن کو اپنے وقتوں پر ادا کرتے رہو۔ وہ تم کو جنت تک پہنچا دیں گے۔ سنت کو مضبوط کرو وہ تم کو بدعت سے بچالے گی۔ سیکھو اور کاہلی نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص عاجز رہ جاتا ہے بناوٹ کرتا ہے۔ نئی نئی باتیں پیدا کرنا بہت ہی برا ہے اعتدال کے ساتھ سنت کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ کوشش کرنے سے بہتر ہے۔ ان نصائح کو سمجھو کیونکہ تجربہ کار وہی ہے جس نے اپنے دیر کا تجربہ کیا۔ اور سعادت مند وہی ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ تم اطاعت فرمانبرداری اختیار کرو اسی میں عزت ہے اور تفرقہ اور نافرمانی سے بچتے رہو۔ اس میں ذلت ہے میں اس قول کو ختم کرتا ہوں اور اپنے واسطے اور تمہارے واسطے خدا سے استغفار کرتا ہوں۔

محب طبری نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگوں کسی بات سے منع کرتے تو اپنے گھر والوں کو بلا کر کہتے کہ میں نے لوگوں کو ان باتوں سے منع کیا ہے۔ اور لوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے پرندے گوشت کو۔ اگر ان باتوں کو کرو گے لوگ بھی کریں گے۔ اور اگر تم ڈرو گے لوگ بھی ڈریں گے۔ اور خدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی بھی ان باتوں کو کرے گا جن سے میں نے منع کیا ہے تو اُس کو اپنی قرابت وجہ سے دگنی سزا دوں گا۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے بھائی چارہ کیا تھا۔ وہ شام طرف چلا گیا۔ کچھ لوگ شام سے آپ کے پاس آئے، آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ بھائی کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو شیطان کا ساتھی ہے۔ آپ نے فرمایا چپ رہو۔ اُن لوگوں نے کہا وہ کیا ٹر میں مبتلا ہے۔ یہاں تک کہ شراب پیتا ہے۔ آپ نے فرمایا جب تم جانے لگو مجھے اطلاع کرنا۔ پھر آپ نے اُسے خط لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم و تبارک و تعالیٰ کتاب من اللہ العزیز العظیم غافر الذنب وقابل التوب۔ الایۃ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ کتاب غائب جاننے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو گناہوں کا معاف کرنے والا اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔

کرنے والا ہے۔ آخر آیت تک، پھر اس آیت کے بعد اُس کو عتاب کیا اور ملامت کی۔ جب اُس نے یہ خط پڑھا، رویا اور کہا خدا نے سچ فرمایا اور حضرت عمرؓ نے نصیحت کی۔ اس کے بعد وہ تائب ہوا اور لوٹ آیا۔

محب طبری مسور بن خرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس رہتے تھے اور اُن سے پرہیز گاری سیکھتے تھے۔

ساتویں فصل

(اس بیان میں کہ تصوف کا سلسلہ حضرت عمر بن خطابؓ کے واسطہ سے اس وقت تک برابر جاری ہے) ہم اس مقام پر اہل عراق کا سلسلہ بیان کرتے ہیں، کیونکہ انہی میں سلسلہ تصوف کا سب سے زیادہ اہتمام ہے۔ یہاں ہم پہلے ایک نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

نکتہ

وہ یہ کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں پیری و مریدی کا طریقہ بیعت و خرقہ پر نہ تھا۔ بلکہ صرف صحبت شیخ پر۔ اور وہ لوگ ایک شیخ یا ایک سلسلہ کے پابند نہ تھے۔ بلکہ ایک ایک آدمی بہتیرے مشائخ کی صحبت میں رہتا اور متعدد طریقے حاصل کرتا۔ اسی وجہ سے اُن کے سلسلے کسی خاص صحابی پر ختم نہیں ہوتے۔ ہاں اگر کوئی ان میں سے بیان کر دے کہ مجھے فلاں کی صحبت کا اثر ہے یا وہ مشہور ہو جائے کہ فلاں کے اصحاب میں سے ہے۔ ہمیں ہمارے اُستاد ابو طاہر نے اپنے اُستاد حسن عجمی مکی سے روایت کر کے خبر دی۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے اُستاد شیخ عیسیٰ مغربی سے دریافت کیا کہ مرید ایک شیخ سے اخذ طریقت کرتا ہے۔ اس کو دوسرے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہونا درست ہے یا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ آدمی کا باپ ایک ہوتا ہے اور بیٹے بہت۔

جب یہ نکتہ ذہن نشین ہو گیا تو جانو کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں جن کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ اور قرأتِ قرآن اور فقہ اور وعظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُمت پر اپنا خلیفہ فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور خدمت اقدس کی وجہ سے یہ بزرگ ترین صحابہ کرامؓ میں تھے۔ اور صحابہ کرامؓ میں ان کا لقب صاحب السوا و صاحب السواک و صاحب المطہر تھا۔ ابن عبدالبر نے عشرہ مبشرہ کی جس حدیث کو سفیان کی سند سے نقل کیا ہے۔ اُس میں ان کا بھی نام ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن چار شخصوں سے اخذ کرو۔ اور ان میں سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا نام لیا ان کے بعد دوسروں کا۔

آپ نے فرمایا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی بات کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور جس چیز کو یہ تمہارے لیے پسند کریں اُس کو میں بھی پسند کرتا ہوں۔ اور جس کو یہ ناپسند کریں اس کو میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔ آپ نے اُن سے فرمایا تھا کہ تم اس آیت کے اہل ہو۔ لَئِنْ عَلِمَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔ (یعنی ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن پر کچھ گناہ نہیں ہے اس پر جو انہوں نے کھایا۔ اس کو تردید کی نے بیان کیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اُن کی تعریف کی ہے۔ ابو عمر عبدالرحمن بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا بتاؤ کون شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبی اور طریقہ اور شکل و شمائل میں زیادہ قریب ہے؟ تاکہ ہم اس کے ساتھ رہیں۔ حضرت حذیفہ نے کہا ان باتوں میں سب سے زیادہ قریب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خط جو اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا تھا اُس میں اُن کی تعریف کی تھی۔ انہوں نے لکھا تھا کہ میں نے تمہاری طرف عمار کو حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر روانہ کیا ہے یہ دونوں سربراہ اور وہ صحابہ اور شرمکار بدر میں سے ہیں۔ تم ان دونوں کی اطاعت اور پیروی کرو۔ اپنے اوپر جبر کر کے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کے بارے میں کہا ہے کہ یہ باکلام علم سے پُر ہیں۔ ان کے سوا حضرت عبداللہ کے اور بھی بہت سے مناقب ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا باوجود ان سب کمالوں کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہتے تھے۔ اور اُن کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے قائل تھے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر تمام قبائل عرب کا علم ایک پلہ میں رکھا جاوے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ایک پلہ میں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ کا علم بھاری اُتارے گا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مرنے سے علم کے ٹوکھے جاتے رہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک مجلس میں بیٹھنا میرے نزدیک سال بھر کی عبادت سے زیادہ قابلِ تزیج ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ اگر تمام لوگ ایک میدان میں چلیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھاٹی میں، اور میں بھی اُسی گھاٹی میں چلوں گا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عتبہ بن مسعود کا جب انتقال ہوا تو اُن کے بھائی عبداللہ بن مسعود نے لگے۔ لوگوں نے کہا کیوں روتے ہو؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ وہ میرے حقیقی بھائی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرے شریک اور سب سے زیادہ مجھ کو محبوب تھے البتہ ان باتوں میں شریک نہ تھے جو مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئیں۔

عبداللہ بن مسعود کے بھی خاص اصحاب ہیں جو اصحاب عبداللہ بن مسعود کے نام سے مشہور ہیں اور جن کی اس کے سوا اور کوئی علامت ہی نہیں ہے۔ یہ لوگ زمانہ دراز تک اُن کے ساتھ رہے اور اُن کی بہت بڑائی اور بڑی بڑی تعریفیں کیں۔ انہی میں سے علقمہ بن قیس، اسود بن یزید نخعی

عمر بن مہمون اودی، زبیع بن خشیم ہیں۔ اور ان لوگوں کے بھی مشہور و معروف اصحاب ہوئے جو اصحابِ عبد اللہ کے لقب سے ملقب ہیں۔ ابراہیم نخعی، ابواسحاق، سبعی، اعمش، منصور انہیں لوگوں میں سے تھے۔ سفیان ثوری ان سمجھوں کی صحبتوں میں مدتوں رہے ہیں اور ان سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ اور یہی حال فضیل بن عیاض کا ہے۔ سفیان ثوری کی صحبت میں بھی بہت سے لوگ رہے ہیں۔ داؤد بن نصر طائی، ابراہیم بن ادہم، یحییٰ کا شمار انہیں میں ہے۔ اور معروف کرخی داؤد طائی کے تربیت یافتہ ہیں۔ اور معروف کرخی کی صحبت سے سری سقطی فیض یاب ہوئے۔ اور سری سقطی کے فیضی صحبت سے جنید بغدادی مشرف ہوئے۔ اور جنید بغدادی کا سلسلہ اس قدر مشہور رہا جس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

اب ہم حضرت عبد اللہ اور ان کے اصحاب کے حالات اور کرامات کا کچھ ذکر کرتے ہیں

”ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن مسعود کے حکیمانہ کلام اور نصح کو ذکر کیا ہے اسی سے ہم یہاں نقل کرتے ہیں“ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ آدمی کو اتنا علم کافی ہے جس کی وجہ سے خدا سے ڈرے۔ اور یہ انتہائی جہالت ہے کہ اپنے عمل سے خوش ہو۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جو آخرت کو طلب کرتا ہے دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور جو دنیا کو طلب کرتا ہے آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تم بھی باقی کے واسطے فانی کو نقصان پہنچاؤ۔

آپ نے فرمایا ہے تم میں سے جس سے ہو سکے اپنا خزانہ آسمان پر رکھے۔ جہاں نہ کھرے کھا سکتے ہیں اور نہ چور چرا سکتے ہیں۔ کیونکہ آدمی کا دل اپنے خزانہ کے ساتھ رہتا ہے۔

آپ نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کو وصیت کی کہ میں تم کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی زبان قابو میں رکھو اور اپنے گناہوں پر رو کیا کرو۔

آپ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ خدا نے میرے گناہ معاف کر دیئے مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میں کس کا بیٹا ہوں۔

آپ فرماتے تھے چھوٹے چھوٹے عملوں کی ایسی مثال ہے کہ گویا ایک قوم ایسی جگہ اتری جہاں لکڑی نہ تھی اور ان کے پاس گوشت تھا۔ وہ لوگ برابر لکڑیاں چننے رہے یہاں تک کہ گوشت پکانے کے لائق لکڑیاں جمع کر لیں۔

آپ فرماتے تھے لوگوں کی تعریف و مذمت کی کچھ پرواہ نہ کرو کیونکہ آج خوش ہوتا ہے کل ناراض ہو جاتا ہے۔ اور آج ناراض ہوتا ہے کل خوش ہو جاتا ہے۔ لوگ بدلتے رہتے ہیں اور خدا قیامت کے دن

گناہوں کو معاف کرے گا۔ اور خدا اپنے بندوں پر قیامت کے دن اُس ماں سے زیادہ مہربان ہوگا جس نے سایہ میں اپنے بچے کے لیے بھجھونا بچھایا ہو۔ پھر اُس کے نیچے ہاتھ ڈال کر دیکھتی ہو کہ اگر کوئی کاٹنے والا جانور ہو تو اُسی کے ہاتھ میں کاٹے اور اگر کوئی کانٹا ہو تو اُسی کے ہاتھ میں چبھے آپ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں دُنیا سے مثل مسافر کے الگ رہتا۔
آپ نے فرمایا ہے کہ خدا سے ڈرنا انتہا درجہ کا علم ہے۔ اور اُس سے مغرور ہونا انتہا درجہ کی جہالت ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے بھلائی کی امید ہو۔ یا اس سے برائی دفع ہو۔ مگر خدا جانتا ہے کہ عبد اللہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہے۔
آپ فرماتے تھے خدا کی قسم جو اسلام پر قائم ہے اس کو دنیا کچھ نقصان نہیں پہنچاتی ہے۔ آپ کے اصحاب نے چادر اوڑھنا مقرر کر لیا تھا۔ لوگ ادنیٰ درجہ کے کپڑے یا کمبل اوڑھ کر آنے میں شرماتے تھے۔ آپ نے کمبل اوڑھنا شروع کر دیا اور تین دن تک برابر کمبل ہی اوڑھ کر آپ فرماتے تھے میں تم پر کسی کام کو خطا سے کر بیٹھنے پر نہیں ڈرتا ہوں۔ بلکہ مجھے عداوت کا خوف ہے۔ اور نہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم اپنے اعمال کو کم خیال کرو، بلکہ اس کا خوف کہ تم کہیں اُن کو بہت نہ سمجھ لو۔ دوسو سو کو چھوڑو یہ گناہ ہیں۔

آپ فرماتے تھے مومن اپنے گناہ کو مثل پہاڑ کے خیال کرتا ہے اور ڈرتا ہے کہ اُس کے اوپر نہ پڑے۔ اور منافق اپنے گناہ کو مثل مکھی کے خیال کرتا ہے جو ناک پر بیٹھی اور اڑ گئی۔ اچھی بات کہوتا کہ اچھا سے پہچانے جاؤ۔ اور اس پر عمل کرو تا کہ اچھے ہو جاؤ۔ جلد باز اور برائی پھیلانے کے راز ظاہر کرنے والا نہ بنو۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر مجھ کو جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر کے کہیں کہ ان میں سے جو تم کو پسند ہو اس میں چلے جاؤ اور چاہو خاک ہو جاؤ، تو میں خاک ہو جاؤں گا۔

آپ فرماتے تھے عمل نہ چھوڑو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

آپ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے نو بُرائیوں اور ایک نیکی پر صلح ہو جائے۔

آپ فرماتے تھے مجھے مومن دوسروں سے محبت کرتا ہے۔ اور اس شخص میں بہتری نہیں دوسرے سے محبت نہ کرے۔ اور نہ اُس سے محبت کی جائے۔

آپ فرماتے تھے کہ خدا دنیا، دوست اور دشمن سب کو دیتا ہے۔ اور ایمان عرف دوستوں کو دیتا ہے پس جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے، اُس کو ایمان عنایت کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے لوگوں کے سامنے قیامت میں تین دفتریں کی جائیں گے۔ ایک میں نیکیاں ہوں گی اور دوسرے میں بُرائیاں۔ اور تیسرے میں نعمتیں نیکیوں کے دفتر کا مقابلہ نعمتوں کے دفتر سے کیا جائے گا۔ سب نیکیاں نعمتوں کے مقابلہ میں ہو چکیں گی۔ اور بُرائیاں باقی رہ جائیں گی اُن کا اللہ

اختیار ہے چاہے معاف کرے اور چاہے سزا دے۔

آپ فرماتے تھے سیکھو تاکہ جان جاؤ اور جاننے کے بعد عمل کرو۔

آپ فرماتے تھے وضع وضع سے نہیں ملتی جب تک دل دل سے نہیں ملتے۔

آپ فرماتے تھے اہل تواضع یہ ہے کہ کم درجوں میں بیٹھنے سے راضی ہو جاؤ۔ اور جو ملے اسے پہلے نام کرو۔

آپ نے فرمایا تم صحابہؓ سے زیادہ روزے رکھتے ہو اور جہاد کرتے ہو۔ لیکن وہ تم سے بہتر تھے۔ لوگوں! پوچھا اس کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا وہ دنیا سے زیادہ کنارہ کش تھے اور آخرت کی طرف بہت فربہ تھے۔

آپ فرماتے تھے یہ دل برتن ہیں ان کو قرآن سے پُر کرو قرآن کے سوا ان میں کچھ نہ رکھو۔

آپ خطبہ میں فرماتے تھے کہ سب کاموں سے سچا خدا کا کام ہے اور سب سے مضبوط ذریعہ تقویٰ ہے۔

سب ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام ہے۔ اور بہترین قصہ قرآن ہے، اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ

جاءہ وسلم کا ہے۔ اور سب سے اچھی بات خدا کی یاد ہے، اور کاموں سے بہتر ان کے ارادے ہیں۔ اور

برین بات دین میں نئی نئی باتوں کا پیدا کرنا ہے۔ اور سب سے اچھا انبیاء علیہم السلام کا مسلک ہے اور موتوں میں

تر شہادت ہے۔ اور ہدایت کے بعد گمراہی بہت ہی سخت ہے۔ بہترین علم وہ ہے جو نفع دے۔ اور

ہرین طریقہ وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ دل کا اندھا مونا بہت ہی بُرا ہے۔ اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے

تر ہے۔ تھوڑا بقدر کفایت اُس کثیر سے بہتر ہے جو غافل کر دے۔ نجات پانچوں انفس سرکش سے بہتر ہے۔

ت کی تنہائی سب سے بُری ہے اور قیامت کی ندامت بہت ہی سخت ندامت ہے۔ بعض آدمی نماز

و دیر سے پڑھتے ہیں اور خدا کو بھائے نام یاد کرتے ہیں جھوٹی زبان سب سے زیادہ گنہگار ہے نفس کی تو گری

ب تو نگر یوں سے بہتر ہے۔ بہترین نوشتہ تقویٰ ہے۔ خدا کا خوف حکمت کی جڑ ہے جن باتوں کا

س میں القا ہوتا ہے اُن میں یقین سب سے بڑھ کر ہے۔ شک کفر کی فرع ہے۔ پیچ کر رو نہا جا طہیت

ا طریقہ ہے۔ خیانت دوزخ کی گرمی سے متصل ہے۔ خزانہ آگ کا داغ ہے۔ شر شیطان کا

ن ہے۔ شراب سب گناہوں کا مجموعہ ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ جوانی ایک قسم کا جنون

ہے۔ سود سب سے بُری کمائی ہے۔ یتیم کا مال کھانا بہت بُرا ہے۔ سعادت مند وہی ہے جو

سروں سے عبرت حاصل کرے۔ اور بد نصیب وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بد نصیب ہوا۔

ذمی جس چیز پر قناعت کرے وہی اس کو کافی ہے۔ ہر نفس انجام کار قبر میں جائے گا۔ اور کام کا

نبار اُس کے انجام پر ہے، اور عمل کا مدار خاتمہ پر ہے۔ روایتوں میں سب سے بُری جھوٹی روایت

ہے جو آنے والا ہے نزدیک ہے۔ مؤمن کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے اور اس کی

بست خدا کی نافرمانی ہے۔ مؤمن کے مال کی حرمت مثل اُس کے خون کے ہے جو خدا پر قسم کھاتا ہے

اور اس کو جھوٹا کر دیتا ہے۔ اور جو خدا سے معافی چاہتا ہے خدا اس کو معاف کرتا ہے۔ اور جو پاکدامنی اختیار کرتا ہے

خدا اُس کو پاکدامن رکھتا ہے۔ اور جو غصہ کو ضبط کرتا ہے خدا اس کو ثواب عنایت کرتا ہے۔ اور جو مصائب پر صبر کرتا ہے خدا اُس کو نعم البدل عنایت کرتا ہے۔ اور جو بلاؤں کو پہچانتا ہے اُن پر صبر کرتا ہے۔ اور جو نہ جانتا ہے اُن کو ناپسند کرتا ہے۔ اور جو تکبر کرتا ہے خدا اُس کو ذلیل کرتا ہے۔ اور جو شہرت کے پیچھے رہتا ہے خدا اس کو رسوا کرتا ہے۔ اور جو دنیا کی خواہش کرتا ہے عاجز رہتا ہے۔ اور جو شیطان کی پیروی کرتا ہے خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اس کو عذاب میں ڈالے گا۔

آپ نے فرمایا ہے کہ خدا سے پورے طور پر ڈرو۔ اور پورے طور پر ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کر پھر نافرمانی نہ کرو۔ اور اُس کو یاد کرو پھر نہ بھولو۔ اور اس کا شکر کرو پھر ناشکر ہی نہ کرو۔ اور مال کا اس کی محبت پر یہ ہے کہ تم ایسی حالت میں دو کہ تندرست ہو۔ مال کی تم کو ضرورت ہو زندگی کی امید ہو محتاجی کا خوف لگا اور رات کی نماز کو دن کی نماز سے وہی نسبت ہے جو پورے شیدہ صدقہ دینے کو علانیہ مدقہ دینے سے۔

آپ فرماتے تھے نماز مطیعوں ہی کو غائمہ دیتی ہے۔ پھر آیت کریمہ: "ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنکر" یعنی نماز بیہودگی اور برسی باتوں سے منع کرتی ہے اور خدا کا ذکر سب سے بڑا ہے پڑھا۔ اور ذکر اللہ اکبر کی تفسیر کی کہ خدا کا بندے کو یاد کرنا بندے کے خدا کو یاد کرنے سے بہت بڑھ کر ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ وہ بڑا بد نصیب یا محروم ہے جو رات کو سوئے اور شیطان اُس کے کان میں پڑ کر دے پھر وہ بے خدا کی یاد کے صبح کرے۔

آپ نے فرمایا سب آدمی مثل جہان کے ہیں۔ اور جو کچھ اُن کے پاس ہے عاریت ہے۔ گانا ضروری ہے اور عاریت کا واپس کرنا لازمی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جس پر دنیا میں آسانی ہوئی اُس پر آخرت میں بھی آسانی ہے اور جس پر دنیا تنگی ہے اُس پر آخرت میں بھی تنگی ہے۔ آدمی دو ہی قسم کے ہیں۔ یا وہ مکرر دنیا کے مصائب سے آ پاتے ہیں، یا اُس کے مرنے سے لوگ آرام پاتے ہیں۔ اور خالص توبہ یہ ہے کہ توبہ کرنے کے پھر گناہ کی طرف رجوع نہ کرے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں جس کو دین و دنیا کے کام سے خالی دیکھتا ہوں اُس کو بہت برا جانتا ہوں۔ ابو بکرؓ نے مسروق سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ کے سامنے شربت پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا عا دو۔ حلقہ نے کہا میں رفقہ سے ہوں۔ پھر فرمایا اسود کو دو انہوں نے بھی کہا میں روزے سے ہوں۔ یہاں کہ وہ شربت تمام حاضرین مجلس کے پاس گیا سبھوں نے کہا ہم روزے سے ہیں۔ پھر آپ نے خود لے کر اور اس آیت کو پڑھا۔ "يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ" یعنی وہ لوگ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور نگاہیں پلٹیں گی۔

ربیع بن خثیم کا حال

ابو بکرؓ نے ابو لعلی سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خثیم جب کسی مجلس کے پاس سے گزرتے، کہتے تھے

اور نیک عمل کرو اور اس پر جمے رہو تمہارے دل سخت نہ ہو جائیں۔ اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنو۔ جو مدت دراز گزر جانے سے حق کو فراموش کر بیٹھے۔ اور نہ مثل اُن کے جو کہتے ہیں ہم نے سنا۔ کہ وہ نہیں سنتے۔

ابوبکر البعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع بن خثیم سے جب پوچھا جاتا تم کیسے ہو؟ کہتے کمزور، گنہگار، رزق کھاتے ہیں اور موت کا انتظار کرتے ہیں۔

ابوبکر نے البعلیٰ سے انہوں نے ربیع سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں بندہ کے یوں دُعا کرنے کو پسند کرتا ہوں کہ اے رب تو نے رحم کرنے کا ذمہ لیا ہے تو نے یہ بات اپنے ذمہ لی ہے۔ کیونکہ کسی کو نہیں دیکھا جو خدا سے کہے جو کچھ مجھ فرض تھا میں اُس کو ادا کر چکا اب جو تیرا فرض ہے تو اس کو ادا کرو۔ ابوبکر نے بکر بن ماعز سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خثیم نے کہا اے بکر تم اپنی زبان قابو میں رکھو مگر ایسی سے جن میں تمہارا نفع ہو۔ اور کسی طرح کا نقصان نہ ہو۔ کیونکہ میں نے لوگوں کو حمت لگا کر اپنے دین کو نقصان یا جو کچھ تم کو معلوم ہے اس کے موافق خدا کی اطاعت کرو۔ اور جس کا تم کو علم نہیں ہے اُس کو اُس جاننے والے ڈرو۔ میں تمہارے حق میں بہ نسبت بھول کے عمداً گناہ کرنے پر زیادہ ڈرتا ہوں۔ جو تمہاری اس وقت حالت ہے ہم جانتے ہیں حالانکہ تمہاری موجودہ حالت آئندہ حالت بہتر ہے۔ کہ اب تم خیر کی پوری پیروی کرتے ہو اور نہ شر سے بالکل بھاگتے ہو۔ نہ جو کچھ خدا نے برتر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اس گل کو تم نے حاصل کیا اور نہ جتنا تم پڑتے ہو اس کو سمجھتے ہو۔

ابوبکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خثیم نے ہمیں کہا تم کلام کہ کیا کرو سوائے چیزوں کے بیچ، تہلیل، تکبیر، تہمید، بھلائی کا طلب کرنا، برائی سے پناہ مانگنا، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اُن تجید کا پڑھنا۔

ابوبکر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خثیم نے جب سے احرام باندھا کسی مجلس میں نہیں بیٹھے۔ بتے تھے میں ڈرتا ہوں کہ کسی پر ظلم ہو اور میں اس کی مدد نہ کر سکوں یا کوئی کسی پر حملہ کرے اور میں گواہی میں بلا یا جاؤں یا بیچ نہ رکھوں یا راہ نہ بتلاؤں یا کوئی بوجھ لے کر گر پڑے اس کو نہ اٹھواؤں۔

ابوبکر نے سعید بن جبیر سے انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ دنیا میں **سروق کا حال** کوئی ایسی چیز نہیں جس کے فوت ہونے پر میں غم کروں، سوا خدا کی بندگی کے۔ ابوبکر نے اعمش سے انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آدمی کو چاہیے کہ کچھ دیر خلوت چھ کر اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار کیا کرے۔

ابوبکر نے اعمش سے انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میرا خیال خدا کی نسبت وقت زیادہ اچھا ہوتا ہے جب خادم اٹھ کر کہتا ہے کہ گھر میں نہ مٹھی بھرانا ہے نہ کوئی درہم۔

ابوبکر نے ابوالفضاک سے انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا بندہ خدا سے سجدہ حالت میں سب سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔

ابوبکر نے ہلال بن لیث سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا مسروق نے بیان کیا جس شخص کی خواہش ہو کہ بچھے لوگوں اور دنیا اور آخرت سبھی کا علم حاصل کرے اُس کو سورت واقعہ پڑھنا چاہیے۔ ابوبکر نے عامر سے کہا ہے کہ ایک آدمی مسروق کے پاس بیٹھا کرتا تھا مسروق اُس کی صورت پہچانتے تھے لیکن اُس کے نام سے نہ تھے۔ اُس کو رخصت کرنے گئے اور سب کے بعد واپس ہوئے اور کہا تم قاریوں کے سردار ہو تمہاری خوبی اُن کی خیر اور تمہاری برائی اُن کی برائی ہے تم اپنے دل میں محتاجی اور درازی عمر کا خیال نہ کرنا۔ ابوبکر نے مسلم سے اُنہوں سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آدمی کا انتہائی جہل یہ ہے کہ اپنے علم سے خوش ہو اور انتہاء درجہ کا علم یہ ہے کہ خدا سے ابوبکر نے مسلم سے انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ ایک بدو کے پاس ایک کتا ایک گدھا اور ایک مرغ نامانہ کے لیے جگاتا تھا اور گدھا پانی اور خمیہ لاتا تھا۔ اور کتا پاسبانی کرتا تھا۔ ایک دن لومڑی آئی اور مرغ لے گئی اس کے مرغ کے ضایع جانے پر غمگین ہوئے وہ نیک آدمی تھا اُس نے کہا شاید اس میں بہتری ہو۔ کچھ دنوں بعد بھیڑیالہ اس کے گھر والوں نے گدھے کا افسوس کیا۔ اس آدمی نے کہا شاید اس میں بہتری ہو۔ کچھ دنوں بعد کتا بھی مر گیا اُس آدمی۔ یہی کہا شاید اس میں بہتری ہو جب صبح ہوئی دیکھا کہ اس پاس والے گرفتار ہیں اُس آدمی نے کہا شاید یہ لوگ اسی وہ گرفتار ہوئے کہ ان کے پاس آواز اور بار برداری کا سامان تھا اور ان لوگوں کے پاس کوئی چیز ہی نہ تھی ان کا کتا گدھا اور ہی تلف ہو چکا تھا۔ ابوبکر نے حصین سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم مرہ کے پاس اس کا حال دریافت کرنے لوگوں نے بیان کیا کہ مرہ طبیب اس بیماری میں مبتلا ہے جس کے علاج میں بارہ برس تک پختا رہا۔

اسود کا ذکر: ابوبکر نے عیش سے انہوں نے عمارہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اسود کے بارے میں کہا کہ وہ تو مسلمان ابوبکر نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ اسود کے متعلق دریافت کیا گیا لوگوں نے جواب دیا وہ بڑے روزہ دار حج کرنے والا علقمہ کا ذکر: ابوبکر نے ابوالسفر سے انہوں نے مرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا علقمہ ربانی تھے۔ ابوبکر نے ابومعمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم عمرو بن شہبیل کے پاس گئے انہوں نے کہا ہم کو اُس پاس لے چلو جو خوبی اور طریقہ میں عبد اللہ کے مشابہ ہو۔ ہم ان کو علقمہ کے پاس لے گئے۔

عمرو بن مہمون کا حال: ابوبکر نے ابوالسحاق سے انہوں نے عمرو بن مہمون سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا لوگ تھے عمل چار چیزوں سے پہلے کر لو۔ زندگی میں موت سے پہلے تندرستی میں بیماری سے پہلے، فارغ البالی میر پہلے اور چوتھا مجھے یاد نہیں رہا۔ ابوبکر نے ابوالسحاق سے روایت کی ہے کہ عمرو بن مہمون نے سنا ٹھج اور عمرو ابوبکر نے افطح سے روایت کی ہے انہوں نے کہا عمرو جب اپنے کسی بھائی سے ملنے کہتے خدا نے کل شب اور ان ان نیک کاموں کی توفیق دی۔

ابراہیم نخعی کا حال: ذہبی نے نقل کیا ہے کہ عیش نے بیان کیا میں ابراہیم کے پاس بیٹھا تھا وہ قرآن مجید دیکھتے تھے۔ ایک آدمی نے اجازت چاہی آپ نے کلام اللہ کو بند کر کے کہا یہ نہ خیال کرنا میں ہر وقت اس میں دیکھ کر پڑھتا ہوں۔ ذہبی نے ابراہیم نخعی کی بیوی ہندہ سے روایت کی کہ ابراہیم ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے سے مروی ہے کہ جب تک کوئی سوال نہ کرتا آپ بات نہ کرتے۔

ذہبی نے عیش سے روایت کی ابراہیم شہرت سے بچتے تھے اور ستون سے سہارا لے کر نہ بیٹھتے تھے

کا حال: ذہبی نے عیسیٰ بن یونس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا نہ ہم نے اور نہ ان لوگوں نے جو ہم سے پہلے گئے
کا ثانی دیکھا۔ اور باوجود انکی فقیری اور محتاجی کے جس طرح میں نے ان کے یہاں امیروں اور بادشاہوں کو ذلیل دیکھا، ویسا
نہیں دیکھا۔ یحییٰ قطان نے بیان کیا کہ اعمش عبادت گزار علامہ وقت تھے۔ وکیع کا بیان ہے کہ اعمش کی عمر
کے قریب تھی ان سے کبھی تکبیر لولی فوت نہیں ہوئی۔ میں ان کے پاس دو برس آتا رہا کبھی ان کو ایک رکعت قضا
نہیں دیکھا۔ تحریبی بیان کرتے ہیں کہ اعمش کے بعد کوئی ویسا عبادت گزار نہیں دیکھا۔ اور وہ صاحب سنت تھے
ان ثوری کا حال: ذہبی بیان کرتے ہیں کہ عبد الرحمن بن مہدی نے کہا ہم سفیان کے پاس موجود ہوتے تھے اور وہ اسطرح
بے محنتے گویا حساب کے واسطے کھڑے ہیں کسی کی مجال نہ ہوتی کہ ان سے کچھ پوچھے۔ تعریضاً حدیث کا ذکر کیا جاتا۔
حدیث آجاتی ان کا وہ شوع جاتا رہتا اور حدیث بیان کرنے لگتے۔ میں نے ان سے زیادہ کسی کو حدیث رقت نہیں
رات میں انکو دیکھتا وہ خوفزدہ ہو کر آگ آگ بکاڑھ تھے اور کہتے آگ کا ذکر مینداور لذتوں سے مجھے روکتا ہے۔ علی بن فضیل
باض بیان کرتے ہیں کہ میں نے ثوری کو خانہ کعبہ کے پاس سجدہ میں دیکھا سات دن تک میں طواف کرتا رہا مگر انہوں نے سجدہ سے
اٹھایا۔ ولید بن مسلم نے کہا مجھے عطار حفاف نے خبر دی کہ میں سفیان کے پاس جب کبھی گیا ان کو روتا پایا میں نے ان سے
تمہارا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ لوح محفوظ میں میرا نام ثقیوں میں نہ لکھا ہو۔

ل بن عیاض کا حال: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ فضیل بن عیاض بلند طبقے والوں میں ہیں اور پیش بہا جو ہر ہیں۔ انہوں نے
روا اور عطار بن صائب اور اعمش سے روایت کی ہے۔ شیخ الاسلام قدس سرہ فرماتے ہیں کہ فضیل بن عیاض نے کہا میر
عبادت محبت کی وجہ سے کرتا ہوں اور عبادت سے رکن نہیں سکتا ہوں۔

رطانی کا حال: ذہبی بیان کرتے ہیں کہ داؤد طائی سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا انہوں نے کہا سپاہی جب جنگ کا قصد کرتا
اس کے واسطے ہتھیار جمع کرتا ہی اگر وہ اپنی تمام عمر ہتھیار جمع کرنے میں صرف کر دے تو جنگ کب کرے۔ اسی طرح علم
کا آلہ ہی۔ اگر تمام عمر علم میں صرف ہو جائے تو عمل کس وقت کرے؟

ف کرخی کا ذکر: شیخ الاسلام نے لکھا ہے کہ معروف فرع وزہد و فتویٰ میں بہت بڑے شیخ اور داؤد کے صحبت یافتہ تھے۔
سقطی کا حال: ابوالقاسم قشیری نے بیان کیا ہے کہ ابوالحسن سری سقطی جنید کے ماموں اور استاد تھے، اور معروف کرخی کے
رو۔ ورع اور مقامات عالیہ اور علم توحید میں یکتائے روزگار تھے۔ ابوالقاسم قشیری نے بیان کیا ہے کہ سری سقطی دکاندار ہی کرتے
معروف کرخی کے شاگرد تھے۔ ایک دن معروف کرخی ایک یتیم بچہ کو لیے ہوئے ان کے پاس آئے اور کہا اس کو کپڑے پہنادو۔ وہ کہتے
میں نے کپڑے پہنادیئے۔ معروف خوش ہوئے اور کہا خدا تم کو دنیا سے نافر کر دے اور تم اس مشغلہ سے نجات پاؤ۔ سری کہتے
میں اسی وقت دکان سے اٹھ کھڑا ہوا بجا بلکہ دنیا سے زیادہ مجھ کو کسی چیز سے نفرت نہ تھی۔ اور میری جو کچھ حالت ہے معروف کی
یم بن ادھم کا حال: شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ ابراہیم بن ادھم ملخص کے شہزادوں میں سے تھے۔ نوجوانی میں توبہ کی ایک دن شکار کے
طے باہر گئے ہاتھ نے آواز دی کہ اے ابراہیم تم کو اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا ہے۔ یہ غفلت سے چونک ٹپے اور
دور، توکل و سیاحت اختیار کی۔ اور مکہ جا کر سفیان ثوری فضیل بن عیاض، ابویوسف عسوی کی صحبت میں رہنے لگے۔
اب حسن بصری: معنف علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن مسعود کے بڑے بیٹے اصحاب گزر گئے، حسن بصری ان کے
مقام ہوئے اور ان کے شاگرد اصحاب حسن بصری کے نام سے مشہور ہوئے۔

حسن بصری کا حال: ذہبی روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حسنؓ کی ماں کو کسی کام پر بھیجتیں، یہ بولنے آپ اُن منہ میں اپنا پستان مبارک دے دیتیں تاکہ چپ ہو جائیں۔ اور آپ نے اکبرؓ تب حسنؓ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پاس رکھا انہوں نے ان کو دُعا دی کہ اے خدا اس کو علم دین کا اور لوگوں میں محبوب کرنا۔ ذہبی نے حسنؓ سے انہوں نے عبد اللہ بن مغفل سے رکی ہے انہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے خطبہ کی وقت رخت کی خانہ کو پہنچا بلال بن ابی بردہؓ کہا کرتے تھے میں نے حسنؓ سے زیادہ کسی کو صحابہ سے مشابہ نہیں پایا۔ حمید بن ہلال نے بیان کیا کہ ہم ابو قتادہؓ نے کہا اس شخص یعنی حسن بصریؓ کی تعظیم کیا کرو میں نے انکی رائے سے زیادہ کسی کی رائے کو حضرت عمرؓ کی رائے سے مشابہ نہیں ذہبی نے بیان کیا کہ طبر نے کہا کہ میں ابوشامہؓ سے واقف تھا لیکن جب حسنؓ ظاہر ہوئے اُن کا بیان ایسا تھا کہ گویا وہ آخرت چشم دید حال بیان کرتے ہیں۔ اصبت بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے عوام بن حوشب سے سنا وہ کہتے تھے حسنؓ مثل اس نبی کے جو اپنی قوم میں سناٹے برس تک خدا کی طرف دعوت کرتا رہا۔ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ حوشبؓ نے کہا میں نے حسنؓ سے سنا وہ کہتے تھے خدا کی قسم اسی آدمی کو تم قرآن پڑھتے اور اس کو سچ جانتے دنیا میں بہت غمگین ہوتے، ڈرتے اور روتے۔ جعفر بن سلیمان نے کہا ہم سے ابراہیم بن عیسیٰ لشکری نے بیان کیا کہ میں نے حسنؓ سے زیادہ کسی کو غمگین نہیں پایا جب میں نے ان کو دیکھا یہی گمان کہ ان کو کوئی تازہ غم پہنچا ہے۔ ذہبی نے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے کہا میں نے اعمش سے سنا وہ کہتے تھے حسنؓ کی باتوں کو یاد کرتے یہاں تک کہ ان کو بیان کرنے لگے۔ جب حسنؓ کا ذکر ابو جعفر محمد بن علی کے نزدیک ہوتا کہتے ان کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے۔ جعفر بن سلیمان نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا کہ میں نے حسنؓ سے سنا وہ تقسم کہتے تھے کہ کسی نبیؐ کے حزیں نہیں رکھا مگر خدا نے اُس کو ذلیل کیا۔ ذہبی اور مسلم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا بخدا ہم سے حسنؓ نے بلاؤ کسی بدری سے حدیث نہیں بیان کی۔ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ حسنؓ درست حدیث میں کہتے کہ فلاں سے مروی ہے لیکن اس سماعت نہیں کی۔ ابو عمرؓ نے عبد اللہ بن مغفل کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ عبد اللہ صاحب شجرہ سے تھے پھر وہاں سے چلے آئے۔ اُن حسنؓ نے زیادہ روایت کی ہے حسنؓ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مغفل اُن دس میں سے ہیں جن کو حضرت عمرؓ نے ہمارے پاس علم دین سکھانے کے واسطے بھیجا تھا۔ اور یہ اُن کے عمدہ اصحاب میں سے تھے۔

ایوب سختیانی کا حال: ذہبی نے روایت کی ہے کہ حسنؓ نے ایوب سختیانیؓ کو دیکھ کر کہا یہ جو انہوں نے سہوار ہیں۔ دوبارہ فرمایا کہ اہل بصرہ کے جو انہوں نے سہوار ہیں۔ شبہ کہتے ہیں کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا ہے جو فقہاء کے سہوار تھے میں نے ان کا اور پرنس اور ابن کانظیر نہیں دیکھا۔ ستید بن عامر نے سلام سے روایت کی کہ ایوب سختیانیؓ شب بیداری کرتے تھے اور اس کو لوگوں سے چھپاتے۔ جب صبح ہوتی اپنی آواز بلند کرتے گویا ابھی اٹھے ہیں، اب چون کہتے ہیں جب ابن سیرین کا وقت آخر ہوا میں نے اُن سے پوچھا ہمارے کون، انہوں نے جواب دیا ایوب۔ عبد الواحد بن زید مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں ایوب سختیانیؓ کے ہمراہ کوہ حرار پر تھا مجھے بہت پیاس محسوس ہوئی یہاں تک کہ اس کے آثار میرے چہرے پر ظاہر ہو گئے۔ ایوب نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا پیاسا ہوں۔ ایوب نے کہا ہمارے رازدار کی کڑک ہے؟ میں نے کہا ہاں انہوں نے مجھے قسم لی کہ جب تک وہ زندہ رہیں کسی نہ کہوں۔ پھر انہوں نے حرار پر ٹھوکر ماری، پانی بہانے میں آسودہ ہو کر پیاسا اور اپنے ساتھ لے آیا۔

سفیان ثوری کا حال: ذہبی سفیان کے استاد ایوب سختیانیؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں کسی ایسے کوئی سے نہیں ملا جس کو حدیث حبیب عجیب کا حال: ذہبی نے بیان کیا ہے کہ عیوب بن محمد عجیب تاجر تھے۔ نین دین کیا کرتے تھے۔ ایک دن اُن کا گزر لڑکوں پر ہوا

لے تھے ایک کہا سونہارا کیا۔ انہوں نے اپنا سونہرا کر لیا اور کہا کہ خدا تو نے میرا حال لڑکوں تک پہنچا دیا اور میں سو واپس ہوئے مکان پر
 دن کا لباس پہنا اور اپنے ہاتھ بانٹھے اور اپنا مال سامنے رکھ کر کہا کہ خدا میں تجھ سے اپنے نفس کو اس مال کے عوض خریدتا ہوں تو مجھ کو آزاد کر
 دے صبح ہوئی تمام مال خیرات کر دیا اور عبادت کرنے لگے۔ پھر انکو روزہ، نماز اور ذکر الہی سوسنی خالی نہیں دیکھا۔ دوبارہ الکاگڈ را نہیں لڑکوں کے
 سے ہوا انہوں نے آپس میں کہا چپے بجاو حبیب عابد آجے میں حبیب رونے لگے اور کہا کہ خدا سب تیری ہی طرف سے ہے پھر
 نامرتبہ قدر بڑھا کہ مستجاب الدعوات ہو گئے۔ ایک مرتبہ حسن بصری حجاج سے ملے ان کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے بجاو سپاہی
 میں حبیب نے کہا کہ ابوسجید مجھ کو تمہارے حال سے شرم آتی ہے تم کو خدا پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ تم اس سوداگر کو دیکھو تم کو چھیلے گھر میں
 آؤ وہ گھر میں چلے گئے ان کے پیچھے پیچھے سپاہی بھی گئے لیکن حسن کہیں نظر نہ آئے۔ انہوں نے یہ واقعہ حجاج سے بیان کیا اس نے کہا ہاں وہ
 گھر میں ہیں لیکن خدا نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا مگر نے اپنے والد سے روایت کی کہ بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے حسن بصری سے زیادہ کسی کو
 دت گزارا اور حبیب عجمی سے زیادہ کسی کو صاحب یقین نہیں دیکھا ضمیر بن اسیر بن یحییٰ نے بیان کیا کہ حبیب عجمی نے خودی اللہ کو دین میں
 میں جوتے اور نویں کی رات کو عرف میں۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو بار عادی وہ فوراً گر کر مر گیا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسن بصری اور ان کے اصحاب کے بعد لوگ اصحاب عبد اللہ اور اصحاب حسن کی کتابتے اور دونوں سے فیض
 مل گئے یہاں تک کہ جنید اور ان کے معصروں کا زمانہ آگیا اور ان لوگوں نے تصوف کے طریقہ کو صحبت و خرقہ سے مستحکم کیا اور انہیں لوگوں میں مقوات
 سارے اور لوگوں کی بابت گفتگو کرنا اور اشارات و اشارات رائج ہوئے۔ ان لوگوں کے طریقے قوت القلوب وغیرہ میں مفصل مذکور ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دوسرے سلسلے بھی شروع ہوئے تھے جو کچھ دور قبل منقطع ہو گئے۔ انہیں میں ایک ہے کہ عبد اللہ
 رضی اللہ عنہ کے ایک علیہ وسلم کی صحبت بابرکات میں ہے ان کے بعد اپنے والد کی صحبت میں اور ان سے فیض یاب ہوئے۔ اور آپ جیسا چاہا ویسی ان کی
 لوح کی عبد اللہ کی صحبت میں ان کے بیٹے سالم اور ان کے غلام نافع ہے اور سالم کی صحبت میں نہری اور غفلہ ہے اور نافع کی صحبت میں
 لکھ عبد اللہ اور ایک جماعت رہی۔ دوسرا سلسلہ عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم سے شروع ہوا۔ اسلم عمر بن خطاب کی صحبت میں ہے اور اسلم
 نے اپنے اقوال منقول از مصنف ابی بکر ابو بکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سیکو دنیا کی نعمت حاصل نہیں ہوتی مگر اسکا درجہ خدا کے
 علم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ خدا کے نزدیک بزرگ ہو۔ آپ نے فرمایا ہے کہ آدمی صاحب علم اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے
 زیادہ جاننے والے پر حسد نہ کرے۔ اور اپنے سے کم مرتبہ والوں کی حقارت نہ کرے۔ اور اپنے علم کی قیمت نہ چاہے اور ایمان کی حقیقت کو
 پہنچتا ہے جب سب آدمیوں کو اپنے دین کے بارے میں احمق خیال کرے۔ آپ فرماتے تھے میں حیو قوت قبر سے اٹھے گا تو بہترین صورت میں
 دنیا میں دیکھی تھی استقبال کیے آئیں گی میں اس سے بوجھے گا تو کون ہے؟ وہ جواب دیں گی میں وہی ہوں جو دنیا میں تمہارے ساتھ تھی اور
 تک تم کو جنت میں پہنچا دوں گی تم سے جدا نہ ہوں گی۔ آپ نے فرمایا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی
 کوئی گھور کا دھت لگایا۔ آپ نے حمران سے کہا تم خلا سے کسی ایسی ذمہ داری کیسا تمہارے دل میں ہو کہ وہاں وہ پیرا شرفی نہیں ہے۔

لوگوں بدلتے دیا جائیگا اور کہتے تھے میں نے اپنے ساتھیوں کو ایک حالت پر پایا ہے اگر میں انکے خلاف کروں مجھ پر ہے کہ ان سے نہ ملیں۔

عمر کی سیرت منقول از مصنف ابی بکر ابو بکر نے جابر سے روایت کی ہے کہ ہم میں سے کسی کو دنیا نہیں ملی مگر وہ اس کی طرف جھک گیا اور
 بن جھک پڑی سو عبد اللہ بن عمر کے۔ ابن عمر کو سنت نبوی کی پیروی میں اس قدر انہماک تھا کہ اگر کوئی دیکھتا تھا کہ کوئی گناہ کر رہا ہے تو وہ

ان میں سے کسی طرف جھک کر ان کے پیروں سے بٹھوایا تھا نماز پڑھنا پسند نہ کرتے تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر خلوت میں جو بات کرتے لوگوں کے سامنے
 نہ تھے اور کہ کے راستے میں اپنی سواری کو موڑ کر لے جاتے اور کہتے مبادہ پاؤں پر پاؤں پڑ جائے یعنی ان کی اونٹنی کا پیر اس مقام پر نہ پڑ جائے جہاں

انہیں میں ایک ہے کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک علیہ وسلم کی صحبت بابرکات میں ہے ان کے بعد اپنے والد کی صحبت میں اور ان سے فیض یاب ہوئے۔ اور آپ جیسا چاہا ویسی ان کی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اوستی کا قدم مبارک پڑا تھا۔ ابن عمر اپنے چند ہمراہوں کے ساتھ عبداللہ بن عامر بن کر بنہ کی عیادت کو گئے۔ لوگوں نے جب بن عامر سے کہا خوش ہو تم نے غزوات میں حوض بنو امیہ میں اور میدانوں میں کنوئیں کھدوائیں اس طرح اب بہت سی نیکیاں خصلتوں کو بیان کیا اور کہا ہم تمہارے واسطے خدا سے بھلائی کی امید رکھتے ہیں۔ ابن عامر خاموش بیٹھے تھے جب یہ ہو گئی اور انہوں نے کچھ نہ کہا۔ ابن عامر نے کہا اے ابو عبد الرحمن تم کیا کہتے ہو؟ نے جواب دیا کہ جب کمائی پاک ہوتی ہے تو خرچ بھی اچھا ہوتا ہے۔ اب تم جانتے ہو معلوم ہو جائے گا۔ ابن عمر کا گریہ لیک ویران مقام پر ہوا ان کے ہمراہ ایک تھا اس نے ویرانے سے مخاطب ہو کر کہا آواز دے۔ اس مقام سے آواز آئی مگر ابن عمر نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر اس آدمی نے کہا اڑو اڑو دوبارہ آواز آئی۔ ابن عامر کہا یہاں کے رہنے والے چلے گئے اور ان کے اعمال باقی رہ گئے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر کا حال: ذہبی نے روایت کی ہے کہ ابن مسیب نے کہا عمر کے سب سے بڑے لوگ میں عبداللہ بن عمر سے زیادہ مستحب تھے اور عبداللہ کے لڑکا سالم عبداللہ کے بہت ہم شکل تھے۔ ذہبی نے سمیع بن ہریر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں ابن عمر کے یہاں گیا اور ان کے گھر کی چیزوں کا اندازہ قیمت کیا، شنوور مہوں کے برابر بھی نکلیں۔ ان کے بعد سالم یہاں گیا ان کا بھی ویسا ہی حال پایا۔ ذہبی نے روایت کی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس گئے سالم کے کپڑے بہت موٹے اور پرانے تھے سلیمان نے ان کو اپنے برابر تخت پر بٹھالیا ایک آدمی نے عمر بن عبداللہ سے کہا کیا تمہارے ماموں ان کو اچھے کپڑے نہ پہنا سکے کہ ان کو پہن کر ان کے پاس جاتے ہیں یہ کہہ کر اچھا قسمی کپڑے پہنے تھا۔ عمر نے کہا نہ ان کے ان کے مرتبہ کو کم کیا اور نہ تمہارے کپڑوں نے تم کو ان کے مرتبہ تک پہنچایا۔ احمد اور اسحاق نے بیان کیا ہے کہ سب سے زیادہ صحیح سند حدیث ابو حازم کا ذکر: ذہبی نے روایت کی ہے کہ ابو حازم نے عبدالرحمن بن زید بن سالم سے کہا میں تمہارے باپ کی مجلس میں چالیس عالم فقیہ دیکھے ہیں۔ ابو حازم نے عادت یہ تھی کہ اپنے مال سے غمزدہ رہتے تھے۔ ابو حازم کہتے تھے اے خلیفہ میں زیادہ دیکھتا ہوں۔ ان کو دیکھنے سے یاد آجاتا ہے کہ تیری عبادت خوبی ہو کر رہی ہے۔ اور زید کہا کرتے تھے کہ اے ابن آدم خلیفہ ڈرو لو تجھ کو دوست رکھیں گے ورنہ برا جائیگا۔ ابو حازم کہتے تھے جس کام کی وجہ سے مومن ناپسند کر دے اس کو چھوڑ دو۔ پھر تم چاہو جب مروت تم کو کچھ نقصان نہ دے گی۔ اور کہتے تھے تمھاری دنیا بہت ثواب سے روک رہی ہے اور دو باتیں کو دنیا کی بھلائی کو پہنچو گے جس چیز کو خدا پسند کرے اس سے عمل کرو اگر چہ گوارہ ہو۔ اور جس چیز کو خدا ناپسند کرے اس کو چھوڑ دو اگر چہ تم کو محبوب ہے۔ اسی قدر یہ فصل میں بیان کرنا چاہتے تھے اور اس کے پورے ہونے سے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مقابلہ ختم ہو گیا۔ اور اللہ اولاد و آخر اولاد ہوا۔ کلمات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد لله رب العالمین فصل اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین طامہ بعد امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے یہ چند کلمات سیالک تدبیر منازل و معرفت اخلاق کے متعلق ہیں جو ہیں کہ کتاب ان سے خالی نہ ہے اگرچہ جو کچھ آپ ان امور کے متعلق موی ہے اس کا یہ بہت تھوڑا حصہ ہے۔

بخاری اور ابویوسف نے روایت کی ہے اور یہ الفاظ ابوبکر کے ہیں کہ عمر کے جب نیزہ مار گیا آپ نے وصیت کی کہ میں اپنے بعد انبیاء علیہ السلام کو وصیت ہوں کہ خلیفہ سے ڈریں اور مہاجرین اولین کے حق و حرمت کا خیال رکھیں اور شہر والوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھیں کیونکہ وہ اسلام کے مددگار و دشمنوں کا توڑنے والے اور احوال کے جمع کرنے والے ہیں۔ یا ایہذا رضامندی کے ان کا مال غنیمت نہ لیا جائے اور انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ جو سکونت مدینہ اور ایمان کو اختیار کیا کہ ان سے بھلائی کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیا جائے اور برائی کرنے والوں سے دگدر کی جائے۔ اور بدوں کے ساتھ بھلائی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے زائد مال میرے کچھ حصہ کے انہیں کے محتاجوں کو دے دیا جائے اور میوں کے عہد پورے کیے جائیں اور ان کو طاعت زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ ابوبکر نے جاریہ بن قلعہ سعدی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے اس سال حج کیا تھا جس میں حضرت کی وفات ہوئی۔ آپ نے طلبہ میں بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے دو یا تین ٹھونگیں ماریں۔ اس کے ساتھ آٹھ دن۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھائے ہوئے۔ آپ نے پہلے صحابہ کو آنے کی اجازت دی، پھر مدینہ والوں کو۔

راہل شام کو۔ پھر اہل عراق کو۔ میں سب کے پیچھے آپ کے پاس گیا۔ آپ کا شکم مبارک سیاہ چادر سے دھاتھا۔ اور خون جاری تھا۔ جب کوئی گروہ اتار پڑا اور آپ کی تعریف کرتا۔ میں نے آپ سے کہا آپ وصیت کیجئے۔ میرے سوا کسی نے وصیت کی درخواست نہیں کی۔ آپ نے فرمایا تم خدا کی کتاب مضبوطی سے پکڑ لو۔ جب تک تم اس کا اتباع کرو گے۔ گمراہ نہ ہو گے۔ اور میں تم کو ہماجرین کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اور لوگ بڑھتے ہیں وہ گھٹتے ہیں اور انصار کے ساتھ بھی بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ ایمان کی جائے پناہ ہیں۔ اور بدوؤں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تمہاری اصل اور مادہ ہیں۔ اور ذمیوں کے ساتھ بھی بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ سارے نبی کے ذمہ میں ہیں اور تمہارے گھر والوں کی روزی کا ذریعہ۔ یہ کہہ کر فرمایا۔ اب تم جاؤ۔ پھر اہم سے کوئی بات نہ کہی۔

ابو بکر نے مسود بن خرمہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا میں نے عمرؓ سے سنا۔ اُس وقت آپ کی آنکھی آپ کے تین زخموں میں سے ایک میں تھی۔ اور وہ کہتے تھے کہ اے قریش مجھے لوگوں سے تمہارے پر کچھ ڈر نہیں ہے۔ ہاں لوگوں کے حق میں تم سے ڈرتا ہوں۔ میں دو طریقے تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ جب تک تم ان کو اختیار کرو گے اچھے رہو گے۔ یعنی حکم اور تقسیم میں عدل کرنا میں نے تم کو شاہراہ پر لے دیا ہے لیکن یہ کہ کوئی قوم کجی اختیار کرے اور طریقہ بدل دے۔

ابو بکرؓ نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا۔ خدا سے ڈرو۔ اگر تم لوگوں کے کاموں کے والی ہوئے تو قبیلہ بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر نہ چڑھانا۔ اور حضرت علیؓ سے کہا اگر تم لوگوں کے امور کے مالک ہو۔ تو بنی ہاشم کو لوگوں کی گردنوں پر نہ چڑھانا۔ آپ نے اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کو جو وصیت کی ہے۔ اس کی بابت مختلف روایتیں ہیں۔ سب میں جامع وہ روایت ہے جو مجھ کو بعض تاریخ کی کتابوں میں دستیاب ہوئی۔

ابو بکرؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب نیزہ مارا آپ نے اُس خلیفہ کو جس کو اہل شوریٰ آپ کے مقرر کریں۔ یہ وصیت کی کہ میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور ہماجرین کے مرتبہ اور سبقت اسلام کا خیال رکھنا اور انصار میں سے اچھے لوگوں کی بھلائی کی قدر کرنا اور بڑوں کی برائی سے درگزر کرنا۔ اور اہل شہر کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ دشمنوں کے دفع کرنے کے اور مال کے جمع کرنے والے ہیں۔ اُن سے جو کچھ غنیمت میں حاصل ہو۔ اُس کو دوسری جگہ نہ لے جانا جب اُن کی ضروریات سے زیادہ ہو۔ اور بدوؤں کا خیال رکھنا یہی لوگ عرب کی اصل و مادہ ہیں۔ ان کے زاید مال میں سے انہی کے محتاجوں کی مدد کرنا۔ اور اہل ذمہ جب تک مسلمانوں کے حقوق خوشی یا ڈر سے ادا کرتے رہیں۔ ان کی حفاظت کرنا اور اُن پر طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالنا۔ اور خدا سے ڈرنے کا اور بُری نیت نہ کرنا تاکہ اُس کے غضب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ خدا سے لوگوں کے معاملہ میں ڈرنا اور اس سے خدا کے معاملہ میں نہ ڈرنا اور رعیت کے ساتھ عدل کرنا اور اُن کی حاجتوں کے واسطے اپنا وقت

خالی رکھنا اور سرحدوں کو خراب نہ کرنا اور محتاجوں کے مقابلہ میں تو نگروں کی مدد نہ کرنا۔ اسی میں خدا کے فضل سے تمہارے دل کی سلامتی اور تمہارے گناہوں کی معافی اور آخرت کی بہبودی ہے۔ خدا کے احکام و حدود میں سختی کرنا اور قریب و بعید سب کو گناہوں سے روکنا کسی کے بارے میں تم کو نرمی رحم نہ کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ اُس کے جرم کا بدلہ لے لو۔ اور سب آدمیوں کو یکساں سمجھنا اُس کی پرہیزگاری نہ کرنا کہ کس پر حق واجب ہو خدا کے معاملہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کا خیال نہ کرنا اور جو کچھ قیمت میں دے اس میں کسی کو ترجیح نہ دینا اور نہ کسی کے ساتھ سہولت کرنا یہ صریح ظلم و زیادتی اور خدا نے جو کچھ کشائش دے رکھی ہے۔ اُس سے اپنے نفس کو روکے رکھنا کیونکہ تم دنیا میں بہت بڑے مرتبے پر ہو۔ اور تم آخرت سے بہت ہی قریب ہو پس اگر تم نے سچائی کے ساتھ دنیا عفت و عدل کیا تو خدا کی رضامندی اور ایمان حاصل کر لو گے۔ اور اگر تم پر خواہش غالب ہو گئی تو خدا کی ناخوشی اور غضب تمہارے حصہ میں ہوگا۔ اور ذمیوں پر نہ خود ظلم کرنا اور نہ دوسروں کو کرنے آگاہ ہو کہ میں نے خدا کی خوشنودی اور ثواب کی غرض سے تم کو خاص کر وصیت و نصیحت کی ہے اور تم کو وہی طریقہ بتایا ہے۔ جس پر میں خود کار بند رہا۔ پس اگر تم میری نصیحت پر عامل اور میرے حکم کے پابند ہو گے تو اُس سے بہت ثواب اور پورا حصہ پاؤ گے۔ اور اگر تم اس کو نہ مانو گے۔ اور اس پر نہ کرو گے۔ اور خدا کی خوشنودی کے مواقع پر بڑے بڑے کاموں کو نہ چھوڑو گے۔ یہ تمہارے نقصان سبب ہوں گے۔ اور تمہاری رائے اس میں خراب ہوگی۔ خواہشیں سب میں مشترک ہیں لیکن سب خط کی اصل شیطان ہے جو ہلاکت کی طرف بلاتا ہے۔ تم سے پہلے اس نے اگلوں کو گمراہ کیا اور دوزخ پہنچا دیا۔ اس شخص کا عوض بہت بُرا ہے۔ جس کا نصیب دنیا سے اسی قدر ہو کہ وہ دشمن خدا سے کرے جو خدا کی نافرمانی کی طرف بلاتا ہے۔ حق کو اختیار کرو۔ اور اُس کے لئے مصائب برداشت کرو۔ اور مسلمانوں کی طرف نظر رحمت کرو۔ یعنی بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم اور علماء کو مقرب کرو۔ تو سب ساتھ ایک برتاؤ نہ کرو (بلکہ حفظ مراتب کا خیال ضرور رکھو) اور مال غنیمت میں حق تلفی کر کے مسلمانوں کو گناہ نہ کرنا اور حقداروں کے وظائف بند نہ کرنا اور نہ وہ محتاج ہو جائیں گے۔ اور مجاہدین کو لڑائیوں میں نہ روکنا اور نہ ان کی نسل منقطع ہو جائیگی اور مال کو امیروں ہی میں گھومتا پھرتا نہ چھوڑنا۔ اور اپنا دین نہ بند کر لینا۔ ورنہ قوی ضعیف کو کہا جائے گا۔ یہ میری وصیت ہے۔ میں خدا کو تم پر گواہ کرتا ہوں۔ اللہ علی کل شئی شہید۔

محب طبری نے روایت کی ہے کہ آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ لوگوں میں خدا کے حکم قائم کر سکتا ہے۔ جو مضبوط تجربہ کار ہو۔ لوگ اُس کے عیب پر نہ مطلع ہوں اور حق کے بارے میں غصہ نہ ہو اور خدا کے معاملہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے۔ محب الطبری نے یہ روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ میں تم کو شرط لکھتا ہوں جس میں میں نے تم کو نصیحت کرنے میں کچھ اٹھا نہیں رکھا۔ پانچ چیزوں کو اختیار کر لو۔ تمہارا دین محفوظ رہیگا۔ اور بڑا ثواب پاؤ گے۔

یقین حاضر ہوں۔ عادل گواہوں اور قطعی قسموں سے کام لو۔ کمزور کو نزدیک کرو۔ تاکہ اس کی زبان کھلے اور اس کا دل قوی ہو۔ مسافر اہل مقدمات کے خبر گیران رہو۔ کیونکہ جب اس کو زیادہ رکنا پڑیگا۔ اپنی جلوت ہوڑ کر واپس چلا جائیگا اور اس کے ابطال حق کا دیاں اس پر ہے۔ جس نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اور تب تک ٹھیک فیصلہ نہ معلوم ہو جائے صلح کرانے کی کوشش کرو۔ والسلام علیک۔

مردی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ لوگوں کو حاکموں سے نفرت ہوتی ہے۔ خدا سے اور تمہارے بٹے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ سخت شبے اور برائی پر ابھار نیوالی کینے اور پیروی پر مجبور کرنے والی خواہشیں اور فریفتہ کرنے والی دنیاہیں اور تمہیں آگھیرے۔ خدا الہی کو قائم کرو۔ مظلوموں کی یاد رسی کے واسطے محفوظی دیر ضرور بیٹھو۔ جب دو کام ایک دنیا کا دوسرا آخرت کا تم کو پیش آویں۔ بیشہ آخرت کے کام کو پہلے کرو۔ کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی۔ اور اوقات کے مال سے بہت پرہیز کرتے رہو۔ بد معاشوں کو پرانگندہ کرو۔ جب قبایل میں یا فلان یا فلان کی صدائیں بلند ہوں۔ تو سمجھ لو کہ یہ شیطانی مشورہ ہے۔ ان کا تلوار سے مقابلہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی رت لوٹ آئیں۔ اور خدا و اسلام کا نام پکارنے لگیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاویہ کو لکھا کہ لوگوں سے نہ چھپو اور کمزور کو قریب بلاؤ۔ تاکہ اس کی زبان کھلے۔ اور اس کا دل قوی ہو۔ بیرونی مقدمات والوں کی خبر لیتے رہو۔ کیونکہ جب اس کو زیادہ رکنا پڑیگا۔ اس کا دل تنگ ہو جائیگا اور پریشان ہو کر اپنا حق چھوڑ دے گا۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاویہ بن قرہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ایمان کے بعد خوش اخلاقی محبت کرنے والی بچہ دینے والی عورت سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نہ کفر کے بعد بد خلق زبان دراز عورت سے پُری کوئی چیز ہے۔ پھر پانے فرمایا بعض عورتیں ایسی غنیمت ہیں جن کی برابر ہی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ اور بعض ایسی طوق دن ہیں جن سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمر بن جندب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عمر بن الخطاب سے سنا وہ کہتے تھے عورتیں تین قسم کی ہیں۔ ایک نرم مزاج پاک دامن محبت کرنے والی بچہ دینے والی زمانہ کی سختیوں پر شوہروں کی مدد کرتی ہیں۔ اور شوہروں کے خلاف زمانہ کی مدد نہیں کرتیں۔ ایسی عورتیں بہت کم ہیں۔ دوسری پاک دامن با ایمان جو صرف بچوں کا ذریعہ ہیں اور ان میں اس کے سوا کوئی بی نہیں۔ تیسری بد خو بد زبان ان کو خدا جسکی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ اور خدا ہی ان سے بات دے۔ تو نجات ملے اور آدمی بھی تین قسم کے ہیں۔ ایک پاک دامن با ایمان دانشمند قبل وقوع امور کا انجام سوچنے والے اور پیش آجانے پر حسن تدبیر سے کام لینے والے ہیں۔ دوسرے مسلمان پاک دامن مڑی عقل والے جب کوئی مشکل پیش آئے دوسروں سے مشورہ لیکر عمل کرتے ہیں۔ تیسرے ہلکے رائے نہ خود خیر اندیش ہیں اور نہ خیر اندیشوں کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

ابواللیث نے کھوول سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل شام کو لکھا کہ تم اپنے لڑکوں کو یہ تیر اندازی شہسوار سی سکھاؤ۔ اور اعتدال سے ان کی تربیت کرو۔ ابواللیث نے حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور پوچھا کہ مرد کا عورت پر کب حق ہے۔ آپ نے جواب دیا اگرچہ عورت سوار سی پر ہو مگر مرد کو نہ روکے اور سوار رمضان کے کوئی روز بے شوہر کی اجازت کے نہ رکھے۔ اگر وہ ایسا کرے گی اُس کا ثواب مرد کو ملے گا۔ اور گناہ عورت پر ہوگا اور بے اجازت گھر سے باہر قدم نہ رکھے۔ اگر ایسا کرے گی جب تک واپس نہ آوے۔ رحمت و عذاب فرشتے اُس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

ابواللیث بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی عورت کی شکایت کرنے پر جب دروازے پر پہنچا سنا کہ حضرت عمرؓ کی بی بی ام کلثوم ان سے لڑ رہی ہیں۔ اُس آدمی نے اپنے دل میں کہا میں جو شکایت لے کر آیا ہوں اُس میں وہ خود مبتلا ہیں میں ان سے کیا شکایت کروں۔ یہ کہہ کر چلا گیا عمرؓ نے اس کو بلوایا اور اس کا حال دریافت کیا اُس نے کہا میں اپنی بی بی کی شکایت لے کر آیا تھا جب میں آپ کی بی بی کی گفتگو سنی۔ لوٹ گیا آپ نے جواب میں فرمایا کہ ان کے حقوق میرے اوپر ہیں اس وجہ سے یہ درگزر کرتا ہوں۔ پہلا حق یہ ہے کہ وہ میرے اور دوزخ کے درمیان جائل ہیں۔ ان کی وجہ سے میں حرام بچتا ہوں۔ دوسرا حق یہ ہے کہ وہ میری خزانچی ہیں جب میں گھر سے باہر جاتا ہوں میرے مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ تیسرے میرے کپڑے دھوتی ہیں۔ چوتھے میرے لڑکے کو دودھ پلاتی ہیں۔ پانچویں کھانا پکاتی ہیں۔ آدمی نے کہا میری بی بی بھی ایسی ہے میں بھی اُس سے درگزر کروں گا۔

امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گواہ نے گواہی دی آپ نے فرمایا کسی ایسے کو لاؤ جو تم کو پہچانتا ہو وہ ایک آدمی کو لے آیا اُس نے اُس گواہ کی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم ان پاس رہتے ہو۔ جو ان کے حال سے واقف ہو اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم سفر میں ان کے پاس رہو جس سے اچھے اخلاق معلوم ہوتے ہیں اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم نے روپیہ پیسہ کا ان سے معا کیا ہے جس سے پرہیزگاری معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوا۔ تم نے ان کو مسجد میں قرآن پڑھتے دیکھا ہوگا۔ یہ کبھی سر اٹھاتے ہو گئے کبھی نیچا کرتے ہو گئے۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم جاؤ ان کو نہیں پہچانتے ہو۔ اور اُس گواہ سے کہا۔ ایسے شخص کو لاؤ جو تمہارا حال جانتا ہو۔

آپ کہا کرتے تھے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں کس وقت انتقام لیا کروں آیا جس وقت قادر ہوتا ہوں اور کہتے ہیں کاش معاف کر دیتے یا جس وقت جلدی کرتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کاش صبر کرتے۔ آپ نے ایک امر کو دیکھا اُس نے جلدی جلدی نماز پڑھی۔ اور کہا اے خدا حور عین سے میری شادی کر دے۔ آپ نے فرمایا تم خراب دیا ہے اور شادی بڑی جگہ چاہتے ہو۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ جہانیت میں مظلوم ظالم پر بددعا تھا اور اُس کی بددعا لگ جاتی تھی۔ اب ہم وہ حالت نہیں دیکھتے ہیں آپ نے فرمایا پہلے لوگ اسی طریقہ سے ظلم باز رہتے تھے۔ اور اب ان کا وعدہ قیامت ہے اور قیامت بہت سخت و تلخ ہے۔

آپ فرماتے تھے جو شخص تہمتوں کی جگہ بیٹھے اس کو بدگمانی کرنے والوں کو برا نہ کہنا چاہیے۔ اور جو اپنا بھید چھپاتا ہے۔ اُس کا اختیار اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے بھائی کے ساتھ اچھا گمان کرو۔ یہاں تک کہ تم کو اس کی ایسی خبر معلوم ہو جائے۔ جو تمہارے خیال پر غالب آجائے۔ اور مسلمان کی بات کو جب تک نیکی پر محمول کر سکتے ہو برائی پر نہ محمول کرو۔ پچھے دوست اختیار کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ غفلت مندوں سے زیادہ دوستی کرو۔ کیونکہ یہ خوشی میں نینت و مصیبت میں مددگار ہوتے ہیں۔ لوگوں کی ذلت نہ کرو۔ ورنہ خدا تم کو ذلیل کر دیگا۔ اور جس بات سے تم کو سرد مار نہیں اُس سے کچھ تعرض نہ کرو۔ اپنے دشمن سے الگ رہو۔ اور دوستوں سے ہوشیار رہو سوا امین کے کیونکہ امین کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ بد آدمی کے ساتھ نہ رہو۔ ورنہ وہ اپنی بدی تم کو سکھا دیگا۔ اور اس سے اپنا بھید نہ ظاہر کرو۔ اور اپنے معاملات میں پرہیزگاروں سے مشورہ لو۔ یہ بڑا عیب۔ کہ دوسروں کی برائی تمہیں نظر آئے۔ اور اپنی برائی نہ نظر آئے اور اپنے ہم نشین کو اس بات کا عیب لگا کر تکلیف دو جس کے تم خود مرتکب ہوئے ہو۔ تین چیزوں سے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ جب کسی سے ملو پہلے سلام کرو۔ اور جس نام کو وہ پسند کرتا ہو۔ اُس کو اسی نام سے پکارو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو۔ میں پسند کرتا ہوں کہ آدمی اپنے گھر میں مثل لڑکوں کے ہے۔ اور جب اس کو آواز دی جائے تو وہ مرد ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن ایک جوان کو دیکھا جو ٹہل رہا تھا اور کہتا تھا کہ میں بطحار مکہ کے کوہ لدی و کدار کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے اُسکو پکارا۔ وہ جب آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا۔ اگر تم دیندار ہو تو یہ تم ہو۔ اور اگر غفلت مند ہو تو مردوت دار ہو اور اگر مالدار ہو تو شریف ہو۔ ورنہ تم اور گدھا برابر ہو۔ آپ نے فرمایا اے مہاجرین دنیا داروں اور حاکموں کے پاس زیادہ نہ جایا کرو۔ اس سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ اور شکم پُری سے بچتے رہو۔ شکم پُری نماز سے سست اور جسم کو خراب اور بیماری کو پیدا کرتی ہے۔ خدا بوٹے تازے عالم سے بغض رکھتا ہے۔ بلکہ تم اپنی خوراک کو اعتدال پر رکھو۔ یہ اصلاح سے قریب اور سرف سے دور اور عبادت کی طاقت مینے والی ہے اور کوئی بندہ اُس وقت تک ہلاک نہیں ہوتا جب تک عین پر دامن کو ترجیح نہ دے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ طمع محتاجی ہے اور نا اُمیدی تو نگرہی ہے کیونکہ جو کسی شے سے نا اُمید ہو جاتا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ سوا آخرت کے کاموں کے ہر چیز میں تاخیر بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے۔ انتقام نہیں لینا۔ اور جو خدا سے خوف کرتا ہے جو چاہتا نہیں کرتا اور اگر قیامت نہ ہوتی تو حالت موجودہ کے خلاف دیکھتے۔

آپ نے فرمایا میں سب سے سخی اور حلیم کو جانتا ہوں سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو اُس شخص کو دے جس نے اُسے محروم کیا ہو۔ اور سب سے حلیم وہ ہے جو اُس شخص سے درگزر کرے جس نے اُس پر ظلم کیا ہو۔ آپ نے اہل خمر کو لکھا کہ اپنی اولاد کو تیرنا اور گھوڑے کی سواری سکھاؤ۔ اور ضرب المثلیں اور عمدہ اشعار یاد کرو۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ عرب جب تک تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری کرتے رہیں گے۔ غالب رہیں گے آپ نے عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ان کی فرمائش کے جواب میں اکثر انکار کیا کرو۔ کیونکہ ہاں کر دینا ان کو مانگنے پر

دیر کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ اجنبی عورتوں کے پاس فرش بچھاتے ہو۔ حالانکہ عورتوں میں اُس گوشت کے ہے جو تختہ پر رکھا ہو (یعنی جس طرح وہ گوشت جو قصایوں کے تختہ پر رکھا رہتا ہے اور جس کا جی چاہتا ہے اُس کو مولے لیتا ہے۔ اسی طرح عورتیں کمزور ہیں اپنے آپ کو دوسروں سے بچا نہیں سکتیں مگر یہ کہ کوئی اُن کی حفاظت کرے۔

آپ نے فرمایا کوفہ والوں نے مجھے عاجز کر رکھا ہے۔ اگر میں اُن پر نرم دل حاکم مقرر کرتا ہوں اُس کو دبا لینے میں اور اگر سخت مقرر کرتا ہوں تو اس کی شکایت کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی قوی امین آدمی ملے اس کو اس پر حاکم کروں۔ ایک آدمی نے کہا میں آپ کو قوی امین آدمی بتا دوں آپ نے پوچھا وہ کون۔ اس نے جواب دیا عبد بن عمر۔ آپ نے فرمایا خدا تجھ کو ہلاک کرے۔ بخدا تو نے خدا کے واسطے نہیں کہا۔ خدا کی قسم میں اس کو کوفہ اور غیر کسی کا حاکم نہ کرونگا۔ تو دشمن ہے۔ چلا جا۔ آج سے میں تجھ کو منافق کہا کرونگا وہ آدمی اٹھ کر چلا گیا۔ آپ نے عبد بن ابی وقاص کو لکھا کہ طلحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب سے مشورہ لے لیا کرو۔ کیونکہ ہر شخص اپنی کام سے خوش واقف ہوتا ہے۔ لیکن ان کو مسلمانوں کے کسی کام کا والی نہ بنانا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی عامل پر ناخوش ہوئے۔ اُس نے آپ کی بی بی سے سفارش کرائی۔ کہ حضرت عمرؓ ناخوش کر دیں۔ انہوں نے آپ سے اس کے معاملہ میں گفتگو شروع کی آپ غصے ہوئے اور فرمایا اے دشمن خدا تجھ کو ان باتوں سے کیا مطلب۔ توجہ بہلانے کے واسطے ہے۔ غھوڑی دیر تیرے پاس اٹھ بیٹھ پیتے رہیں کیا تمہارا ذریعہ سے ہم کو دھوکے دیئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میں خدا سے خائن کی جرأت اور بھروسہ کرنے والے کی عاجزی کی شکایت کرتا ہوں۔ عمرو بن مہمون نے بیان کیا میں نے عمر بن خطاب کو زخمی ہونے سے چند دن پیشہ دیکھا کہ حذیفہ ابن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے کہہ رہے ہیں کہ کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ تم زمین پر ایسا بار ڈالو جس کے اٹھانے کی طاقت زمین کو نہ ہو۔ دونوں نے جواب دیا نہیں آپ نے دوبارہ یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا۔ عمرؓ نے کہا اگر میں زندہ رہا۔ تو عراق کی رانڈوں کو بلا کر کہوں گا کہ تم میرے کسی مرد کے پاس جھگڑا لے کر نہ جانا اس واقعہ کو چار دن بھی نہ گذرے کہ آپ زخمی ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی عامل کو مقرر کرتے تو اُس سے ایک عہد نامہ لکھوا لیتے۔ کہ عمدہ گھوڑے پر نہ سوار ہو اور نہ چھنا ہوا اٹا کھائے۔ اور نہ باریک کپڑے پہنے۔ اور حاجت مندوں کو نہ روکے۔ اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت کو گواہ کرتے۔ پھر کہتے اے خدا تو گواہ رہ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر کوئی عامل ظلم کرے اور مجھ کو اس کے ظلم کی خبر ہو جائے پھر میں اس کو نہ بدلوں گویا میں نے ہی ظلم کیا۔

احنف بن قیس آپ کے پاس آئے آپ نے ان کو ایک سال اپنے پاس روکے رکھا۔ پھر کہا اے احنف نے تم کو جانچا اور آزمایا۔ تمہاری ظاہری حالت کو اچھا پایا۔ اور امید کرتا ہوں کہ تمہارا باطن مثل ظاہر کے ہے اور ہم نے سنا ہے۔ کہ اس امت کو ذی علم منافق تباہ کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے ایک آدمی آپ کے پاس سے گذرا۔ اور کہا تمہارے واسطے

اگ سے ہلاکت ہے آپ نے فرمایا۔ اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ نزدیک ہوا آپ نے پوچھا تم نے یہ کیا کہا اس نے جواب دیا کہ تم اپنے عامل مقرر کرتے ہو۔ اور ان سے عہد نامے لکھواتے ہو۔ پھر خبر نہیں ہوتی۔ کہ انہوں نے شرائط کو پورا کیا یا نہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیسے۔ اس نے جواب دیا کہ مصر میں جو تمہارا عامل ہے اس کو تم نے جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا تھا ان کو نہیں کرتا ہے اور جن سے منع کیا تھا ان کو کرتا ہے۔ اس کے بعد اس نے اس عامل کا بہت کچھ حال بیان کیا۔ آپ نے انصار میں سے دو آدمیوں کو بھیجا کہ اس کا حال دریافت کرو۔ اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کی خبر دو اور اگر تم کو اس کا حال خراب معلوم ہو تو اس کو فوراً لے آؤ۔ وہ دو گئے۔ اور اس کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ کہنے والے نے سچ کہا تھا۔ دونوں اس عامل کے دروازے پر گئے۔ اور اندر جانے کی اجازت چاہی دربان نے کہا آج اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا یا تو وہ ہمارے پاس آوے ورنہ ہم دروازہ پھونک دیں گے۔ اور ان میں سے ایک آدمی آگ لے آیا۔ دربان اندر گیا اور عامل کو خبر دی۔ وہ اُن کے پاس آیا انہوں نے کہا ہم حضرت عمرؓ کے فرستادہ ہیں۔ تاکہ تم کو ان کے پاس لے جاویں۔ عامل نے کہا مجھ کو کچھ ضرورت ہے۔ تھوڑی دیر مہلت دو۔ تاکہ راستہ کے واسطے توشہ وغیرہ لے لوں۔ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے ہم کو قسم دلائی ہے کہ ہم مہلت نہ دیں اور اس کو پکڑ کر عمرؓ کے پاس لے آئے۔ جب آپ کے پاس آیا سلام کیا۔ آپ نے اس کو نہ پہچانا کیونکہ یہ آدمی پہلے گندمی رنگ کا تھا۔ جب مصر کی ہوا لگی گورا اور موٹا ہو گیا اور پوچھا تم کو ہو۔ اس نے جواب دیا میں فلان شخص۔ مصر کا عامل ہوں آپ نے کہا تیرا بڑا ہو۔ تو نے منہیات کو اختیار کیا۔ اور اوامر کو چھوڑ دیا۔ بخدا میں تجھ کو سخت سزا دوں گا میرے پاس ایک مکمل اور لالٹھی اور تین سو صدقہ کی بکریاں لاؤ۔ اور اس عامل سے کہا کہ اس مکمل کو اوڑھ۔ خدا کی قسم میں نے تیرے باپ کو دیکھا ہے۔ یہ مکمل تیرے باپ کی مکملی سے اچھی ہے اور اس لالٹھی کو لے بخدا یہ لالٹھی تیرے باپ کی لالٹھی سے اچھی ہے اور ان بکریوں کو فلان مقام پر لے جا کر چرا رہ کر سبوں کا زمانہ تھا اور سوا عمرؓ کے گھرانے کے اور کسی کو دودھ سے نہ روکنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ عمرؓ کے گھر والوں میں سے کسی کو صدقہ کی بکریوں کا دودھ اور گوشت لینے کا حق نہیں ہے۔ جب وہ چلا گیا۔ آپ نے اس کو بلوایا اور پوچھا جو کچھ میں نے کہا اس کو سمجھا۔ وہ زمین پر گر پڑا۔ اور کہا یا امیر المؤمنین مجھ میں اس کے برداشت کی طاقت نہیں اگر آپ چاہے میری گردن مار دیجئے۔ آپ نے پوچھا اگر میں تجھ کو مصر کا والی کر دوں تو تو کیسا آدمی ہو گا۔ اس نے کہا آپ کو اس کے بعد کوئی میری بڑی خبر نہ پہنچے گی۔ آپ نے اس کو مصر کی ولایت پر پھر واپس کر دیا۔ اور وہ اچھا بن گیا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فلان شخص کو قاضی کے عہدہ سے الگ کر دوں گا۔ اور اس کی جگہ ایسے آدمی کو مقرر کروں گا۔ کہ بد معاش اور سکو دیکھ کر ڈر جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شب میں جس میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے۔ خطبہ میں بیان کیا کہ خدا نے اپنے راستہ کو مقرر کر دیا۔ اور ہم کو اس کے مقرر کرنے کی مشقت سے بچا لیا۔ اب سوائے دعوت اور پیروی کے کوئی بات باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اس خدا کے واسطے حمد ہے جس نے مجھ کو تم سے اور تم کو مجھ سے

آزمائش میں ڈالا۔ اور میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا۔ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ذلیل یا گمراہ
 اور اس کے کسی دوست کو دشمن نہ رکھوں یا کسی دشمن کو دوست بناؤں۔ میرے اور میرے دونوں صاحبوں
 کی ان تین شخصوں جیسی مثل ہے جو ایک پاکیزہ جگہ سے لوٹے ہوں۔ ان میں سے ایک نے اپنے گھر کی طرف
 میں جلدی کی اور ایسے میدان میں پہنچا جس کے نشانات دہوکہ دینے والے تھے وہ راہ سے بہکا اور محروم ہوا
 یہاں تک کہ راستہ نے اس کو گھر تک پہنچا دیا۔ پھر دوسرا اس کے پیچھے چلا اور اسی کی راہ اختیار کیا اور اسی کے
 نشانات قدم پر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ اپنے صاحب سے صحیح و سالم جا ملا۔ پھر تیسرا ان دونوں کے پیچھے چلا
 اگر انہیں دونوں کے راستہ پر اور قدم بہ قدم چلیگا تو ان تک پہنچ جائے گا۔ اور اگر دائیں بائیں مڑے گا۔ تو اپنے
 ساتھیوں سے کبھی نہ ملیگا۔ آگاہ ہو کہ عرب کے لوگ مثل سرکش اونٹ کے ہیں۔ اور مجھ کو انکی مہار دی گئی ہے۔ خبر دا
 میں ان کو راہ پر لاؤنگا اور اس کام پر خدا سے مدد چاہتا ہوں۔ سنو میں دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہو۔ اے خدا میر
 بخیل ہوں مجھ کو سخی کر۔ میں سخت ہوں مجھ کو نرم کر۔ میں کمزور ہوں مجھ کو قوی کر۔ اے خدا تو اپنی ولایت اور مدد سے مجھ
 اپنی اور اپنے دوستوں کی دوستی دے۔ اور مجھ کو ان آفتوں سے بچا جو تیرے دشمنوں کی دشمنی سے پیدا ہوتی ہیں
 اور مجھ کو نیکیوں کے ساتھ موت دے۔ اور بڑوں کے ساتھ نہ اٹھا۔ اے خدا میرے لئے دنیا زیادہ کرنا۔ کہ میں
 ہو جاؤں۔ اور نہ میرے واسطے کم کر۔ کہ میں بھول جاؤں۔ کیونکہ تھوڑا بقدر کفایت زیادہ بھولا دینے والے سے بہتر ہے
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل عراق کا وفد آیا۔ جن میں جریر بن عبد اللہ بھی تھے۔ آپ ایک بڑا پیار
 سرکہ اور روغن زمیون سے بھرا ہوا لائے۔ اور فرمایا۔ لو۔ ان لوگوں نے سستی سے لیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم کو کیا ہو گیا
 ہے۔ کہ بکری کے گوشت کے مشتاق ہوتے ہو۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم کھٹا میٹھا۔ گرم سرد۔ چاہتے ہو تاکہ اس کو پیٹ
 میں بھر لو۔ اگر میں چاہتا کہ تمہارے واسطے عمدہ کھانا پکواؤں تو پکا سکتا تھا لیکن جو کچھ مجھ کو دنیا سے ملتا ہے اس
 کو آخرت کے واسطے رکھ چھوڑتا ہوں۔ اور اگر تم چاہتے بکری کے بچوں کا حکم دیتے تو وہ بھونے جاتے اور مینہ کی روٹی کا
 حکم دیتے تو وہ پکائی جاتیں اور اگر بنیذ خرم کا حکم دیتے تو وہ مشکیزوں میں تیار کیا جاتی یہاں تک کہ جب مش چکوری آنکھ کے
 سرخ ہو جاتیں اسکو کھاتے اور اسکو پییتے۔ تو ضرور کر سکتے تھے اور خدا کی قسم میں سینہ اور کوہان کے گوشت اور جو اور
 نان خورش سے عاجز نہیں ہوں لیکن خدا نے اس قوم کو جنہوں نے ایسا کیا ہے ان کو شرم دلائی۔ کہ اذہبتم طیباً انکم
 فی حیوتکم الدنیا۔ (یعنی تم عمدہ چیزیں دنیا میں اڑا چکے) اور میں نے اس معاملہ پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اگر میں دنیا چاہتا
 ہوں۔ تو آخرت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور اگر آخرت کو چاہتا ہوں تو دنیا کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور جب ایسا حال ہے تو
 تم لوگ ہی دنیا فانی کو نقصان پہنچاؤ۔

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ آدمی تین قسم کے ہیں۔ کامل۔ اس سے کم۔ لاشی محض۔ کامل وہ ہے جو خود صاحب رائے ہو
 اور لوگوں سے مشورے نہ لے۔ اور عمدہ لوگوں کی رائے کو اپنی رائے کے ساتھ ملا لے۔ اور کامل سے کم وہ ہے جو اپنی رائے
 سے کام کرے۔ اور دوسروں کی رائے نہ لے۔ اور لاشی وہ ہے جو خود صاحب رائے ہو۔ اور نہ لوگوں سے مشورہ لے۔ اور
 عورتیں بھی تین قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو زمانہ کی سختیوں پر اپنے شوہروں کی مدد کریں۔ اور شوہروں کے خلاف زمانہ کی مدد کریں
 اور ایسی عورتیں بہت کم ہیں۔ دوسری جو بچوں کا ذریعہ ہیں امدان میں اس کے سوا کوئی خوبی نہیں۔ تیسری بد خو خدا ان کو جس کی

کردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے اُس سے رہائی دے دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حطیہ شاعر کو قید سے چھوڑا۔ تو اُس سے کہا کہ شعر نہ کہا کرو۔ اُس نے کہا اے میرے المومنین یہی میری روزی کا ذریعہ ہے اور شعر ایک چیتوٹی ہے جو میری زبان پر رینگا کرتی ہے۔ آپ نے کہا۔ اپنے گھر والوں کے حق میں شعر کہا کرو۔ اور مدح مجھ سے بچتے رہو۔ اس نے پوچھا۔ مدح مجھ کیا ہے آپ نے کہا کہ یہ کہنا کہ فلان قبیلہ والے فلاں قبیلہ والوں سے بہتر ہیں۔ تعریف کرو۔ مگر کسی کو فضیلت نہ دو۔ حطیہ نے کہا بخدا آپ فنون شعر مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں شادی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے مشورے دیجئے۔ آپ نے پوچھا کس کو پیغام دیا ہے۔ ابن عباس نے کہا فلاں عورت کو۔ آپ نے فرمایا۔ نسب تو اس کا اچھا ہے جیسا تم چاہتے ہو۔ لیکن اس کے گھر والوں کا اخلاق اچھا نہیں۔ تم اس بد اخلاقی کو اپنی اولاد سے نہ دور کر سکو گے میں نے کہا اچھا۔ اب میں اُس کے ساتھ شادی نہ کروں گا۔ ابن عباس نے کہا میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ نے ایسی سانس لی۔ کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ کی پسلیوں میں زخم ہے۔ میں نے کہا یا امیر المومنین اس سانس لینے کا سبب کوئی بہت بڑا غم ہے۔ آپ نے کہا ہاں اے ابن عباس میں غور کرتا ہوں۔ کہ اپنے بعد کسی نو خلیفہ بناؤں۔ پھر آپ نے کہا۔ شاید تم اپنے صاحب (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو اس کا اہل جانتے ہو۔ میں نے کہا باوجود اُن کی شرافت نسب اور سبقت اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اُن کے علم کے اُن کو لون چیز اس کے استحقاق سے مانع ہے۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ لیکن ان میں ظرافت ہے۔ میں نے کہا طلحہ کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے کہا وہ حد سے زیادہ عورتوں کے گردیدہ ہیں۔ میں نے کہا عبد الرحمن۔ آپ نے فرمایا وہ کمزور آدمی ہیں اگر ان کو حکومت ملی تو وہ اپنی مہر اپنی بی بی کو دے دیں گے۔ میں نے کہا۔ زبیر۔ آپ نے کہا وہ سخت آدمی ہیں ان میں نفسانیت ہے۔ ایک ایک صاع گہیوں پر بقیع میں مکا لڑتے ہیں۔ میں نے کہا سعد بن ابی وقاص آپ نے کہا وہ جنگی آدمی ہیں۔ میں نے کہا عثمان۔ آپ نے تین مرتبہ آہ کی اور کہا اگر وہ حاکم ہونگے۔ تو قبیلہ بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر چڑھا دیں گے۔ پھر عرب اٹھکر ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ پھر آپ نے کہا اے ابن عباس اس کام کا وہی اہل ہے جو قوی۔ تجربہ کار۔ خدا کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والا ہو جس میں سختی ہو بغیر زیادتی کے نرمی ہو بغیر کمزوری کے۔ سخاوت ہو بلا اسراف کے۔ بخل ہو بلا جود کے۔ ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم یہ سب صفات حضرت عمرؓ میں تھیں۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کچھ دیر تک خاموش رہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا خدا اس اُمت کا مالک ہے۔ اگر چاہے تو تمہارے صاحب کے ذریعہ سے مسلمانوں کو کتاب و سنت پر چلائے۔ آگاہ ہو اگر مسلمان ان کو اپنا والی بنائیں گے تو وہ انکو روشن راستہ اور سیدھی راہ پر لگائیں گے۔

عقبہ بن حصین اور اقرع بن حابس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے رسول خدا کے جانشین ہمارے ہاں شور زمین ہے۔ اس میں نہ گھاس ہوتی ہے اور نہ اس سے کوئی فائدہ ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم کو لکھ دیں۔ تاکہ ہم اس کو جو تیں بوئیں۔ شاید خدا اس کے ذریعہ سے کچھ نفع دے۔ ابوبکرؓ نے ان لوگوں سے جو آپ کے گرد و پیش بیٹھے تھے۔ دریافت کیا تمہاری کیا رائے ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کوئی حرج نہیں۔ آپ نے ان کو اُس

زمین کی سند لکھدی اور اس پر ان لوگوں کو گواہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ اس مجلس میں نہ تھے۔ وہ دونوں اس سند کو لیکر حضرت کے پاس گئے۔ تاکہ وہ بھی گواہی کر دیں۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنے اونٹوں کے تیل مل رہے ہیں۔ ان دونوں نے کہا کہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نے ہمیں یہ سند لکھدی ہے۔ ہم اس کو گواہی کے لئے آپ کے پاس لائے ہیں۔ تم خود اسکو یا ہم پڑھ کر سناویں۔ آپ نے کہا اس حالت میں میں کس طرح پڑھ سکتا ہوں۔ تمہارا جی چاہے تو پڑھ کر سنا دو۔ ورنہ فارغ تک انتظار کرو۔ انہوں نے کہا ہم پڑھتے ہیں۔ جب آپ اس کو سنا۔ ان سے لے لیا اور اس کو حقو کے مٹا دیا۔ وہ دونوں غصہ ہوئے اور بری باتیں کہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری دلجوئی کرتے تھے۔ کیونکہ اسلام وقت کمزور تھا۔ اب خدا نے اسلام کو قوی کر دیا ہے۔ جہاؤ اپنی سعی و کوشش کرو۔ خدا تم پر رحم نہ کیے۔ اگرچہ تم رحم کی تو کرو۔ وہ دونوں غصہ میں بھرے ہوئے ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا خدا کی قسم ہمیں معلوم ہوتا کہ تم خلافت کرتے یا عمرؓ۔ ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ اگر وہ چاہتے تو وہی خلیفہ ہوتے اتنے میں حضرت عمرؓ بھی غضبناک آئے۔ اور ابوبکرؓ کے پاس کہا ہو کر کہا بتاؤ یہ زمین جو تم نے ان کو لکھدی۔ خاص تمہاری ہے یا تمام مسلمانوں کی۔ ابوبکرؓ نے کہا تمام مسلمانوں کی۔ عمرؓ نے کہا تم نے ان ہی دو کو اس میں کیوں خاص کر دیا۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے اپنے پاس والوں سے مشورہ لی لیا۔ انہوں نے یہی مشورہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا تمام مسلمانوں کا مشورہ اور رضامندی لے لی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ میں نے تو تم سے پہلے ہٹھا کہ تم اس بارے میں مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ لیکن تم ہی نے مجھے خلافت پر مجبور کیا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کہا تھا۔ اگر میں زندہ رہا تو ایک سال پھر دورہ کرونگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کی حاجتیں مجھ تک نہیں پہنچتی ہیں۔ عامل مجھ کو خبر نہیں کرتے۔ اور رہا یا میرے پاس آ نہیں سکتی۔ میں پہلے یہاں سے جاؤں وہاں دو مہینہ قیام کرونگا۔ پھر مزید دو مہینہ دھرم فرات (جہاؤنگا وہاں دو مہینہ ٹھہرونگا۔ پھر کوہ جہاؤنگا۔ وہاں دو مہینہ قیام کرونگا۔ خدا کی قسم یہ سال بہت ہی اچھا ہوگا۔

اسلم کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے صدقہ کے اونٹ مجھ کو چراگاہ لے جانے کو دیئے۔ میں نے اپنا اسباب ان میں سے ایک اونٹنی پر رکھا۔ جب ان کو ہانکنا چاہا۔ آپ نے کہا اونٹ میرے سامنے پیش کرو۔ میں نے پیش کیا آپ نے میرے اس کو اچھی اونٹنی پر دیکھ کر کہا تیری ماں مرے۔ تو نے ایک ایسی اونٹنی کا قصد کیا جو مسلمانوں کے ایک گھر کو کافی ہو۔ کوئی چھوٹا بچہ موتنے والا۔ (یعنی جس سے موت کے سوا کچھ فائدہ نہیں۔ اس کی تحقیر مقصود ہے) یا کم دودھ دینے والی اونٹنی کیوں نہ لی۔

حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ یہاں مقام انبار کا ایک نصرانی ہے جسکو دفتر کے کام میں خوب مہارت ہے۔ اگر تم اس کو انشی بناؤ تو اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو غیر مومن کو دوست بناؤں گا۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی دریائے فرات کے کنارے پر ہلاک ہو جائے تو مجھے خوف ہے کہ خدا مجھ سے اس کے بارے میں نہ سوال کرے۔

آپ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ ہمیشہ لوگ اپنے سرداروں کے پاس حاجتوں کو لے جاتے رہے ہیں۔ تم بھی ان سرداروں جو تم سے پہلے ہیں بزرگی کرو۔ مسلمانوں کو اتنا ہی بہت ہے کہ لوگوں میں حکم و تقسیم میں عدل کریں۔

ایک آدمی حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میری اونٹنی کا پاؤں اور پشت زخمی ہو گئی ہے مجھ کو سواری دیجئے نے کہا خدا کی قسم تیرے اونٹ کے پاؤں اور پشت میں زخم نہیں ہے۔ اس اعرابی نے کہا اے قسم باللہ ابو حفص

اسہام من نقب ولادبر۔ فاغفر لہا اللہم ان کان فجر۔ ترجمہ۔ ابو حفص یعنی عمرؓ نے خدا کی قسم کھائی۔ کہ اس کے پاؤں در پشت میں زخم نہیں ہے۔ اے خدا تو ان کو معاف کر دے۔ اگر وہ قسم میں جھوٹے ہوں۔

آپ نے کہا اے خدا مجھے معاف کر دے۔ پھر اس کے بعد ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ وہ آپ کا بھروسہ دار بھی تھا۔ اور اس نے کچھ سوال کیا آپ نے اس کو جھڑکا اور نکال دیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کے بارے میں کہا کہ وہ مانگتا تھا۔ اور آپ نے اس کو جھڑک کر نکال دیا۔ آپ نے کہا اُس نے مجھ سے خدا کا مال طلب کیا تھا۔ خدا کے یہاں میرا کیا عذر ہوتا۔ جب پادشاہ خائن بن کر پیش ہوتا۔ اس نے میرے مال سے کیوں نہ سوال کیا۔ پھر آپ نے اپنے مال سے ہزار درہم اس کو بھجوا دیئے۔

آپ اپنے عمال کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اے خدا میں نے مسلمانوں کا مال لینے کے واسطے بھیجا ہے اس واسطے نہیں بھیجا ہے۔ کہ لوگوں کو ماریں جس شخص پر اس کا امیر ظلم کرے۔ اس پر میرے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو چھت پر لیٹی یہ اشعار پڑھ رہی تھی

لہ تطاول ہذا لللیل وازور جانبہ۔ دلیس الی جنبی خلیل الاعبہ۔ فواللہ لولا اللہ لاشی غیرہ۔ لزرع من ہذا السریر جوا
خافہ ربی والحمیاء یصد فی۔ واکرم بعلی ان ینال مراکبہ۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اے عمر تو نے اللہ
کی عورتوں کے ساتھ کیا کیا۔ پھر اپنی بیٹی حفصہ کے دروازے پر گئے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حفصہ نے پوچھا تم اس وقت
لیے آئے ہو۔ آپ نے کہا بتاؤ جس عورت کا شوہر باہر چلا گیا ہو۔ وہ کتنی مدت تک صبر کر سکتی ہے۔ حفصہ نے کہا۔
یادہ سے زیادہ چار مہینے۔ صبح کو آپ نے سرداران لشکر کو حکم بھیجا۔ کہ لشکر زیادہ نہ روکے جائیں اور کوئی شخص اپنی
لی بی بی سے چار مہینے سے زیادہ نہ جدا رہے۔

اسلم روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا۔ وہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ سنا ایک عورت اپنی
لڑکی سے کہہ رہی ہے۔ کہ اے بیٹی اٹھ کر دودھ میں پانی ملا دو۔ اُس نے کہا کیا تمہیں نہیں معلوم جو امیر المؤمنین نے
فل حکم دیا تھا۔ اس عورت نے پوچھا وہ کیا اس لڑکی نے کہا کہ انہوں نے منادی کرادی ہے۔ کہ دودھ میں پانی نہ ملایا
جائے۔ اس عورت نے کہا تم تو ایسی جگہ میں ہو۔ جہاں نہ امیر المؤمنین تم کو دیکھتے ہیں اور نہ منادی کرے گا۔ اس لڑکی
نے جواب دیا۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ لوگوں میں ان کی اطاعت کروں۔ اور تنہائی میں نافرمانی کروں۔ حضرت عمرؓ
اس گفتگو کو سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے اسلم اس دروازے کو پہچان لو۔ پھر آپ گشت کرنے لگے۔ جب صبح
ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے اسلم اس جگہ جاؤ۔ اور دیکھو وہ گفتگو کرنے والی کون ہیں۔ اور ان کے شوہر ہے یا نہیں۔
اسلم کہتے ہیں۔ میں اس مقام پر آیا معلوم ہوا کہ وہ لڑکی بیوہ ہے۔ اور وہ عورت اس کی ماں ہے اور ان کا سر پرست کوئی نہیں
ہے۔ میں نے حضرت عمرؓ کو اس کی خبر کی حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور پوچھا کیا تم نکاح کرنا چاہتے ہو۔ تاکہ میں ایک
جوان نیک عورت سے نکاح کر دوں۔ اور اگر تمہارا بے باپ میں عورتوں کی کچھ بھی خواہش باقی ہوتی۔ تو ان سے اس بارے
میں کوئی صفت نہ لیجاتا۔ عاصم نے کہا میں چاہتا ہوں۔ آپ نے اس لڑکی کو بلوایا۔ اور اسکا نکاح عاصم کے ساتھ کر دیا
اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی کنیت ام عاصم تھی۔ اور وہی عمر بن عبد العزیز کی ماں تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا۔ جب وادی ضنجان میں پہنچے کہا لا الہ الا اللہ العظیم۔ وہ جس کو چاہتا

۱۔ ترجمہ۔ یہ رات دراز ہوئی اور اس کے تارے ترچھے ہو گئے۔ اور میرے پہلو میں میرا دست نہیں ہے۔ جس کے ساتھ کھیلوں۔ خدا کی
قسم اگر خدا نہ ہوتا جس کے سوا کوئی چیز نہیں ہے تو البتہ اس چار پائی کے کنارے ہل جاتے۔ خدا کا خوف اور شرم مجھ کو منع کرتی
ہے۔

ہے۔ عنایت کرتا ہے۔ تجھے یاد ہے کہ میں اس وادی میں کملی اوڑھے خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا وہ بہت سخی تھے۔ جب میں کام کرتا تھا کھکھکا دیتے۔ اور اگر کوٹا ہی کرتا۔ تو مارتے۔ اب میں اس حال میں ہوں کہ میرے اور خدا درمیان کوئی نہیں ہے۔ پھر آپ نے ان مثالیہ اشعار کو پڑھا۔ ۱۵ لاشیء مہایری تبقی بشاشتہ ۱۶۔ یبقی الا ویودی المال والولد ۱۷۔ لم تغن عن ہر مزولما خزانتہ ۱۸۔ والخلد قد حاولت عامر فہا خلد وا ۱۹۔ سلیمان اذ تجری الریاح لہ ۲۰۔ والانس والجن فیما بینہما ۲۱۔ آین الملوک التی کانت منازلہا ۲۲۔ من کل اود الیہا واقد یفد ۲۳۔ حوض ہنا لکٹ مورد و بلا کذب ۲۴۔ لا بد من وردہا یوما کا ورد و ۲۵۔ ترجمہ جو کچھ دکھائی دیتا ہے اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی ترقی و تازگی باقی رہے۔ خدا باقی رہیگا اور مال و ہلاک ہو جائیں گی۔ ہر مزرے کے خزانے اسکو ایک دن بھی نہ بچا سکے۔ اور عادی نے ہمیشہ رہنا چاہا۔ مگر نہ رہ سکے اور نہ سلیلا ہی بچ سکے۔ جبکہ ہوائیں ان کے حکم سے چلتی تھیں۔ اور انس و جن ان کے درمیان اترتے تھے۔ کہاں میں وہ بادشاہ کے محلوں میں ہر طرف سے وفد آیا کرتے تھے۔ یہاں ایک حوض ہے جس میں اترنا یقینی ہے اس میں ہم کو بھی اترنا۔ جیسا کہ اگلے اترے۔ ۱۲

حضرت عمرؓ نے کسیکو طرفہ کے اشعار پڑھتے سنا ۱۵ فلولا ثلاث ہن من عیشۃ الفتی ۱۶۔ وجد کھلم احفلہ قام عودی ۱۷۔ فمنہن سیفی العاذلات بشرۃ ۱۸۔ کمیت متی یعل بالماریزید ۱۹۔ وکری اذا نادی المصاحبنا کسید الغفانی نبھتہ المتورد ۲۰۔ و تقصیب یوم الدجن والدجن معجب ۲۱۔ نہکنت تحت الطراف الممدد ۲۲۔ ترجمہ اگر یہ تین چیزیں نہ ہوتیں جو جوان کی جان ہیں۔ تیری جان کی قسم کہ میں نہ جلدی کرتا کہ ملنے والے کب اٹھ کر جاؤں ان تین چیزوں میں سے اول ملامت کرنے والیوں کی۔ ملامت پر میرا اس شراب کے پینے میں سبقت کرنا جس میں جب پانی ملایا جاتا ہے تو وہ تیزی کیوجہ سے ابل جاتی ہے۔ دوسرے جبکہ جنگجو مقابل کو نامرد کہہ کر پکار رہا ہو شیارمی و آہستگی کیساتھ ڈھاک کے بھڑیے کی طرح میرا حملہ کرنا ہے۔ تیسرے پھیلے ہوئے خیمے کے اندر غبار آلود دن چھوٹا جانا ہے۔ بجا لیکہ غبار اپنے چھا جانے کیوجہ سے بھلا معلوم ہوتا ہو۔ ۱۲

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں بھی اگر تین چیزیں نہ ہوتیں جو جوان مرد کی جان ہیں۔ نہ جلدی کرتا کہ کھیات کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں کہ میں خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہوں اور خدا کے واسطے سر کو زمین پر رکھتا ہوں۔ اور ایسی قوم کے پاس بیٹھتا ہوں جو عمدہ بات کو مثل عمدہ خرے کے چنتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ نے روایت کی ہے کہ آپ اکثر لڑکوں کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ میرے واسطے دعا کرو۔ کیا تم نے گناہ نہیں کیا ہے۔ آپ مسلمانوں کے معاملہ میں بہت مشورہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ عورتوں سے بھی مشورہ لیتے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مجمع میں کہا بجز ایسے نہیں جانتا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ۔ اگر یہ بادشاہ ہوں تو بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا۔ ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین بادشاہت و خلافت میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور انشاء اللہ آپ شیر پر ہیں۔ آپ نے پوچھا تم نے یہ کیسے کہا اُس نے جواب دیا کہ خلیفہ صرف حق لیتا اور حق کے مواقع میں اس کو صرف کرتا ہے اور آپ خدا کے فضل سے ایسا ہی کرتے ہیں اور بادشاہ لوگوں پر ظلم کرتا اس سے لیتا ہے اس کو دیتا ہے۔ عمر خاموش ہو گئے۔ اور فرمایا اُمید کرتا ہوں کہ شاید ایسا ہی ہوں۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی ہمیشہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی پکڑ لیتا تھا۔ ایک دن اس نے ڈاڑھی پکڑ لی۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا زیادہ نرمی کرنا جھوٹ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جوتا کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا۔ اور فرمایا جو چیز تم کو بچ دے۔ وہ مصیبت ہے۔

ایک اعرابی نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ یا ابن الخطاب جزیت الجنۃ۔ اُس نے باقی دانتھنہ۔ اقسام باللہ فعلتہ (یعنی اے ابن خطاب تم کو جنت نصیب ہو۔ میری لڑکیوں اور ان کی ماں کو کپڑا پہنا دو۔ میں خدا کی قسم مانتا ہوں کہ تم ضرور کرو گے) آپ نے کہا اگر میں نہ کروں تو کیا ہو اس نے کہا۔ عاذا باحفص لامضینہ (اے ابو حفص بچے جائیں گے) آپ نے پوچھا تم چلے جاؤ گے۔ تو کیا ہوگا۔ اس نے کہا ہاں تکون عن حالی لتسلنہ۔ یوم تکون الاعطیات۔ والواقف المسؤل لیبہتنہ۔ انا الی نار واما جنۃ۔ (یعنی تم سے میری بابت سوال کیا جائیگا۔ اس دن کہ عیطے ڈہالی میں گے اور جس سے سوال ہوگا۔ وہ پریشان ہوگا۔ کہ دوزخ کی طرف جاتا ہوں یا جنت میں) آپ رونے لگے اور اپنے غلام سے کہا میرا یہ کرتا اس دن کے واسطے دیدو۔ میں اس کے شعروں کی وجہ سے نہیں دیتا ہوں۔ بخدا میرے پاس اس کپڑے کے وا اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھر سے رونے کی آواز سنی۔ آپ کوڑھ لئے ہوئے گھس گئے اور جو لوگ وہاں تھے۔ ان مارتے ہوئے اس رونے والی تک پہنچے اور اسکو اتنا مارا کہ اس کا دوپٹہ گر گیا۔ پھر آپ نے اپنے غلام سے کہا اس کو لی کو مار۔ تیرا بڑا ہو۔ خوب مار۔ کیونکہ یہ چیخ کر روتی ہے اور چیخ کر رونے والی کا کچھ پاس لحاظ نہیں (پھر آپ نے گھر والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا) یہ تمہارے غم کی وجہ سے نہیں روتی ہے۔ بلکہ اس واسطے آنسو بہاتی ہے کہ تم سے کچھ وصول کرے۔ مردوں کو قبروں میں اور زندوں کو گھرؤں میں تکلیف دیتی ہے۔ اور صبر سے روکتی ہے۔ حالانکہ خدا نے صبر کا حکم دیا ہے۔ ربے صبری کا حکم دیتی ہے۔ حالانکہ خدا نے اس سے منع کیا ہے۔

آپ کہتے تھے جو شخص کسی چیز میں تین مرتبہ تجارت کرے۔ اور اسکو اس میں کچھ نفع نہ ہو۔ تو اسکو چھوڑ دے اور دوسری بزرگی تجارت کرے۔ آپ کہتے تھے عیش میں مال ضائع کرنا میرے نزدیک عیاں سے زیادہ خوفناک ہے۔ کیونکہ فساد کیساتھ کچھ بھی نہیں باقی رہتا۔ اور اصلاح کے ساتھ کچھ نہیں کم ہوتا۔

آپ کہا کرتے تھے کہ گھوڑوں کو سدھاؤ۔ اور تیر اندازی کرو۔ اور دھوپ میں بیٹھو۔ سواروں کو اپنے پاس نہ رہنے دو۔ اور نہ اس دسترخوان پر بیٹھو۔ جس پر عورتیں ہوتی ہیں۔ اور صلیب بلند ہو۔ غمیوں کے عادات سے بچتے رہو۔ کسی آدمی پر ہنہ جام میں جانا درست نہیں اور نہ عورتوں کو بلا بیماری کے جس عورت نے اپنے دوپٹے کو غیر شوہر کے سامنے اتار ڈالا۔ اس نے اپنے اور خدا کے درمیان پردہ دری کی۔ آپ مرد کے واسطے عورت کا لباس پہننا مکروہ جانتے تھے۔ اور اس کو بھی ناپسند تھے۔ کہ مرد ہر وقت سرمہ لگائے پٹی چکناٹی رہے اور ڈاڑھی اور مونچھوں کا صفایا کر کے مثل عورتوں کے ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کو صدارت کا تانے سنا کہ کون شام کا کھانا کھاتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسکو کھانا دلو۔ لوگوں نے اسکو خیرات خانہ میں بجا کر کھانا دلوادیا۔ آپ نے پھر اسکی آواز سنی۔ پوچھا یہ کون ہے کیا میں نے تم سے کھانا لانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ لوگوں نے کہا ہم نے اسکو کھانا دلوادیا۔ آپ اسکو بلوایا۔ اس کے پاس تھوٹی بھر روٹیاں

تھیں۔ آپ نے کہا تو سائل نہیں بلکہ تاجر ہے اپنے گھر والوں کے واسطے خریدتا پھرتا ہے۔ اور جھولی لے کر صدقہ کے اونٹ کے آگے اُلٹ دی۔

آپ نے ایک جوان کو سر جھکائے دیکھا فرمایا اُنے شخص جو کچھ دل میں ہے۔ سر جھکانے سے نہیں بڑھتا۔ اور جو لوگوں کے واسطے جتنا خوف دل میں ہے اس سے زیادہ ظاہر کرتا ہے وہ اظہارِ نفاق ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جنکو ہم نے نہیں دیکھا۔ ان میں ہم کو زیادہ محبوب وہ شخص ہے۔ جس کا نام اچھا ہو۔ اور جنکو ہم دیکھ لیتے ہیں ان میں زیادہ محبوب وہ ہے جو زیادہ خلیق ہو۔ اور جنکی ہم آزمائش کرتے ہیں۔ اُن میں زیادہ محبوب وہ ہے جو زیادہ امانت دار اور بات کا سچا ہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ لوگوں کے نماز و روزہ کو نہ دیکھو بلکہ ان کی عقل و سچائی کو دیکھو۔

آپ نے فرمایا ہے کہ بندہ جب خدا کے لئے تواضع کرتا ہے۔ خدا اس کو بلند کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے۔ تو بلند ہو خدا نے تجھ کو بلندی دی وہ اپنے آپ کو چھوٹا خیال کرتا رہتا ہے۔ اور لوگوں میں بہت بڑا ہوتا ہے۔ اور جو بندہ سرکش و تکبر کرتا ہے۔ خدا اس کو پست کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے دور ہو خدا نے تجھ کو ذلیل کیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا۔ اور لوگوں میں سُر سے زیادہ حقیر ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ آدمی کو تین چیزوں کے لئے علم نہ پڑھنا چاہئے۔ اور تین چیزوں کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑنا چاہئے۔ بھگڑے۔ فخر۔ ریا کے لئے نہ پڑھے اور شرم بے قدری اور جہالت سے خوش ہو کر ترک نہ کرے۔ آپ نے فرمایا۔ صلہ رحم کرنے کے لئے علم انساب سیکھو۔

آپ فرماتے تھے میں دو شخصوں سے تم پر نہیں ڈرتا۔ ایک مومن جس کا ایمان ظاہر ہے۔ دوسرے کافر جس کا کفر کھلا ہوا ہے۔ لیکن میں تیسرے یعنی منافق سے ڈرتا ہوں۔ جو ایمان کے سایہ میں پناہ لیتا اور ایمان کے خلاف کرتا ہے آپ کہتے تھے۔ زنا کی کثرت سے زلزلہ آتا ہے۔ اور حاکموں کے ظلم سے قحط پڑتا ہے۔

آپ عورتوں کے بارے میں کہتے تھے کہ ان پر برہنگی سے غالب ہو گئے کیونکہ جب ان کے پاس کپڑے زیادہ ہوتے ہیں اور آراستہ ہوتی ہیں تو ان کو باہر نکلنا بہت اچھا معلوم ہوتا۔

آپ نے فرمایا۔ جنت۔ جادو ہے۔ اور طاغوت۔ شیطان اور بُزدلی و جوان مردی مردوں کی خصلتیں ہیں جو ان مرد اس شخص کی طرف سے لڑتا ہے۔ جس کو پہچانتا بھی نہیں اور بُزدل اپنی ماں سے بھاگتا ہے۔ اور آدمی کی بزرگی اس کا دین ہے۔ اور آدمی کا حرب اس کا اخلاق ہے۔ اگرچہ وہ فارسی یا بنگالی ہو۔

آپ کہتے تھے۔ عربی زبان میں سمجھ پیدا کر داس سے عقل بڑھتی ہے۔ اور مروت زیادہ ہوتی ہے۔ آپ نے کہا جب تم نادانوں کو آبروریزی کرتے دیکھتے ہو۔ ان کو منع کیوں نہیں کرتے۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ان کی نیا درازی سے ڈرتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ پھر ایسی جگہ حاضر نہ ہوا کرو۔

آپ نے ایک بڑے پیٹ والے کو دیکھا پوچھا یہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ خدا کی برکت۔ آپ نے کہا بلکہ خدا کا عذاب ہے۔

آپ نے فرمایا جب تم سے کوئی بھائی دوستی کرے۔ تو تم سے جہان تک ہو سکے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ آپ نے کھیت کاٹنے والوں سے کہا جو کچھ تمہارے ہاتھوں سے رہ جائے۔ وہ فقراء کا رزق ہے۔ دوبارہ اس

آپ کہتے تھے کسی پر کوئی نعمت نہیں ظاہر ہوئی مگر اس پر حسد کرنے والا کوئی نہ کوئی ضرور موجود رہا ہے۔ اور آدمی تیرے زیادہ سیدھا ہو۔ تب بھی طعن کرنے والے طعن ضرور کریں گے۔ اور تم تعریف سے بچتے رہو کیونکہ تعریف ہلاک لی ہے۔ آپ نے قبیلہ بن ذویب سے کہا تم خوش بیان کم سن ہو اور اگر آدمی میں تو خوبیاں اور ایک برائی ہوتی ہے۔ وہ ایک برائی تو خوبیوں پر غالب آجاتی ہے سو تم سب برائیوں سے بچتے رہو۔

آپ نے فرمایا آدمی کی بڑی سرکشی یہ ہے۔ کہ اپنے ہم نشین کو تکلیف دے۔ یا ان باتوں کے پیچھے پڑے۔ میں اُس کا کوئی فائدہ نہیں یا لوگوں پر ان باتوں کا عیب لگائے۔ جن کے مثل خود کرتا ہے یا دوسروں کی وہ فی اس کو نظر آدے جو خود اس میں پوشیدہ ہے۔

آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے بدگمانی کی وجہ سے بچو۔

آپ نے فرمایا کھانا کھانے میں اپنے ساتھیوں سے پہلے ہاتھ اٹھا لیتا بڑی بات ہے۔

آپ نے خطبہ میں بیان کیا کہ آدمی کی شہرت سن کر نہ خوش ہو جایا کرو۔ بلکہ کامل آدمی وہ ہے جو امانت کو ادا کرے۔ لوگوں کی آبروریزی نہ کرے۔

آپ نے فرمایا۔ بروں کی صحبت ترک کرنے میں راحت ہے۔

ایک شخص نے آپ کے سامنے ایک کی تعریف کی آپ نے دریافت کیا۔ کیا تم نے اُس کے ساتھ معاملہ باہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے پوچھا کیا اس کے ساتھ سفر کیا ہے اُس نے کہا نہیں۔

آپ نے فرمایا پھر تم ایسی بات کہتے ہو جس کو تم خود نہیں جانتے۔ ۱۲ منہ

آپ کہتے تھے میں رزق حلال کی طلب میں مرنے کو جہاد میں مرنے سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔

نرت عمر رضی اللہ عنہ ایک جماعت میں کوڑہ لئے بیٹھے تھے کہ جبار و دعامری آیا۔ لوگوں نے کہا یہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے۔ پانے اور جو آپ کے گرد بیٹھے تھے انہوں نے سن لیا اور جبار و دے بھی اس کو سنا۔ جب جبار و آپ کے قریب آیا۔ پانے ایک کوڑہ مارا۔ اس نے کہا یہ کیا آپ نے کہا تو نے اس کلمہ کو سنا۔ اس نے کہا ہاں سنا۔ پھر کیا۔ آپ نے فرمایا ۱۷ اندیشہ ہوا کہ توجب اپنی قوم سے ملے۔ تو تیرے دل میں اس کلمہ کا کچھ خیال ہو۔ اس لئے میں نے چاہا کہ تیرا سر نیچا کر دو آپ نے کہا ہے کہ جو اپنے مقصد کو پہنچتا چاہے۔ وہ اپنے باپ کے بعد باپ کے دوستوں سے ملے۔

آپ نے فرمایا۔ میں خود رائے سے بات کہنے کو بہت ڈرتا ہوں پس جو اپنے کو عالم کہے وہ جاہل ہے۔ اور جو جنتی کہے اور زخمی ہے۔

آپ حج کو جا رہے تھے کہ کسی کو گاتے سنا۔ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین آپ گانے سے کیوں نہیں منع کرتے۔

الانکہ گانا حرام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو گانے دو۔ گانا مسافر کا تو شہ ہے۔

نرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے سات برس کی عمر میں لڑکے کے دودھ کے دانت گرتے ہیں۔ اور چودہ برس کی عمر میں نچے ہوتا ہے۔ اور اکیس برس تک بڑھتا ہے اور اٹھائیس برس میں عقل پوری ہوتی ہے اور چالیس برس میں پورا مرد ہوتا ہے

آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا (اس وقت وہ بصرہ میں تھے) مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم سب لوگوں کو ایک ساتھ آنے کی اجازت دیتے ہو۔ جب میرا یہ خط پہنچے۔ اس وقت سے شرفاء۔ قرآن اور متقی لوگوں کو پہلے آنے کی اجازت دیا کرو۔ جب یہ لوگ اپنے

اپنے مرتبہ سے جیٹھ جائیں۔ پھر عام لوگوں کو آنے کی اجازت دو۔ اور آج کے کام کو کل پر نہ اٹھا رکھنا۔ ورنہ بہت کام جمع ہو جائیں گے۔ اور تم نہ کر سکو گے۔ اور خواہش کی پیروی سے بچتے رہو۔ کیونکہ لوگوں کو پیروی پر مجبور کرنے والی خواہشیں اور فریفتہ کرنے والی دنیا اور بُرائی پر ابھارنے والے کینے ہوتے ہیں۔ اور اپنا حساب سختی سے پہلے آسانی میں کر لو۔ کیونکہ جو سختی سے پہلے آسانی میں اپنا حساب کر لیتا ہے۔ اس کا انجام قابل رشک ہوتا ہے اور جس کو زندگی بھول کر ہر ڈال دے اور خواہشیں اپنی طرف مشغول کر لیں۔ اس کا انجام حسرت و ندامت ہے۔ لوگوں میں خدا کے حکم کو دہی قائم کر سکتے ہیں جو قوی تجربہ کار غصہ نہ کرنے والا ہو۔ لوگ اُس کے عیب پر نہ مطلع ہوں۔ اور وہ حق کے بارے ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے۔ چار خصلتوں کو اختیار کرو تمہارا دین محفوظ رہیگا۔ اور آخرت میں بڑا ثواب پاؤ گے۔ جب فیقر حاضر ہوں۔ عادل گواہوں قطعی قسموں سے کام لو۔ پھر کمزور کو پاس بلاؤ۔ تاکہ اس کی زبان کھلے۔ اور دل قوی ہو۔ بیرونی مفاہیروں کی خبر لیتے رہو۔ ورنہ جب ان کو زیادہ رُکنا پڑیگا اپنی حاجت چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اور جب تک ٹھیک فیصلہ نہ معلوم ہو جائے۔ صلح کرانے کی کوشش کرو۔ والسلام۔

ایک انصاری حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ بکری کی ران ہدیہ میں بھیجا کرتا تھا۔ ایک دن اُس کا مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا۔ اس نے اثنائے گفتگو میں کہنا شروع کیا کہ میرے اور اس کے درمیان ایسا فیصلہ کرو جیسے بکری کی ران خدا کی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں وہ بار بار اس کو کہتا رہا یہاں تک کہ مجھ کو اپنے اوپر اندیشہ ہو گیا آخر میں نے اس کے خلاف فیصلہ کیا اور اس کے بعد پھر کسی کا ہدیہ نہ لیا اور اپنے عاٹوں کو لکھ دیا۔ کہ ہدیوں سے بچتے رہو کیونکہ یہ بھی رشوت کی ایک قسم ہے۔

آپ کہتے تھے زاہد لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کو لکھ لو کیونکہ خدا نے فرشتوں کو ان پر مقرر کیا ہے جو ان کے منہ پر ہاتھ رکھے رہتے ہیں وہ اسی بات کو زبان سے نکالتے ہیں جو خدا اُن کے دل میں ڈالتا ہے۔

ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ قرآن کو بالکل خالی رکھو۔ اس کی تفسیر نہ کرو۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کم روایت کرو۔ میں تمہارا اس بارے میں شریک ہوں۔ میں کہتا ہوں اس کلام کے یہ معنی ہیں۔ کہ مصحف میں قرآن کے سوا اور کوئی چیز مثل تفسیر یا شرح لغت وغیرہ نہ لکھو۔ اور وہی حدیثیں بیان کرو جن کی صحت پر تم کو پورا اعتبار ہو۔ اور ایسی حدیثیں کم ہوتی ہیں۔ لہذا راوی کو قلت روایت کا نہ خیال کرنا چاہئے۔ اور ان روایات کے بیان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جن کی صحت پر پورا اعتبار نہیں ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب عمر کو کسی بات سے منع کرنا ہوتا تو پہلے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے کہتے کہ میں لوگوں کو اس بات سے منع کرنے والا ہوں۔ اور لوگوں کی نگاہیں تمہاری طرف ایسی لگی ہیں جیسے پرند کی گوشت پر۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم میں سے کوئی اس کا مرتکب ہوگا۔ اس کو دو فی سزا دینگا۔

ابو جعفر نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منافقوں پر بہت سخت تھے۔ اور خدا کے معاملہ میں قوی تھے یہاں تک کہ اس کو انجام کو پہنچاتے۔ اور اگر کوئی بات ان پر لازم ہوتی۔ اُس کو ادا کرنے میں بہت نرم تھے۔ کمزوروں پر بہت مہربان تھے یزید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ چند لوگوں نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا۔ عمرؓ سے ہمارے معاملہ میں گفتگو کرو۔ کیونکہ بخدا ان کا رعب ہم پر ایسا ہے۔ کہ ان کی طرف نگاہ نہیں اٹھتی۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا میری بھی حالت

ہے۔ آپ نے کہا کیا وہ لوگ ایسا کہتے ہیں۔ حالانکہ میں نے ان کے ساتھ ایسی نرمی کی کہ ان کے معاملہ میں نرمی کی وجہ سے خدا سے ڈرنے لگا اور اتنی سختی کی کہ اس سختی کی وجہ سے خدا سے ڈر گیا۔ اور جتنا وہ مجھ سے ڈرتے ہیں خدا کی قسم میں اسے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں۔ راشد بن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا۔ آپ اس کو تقسیم کر رہے تھے۔ اور لوگ بکثرت آپ کے پاس جمع تھے کہ سعد بن ابی وقاص لوگوں کو چیرتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو کوڑہ مارا۔ اور کہا تم سیدھے چلے آئے گویا خلیفہ خدا سے ڈرتے ہی نہیں ہیں بھی چاہتا ہوں کہ تم کو بتا دوں کہ خلیفہ خدا تم سے نہیں ڈرتا۔ عبد اللہ کی بیٹی شفا نے چند عابدوں کو آہستہ آہستہ جاتے اور دھیرے دھیرے بولتے دیکھا پوچھا یہ کون لوگ ہیں کسی نے کہا یہ عابد لوگ ہیں انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب سے زیادہ کسی کو سچا مابد نہیں دیکھا لیکن وہ جب بولتے تھے زور سے بولتے تھے۔ اور جب چلتے تھے۔ جلد چلتے تھے۔ اور جب مارتے تھے نرمی سے مارتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو اسباب اٹھوا دیا۔ اس نے دعا دی۔ کہ اے امیر المومنین تمہارے لڑکے نہاری مدد کریں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا نے مجھ کو ان کی مدد سے مستغنی کر دیا ہے۔

آپ کا کلام ہے کہ کام کرنے کی مستعدی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑ دو۔ اور امانت یہ ہے کہ تمہارا باطن ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ اور تقویٰ بچنے سے ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے۔ خدا اس کو بچا لیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اودھار دینا بخل خیال کرتے تھے۔ بلکہ بلا معاوضہ ایک دوسرے کی مدد کر دیا کرتے تھے۔

کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور شکایت کرنے لگے کہ متعلقین زیادہ ہیں اور خرچ کم ہے۔ آپ عطیہ زیادہ کر دیجئے آپ نے فرمایا۔ تم نے ہی تو خرچ بڑھا لیا۔ کئی کئی عورتیں رکھتے ہو۔ اور غنیمت میں جو کچھ لونڈی غلام ملتے ہیں ان کو خدام مارتے ہو۔ آگاہ ہو میں چاہتا ہوں کہ میں اور تم دو کشتیوں میں سمندر پر سوار ہوں جو ہم کو مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق لے جاتی ہوں۔ (یعنی ہم اور تم غائب ہو جائیں) اور لوگ اپنے میں سے ایک کو خلیفہ بنائیں۔ اگر وہ درست رہے اس کی اتباع کریں اور اگر وہ ظلم کرے اس کو مار ڈالیں۔ طلحہ نے کہا۔ اگر آپ بجائے قتل کے عزل کہتے تو کیا نقصان تھا جی اگر وہ ظلم کر دیتا۔ اس کو معزول کر دیتے آپ نے فرمایا قتل بعد میں آنے والے کو زیادہ ڈرانے والا ہے۔ پھر آپ نے بایا۔ قریش کے جوان سے ہوشیار رہو۔ کیونکہ ان میں بزرگ وہی ہے جو اپنی مراد پوری کئے نہ سوئے اور غصہ کے وقت نثار ہے۔ اور بلند مراتب کو بیٹھے بیٹھے حاصل کرے۔

احسن روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر آپ کے پاس آئے۔ آپ لوگوں کو حصہ دے رہے تھے آپ چونک پڑے۔ عبد اللہ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا عمیر کا بیٹا عبد اللہ ہوں ان کے والد جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اسے میرا ان کو چھ سو اشرفی دے دو۔ اس نے دیں عبد اللہ نے نہ لیا۔ فافانے لوٹ کر آپ کو خبر دی۔ آپ نے کہا چھ سو اشرفیاں اور ایک جوڑہ دو۔ اس نے دیا۔ عبد اللہ نے عمر کا دیا ہوا جوڑہ پہن لیا۔ اور اپنا جوڑہ جو پہنے تھا اتار کر پھینک دیا۔ آپ نے فرمایا یہ اپنے کپڑے اٹھاؤ۔ ان کو گھر میں کام کرتے وقت پہنا کرو۔ اور ان کپڑوں کو زینت کے واسطے رکھو۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ عمر کا گذر بازار میں ہوا۔ آپ کے پاس کوڑہ

تھا۔ آپ نے مجھ کو ایک کوڑھ مارا جو میرے دامن پر لگا۔ اور کہا راستہ سے ایک طرف ہو جاؤ۔ جب دوسرا سال آیا آپ مجھ سے ملے۔ اور کہا اے سلمہ کیا حج کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اپنے گھر لے گئے اور مجھ کو چھ سو درہم دیئے۔ اور کہا اس کو حج میں خرچ کرنا اور یہ اس کوڑھ کے بدلے میں ہیں جو ہم نے تم کو مارا تھا۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین مجھ کو نہیں یاد ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو نہیں بھولا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطبہ میں بیان کیا کہ اے لوگو ہم پر تمہاری عدم موجودگی میں ہمدردی واجب ہے۔ اور موجودگی میں بھلائی پر مدد کرنا ضروری ہے۔ امام کی مہربانی اور حلم سے زیادہ خدا کو کسی کا حلم پسند نہیں اور نہ امام کی حماقت اور جہالت سے زیادہ کوئی چیز نقصان پہنچانے والی اور خدا کو ناپسند ہے۔ اے لوگو جو زمین میں فساد کو اختیار کرتا ہے اس کے لئے آسمان سے بھی عافیت نازل ہوتی ہے۔

مغیرہ بن سوہدروایت کرتے ہیں کہ ہم عمرؓ کے ساتھ حج کرنے چلے۔ آپ نے فجر کی نماز میں الحمد للہ کیف اور لا یلا ف قریش پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ دیکھا وہاں ایک مسجد ہے لوگ اس کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تو لوگوں نے بیان کیا یہاں ایک مسجد ہے۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ لوگ اسی کی طرف دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے ان کو پکار کر کہا۔ ایسی ہی باتوں سے پہلے اہل کتاب ہلاک ہو چکے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت گاہ بنا لیا۔ جس شخص کو مسجد میں نماز تیار مل جائے پڑھ لے ورنہ چلا جائے۔

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا جب ہم نے مدائن فتح کیا اس میں وہاں ایک کتاب ملی جس میں فارسیوں کا علم اور عمدہ کلام تھا۔ آپ نے کوڑھ منگو کر اس کو مارنا شروع کیا۔ پھر پڑھا۔ نحن نقص علیک احسن القصص۔ (یعنی ہم تم سے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں) اور فرمایا کیا خدا کی کتاب سے بھی بڑھکر کوئی قصہ ہے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ کہ وہ اپنے علماء و مشائخ کی کتابوں پر تھک پڑے اور توریت و انجیل کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مٹ گئیں۔ اور ان کا علم جاتا رہا۔ ۱۲

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بیان کیا کہ ہم صبیح تیمی سے ملے۔ وہ ہم سے حروف قرآن کی تفسیر پوچھنے لگا آپ نے فرمایا۔ اے خدا اس کو میرے قابو میں کر دے۔ ایک دن آپ لوگوں کو بیٹھے کھانا کھلا رہے تھے کہ وہ آگیا۔ اور کھانا کھانے لگا۔ اور وہ اچھے کپڑے پہنے اور عمامہ باندھے تھا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا۔ کہا یا امیر المؤمنین۔ والذاریات ذروا الخملت و قرأ۔ کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے کہا تو وہی ہے۔ اور آتین چڑھا کر مارنے لگے۔ اور اتنا مارا کہ اس کا عمامہ گر گیا۔ اس کے سر میں بال تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو سر منڈائے ہو تو میں تیرے سر پر بھی مارتا۔ پھر اس کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ اور ہر دن اس کو نکال کر سو کوڑے مارتے۔ جب زیادہ زخمی ہو جاتا۔ اچھے ہوتے۔ تک رہنے دیتے۔ پھر نکال کر سو کوڑے مارتے۔ پھر اس کو سوار کر کے بصرہ بھیج دیا۔ اور ابو موسیٰ کو لکھا کہ لوگوں کو اس کے پاس نہ بیٹھنے دینا۔ اور نہ اس کو لوگوں میں بیان کرنے کی اجازت دینا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ صبیح نے علم طلب کیا لیکن چونکہ گیا۔ اسی وجہ سے وہ اپنی قوم اور تمام لوگوں میں ذلیل ہوا۔ یہاں تک کہ مر گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منبر پر فرمایا۔ کہ اصحاب! اے شہنشاہ کے دشمن ہیں۔ یہ احادیث کے یاد کرنے سے عاجز

ہوئے تو اپنی رائے سے فتوے دینے لگے۔ اور خود بھی گمراہ ہوئے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ہمارے واسطے یہی ہے کہ پیروی کریں۔ اور اپنی طرف سے باتیں نہ ایجاد کریں اور اتباع سنت کریں اور بدعت کو چھوڑ دیں کیونکہ حدیث پر عمل کرنے والے کبھی گمراہ نہیں ہوئے۔ لیث بن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک بے ڈاڑھی موچھ نوجوان کی لاش پیش کی گئی تو راستہ میں پڑی ملی تھی۔ آپ نے اس کا حال دریافت کیا اور بہت کوشش کی لیکن اسکا پتہ نہ چلا آپ بہت پریشان تھے اور خدا سے دعا کرتے تھے کہ اس کا قاتل معلوم ہو جائے۔ اسکو سال بھی نہ گذرا تھا کہ اسی مقام پر ایک لڑکا پڑا ملا۔ وہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے کہا اب انشاء اللہ قاتل کا حال معلوم ہو جائیگا۔ اور وہ لڑکا آپ نے ایک عورت کو پرورش کے واسطے دے دیا اور اس عورت سے کہا اسکی پرورش کر اور جو کچھ خرچ ہو مجھ سے لے۔ اور اس کا خیال رکھنا جو اس لڑکے کو تجھ سے لے کر پیار کرے اور گلے لگائے۔ تو اسکا حال تجھ سے کہنا۔ جب لڑکا جوان ہوا۔ ایک لونڈی آئی اور کہا میری سیدہ نے مجھ کو اس لڑکے کے لینے کے واسطے بھیجا ہے۔ وہ دیکھ کر واپس کر دی گئی۔ اس عورت نے کہا ہاں لے جاؤ مگر میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ وہ لونڈی اس لڑکے کو ایک جوان عورت کے پاس لی گئی اس نے اس کو پیار کیا اور دعائیں دیں اور گلے سے لگایا۔ وہ ایک انصاری لڑکی تھی۔ اس عورت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر کی۔ آپ نے تلوار لے لی اور اس لڑکی کے مکان پر آئے۔ اس کا باپ دروازہ پر بیٹھا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تمہاری بیٹی کا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا وہ خدا اور والدین کے حق کو خوب پہچانتی ہے۔ اور روزہ و نماز اور اپنے دین میں پکی ہے۔ آپ نے کہا میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں تاکہ خیر میں اس کی رغبت کو زیادہ کروں۔ بڑھا اندر گیا۔ ہر نکل کر آیا اور کہا یا امیر المومنین آجایے۔ آپ اندر گئے اور کہا اُس لڑکی کے سوا جتنے لوگ گھر میں ہیں سب باہر چلے جائیں۔ پھر آپ نے لڑکی سے اس لڑکے کا حال دریافت کیا وہ اُدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگی۔ آپ نے کہا قسم ہے بیچ بہ۔ (ورنہ قتل کر ڈالوں گا) اور تلوار کھینچ لی۔ اس نے کہا یا امیر المومنین ٹھہریئے میں آپ سے بیچ کہتی ہوں کہ ایک بڑھیا میرے پاس آیا کرتی تھی۔ میں نے اس کو ماں بنایا تھا۔ اور وہ بھی ویسا ہی برتاؤ کرتی تھی جیسا کہ مائیں لڑکیوں سے کرتی ہیں۔ اب مدت تک وہ اُسی حال پر رہی اس کے بعد اس نے ایک دن کہا کہ میں ایک جگہ جانے والی ہوں اور میرے ایک بھائی کے پاس ہے مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد وہ ہلاک نہ ہو جائے۔ اسلئے میں چاہتی ہوں کہ سفر سے لوٹنے تک اسکو تمہارے پاس موڑ جاؤں۔ پھر وہ اپنے بے ڈاڑھی موچھ والے لڑکے کو عورتوں کا لباس پہنا اور اُدھا کر میرے پاس لے آئی۔ مجھے اس کے کی ہونے میں کچھ شک و شبہ نہ ہوا۔ اور وہ میرے ساتھ عورتوں کی طرح بے تکلف رہتا رہا۔ ایک دن وہ مجھے موتے میں قتل پا کر میرے اوپر چڑھ بیٹھا۔ میں نے اپنا ہاتھ چھری کی طرف بڑھا کر جو میرے پاس رکھی تھی اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر اسکو بڑک پر پھینکوا یا۔ جہاں آپ نے دیکھا۔ اور میرے پیٹ میں حمل رہ گیا۔ جب میں نے اسکو جنا تو اسکو بھی اس کے باپ کی جگہ پر پھینکوا دیا۔ اور میرے بیان پر گواہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے بیچ کہا۔ خدا تجھ کو برکت دے۔ پھر اس کو وعظ و پند کر کے چلے آئے۔ ۱۲۔

حضرت اسماعیل بن خالد روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے عثمانؓ سے کہا تم حضرت عمرؓ کی طرح کیوں نہیں کرتے آپ نے جواب دیا۔ میرے امکان سے یا ہر ہے۔ کہ میں نعمان حکیم کے مثل ہو جاؤں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عمرؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مشکلات کے حل کرنے میں یکتا تھے۔ ہر

ایک کام کے واسطے اسی کے لائق اشخاص کو تیار کر رکھا تھا۔

عبداللہ بن سلام اس وقت پہنچے۔ جب لوگ حضرت عمرؓ کی ناز پڑھ چکے تھے۔ انہوں نے کہا اگر تم ناز پڑھنے میں مجھ پر سبقت لے گئے ہو۔ تو ان کی تعریف کرنے میں سبقت نہ لے جاؤ گے۔ پھر کہا اے عمرؓ تم اسلام کے بہت اچھے ساتھی تھے تم حق دینے میں سخی تھے۔ ناجائز زمینیں نہیں تھے۔ رضا کے موقع پر راضی ہوتے۔ ناخوشی کے موقع پر ناخوش ہوتے۔ نہ بہت تعریف کرتے اور نہ زیادہ بُرائی کرنے پاک طرف پاک نگاہ تھے۔

ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض خطبے جمع کئے ہیں ان میں سے ایک خطبہ یہ ہے جس کو آپ نے خلیفہ ہونے کے وقت بیان کیا۔ کہ اے لوگو میں تمہارا والی مقرر کیا گیا ہوں اگر مجھے یہ اُمید نہ ہوتی کہ میں تم لوگوں سے اچھا اور تمہارے معاملات میں زیادہ قوی اور تمہاری مہمات کا زیادہ انجام دینے والا ہوں گا تو میں اس کو ہرگز قبول نہ کرتا اور تم سے حقوق لینے اور ان کو صرف کرنے میں حساب کی مشقت اور تمہارے انتظام کے بارے میں غم جاتا۔ لیکن خدا میرا مددگار ہے۔ اگر خدا اپنی رحمت اور مدد سے نہ اعانت کرے۔ تو عمرؓ میں کوئی قوت اور تدبیر نہیں ہے۔ اے لوگو خدا نے مجھ کو تمہارے امور کا مالک کیا ہے۔ اور تم اپنے نفع کو اچھی طرح جانتے ہو میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ان منافع کے حاصل کرانے میں میری مدد کرے۔ اور میری اپنے فضل سے حفاظت کرے۔ جیسا کہ دوسروں کو ماتحتی میں حفاظت کرتا رہا۔ اور جیسا کہ اس نے تقسیم میں عدل کا حکم دیا ہے۔ ویسا ہی تقسیم کرتے وقت عمل کی بھی توفیق دے کیونکہ میں بھی ایک مسلمان اور ضعیف بندہ ہوں۔ مگر یہ کہ خدا میری اعانت کرے۔ خدا نے چاہا تو حکومت یہ کسی عادت کو نہ بدل سکیگی اور بُرائی تو صرف خدا کے واسطے ہے۔ بندوں کا اس میں کچھ حصہ نہیں۔ تم میں سے یہ کوئی نہ کہے۔ کہ عمرؓ خلیفہ ہوتے ہی بدل گئے۔ اور میں حق کو خود سمجھتا ہوں۔ اور اس پر ہمیشہ قدمی کرتا ہوں۔ اور اپنی حالت تم سے بیان کئے دیتا ہوں کہ جس شخص کو کوئی حاجت یا اس پر کسی طرح کا ظلم یا اس کو مجھ سے کوئی شکایت ہو تو وہ مجھ کو آگے دے۔ کیونکہ میں تم جیسا ایک آدمی ہوں اور تم ظاہر و باطن اور عزت و آبرو کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو اور اپنے اوپر حق کو لازم کر لو۔ اور ایسا نہ کرو کہ مقدمات کو مجھ تک نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ میری کسی سے صلح نہیں ہے۔ مجھ کو تمہاری اصلاح منظور ہے اور تمہارا بگڑنا شاق ہے۔ تم میں سے اکثر لوگ ایسے شہروں میں رہتے ہیں جہاں نہ کھیتی ہے۔ اور نہ مویشی مگر جو کچھ خدا اپنے فضل سے وہاں تک پہنچا وے۔ خدا نے تمہارے واسطے بڑی بزرگی کا وعدہ کیا ہے۔ اور مجھ سے میری امانت اور حالت سے سوال کر لگا۔ اور وہ میرے دل کی حالت جانتا ہے۔ اور میں انشاء اللہ اس کام کو کسی کے ہاتھ نہ کرونگا۔ اور جو مقامات یہاں سے دور ہیں جن کا انتظام میں خود نہیں کر سکتا وہاں تم میں سے امین اور خیر خواہ لوگوں کو مقرر کرونگا۔ اور خدا نے چاہا۔ اپنی امانت کو ان لوگوں کے سوا اور کسی کے سپرد نہ کرونگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے خطبہ میں بیان کیا کہ اے لوگو طمع فقر ہے۔ اور نا اُمیدی غنا ہے۔ اور تم لوگ اس مال کو جمع کرتے ہو جس کو نہیں کھاتے اور ان باتوں کی آرزو کرتے ہو جنکو نہیں پاتے۔ حالانکہ تم کو دنیا میں ایک وقت معین کی مہلت دی گئی ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمہارا حال وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتا رہتا تھا۔ جو شخص کسی بات کو دل میں چھپاتا تھا۔ اس کے دل کی بات پر مواخذہ کیا جاتا تھا۔ اور جو کسی بات کو ظاہر کرتا تھا اس کے ظاہر پر مواخذہ ہوتا تھا۔ اب تم اچھے اخلاق کو ظاہر کرو۔ خدا تمہارے بھیدوں کا جاننے والا ہے

یونکہ جو بُرائی ظاہر کریگا۔ اور کبھی گامیر اول صاف تھا۔ تو ہم اس کی تصدیق نہ کریں گے۔ اور جو اچھا ٹی ظاہر کریگا۔ ہم اُس کے ساتھ اچھا گمان کریں گے اور جان لو کہ بغضِ بخل نفاق کی شاخ ہے۔ پس مال کو اپنے فائدہ کے لئے خرچ کرو۔ اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے بچا یا گیا۔ وہی کامیاب ہے۔ اے لوگو تم اپنے ٹھہرنے کی جگہ کو پاکیزہ بناؤ۔ اور اپنے کاموں کی صلاح کرو۔ اور اپنے خدا سے ڈرو۔ اور اپنی عورتوں کو باریک کپڑے نہ پہناؤ۔ کیونکہ اگرچہ وہ تنگی نہیں ہوتیں۔ مگر اس سے بدن ظاہر ہوتا ہے۔ اے لوگو میں چاہتا ہوں کہ اس خلافت میں برابر برابر اتر جاؤں نہ فائدہ ہو نہ نقصان اور خواہ میں تم لوگوں میں تھوڑے دن زندہ رہوں یا بہت۔ لیکن انصاف سے تم لوگوں میں عمل کروں اور کوئی مسلمان اسی نہ باقی رہے جس کا حق اس کو نہ مل جائے۔ اگرچہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور اُس کے لئے کوشش نہ کرے۔ اور اپنا رن نہ تھکامے۔ پس تم لوگ اپنے اس مال کو جو خدا نے تم کو دیا ہے۔ درستی سے رکھو کیونکہ جو تھوڑا آسانی کے ساتھ حاصل ہو اُس بہت سے اچھا ہے جس کے واسطے بہت سختی برداشت کرنی پڑے اور جان لو کہ قتل بھی ایک قسم کی موت ہے جو بیک و بد دونوں کو پہنچتی ہے۔ اور شہید وہ ہے۔ جو اپنا ثواب خدا سے چاہے۔ اور جب تم اونٹ خریدنا چاہو۔ دلچے بہاری اونٹ کا قصد کرو۔ اور اسکو لالھی سے مارو۔ اگر وہ چالاک ہو تو خریدو۔ آپ نے ایک بار خطبہ میں فرمایا مدانے تم کو جو کچھ بے مانگے اور بے خواہش کے دنیا و آخرت کی بزرگی دے رکھی ہے۔ اسکا شکریہ ادا کرو۔ اسکی تجتیں ہمارے اوپر پوری ہو چکیں۔ اور تم کو اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا اور وہ قادر تھا۔ چاہتا سب سے ذلیل کو تم پر مسلط رویتا۔ لیکن اُس نے تمام مخلوق پر تم کو مسلط کیا۔ اور اس نے تمہارے اوپر اپنے سوا اور کسی کی حکومت نہ رکھی۔ اُس نے کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا۔ اس کو تمہارا مطیع اور تمہارے اوپر ظاہری و باطنی نعمتوں کو پورا کر دیا۔ تم کو خشکی و تری کا لک گیا اور عمدہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ تم شکر کرو۔ پھر تمہارے کان اور آنکھ بنائے۔ تم پر کچھ ایسی نعمتیں ہیں جو تمام انسانوں کو شامل ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو تمہارے دین سے مخصوص ہیں۔ پھر ان خاص نعمتوں کو تمہارے ہی زمانہ اور جگہ میں خاص کیا ان میں سے ایک ایک نعمت جو فردا فردا تم کو پہنچتی ہے وہ ایسی ہے کہ اگر تم اسکو تمام لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اُس کے شکر سے عاجز آجائیں۔ اور اس کا حق نہ ادا کر سکیں۔ مگر خدا کی مدد اور ایمان کے بعد۔ پس تم زمین میں خدا کے بانشین ہو۔ اہل زمین پر غالب ہو۔ خدا نے تمہارے دین کی مدد کی۔ اب سوا دوسم کے لوگوں کے اور کوئی تمہارے دین کا نالاف نہیں رہ گیا۔ ایک جو اسلام کے زیر سایہ ہیں۔ تمہارے واسطے تجارت کرتے ہیں۔ ذلت سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ شفقت و محنت ان پر ہے۔ اور فائدہ تم کو۔ دوسرے وہ لوگ جو دن رات تھلوں کے منتظر رہتے ہیں۔ خدا نے ان کے دل میں رعب بھر دیا ہے۔ نہ کوئی ان کی پناہ ہے۔ اور نہ بھاگنے کی جگہ۔ یکایک ان پر اسلامی لشکر ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور ان کے لکوں میں گھس جاتا ہے۔ اور سامانِ معیشت اور مال کثیر حاصل کرتا ہے۔ مسلمانوں کو پے در پے مدد پہنچتی جاتی ہے۔ اور مریدیں درست ہوتی جاتی ہیں۔ یہ سب خدا ہی سے ہے۔ سب لوگ آرام و عافیت کے ساتھ رہتے ہیں۔ ابتدا اسلام سے دینی گروہ اس عافیت کے ساتھ نہیں رہا۔ ولله الحمد علی ذالک۔ اور باوجود اس کے روزانہ نئے نئے فتوحات حاصل ہوتے آتے ہیں۔ ان بے شمار اور نامتناہی نعمتوں کا شکریہ نہ کوئی شاکر ادا کر سکتا ہے۔ اور نہ کوئی ذکر بیان کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی شش کرنے والے کی کوشش کارگر ہو سکتی ہے اور نہ کسی میں اُنکے حق ادا کرنے کی طاقت ہے مگر خدا کی مدد اور رحمت سے۔

پس اب ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اُسے جہاں اتنی نعمتیں دیں ہیں۔ ہم کو اپنی اطاعت و رضا جوئی کی بھی توفیق عنایت

کرے۔ اور اے لوگو ایک ایک اور دو۔ دو مل کر خدا کی نعمتوں کا ذکر کیا کرو۔ اور دعا کرو۔ کہ نعمتوں کو تم پر پورا کرے کیونکہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ (اخر ج قومک من الظلمات الی النور و ذکر ہم بایام اللہ)۔ یعنی اپنی قوم کو ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف نکالو۔ اور ان کو انعامات الہی کی یاد دلاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ واذکرا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض۔ (یعنی یاد کرو جبکہ تم تھوڑے اور کمزور تھے دنیا میں) اکاش تم جب کمزور دنیا سے بے بہرہ تھے حق پر ہوتے اُس کو مانتے اور اسی سے اطمینان حاصل کرتے۔ خدا اور دین خدا سے واقف اور مرنے کے بعد بہتری کے امیدوار ہوتے۔ لیکن تم سب سے زیادہ تنگ حال اور خدا سے جاہل تھے۔ پس اگر تمہارے اسلام کے ساتھ دنیاوی کوئی حظ نہ ہوتا۔ صرف آخرت ہی کی مضبوطی ہوتی۔ جہاں تم کو لوٹنا اور جانا ہے اور تم اپنی دنیاوی جہد و مشقت میں بدستور سابق رہتے اور اگر خدا کے معاملہ میں کچھ کمی کرتے تو تم سخت آزمائش میں ڈالے جاتے۔ مگر خدا نے تمہارے واسطے دنیا و آخرت کی بہبودی کو جمع کر دیا تم میں سے جس کے واسطے چاہیگا جمع کر دیگا۔ پس میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے اور تمہارے دلوں کے درمیان حائل ہو جائے مگر جب تم خدا کے حق کو پہچانو اور اس پر عمل کرو اور اپنے آپ کو خدا کی اطاعت پر مستعد کرو۔ اور نعمت کی خوشی کے ساتھ اس کے جاتے رہنے کا خوف کرو۔ کیونکہ کفران نعمت سے زیادہ کوئی چیز نعمت کی بیجا نیرالی نہیں اور شکر سے زیادہ کوئی اسکی باقی رکھنے والی اور بڑھانے والی نہیں ہے۔ اور یہ شکر تم پر ہر ایک امر و نہی میں واجب ہے۔

ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نے جنگ فارس کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ربیعہ باہلی یا نعمان بن مقرن کو لکھا کہ تمہارے لشکر میں دو شخص یعنی عمرو بن معدیکرب اور طلحہ بن خویلد ہیں ان کو لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ اور ان کو جنگ کے معاملہ میں اجازت دے دو۔ اور لڑائی میں ان سے مشورہ لو۔ اور لشکروں کے مقدمہ پر ان کو بھیجو۔ مگر ان کو مسلمانوں کا دلو نہ بناؤ۔ اور جب لڑائی ختم ہو جائے۔ ان کی بقدر کارگزاری کے قدر کرو۔ راوی کہتا ہے عمرو بن معدیکرب مرتد ہو گئے تھے اور طلحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ابو عبیدہ نے اسی کتاب میں بیان کیا ہے کہ عمرو بن معدیکرب اور ارجح بن وقاص فہمی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ مال تول رہے تھے۔ آپ نے پوچھا تم کب آئے۔ انہوں نے کہا جعرات کو۔ آپ نے پوچھا اب تک کہاں تھے انہوں نے کہا جس دن یہاں پہنچے اس دن مکان کی فکر میں رہے۔ پھر جمعہ تھا۔ آج ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے جب آپ مال تول چکے۔ اس کو الگ کر دیا۔ اور ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہو۔ عمرو بن معدیکرب نے کہا یا امیر المومنین یہ یعنی ارجح بن وقاص سخت پتے کے آدمی تجربہ کا جملہ میں بہت جلدی کرنے والے ہیں جس وقت کشتے مرنے کا بازار گرم ہوتا ہے۔ ان کا کوئی مثل نظر نہیں آتا۔ بخدا ان کی یہ حالت ہوتی ہے گویا ان کے واسطے موت ہی نہیں۔ آپ نے ارجح سے کہا تم کہو اور آپ کے چہرے سے غصہ کے آثار نمایاں تھے انہوں نے کہا یا امیر المومنین میں نے لوگوں کو اپنے پیچھے اس حالت میں چھوڑا ہے۔ کہ وہ نیک عمل کرتے ہیں ان کی نسل بہت ہے۔ انکی روزی ان کو برا پہنچتی جاتی ہے۔ ان کے شہر شاہ اب ہیں۔ وہ دشمن پر دلیر ہیں اور جو کچھ دشمنوں نے ان سے روک رکھا ہے۔ خدا آپ کے ذریعہ سے دلواد گیا میں نے آپ کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ مگر جو آپ سے پہلے گزرے۔ آپ نے پوچھا تم نے اپنے ساتھی کے بارے میں اس طرح کیوں نہ بیان کیا۔ جیسا کہ انہوں نے تمہارے حق میں کہا ارجح نے کہا آپ کے غضب کو دیکھ کر نہیں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم ٹھیک سمجھے خبردار اگر تم بھی ان کے حق میں ویسا ہی کہتے جیسا انہوں نے تمہارے بارے میں کہا تو میں دونوں کو مارتا

اور سزا دینا اور جب تم نے اپنا حق چھوڑ دیا تو میں بھی تمہاری خاطر سے ان کو معاف کرتا ہوں۔ بخدا میں چاہتا ہوں کہ تمہارا حال سالم رہے۔ اور تمہارے امور ہمیشہ باقی رہیں۔ لیکن تمہارے اوپر ایسا دن آنے والا ہے۔ کہ تم اس کو کاٹو گے وہ تم کو نوچے گا۔ تم اس کو گراؤ گے۔ وہ تم کو بھونکیگا۔ نہ وہ تمہارے موافق ہوگا۔ اور نہ تم اس کے موافق ہو گے۔ اور اگر یہ وقت تمہارے زمانہ میں نہ آیا تو تم سے قریب ہی آئیگا۔

جب ابوزر و تسر کا ہرمزان (دہاں کے بادشاہ کا لقب تھا) گرفتار ہو کر آپ کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔ جن میں احف بن قیس اور انس بن مالک بھی تھے۔ ان لوگوں نے اس کو مدینہ میں شاہی لباس پہنے ہوئے داخل کیا۔ اس کے سر پر طلائی تاج اور بیش بہا پوشاک زیب بدن تھی۔ اس نے آپ کو مسجد کے ایک گوشہ میں سوتا پایا۔ مسلمان آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ اور آپ کے جاگنے کا انتظار کرنے لگے۔ ہرمزان نے کہا۔ حضرت عمرؓ کہاں ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا وہ یہی ہیں۔ اس نے پوچھا ان کے پاس بان و دربان کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا نہ ان کے پاس بان ہے اور نہ کوئی دربان۔ ہرمزان نے کہا تو پھر یہ نبی ہیں۔ مسلمانوں نے کہا وہ انبیاء ہیں ان کے کام کرتے ہیں۔ آپ بیدار ہو گئے۔ اور پوچھا کیا ہرمزان ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تک یہ سب زینت کا سامان نہ اُتار ڈالے گا۔ میں اس سے بات نہ کر دوں گا۔ لوگوں نے اس کا لباس اُتار دیا اور معمولی کپڑا پہنا دیا۔ آپ نے پوچھا اے ہرمزان بتاؤ غابازی کا وبال کیسا ہے۔ (اس نے مسلمانوں سے ایک مرتبہ صلح کی تھی پھر اس کے خلاف کیا) ہرمزان نے کہا جب ہم تم جاہلیت میں تھے۔ تو ہم تم پر غالب آتے تھے کیونکہ اس وقت خدا نہ ہمارا مددگار تھا اور نہ تمہارا۔ اب خدا تمہاری طرف ہو گیا۔ اس وجہ سے تم غالب آ گئے۔ آپ نے فرمایا پے در پے عہد شکنی کرنے میں تمہارا کیا عذر ہے۔ اس نے کہا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اگر میں بیان کرنے لگوں تم مجھ کو مار ڈالو۔ آپ نے کہا تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔ بیان کرو۔ اس نے پانی مانگا۔ جب اس نے پانی ہاتھ میں لیا اس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ آپ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہ پانی پینے میں آپ قتل نہ کر ڈالیں۔ آپ نے کہا جب تک تم پانی نہ پی لو۔ تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔ اس نے پانی ہاتھ سے گرا دیا۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس کو اور پانی لا دو۔ اور قتل و پیاس دونوں تکلیفیں نہ دو۔ اس نے کہا آپ کیونکر قتل کریں گے۔ حالانکہ امان دے چکے ہیں۔ آپ نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے۔ اُس نے کہا میں نے جھوٹ نہیں کہا۔ انس نے کہا یا امیر المؤمنین یہ بیج کہتا ہے۔ آپ نے کہا مجھ کو تم سے تعجب ہے۔ میں خرقہ بن نور اور براہ بن مالک کے قاتل کو کیونکر امان دے سکتا ہوں۔ بخدا تم اپنے بچنے کی صورت نکالو۔ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔ انس نے کہا آپ نے فرمایا جب تک تم بیان نہ کر لو۔ تم پر کوئی حرج نہیں اور جب تک پانی نہ پی لو۔ تم پر کوئی حرج نہیں اور لوگوں نے بھی انس کے قول کی تائید کی۔ آپ نے ہرمزان سے کہا تو مجھ کو کھو کہ دیتا ہے بخدا میں اسلام کے سوا اور کسی چیز سے نہ دھوکہ کھاؤں گا۔ تو مسلمان ہو جا۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کو غنیمت میں سے کچھ دے دیا اور مدینہ میں ٹھہرایا۔

آپ نے عمر بن سعد انصاری کو حمص کا عامل مقرر کیا۔ ایک سال گزر گیا۔ مگر آپ کو ان کی کچھ خبر نہ معلوم ہوئی۔ آپ نے سال گزرنے کے بعد ان کو لکھا کہ جب میرا خط ملے فوراً چلے آؤ۔ اور تمہارے پاس مسلمانوں کا جو کچھ مال ہو اس کو لینے آؤ۔ میرے لئے اپنی بھوٹی میں توشہ رکھ لیا۔ اور ایک پیالہ تھا اس کو لے لیا۔ مشکیزہ گلے میں ڈال لیا۔ اور لاکھٹی اٹھالی اور پیدل چل

دیئے۔ مدینہ تک آتے آتے رنگ بدل گیا۔ چہرہ گرد آلود ہو گیا۔ بال بڑھ گئے۔ اسی حالت سے عمر کے پاس چلے آئے اور سلام کیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ تمہارا کیا حال ہے۔ عمیر نے کہا جو دیکھ رہے ہو۔ یہی میرا حال ہے۔ تندرست ہوں میرا بدن پاک صاف ہے۔ میرے ساتھ دنیا ہے۔ جسکو کھینچتا ہوا چلا آ رہا ہوں۔ آپ کو خیال ہوا۔ کہ ان کے ساتھ بہت کچھ مال ہے پوچھا تمہارے ساتھ کیا ہے۔ عمیر نے کہا میرے ساتھ جھولی ہے۔ جس میں میں توشہ رکھتا ہوں۔ اور پیالہ ہے۔ جس میں کھاتا ہوں اور اس سے اپنا سر اور کپڑے دھوتا ہوں اور مشکیزہ ہے۔ جس میں وضو اور پینے کا پانی رکھتا ہوں۔ اور لاکھٹی ہے۔ جس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن سامنے آجاتا ہے اس کو اسی سے مارتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تم پیدل آئے۔ عمیر نے جواب دیا۔ ہاں میرے پاس سواری نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کیا تمہاری رعیت میں کوئی ایسا شخص نہ تھا۔ جو تم کو ایک جانور سواری کے واسطے دے دیتا۔ عمیر نے کہا انہوں نے خود ایسا کیا اور نہ میں نے ان سے مانگا۔ آپ نے فرمایا۔ جن مسلمانوں کے پاس سے تم آئے ہو۔ وہ بہت ہی بڑے ہیں۔ عمیر نے کہا خدا سے ڈرو۔ اور خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔ خدا نے رعیت سے منع کیا ہے وہ مسلمان ہیں۔ میں نے ان کو ناز پڑھتے دیکھا ہے۔ آپ نے پوچھا تم نے اپنی حکومت میں کیا کیا۔ عمیر نے کہا۔ تم کس بات کو پوچھتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ عمیر نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ ہوتا۔ کہ پھر عامل بنایا جاوے گا تو نہ خبر کرتا۔ میں جب شہر میں پہنچا وہاں کے نیک لوگوں کو جمع کیا اور ان کو مال جمع کرنے اور مستحقین میں صرف کر نیکا اختیار دے دیا۔ اگر تمہارے ہتھ میں کچھ آتا۔ تو تم کو بھیجا جاتا۔ آپ نے پوچھا کیا تم کچھ نہیں لائے۔ عمیر نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا عمیر کو دوسری جگہ بدل دینا چاہیے۔ عمیر نے کہا نہ اب میں تمہاری طرف سے اس کام کو قبول کروں گا اور نہ تمہارے بعد کسی کی طرف سے۔ بخرا میں نہ بیچ سکا میں نے ایک نصرانی ذمی کو کہہ دیا۔ کہ خدا تجھے رسوا کرے۔ اسی کے واسطے تم نے جھکوبھیجا تھا۔ اے عمر میرا بدترین دن وہ تھا۔ جس میں میں نے تمہارا ساتھ دیا۔ پھر رخصت ہو کر چلے آئے۔ ان کا مکان مدینہ سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ آپ نے کچھ دنوں کے بعد حارث نامی ایک شخص کو سو اشرافیاں دیکر بھیجا کہ عمیر بن سعد کے پاس جاؤ۔ اگر ان کی کچھ اچھی حالت ہو تو ان اشرافیوں کو واپس لانا۔ اور اگر وہ تنگ حال ہوں تو انکو دیدینا۔ حارث گئے دیکھا کہ عمیر ایک دیوار کے پاس بیٹھے اپنے کرتہ کے چلوے نکال رہے ہیں۔ انہوں نے سلام کیا۔ عمیر نے کہا آؤ۔ خدا تم پر رحم کرے۔ اور پوچھا۔ تم کہاں سے آتے ہو۔ انہوں نے کہا مدینہ سے۔ عمیر نے پوچھا حضرت عمرؓ کو کس حال میں بھوڑا۔ حارث نے کہا اچھی حالت میں۔ عمیر نے پوچھا۔ مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ حارث نے کہا اچھے ہیں۔ عمیر نے پوچھا عمرؓ خدا جاری کرتے ہیں حارث نے کہا ہاں اپنے بیٹے کو بدکاری پر کوڑے لگائے کہ وہ مر گئے۔ عمیر نے کہا اے خدا عمر کی مدد کر میں جانتا ہوں وہ بہت سخت ہیں انکو میں تیرے واسطے دوست رکھتا ہوں۔ حارث ان کے یہاں تین دن ٹھہرے۔ ہر دن ایک روٹی جو کی پکتی وہ انکو کھلا دیتے اور سب گھر فاقہ سے پڑ رہتا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کا بڑا حال ہو گیا۔ تب عمیر نے حارث سے کہا۔ تمہاری وجہ سے ہم بھوکے رہتے ہیں۔ اگر تم مناسب سمجھو تو کہیں اور چلے جاؤ۔ حارث نے وہ اشرافیاں نکال کے پیش کیں اور کہا امیر المؤمنین نے تمکو بھیجا ہے میں ان کو تم اپنے صرف میں لاؤ۔ عمیر چیخ اٹھے۔ اور کہا انکو واپس لے جاؤ۔ مجھے انکی کوئی ضرورت نہیں۔ انکی بی بی نے کہا۔ لے لو اور مستحقین کو دے دینا۔ عمیر نے کہا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں ان کو رکھوں۔ انکی بی بی نے اپنے دوپٹے کا ایک کونہ بھاڑ کر دیدیا۔ عمیر نے ان کو اس میں باندھ لیا۔ اور پھر سب اشرافیوں کو شہداء و فقرا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔ حارث

نے اگر حضرت عمرؓ سے ان کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ عمیر پر خدا رحم کرے۔ پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد عمیر کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو انکا بہت صدمہ ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیادہ پار بقیع غرق تک گئے۔ اور اپنے اصحاب سے کہا۔ ہر شخص اپنے اپنے دل کی مراد مانگے۔ ہر ایک نے ایک خواہش بیان کی جب آپ کا نمبر آیا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مجھے عمیر بن سعد بسا کوئی شخص مل جائے۔ کہ اس سے مسلمانوں کے کام میں مددوں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جس مقام پر جاور ذبح ہوتے ہیں۔ ان سے بچتے رہو۔ کیونکہ اُسکے دیکھنے سے مثل عے نوشی کے دل پر اثر ہوتا ہے۔ آپ کہتے تھے راحت سے گریز کرو۔ اس سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔ اور موٹا پا بھی غفلت کی وجہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ اور تو نوکھڑی دار مکان میں نہ رکھو۔ اور نہ انکو لکھنا سکھاؤ۔ اور ڈنڈوں سے ان پر مدد چاہو۔ اور انہیں نہیں کا عادی کرو۔ کیونکہ ہاں۔ ان کو مانگنے پر دلیر کرتا ہے۔

آپ کہتے تھے میں آدمی کی عقل کا ہر ایک چیز میں اندازہ کر لیتا ہوں۔ یہاں تک کہ بیماری میں۔ پس جب میں دیکھتا ہوں آدمی اپنی خواہش پر پوری طرح صبر کرتا ہے اور اپنے کھانے پینے میں پرہیز کرتا ہے۔ تو جان جاتا ہوں کہ یہ اس کی عقل کی عے سے ہے۔ اور کسی آدمی نے مجھ سے کوئی بات نہیں دریافت کی مگر اس کے پوچھنے سے مجھکو اسکی عقل کا اندازہ ہو گیا۔ آپ فرماتے تھے آدمیوں کے لئے حدود اور مرتبے ہیں۔ لہذا ہر شخص کو اس کے مرتبہ میں رکھو۔ اور ہر آدمی کو اسکی حد پر ایمل کرو۔ اور ہر ایک کو اسکی کارگزاری کے موافق بلند کرو۔

آپ نے فرمایا آدمی کے ارادے کو اسکی قیمت سے اور عقل کو اس کے گھر کے سامان سے پہچان لو۔ ابو عثمان حافظ کہتے ہیں کہ گھر کے سامان سے عقل اس وجہ سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ یہ عقلمندی کی بات نہیں ہے۔ کہ اسکا فرش نہ رہے۔ اور تکیہ بہت نرم۔ آپ کہتے تھے جو شخص کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے۔ اس سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کی عزت لوگوں سے مستغنی ہونے میں ہے۔ اور خدا کے حکم کو وہی قائم کرتا ہے جو نہ ریاکار ہو اور نہ خوار و ذلیل ہو اور نہ خواہشوں کا پیرو ہو۔

آپ کہتے تھے اپنی ہمتوں کو نہ پست کرو۔ کیونکہ میں نے پست ہمتی سے زیادہ کسی چیز کو بزرگی سے روکنے والا نہیں دیکھا۔ آپ نے ایک شخص کو نصیحت کی کہ لوگ تم کو تمہارے نفس سے نہ عافل کر دیں۔ کیونکہ مال کا تم پر ہوگا نہ لوگوں پر۔ اور تمام ان کھیل کرنے کا لو کیونکہ اس کا حساب ہوگا۔ اور جب کوئی بُرائی ہو جائے اُسکے بعد نیکی کرو کیونکہ پچھلے گناہوں کا کفارہ نیکی سے بہتر کچھ نہیں۔ آپ کہتے تھے جوانی کی لغزشوں اور ہر اس چیز سے جس سے تمہارا نام ہو۔ اور دل اس میں پھنسا رہے بچتے رہو۔ کیونکہ اگر یہ س سے تمہاری شان بڑھیں گی۔ لیکن اس پر تم کو نہ اہمیت بھی بہت سخت ہوگی۔

آپ کہتے تھے۔ جس کام کی وجہ سے مرنے کو ناپسند کرو۔ اس کو چھوڑ دو۔ پھر بچا ہو۔ مرو۔ موت تم کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گی۔ آپ نے فرمایا دنیا تھوڑی رکھو۔ آزادی سے زندگی بسر کرو گے۔ اور گناہ کم کرو۔ موت تم پر آسان ہو جائے گی۔ اور اس کو دیکھ لو۔ کہ کس مرتبہ میں اپنے لڑکے کو رکھتے ہو۔ (یعنی عورت کی شرافت و نسب کا خیال کر لو) کیونکہ اصل کو بہت خیال ہو جائے گا۔ آپ کہتے تھے گناہ کا چھوڑنا تو یہ کی مشقت سے آسان ہے۔

آپ کہتے تھے۔ نعمت سے اچھی طرح پرہیز کرو۔ جیسا کہ گناہ سے کرتے ہو۔ اور اسی کا مجھ کو تم پر زیادہ ڈر ہے۔ آپ نے فرمایا بیکاری کے بُرے انجام سے بچتے رہو۔ کیونکہ بیکاری تمام برائیوں کو جمع کرنے والی ہے۔ آپ فرماتے تھے بڑا سخی وہ ہے جو ایسے شخص کو دے۔ جس سے فائدہ کی امید نہ ہو اور بڑا حلیم وہ ہے جو قابو پا

کر معاف کر دے۔ اور بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ اور بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہو۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اکثر نگاہ شہوت پیدا کرتی ہے اور اکثر شہوت زانی غم میں مبتلا کرتی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص میں تین خصلتیں نہ ہوں۔ اسے ایمان نہیں فائدہ دیتا۔ ایک حلم جس سے جاہل کی کو دور کرے۔ دوسرے پرہیزگاری جو حرام سے روکے۔ تیسرے خلق جس سے لوگوں کی خاطر مدارات کرے۔

ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نے کتاب مقاتل الفرسان میں بیان کیا ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے عمرو بن سعد کی کو فتح قادسیہ کے بعد بھیجا۔ آپ نے عمرو سے سعد کا حال دریافت کیا کہ تم نے سعد کو کس حال میں چھوڑا اور لوگ ان سے خوش ہیں یا نہیں۔ عمرو نے بیان کیا کہ اے امیر المومنین وہ لوگوں کے لئے مثل باپ کے ہیں۔ چھوٹیوں طرح غنیمتوں کو ان کے لئے جمع کرتے ہیں۔ اپنے لباس میں مثل بدوں کے ہیں اور شجاعت میں شیر دل ہیں مجاہد و صولی کرنے میں مثل بطلان کے ہیں (وسط عراق میں ایک قبیلہ تھا جو آبادی زمین اور خراج جمع کرنے میں مشہور تھا تقسیم میں عدل کرتے ہیں۔ اور مقدمات میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ اور لشکر میں گشت لگاتے ہیں۔ اور سعد جو خط بھیجا تھا۔ اس میں انہوں نے عمرو کی تعریف کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ شاید تم ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہو انہوں نے تمہاری تعریف لکھی۔ اور تم ان کی تعریف کرتے آئے۔ عمرو نے کہا میں وہی بیان کرتا ہوں جو دیکھتا آپ نے فرمایا۔ سعد کو رہنے دو۔ اور اپنی قوم کے سپاہیوں کا حال بیان کرو۔ عمرو نے کہا ہر ایک میں فضل و بہتری آپ نے پوچھا علقہ بن خالد کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ عمرو نے کہا وہ ہمارے گروہ کے سوار ہیں۔ اور دھاوے بہ سب سے تیز اور بھاگنے میں بہت ہی کم۔ آپ نے پوچھا۔ سعد کے کنبے والوں کا کیا حال ہے۔ عمرو نے کہا وہ ہم سب سے زیادہ بھاری لشکر والے ہیں اور ریاست میں بہت بڑھکر ہیں اور حملہ میں سخت شیریں۔ آپ نے پوچھا حارث بن کعب۔ عمرو نے جواب دیا وہ تو ایسے ہیں کہ ان کا کوئی قصہ نہیں کر سکتا۔ آپ نے پوچھا کہ مراد۔ عمرو نے کہا وہ لوگ متقی۔ پرہیزگار ہیں۔ اور بڑے لڑائی کے بھڑکانے والے ہیں۔ سب سے زیادہ بھاگنے والے اور آثار شجاعت بہ سب سے داور ہیں۔ آپ نے کہا لڑائی کا حال بیان کرو۔ عمرو نے کہا۔ لڑائی کا مزہ بہت کڑوا ہے جو شخص اس میں صبر کرے۔ شہور ہوتا ہے۔ اور جو کمزور ہوتا ہے۔ ہلاک ہوتا ہے۔ اور واقعی وہ ایسی ہی ہے جیسا کہ شاعر نے بیان کیا اس الحرب اول ما تكون فتيحة، تسعي بزنيها لكل جوارح حتى اذا استغدت وشب فزاحها من عادات عجزا غير ذات حيل، ثم طأ جزت را سها وتكرت، مكر و بهت الشتم والتقبيل۔)

ترجمہ۔ لڑائی ابتدا میں مثل جوان عورت کے ہوتی ہے۔ اپنی آراستگی سے ہر نادان کی طرف دوڑتی ہے یہاں تک کہ جب حد سے بڑھ جاتی ہے۔ اور اس کے شعلے خوب بھڑکنے لگتے ہیں۔ رانڈ بے شوہر ہو جاتی ہے۔ مثل ا۔ عورت کے جو بوڑھی سفید بالوں والی ہو اور اس نے اپنے بال تراش ڈالے ہوں جس کا چھونا اور بوسہ دینا برا سمجھا جاتا ہو۔ آپ نے کہا۔ ہتھیاروں کا حال بیان کرو۔ عمرو نے کہا جس ہتھیار کا حال چاہو دریافت کرو۔ آپ نے کہا۔ نیزہ۔ عمرو نے کہا وہ تمہارا ساتھ دینے والا ہے۔ اور کبھی دھوکہ بھی دے دیتا ہے۔ آپ نے پوچھا تیر۔ عمرو نے کہا۔ تھن ہے۔ جو کبھی ٹھیک پہنچتی ہے اور کبھی چوک جاتی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ ڈال۔ عمرو نے کہا وہ بچانے والی ہے۔ کے اوپر تمام مصائب واقع ہوتے ہیں۔ آپ نے پوچھا زہ۔ عمرو نے جواب دیا کہ وہ سوار کو بوجھل اور پیادہ کو تھکانے

الی ہے۔ لیکن مضبوط قلعہ ہے۔ آپ نے پوچھا تلوار۔ عمرو نے کہا۔ اسی کی خواہش کرو۔ اسی میں تمہاری ماں بے فرزند ہو گئی۔ آپ نے کہا بلکہ تمہاری ماں۔ عمرو نے کہا ہاں میری ماں بھی۔ اور میں تو تمہاری ذلت اٹھا رہا ہوں۔

سلیمان بن ربیعہ باہلی نے ارمنیہ میں اپنے لشکر کا جائزہ لیا وہ اسیل گھوڑوں کو پاس کرتے تھے۔ عمرو بن معدیکرب ایک موٹے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ سلیمان نے ان کو واپس کر دیا۔ اور کہا تمہارا گھوڑا دو غلا ہے۔ عمرو نے کہا۔ دو غلا نہیں ہے بلکہ موٹا ہے۔ سلیمان نے کہا نہیں دو غلا ہے۔ عمرو نے کہا۔ دو غلا دو غلا کو خوب پہچانتا ہے سلیمان نے اس کی شکایت حضرت عمرؓ سے کی آپ نے عمرو بن معدیکرب کو ملکھا۔ کہ تم نے اپنے امیر کو ایسا کلمہ کہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تمہارے پاس ایک تلوار ہے۔ جس کا نام تم نے مصاصہ رکھا ہے۔ میرے پاس بھی ایک وار ہے۔ جس کا نام مصمم ہے۔ بخدا اگر اس کو تمہارے سر پر رکھوں۔ تو کاہل سر سے ادھر نہ رے۔ اور سلیمان بن ربیعہ کو ط لکھا۔ جس میں انکو نہ حکم کرنے پر ملامت کی تھی۔

ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ عبدالرحمن بن ابی زید نے عمران بن سوادہ لیشی سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا۔ میں نے صبح کی نماز حضرت عمرؓ کے ساتھ پڑھی۔ آپ نے سبحان الذی اور اس کے ساتھ ایک سورہ بھی۔ جب نماز سے فارغ ہو کر لوٹے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کیا کوئی حاجت ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا او۔ میں آپ کے پیچھے چلا گیا۔ جب آپ مکان میں داخل ہوئے۔ مجھے بھی آنے کی اجازت ملی۔ آپ ایک چٹائی پر بیٹھے تھے۔ جس پر کوئی اور چیز نہ تھی۔ میں نے کہا نصیحت ہے۔ آپ نے کہا ہر جا ہے۔ اس نا صبح جو صبح اور شام میں آئے۔ میں نے کہا تمہاری رعیت نے چار باتوں کا تم پر عیب لگایا ہے۔ آپ نے کوڑہ کو زانو پر رکھ کر اس پر ٹھوڑی رکھ لی اور کہا بیان کرو۔ انہوں نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے زمانہ حج میں تمتع کو حرام کر دیا۔ الا نکہ وہ حلال تھا۔ اس کو نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور نہ ابو بکرؓ نے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ لوگ جب ایام حج میں عمرہ کر لیتے ہو۔ اس کو حج کے قائم مقام سمجھ لیتے ہو۔ اور تمہارا حج بیکار جاتا ہے۔ اور حج کے وقت مکہ خالی رہتا ہے۔ حالانکہ حج رونق ہے۔ خدا کی رونقوں میں سے۔ اور میں اس منع کرنے میں شواہد پر ہوں۔ عمران نے کہا۔ دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو حرام کر دیا۔ حالانکہ خدا کی رونق سے ہم کو اجازت ملی تھی۔ ایک مٹھی کے عوض میں عورت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور تین دن کے بعد الگ ہو جاتے تھے آپ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضرورت کے وقت حلال کیا تھا اور اب نگ کشادگی میں نہیں پھر نہ کسی مسلمان نے اسکی طرف رجوع کیا اور نہ اس پر عامل ہوا۔ پس اب جس کا حاجی با ہے۔ ایک مٹھی مہر پر نکاح کر لے۔ اور تین دن کے بعد طلاق دیکر الگ ہو جائے۔ اور اس میں بھی میری رائے موافق ہے۔ عمران نے کہا تیسری بات یہ ہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے ام ولد کے آزاد ہونے کا حکم دیا ہے۔ رچہ اسکا مالک نہ آزاد کرے۔ آپ نے کہا۔ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا۔ میں نے صرف خیر کا ارادہ کیا ہے۔ اور خدا سے استغفار کرتا ہوں۔ عمران نے کہا چوتھے یہ کہ لوگ شکایت کرتے ہیں۔ کہ آپ سختی برتتے ہیں اور لوگوں کو بہت جھڑکتے ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ آپ نے کوڑہ نکال لیا اور اس پر ہاتھ پھیرا۔ اور کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ قرقۃ الکدر میں سوار تھا۔ بخدا میں ان لوگوں کو چراتا ہوں۔ پس آسودہ کرتا ہوں۔ اور پانی پلاتا ہوں۔

پس میرا کرتا ہوں اور ادھر ادھر بھاگنے والے کو مارتا ہوں اور جلدی کرنے والے کو جھڑکتا ہوں اور اپنے اند کے موافق آہستہ آہستہ چلتا ہوں۔ اور شریہ کی شرارت کو دور کرتا ہوں۔ اور جو جماعت سے بھاگتا ہے۔ اس جماعت سے ملا دیتا ہوں اور زبانی ڈاٹ ڈپٹ بہت کرتا ہوں اور مار پیٹ کم ڈنڈا اٹھاتا ہوں اور ہاتھ دھکے ہوں اور اگر یہ نہ ہوتا۔ تو میں اپنا عذر بیان کرتا۔ ابو جعفر کہتے ہیں۔ کہ معاویہ جب اس حدیث کو بیان کرتے کہتے وہ رعیت کے حال سے خوب واقف تھے۔

ہذیفہ نے کہا تم قومی آدمی کو اپنا عامل مقرر کرتے ہو حالانکہ لوگ اس کو برا بتاتے ہیں۔ آپ نے کہا میں اسکو لئے مقرر کرتا ہوں تاکہ اس کی قوت سے مدد لوں۔ اور خود اس کی نگرانی کرتا رہوں۔

آپ کہتے تھے مرنے سے پہلے خرچ کر دو۔ اور ایک جانور کی قیمت سے دو جانور مول لو۔ اور اس گھر پر کچھ اعتبار نہ کرو جس کا ملنا تم کو دشوار ہو۔ اور اپنے خواب گاہ کو درست کرو۔ اور موذی جانور و نگو ان کے ڈرانے کے پہلے ڈرا دو۔ سخت بنو۔ مضبوط بنو۔

آپ نے خالد بن ولید کو لکھا۔ کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم شام کے حمام میں نہانے گئے۔ اور وہاں جو عجمی لوگ تھے۔ انہوں نے تمہارے واسطے شراب میں گندھا ہوا اُٹن تیار کیا۔ اے آل مغیرہ میں تم کو آگ کیلئے خیال کرتا ہوا آپ نے قحط سالی کے ایام میں کہا۔ میرے دل میں آتا ہے کہ ہر ایک مسلمان خاندان کے ساتھ اتنے ہی لوگ اور بڑے دوں۔ کیونکہ آدمی نصف پیٹ کھانے سے نہیں مرتا ہے۔ آدمی نے کہا اگر آپ ایسا کریں تو عاجز نہ ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ مطلب یہ ہے کہ اگر آدمی نصف پیٹ کھائے۔ تو بھوک کی وجہ سے ہلاک نہ ہوگا۔

آپ نے ایک لونڈی کو برقعہ اوڑھے دیکھا پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے جواب دیا۔ فلاں گھرانے کی لونڈی ہے۔ اس کے ایک کوڑھ مارا۔ اور کہا اے بے وقوف تجھ کو کیا ہو گیا جو آزاد عورتوں کی مشابہت کرتی ہے۔

آپ نے ایک آدمی کو دعائیں قنوں سے پناہ مانگتے سنا۔ آپ نے کہا یوں دعا مانگو۔ کہ اے خدا میں تنگی۔ پناہ مانگتا ہوں۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ خدا تجھ کو مال و اولاد نہ دے۔ راوی کہتا ہے۔ آپ نے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انما اموالکم و اولادکم فتنہ۔ (یعنی تمہارا مال و اولاد فتنہ ہیں۔)

آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ اس عورت کے پاس جس کا شوہر جہاد پر گیا ہے۔ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہو۔ و تم سے باتیں کرتی ہے اور تم اس سے باتیں کرتے ہو۔ تم کو پردہ اختیار کرنا چاہیے۔ اسی میں عفت ہے عورتوں کی مشابہت اس گوشت کی ہے جو تختے پر رکھا ہو۔ مگر یہ کہ کوئی ان کی محافظت کرے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمر نے خطبہ میں بیان کیا کہ سب سے زیادہ میں تم پر اس بات سے ڈرتا ہوں۔ کہ مسلمان بے گناہ کو پکڑ کر ڈھکیلیں جیسا کہ بکریاں ذبح کے واسطے ڈھکیلی جاتی ہیں اور اس کا گوشت مثل مذبح بکری کے جڈا کیا جائے۔ اور اسکو گنہگار کہا جائے حالانکہ وہ گنہگار نہیں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر طرح ہوگا۔ آپ نے فرمایا جب مصیبت سخت ہوگی۔ اور حمیت ظاہر ہوگی۔ اور بچے قید کئے جائیں گے۔ اور فتنے مسلمانوں اس طرح پامال کریں گے۔ جیسے کہ امید پائمال ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے روزہ و نماز کو نہ دیکھو۔ بلکہ مرد وہ ہے۔ کہ جب بات کہے سچ کہے اور جب امانت

میں خیانت نہ کرے۔ اور جب کوئی گناہ کا موقع آئے۔ پرہیز کرے۔ آپ نے ایک مرتبہ خطبہ میں بیان کیا کہ آدمی چاہیے کہ اس عورت سے نکاح کرے جو اس کے موافق و ساتھ دینے والی ہو۔ تاکہ وہ بھی ایسے ہی مرد سے شادی کرے۔ آپ نے ایک آدمی کو مین کا عامل مقرر کیا تھا۔ وہ آپ کے پاس عمدہ لباس پہنے کنگھی کے تیل لگائے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا اسی حالت سے تم کو بھیجا تھا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتار لئے جائیں۔ اور اس کو وضو میں مکمل کے کپڑے پہنائے جائیں۔ پھر آپ نے اس کے حکومت کے متعلق دریافت کیا اس نے اچھا حال بیان کیا۔ آپ نے اس کو پھر اس کی جگہ پر بھیج دیا۔ جب دوبارہ آیا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے پھر اگر دُاؤد کپڑے میلے پڑے۔ آپ نے کہا اس حالت سے بھی نہ رہو۔ ہمارے عامل نہ پر اگندہ حال ہوتے ہیں۔ اور نہ موٹے تازے کھاؤ۔ یہ تیل لگاؤ۔ تم جانتے ہو جس بات کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ سنن۔ فرائض اور عربی زبان سیکھو جس طرح کہ قرآن سیکھتے ہو۔

آپ کا گذر ایک مرتبہ چرواہے پر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ صاف زمین میں جانوروں کو چرواؤ جہاں ریت نہ ہو۔ راعی (چرواہے) ہوا اور ہر راعی سے سوال ہوگا۔

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ بعض لوگ دکھاوے اور شہرت کے واسطے اور بعض دنیا کے لالچ سے اور بعض لڑائی و شوق سے جہاد کرتے ہیں اور بعض مصائب پر صبر کر کے خدا کے واسطے لڑتے ہیں۔ اور یہی شہداء ہیں۔

آپ نے ابو عبیدہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا جب وہ لوٹ کر آیا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ ابو عبیدہ کس حال میں دیکھا۔ اس نے کہا بہت عیش میں ہیں۔ پھر آپ نے قاصد بھیجا۔ جب وہ آیا۔ آپ نے پوچھا اب کس حالت میں دیکھا۔ اس نے بیان کیا کہ بہت تنگی میں ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا ابو عبیدہ پر رحم کرے۔ ہمنے ان کو کشادگی دی۔ وہ کشادہ ہو گئے۔ اور ہم نے ان کو تنگی کا حکم دیا۔ انہوں نے تنگی اختیار کی۔

آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے۔ آپ نے کہا۔ اگر خدا امیر بن نہ ہوتا۔ تو میرا عرش اسی جگہ تھا۔ آپ نے ابو مریم حنفی سے کہا۔ میں تم سے اس سے زیادہ بغض رکھتا ہوں جتنا کہ زمین و خون سے (لوگ کہتے ہیں) عمران سے اس وجہ سے ناخوش تھے کہ انہوں نے آپ کے بھائی زید کو قتل کیا تھا (انہوں نے کہا کیا اس بغض وجہ سے میرا کچھ حق کم ہو جائیگا۔ آپ نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تو پھر کچھ حرج نہیں۔

آپ نے فرمایا۔ کہ دودھ مشابہت پیدا کرتا ہے۔ یعنی لڑکے میں دودھ پلانے والی کا اثر آجاتا ہے۔ لہذا ایسی رات دودھ پلانے کے واسطے رکھو جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

آپ نے فرمایا۔ جہاد کرو۔ اس وقت جہاد شیرین و سرسبز ہے۔ پھر کمزور ہو جائیگا۔ پھر پرانا پھر شکستہ ہو جائیگا۔ آپ کہتے تھے مجھے مقام ہجر (اس مقام میں وہاں بہ کثرت رہتی تھی) میں تجارت کو جانے والوں اور دریا میں سفر کرنے والوں سے تعجب ہوتا ہے

حضرت عثمانؓ کے غلام نائل نے بیان کیا ہے۔ کہ میں اپنے آقا اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ حج یا عمرہ کے واسطے گیا۔ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و ابن عمرؓ ایک قسم کے تھے۔ اور میں اور ابن زبیرؓ جو انوں میں ایک مشرب کے تھے۔ ہم آپس میں مذاق کرتے ایک دوسرے پر حنظل پھینکتے تھے۔ حضرت عمرؓ ہم لوگوں سے اس سے زیادہ نہ کہتے۔ کہ بس ہمارے

اونٹوں کو نہ بھڑکاؤ۔ پھر ہم نے رباح بن مغترف سے کہا۔ جدی (عرب میں اونٹوں پر سوار ہو کر اشعار پڑھتے ہیں) کو جدی کہتے ہیں، گاؤ۔ رباح نے کہا ہمارے ساتھ عمر نہیں۔ میں نے کہا اگر وہ منع کریں گے۔ چپ ہو جانا۔ مگر آپ نے کچھ نہ کہا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ آپ نے رباح کو آواز دی۔ کہ چپ ہو جاؤ۔ یہ یاد خدا کا وقت ہے۔ آپ نے صدقہ وصول کرنے والے عامل کو لکھا کہ پہلے آنے والوں کو پھلوں پر نہ روک رکھو کیونکہ جانوروں پر رکنا بہت سخت گذرتا ہے۔ اس سے جانور مر جاتے ہیں۔ اور جب تمہارے پاس کوئی آدمی جانور لے کر آئے۔ تو اس میں سے عمدہ اور خراب نہ لو۔ بلکہ متوسط درجہ کا لو۔ اور جب کسی پر مشن واجب ہو۔ تو اس سے مشن ہی لو۔ اور اگر اس کے پاس نہ ہو۔ تو اس کی قیمت لے لو اور دودھ دیتی ہوٹی یا گابھن نہ لو۔ کیونکہ وہ ان کے گھر والوں کو فائدہ پہنچانے والی ہے۔

آپ راستہ میں خراب کھجوریں اور رسی کے ٹکڑے چنتے جاتے اور جب کسی کا گھر آجاتا اس کے یہاں پھینک دیتے اور کہتے جو جانور تمہارے یہاں باندھے ہوں ان کو کھلا دو۔ اور باقی سے خود فائدہ اٹھاؤ۔

آپ کہتے تھے۔ تین بڑی سخت مصیبتیں ہیں۔ ایک وہ مہسایہ جو خوبو نکو چھپا دے۔ اور برائیوں کو لوگور میں پھیلا دے۔ دوسرے وہ عورت کہ اگر تم اس کے پاس جاؤ۔ زبان درازی کرے۔ اور اگر یا ہر جاؤ۔ خیانت کرے۔ تیسرے وہ امام کہ اگر تم اچھی بات کرو۔ تو نلہ خوش ہو۔ اور اگر کوئی برائی ہو جائے تو قتل کر ڈالے۔

آپ یہ کہتے تھے۔ کہ یہ آدمی کی بڑی سعادت ہے کہ لوگ اس کے یہاں کی عورتوں سے شادی کا پیغام دیں آپ سے مروی ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے شعرا کا حال دریافت کیا۔ آپ نے کہا۔ امراء القیس سب پر سبقت لے گیا اور اس نے شعر کا چشمہ کھول دیا۔ اور عیب دار اور عمدہ مضامین کو کشادہ کر دیا۔

بقوی نے ابو عثمان ہندی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آذر بایجان میں عمر کا خط ہمارے پاس آیا۔ آپ نے لکھا تھا۔ تہ بند باندھو۔ چادر اوڑھو۔ چوتے پہنو۔ اور موزوں اور پاجاموں کو اتار ڈالو۔ تم اپنے باپ اسمعیل کا لباس اختیار کرو۔ آرام دہ اور عجیبوں کے لباس کو چھوڑ دو۔ اور دھوپ میں بیٹھو۔ یہی عربوں کا حمام ہے۔ اور مضبوط بنو۔ کھانے پینے میں سختی اختیار کرو۔ اور اونٹوں پر نیزہ لے کر سوار ہو۔ اور گھوڑوں پر کود کر چڑھا کرو۔ اور تیر اندازی کی مشق کرو۔ ابو عمر نے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے کنتم خیر اتم الخ کے متعلق بیان کیا کہ جس شخص کا جی چاہے کہ اس مسئلہ میں داخل ہو۔ اس کو اس کی شرط پوری کرنی چاہیے

آپ کہتے تھے۔ معدنک کا نسب ہلکا معلوم ہے۔ اس کے آگے کا حال ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے۔ ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عمر نے اسید بن حصیر اشہلی کو کندھوں پر اٹھا کر بقیع میں دفن کیا انہوں نے عمر کے نام وصیت نامہ لکھا تھا۔ عمر نے اس وصیت نامہ کو دیکھا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ میرے اوپر چار ہزار روپے کا قرض ہے۔ آپ نے چار برس میں ان کے کھجوروں کے پھل کی قیمت سے ان کا قرض ادا کر دیا۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ امیہ بن اسکر جب عی کے روپیے تھے۔ دونوں ان کے پاس سے بھاگ گئے۔ امیہ نے دیر کے غم میں اشعار کہے۔ یہ اپنی قوم میں بہت عمدہ شاعر تھے۔ عمر نے ان کے دونوں بیٹوں کو باپ کے پاس بھیج دیا۔ اور ان کو قسم دلا دی۔ کہ اب ان سے کبھی نہ جدا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ مرجائیں۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک شاعر نے جریر بن عبد اللہ بجلي کی تعریف میں شعر کہا: لولا جریر ہلکت
میلہ۔ نعم الفتی و بئست القبیلہ۔ ترجمہ۔ اگر جریر نہ ہوتے۔ تو قبیلہ بجلي ہلاک ہو جاتا۔ کیا اچھا ہے جو ان
کیسا بُرا ہے قبیلہ ۱۲

آپ نے فرمایا۔ جس نے اس کی قوم کی مذمت کی اس نے ان کی تعریف نہیں کی۔ اور آپ کہا کرتے تھے۔ کہ
یہ اس زمانہ کا یوسف ہے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ جریر بن عبد اللہ بن وقاص کے پاس سے عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا
کہ کو کس حال میں چھوڑا۔ جریر نے کہا میں نے ان کو اس حالت میں چھوڑا ہے۔ کہ وہ قدرت کے وقت معاف
تھے ہیں اور لوگوں کا عذر قبول کرتے ہیں۔ وہ مثل ہربان ماں کے ہیں۔ جو چیونٹی کی طرح جمع کرتی ہے۔ اُس
ساتھ ہی وہ مبارک قدم اقبال مند ہیں۔ لڑائی میں سب سے سخت ہیں۔ قریش میں سے سب سے زیادہ
دوب ہیں۔ آپ نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے۔ جریر نے کہا ان کی مثال ان تیروں کی ہے۔ جو ترکش میں
لے ہوں۔ کوئی انہیں سیدھا پروانہ ہے۔ اور کوئی ٹیڑھا ہلکا۔ اور ابن ابی وقاص ان سب کو یکجا کرتے ہیں۔ ان
سے جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کو کھینچ کر سیدھا کرتے ہیں اور دل کا حال خدا ہی خوب جانتا ہے۔ آپ نے پوچھا۔
مادی میں کیسے ہیں۔ جریر نے کہا نماز کو اس کے وقت سے پڑھتے ہیں اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرتے ہیں
بے سہارے کہا خدا کا شکر ہے۔ جب نماز پڑھی جاتی ہے تو زکوٰۃ بھی ادا کی جاتی ہے۔ اور جب اطاعت ہوتی ہے۔
اعت بھی قائم رہتی ہے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ آپ مسجد نبوی میں حسان کے پاس سے گزرے وہ شعر پڑھ رہے تھے۔ آپ نے
اس مسجد نبوی میں شعر پڑھتے ہو۔ حسان نے کہا میں اس وقت اس میں شعر پڑھتا تھا۔ جبکہ تم سے بہتر (یعنی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں موجود تھے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام نے ایک آدمی کا اونٹ ذبح کر ڈالا۔ آپ نے حاطب
کو کہا میں مناسب جانتا ہوں کہ تم اس کو سزا دو۔ اور دو فی قیمت دلو۔ تاکہ تاویب و زبرد دونوں ہو جائیں۔
ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حابس بن سعد طائی نے اپنا خواب آپ سے بیان کیا کہ میں نے دیکھا چاند سورج
ہے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ ستارے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کس کے ساتھ تھے۔ حابس نے کہا چاند کے
نے کہا تم میری طرف سے کسی کام کے والی نہیں ہو سکتے ہو کیونکہ تم اس نشان کے ساتھ تھے جو مٹنے والا ہے۔
حاطب کی طرف سے صفین کے معرکہ میں مارے گئے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ جریر بن قیس کے پاس ان کے چچا آئے۔ اور انہوں نے جریر سے کہا۔ تم بھکو عمر کے
س کیوں نہیں لے جاتے۔ جریر نے کہا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم کوئی یہودہ بات نہ کہہ دو۔ انہوں نے
میں ایسا نہ کرونگا۔ جریر ان کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابن خطاب تم انصاف
نہیں تقسیم کرتے اور نہ بہت دیتے ہو۔ آپ کو غصہ آگیا اور چاہا کہ ان کو سزا دیں۔ جریر نے کہا اے ابیہر امین
مذتعا نے فرماتا ہے۔ (خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاہلین) یعنی عفو اختیار کرو۔ اور

اور بھلائی کا حکم دو۔ اور جاہلوں سے اعراض کرو۔ اور یہ جاہلوں میں سے ہے۔ راوی کہتا ہے آپ نے اسے چھوڑ دیا اور آپ آیات قرآنی پر بہت غور کرتے تھے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاص نے آپ سے تین ہزار سوار مدد کے واسطے طلب کئے۔ آپ نے خارجہ بن حذاقہ اور زبیر بن العوام اور مقداد بن اسود کو مدد کے لئے بھیج دیا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عمر نے جناب سے پوچھا کہ مشرکین نے تم کو کیا تکلیف دی۔ جناب نے کہا یا امیر المؤمنین میری پیٹھ دیکھئے۔ آپ نے دیکھ کر کہا آج تک میں نے ایسی پیٹھ نہیں دیکھی جناب نے کہا لے آگ روشن کی جاتی تھی۔ اس پر میں گھیٹتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ میری پیٹھ سے گوشت کا پانی وچریا کر اس کو بھجاتی تھی۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ خوات بن جحیر نے بیان کیا کہ ہم عمر کے ساتھ ایک قافلہ میں چلے جس میں ابو عبیدہ بن جراح اور عبد الرحمن بن عوف بھی تھے۔ لوگوں نے کہا ضرار کے اشعار سناؤ۔ عمر نے کہا ابو کو چھوڑ دو۔ تاکہ وہ اپنے اشعار سنائیں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں برابر اشعار سناتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح گئی۔ آپ نے کہا چپ ہو جاؤ۔ اب صبح ہو گئی ہے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ زید بن خطاب جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ عمر نے ان کا بہت غم کیا حضرت عمرؓ کہتے تھے جب باد صبا چلتی ہے مجھ کو زید کی بو آتی ہے۔ متمم بن نویرہ نے حضرت عمرؓ سے کہا اگر سہائی بھی اسی راہ مارا جاتا۔ جس راہ میں تمہارا بھائی مارا گیا۔ تو میں کچھ غم نہ کرتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا جیہ تم نے میری تعزیت کی ویسی کسی نے نہیں کی۔ اور جب آپ کے پاس زید کی شہادت کی خبر آئی۔ آپ نے وہ خدا میرے بھائی پر رحم کرے۔ وہ مجھ سے دو نیکیوں میں بڑھ گئے۔ یعنی اسلام و شہادت۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک شاعر نے زبرقان کی ہجر میں یہ شعر کہا لا دع المکارم لا ترحل بقینہ۔ ودا قعد فانک انت الطاعم الکاسی۔ ترحل جلا۔ بزرگیوں کو چھوڑ دے۔ ان کی طلب کے واسطے سفر نہ اور بیٹھ رہ۔ کیونکہ تو کھانے اور پینے والا ہے۔

زبرقان نے اس کی شکایت آپ سے کی۔ آپ نے حسان بن ثابت سے اس کے اس قول کی بابت دریافت کیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس شعر میں سجد و مذمت ہے۔ آپ نے اس کو تہ خانہ میں بند دیا۔ پھر عبد الرحمن بن عوف اور زبیر نے اس کی سفارش کی۔ آپ نے اس سے یہ عہد لیکر کہ پھر کم کی ہجو نہ کرے۔ چھوڑ دیا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عمر نے ایک دن لبید بن ربیعہ سے کہا۔ اے ابو عقیل اپنا کوئی شعر لبید نے کہا جب سے خدا نے مجھے سورہ بقرہ آل عمران سکھا دی۔ میں نے شعر کہنا بالکل چھوڑ دیا۔ آپ نے ان کے عطیہ میں پانچ سو کا اور اضافہ کر دیا۔ اس سے پہلے دو ہزار ان کو ملتے تھے۔ ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ مالک نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط آیا آپ نے فرمایا میری طرف سے کون جواب دے گا؟ عبد اللہ بن ارقم نے کہا میں۔ اور انہوں نے جواب لکھا

آپ کو سنایا آپ نے اُس کو بہت پسند فرمایا اور بھیج دیا۔ عمرؓ بھی اُس وقت موجود تھے۔ آپ کو بھی عبداللہ کا جواب بہت پسند آیا۔ اور اس کا دل میں ہمیشہ خیال رکھتے اور کہا کرتے کہ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے سب کو خوبی سے لکھ دیا۔ اور جب آپ خلیفہ ہوئے بیت المال ان کے سپرد کیا اور فرماتے تھے عبداللہ بن ارقم سے زیادہ کسی کو ڈرنے والا نہیں پایا۔ آپ نے ایک مرتبہ عبداللہ سے کہا اگر تم سابقین اولین میں سے ہوئے تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔

آپ حج کو جا رہے تھے جب وادی حشر میں پہنچے ان کا اونٹ دوڑنے لگا۔ اور آپ یہ اشعار جز پڑھ رہے تھے یہ الیہ تعدوا ثقلنا و ضیقنا؛ مخالفنا دیننا؛ معترضنا فی بطنہا جنیننا؛ قد ذهب الشجر الذی یزیننا؛ ترجمہ:- اونٹ تیری ہی طرف دوڑتے ہیں بجائیکہ لاغری کی وجہ سے ان کا تنگ ہوتا ہے۔ ان کا دین نصاریٰ کے دین کے مخالف ہے اس کے پیٹ میں اس کا بچہ ہے (جو دوڑنے سے روکتا ہے) لیکن پھر بھی وہ دوڑتی چلی جاتی ہیں، حتیٰ کہ چربی جو باعث زینت تھی جاتی رہی۔

آپ نے عبداللہ بن مسعود کو عمار بن یاسر کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا اور ان کو لکھا کہ میں نے عمار بن یاسر کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیجا ہے یہ دونوں کبار صحابہ میں سے ہیں جنگ بدر میں شریک تھے۔ تم لوگ ان دونوں کی پیروی کرو۔ اور ان کی بات کو مانو۔ میں نے اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ آپ عبداللہ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ علم سے پُر ہیں۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ابن عباس کو بہت دوست رکھتے اور اُن کو اپنے قریب بٹھاتے اور بڑی بڑے صحابہ کی موجودگی میں اُن سے مشورہ لیتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ ابن عباس جوانوں میں بہت دریافت کرنے والے اور سمجھدار ہیں۔ آپ باوجود اپنے اجتہاد اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے ابن عباس سے مشکل معاملات میں رائے لیتے تھے۔ ابو عمرو روایت کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت نے معاویہ پر خرچ کے بارے میں اعتراض کیا۔ انہوں نے اُن کی مخالفت کی اور اُن کو سخت کہا۔ عبادہ نے کہا میں تمہارے ساتھ ایک جگہ کبھی نہ رہوں گا۔ اور مدینہ چلے آئے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے پوچھا کیوں چلے آئے؟ عبادہ نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اُن سے کہا تم وہیں رہو کیونکہ خدا نے اس سرزمین کو فتح کیا ہے۔ اور وہاں نہ تم ہو اور نہ تمہارا ایسا کوئی اور ہے۔ اور معاویہ کو لکھا کہ عبادہ پر تمہاری حکومت نہیں ہے۔

ابو عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ بن مسعود ثقفی سے فرمایا تھا کہ تم اپنی قوم میں واپس ہی ہو، جیسے صاحبائیں اپنی قوم میں جب ان کا انتقال ہو گیا، حضرت عمرؓ نے اُن کا مرثیہ کہا۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عتبہ بن غزوہ ان پہلے شخص میں جو بصرہ میں فوکش ہوئے اور ان ہی نے اس کی داغ بیل ڈالی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بھیجے وقت کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو حیرہ پر چڑھائی کے واسطے بھجوں شاید خدا تمہارے ہاتھوں اُس کو فتح کر دے۔ لہذا تم خدا کے سایہ فضل و عاطفت میں جاؤ، اور جہاں تک ہو سکے خدا سے ڈرتے رہنا۔ جان لو کہ تم دشمن کے پاس جاتے ہو۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ خدا تم کو اُن پر غالب

کر دے گا۔ اور تم کو اُن کے شر سے بچائے گا۔ میں نے علامہ حضرت علی کو لکھ دیا ہے کہ عرفجہ بن خزیمہ کو تمہاری مدد پر بھیج دیں۔ وہ دشمنوں سے مقابلہ کیے ہوئے تجربہ کار ہیں۔ اُن سے مشورہ لے لیا کرنا۔ جاؤ، پہلے وہ اسلام دینا، جو اس کا اقرار کرے اُس کو مان لینا، اور جو انکار کرے اُس سے جزیہ لینا۔ اگر اس سے بھی انکار کرے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ صلح نہ کرنا۔ اور عرب کے جن قبائل پر تمہارا گذر ہو اُن کو جہاد کے واسطے بلانا، اور اس پر مستعد کرنا۔ اور دشمن کی سختیوں کو برداشت کرنا اور خدا سے ڈرتے رہنا۔

غلبہ بن غزوہ ان نے پہلے شہر ”ابلہ“ فتح کیا، پھر بصرہ کی بنیاد ڈالی۔ ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ شعبی نے کہا حضرت ابو بکر رضی، عمر رضی، علی رضی شاعر تھے۔ لیکن حضرت علی رضی کو شعر گوئی کی مہارت ان سب سے زیادہ تھی۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ عدی بن حاتم حضرت عمر رضی کے پاس آئے اور کہا میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے نہ پہچانا ہوگا۔ آپ نے کہا میں تم کو کیوں نہ پہچانوں گا۔ حالانکہ پہلا صدقہ جس کی وجہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک روشن ہوا، وہ قبیلہ طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں تم اس وقت ایمان لائے جس وقت لوگ انکار کر رہے تھے۔ اور تم اس وقت آگے بڑھے، جب لوگ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ اور جب سبھوں نے غدر کیا، تم اس وقت عہد پر قائم رہے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ عمر نے سعید بن عامر حجازی کو لشکر کا سردار مقرر کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ اُن کو کچھ جہنوں کی جھجک ہے۔ آپ نے اُن کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ سعید بہت بڑے زامہ تھے۔ جب وہ آئے تو اُن کے پاس سوا تو شہ دان، لاٹھی اور پیالہ کے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے پوچھا کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کے سوا تمہارے پاس کچھ نہیں؟ سعید نے کہا اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ لاٹھی ہے، اور تو شہ دان ہے جس میں میں اپنا تو شہ رکھتا ہوں۔ اور پیالہ ہے جس میں میں کھاتا ہوں۔ حضرت عمر رضی نے پوچھا کیا تم کو کچھ جہنوں؟ سعید نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بے ہوش ہو جاتے ہو۔ سعید نے کہا جس وقت خیب لٹکائے گئے میں بھی وہاں موجود تھا۔ انہوں نے قریش پر بددعا کی، میں بھی انہیں میں داخل تھا۔ پس جب میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں مجھ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ آپ نے اُن سے کہا تم اپنی جگہ پر واپس جاؤ انہوں نے انکار کیا اور کہا مجھے معاف کیجئے بعض لوگ کہتے ہیں آپ نے اُن کو معاف کر دیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حص کا دالی مقرر کر دیا تھا، اور وہ مرتے وقت تک وہیں رہے۔

ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو آپ کے پاس آئے اور آپ کے دائیں بائیں بیٹھ گئے پھر ہاجر بن اولین آنا شروع ہوئے۔ آپ فرماتے، حارث اس جگہ بیٹھو، سہیل اس جگہ بیٹھو۔ اور ان کو ہٹاتے گئے۔ پھر انصار آئے اور آپ نے ان کو ہٹایا۔ یہاں تک کہ یہ دونوں سب سے آخر میں ہو گئے جب حضرت عمر رضی سے بہت ہی دور ہو گئے، حارث نے سہیل سے کہا دیکھتے ہو ہمارے ساتھ کیسا بڑا کرتے ہیں۔ سہیل نے کہا وہ اچھے آدمی ہیں اُن کو ملامت کرنا زیبا نہیں بلکہ ہم کو اپنے اوپر ملامت کرنا چاہیے کہ سب کو ایک ساتھ دعوت اسلام دی گئی یہ لوگ آگے بڑھ گئے، اور ہم پیچھے رہ گئے۔ جب

آپ کے پاس سے لوگ چلے گئے، دونوں اٹھ کر گئے اور کہا یا امیر المؤمنینؓ جو کچھ آپ نے ہمارے ساتھ آج معاملہ برتا، اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ ہمارا ہی قصور تھا۔ اب کوئی ایسی ترکیب ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی اس گزشتہ کمی کو پورا کر سکیں؟ آپ نے فرمایا سو اس طریقہ (یعنی جہاد) کے اور کوئی طریقہ نہیں معلوم ہوتا۔ دونوں شام کی طرف جہاد کے لیے چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔ اور سہیل کے سوا ایک لڑکی کے اور کوئی باقی نہیں رہا جس کو وہ مدینہ میں چھوڑ آئے تھے۔ اس کا نام فاختہ بنت عتبہ بن سہیل تھا۔ آپ نے اُس کی شادی عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کے ساتھ تجویز کی اور لوگوں سے فرمایا کہ عمدہ لڑکی کی بہتر لڑکے کے ساتھ شادی کر دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، اور خدا نے اُن دونوں سے بہت نسل بڑھائی۔

ابو عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے صحابہؓ کو حلق پہنائے۔ ایک حلقہ بچ رہا، آپ نے فرمایا ایسا آدمی بتاؤ کہ اُس نے اور اُس کے باپ نے ہجرت کی ہو۔ لوگوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ، آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ سلیم بن سلیم، اور آپ نے اُن کو وہ حلقہ پہنا دیا۔ اب ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکمت آمیز کلمات کو ختم کرتے ہیں۔ واللہ بہ اولاد آخرت و ظاہر و باطناً:

اشاعت و تبلیغ قرآن کریم فاروقِ عظیمؓ کا امت و رسولِ خدا کے درمیان واسطہ ہونا

یہ کام آپ سے اس خوبی سے واقع ہوا کہ اُس سے زیادہ قوت انسانی سے باہر ہے۔ آج جو بھی مسلمان قرآن مجید پڑھ رہا ہے آپ کا احسان اُس کی گردن پر ہے جس شخص نے اُس کو جان لیا وہ خدا کا شکر یہ بجالایا، اور جس نے اُس کو نہ جانایا جان کر تعصباً اُس کو چھپا یا دجلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنی جس نے آدمیوں کا شکر نہیں کیا اُس نے خدا کا شکر نہیں کیا۔ اُس نے کفرانِ نعمت کیا۔ جب آنحضرت علیہ اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، قرآن مجید مصحف میں بچا نہ تھا۔ سورتیں اور آیتیں ورقوں میں لکھی ہوئی مختلف صحابہ کرامؓ کے پاس سے ملتی تھیں۔ اگر تم اس کی مثال سمجھنا چاہتے ہو، تو فرض کرو کہ ایک منشی یا شاعر اپنی انشاء اور قصائد و مقطعات کو مختلف بیانیہ کتابوں کی پشت پر لکھ کر چھوڑ گیا جو بمنزلہ چڑیوں کی ہلاکت کے قریب ہوں۔ کہ اس شاعر یا منشی کے ایک شاگرد نے ان سب کو یکجا جمع کر دیا۔ اور اس کی جمع اور تصحیح میں غایت درجہ کا اہتمام کیا گویا اُن آثار کی زندگی اُس کے تم سے واقع ہوئی۔ سب سے پہلے خدا نے جس کے دل میں اس کا ارادہ ڈالا اور اس کو اپنے اس وعدہ بنی "وانالہ لحافظون ان علینا جمعہ وقرآنہ" کے پورا کرنے کا ذریعہ ٹھہرایا، وہ حضرت فاروقِ عظیمؓ تھے۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ یمامہ کے بعد مجھے بھیجا۔ جب میں گیا حضرت عمر بن الخطابؓ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ ابو بکرؓ نے کہا عمرؓ نے مجھ سے کہا ہے کہ میرا لی جنگ میں قرآن مجید کے حافظ بہت شہید ہوئے اور مجھے خوف ہے کہ اگر چند مقامات میں حفاظ یوں ہی شہید ہوئے، تو قرآن کریم کا بہت حصہ ضائع جائے گا۔ اور میں مناسب جانتا ہوں کہ آپ قرآن کریم کے یکجا جمع کرنے احکم دے دیں۔ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا، تم اس کام کو کس طرح کرو گے جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے نہیں کیا حضرت عمرؓ نے کہا بخدا یہ خیر ہے۔ اور وہ مجھ سے اس بارے میں ہمراہ گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے میرے سینہ کو اس کام کے لیے کشادہ کر دیا۔ اور میری بھی اس معاملہ میں وہی رائے ہو گئی جو حضرت عمرؓ کی تھی۔ زید کہتے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے کہا تم جو ان عقلمند آدمی ہو اور تم کو متہم نہیں جانتے ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تم کاتب وحی رہے ہو لہذا تم قرآن مجید کو تلاش کرو۔ اور اس کو جمع کرو زید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر وہ مجھ کو ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کو کہتے یہ آسان تھا نہ سبب قرآن جمع کرنے کے۔ میں نے کہا تم اس کام کو کیونکر کرو گے جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابو بکرؓ نے کہا یہی بہتر ہے۔ اور آپ برابر اس معاملہ میں مجھ سے جواب و سوال کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے میرے سینہ کو اس کام کے واسطے کشادہ کر دیا۔ جس کے واسطے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے سینہ کو کشادہ کیا تھا۔ اور میں نے قرآن پاک خرو کی شاخوں، سفید پتھروں اور حفاظ کے سینوں سے تلاش کر کے جمع کیا۔ (اس حدیث کو بخاریؒ نے بیان کیا ہے) انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ یہ شامیوں سے آرمینیا اور آذربائیجان کی فتح میں اہل عراق کے ہمراہ لڑتے تھے۔ حذیفہ ان لوگوں کا اختلاف قرات دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور عثمانؓ سے کہا یا امیر المؤمنینؓ یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب کے بارے میں اختلاف کرنے سے پہلے اس امت کا تدارک کر لیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کو کہلا بھیجا کہ مصحف کو ہمارے پاس بھیج دو ہم اس کی نقلیں کرو اگر آپ کے پاس بھیج دیں گے۔ حضرت حفصہؓ نے اس کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیا حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، سعد بن العاصؓ اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشامؓ کو اس کے نقل کرنے کا حکم دیا اور بنیوں قریشیوں (یعنی عبداللہ بن زبیرؓ، سعد بن العاصؓ اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشامؓ) سے کہا اور جب تمہارے اور زید بن ثابتؓ کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان کے موافق لکھنا کیونکہ قرآن پاک ان ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا جب نقل کر چکے، حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کا قرآن ان کے پاس بھجوا دیا اور ہر ایک طرف نقل شدہ قرآن پاک میں سے ایک ایک بھجوا دیا۔ اور حکم دیا کہ ان کے سوا جو کچھ قرآن، درقوں اور مصحفوں میں لکھا ہو، جلا دیا جائے۔ (اس کو بخاریؒ نے نقل کیا ہے)

بغوی نے شرح السنہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول یعنی ”ان هذا القرآن نزل علی سبعة احرف“ (یہ قرآن پاک سات حرفوں میں اُتر آیا ہے) کی شرح میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے بعد بھی یہی حالت رہی کہ لوگ ان قراتوں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھائیں اور پڑھائی تھیں۔ قرآن پاک پڑھتے رہے یہاں تک حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانہ میں اس بارے میں اختلاف واقع ہوا اور معاملہ بہت سخت ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپس میں تکفیر اور تبرے کی نوبت آ گئی۔ آپ نے صحابہ سے اس کی بابت مشورہ کیا، خدا نے صحابہ کی رائے کو ایک مصحف پر متفق کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری دورے میں پیش کیا گیا تھا حضرت ابو بکرؓ نے صحابہ کرام کے مشورے سے جنگ یمامہ میں اکثر حفاظ کے شہید ہونے کے بعد قرآن کو بجا لکھنے کا حکم دیا تاکہ حاملان قرآن پاک اٹھ جانے سے قرآن مجید نہ جاتا رہے۔ اور مسلمانوں کے لیے ایک اصل موجود رہے تاکہ ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے (اختلاف کے وقت) اس کی متعدد نقلیں کرائیں۔ اور لوگوں کو اس کے

پڑھنے کا حکم دیا اور جو کچھ اس کے سوا تھا اس کو جلا دیا تاکہ اختلاف کا مادہ جاتا رہے۔ اور جو رسم خط قرآن کے مخالف ہے وہ منسوخ کے حکم میں ہے جیسا کہ اور جو اس مصحف کے سوا تھا، صحابہ کے اتفاق سے منسوخ کر دیا گیا۔ اور جو دو دفتیوں کے درمیان لکھا ہی یہی خدا کی طرف سے بندوں کے لیے دستور العمل ہے۔ اور امت کے لیے یہی قابل اعتبار ہے۔ اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ الفاظ قرآنی میں رسم و سوا و خط سے تجاوز کرے۔ لیکن قرأت مختلفہ جو رسم خط اور کتاب کے موافق ہوں جائز ہیں۔ اور اس کی نجائش باقی ہے بشرطیکہ وہ قرأت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ منقول ہوں۔ جیسا کہ قراۃ مشہورین نے صحابہؓ سے صحیح نقل کے ساتھ ان کو حاصل کیا ہے۔

خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا قرأت سنت ہے۔ یعنی حروف و قرأت میں اگلوں کی پیروی اگرنا سنت ہے۔ اس میں رسم خط مصحف یا قرأت مشہورہ کے خلاف کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ لختہ اس کے خلاف درست ہو۔ کیونکہ صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والوں نے اتفاق کیا ہے کہ قرأت سنت ہے۔ کیونکہ کوئی حرف بلا سند صحیح کے پڑھنا درست نہیں ہے۔ مگر بشرطیکہ وہ رسم خط مصحف کے موافق ہو۔ اور لفظ بلفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا گیا ہو۔

جب قرآن شریف مصحف میں یک جا ہو گیا، برسوں آپ اس کی تسبیح میں سرگرم رہے، اور بار بار صحابہ اس کے متعلق مناظرے کیے۔ کبھی حق اس لکھے ہوئے کے موافق ظاہر ہوتا اور آپ اس کو اسی حالت پر رہنے دیتے اور لوگوں کو اس کی مخالفت سے منع کر دیتے۔ اور کبھی اس کے خلاف ظاہر ہوتا اس حالت میں آپ اس لکھے ہوئے کو پھیل ڈالتے اور اس کی جگہ پر جو حق ثابت ہوتا لکھ دیتے۔ ان دونوں صورتوں کی مثال ہم بیان کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو "السابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" آخر آیت تک پڑھ رہا تھا آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا پھر پڑھ۔ اس نے پھر پڑھا، آپ نے پوچھا تجھ کو یہ آیت کس نے پڑھائی؟ اس نے کہا ابی بن کعب نے۔ آپ نے کہا تم نے ان کے پاس لے چلو۔ وہ ان کے پاس لے گیا ابی اپنے مسند پر تکیہ لگا کر کٹھنی کر رہے تھے۔ آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے کہا اے ابو منذر! انہوں نے کہا لبیک، آپ نے کہا یہ شخص کہتا ہے کہ آپ نے اس کو یہ آیت سکھائی ہے۔ انہوں نے کہا سچ کہتا ہے۔ میں نے اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا۔ آپ نے کہا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے (اس کو تین بار کہا) تیسری بار غصہ ہو کر کہا ان قسم ہے خدا کی اللہ تم نے جبرائیلؑ پر اور جبرائیلؑ نے آنحضرت محمدؐ کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا۔ اور خطاب یا ابن خطاب سے اس میں مشورہ نہیں لیا۔ آپ اتھاٹھٹھے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے چلے آئے۔ "حاکم نے اس حدیث کی روایت کی ہے" مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ آپ "والذين اتبعوهم" میں واد نہیں پڑھتے تھے۔ ابی بن کعب سے مناظرہ کے بن معلوم ہوا کہ واد کا ہونا صحیح ہے، آپ نے مصحف میں اس کو لکھ دیا۔

ابو ادیس ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے: "واذ جعل للذين

کفر و افی قلوبہم الحمیتہ۔ حمیتہ الجاہلیۃ و لوحیتہم کما حمو الفساد المسجل الحرام۔ فانزل اللہ سکینۃ علی رسولہ
جب آپ کو اس کی خبر معلوم ہوئی آپ نے لوگوں کو بلوایا بھیجا جن میں زید بن ثابت بھی تھے۔ آپ نے کہا تم
میں سے کسیکو سورۃ فتح یاد ہے؟ زید نے اُس کو ویسا ہی پڑھا جیسا کہ آج کل پڑھی جاتی ہے۔ آپ نے
ابی کو بہت مسست کہا۔ ابی نے بھی بات کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دی، ابی نے کہا تم
جانتے ہو کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا اور وہ مجھ کو قرآن سکھاتے تھے اور تم لوگ دُعاؤں
پر کھڑے رہتے تھے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ میں لوگوں کو قرآن اُسی طریقہ پر سکھاؤں جس طریقہ پر آپ نے
مجھ کو سکھایا ہے تو میں سکھاؤں گا۔ ورنہ تمام عمر کسی کو ایک حرف نہ سکھاؤں گا۔ آپ نے کہا نہیں، تم
لوگوں کو قرآن پاک سکھاؤ۔ اس کو حاکم نے نقل کیا ہے۔ اور مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ لوحیتہم کما
حمو متواتر نہیں ہے بلکہ شاذ قرات ہے۔ اس لیے اس کو قرآن میں داخل نہیں کیا۔

اس کے بعد آپ نے قرآن صحابہ کو حکم دیا کہ قرآن مجید کا درس دیں اور عام لوگوں کو ان سے قرآن
پڑھنے پر مستعد کیا اور اس بارے میں بہت کوشش کی اور انہی لوگوں کا سلسلہ قرات اس وقت تک باقی ہے۔
حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے خطبہ میں بیان کیا کہ جس کو قرات قرآن کے متعلق کچھ دریا
کرنا ہو وہ ابی بن کعب کے پاس جائے۔ آخر حدیث تک اس حاکم نے نقل کیا ہے۔

عبدالرحمن بن عبدالقاری سے تراویح کے قصہ میں منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ابی بن کعب کے
ہیچے جمع کروایا۔ آخر حدیث تک شیخین نے اس کی روایت کی ہے۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہم لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت علیؓ فیصلہ کرنے
والے، اور ابی قاری ہیں۔ اور ہم ابی کے بعض قول کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ کہتے ہیں میں نے اس
کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے اور بعض کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے کہا ہے: ما نسخ
من آیتہ او نسیہا الخ۔ اس کو حاکم نے نقل کیا ہے۔

عمار بن مضر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کے اس خط کو جو انہوں نے اہل کوفہ کو لکھا تھا
پڑھا ہے۔ اُس میں لکھا تھا کہ میں نے عمار کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ یہ کبار صحابہ
میں۔ تم لوگ دونوں کی باتوں کو سنو اور ان کا اتباع کرو۔ میں نے اپنے اوپر جبر کر کے عبداللہ کو تمہارے
پاس بھیجا ہے۔ (اس کو ابو عمرؓ نے نقل کیا ہے)

قیس بن مروان سے طویل طویل قصہ میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ قرآن مجید کو اُسی ترویج و تاذی کے ساتھ پڑھے جس کے ساتھ نازل ہوا
ہے، اُس کو عبداللہ بن مسعود کی قرات پر پڑھنا چاہیے۔ اس کو احمد نے شرح السنۃ میں ذکر کیا ہے۔

قرآن مشہور کی قراتیں صحابہ سے ماخوذ ہیں۔ عبداللہ بن کثیر اور نافع نے ابی بن کعب سے اور عبداللہ بن عامر نے
عثمان بن عفان سے، اور عاصم نے علی اور عبداللہ بن مسعود اور زید سے، اور حمزہ نے عثمان اور حضرت علیؓ سے
اخذ کیا ہے اور ان صحابہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے۔

احمد بن قاسم بن ابی بردہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عکرمہ بن سلیمان سے سنا وہ کہتے تھے، میں اسمعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین سے قرآن پڑھ رہا تھا جب میں واسطی پہنچا، وہاں سے ختم قرآن شریف تک ہر سورۃ کے آخر پر اللہ اکبر کہتے گئے۔ اور بیان کیا کہ انہوں نے عبد اللہ بن کثیر سے قرآن پڑھا تھا، انہوں نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور عبد اللہ بن کثیر نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے مجاہد سے قرآن سیکھا انہوں نے انکو اس کا حکم دیا۔ اور ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ ابن عباس نے ان کو یہی حکم دیا تھا۔ اور ابن عباس نے ان سے بیان کیا کہ ابی بن کعب نے انکو اس کا حکم دیا تھا۔ اور ابی بن کعب نے ان کو خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کا حکم فرمایا تھا۔ اسکی روایت حاکم نے کی ہے۔ امام شافعی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہم سے اسمعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین نے بیان کیا کہ میں نے شبل سے قرآن اخذ کیا۔ اور شبل نے خبر دی کہ انہوں نے عبد اللہ بن کثیر سے قرآن اخذ کیا۔ اور عبد اللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے مجاہد سے قرآن حاصل کیا اور مجاہد نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عباس سے قرآن اخذ کیا اور ابن عباس نے بیان کیا کہ انہوں نے ابی بن کعب سے قرآن اخذ کیا۔ اور ابن عباس نے کہا، ابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھا تھا۔ امام شافعی کہتے ہیں اور میں نے اسمعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین سے قرآن حاصل کیا۔ (حاکم نے اس کو روایت کیا ہے)

اعمش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے یحییٰ بن وثاب سے تیس مرتبہ قرآن پڑھا۔ اور یحییٰ نے علقمہ سے پڑھا اور علقمہ نے عبد اللہ سے پڑھا اور عبد اللہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ والرجز فاھجو، والرجز کی سرائے کو زیر کے ساتھ پڑھا۔ (حاکم اس کے راوی میں) اس کے بعد آپ نے عوام کو بتا کر حکم دیا کہ اُسی سے قرآن حاصل کریں جس کے پاس صحیح سند سے قرآن موجود ہو۔

پھر آپ نے نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھنا اختیار کیں جس کا حال مفصل بیان ہو چکا ہے۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ مسلمان لوگ آپ سے قرآن سنیں اور مہارت پیدا کریں۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لکھن یعنی خود لکھنے کے سیکھنے کا حکم دیا۔ تاکہ عرب کے روزمرہ بول چال سے واقف ہوں۔ متورق علی سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا، افرأض و لکن و سنن کو مثل قرآن مجید کے حاصل کرو۔

تفسیر کشاف میں ”ان اللہ برئ من المشرکین و رسولہ“ کے متعلق ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک اعرابی نے کسی شخص سے اس آیت کو پڑھنے سنا تو اس نے کہا اگر خدا اپنے رسول سے بیزار ہے تو میں بھی اُس سے بیزار ہوں۔ اُس آدمی نے اعرابی کا گریبان پکڑ لیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ اعرابی نے اُس آدمی کی قرأت بیان کی۔ اُس وقت سے آپ نے زبان عربی سیکھنے کا حکم دیا۔ یہ آپ کی کوششیں تھیں قرآن پاک کی حفاظت میں لیکن ”تفسیر قرآن“ تو اس کا بہت بڑا حصہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ظاہر ہوا۔ منجملہ اس کے بہت سی آیتوں کا آپ کی رائے کے موافق نازل ہونا ہے جس کے متعلق ایک فصل اور پندرہ جگی ہے۔ اسی کے متعلق آپ کے وہ سوالات ہیں جن کی وجہ سے آیتیں نازل ہوئیں۔ ابن عباس سے مروی ہے

کہ جب یہ آیت ”والذین یکنزون الذھب والفضۃ“ (یعنی جو لوگ سونا اور چاندی جوڑتے ہیں) نازل ہوئی مسلمانوں پر بہت شاق گذرا۔ آپ نے کہا میں اس مصیبت کو تم سے دور کر دوں گا۔ اور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا یا نبی اللہ آپ کے اصحاب پر یہ آیت بہت شاق ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر زکوٰۃ کو اسی لیے فرض کیا ہے تاکہ تمہارا بقیہ مال پاک ہو جائے۔ اور میراث کو فرض کیا ہے اور اس بات کو اس لیے ذکر کر دیا تاکہ بعد میں آنے والوں کو نصیحت ہو۔ راوی کہتا ہے حضرت عمرؓ نے اللہ اکبر کہا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو آدمی کا بہترین ذخیرہ نہ بتا دوں۔ وہ نیک عورت ہے جب اُس کی طرف مرد دیکھے بھلی معلوم ہو۔ اور جب اس کو حکم دے تا بعد اری کرے۔ اور جب اُس کے پاس سے باہر چلا جاوے۔ اس کی آبرو کی محافظ رہے۔ (حاکم نے اس کو بیان کیا ہے)

اور اسی قسم سے ہے آپ کا بہت سی مشکلات قرآنی کا تفسیر فرمانا:

مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے اس آیت کی بابت دریافت کیا گیا کہ "واذا اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذرياتهم واشهدهم على انفسهم الملت بربكم قالوا بلى شهدنا ان تقولوا يوم القيامة انا كنا عن هذا غافلين" اور جب تمہارا پروردگار انہیں سے ان کی پشتوں سے اُن کی ذریت کو نکالا اور اُن سے ان کا قرار لیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں تاکہ قیامت کے دن یہ نہ کہیں کہ ہم اسے غافل تھے۔ حضرت عمر بن خطاب نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ایک شخص کے جواب میں جس نے اس آیت کی بابت سوال کیا تھا فرمایا کہ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر اُن کی پشت پر اپنا دامناں تھپھرا اور اُن سے اُن کی ذریت نکالی۔ اور کہا ان کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا۔ اور مثل عمل اہل جنت کے یہ عمل کریں گے۔ پھر اُن کی پشت پر مسح کیا گیا اور اس سے ایک ذریعہ نکالی۔ پھر کہا میں نے ان کو دوزخ کے لیے پیدا کیا اور مثل اہل دوزخ کے یہ عمل کریں گے۔ ایک آدمی بولا پھر۔ اے اللہ کے رسول "عمل" کس لیے ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تم جب بندہ کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس کو مثل اہل جنت کی توفیق دیتا ہے پھر جنت میں داخل کرتا ہے۔ (اسی طرح) جب کسی کو دوزخ کے لیے پیدا کرتا ہے، اس کو مثل عمل اہل دوزخ کی توفیق دیتا ہے۔ لہذا اس کو جہنم میں داخل کرتا ہے۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے)

یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اللہ تم کا ارشاد ہے: "ان تقصروا من الصلوة ان خفتكم" اور اب تو لوگ مامون ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جس بات پر تم نے تعجب کیا، یہی مجھ کو بھی پیش آئی چنانچہ اس بارے میں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا، آپ نے ارشاد فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ تم پر کیا ہے۔ اس کے صدقہ کو قبول کرو۔ (آخر جہ الترمذی)

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیت کریمہ "ايود احدكم ان تكون له جنة" کس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا، اللہ بہتر جانتا ہے۔ حضرت عمرؓ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ یا تو کہو ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ہیں۔ اس پر ابن عباسؓ نے فرمایا امیر المؤمنینؓ میری ذہن میں کچھ بات آتی ہے۔ فرمایا اے بھتیجے بیان کرو۔ اور اپنے کو چھوٹا نہ خیال کرو۔ ابن عباسؓ بولے کہ خدا نے عمل کے لیے مثال بیان کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کس عمل کی؟ فرمایا بس عمل کی..... اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا، ایک غنی آدمی نیکیاں کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ شیاطین کو اس کے پاس بھیجتا ہے۔ اور وہ معصیت کا

مرتکب ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس کے معاصی تمام نیک اعمال کو لے ڈوبتے ہیں۔ (اس کو حاکم نے روایت کیا ہے) ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ شرابی حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہاتھوں، جوتوں اور لاکھٹیوں سے ماہے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ حضرت ابو بکر رضی کے زمانہ میں نسبت زمانہ نبوی کے ان کی کثرت ہوئی، تو حضرت ابو بکر رضی نے فرمایا کہ ہم ان کے لیے حد مقرر کر لیں حضور علیہ السلام کے زمانہ سے اندازہ کر کے۔ آپ نے چالیس کوڑے مقرر کیے اور یہی حد لگاتے رہے اپنی وفات تک۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی نے بھی اسی پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ مہاجرین اولین میں سے ایک شخص لائے گئے جنہوں نے شراب پی گئی۔ آپ نے حد جاری کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا آپ مجھے کیسے حد مارتے ہیں۔ میرے اور آپ کے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ حضرت عمر رضی نے فرمایا کوئی اللہ کی کتاب میں تم نے پایا کہ میں تمہیں حد نہ ماروں؟ انہوں نے کہا اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔

”لَیْسَ عَلَی الذِّیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعَمُوْا“ الایۃ کا مصداق ہوں۔ چنانچہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ بدر، حدیبیہ، خندق اور دیگر مشاہد میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت عمر رضی نے ارشاد فرمایا کیا تم اس کی بات کا جواب دے سکتے ہو؟ حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا یہ آیات گزشتہ لوگوں کی عذر خواہی میں وارد ہوئی ہیں لیکن باقیوں پر حجت ہیں۔ کیونکہ اللہ تم نے اس سے پہلے کی آیتوں میں (شراب کی صاف ممانعت کرتے ہوئے) فرمایا۔

”یٰۤاَیُّهَا الذِّیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَلِیْسُ وَالْاَنصَابُ وَالْاَنزِلَامُ رَجِیْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ الْحَمْدُ“ اور اس کے بعد آپ نے بھی وہی آیات تلاوت کیں جن کو شرابی نے اپنی برائت کے لیے دلیل بنایا تھا۔ اور فرمایا اللہ تم نے شراب کی سے منع کیا ہے۔ حضرت عمر رضی نے یہ سن کر فرمایا، تم نے سچ کہا۔ اب کیا خیال ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہمارا خیال ہے کہ اس نے شراب پی اور مدہوش ہوا۔ اور نشہ کی حالت میں ہدیان بکا۔ اور جب ہدیان بکا، جھوٹا بہتان باندھا اور جھوٹا بہتان باندھنے پر اسٹی درے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی نے آستنی درے لگائے جانے کا حکم دیا۔ (اس کو حاکم نے روایت کیا ہے)

جعفر بن سلیمان سے بواسطہ عمران الجونی مروی ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت عمر رضی ایک راہب کے کلیسیا پر گذرے تو اس کو آواز دی۔ وہ آیا، تو اس کی طرف دیکھنے لگے اور رونے لگے۔ جونی کہتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا، امیر المؤمنین! یہ شخص کون ہے؟ فرمایا کہ مجھے اللہ تم کا قول یاد آ گیا، اور اسی نے مجھ کو دایا

”عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً تَسْقٰی مِنْ حِیْنٍ اٰنِیَةً“ (اخرجہ الحاکم)

(نکتہ)

اس بحث کے آخر میں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے وہ یہ کہ شارع کی مرضی آیات صفات کے بیان میں جیسے وجہ (چہرہ) مید (ہاتھ) وغیرہ عیدم خوش تھی۔ اسی طریقہ پر آیات مجملہ احکام کے اندر کسی ایک شق کا یقینی طور پر نہ متعین کرنا مرضی شارع تھی۔ تاکہ امت کو تنگی نہ پیش آئے۔ حتیٰ کہ سوال اور پوچھنے کو بھی شریعت نے اس باب میں پسند نہیں فرمایا۔

مشکوٰۃ میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتعظیمات نے ارشاد فرمایا وہ مسلمانوں میں سب سے بڑا جرم اس شخص کا ہے، جس نے کسی ایسی چیز کو دریافت کیا جو پہلے سے حرام نہ تھی لیکن

اس کے پوچھنے کے باعث حرام کی گئی۔ (متفق علیہ)

چونکہ قرآن قریش کی زبان پر نازل ہوا ہے قرن اول میں جب کہ انکی زبان مختلط نہ ہوئی تھی اور عراق و شام نیزین والے ان سے نہ ملے تھے، تو چنداں قریش غریب مشکل الفاظ کی شرح کے محتاج نہ تھے۔ اسباب نزول میں جن کی بحث ضروری تھی، انہیں اکثر لوگ جانتے تھے۔ اور جن کی ضرورت نہ تھی جیسے اشارات قرآن ان پر تکیہ تھا، اور العبرة لعموم النظم لا بسبب النزل کے ساتھ مشغول نہ ہوئے تھے۔ اور اسرائیلیات کی زیادتی بھی پسندیدہ نہ تھی۔ خلاصہ یہ کہ یہی تمام امور تھے جن کی بنا پر اس بحث میں حضور علیہ السلام نے خاص بیان نہیں فرمایا۔ حالانکہ بیان قرآن منصب نبوت میں داخل تھا جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے "لتبیین للناس ما نزل الیہم" اور یہی وجہ تھی جن کی بنا پر حضرت فاروق اعظم نے اس مسئلہ میں اکتار اور زیادہ گفتگو سے کام نہیں لیا۔ واللہ اعلم بحقائق الامور۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تبلیغ حدیث میں امت کے درمیان واسطہ ہونا

پس اس طریقہ پر ہوا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ اس مقام پر لازم ہے کہ دو نکتے بیان کیے جائیں۔ پہلا نکتہ: صحابہ کرام کے باعتبار قلت و کثرت روایت چار طبقے ہیں۔ (طبقہ اول) مکثرین، وہ صحابہ ہیں جن کی مرویات ہزار یا اس سے متجاوز ہوں۔ (دوم) متوسطین، جن کی مرویات پانچ سو (۵۰۰) یا اس سے زیادہ ہوں۔ جیسے ابی موسیٰ اور ہریر بن عازب (سوم) وہ صحابہ جن کی روایات چالیس یا زیادہ ہوں، تین سو اور چار سو تک۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس نے میری امت میں سے چالیس احادیث یاد کیں قیامت کے دن علم کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (ادکما قال)۔ (چہارم) متقلین وہ صحابہ جن کی مرویات چالیس سے بھی کم ہوں۔ جمہور محدثین نے کہا ہے کہ مکثرین صحابہ آٹھ ہیں: ابو ہریرہ، عائشہ صدیقہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن العاص، انس، جابر، ابوسعید خدری اور متوسطین میں سے حضرت عمر بن الخطاب حضرت علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، ابو موسیٰ اشعری، ہریر بن عازب وغیرہم کو شمار کیا ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی مرویات پانچ سو سے زائد اور ہزار سے کم لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ اور یہ فقیر (خود حضرت مصنف) اس جگہ ایک بحث رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمر، حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کی بیشتر روایات اگرچہ ظاہر میں موقوف ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب مرفوع ہیں۔ کیونکہ ان اصحاب کے اکثر روایات باب فقہ، باب احسان اور باب حکمت میں ہیں۔ کہ وہ متعدد طریقوں سے مرفوع ہیں۔

پھر دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ خود ان اصحاب کے الفاظ میں کوئی اشارہ خفی ایسا ہوتا ہے جو مرفوع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پس اصول حدیث کے قاعدہ کے مطابق (جو اس فن کے ماہروں پر مستقیم ہے) ان اصحاب کی بہت سی موقوف روایات حقیقت میں مرفوع ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اصحاب والا قدر مکثرین صحابہ میں داخل ہیں اس مقدمہ کے شواہد کثیر ہیں لیکن تفصیل فرغت چاہتی ہے۔ (اس لیے نظر انداز کرتے ہیں)۔ لیکن سمجھدار کے لیے گنجائش ہے کہ جو کچھ ہم نے فقہ، احسان، حکمت کے متعلق بیان کیا ہے ان کو ایسی احادیث مرفوعہ پر

جو اصول میں ثابت ہیں پیش کرے۔ اور شیخ ابن حجر نے اپنی کتاب منہج میں جن قواعد کلیہ کو بیان کیا ہے ان کو سامنے رکھے۔ اور پھر سمجھے کہ کون کونسی احادیث ان میں سے مرفوعہ ہیں۔

(دوسرا نکتہ) بعض صحابہ جیسے ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ حدیث کو حضور صلعم سے ایسے الفاظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں گویا انہوں نے خود سنا ہے۔ جیسے کہتے ہیں: "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضور علیہ السلام نے فرمایا) "عن النبی (حضور اکرمؐ سے مروی ہے) امرنا بكذا ونہینا عن كذا امر النبی - نہی النبی۔ اور انہی کے دوسرے الفاظ کی تھیں۔ حالانکہ درمیان میں کسی بڑے صحابی کا واسطہ ہوتا ہے۔ گویا کبھی واسطہ ذکر کرتے ہیں اور کبھی اختصار کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ ابن عباسؓ پر راویوں کا اختلاف نظر آتا ہے مثلاً کہیں تم دیکھتے ہو کہ سند اس طرح بیان ہوئی ہے: "عن ابن عباس عن میمونۃ عن النبی" اور کسی مقام پر راوی یوں کہتے ہیں: "عن ابن عباس عن النبی" ایسے ہی: "عن ابن عباس عن الفضل بن عباس عن النبی" دوسرا اسی کو نقل کرتا ہے: "عن ابن عباس عن النبی"۔ یہ تمام ارسال واسناد کی نیز گلیاں ہیں۔ الغرض حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ساری مرویات کتابوں میں موجود ہیں جو ان کی جانب منسوب ہیں، جن کا احاطہ بھی ممکن نہیں۔

اس کے علاوہ حضرت عمرؓ سے فن حدیث کے بہت سے اصول روایت کیے گئے جو آج تک باقی ہیں۔ نیز حضرت عمرؓ نے مختلف ممالک میں علماء صحابہ کو روایت حدیث کیلئے بھیجا اور انہیں وہاں اقامت کا حکم دیا۔

حادثہ بن مغرب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کا وہ خط پڑھا ہے جو اہل کوفہ کے نام تھا اور وہ صحابہ تھے کہ میں نے تم پر عمار کو امیر اور ابن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ استیعاب کی روایت کے نام اور اعلیٰ فرماتے ہیں سب سے پہلے فلسطین کی قضا عبادہ بن صامت کے سپرد کی گئی۔ وہاں ان کا اور امیر معاویہ کا بیچ صرف معاملہ میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہؓ ان کو سخت کست کہا جس پر عبادہ بولے کہ جس جگہ تم مقیم ہو میں وہاں ہرگز نہیں رہ سکتا۔ نتیجہ حضرت عبادہؓ مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے آنے کی وجہ دریافت کی، انہوں نے تمام واقعہ بتایا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر واپس جاؤ۔ کیونکہ اللہ نے ایسی زمین عطا کی ہے جس میں نہ تم ہو اور نہ تمہارے امثال اس لیے تمہارا جانا ضروری ہے۔ اور امیر معاویہؓ لکھا کہ تمہاری عبادہ پر کوئی حکومت نہیں۔

حضرت حسن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مغفل ان دس آدمیوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ نے تعلیم فقہ کے لیے ہمارے پاس روانہ کیا تھا۔ (استیعاب) حسن سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ کو بصیر کی جانب بھیجا تو ابو موسیٰ نے آکر کہا کہ مجھے امیر المؤمنینؓ نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی تعلیم دوں اور تمہارے راہنہ کو تمہارے لیے صاف کروں۔ اس کے علاوہ حضرت عمرؓ اس امر پر بھی مجبور کیا کرتے تھے کہ روایت حدیث میں تساہل نہ کریں: ایک بار ابو موسیٰ نے حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور تین بار اذن طلب کیا اسکے بعد لوٹ گئے۔ حضرت عمرؓ ان کے پیچھے پیچھے گئے اور ان سے سوال کیا کہ تم اندر کیوں نہیں آئے؟ ابو موسیٰ نے کہنے لگے میں نے حضور صلعم سے سنا تھا کہ تین بار اجازت طلب کرنی چاہیے۔ اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ لوٹ آؤ۔ حضرت عمرؓ نے کہنے لگے اس روایت کو اور کون جانتا ہے؟ یا تو اس روایت کا جاننے والا امیرؓ کے پاس لے کر آؤ، ورنہ میں تمہارا ساتھ ایسا ویسا کرنا ابو موسیٰ مسجد میں آئے وہاں انصار جمع تھے۔ ابو موسیٰ نے ان سے پورا واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے کہ اگر تم میں سے کسی نے اس روایت کو سنا ہو وہ میرا ساتھ چلے۔ انصار نے ابو سعید خدری سے ان کے ساتھ جانے کو کہا اور وہ اس مجلس میں سب سے چھوٹے تھے

انہوں نے حضرت عمرؓ کے سامنے آکر اس روایت کی تصدیق کی حضرت عمرؓ کہنے لگے میں نے کسی اتہام کی بنا پر ان سے یہ نہیں کہا تھا لیکن مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں لوگ اس طرح حضور اکرم صلیع پر افرا پر داری نہ کرنے لگ جائیں۔ (مؤطا)

امیر معاویہ یہ فرمایا کرتے کہ تم ان حدیثوں کو لازم پکڑ لو کہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں روایت کی جاتی تھیں۔ کیونکہ وہ لوگوں کو اللہ کے بارے میں بہت ڈرایا کرتے تھے (احمد) نیز حضرت عمرؓ روایت حدیث میں نہایت جستجو سے کام لیتے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا راوی کون ہے۔ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ تم میں سے کس نے جنین کے بارہ میں حضورؐ سے روایت سنی ہے۔ مغیرہ کھڑے ہوئے حضورؐ نے اس کے بارہ میں ایک غلام یا ایک باندی کا فیصلہ دیا تھا حضرت عمرؓ نے لوگوں کو دو بار قسم دی تو جس کے بارہ میں حضورؐ نے فیصلہ دیا تھا وہ شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس کی تصدیق کی۔ اور کہنے لگا کہ میں نے حضورؐ کے فیصلہ پر یہ کہا تھا کہ آپ ایک ایسے بچے کے بارہ میں فیصلہ کر رہے ہیں کہ جس نے نہ کہا یا، نہ پایا اور نہ آواز نکالی، وہ تو اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کا خون بیکار جانے دیا جائے حضورؐ نے جسٹ فرمایا تھا کیا یہ شاعری ہے۔ حضرت عمرؓ بولے کہ اگر مجھ تک حضورؐ کا یہ فیصلہ نہ پہنچتا تو میں دو دیتوں میں سے ایک دیت متعین کرتا۔ (دارمی) اس کے علاوہ حضرت عمرؓ نے کنایہ حدیث کی تصحیح و تاکید کی جانب بھی توجہ دلائی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا، اور فرمایا تمہارے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو رجم و جال، شفاعت اور عذاب قبر کی منکر ہوگی۔ اور اس قوم کی بھی منکر ہوگی جو اخیر میں دوزخ سے نکلے جائیں گے۔ (احمد) اور حضرت عمرؓ نے سنن پر اس طرح عمل کیا اور اس طرح رواج دیا کہ بکثرت احادیث اس طرح روایت کی جانے لگیں کہ حضورؐ، ابو بکرؓ، اور عمرؓ نے ایسا کیا۔ حتیٰ کہ اسے انتہا کو پہنچا دیا۔ اور خود اپنے اخیر خطبہ میں اس کو بیان بھی کیا۔ کہ میں تمہیں ایک ایسی صفائی راستہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی راتیں بھی دنوں کی طرح روشن ہیں۔ خبردار تم گمراہ نہ ہو جانا۔ علماء صحابہ اور تابعین نے اس کی شہادت بھی دی۔

عبداللہ بن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ کسی راہ پر چل لیتے تھے تو ہم اس کو سہل پاتے تھے۔ (دارمی) عمرو بن مسمون کا قول تھا کہ عمرؓ کے ساتھ تہائی علم اٹھ گیا۔ جب ابراہیم کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمانے لگے کہ عمرؓ کے ساتھ نو حصے علم جاتا رہا۔ (دارمی)

اگرچہ ہم نے حضرت عمرؓ کے آثار نہایت تفصیل سے بیان کیے ہیں لیکن جب ہم ان فوائد کو دیکھتے ہیں جو ان آثار میں موجود ہیں تو ہم اس کو طویل نہیں خیال کرتے۔ اب ہم ان کے آثار کو خلاصہ طور پر دو نکتوں کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ (سہل نکتہ) ان اوصاف سے قطع نظر کر لینے کے بعد جو اصحاب علم لدنی نے آپ کے اندر پائے ہیں۔ جیسے آپ نے اپنی ہمت کے مطابق حق و باطل میں تفریق قائم کی تھی کہ ہر مسئلہ اور ہر باب میں یہ بات پائی جاتی ہے جس کا ذکر بہت طویل اور تمام اصحاب فہم اس امر پر مجبور ہیں کہ حضرت عمرؓ ہمیں باعتبار شریعت تمام اوصاف موجود تھے جس میں سے کچھ تھوڑے سے مقتدا اور آئمہ مسلمین نے ہم تک پہنچائے اور عامۃ المسلمین انہی کے ذکر سے رطب اللسان ہیں، اور تاریخ میں ان کے حالات اس طرح ثبت ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طبقہ ان سے استفادہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

لیس علی اللہ بمستنکر ان جمع العالم فی واحد

وہ ایک عادل بادشاہ بھی ہیں کہ جنہوں نے اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کیا۔ جزیرہ اور شکس بھی بے انتہا

وصول کیا۔ فتوحات بھی کیں، ان کے ہاتھ پر ایمان کی حمد و سچ بھی ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کے سایہ میں امان بھی پائی۔ حد و حد بھی قائم ہوئیں اور علوم کا احیاء بھی انہی کے زمانہ میں ہوا۔ حتیٰ کہ محققین فقہاء جو احکام اور فتاویٰ کی مشکلات کو حل کرتے ہیں اور جن کے فتوؤں سے آج تک ایک عالم مستفید ہے، حضرت عمرؓ کی تقلید پر مجبور ہیں۔ جیسا کہ فقہاء اربعہ۔

ایسے ہی ثقافت محمدؐ میں جنہوں نے احادیث رسولؐ کو حفظ کیا اور صحیح کو غیر صحیح سے علیحدہ کیا جیسا کہ خارجی اور مسلم آپؐ کی تقلید پر مجبور ہیں۔ اسی طرح مفسرین کہ جنہوں نے قرآن مجید کے غرائب، اس کی توجیہات اور اس کے اسباب نزول بیان کیے۔ یہاں تک کہ اس فن کے امام واحدی، ابنوی اور بیضاوی بھی مجبور ہیں۔ اسی طرح قراء کہ جنہوں نے الفاظ قرآن پاک کو یاد کیا اور تمام زندگی اس کی مشق اور تعلیم میں گزار دی جیسے نافع اور عاصم۔ ایسے ہی مشائخ صوفیہ کہ جنہوں نے اپنی صحبت کے ذریعہ گمراہوں کو راہ نجات دکھائی اور جن کے عجیب کرامات ظاہر ہوئیں۔ جیسے شیخ عبدالقادر اور خواجہ نقشبند وغیرہ۔

اسی طرح وہ حکماء کہ جنہوں نے حکمت عملی کی تعبیر کی اور لوگوں کے کانوں تک اسے پہنچایا جیسے جلال الدین رومی اور مصلح الدین شیرازی۔ اسی طرح وہ شعراء بھی جو شریعت کے حامل نہیں اور جنکی زندگی مدح سراہی میں گزری جیسا کہ عرفی وغیرہ۔

بالفاظ دیگر یوں سمجھ لیجئے کہ حضرت عمرؓ کی مثال ایک مکان کی طرح ہے جس کے مختلف دروازے ہوں اور ہر دروازہ میں ایک صاحب کمال بیٹھا ہو۔ مثلاً ایک دروازہ میں اسکندر اور ذوالقرنین بیٹھے ملک گیری، جہاں ستانی، اجتماع لشکر اور ہزیمت اعداء کا درس دے رہے ہوں۔ اور ایک در میں مہربانی و نرمی، رعیت پروری، عدل و انصاف کے ساتھ نو شیرواں (اگرچہ فاروق اعظمؓ کے فضائل میں نو شیرواں کا ذکر بے ادبی ہے) اور ایک در میں علم فتاویٰ و احکام کے ساتھ امام اعظم یا امام مالک اور ایک در میں مرشد کامل مثل سیدنا عبدالقادرؒ یا خواجہ بہار الدینؒ اور ایک در میں کوئی محدث مثل ابوہریرہؓ یا ابن عمرؓ اور ایک در میں قاری ہمپلہ نافع و عاصم اور ایک در میں حکیم مثل مولانا جلال الدین رومیؒ یا شیخ فرید الدین عطارؒ۔ اور لوگ اُس مکان کے چاروں طرف جمع ہوں اور ہر حاجت مند اپنی حاجت کو اپنے صاحب فن سے طلب کرتا اور کامیاب ہوتا ہو نہایت کے مرتبہ کے بعد اس فضیلت سے زیادہ اور کون فضیلت ہو سکتی ہے۔

(دوسرا نکتہ) یہ بات یقیناً معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے سے پیشتر اسلام نہ تھا اور تمام عالم کفر و فسق سے پر نظر آتا تھا۔ اور کوئی قرآن و شریعت سے واقف نہ تھا اسوقت ہر طرف شرعیت اسلام پھیلی ہے اور اکثر اقلیم معتدلہ دارالاسلام بن گئے ہیں۔ اس سلسلہ کی حقیقی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش ہے اور واسطہ اول اس کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوشش۔ کیونکہ آپؐ مرتدین پر جہاد کیا اور مضمون آیت "سوف یاتی اللہ بقوم" آپؐ پر صادق آیا۔ پھر عرب کو روم و فارس کے جہاد پر متعد کیا اور بہت سے لشکر تیار کیے۔ اور آیت "ستدعون الی قوم اولی باس شدید" کے آپؐ صادق ہوئے اور قرآن شریف کو جمع کیا۔ اور وعدہ الہی "ان علینا جمعہ وقرآنہ" (بیشک ہمارے اوپر اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہے) کا ظہور سب سے پہلے آپؐ کے ہاتھ پر ہوا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے دیئے ہوئے داغ بیل کو سرنگار عمارت بنادیا۔ اور آپؐ کی تمام کوششوں کو حد کمال پر پہنچایا۔ جو کچھ حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں محمل تھا وہ حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں مفصل ہو گیا۔ الغرض مسلمان جن جن چیزوں میں مشغول

مشغول ہیں۔ یعنی علم فقہ، تصوف و حکمت عملی یہ سب حضرت فاروق اعظم کی کوششوں سے تیار ہوئے۔ اور کسری و قیصر کی شکست آپ ہی کے زمانہ میں درہم و برہم ہوئی۔ اور قانون سیاست آپ ہی کی حسن تدبیر سے رونق کو پہنچا۔ لہذا سب پہلے انھیں صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان مسلمانوں کی گردن پر ثابت اور اس کے بعد ان سب امور میں شیخین کا احسان ان پر لازم ہے لیکن یہ سب باتیں مسلمانوں کو وراثت میں ملتی چلی آتی ہیں اور ان کے خوگر ہو گئے ہیں اس لیے اس احسان کی حقیقت کو نہیں پہچانتے اور نہ اس نعمت کی قدر کرتے ہیں جیسا کہ دیہاتی کاشتکاری میں جو کچھ مشقت اٹھاتے ہیں یا اہل تجارت اسباب ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں جو مصائب برداشت کرتے ہیں، شہری ان چیزوں کو گھر بیٹھے پانکے عادی ہو چکی وجہ سے ان کا کچھ بھی ادراک نہیں اس کے مولانا ردی کے چند بیانات حسب حال ہیں۔ مرزا شکر دین ازراں بر تافقی، کز پدر میراث ازراں یافتی، ہر مرد میراثی چہ قدر مال دہستے جان کند و مچان یافت زال، اگر نبودی کوشش احمد تو ہم دے پرستیدی جو اجداد صتم۔

ان سب کے بعد اب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و خا اور خلا ذی النورین مسلمانوں کے اتفاق کا حال تحریر کرتے ہیں

ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو مسلمہ اور یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب بہت سے مشائخ نے بیان کیا کہ ان لوگوں نے کہا حضرت عمر بن الخطاب نے خواب دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے ناف کے نیچے تین ٹھونگیں ماریں۔ اسماعیل بن عمیس یعنی عبد الرحمن بن جعفر کی ماں جنکو تعبیر خواب میں بہت تھی انہوں نے کہا ان سے کہہ دو کہ جو کچھ وصیت کرنا ہو کر لیں۔ راوی کہتا ہے مجھے نہیں معلوم کہ حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی نہیں۔ ایک دن مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لؤلؤہ مجوسی آپ کے پاس آیا اور کہا مغیرہ نے مجھ پر مال مقرر کیا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ مال مقرر کیا ہے؟ اس نے اس کی مقدار بیان کی۔ آپ نے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا چکیاں بنانا ہوں۔ آپ نے کہا تو مقدار تم پر زیادہ نہیں کیونکہ اس شہر میں تمہارے سوا اور کوئی اس کام کو نہیں جانتا۔ آپ نے کہا ایک چکی ہمیں نہیں بنا دیتے؟ اس نے کہا ہاں بخدا میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا جس کی آواز دو دور دوڑ والے سنیں گے اس کے بعد آپ حج کو گئے جب ہاں سے واپس ہوئے مقام محمد میں اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گئے۔ آپ کی نگاہ چاند پر پڑی، آپ کو اس کا کمال اور خوبی بہت بھلی معلوم ہوئی اور آپ نے فرمایا ابتدا میں بالکل ضعیف ظاہر ہوا، پھر خدا اس کو برابر بڑھاتا رہا یہاں تک کہ پورا ہوا اور کمال حسن کو پہنچ گیا۔ پھر کم ہو ناشرع ہو گا اور جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے گا۔ اور یہی حال کل مخلوق کا ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کی کہ یا اللہ العالمین میری رعیت بہت ہو گئی اور تمام میں پھیل گئی۔ ان کے بچے کو اپنے پاس ضائع ہونے سے پہلے بٹانے اور آپ مدینہ چلے آئے۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ ایک مسلمان عورت زمین پر پڑے پڑے مگر گئی لوگ اس کے پاس سے گزرتے تھے لیکن نہ کوئی اس کو کفن دیتا تھا اور نہ دفن کرتا تھا۔ یہاں تک کہ کلیئہ بکریشی کا وہاں گزر ہوا اس نے وہاں ٹھہر کر اس کو کھنایا اور زمین میں دفن کر دیا۔ آپ نے پوچھا مسلمانوں میں سے کس کس کا اس کے پاس سے گزر ہوا؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمر بھی انہیں لوگوں میں ہیں۔ آپ نے ان کو بلوایا اور کہا تیرا بڑا ہوتا ایک مسلمان عورت کے پاس سے گزرا جو راستہ پر پڑی تھی نہ تو نے اس کو دفن کیا اور نہ کفن دیا۔ عبد اللہ نے کہا نہ اس کا مجھے علم ہے، اور نہ کسی نے مجھ سے بیان کیا آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم میں خیر نہیں ہے۔ عبد اللہ بن عمر نے پوچھا کس نے اس کو دفن کیا اور کفن دیا؟ آپ نے کہا کلیئہ بکریشی نے۔ عبد اللہ نے کہا کلیئہ بھلائی کے لائق ہیں۔ پھر آپ صبح کی نماز کے لیے لوگوں کو جگاتے تو چار راستہ میں ابو لؤلؤہ کا آپ کو ملا اور اس نے تین رخسے آپ کی زیر ناف لگائے اور کلیئہ کے اوپر ایک ایسا وار کیا کہ ان کا کام تمام ہو گیا۔ لوگ تین رخسے لگائے

آدمی نے کپڑا اس کے سر پر ڈال کر نعل کے نیچے سونکا لکڑی کو اپنی طرف کھینچ لیا، اور عمر کو گھر اٹھا لائے۔ اور عبدالرحمن بن عوف نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ لوگوں نے آپ سے کہا نماز، آپ نے نماز پڑھی۔ آپ کے زخموں سے خون جاری تھا آپ نے فرمایا اس شخص کا اسلام میں کچھ بھلا نہیں ہے نماز نہ پڑھے پھر لوگ آپ کو پاس آئے اور کہا یا امیر المؤمنین آپ کوئی حجت نہیں ہے ہم خدا سے امید کرتے ہیں کہ وہ آپ کو ایک مدت تک زندہ رکھے گا اور وقت یا آخر تک آپ کو پہنچائے گا۔ اتنے میں ابن عباس آگئے آپ ان سے بہت خوش ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے کہا جا کر دیکھو مجھ پر کس نے حملہ کیا۔ انہوں نے کہا آپ خوش ہو جیے آپ پر حملہ کرنا امیر بن شعبہ غلام ابو لؤلؤ جو سی ہے آپ نے آواز بلند کر کے کہا یہاں تک اس کی آواز گھر سے باہر نکل گئی۔ پھر آپ نے کہا خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی نہ تھا جو قیامت کے دن مجھ سے حجت کرتا اور آپ نے سجدہ شکر کیا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا یہ کام تم لوگوں نے مشورے سے ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا معاذ اللہ خدا ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے والدین آپ قربان کر دیں اور اپنی عمر سے کم کر کے آپ کی عمر میں زیادہ کر دیں تاکہ آپ پر کوئی سختی نہ ہو۔ آپ نے کہا اے یرفاعہ کو پانی پلاؤ وہ ایک پیالہ لیکر آیا جس میں تھمے کا شربت تھا آپ نے اس کو پیا اور چادر سے پیٹ کس لیا جب شربت پیٹ میں پہنچا زخموں سے نکل گیا۔ لوگوں نے کہا الحمد للہ یہ وہ خون ہے جو آپ کے پیٹ میں مانی رہ گیا تھا خدا نے اس کو نکال دیا۔ آپ نے کہا اے یرفاعہ کو دودھ پلاؤ۔ وہ دودھ لیکر آیا آپ نے پیا وہ بھی زخموں سے نکل گیا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی یقین ہو گیا کہ اب آپ نہیں بچ سکتے اور کہنے لگے کہ خدا آپ کو نیک بدلہ عنایت کے آپ نے ہماری ساتھ موافق قرآن کے عمل کیا اور سنت کی پیروی سے سر مو تنواز نہ کیا خدا بہترین جزا دے۔ آپ نے کہا خلافت کی وجہ سے جو قابل رشک سمجھتے ہو حالانکہ میں جاہتا ہوں کہ اس سے نجات پا جاؤں، نہ کچھ فائدہ ہو نہ نقصان۔ اٹھو اپنے معاملہ میں مشورہ کرو اور اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو۔ اور جو اس کی مخالفت کئے اس کو قتل کر ڈالو۔ راوی کہتا ہے لوگ اٹھ کر چلے اور عبداللہ بن عمر آپ کو اپنے سینہ کا سہارا دیے ہوئے بیٹھے تھے انہوں نے کہا کیا امیر المؤمنین کی زندگی ہی میں دوسرا امیر بنالیں گے؟ آپ نے کہا نہیں اور حکم یا تین دن تک صہیب نماز پڑھاویں۔ اور طلحہ کو تلاش کرو اور اپنے معاملہ میں مشورہ کر کے اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو۔ پھر اگر کوئی اس کی مخالفت کئے اس کی گردن مار دو۔ آپ نے ایک شخص سے کہا حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور ان سے یہ اسلام کہو اور عرض کرو کہ عمرؓ کہتا ہے اگر تمہارا حرج اور تنگدستی نہ ہو تو میں جاہتا ہوں کہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ مدفن ہوں اور اگر تنگی ہو دشواری ہو تو میری زندگی کی قسم اس بقیع میں وہ صحابہ و اہل المؤمنین مدفن ہیں جو عمر سے بہتر ہیں۔ وہ قاصد آپ کے پاس گیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو ناگوار نہیں آپ نے فرمایا مجھ کو بھی ان دونوں کے ساتھ دفن کرنا بعد اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ سموت کے سوا نظر آئے ہونے لگے۔ اور میں آپ کو سینہ کے بل روکے تھا آپ نے کہا میرا سر زمین پر رکھ دو اور آپ بھوش ہو گئے میں نگین ہوا آپ کو جب ہوش آیا آپ نے کہا میرا سر زمین پر رکھ دو۔ میں نے زمین پر رکھ دیا۔ آپ نے اس کو مٹی سے ملا اور کہا ہلاکت، عمر کو اور ہلاکت، اس کی ماں کو اگر خلائ کو نہ بچتے تھے بن عمر و بیان کرتے ہیں کہ اہل شورش حضرت عائشہؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ سعدؓ اور عبدالرحمن بن عوف تھے۔

بخاری نے روایت کیا ہے کہ عمر سے موسیٰ بن سلیمان نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سی اور عوانہ نے حصین سے انہوں نے عمرو بن مسمون رفا کے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے عمرؓ خطاب اللہ تم عنہ کو زخمی کرنے سے پہلے دیکھا کہ ضریح بن یکان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے کہہ رہے تھے تم نے کیسا برتاؤ کیا ہے کیا تم ڈرتے ہو کہ تم نے زمین پر ایسا بار ڈالا ہو جس کے اٹھانے کی اس میں طاقت ہو۔ دونوں نے کہا ہم نے زمین پر اتنا ہی بار ڈالا ہے جس کو وہ اٹھا سکتی ہے اس میں بہت زیادتی نہیں کی ہے۔ آپ نے کہا کچھ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نے زمین پر ایسا بار ڈالا ہو جس کے اٹھانے کی اسیں طاقت نہ ہو دونوں نے پھر کہا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا اگر میں زندہ رہا تو عراق کی رائے دیکھ لو اگر ہونگا کہ میرے بعد بھی کسی مرد کے پاس جھگڑا لیکر نہ جائیں۔ راوی کہتا ہے کہ چار دن بھی نہیں گذرے پائے کہ آپ زخمی ہو گئے عمرو بن مسمون کہتے ہیں کہ جس دن آپ زخمی ہوئے میں دوسری صف میں آپ کی پشت پر کھڑا تھا۔ میرے اور آپ کے درمیان صرف عبداللہ بن عمرؓ

حائل تھے آپ کا دستور تھا کہ صفوں کے اندر پھرتے جہاں کچھ خلل پانے کھڑے ہو کر فرماتے برابر ہو جاؤ جب صفیں درست ہو جاتیں آپ آگے بڑھتے اور اللہ اکبر کہتے اکثر آپ پہلی رکعت میں سورت یوسف یا سورت نحل یا اُسی کے برابر کی کوئی سورت پڑھتے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں۔ آپ نے ابھی نیت باندھی ہی تھی کہ آپ کے زخم لگا اور آپ نے کہا مجھے کتنے قتل کر ڈالا دیا کھالیا، کافر جس نے حملہ کیا تھا اُس کے پاس دو دھاری چھری تھی اُسے دائیں بائیں مارتا ہوا نکل گیا حتیٰ کہ تیرہ آدمی زخمی کیے جنہیں سات شہید ہو گئے جب اسکو ایک مسلمان دیکھا اُس نے پکڑا ڈال دیا۔ جب اُس نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا، اُس نے خود کشی کر لی آپ نے عبد الرحمن بن عوفؓ کو ہاتھ پکڑ کر لے کر دیا پھر جو لوگ آپ کے قریب تھے انہوں نے یہ کیفیت دیکھی اور جو اُدھر اُدھر تھے اُنکو سوا اس کے کچھ نہ معلوم ہوا کہ آپ کی آواز بند ہو گئی۔ اور وہ لوگ سجان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے پھر عبد الرحمن بن عوفؓ نے اُنکو چھوٹی چھوٹی رکعتیں پڑھا کر نماز ختم کر دی جو لوگ نماز پڑھ چکے آپ نے کہا اب ابن عباس دیکھو کس نے مجھ کو قتل کیا۔ وہ ٹھوڑی دیر گھومتے رہے اسکے بعد اگر کہا منیرہ کے غلام نے آپ نے کہا جو صلح تھا اب ابن عباس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا خدا اُس کو ہلاک کرے میں نے تو اس کو بہتری کا حکم دیا تھا خدا کا شکر ہے کہ میری موت کسی بدی سے نہ ہوئی۔ تم اور تمہارے باپ چاہتے تھے کہ مدینہ میں عجمی لوگ زیادہ ہو جائیں۔ عباس کے پاس بہت غلام تھے انہوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں سب کو قتل کر ڈالوں۔ آپ نے فرمایا تمہاری رائے خطا پر ہی کیا جب وہ تمہاری زبان ٹوٹے اور تمہارے قبیلہ کی طرف کان پڑھتے اور گرجتے ہیں تم ان کو مار ڈالو گے۔ پھر آپ نے گھر پہنچائے گئے اور ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ لوگوں کو آج کی مصیبت پہلے کبھی نہیں پہنچی تھی کوئی کہتا تھا کچھ خوف نہیں ہے اور کوئی کہتا تھا مجھ کو انکی جان کا خطرہ ہے اتنے میں آپ کے سامنے شربت پیش کیا گیا آپ نے اسکو پیادہ آپ کے پیٹ سے خارج ہو گیا۔ پھر دودھ پیش کیا گیا آپ نے اسکو پیادہ وہ بھی نکل گیا تب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ نہ پھر ہم لوگ آپ کے پاس اندر گئے اور لوگ آکر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ ایک جوان آدمی آیا اُس نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور سبقت اسلام اور جو کچھ آپ نے اس میں نیک کام کیے پھر خلیفہ ہوئے اور عدل کیا پھر شہادت کا مرتبہ پایا ان سب کی آپ کو بشارت آپ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں نجات پا جاؤں۔ نہ میری اوپر کچھ نکلے اور نہ میرا کچھ نکلے یعنی برابر برابر چھوٹ جاؤں۔ لا علی ولا لی جب وہ واپس جانے لگا اُس کا ازار بند زمین پر ٹکنا تھا آپ نے کہا اسکو میرے پاس بلا لو جب آیا اُس نے کہا اپنا کپڑا اٹھا لو اس سے تمہارا کپڑا پاک ہے گا۔ اور خدا خوش ہو گا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے فرمایا عبد اللہ دیکھو میرے اوپر کتنا قرض ہے حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ چھ یا سی ہزار کے قریب آپ نے فرمایا عمر کے خاندان سے یہ رقم ادا ہو سکے تو انکے مال سے ادا کرنا ورنہ بنی عدی بن کعب لے لینا۔ اگر پھر بھی نہ پورا ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا کسی دوسرے سے سوال نہ کرنا۔ میری طرف سے اس مال کو ضرور ادا کر دینا۔ اور ام المؤمنین عاتشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہو عمر رضی اللہ عنہ کہتا ہے اور امیر المؤمنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر المؤمنین نہیں ہوں۔ اور کہنا عمر بن خطاب اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ مدفون ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ انہوں نے جا کر سلام کیا اور اندر جانے کی اجازت چاہی پھر اندر گئے۔ دیکھا کہ وہ بیٹھی رو رہی ہیں۔ انہوں نے کہا عمر بن خطاب نے سلام کیا ہے اور اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ مدفون ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین عاتشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس کو اپنے واسطے تجویز کیا تھا لیکن آج ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔ جب یہ آپ کے سامنے گئے لوگوں نے کہا عبد اللہ آگئے۔ آپ نے کہا مجھے اٹھاؤ۔ ایک آدمی نے سہا دے کر اٹھایا۔ آپ نے پوچھا کیا خبر لائے؟ عبد اللہ نے کہا جو آپ چاہتے ہیں۔ یعنی انہوں نے اجازت دے دی۔ آپ نے کہا الحمد للہ مجھ کو اس سے زیادہ اور کسی بات کا خیال نہ تھا۔ جب میرا انتقال ہو جائے، مجھ کو اٹھا کر لے جاؤ۔ پھر سلام کرو اور کہو عمر اجازت مانگتا ہے۔ اگر وہ اجازت دے دیں، تو مجھ کو داخل

کرنا اور اگر نامنظور کو جس تو مجھ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ اتنے میں ام المومنین حفصہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ آئیں۔ ہم لوگ ان کو دیکھ کر اٹھ گئے۔ وہ آپ کے پاس چلی گئیں اور تھوڑی دیر بٹھہ می تھیں کہ کچھ آدمی آ گئے۔ ورنہ انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ ام المومنین حفصہ کو ٹھہری میں چلی گئیں۔ آپ کے رونے کی آواز اندر سے آتی تھی۔ لوگوں نے کہا آپ کسی کو اپنا دوسی و خلیفہ کر دیجئے۔ آپ نے کہا میں اس امر کے واسطے ان لوگوں سے زیادہ کسی کو لائق نہیں جانتا جن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے۔ پھر حضرت علی عثمان بنیہ طلحہ۔ سعد۔ عبد الرحمن کے نام لئے۔ اور کہا عبد اللہ بن عمر بھی تمہارے شریک محال رہیں گے۔ لیکن امارت سے ان کو کچھ تعلق نہیں (راوی کہتا ہے۔ یہ آپ نے ان کی تسلی کے واسطے کیا تھا) اگر خلافت، سعد کو ملے تو وہ امیر ہو جائے جو خلیفہ ہو۔ ان سے مدد لے۔ کیونکہ میں نے ان کو عاجزی یا خیانت کی وجہ سے نہیں معزول کیا تھا۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ مہاجرین و انیس کے حقوق شناسی اور ان کی عزت کی محافظت کا خیال رکھے۔ اور انصار جنہوں نے سکونت مدینہ اور ایمان کو پہلے سے اختیار کیا ہے۔ ان میں سے احسان کرنے والوں کی قدراد۔ برائی کرنے والوں سے درگزر کرے شہر والوں سے نیک برتاؤ برتے۔ یعنی بلا ان کی رضا و مندی کے ان کا زاید مال نہ لے۔ کیونکہ وہ اسلام کے پشت پناہ اور مال کے جمع کرنے والے اور دشمن کے بانے والے ہیں۔ اور اعراب کے ساتھ مہربان رہے۔ اور ان کے زاید مال میں سے لے کر انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دے۔ کیونکہ یہ لوگ عرب کی اصل اور اسلام کا مادہ ہیں۔ اور ذبیہوں کے عہد پورے کرے اور ان کی حفاظت کے واسطے ان کے دشمنوں سے لڑے۔ اور ان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے جب آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو لے کر چلے اور عبد اللہ بن عمر نے جا کر ام المومنین عائشہؓ کو سلام کیا۔ اور کہا عمر بن خطاب اجازت طلب کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ان کو داخل کرو۔ اور آپ وہیں اپنے دونوں صاحبوں کے پاس دفن کئے گئے۔

جب آپ کے دفن سے فراغت ہوئی۔ اہل شوریٰ جمع ہوئے۔ عبد الرحمن نے کہا اس امر کو تم لوگ اپنے میں سے تین ذمیوں میں دائر کرو۔ زبیر نے کہا میں نے اپنی طرف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کر دیا۔ طلحہ نے کہا میں نے عثمان کو کر دیا۔ سعد نے کہا میں نے اپنی طرف سے عبد الرحمن کو اختیار دے دیا۔ عبد الرحمن نے کہا تم دونوں میں سے کون خلافت سے دست بردار ہوتا ہے تاکہ خلیفہ کا مقرر کرنا اس کے اختیار میں دے دیں۔ (خدا اور اسلام کی ذمہ داری اس پر رہے) اگر جو افضل ہو اس کو خلیفہ بنا دے۔ عثمان و علیؓ خاموش رہے۔ عبد الرحمن نے کہا میں خلافت سے دست بردار ہوتا ہوں۔ پس کیا تم اس بات کو منظور کرتے ہو۔ کہ خدا کو اپنے اوپر گواہ کر کے تم میں سے افضل کو خلیفہ کر دوں۔ دونوں نے اس کو منظور کیا۔ عبد الرحمن نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار اور سابقین لے لا سلام میں سے ہو۔ خدا کو تم پر گواہ کر کے عہد لیتا ہوں۔ کہ اگر میں تم کو امیر بنا دوں تو عدل کرو گے۔ اور اگر عثمان کو امیر بنا دوں تو ان کی اطاعت کرو گے۔ پھر عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کے ان سے بھی یہی عہد لیا جب عہد لے چکے۔ تو کہا اے عثمان! خدا اٹھاؤ۔ اور ان کی بیعت کی پھر علی کرم اللہ وجہہ نے بیعت کی۔ ان کے بعد تمام مسلمانوں نے اگر بیعت کر لی۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ماثرواوصاف

آپ کے فضائل میں سے یہ ہے کہ آپ قریش میں عالی نسب و نجیب الطرفین تھے۔ استیعاب وغیرہ میں

مذکور ہے کہ آپ عفا بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے بیٹے تھے اور آپ کی والدہ اردی بنت کریم بن ربیعہ بنت حبیب بن عبد شمس کی بیٹی تھیں اور اردی کی ماں ام حکیم یعنی بیضا بنت عبد المطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

آپ اسلام سے پہلے قریش میں بہت مال دار و با اثر اور سخاوت و حیا سے متصف تھے۔ بعض لوگوں نے آپ کے ذی النورین ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ میں دو سخاوتیں تھیں۔ ایک اسلام سے پہلے اور دوسرے اسلام کے بعد ایسا ہی ریاض میں مذکور ہے۔

آپ کی فطرت سلیمہ اسلام سے پہلے آپ کو بہت سی جاہلیت کی باتوں سے روکتی تھی۔ اور یہ وال ہے کہ آپ کی فطرت انبیاء کی فطرت سے بہت مشابہ تھی۔

استیعاب میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اور عثمان نے جاہلیت ہی میں شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔

ریاض میں عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے جاہلیت و اسلام میں کبھی زنا و چوری نہیں کی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپ نے اسلام میں سبقت لی۔ اور ابو بکر کی ہذا سے ابو عبیدہ بن جراح اور عبد الرحمن بن عوف سے ایک دن پیشتر اسلام لائے۔ اور آپ ان انتالیس آدمیوں میں سے ہیں۔ کہ جن کے ساتھ فاروق اعظم کے ملنے سے چالیس کی کمی پوری ہوئی۔ ایسا ہی ریاض وغیرہ میں مذکور ہے۔

آپ کے مسلمان ہونے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا تھا آپ کو اپنی دامادی میں لے لیا اور آپ کے حسن سلوک سے بہت خوش تھے۔

جب قریش مسلمانوں کی دشمنی پر کمر بستہ ہو گئے۔ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابراہیم و حضرت لوط علیہما السلام کے بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت کی۔ اور اس زمانہ میں جب ان کی خیر و عافیت نہ معلوم ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بہت متفکر رہتا۔ اور آپ کی خیریت کے بغایت منتظر رہتے۔

ریاض میں انس کی روایت سے منقول ہے کہ حبشہ کی طرف سب سے پہلے عثمان نے ہجرت کی۔ آپ کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بھی تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں کی خبر پہنچنے میں دیر ہوئی۔ آپ کو خبر کا سخت انتظار تھا کہ قریش میں حبشہ سے ایک عورت آئی۔ آپ نے اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں نے دونوں کو دیکھا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کس حال میں دیکھا ہے اس نے کہا کہ میں نے اس حال میں دیکھا ہے۔ کہ عورت سوار تھی اور مرد سوار ہی کو ہکا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا ان کے ساتھ رہے۔ عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد ہجرت کی۔

حاکم نے عبد الرحمن بن اسحاق سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سعد سے روایت کر کے اسی قصہ بیان کیا ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوط و ابراہیم علیہما السلام کے بعد یہ دونوں سب پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہجرت کی۔ آپ بھی اسی زمانہ میں مدینہ چلے آئے۔ بخلاف جعفر صاحب سفینہ کے یہ لوگ واقعہ خیبر کے بعد مدینہ میں آئے۔ کیونکہ صحیح روایتوں سے معلوم ہوا ہے کہ بدر کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کی تیمارداری میں مصروف تھے۔ اسی وجہ سے بدر میں شریک ہو سکے۔ بخاری نے عبد اللہ بن عدی بن خیاری کی روایت کروہ حدیث میں بیان کیا ہے کہ عثمانؓ نے کہا خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے خدا اور رسول کی دعوت اسلام بول کیا اور جو کچھ آپ لائے تھے۔ اُس پر ایمان لایا۔ پھر دو ہجرتیں کیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں رہے اور آپ کی روش کو دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سب ہوئی۔ اور آپ سے بیعت کی۔ بخدا میں نے آپ کی کبھی نافرمانی اور آپ سے منافقانہ برتاؤ نہیں کیا۔ اُن تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ پھر ابو بکر و عمر کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ آخر حدیث تک۔

غزوہ بدر میں آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ کی تیمارداری کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ نواب و عثمانؓ بدر میں شریک کیا۔ اسی وجہ سے آپ کا شمار بدر میں میں ہے۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا عثمانؓ بدر میں اس وجہ سے نہ شریک ہو سکے۔ کہ آپ کی زوجیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سہیلہ اور وہ اس وقت بیمار تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم کو شرکت بدر کا ثواب اور اُس کا حصہ ملے گا۔ بخاری نے اس کو نقل کیا ہے۔

غزوہ احد میں جب شیطان نے لوگوں کو بھاگنے پر اور غلبا تو عثمانؓ بھی انہیں لوگوں میں تھے جو بھاگ گئے۔ خدا کی رحمت نے اس کا تذکرہ کیا اور اس گناہ کو معاف کر دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہے۔ تاکہ کسی معترض کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا نے احد کے دن بھاگنے کے گناہ معاف کر دیا۔ (بخاری نے اس کو بیان کیا ہے۔) اور دوسروں نے اتنا اور بیان کیا ہے کہ پھر عبد اللہ اس آیت کو پڑھا۔ ان الذین تولوا منکم یوم النقی الجحان اما استنزل ہم الشیطان ببعض ما کسبو فقد عفا اللہ عنہم (آل عمران۔ پارہ ۴) یعنی تم میں سے جن لوگوں نے مقابلہ کے دن روگردانی کی شیطان ان کو ان کے بعض اعمالوں کی وجہ سے لغزش دی تھی۔ اور تحقیق خدا نے ان کو معاف کر دیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں چاہا کہ ضعیفاریکہ کو تسکین دیں۔ عثمانؓ کے سوا کسی کو اس کا اہل نہ پایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو اس کام پر مامور کیا۔ انہوں نے وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و ادب کے خیال سے عمرہ کو ترک کر دیا۔

ریاض میں ایسا بن سلمہ بن زکوع سے بروایت سلمہ منقول ہے کہ انہوں نے کہا۔ جو مسلمان

مشرکوں کے پاس رہ گئے تھے۔ ان پر از حد مظالم ہونے لگے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلا اور کہا اے عمر تم میری طرف سے اپنے مسلمان قیدی بھائیوں کو پیغام پہنچا دو گے۔ حضرت عمر نے کہا یہ ماں باپ آپ پر قربان۔ بخدا مکہ میں میرے رشتہ دار نہیں ہیں آپ اس کو بھیجئے جس کے رشتہ دار زیادہ ہوں۔ آپ نے عثمانؓ کو بلوایا۔ اور ان کو مکہ کے مسلمانوں کی طرف بھیجا۔ حضرت عثمان سوار ہو کر یہاں تک مشرکین کے لشکر کے پاس پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے آپ سے سختی اور بدکلامی شروع کی۔ پھر ان کے چچ زاد بھائی ابان بن سعید بن عاص نے پناہ دی۔ اور زمین پر سوار کیا اور خود ان کے پیچھے سوار ہوا جب مکہ پہنچا کہا اے بھائی طواف کرو۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اے برادر ہمارے ایک صاحب ہیں۔ ہم انہیں کی پیر کرتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں کرتے۔ ابان نے کہا تم اس قدر اونچا ازار کیوں باندھتے ہو لٹکا دو۔ آپ کا ازار نصف پنڈلی تک تھا۔ آپ نے کہا۔ اسی طرح ہمارے ساتھیوں کے ازار ہیں۔ پھر مکہ میں جتنے مسلمان گرفتار تھے۔ ایک ایک کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا۔

ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کی طرف سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر بیعت کی۔ لوگوں نے کہا۔ ابوعبید اللہ (عثمان غنی کی کنیت ہے) کو نہانہ کعبہ کا طواف کے ساتھ مبارک ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر زمانہ دراز تک وہ وہاں رہیں۔ لیکن جب تک میں طواف کروں۔ وہ طواف نہ کریں گے۔

واقعہ حدیبیہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو پیغام صلح اور مسلمانوں کی تسکین دہی کے واسطے روانہ کیا۔ اس وقت حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھنے مرنے کی بیعت اور اپنا ایک ہاتھ حضرت عثمانؓ کی طرف سے اٹھا کر کہا یہ میرا ہاتھ ہے۔ اور یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ یہ حضرت عثمانؓ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ بیعت رضوان میں داخل ہیں ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ بیعت رضوان میں اس وجہ سے نہیں شریک ہوئے کہ مکہ میں ان سے زیادہ کوئی صاحب عزت نہ تھا۔ اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ روانہ کیا اور بیعت رضوان ان کے جانے کے بعد ہوئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور دوسرے ہاتھ ہاتھ مار کر کہا یہ عثمانؓ کی بیعت ہے۔

جب حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ اور یہ ایسی فضیلت ہے کہ ان کے سوا اور کسی کو کبھی نہ میسر ہوئی۔

حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ سے ملے۔ ان کو غمگین پایا۔ پوچھا کہ اے عثمانؓ تمہارا کیا حال ہے۔ عثمانؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میرے برابر اور کسی کو مصیبت نہ پہنچی ہوگی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات ہو گئی اور میرے اور آپ کے درمیان دامادی کا رشتہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمانؓ تم یہ کہہ رہے ہو۔ اور جبریل میرے

پاس خدا کی طرف سے یہ حکم لائے ہیں۔ کہ ان کی بھین اُم کلثوم کا عقد حضرت رقیہ کے مہر و عدت پر کر دوں۔ پھر آپ نے اُم کلثوم کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ کر دیا۔ اور دوسری رداہیوں میں بجائے عدت کے حسن صحبت ہے۔ جب اُم کلثوم کا انتقال ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عثمان کا نکاح کر دو۔ اگر میرے بیٹے اور لڑکیاں ہوتیں۔ تو میں یکے بعد دیگرے برابر ان کو دیتا جاتا۔

ریاض میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ اگر میرے ہاں چالیس لڑکیاں ہوتیں۔ تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دیتا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرة کی تیاری کے واسطے رغبت دلائی۔ اس میں آپ کا حصہ سب سے زیادہ اور کامل رہا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) میں بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا کون شخص ان لوگوں (جیش العسرة) کو سامان دیتا ہے۔ خدا اس کو بخش دے۔ میں نے ان سب کو سامان دیا۔ یہاں تک کہ کسی کو رسی دھار کی کمی نہ رہی۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ یہ حدیث احنف بن قیس اور ابو عبد الرحمن اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن وغیرہم سے مروی ہے۔ بعض طریق اس کے بخاری و ترمذی میں اور بعض نسائی وغیرہ میں مذکور ہیں۔

عبد الرحمن ابن خباب سے اسی قصہ میں مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ تمہارے اتر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ عثمان جو کچھ اس کے بعد کریں۔ ان پر کچھ حرج نہیں۔ حضرت عثمان جو کچھ اس کے بعد کریں۔ ان پر کوئی حرج نہیں۔

عبد الرحمن بن سمرہ سے اسی قصہ میں مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا کہ عثمان آج کے جو کچھ کریں۔ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔ ترمذی نے اس کو نقل کیا ہے۔ آپ نے بیرومہ کو خدا کی راہ میں وقف کیا۔ آپ نے یوم الدار کے خطبہ میں بیان کیا کہ خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ بیرومہ سے کوئی شخص بلا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا۔ پھر میں نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔ امیر و غریب اور مسافر سب اس سے سیراب ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ احنف بن قیس اور ابو سلمہ اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ وغیرہم نے اس کی روایت کی ہے۔ اور اس کی بعض روایتیں بخاری میں مذکور ہیں۔

آپ نے مسجد نبوی کو کشادہ کیا۔ آپ نے یوم الدار کے خطبہ میں بیان کیا۔ کہ تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں۔ کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو فلاں قبیلہ کے مولیشی خزانہ کو مولے۔ تاکہ خدا اس کو بخش دے۔ میں نے اس کو بیس یا بیس ہزار میں خریدا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ نے کہا۔ اس زمین کو ہماری مسجد میں شریک کر دو۔ اس کا ثواب تم کو ہو گا۔ احنف بن قیس اور ابو سلمہ اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اس کی روایت کی ہے۔

غزوہ تبوک میں سخت فاقہ کشی کی توبت آگئی۔ اور آپ نے اس کو دُر کہا۔

سالم بن عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک طول طویل حدیث میں بیان کیا کہ حضرت عثمان نے ہمیشہ عسہ کو سامان دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں لڑ رہے تھے۔ جتنی بھوک پیاس اس سواری کی تکلیف اس غزوہ میں ہوئی۔ اتنی کسی اور غزوہ میں نہیں ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کو یہ حال معلوم ہو آپ نے کھانا اور نان خورش رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے حال کے مناسب سامان خریدا۔ اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ آنحضرتؐ نے دیکھا کہ سامنے سے تار کی چھاگ آپ نے فرمایا تم لوگوں کے واسطے بہتری آگئی اور اونٹ بٹھائے گئے۔ اور جو کچھ سامان ان پر لدا تھا۔ اُتار گیا۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا میں عثمان سے راضی ہو گیا۔ اے خدا تو بھی راضی ہو جا۔ تین مرتبہ اس فقرہ کو ارشاد فرمایا۔ پھر صحابہ سے کہا کہ عثمانؓ کے واسطے دعا کرو۔ اور آپ نے اُدھر صحابہ نے حضرت عثمانؓ کے واسطے دعا کی۔

آپ انشرویٰ اور ان اسماء الہی کو لکھتے تھے۔ جن کا ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا۔ ریاض میں عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ بخدا حضرت عثمانؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوتے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی۔ بجالیکہ آپ میرے اوپر اپنی پشت سے سہارا لگائے ہوتے۔ اور حضرت عثمانؓ سے کہتے۔ کہ لکھو۔ ریاض میں شہادت عثمانؓ غنی کے واقعہ میں منقول ہے کہ جب باغیوڑ آپ کا ہاتھ کاٹا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے سور مفصل کو لکھا۔ میں کہتا ہوں مفصل کو پہلا راجہ سے خاص کیا کہ یہی سب سے پہلے نازل ہوئیں۔

آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کے لئے حلو ا پکایا۔ اور اس طریقہ ان لوگوں کے دلوں کو اپنی دعا کے لئے مایل کیا۔

ریاض میں لیث بن ابی سالم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا سب سے پہلے مسلمانوں میں جس نے پکایا۔ وہ حضرت عثمانؓ بن عفان ہے۔ حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹوں پر آٹا اور شہد لکرا آپ نے حلو ا پکا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ام سلمہ کے مکان پر بھیجا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ ام سلمہ نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اس کو پسند کیا اور پوچھا کس نے بھیجا۔ انہوں نے کہا۔ عثمانؓ نے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ عثمانؓ تیری رضا چاہتا ہے۔ تو اس سے راضی ہو جا۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ اناج کا قافلہ آیا۔ اس میں حضرت عثمانؓ کے بھی اونٹ تھے۔ ان پر عمد گہوں کا آٹا اور گھی اور شہد لدا تھا۔ عثمانؓ اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے برکت و عادی حضرت عثمانؓ نے ایک دیگ آگ پر چڑھوائی۔ اور اس میں شہد اور آٹا اور گھی ڈال کر گھوٹا۔ جب تیار ہو گیا۔ دیگ کو نیچے اتار لیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھاؤ۔ فارس کے لوگ اسی کو خبیصہ (یعنی حلو ا) کہتے ہیں۔

ایک وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں سخت فاقوں کی نوبت آئی۔ آپ نے اس کے دور کرنے میں پوری کوشش کی۔

ریاض نصرہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ چاروں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر بے آب و دانہ گذر گئے۔ یہاں تک کہ ہمارے بچے بھوک سے رونے لگے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور پوچھا۔ اے عائشہ میرے بعد تم کو کچھ ملا۔ میں نے کہا اگر خدا آپ کے ہاتھ سے نہ دلائے۔ تو مجھ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ آپ نے وضو کیا اور تسبیح کرتے ہوئے نکل گئے۔ کبھی یہاں نماز پڑھتے۔ اور کبھی وہاں اور خدا سے دعا کرتے۔ وہ کہتی ہیں کہ عثمانؓ تیسرے پہر کو آئے۔ اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے چاہا کہ ان کو منع کر دوں۔ پھر میں نے کہا۔ وہ مالدار صحابہ میں سے ہیں۔ شاید خدا نے ان کو اسی واسطے بھیجا ہو کہ ان کے ذریعہ سے نفع پہنچائے اور میں نے اجازت دے دی۔ انہوں نے پوچھا۔ اے ماں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ میں نے کہا اے میرے بیٹے محمدؐ کے گھر والوں نے چاروں سے کچھ نہیں کھایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھوک سے پریشان آئے۔ اس کے بعد عائشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال اور اپنا جواب بیان کیا۔ راوی کہتا ہے۔ حضرت عثمان بن عفان روپڑے اور کہا بڑا ہودنیا کا۔ پھر کہا یا اُم المؤمنین تم کو زیب نہیں ہے۔ کہ تمہارے اوپر یہ مصیبت نازل ہو اور تم مجھ سے یا عبد الرحمن بن عوف اور ثابت بن قیس وغیرہ مال داروں سے ذکر نہ کرو۔ پھر وہ چلے گئے۔ اور آٹا۔ گیہوں۔ خرمے اور ٹٹوں پر لدوائے۔ اور کھال اتاری ہوئی بکری اور تین سو درہم ایک تھیلی میں بند کر کے بھجوا دیئے۔ اور کہا تم کھاؤ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رکھ چھوڑو۔ یہاں تک کہ وہ آجائیں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے مجھ کو قسم دلائی کہ جب کبھی ضرورت پیش آوے۔ مجھ کو خبر کرنا۔ عائشہؓ کہتی ہیں۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور پوچھا میرے بعد تم کو کچھ ملا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ آپ خدا سے دعا کرنے لگے تھے۔ اور خدا آپ کی دعا رد نہیں کرتا۔ آپ نے پوچھا کیا ملا۔ میں نے کہا اتنے اونٹ اور اتنے اونٹ گیہوں اور اتنے اونٹ خرمے اور تین سو درہم کی ایک تھیلی اور ایک پوست اتاری ہوئی بکری اور بہت سی روٹیاں اور بھونا ہوا گوشت۔ آپ نے پوچھا کس سے۔ میں نے کہا۔ عثمان بن عفان سے۔ اور عائشہ نے کہا۔ عثمانؓ روئے۔ اور دنیا کو بڑا بھلا کہا اور مجھ کو قسم دلائی۔ کہ جب کبھی ایسی حالت پیش آوے۔ ان سے ضرور خبر کروں۔ آپ کھڑے کھڑے مسجد چلے گئے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی اُس سے راضی ہو جا۔ اے خدا میں عثمانؓ سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے لئے اکثر اوقات دعا کی۔ اور اس بارے میں بہت کوشش کی۔ ریاض میں ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اول لیل سے صبح تک دیکھا کہ آپ عثمان بن عفان کے واسطے دعا کرتے۔ اور کہتے رہے کہ اے خدا میں ان سے راضی ہو گیا تو بھی راضی ہو جا۔

یوسف بن سہل بن یوسف نے اپنے والد سے انہوں نے اُن کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں بیان کیا کہ اے خدا تو عثمان بن عفان سے راضی ہو جا۔ جابر بن عطیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا۔ اے

عثمان خدا نے تم کو بخش دیا۔ جو کچھ تم نے پہلے کیا اور جو بعد میں کرو گے۔ اور جو تم نے چھپا کر کیا۔ اور جو تم نے ظاہر میں کیا۔ اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کو بغوی نے اپنے جہم میں بیان کیا ہے۔ اور ابن عمرؓ نے عبدیؓ بھی اس کی تخریج ہے اور انہوں نے اتنا اور زیادہ نقل کیا ہے کہ دماکان و ماہو کائن۔ یعنی جو کچھ ہو چکا۔ اور جو آئے ہوئے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ذی النورینؑ کو اعمال مقربہ سے پورا حصہ عنایت کیا تھا۔

آپ نے قرآن شریف کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یاد کر لیا تھا۔ اور آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ ریاض میں ابو ثور رضی کے واسطے سے عثمانؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن شریف یاد کر لیا تھا۔

ابو عمر نے محمد بن سیرین اور عثمان بن عبد الرحمن تیمی وغیرہما سے روایت کی ہے۔ کہ عثمانؓ تمام رات ایک رکعت میں کھڑے قرآن پڑھا کرتے۔

طہارت کے معاملہ میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اور وضو کا طریقہ اور اس کے فضائل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے حاصل کئے جیسا کہ صحیحین میں عثمانؓ سے حران اور جہانم کی روایت سے مروی ہے۔ مسلم نے اس حدیث کو بعض روایتوں میں بیان کیا ہے کہ ابن شہاب نے کہا علماء کہتے تھے۔ یہ وضو وضوؤں سے زیادہ کامل ہے جس کو کوئی نماز کے واسطے کرے۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ حران بن ابان نے کہا۔ میں حضرت عثمانؓ کے واسطے پانی رکھتا تھا۔ آپ بہت کم پانی صرف کرتے تھے۔ آپ روزہ و نماز کے بہت مشتاق تھے۔

عثمانؓ کی لونڈی سے مروی ہے کہ اس نے کہا آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

زبیر بن عبد اللہ نے اپنی دادی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ حضرت عثمانؓ غنائم الدہر قائم کرتے صرف اول شب میں تھوڑی دیر سوتے تھے۔

صدقہ میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ ابن عباسؓ نے اُن کے صدقہ کا ایک عجیب ماجرا بیان کیا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ایک سال ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں قحط پڑا حضرت ابو بکرؓ نے کہا صبح ہوتے ہی تمہاری تکلیف دفع ہو جائیگی۔ جب صبح ہوئی۔ ایک شخص نے ابو بکر صدیقؓ کو خبر دی کہ عثمانؓ کے ہزار اونٹ گھوڑے لہے ہوئے آئے ہیں۔ تجار حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے۔ اور دروازہ کھٹ کھٹایا۔ حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ ایک چادر ادرے جس کے دونوں کنارے کندھوں پر ڈالے تھے آئے اور پوچھا کیا جاتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ہزار اونٹ غلہ سے بھرے آ رہے ہیں آپ ہمارے ہاتھ فروخت کر ڈالئے۔ تاکہ فقران مدینہ پر کشا دگی کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں سے کہا۔ اندر چلے آؤ۔ وہ لوگ اندر چلے گئے۔ اتنے میں ہزار اونٹ کا غلہ آپ کے گھر میں گرا یا گیا۔ آپ نے کہا۔ تم لوگ شام کی خرید پر کتنا نفع دو گے۔ تاجروں نے کہا۔ دس کے بارہ۔ آپ نے کہا اور لوگ زیادہ دیتے ہیں تاجروں نے کہا ہم دس کے چودہ دیں گے۔ آپ نے کہا مجھ کو اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہم دس کے پندرہ

دیں گے۔ آپ نے کہا مجھ کو اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا وہ زیادہ دینے والا کون ہے۔ مدینہ میں تجارت کرنے والے تو ہم ہی لوگ ہیں۔ آپ نے کہا۔ مجھ کو ہر درہم کے بدلہ میں دس دیتے ہیں۔ وہ کیا تم اس سے زیادہ کر سکتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا اے تاجر وہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ مدینہ کے محتاجوں پر فائدہ کرتا ہوں۔ عبد اللہ کہتے ہیں۔ میں رات کو سو رہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ ایک عمدہ خمر پر سوار جلد از جلد جا رہے ہیں اور آپ ایک نور کا حملہ پہنے ہیں۔ اور ایک نور کی چھتری آپ کے دست مبارک میں ہے۔ اور جوتے کے نیسے نور کے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں آپ کا بہشتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ میں عجلت میں ہوں۔ اس وجہ سے کہ عثمان غنی نے ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے۔ اور خدا نے اُن کا صدقہ قبول کر لیا۔ اس کے عوض میں جنت میں ان کی شادی کی ہے۔ میں اُن کی شادی میں شرکت کرنے جا رہا ہوں (غلام آزاد کرنے میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔)

ریاض میں حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کوئی جمعہ ایسا نہیں گذرا کہ میں نے غلام نہ آزاد کیا ہو۔ اگر ایک جمعہ نہ ملتا۔ تو دوسرے جمعہ میں دو غلام آزاد کر دیتا۔ (آپ حج و عمرہ ادا کرنے میں سب پر بازی لے گئے۔)

امام مالک نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ اکثر عمرہ کرنے جاتے۔ اور مکان پر واپس آکر پالان اُتارتے۔ (آپ صلہ رحمی میں اپنے ہمسرؤں سے بڑھ کر تھے۔)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تعجب سے کہتی ہیں۔ کیا باغیوں نے ان کو شہید کر ڈالا۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے تھے۔ ابو عمر نے اس کو بیان کیا ہے۔ اور حضرت علی ابن طالبؓ بھی ایسا ہی کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو احوال عالیہ سے مشرف کیا تھا۔

(خوف) مشکوٰۃ میں عثمانؓ سے مروی ہے۔ کہ جب وہ قبر پر کھڑے ہوتے اس قدر روتے کہ آپ کی ڈاڑھی اشکوں سے تر ہو جاتی۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا۔ آپ دوزخ و جنت کے ذکر سے اس قدر نہیں روتے جتنا کہ اس سے روتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قبر پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات پا گیا۔ تو اس کے بعد بھی آسانی ہے۔ اور اگر اس سے نہ نجات پائی۔ تو اس کے بعد اس سے زیادہ سختی آپ نے فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے قبر سے زیادہ کسی مقام کو ہیبت ناک نہیں دیکھا۔ ترمذی و ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔

ریاض میں ابو الحضرات سے مروی ہے۔ کہ عثمانؓ نے اپنے ایک غلام سے کہا۔ میں نے ایک مرتبہ تیری گوش مالی کی تھی۔ تو بھی مجھ سے بدلہ لے لے۔ اس نے آپ کا کان پکڑا۔ آپ نے کہا زور سے مل۔ دنیا کا قصاص آخرت کے قصاص سے بہت اچھا ہے۔

آپ سے مروی ہے۔ کہ کہا اگر میں دوزخ و جنت کے درمیان ہوں۔ اور مجھے نہ معلوم ہو۔ کہ میرے واسطے ان میں سے کس کا حکم دیا جائے گا۔ تو میں اُس کا حال معلوم ہونے سے پہلے ہی راکھ ہو جانے کو پسند کروں گا (دنیا کی خواہشوں سے الگ ہونا) شرجیل بن مسلم سے مروی ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ

لوگوں کو امیروں کا ایسا کھانا کھلاتے تھے۔ اور خود سرکہ و روغن زیتون کھاتے تھے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے حضرت عثمانؓ کو جمعہ کے دن دیکھا آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ (اس وقت آپ امیر المومنین تھے) اور آپ ایسے کپڑے پہنے تھے جن کی قیمت چار یا پندرہ درہم حضرت حسن سے ایک آدمی نے پوچھا۔ عثمانؓ کی چادر کیسی تھی۔ انہوں نے کہا۔ قطری (ایک جگہ کا نام ہے جس کی طرف منسوب ہے) اس نے پوچھا اس کی کیا قیمت ہوگی۔ حسن نے کہا آٹھ درہم۔ اس نے پوچھا کرتہ کیسا تھا۔ حسن نے کہا لمبا۔ اُس نے پوچھا۔ اس کی کیا قیمت ہوگی۔ حسن نے کہا۔ آٹھ درہم۔ اور حسن نے بیان کیا کہ آپ کی جوتیاں اٹری دار پیچ سے پتلی تھیں۔ اس میں آگے دو تھے۔ یہ تینوں حدیثیں ریاض میں مذکور ہیں۔

(ورع) حماد بن زید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ خدا امیر المومنین حضرت عثمانؓ پر رحم کرے۔ آپ کچھ اوپر چالیس رات قید رہے۔ لیکن آپ کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکلا جس میں باغیوں کو حجت کا موقع ملتا۔ یہ حدیث ریاض میں مذکور ہے۔

(تواضع) ریاض میں حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے حضرت عثمانؓ کو مسجد میں چادر کے نیچے رکھے ہوئے دیکھا ہے۔ لوگ آپ کے پاس آ کر بیٹھتے جاتے۔ اور آپ بھی بیٹھتے معلوم ہوتا گویا انہوں میں سے ایک شخص ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو مسجد نبوی میں لحاف اوڑھے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ کے گرد کوئی نہ ہوتا تھا۔ حالانکہ آپ امیر المومنین تھے۔

روایت میں ہے کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ آپ قیلو کہ کر کے اٹھتے اور چٹائی کا نشان آپ کے پہلو میں ہوتا۔ اور لوگ کہتے۔ یہ امیر المومنین ہیں۔

علقمہ بن وقاص سے مروی ہے کہ عثمانؓ خطبہ بیان کر رہے تھے۔ کہ عمرو بن عاص نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگوں کی وجہ سے ہلاکت میں مبتلا ہو گئے۔ اور لوگ تمہاری وجہ سے تم بھی خدا سے توبہ کرو۔ اور وہ لوگ بھی توبہ کریں۔ حضرت عثمانؓ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ نابالغہ کے لڑکے تم یہاں موجود ہو۔ پھر آپ قبلہ رخ ہوئے۔ اور ہاتھ اٹھا کر کہا۔ اے خدا میں سب سے پہلے تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔

(رعیت پر شفقت) ریاض میں سلیمان بن موسیٰ سے مروی کہ عثمان بن عفان ایسے لوگوں کی طرف بلائے گئے۔ جو برا کام کر رہے تھے جب آپ اُن کی طرف گئے۔ دیکھا کہ وہ لوگ بھاگ گئے۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ان کو نہ پایا اور ایک غلام آزاد کیا۔

(حسن معاشرت) ریاض میں زبیر بن عبداللہ کی داوی یعنی حضرت عثمانؓ کی لونڈی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ عثمانؓ رات کو اپنے گھر میں کسی کو نہ جگاتے۔ اگر کوئی جاگتا ہوتا تو اس کو بلا کر پانی منگاتے۔

(ادب) ریاض میں ابو ثور فہمی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا۔ جب میں اُن کے پاس سے باہر آیا۔ دیکھا کہ اہل مصر کا وفد لوٹ آیا ہے۔ پھر میں حضرت عثمانؓ کے پاس چلا گیا۔ اور اُن

سے اطلاع کی۔ آپ نے پوچھا۔ تم نے ان کو کس حال میں دیکھا۔ میں نے کہا۔ اُن کے چہروں سے شر کے آثار نمایاں ہیں اور ابن عدس بلوی ان کا افسر ہے۔ (یہ کہہ کر میں باہر چلا آیا۔ دیکھا کہ) ابن عدس بلوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھا۔ اور ان لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اور خطبہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی منقصدت بیان کی۔ میں نے جا کر عثمانؓ کو خبر کی۔ آپ نے کہا۔ بخدا ابن عدس جھوٹ کہتا ہے۔ اگر وہ نہ کہتا تو میں بھی نہ بیان کرتا۔ سنو بخدا میں اسلام میں چوتھا شخص ہوں۔ (یعنی تین آدمیوں کے بعد میں نے اسلام قبول کیا) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیٹی کا مجھ سے عقد کیا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا۔ تو آپ نے دوسری بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا۔ میں نے جاہلیت و اسلام میں کبھی زنا و چوری نہیں کی۔ اور جب سے مسلمان ہوا۔ نہ کبھی گایا اور نہ کبھی آرزو کی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جس دن سے بیعت کی۔ واسطے ہاتھ سے کبھی شرم گاہ کو نہیں چھوا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن شریف یاد کر لیا تھا۔ اور جب سے مسلمان ہوا۔ ہر جمعہ کو غلام آزاد کرتا ہوں۔ اگر کسی جمعہ میں نہ ملا۔ تو دوسرے جمعہ میں دو آزاد کر دیتا ہوں۔

(صبر) ریاض میں عبدالرحمن بن ہدی سے مروی ہے کہ عثمانؓ میں دو چیزیں ایسی تھیں جو ابوبکرؓ و عمرؓ میں نہ تھیں۔ ایک آپ کا صبر یہاں تک کہ آپ مظلوم شہید ہوئے۔ دوسرے سب لوگوں کا ایک مصحف پرتفت کر دینا۔

آپ کے وہ مقامات جن کے اثبات پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح کی تھی۔

(حیاء) مسلم نے عائشہ کی روایت سے ایک قصہ میں نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں اس شخص (یعنی عثمان) سے شرم نہ کروں جس سے ملائکہ شرم کرتے ہیں۔ ایک طویل حدیث میں جس میں بہت سے صحابہ کے مناقب ہیں عثمانؓ کے بارے میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ سچے حیا دار عثمان ہیں۔ اور حیا کے معنی اس جگہ یہ ہیں کہ طبیعت و قلب کا نور ایمان کے مطیع ہو جانا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول حضرت عثمانؓ کے اعمال میں نمایاں نظر آتا ہے۔ کیونکہ جب کبھی غضب و خواہش کے جوش کا وقت آیا۔ یا کوئی فتنہ کھڑا ہوا۔ آپ اُن کے نافذ کرنے سے باز رہے۔ اور یہ بات جوش و خروش پر نور ایمانی کے غالب آنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس مضمون کو شارح علیہ السلام نے حیا سے تعبیر کیا ہے۔

شہادت۔ عثمان سے یوم الدار کے خطبہ میں متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ آپ نے لوگوں کو خدا کی قسم دلا کر پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ جب کوہ حراء ہلنے لگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے حراء ثابت رہ کیونکہ تجھ پر سوانہی اور صدیق اور شہید کے کوئی نہیں ہے۔ اس کو ناقلین خطبہ یعنی ابوسلمہ اور ابوعبدالرحمن سلمیٰ اور شامہ بن حزن قشیری وغیرہم اور صحابہ کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔

آپ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق و کفو ہونا !

حاکم نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا عثمانؓ جس دن موضع

الجناز میں محصور ہوئے کہا۔ اے طلحہ۔ میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم کو یاد ہے کہ میں اور تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں مقام پر تھے۔ اور میرے اور تمہارے سوا اور کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ اے طلحہ ہر نبی کے ساتھ اس کی امت سے جنت میں اس کا رفیق ہوگا۔ اور عثمان میرے رفیق ہیں۔ اور میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ طلحہ نے کہا ہاں۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے۔

یہاں رفیق سے مراد وہ شخص ہے۔ جو اعمال مقربہ و اخلاق مرضیہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہو جو آریٹ کا مدار معرکوں میں پوری مدد کرنے پر ہے۔ اور وفانت کا مدار اعمال و اخلاق کی موافقت پر۔

حاکم نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے انہوں نے مطلب بن عبد اللہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں رقیہ کے پاس گیا۔ اور اس حدیث کی روایت وہب بن منبہہ کے طریقہ سے ابو ہریرہؓ سے یوں ہے کہ انہوں نے کہا میں رقیہ کے پاس گیا۔ ان کے ہاتھ میں کنگھی تھی۔ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابھی میرے پاس سے گئے ہیں۔ میں نے آنحضرت کے بالوں میں کنگھی کی۔ آپ نے پوچھا۔ عثمان کا برتاؤ کیسا ہے۔ میں نے کہا اچھا ہے۔ آپ نے کہا ان کی بندگی کیا کرو۔ وہ اخلاق میں سب صحابہ سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہیں۔ اس حدیث میں ایک ظاہری اشکال ہے۔ وہ یہ کہ ابو ہریرہؓ خبر کے بعد آئے ہیں اور رقیہ کا انتقال فتح بدر سے پہلے ہو چکا تھا۔ لیکن اس حدیث کی اصل ہے۔ جو متعدد طریقوں سے مروی ہے۔ حاکم نے کہا۔ اس میں شک نہیں کہ ابو ہریرہؓ نے اس حدیث کو کسی اگلے صحابی سے نقل کیا ہے۔ جو رقیہ کے پاس گئے تھے لیکن میں نے پوری کوشش کی پھر بھی مجھے اس وقت اس کا پتہ نہ معلوم ہوا۔

میں کہتا ہوں اور دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمانؓ کے پاس کھڑے ہو کر بغل گیر ہوئے اور کہا یہ میرے کفو ہیں۔ کفو کے بھی وہی معنی ہیں۔ جو رفیق کے ہیں۔

عثمان خدا اور رسول کو دوست رکھتے تھے اور خدا اور رسول عثمان کو دوست رکھتا تھا

حاکم نے ابن عباس سے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرا شوہر بہتر ہے۔ یا فاطمہ کا۔ راوی کہتا ہے۔ آپ نے کچھ دیر سکوت کیا۔ اس کے بعد کہا تمہارا شوہر ان لوگوں میں سے ہے۔ جو خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں۔ اور خدا اور رسول ان کو دوست رکھتا ہے۔ وہ چلی گئیں۔ آپ نے کہا یہاں آؤ۔ میں نے کہا کہا۔ انہوں نے کہا آپ نے میرے شوہر کے حق میں کہا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جو خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں۔ اور خدا اور رسول ان کو دوست رکھتا ہے۔ آپ نے کہا ہاں۔ اور تم سے اس سے زیادہ بیان کرتا ہوں۔ کہ میں جنت میں داخل ہوا اور ان کے مکان کو دیکھا۔ اور اپنے صحابہ میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کا مکان ان کے مکان سے بلند ہو۔ میں کہتا ہوں یہ بلوے پر صبر کرنے کا ثواب ہے۔

حاصل کلام۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے واسطے ان کے مقامات کے اثبات کی تصریح کی ہے۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح اسی وجہ سے تھی۔ کہ یہ اوصاف آپ کے نفس میں راسخ ہو گئے

تھے۔ اور آپ بالکل اُن اوصاف میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے تھے۔ جیسا کہ آپ کے روزمرہ کے واقعات اُس کی کافی شہادت دے رہے ہیں۔

آپ کے کرامات۔ ریاض میں مروی ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ اُس نے ایک چنبی عورت پر نظر ڈالی تھی۔ جب آپ نے اس کو دیکھا فرمایا کہ تم میرے پاس اس حالت سے آتے ہو۔ کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے آثار موجود ہیں۔ اس آدمی نے کہا۔ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی آتی ہے۔ آپ نے کہا۔ نہیں۔ بلکہ حق بات اور سچی فراست ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ جہجاء غفاری نے آپ کا عصا لے کر اس کو گھٹنے سے توڑ ڈالا۔ اس کا پیر گل گیا۔ ابو قلابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں ایک مکان میں شام میں تھا کہ ایک آدمی کی آواز سنی جو آگ سے واویلا کر رہا تھا۔ میں اُٹھ کر اس کے پاس گیا دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پیر مخنوں سے کٹے ہوئے اور دونوں آنکھوں سے اندھا۔ منہ کے بل پڑا ہے۔ میں نے اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو عثمانؓ کے گھر گئے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا۔ ان کی بی بی چلانے لگی۔ میں نے اُن کے طمانچہ مارا۔ عثمانؓ نے کہا تجھے کیا ہوا ہے۔ خدا تیرے ہاتھ اور پیر کاٹے۔ اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کرے۔ اور تجھ کو آگ میں ڈالے۔ مجھے بہت خوف معلوم ہوا۔ اور میں نکل کر بھاگا۔ اب میری یہ حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ صرف آگ کی بددعا باقی رہ گئی ہے۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا تو رحمت سے ڈور ہے۔ امام مالک سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا گدڑ کو کب (ایک آدمی کا نام ہے) کے باغ سے ہوا۔ آپ نے کہا اس جگہ ایک نیا آدمی دفن ہوگا۔ اور آپ سب سے پہلے وہاں مدفون ہوئے۔

صواعقی میں یزید بن حبیب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جو لوگ عثمانؓ پر چڑھ کر گئے تھے۔ ان میں سے اکثر پاگل ہو گئے۔

آپ اپنے زمانہ خلافت میں پُر اثر تصائح اور تہذیب اخلاق وغیرہ کے دقائق بیان کرتے تھے۔ ہم روضۃ الاحیاء سے کچھ آپ کا حکیمانہ کلام نقل کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا خدا سے تجارت کرو۔ نفع پاؤ گے۔ احکام و حدود کی محافظت کرنا اور عہدوں کو پورا کرنا اور موجود پر راضی ہونا اور معدوم پر صبر کرنا نشان عبودیت ہے۔ موت سے پہلے جو کچھ نیکی کرنی ہو کر لو۔ خبردار دنیا باطل ہے۔ لہذا تم دنیا اور شیطان کے دھوکے سے بچو۔ دنیا کی خواہش تاریکی ہے۔ اور آخرت کی خواہش نور ہے۔ عامل سے عزل کے وقت ہدیہ قبول کرنا ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ مقرر کرتے وقت بہترین لوگوں میں دہ ہے۔ جو پیر ہیز کرے۔ اُو کتاب اللہ پر عمل کرے۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل امید و بیم میں ہو۔ اور اس کی زبان حمد و ثناء میں مشغول ہو۔ اور اس کی آنکھوں میں شرم و بکا ہو۔ اور اُس کا ارادہ ترک و رضا ہو۔ متقی کی علامت یہ ہے کہ لوگوں کو ناجی اور اپنے آپ کو ہلاکت میں جانے۔ سب سے راہبگاں وہ ہے جس کو بڑی عمر ملے۔ اور وہ آخرت کا سامان نہ کرے جس کے واسطے دنیا قید خانہ ہوتی ہے۔ قبر اس کے لئے راحت ہے۔ اگر تمہارے دل پاک صاف ہوتے قرآن سے نہ آسودہ ہوتے۔

آپ نے علوم دین کی جو کچھ خدمت کی۔ اُس میں سے اشاعت قرآن کے متعلق پانچ باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں نے اپنے اپنے تلفظ و طبع زیادہ ترتیبوں سے قرآن اور اُس کے اجزاء کو لکھ رکھا تھا۔ آپ نے ان کو منگوا کر مٹا دیا۔ اور شیخین کا مصحف جس کی فاروق اعظم نے سالہا سال تصحیح کی تھی۔ اُم المؤمنین حفصہ کے پاس سے منگوا یا۔ اور اس کی چند نقلیں کر کر اطراف عالم میں بھجوا دیں۔ اور قریش کی لغت پر لکھنے کی بہت تاکید کی۔ اور ہر طرف احکام نافذ کر دیئے۔ کہ اسی قرآن کے موافق لوگ لکھیں آپ کی اس کوشش سے اُمت کا تفرقہ اٹھ گیا اور قرأت مشہورہ و مشاذہ میں امتیاز ظاہر ہو گیا۔ اور تمام مسلمان ایک مصحف پر جمع ہو گئے۔ اگر آپ ایسا انتظار نہ کرتے۔ کتاب اللہ میں اگلی اُمتوں کا ایسا جھگڑا پیدا ہو جاتا۔

بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ حذیفہ بن یمان عثمان کے پاس آئے۔ یہ فتح آر مینیا واذ بائحجان میں اہل عراق کے ہمراہ شامیوں سے لڑ رہے تھے۔ حذیفہ قرأت قرآن میں مسلمانوں کا اختلاف دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور عثمان سے کہا یا امیر المؤمنین یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے پہلے اس اُمت کا تدارک کر لیجئے۔ عثمان نے حذیفہ کو حفصہ کے پاس کہلا کر بھیجا۔ کہ مصحف کو ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم نقل کر دے گا کہ تمہارے پاس بھجوا دیں گے۔ حفصہ نے وہ قرآن عثمان کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے زید بن ثابت اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا۔ کہ اس کی نقلیں کریں۔ اور تینوں قریشیوں (یعنی عبد اللہ اور سعید اور عبد الرحمن) سے کہا۔ جب تمہاری اور زید کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان کے موافق لکھو۔ کیونکہ وہ انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب اس کی نقلیں کر چکے۔ آپ نے اس مصحف کو حفصہ کے پاس واپس کر دیا۔ اور نقل شدہ قرآنوں کو ہر چار طرف بھجوا دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ اس کے سوا جو کچھ قرآن کی قسم سے ورقوں یا مصحفوں میں لکھا ہو جلا دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے قرأت تابعین کی ایک جماعت کو قرآن سکھایا۔ اور آپ کی قرأت کا سلسلہ اس وقت تک پہنچے شرح السنہ میں ہے۔ کہ مشہور قاریوں نے اپنی قرأتوں کو صحابہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ عبد اللہ بن کثیر اور رفیع نے اپنی قرأت کو ابی بن کعب کی طرف اور عبد اللہ بن عامر نے عثمان بن عفان کی طرف اور عاصم نے علی اور عبد اللہ ابن مسعود اور زید کی طرف اور حمزہ نے عثمان و علی کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور ان صحابہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔ تیسرے یہ کہ نماز میں مثل شیخین کے قرأت طویل کرتے تھے۔ تاکہ لوگ آپ سے سن کر اپنا تلفظ درست کر لیں۔

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ قرافہ بن عمیر حنفی نے کہا۔ میں نے سورہ یوسف کو عثمان رضی اللہ عنہ کے نماز فجر میں بار بار پڑھنے کی وجہ سے یاد کیا ہے۔

چوتھے یہ کہ آپ ابتداً نزل قرآن میں اس کو لکھتے تھے۔ اس کے بعد جو کوئی آیا۔ اس نے اگلوں پر اعتبار کیا۔ اور یہ آپ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پہلا ہاتھ ہے۔ جس نے سورہ مفصل کو لکھا۔ پانچویں یہ کہ تفسیر قرآن اور اوقات و مواقع نزول میں آپ بہت ماہر تھے۔

ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے عثمان بن عفان سے پوچھا۔ تم نے سورہ

آپ خطبہ میں فضائل اعمال بیان کرتے لوگوں پر بہت اثر ہوتا تھا۔

بخاری نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھا دے۔ راوی کہتا ہے کہ ابو عبد الرحمن عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے حجاج کے زمانہ تک قرآن پڑھاتے رہے۔ اور کہتے تھے۔ اسی حدیث کی وجہ سے میں نے اس کام کو اختیار کیا۔

آپ فضائل اعمال کی حدیثوں پر عمل کرنے میں بہت کوشش کرتے۔ اور آپ کی فطرت سلیمہ اس کی موافقت کرتی تھی۔

احمد نے قریش کے غلام عطاء بن فروخ سے روایت کی ہے کہ عثمان نے ایک آدمی سے زمینوں کی اس کے بعد بہت دنوں تک وہ قیمت لینے نہیں آیا۔ ایک دن آپ کو راستہ میں مل گیا۔ آپ نے کہا۔ تم اپنا مال کیوں نہیں لیتے۔ اس نے کہا تو دھوکا کھا گیا۔ جس سے میں ملتا ہوں۔ وہ مجھ کو ملا مت کرتا ہے۔ آپ نے کہا اس سے تم قیمت نہیں لیتے۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا۔ تم کو زمین و مال کے درمیان اختیار ہے۔ پھر آپ نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اُس کو جنت میں داخل کر لے گا جو خرید و فروخت اور ادا کرنے و تقاضا کرنے میں آسانی کرے۔

احمد نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے کہ عثمان نے مسجد مدینہ کو بنوانا چاہا۔ لوگوں نے اُس کو ناپسند کیا اور چاہتے تھے کہ اپنی حالت پر رہنے دیں۔ آپ نے کہا۔ میں نے رسول خدا سے سنا ہے۔ آپ نے کہا جو خدا کے واسطے مسجد بنوادے۔ خدا اس کے لئے ویسا ہی جنت میں گھر تیار کرے گا۔

آپ کے زمانہ خلافت میں جو استفقے آپ سے دریافت کئے جاتے۔ اور آپ اُن کا جواب دیتے۔ یا ہوا مقدما آپ کے سامنے پیش ہوتے۔ اور آپ ان کا فیصلہ کرتے۔ ان کا اس کتاب میں استقصا کرنا دشوار ہے۔ مثال کے طور پر ہم چند مسائل لکھتے ہیں۔

اگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں اور صحابہ کا عمل بھی اس باب میں مختلف معلوم ہوا ہے۔ آپ نے اس شبہ کو دور کر دیا۔ کہ پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنے پر عمل متروک ہے۔

احمد نے شیخ ثقفی سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ عثمان بن عفان مسجد نبوی کے دوسرے دروازے پر بیٹھے۔ اور شانہ منگو کر اس کو کھایا۔ پھر کھڑے ہوئے۔ اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ پھر کہا۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر بیٹھا اور جو آپ نے کھایا تھا۔ وہ کھایا اور جو آپ نے کیا تھا۔ وہ ہی کیا۔

احمد نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے عثمان کو ایک جگہ بیٹھا دیکھا۔ انہوں نے اگ سے پکے ہوئے کھانے کو منگوایا۔ اور اس کو کھا کر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور وضو نہیں کیا۔ نماز کے بعد کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کو کھایا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھی۔

احمد نے رباح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میرے آقا نے میری شادی ایک رومی لونڈی سے کر دی۔ میں اس کے پاس گیا۔ اس سے ایک کالا لڑکا میرا ایسا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام عبید اللہ رکھا۔ پھر میں اس کے پاس گیا۔ اس سے ایک اور میرا ایسا لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام عبید اللہ رکھا۔ پھر ایک رومی غلام یوحنا نامی بہت بیاں کر کے کہ اگر میں اس عورت سے درخواست کروں گا۔ یہ میری بیعت کرے گی۔ اس سے اپنی زبان میں باتیں کرنے لگا۔ وہ اس سے رضامند ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہم بستر ہوئی۔ اس سے ایک سرخ سفید و بلا پتلہ چھکلی ایسا لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس عورت سے پوچھا یہ کیسا ہے۔ اس نے کہا یہ یوحنا کا ہے۔ میں نے اس معاملہ کو عثمان بن عفان کے سامنے پیش کیا۔ بعد دو دنوں نے اقرار کر لیا۔ عثمان نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہارے درمیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق فیصلہ کروں۔ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا کا نام دے دیا ہے۔ اور ان دونوں پر حد جاری کی۔

آپ نے رکن شامی و رکن عراقی کا استلام (دوسہ دینا یا ہاتھ سے چھونا) مسنون نہ ہونا ثابت کیا ہے۔ احمد نے یعلیٰ بن امیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں عثمان کے ساتھ طواف کر رہا تھا۔ میں نے رکن کا دوسہ دیا۔ یعلیٰ کہتے ہیں۔ میں خانہ کعبہ سے متصل تھا۔ جب میں رکن غربی کے پاس پہنچا۔ وہ حجر اسود کے قریب ہے۔ میں نے عثمان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تاکہ وہ استلام کر لیں۔ انہوں نے کہا۔ کیا کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ کیا استلام نہ کر دے۔ آپ نے کہا کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا کیا تم نے ان کو ان دونوں غربی رکنوں کا استلام کرتے دیکھا ہے۔ میں نے کہا نہیں آپ نے کہا کیا تم ان کی پیروی نہیں کرتے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تو پھر آگے بڑھو۔ آپ نے بیان کیا کہ مردوں کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا درست نہیں ہے۔

احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ عثمان حج کے واسطے مکہ گئے۔ اور محمد بن جعفر بن ابی طالب کے پاس ان کی بی بی آئیں۔ وہ رات بھر ان کے پاس رہے۔ صبح کو وہ بھی حج کے واسطے چل دئے۔ ان کے خوشبو لگی ہوئی تھی۔ اور زعفران سے رنگا ہوا لحاف اوڑھے تھے۔ مقام طے میں لوگوں سے جا ملے۔ جب عثمان نے ان کو دیکھا ان کو جھڑکا اور افسوس کر کے کہا۔ تم زعفران سے رنگا ہوا کپڑا اوڑھے ہو۔ حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ علی بن ابی طالب نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان کو منع کیا تھا۔ اور نہ تم کو بلکہ مجھ کو منع کیا تھا۔

مالک نے عمر بن عبید اللہ کے غلام ابو انقر سے انہوں نے مالک بن ابی عامر سے روایت کی ہے کہ عثمان بن عفان اکثر خطبہ میں کہا کرتے تھے کہ جب امام جمعہ کے دن خطبہ پڑھے۔ اس کو سنو اور خاموش رہو۔ کیونکہ اس کو نہ سنائی دیتا ہو۔ اور وہ خاموش رہے۔ اس کو اتنا ہی ثواب ہے جتنی سکوت کے ساتھ سننے والے کو۔ اور جب اقامت کہی جائے صفوں کو برابر کرو۔ مونڈھوں کو ملاؤ۔ کیونکہ صفوں کا سیدھا کرنا کمال نماز سے ہے۔ پس نے کچھ لوگوں کو صفوں کی درستگی کے لئے مقرر کیا تھا۔ جب وہ اگر خبر دیتے کہ صفیں درست ہو گئیں تب

آپ تکبیر کہتے۔

امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری سے روایت کی ہے کہ عثمان بن عفان عشاء کی نماز کے لئے آئے دیکھا کہ مسجد میں تھوڑے آدمی ہیں۔ لوگوں کے انتظار میں مسجد کے کنارے بیٹ گئے۔ ابن ابی عمرہ ان کے پاس گئے۔ اور بیٹھ گئے۔ آپ نے پوچھا کون۔ انہوں نے اس کا جواب دیا۔ آپ نے کہا۔ تم کو قرآن یاد ہے۔ ان کو جتنا یاد تھا۔ بیان کیا۔ آپ نے ان سے کہا۔ جو عشاء کی نماز میں حاضر ہو گیا اُسی رات نماز پڑھی اور جو صبح کی نماز میں حاضر ہو۔ گویا رات بھر نماز پڑھنا۔ امام مالک بیان کرتے ہیں۔ کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں ظہر کے بعد چاند نظر آیا۔ آپ نے روزہ نہیں کھولا یہاں تک کہ شام ہو گئی اور آفتاب غروب ہو گیا۔

امام مالک نے نافع سے انہوں نے نبیہ بن وہب عبد ری سے روایت کی ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے ابان بن عثمان (ابان امیر حجاج تھے۔ اور عمر و ابان دونوں احرام باندھ چکے تھے) کے پاس کہلا بھیجا کہ میں جاتا ہوں۔ طلحہ بن عمر کا نکاح شبیبہ بن جبیر کی لڑکی کے ساتھ کر دوں۔ آپ بھی شریک عقد ہو جائیے۔ ابان نے اس کو ناپسند کیا۔ اور کہا میں نے عثمان بن عفان سے سنا ہے۔ وہ کہتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ محرم نہ خود نکاح کرے۔ اور نہ دوسرے کا نکاح کرے۔ اور نہ اپنی منگنی کرے اور نہ دوسرے کی۔

امام مالک نے عبد اللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عثمان بن عفان کو کوہ حرج کے قریب احرام باندھتے ہوئے گرمیوں کے زمانہ میں دیکھا۔ آپ اپنے چہرہ کو سرخ کپڑے سے لپیٹے تھے۔ آپ کے سامنے شکار کا گوشنہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کھاؤ۔ انہوں نے کہا تم کیوں نہیں کھاتے۔ آپ نے کہا۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ کیونکہ میرے ہی واسطے شکار کیا گیا ہے۔

امام مالک نے ابن شہاب سے انہوں نے قبیسہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک آدمی نے عثمان بن عفان سے پوچھا۔ کیا وہ بہنوں کو جو ملک میں ہوں۔ کوئی ایک ساتھ رکھ سکتا ہے۔ آپ نے کہا ایک آیت نے اس کو جائز کیا ہے اور دوسرے نے حرام۔ لیکن میں اس فعل کو ناپسند کرتا ہوں۔ راوی کہتا ہے۔ وہ آدمی آپ کے پاس سے اٹھ کر گیا۔ اس کی ایک صحابی سے ملاقات ہو گئی اس آدمی نے اس صحابی سے بھی اس مسئلہ کو دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا اگر میں حاکم ہوتا اور پھر مجھے معلوم ہوتا کہ کسی نے ایسا کیا ہے۔ تو میں اُس کو سخت سزا دیتا۔ ابن شہاب کہتے ہیں وہ صحابی حضرت علی ابن ابی طالب تھے۔ مالک نے ابن شہاب سے انہوں نے طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا وہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

ابو مسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے مرض موت میں اپنی بی بی کو طلاق بائنہ دی۔ عثمان بن عفان نے عدت گزرنے کے بعد میراث دلوائی۔

امام مالک نے عبد اللہ بن فضال سے انہوں نے اعرج سے روایت کی ہے۔ کہ عثمان بن عفان نے

اُن بیسیوں کو جن کو انہوں نے مرض موت میں طلاق دی تھی۔ میراث میں حصہ دلوا دیا۔
امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا
میرے دادا حبان کے پاس دو عورتیں ہاشمی و انصاری تھیں۔ انہوں نے انصاریہ کو طلاق دے دی۔
اس وقت وہ دودھ پلاتی تھی۔ طلاق سے ایک سال بعد حبان کا انتقال ہو گیا۔ لیکن انصاریہ کو حیض نہیں
آیا۔ اُس نے عثمان بن عفان کے پاس میراث کا دعویٰ کیا۔ آپ نے اس کو میراث دلوا دی۔ ہاشمیہ نے عثمان
کو ملامت کی۔ آپ نے کہا یہ تمہارے چچا زاد بھائی یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی رائے ہے اور انہوں
نے مجھے ہی مشورہ دیا۔

امام مالک نے عبد اللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن بن عاص بن ہشام
سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عاص بن ہشام تین لڑکے دو انخیانی (جو صرف ماں میں
شریک ہوں) اور ایک علاقائی (جو صرف باپ میں شریک ہو) چھوڑ کر مرے۔ پھر ایک انخیانی مر گیا۔
اس کے مال و غلاموں کا وارث اس کا حقیقی بھائی ہوا۔ پھر دوسرا بھی ایک لڑکا اور علاقائی بھائی چھوڑ کر مر
گیا۔ اُس کے بیٹے نے کہا۔ مال و دولا کا میں مالک ہوں۔ اور اس کے بھائی نے کہا۔ ایسا نہیں ہے مال تو
تم کو ملے گا۔ لیکن دولا تم کو نہ ملے گی۔ کیونکہ اگر میرا پہلا بھائی اب مرنا۔ میں اس کا وارث ہوتا۔ اور دونوں
حضرت عثمان بن عفان کے پاس مقدمہ کر گئے۔ آپ نے دولا علاقائی بھائی کو دلوا دیا۔

امام مالک اپنے دادا مالک بن ابی عامر سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے کہا۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک دنیا کو دو دیناروں کے عوض نہ فروخت کرو۔ اور نہ ایک
درہم کو دو درہموں کے عوض میں۔

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ عمر ابن خطاب و عثمان بن عفان میں سے ایک نے اُس عورت کے معاملہ
میں جس نے یہ کہہ کر دھوکا دیا تھا کہ میں آزاد ہوں۔ اس کی اولاد کا فدیہ بالمثل واجب کیا۔

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان کے سامنے ایک عورت پیش ہوئی جس نے چھ
پینے میں بچہ جنا تھا۔ آپ نے اس کو رجم کا حکم دیا۔ علی ابن ابی طالب نے آپ سے کہا کہ رجم اس پر نہیں ہے
یونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ و حملہ و فصالة ثلثون شهرا۔ (یعنی حمل اور دودھ چھوڑانے کی مدت تیس
ہفتے ہے) اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین من ادادان یتیم الرضاعة
یعنی مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ اُس شخص کے واسطے ہے جو مدت رضاعت کو پورا کرنا
اہل ہے لہذا مدت حمل چھ ماہ ہوگی۔ اور اس پر رجم واجب نہ ہوگی۔ آپ نے اس کے پیچھے آدمی روانہ کیا معلوم
ہوا کہ وہ سنگ سار ہو چکی۔

امام مالک نے عبد اللہ بن ابی بکر سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت
کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ میں ایک چور نے ترخ چورائے۔ آپ نے اس کی قیمت کا اندازہ
دیا۔ اور تین درہم کے نکلے۔ آپ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔

امام مالک نے اپنے چچا یعنی ابوسہل بن مالک سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے خطبہ میں بیان کیا کہ ہنرمند لونڈیوں کے سوا اور دس کو کمانے کی تکلیف نہ دو۔ ورنہ وہ ناجائز طریقہ سے کمائیں گی۔ اور زنجیوں کو کمانے کی تکلیف دو۔ ورنہ جب ان کو نہ ملے گا۔ چوری کریں گے۔ جب خدا کو بچائے۔ تم بھی بچتے رہو۔ اور انہی کھانوں کو اختیار کرو۔ جو پاک و صاف ہوں۔

بہت سے سنن مسلمانوں میں آپ کے عمل کی وجہ سے رائج ہوئے

ریاض میں عبدالرحمن بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں ابن مسعود کے ساتھ عرفہ سے واپس ہوا۔ جب مزدلفہ میں آیا۔ مغرب و عشاء کی نماز ایک اذان و اقامت سے پڑھی۔ اور انہی کے درمیان شام کا کھانا کھایا۔ پھر سو رہا۔ جب لوگوں نے کہا۔ صبح ہو گئی۔ انہوں نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دونوں نمازیں یعنی مغرب و عشاء اس مقام میں اپنے وقت سے وی گئی ہیں۔ کیونکہ یہاں لوگ اسی وقت پہنچتے ہیں۔ جب تاریکی پھیل جاتی ہے۔ لیکن فجر کا یہی وقت ہے۔ پھر آپ ٹھہرے رہے۔ جب خوب روشنی پھیل گئی۔ کہا اگر امیر المؤمنین سنت پر عمل کریں گے۔ تو چل دیں گے۔ عبد اللہ اس کلام کو ختم کرنے پائے تھے۔ کہ امیر المؤمنین عثمان چل دئے۔

ابو مخنف خزاعی سے مروی ہے کہ عثمان کے زمانہ میں سونح گرہن پڑا۔ عبد اللہ بن مسعود اس وقت مدینہ میں موجود تھے۔ راوی کہتا ہے۔ عثمان باہر نکلے۔ اور لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز کسوف پڑھی۔ اور ہر رکعت میں دو سجدے کئے۔ پھر لوٹ کر اپنے گھر چلے گئے۔ اور عبد اللہ ابن مسعود حضرت عائشہ کے حجرہ کے پاس بیٹھے۔ اور ہم بھی ان کے پاس چھای بیٹھے۔ انہوں نے کہا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سونح و چاند گرہن کی نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ پس جب ان کو گھن لگتے دیکھو نماز پڑھنے لگو۔ کیونکہ اگر وہی بات ہوئی جس سے تم ڈرتے ہو۔ (یعنی قیامت) تو تم غفلت کی حالت میں نہ ہو گے۔ اور اگر وہ نہ ہوئی۔ تو تم کو ہی ثواب پہونچے گا۔ ان دونوں حدیثوں کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔

فتوحات

جو فتوحات ذی النورین کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ فتوحات جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد بعض شہزادوں نے عہد شکنی کی اور آپ نے ان کو پھر فتح کیا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابدار عہد میں قتال مرتدین ہوا تھا۔

ہمدان کے لوگوں نے عہد شکنی کی۔ اور مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ سے دوبارہ فتح ہوا۔ اہل رومی نے اپنی رائے کی مخالفت ظاہر کی۔ اور ابوموسیٰ اشعری اور براء ابن عازب کے اہتمام سے دوبارہ حکومت اسلام میں داخل ہوئے۔

اہل اسکندریہ نے بغاوت کا نشان بلند کیا۔ عمرو بن عاص کی کوششوں نے ان کے نشانوں کو زیر کر

آذربایجان والوں نے عہد سے تجاوز کیا اور ولید بن عقبہ نے ان کو تنگ کیا آخر مجبوراً صلح کر لی۔ اس زمانہ میں آذربایجان کے متصل بعض نئے مقامات بھی فتح ہوئے۔

آپ نے ولید بن عقبہ و سلیمان بن ربیعہ کو ارمینیا کی طرف بھیجا۔ وہاں سے یہ لوگ بے شمار مال غنیمت لائے۔

عثمان بن ابی العاص کو شہر کا ذروں اور اس کے اطراف میں روانہ کیا۔ اور انہوں نے ان اطراف کو صلح سے فتح کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے وہاں سے ہرم بن حبان کو ذر سفید کی طرف بھیجا۔ تھوڑے دنوں میں وہ بھی مفتوح ہو گیا۔

دوسری قسم سے افریقہ کا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ پر فتح ہونا ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد کو انہی فتوحات کے خیال سے مصر کی ولایت پر مقرر کیا تھا۔ اور جو خمس ان کی کوشش سے حاصل ہوا اس کو انعام میں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وقت افریقہ کا قیصر روم کی طرف سے جو جیر نامی ایک شخص تھا۔ اس کی حکومت طرابلس سے طنجہ تک تھی۔ فرعونیت کے خیال میں اگر ایک لاکھ میں ہزار سوار تیار کئے۔ امیر المومنین نے ایک بہت بڑا لشکر اشراف صحابہ سے جس میں عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر جیسے لوگ تھے جمع کر کے عبداللہ بن سعد نے بھی تباہین کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا۔ دونوں لشکر مل کر افریقہ کی طرف روانہ ہوئے۔ چالیس دن تک تھوڑے میں جنگ ہوئی۔ صبح سے دوپہر تک مشغول کارزار رہتے۔ اس کے بعد اپنے اپنے لشکر گاہ پر واپس آئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان نے بعد مسافت کا لحاظ کر کے تیسرا لشکر عبداللہ بن زبیر کی ماتحتی میں روانہ کیا یہ لوگ تیزی سے مسافت طے کر کے مقام قتال میں پہنچ گئے۔ جب یہ لوگ پہنچے چالیس دن پہلے سے لڑائی شروع ہو چکی تھی۔ مسلمانوں نے ان کو دیکھ کر خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ اور بہت خوش ہوئے۔ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن سعد کو لشکر کے اندر نہ دیکھا۔ دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ جبرجس نے اپنے لشکر میں منادی کی ہے کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرح کا سر لاوے گا۔ اس کو ایک لاکھ دینار دے گا۔ اور اپنی لڑکی اس کے عقد میں دے گا۔ اس وجہ سے ان پر خوف طاری ہوا۔ اور پوشیدہ ہو گئے۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا تم بھی اپنے لشکر میں منادی کرو۔ کہ جو جبرجس کا سر میرے سامنے لاوے گا۔ اس کو ایک لاکھ دینار دے گا۔ غنیمت سے اور جبرجس کی لڑکی بھی دی جائے گی۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

یہ جبرجس کے صبر میں تغیر عظیم واقع ہوا۔ اور اس کے بعد لڑائی کے وقت لشکر کے پیچھے معرکہ سے فوراً کھڑا ہوتا۔ پھر ابن زبیر کے مشورے سے ایک جماعت کو مسلح و مکمل کر کے خیموں میں بٹھال دیا۔ اور ان کی لوگ کارزار میں مشغول ہوئے۔ اور حد سے زیادہ لڑائی میں کوشش کی۔ دوپہر کو بھی نہ چھوڑا۔ تاکہ دشمن اپنے خیموں میں جا کر آرام لیں۔ شام کو دونوں فریق خستہ و بد حال اپنے اپنے قیام گاہ کو واپس ہوئے۔ جماعت مسلحہ خیموں میں تیار بیٹھی تھی خیموں سے نکل کر دشمنوں پر عین غفلت میں جا پڑی اور ان کو کامل شکست دی۔ جبرجس ابن زبیر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اسی وقت شہر شیبطنہ پر جو افریقہ

کا پایہ تخت تھا۔ حملہ کر دیا۔ اور تھوڑے دنوں میں اس کو بھی فتح کر لیا۔ اور سب افریقیہ کے رہنے والے مصالحت سے پیش آئے۔ کہتے ہیں اس جنگ میں ایک ایک سوار کو تین تین ہزار دینار اور ایک ایک کھوہ کو ہزار ہزار دینار حصہ میں ملے۔ اور جزیرہ کی لڑکی اور مال موعودہ عبد اللہ بن زبیر کو ملا۔ اس لڑائی کو حربہ العبادل کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ قلب لشکر پر عبد اللہ بن ابی سرح اور مہمنہ پر عبد اللہ ابن عمر اور میسرہ پر عبد اللہ بن زبیر اور مقدمہ پر عبد اللہ بن عباس تھے۔

افریقیہ کی فتح کے بعد عبد اللہ بن ابی سرح نے عبد اللہ بن نافع بن حصین اور عبد اللہ بن نافع بن عبد القیس کو مغرب کی طرف روانہ کیا۔ وہاں سخت معرکوں کے بعد کفار کو شکست ہوئی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عثمان حکومت عبد اللہ بن نافع بن حصین کو دی۔ اور اس وقت اسلام کا قدم مغرب میں جم گیا۔

آپ ہی کے زمانہ میں جزیرہ قبرس اور اس کے گرد نواح کا علاقہ فتح ہوا۔ معاویہ بن ابی سفیان نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ بحر روم کے ساحل پر شہر اور بستیاں آباد ہیں۔ وہاں دریا کے راستہ سے پہنچ سکتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں۔ تو ان لوگوں پر در کے راستہ سے لشکر کشی کریں۔ اس سے پہلے امیر معاویہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کئی بار اس مدعا کو عرض کر چکے تھے۔ لیکن عمر فاروق نے سفر دریا کے خطرہ اور دشمنوں کی قوت سے ناواقفیت اور قیصر روم کی شوکت باقی ہونے کی وجہ سے اجازت نہ دی۔ اس مرتبہ امیر المومنین حضرت عثمان کو یہ رائے پست آئی۔ اور آپ نے اجازت دے دی۔ اور حکم دیا کہ اس سفر میں آدمیوں کو اپنی طرف سے نہ انتخاب کرو۔ اور زقرعہ ڈالو۔ بلکہ جو اپنی خوشی سے جانے۔ اس کو لے لو۔

امیر معاویہ کو جب اجازت مل گئی۔ ایک بہت بہت بڑا لشکر تیار کر کے اس طرف متوجہ ہوئے۔ اس لشکر میں ابوذر غفاری اور عبادہ بن صامت اور ان کی بی بی ام حرام وغیرہ صحابیات میں سے بھی تھیں۔ پہلے دریا میں جزیرہ قبرس کے حاکم کی چند کشتیاں جو ہدیئے اور تحفے لئے ہوئے قسطنطین بن ہرقل کے پاس جاتی تھیں۔ ملیں ان سب کو پکڑ کر اپنے تصرف میں لائے۔

القصد مسلمانوں سے اس مہم میں نیکی و تری میں بچاؤ معرکے ہوئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوا اور بہت قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ اور بہت بڑی رقم پر جس کو وہ ہر سال بیت المال میں پہنچا رہیں۔ صلح ہو گئی۔

جزیرہ قبرس فتح کرنے کے بعد جزیرہ ذودوس کو فتح کیا۔ اس جزیرہ کا بھی مال غنیمت اور قیدی پہلے جزیرہ کے برابر تھے۔ اس کے بعد سالم و غاموٹ آئے۔ اور خمس غنیمت امیر المومنین کے پاس آئے۔ اس سفر کی اجازت بھی خدا کی مرضیات میں سے تھی جس کو آپ کے واسطے اٹھا کر رکھا تھا۔ اور کامرعی الہی ہونا ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ ام حرام نے مجھ سے بیان کیا کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں ایک دن قیلولہ کیا۔ اور ہنستے ہوئے اُٹھے۔ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں۔ آپ نے کہا۔ مجھ کو اپنی امت والوں کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ کہ وہ بادشاہوں کی طرح تختوں پر دریا کا سفر کرتے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ خدا سے دعا کیجئے کہ میں بھی انہی میں سے ہوں۔ آپ نے کہا تم انہی میں سے ہو۔ پھر آپ سو گئے۔ گھوڑی دیر کے بعد پھر ہنستے ہوئے اُٹھے۔ اور پہلے کی طرح دو یا تین مرتبہ بیان کیا۔ میں نے کہا۔ آپ خدا سے دعا کیجئے۔ کہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے۔ آپ نے کہا۔ تم پہلی قسم والوں میں ہو۔ عبادہ بن صامت نے ان سے نکاح کیا اور جہاد میں ان کو لے کر گئے۔ جب یہ لوٹنے لگیں۔ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت گر پڑیں۔ اور گردن کچل جانے سے مر گئیں۔ بخاری نے عمیر بن اسود غنی سے انہوں نے اُم حرام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ لشکر جو دیا میں لڑے گا۔ وہ جنت کا مستحق ہے۔ اُم حرام کہتی ہیں۔ میں نے کہا یا رسول میں بھی ان میں ہوں۔ آپ نے کہا تم بھی انہی میں ہو۔ اُم حرام کہتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے پہلے جو لوگ قیصر کے شہر پر جہاد کریں گے۔ اُن کے لئے مغفرت ہے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اُن میں ہوں۔ آپ نے کہا نہیں۔

فارس دخر اسان عبد اللہ بن عامر بن کرز کے ہاتھ سے آپ کے زمانہ میں فتح ہوا۔ جب اہل بصرہ نے ابو موسیٰ اشعری کی شکایت کی۔ آپ نے ان کو معزول کر کے عبد اللہ بن عامر کو ان کی جگہ پر مقرر کیا۔ امیر المومنین کو خبر پہونچی کہ اہل فارس نے عہد شکنی کی اور عبید اللہ بن عامر والی فارس کو قتل کر ڈالا۔ اور جماعت کثیرہ نے مل کر اصطخر کو اپنا لشکر گاہ بنالیا۔ آپ نے عبد اللہ بن عامر کو حکم دیا۔ کہ بصرہ و عمان کے لشکر کو لے کر فارس پر چڑھائی کرو۔ سرحد اصطخر پر فریقین میں جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام کے میدان پر ابو بزرہ اسلمی اور میسرہ پر معقل بن یسار اور سواروں پر عمران بن حصین تھے۔ اور یہ تینوں شرف صحابیت سے مشرف تھے۔ سخت معرکہ کے بعد لشکر اسلام غالب ہوا۔ اور اہل فارس بھاگ گئے۔ اور قلعہ اصطخر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ یہاں سے عبد اللہ بن عامر نہایت شان و شوکت کے ساتھ واپس ہوا۔ اور وہاں ہوئے۔ یہاں کے لوگوں نے بھی نقص عہد کیا تھا۔ بہت آسانی سے یہ ملک فتح ہو گیا۔ اور یہاں سے شہر جودر (جولبض کے بیان کے موافق فیروز آباد شیراز کا نام ہے۔ اور بعض کے نزدیک علاقہ کرمان سے ہے) کی طرف متوجہ ہوئے۔ جنگ کے بعد فتح ہوا۔ یہاں سے اصطخر کو مراجعت کی کیونکہ اس عرصہ میں انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا تھا۔ اُس کا محاصرہ کر کے منجیقوں سے اس کو توڑا۔ اور خون ریز معرکہ کے بعد اس کو پھر فتح کیا اور رؤساء فارس مقتول ہوئے۔ اور فارس کا اکثر حصہ طوعاً و کرہاً مستخر ہو گیا۔ فتح کی خوش خبری اور غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافہ کو روانہ کیا۔

ایک مدت کے بعد عبد اللہ بن عامر نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے غزوہ خراسان کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اس رائے کو پسند کیا۔ عبد اللہ بن عامر بہت بڑا لشکر مرتب کر کے کرمان کے راستہ سے ولایت خراسان میں داخل ہوئے۔ راستہ میں جہاں جہاں لوگوں نے عہد شکنی کی تھی۔ نجاشع بن

مسعود وغیرہ کو ان کا فتح تک محاصرہ کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور خود خراسان کی طرف متوجہ ہوئے۔ عبداللہ کے مقدسہ پراحنف بن قیس تھے۔ وہ قہستان کی طرف بھاگے۔ اور وہاں کے لوگوں سے قتال عظیم شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ پہاڑوں اور چوٹیوں میں بھاگنے لگے۔ جب وہاں بھی نجات کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبوراً چھ لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ اور یہاں سے خراسان کے اطراف۔ مثل جوین پربت۔ باخرز۔ مہر۔ نسا۔ باورد کو لشکر بھیجا شروع کیا۔ بعض کو صلح اور بعض کو جنگ سے فتح کیا۔ اس وقت طبرستان کا مرزبان عبداللہ بن عامر کی خدمت میں گیا۔ اور طوس والوں کی طرف سے چھ لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ اس کے بعد نیشاپور کا رخ کیا۔ اس کے محاصرہ میں بہت دن گزر گئے۔ آخر طوس کے مرزبان نے نیشاپور کی نہر کو زمین کے نیچے نیچے جاری ہستی بنا دیا۔ مسلمانوں نے اس کو بند کر دیا۔ اہل نیشاپور عاجز آ گئے۔ ہزار ہزار درہم بدل صلح پر راضی ہو گئے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنگ سے فتح ہوا۔ عبداللہ بن عامر نے وہاں اقامت کی۔ اور ایک لشکر کو سرخس کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں کی اہل سرخس سے جنگ ہوئی۔ جب اہل سرخس مجبور ہوئے۔ اس شرط پر صلح کی کہ سو آدمیوں کو امان دے دیں۔ سرخس کے مرزبان نے اس خیال پر کہ میرے واسطے تو امان ضروری ہے۔ اپنے کو سو میں نہ شمار کیا۔ لشکر واپس لے کر اس خیال کی کچھ نہ پرواہ کی اور اس کو مار ڈالا۔

عبداللہ نے دوسرا لشکر ہرات کی طرف روانہ کیا۔ ہرات کا مرزبان اسلامی لشکر پہنچنے سے پہلے ہی صلح پر مستعد ہو گیا۔ اور مبلغ خطیر پیش کر کے عہد نامہ کر لیا۔ اس کے بعد مرزبان نے صلح کی۔ اور ایک رقم دینی منظور کی۔

عبداللہ نے اس کے بعد احنف بن قیس کو جو جان۔ طالقان اور فاریاب کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے ان سب مقامات کو فتح کیا۔ اس کے بعد بلخ کی طرف گئے۔ اور وہاں کے لوگ بصلح پیش آئے۔ ان سب فتوحات کے بعد عبداللہ بن عامر سالم و غانم واپس آئے۔

قسطنطین کے ساتھ بحری جنگ

آپ کے زمانہ میں سمندر میں قسطنطین کے ساتھ بہت بڑی جنگ ہوئی۔ جب مسلمان افریقہ پر مسلط ہو گئے۔ اور سواحل بحر روم کو قبضہ تصرف میں کر لیا تو قسطنطین کی رگ جیت جوش میں آئی۔ ایک لشکر جرار تیار کر کے دریائی راہ چلا تا کہ مسلمانوں کو جرے اٹھا کر پھینک دے۔ امیر جمہور شام سے اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مصر سے اس کے روکنے کو چلے۔ سمندر میں فریقین مقابل ہو گئے۔ اور تلواروں اور فخروں سے ایک دوسرے کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کیا۔ جنگ عظیم فریقین میں برپا ہوئی۔ اکثر رومی ہلاک ہوئے۔ اور قسطنطین بھاگ گیا۔ اس کے بعد اپر میں نزاع ہو گئی۔ اور ان لوگوں نے اس کو مار کر دریا میں بہنچا دیا۔ اویشین گوئی ہلاک القیصہ فلاقیصر بعدہ۔ (قیصر ہلاک ہوا۔ اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو گا) پوری ہو گئی۔ (الحمد للہ رب العالمین)

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی سیاست

جس نے کتب سیر و تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ آپ نے امور خلافت کو احسن وجہ سے انجام دیا ہے۔ مگر یہ کہ ابتلا کے زمانہ میں نکتہ گیری پھیل گئی۔ اور لوگوں کی زبان درازیاں بڑھ گئیں۔ اور ہر شخص ایک نہ ایک اعتراض پیش کرنے لگا۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ اور اسی وجہ سے آپ کی خوبیاں پوشیدہ ہو گئیں۔

ابو بکر نے استعیاب میں مبارک بن فضالہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں نے حسن سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ عثمان نے خطبہ میں بیان کیا۔ تم مجھ پر کس چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ کوئی دن ایسا نہ گذرتا۔ جس میں تم لوگ مال غنیمت نہ تقسیم کرتے ہو۔

حسن کہتے ہیں۔ میں نے آپ کے منادی کرنے والے کو منادی کرتے سنا۔ کہ اے لوگو! اپنا عطیہ لینے جاؤ۔ لوگ جاتے اور بڑے بڑے عطیہ لے کر آتے۔ وہ کہتا۔ اے لوگو! اپنا روزیہ لینے جاؤ۔ لوگ جاتے اور دانی و کافی روزیہ لے کر آتے۔ بخدا میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ وہ پکارتا تھا۔ اپنے کپڑے لینے جاؤ۔ لوگ جا کر محلے لاتے۔ اسی طرح گھٹی و شہد و غیرہ کی منادی ہوتی۔ اور لوگ جا کر لاتے۔

حسن کہتے ہیں۔ اُس زمانہ میں روزی جاری تھی۔ مال بہت تھا۔ لوگوں کی حالت بہت اچھی تھی۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان سے نہ ڈرتا تھا۔ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے مدد کرتے۔ اُلفت سے پیش آتے تھے۔ اگر انصار آپ کے قریش کو ترجیح دینے پر صبر کرتے۔ تو بھی جو ان کے لئے عطیہ۔ اور روزیہ تھے۔ ان کو بخوبی کافی و دانی تھے۔ لیکن انہوں نے نہ صبر کیا اور تلوار نکالنے والوں کیساتھ تلوار نکال لی۔ ان دنوں سے تلوار کفار کی طرف سے میان میں ہو گئی اور مسلمانوں پر ہمیشہ کے لئے کھینچ گئی۔

پہلا حادثہ جو امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں پیش آیا۔ یہ تھا کہ عبید اللہ بن عمر نے اس گمان پر کچھ لوگوں کو قتل کر ڈالا کہ وہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک تھے۔ ان مقتولین میں بعض ضعیف الایمان مسلمان مثل ہرمزان اور کچھ انصار مئی جیسے جفینہ تھے۔ ابتداء میں خلافت میں یہ قصہ آپ کے سامنے پیش ہوا۔ اور ہر طرف سے کشاکش و ارجح ہوئی۔ آپ نے اپنے ذاتی مال سے وراثت مقتولین کو دے کر راضی کر لیا۔ اور جس طرح ہو سکا۔ مسلمانوں کی خصوصیت کو رفع دفع کر دیا۔ عقلاً کوئی تدبیر اس سے بہتر اس وقت نہیں ہو سکتی تھی۔ جب آپ کے دل میں فتح افریقیہ کا ارادہ مضمم ہو گیا۔ آپ نے عمرو بن عاص کو مہمل کر اگے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا عامل مقرر کیا۔ اور خمس غنیمت کو انعام میں دینے کا وعدہ کیا۔ بعض نکتہ چینوں نے اس کو محل بحث قرار دیا ہے۔ لیکن اس عزل و نصب کی حقیقت و بہتری ظاہر ہے۔ کیونکہ جس تغیر و تبدل کی وجہ سے افریقیہ و اندلس کی فتح نصیب ہو۔ اُس کے رشد و بہتری میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ابو موسیٰ کی موتوفی وعبداللہ بن عامر کی تقرری ہے کہ جب اس کا نتیجہ فتح خراسان ہو تو اس کے رشد میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔

عبدالرحمن بن عوف کے انتقال کے بعد مال کے جمع کرنے کے متعلق اختلاف واقع ہوا۔ ابوالموہب بن عثمان نے قوی جانب کو جو مسلمانوں کا مجمع علیہ ہے۔ اختیار کیا اور ابوذر غفاری کو اس کے اختلاف سے منع کیا۔ جب شور و شرز بادہ ہوا۔ آپ نے ان کو شام سے مدینہ میں بلا لیا۔ جب یہ تدبیر بھی سودا نہ ہوئی۔ آپ نے ان کو ربذہ کی طرف روانہ کیا۔ اس نقل و حرکت میں کون سی بات خلاف مانیفی واقع ہوئی مجمع علیہ مسئلہ وہی تھا۔ جو ذی النورین نے اختیار کیا۔ اور اس قسم کے معاملہ میں جس سے قواعد مقررہ دین میں خلل پڑے۔ شہر بدر کرنا بعد از عقل و قیاس نہیں ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عثمان سے اندر جانے کی اجازت طلب کی انہوں نے اجازت دی۔ یہ اندر گئے۔ ان کے ہاتھ میں ان کی لاکھی تھی۔ عثمان نے کعب سے پوچھا۔ اے کعب عبدالرحمن نے انتقال کیا اور بہت مال چھوڑ گئے۔ تمہاری ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔ کعب نے کہا۔ اگر وہ اس میں حقوق ادا کرتے تھے تو ان پر کچھ سختی نہیں۔ ابوذر نے اپنا ڈنڈا اٹھایا اور کعب کے ایک رسید کیا۔ اور کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا ہو۔ میں اس کو خرچ کروں اور خدا اس کو قبول کرے۔ اور میں اس میں سے چھ رتی بھی چھوڑ کر جاؤں۔ ابوذر نے عثمان کو تین مرتبہ قسم دے کر پوچھا۔ تم نے اس کو سنا ہے انہوں نے کہا ہاں۔ احمد نے اس کی روایت کی ہے۔

بخاری نے زید بن وہب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں ربذہ میں ابوذر کے پاس سے گذرا۔ ان سے کہا۔ تم یہاں کیوں بھیجے گئے۔ انہوں نے کہا۔ میں شام میں تھا۔ میرے اور معاویہ کے درمیان اس آیت یعنی (الذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ)۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں نہیں خرچ کرتے) میں اختلاف ہوا معاویہ نے کہا یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور میں نے کہا ہمارے اور اہل کتاب دونوں کے حق میں ہے۔ میرے اور ان کے درمیان میں اسی معاملہ میں اختلاف رہا۔ انہوں نے میری شکایت عثمان کو لکھی۔ حضرت عثمان نے مجھ کو لکھا کہ تم مدینہ میں چلے آؤ۔ میں مدینہ میں آیا۔ لوگوں کا مجھ پر بہت ہجوم ہو گیا۔ گویا۔ انہوں نے مجھ کو کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔ میں نے اس کو عثمان سے بیان کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اگر تم کہیں کنارے چلے جاؤ۔ تو یہ میری مرضی سے قریب ہو گا۔ اسی وجہ سے میں یہاں رہتا ہوں۔ اور اگر مسلمان کسی حبشی کو امیر بنا دیں گے۔ تو میں اس کی بھی اطاعت کروں گا۔

بخاری نے اسحق بن قیس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی جس کے بال اور کپڑے اور بیٹ سخت کثیف تھے۔ آیا اور کھڑے ہو کر سلام کیا۔ پھر کہا خزانہ جمع کرنے والوں کو خوش خبری سنا دو۔ کہ کنکری دوزخ کی آگ میں گرم

کر کے پستان پر رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ دوسری طرف سے نکل جائے گی۔ پھر دوسری رکھی جائے گی۔ کہ پستان سے نکل جائے گی۔ پھر وہ ایک ستون کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے گیا۔ اور اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ کون ہے۔ میں نے اس سے کہا جو کچھ تم نے کہا لوگوں کو ناگوار ہوا۔ اس نے کہا۔ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ہیں مجھ سے میرے دوست نے کہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ تمہارا دوست کون ہے۔ اس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ اے ابوذر اُحد کو دیکھتے ہو؟ ابوذر کہتے ہیں۔ میں نے آفتاب کی طرف دیکھا کہ کتنا دن باقی رہ گیا ہے۔ اور مجھے خیال ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کسی کام پر بھیجیں گے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس اُحد کے برابر سونا ہو۔ میں اس کو خرچ کروں اور میرے پاس تین دینار باقی رہ جائیں۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے ہیں۔ اور دنیا جمع کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ تم اپنے برادران قریش کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ تاکہ تم کو فائدہ ہو۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نہ ان سے دنیا کی کوئی چیز مانگوں گا۔ اور نہ دین کی بابت کچھ دریافت کروں گا۔ یہاں تک کہ خدا سے مل جاؤں۔

سیاست مذہبی آپ نے جمعہ میں تیسری اذان زیادہ کی۔

بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی۔ جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ لوگوں کا ہجوم زیادہ ہو گیا۔ آپ نے ایک اذان زیادہ کر دی۔ اور اسی پر عمل جاری ہے۔

آپ نے مسجد حرام کو وسیع کرا دیا۔ اور کچھ لوگوں کے گھر مولے کر اس میں شامل کر دیئے۔ بعض لوگوں نے فریاد کی۔ آپ نے ان کو قید کر دیا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ان لوگوں نے پہلے بیع کر ڈالی۔ جب اس زمین کی طرف رغبت زیادہ دیکھی۔ دو فی قیمت لینے کے لئے پھر گئے۔ امیر المومنین نے اس وجہ سے کہ ان کی بیع تمام ہو چکی تھی۔ ان کی بات کو نہ سنا۔ اور ان کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ یہ ہرگز گمان نہیں ہو سکتا۔ کہ جبراً ان سے لے لیا ہو۔ ورنہ اس باب میں بہت بحث ہوتی و اللہ اعلم بالصواب۔

پھر آپ نے نشانات حرم کی تجدید کا حکم دیا۔ اور جدہ کو ساحل سمندر قرار دیا۔

آپ نے امت کو فاروق اعظم کے مصحف پر جمع کر دیا۔ اور اس بارے میں خدا نے آپ کو بہت بڑی ہمت عنایت کی تھی۔

حماد بن سلمہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے تھے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے اس دن وہ سب سے افضل تھے۔ اور جس دن شہید ہوئے۔ اُس دن وہ خلافت والے دن سے بھی زیادہ اشرف تھے۔ اور مصحف کے بارے میں آپ ویسے ہی سخت تھے۔ جیسے کہ ابو بکر قتال مرتدین میں۔

آپ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ اور استحکام کے ساتھ بنوایا۔

بخاری نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ مسجد نبوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچی اینٹوں سے بنی تھی۔ اور اس کی چھت شاخوں سے پٹی تھی۔ اور اس کے ستون کھجور کے تھے۔ ابو بکرؓ نے اس میں کچھ زیادتی نہ کی۔ حضرت عمرؓ نے اس کو بڑھایا۔ اور اس کی دیواریں۔ اسی طرح کچی اینٹ سے بنوائیں۔ اور چھت شاخوں سے پٹوائی۔ اور ستون بدل کر لکڑی کے کر دیئے۔ پھر عثمانؓ نے اُس کو بہت وسیع کیا۔ اور دیواریں نقشِ پتھروں اور سنگریزوں سے بنوائیں۔ اور منقوش پتھروں کے ستون قائم کئے اور ساج سے چھت پٹوائی۔

بخاری نے عبید اللہ خولانی سے روایت کی ہے کہ جب آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی۔ لوگوں نے اس مسئلہ میں بہت کچھ قیل و قال شروع کی۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں نے بہت کچھ کہا۔ اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جو خدا کی رضا مندی کے لئے مسجد بنوگا۔ خدا اس کے لئے ویسا ہی ایک گھر جنت میں تیار کرتا ہے۔

حضرت ذی النورین کے ابتلا کا حال اور اُن اعتراضوں کا جواب جن کو آپ کے زمانہ والے آپ پر کرتے تھے۔ اور باغیوں اور سرکشوں کے وہ حرکات بدجن کو وہ آپ کی ذات مبارک اور آپ کی ابروریزی کے متعلق عمل میں لائے تھے۔

ان باتوں کے بیان کرنے سے پہلے ایک مقدمہ کا مہد کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسنادِ وراثت مشہورہ میں جو ثقافت کی روایتوں سے ثابت ہیں۔ بیان کیا ہے کہ حکمت الہی کے اقتضائے ذی النورین پر اختلاف ہوگا۔ اور لوگ آپ کو شہید کریں گے۔ اور آپ اس معاملہ میں حق پر ہوں گے۔ اور آپ کے مخالف باطل پر۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو بوضاحت بیان کیا ہے۔ حتیٰ کہ اس مضمون کے ساتھ حجتِ تکلیفی قائم ہوگئی۔ اور کسی مخالف کو امر الہی میں جہالت کا عذر باقی نہ رہا۔ ان تصریحات کے بعد اگر کچھ لغزش ذی النورین سے واقع ہوئی۔ تو وہ آپ کے دامن پر کبھی وجہ نہیں ڈال سکتی۔ اور بُرائی کا وبال اُن کے دشمنوں ہی پر عاید ہوگا۔

صحیحین میں ابو موسیٰ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا۔ کہ عثمانؓ کے

واسطے کھول دو۔ اور ان کو جنت کی خوشخبری ایک بلوی میں صابر رہنے پر سنا دو۔

ابو ہریرہ و ابن عباس کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ ایک ایسے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ اور ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ پھر ایک آدمی اور چڑھا اس کے بعد ایک اور چڑھا۔ پھر تیسرے آدمی نے چڑھنا چاہا کہ وہ رسی ٹوٹ گئی پھر اس کے واسطے جوڑی گئی۔ ابو بکرؓ نے اس کی تعبیر بیان کی جس سے ثالث کا ابتلا معلوم ہوتا ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور بیان کیا کہ یہ لینی عثمانؓ اس میں مظلوم شہید ہونگے۔ یہ حدیث ترمذی میں ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان شاید خدا تم کو کرتہ پہنا دے۔ اگر کوئی تم سے اتروانا چاہے۔ تو نہ اتارنا۔ ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ مرہ بن کعب نے خطبہ میں بیان کیا کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے نہ سنا ہوتا۔ تو کھڑے ہو کر نہ بیان کرتا۔ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور بیان کیا کہ وہ بہت ہی نزدیک آنے والے ہیں اتنے میں ایک آدمی چادر سے منہ لپیٹے ہوئے نکلا۔ آپ نے فرمایا۔ اس وقت یہ ہدایت پر ہوگا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا۔ وہ عثمان بن عفان تھے۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا۔ اور پوچھا۔ یہی آپ نے کہا ہاں۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کر کے کہا۔ ہذا حدیث حسن صحیح۔ جابر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا جنازہ آیا آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ہم لوگوں نے آپ کو اس سے پہلے کسی جنازہ کی نماز سے انکار کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا۔ اس واسطے خدا نے اس سے بغض کیا۔ ترمذی نے اس کی روایت کی ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار میں بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا کہ میں اس پر قائم ہوں۔

کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان کا قریب ہونا بیان کیا۔ اتنے میں ایک آدمی اپنا سر لپیٹے ہوئے نکلا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اس دن حق پر ہوگا میں نے کو ذکر عثمانؓ کے دونوں بازو پکڑ لئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ آپ نے کہا یہی۔ ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔

ریاض میں ابو جعبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ ابو ہریرہ نے بات کرنے کی اجازت لے کر کہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب فتنہ و اختلاف ہوگا۔ ہم نے کہا۔ آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ امین۔ یعنی عثمانؓ اور ان کے اصحاب کا ساتھ اختیار کرو۔ ریاض میں کعب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم۔ کتاب اللہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم۔ ابو بکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان الامین کا ذکر ہے۔ پس اسے معاویہ اس امرت کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ انہوں نے اس کو تین بار کہا۔

ریاض میں ابو قلابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں اپنے رفقاء کے ساتھ شام میں تھا کہ ایک آدمی کی آواز سنی۔ جو آگ کو پکار پکار کر دوا دیا مچا رہا تھا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا دیکھ کہ ایک آدمی بے دست و پا آنکھوں سے اندھا اونڈھا پڑا چلا رہا ہے۔ میں نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ میں ان لوگوں میں ہوں جو عثمانؓ پر چڑھ کر گئے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا۔ ان کی بی بی چلانے لگیں۔ میں ان کے طمانچہ مارا۔ عثمانؓ نے کہا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ خدا تیرے دونوں ہاتھ پیر کاٹے۔ اور آنکھوں کو اندھا کر دے۔ اور تجھ کو آگ میں ڈالے۔ میرے اوپر سخت خوف طاری ہوا۔ اور میں نکل کر بھاگ گیا۔ اور اب میری یہ حالت ہے۔ اور سو آگ کے اب کوئی بد دعا باقی نہیں رہی۔ وہ کہتے ہیں میں نے اس سے کہا۔ تیرے لئے رحمت سے دوری اور ہلاکت ہے۔

ریاض میں علی بن زید بن جعدان سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب نے مجھ سے کہا۔ اس آدمی کے چہرے کی طرف دیکھو۔ میں نے اس کو دیکھا تو بالکل سیاہ تھا۔ میں نے کہا خدا بچائے۔ سعید نے کہا یہ علی و عثمان کو گالیاں دیتا تھا۔ میں اس کو روکتا رہا یہ نہ باز آیا میں نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ یہ ان لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ جن کا حال تو خوب جانتا ہے۔ اگر تجھ کو کہنا ناپسند ہے۔ تو اس شخص میں نشانی ظاہر کر دے۔ خدا نے اس کے چہرے کو سیاہ کر دیا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

شیر بن صلت سے مروی ہے کہ عثمانؓ جس دن شہید ہونے والے تھے۔ اس دن ان کی آنکھ لگ گئی۔ آپ جب بیدار ہوئے۔ فرمایا۔ اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عثمانؓ نے فتنہ کی آرزو کی تو ہمیں کرنا۔

کثیر بن صلت کہتے ہیں ہم نے کہا خدا آپ کو صلاحیت پر قائم رکھے آپ ہم سے بیان کیجئے ہم اور لوگوں کی طرح رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا میں نے رسول خدا صلعم کو اس وقت خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تم جمعہ میں ہمارے پاس آ جاؤ گے۔ حاکم نے اس کی روایت کی ہے۔ عبد اللہ بن جواد اسدی نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص تین باتوں سے بچ گیا۔ اگر نے نجات پائی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تین باتیں کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میری وفات و خلیفہ پر حق صابر کی شہادت۔ اور حبال۔ حاکم نے اس کی روایت و تصحیح کی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ صبح کو اٹھے۔ اور کہا۔ میں نے آج رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے عثمانؓ تم میرے پاس افطار کرو صبح کو عثمانؓ نے روزہ رکھا۔ اور اسی دن آپ شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ حاکم نے اس کی روایت کی۔ ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے کہا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔

اتنے میں عثمانؓ آگے آئے۔ جب وہ قریب آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے عثمانؓ تم سورۃ بقرہ پڑھنے میں

شہید کئے جاؤ گے۔ اور تمہارے خون کا قطرہ آیتہ فسیکفیکہم اللہ پر گرے گا۔ اہل مشرق و مغرب تم پر بوش کریں گے۔ اور ربیعہ و مضر کے برابر لوگوں میں تمہاری شفاعت مقبول ہوگی۔ اور قیامت میں بے کسوں کے سردار بنا کر اٹھائے جاؤ گے۔ حاکم نے اس کی روایت کی ہے۔

نعمان بن بشیر نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان اگر خدا تم کو اس امت پر ایک دن بھی خلیفہ کرے اور منافق اس بات کی کوشش کریں۔ کہ تم خدا کے پہنائے ہوئے کرتے کو اتارو۔ تو تم اس کو ہرگز نہ اتارنا۔ آپ نے اس کو تین مرتبہ فرمایا۔ نعمان کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا۔ آپ نے لوگوں کو یہ حدیث کیوں نہ سنا دی انہوں نے کہا بخدا اس وقت یہ میرے خیال سے بالکل اتر گئی تھی۔ ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے قیس بن ابی ہازم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض اصحاب ہوتے۔ ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کے واسطے ابو بکر کو بلا دیں۔ آپ خاموش رہے۔ ہم نے کہا کیا عمرؓ کو بلا دیں۔ آپ خاموش رہے۔ ہم نے کہا کیا عثمانؓ کو بلا دیں۔ آپ نے فرمایا ہاں عثمانؓ۔ آپ بلائے سے آئے۔ اور آپ نے تخیلہ کر کے عثمانؓ سے باتیں شروع کیں۔ اور عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ قیس کہتے ہیں مجھے سے عثمانؓ کے غلام ابوسہیلہ نے بیان کیا کہ عثمان بن عفان نے یوم الدار میں کہا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے۔ اور میں اس پر صابر ہوں۔ قیس کہتے ہیں۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ یوم شہادت تھا۔ ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔

استیباب میں ہے کہ زرارہ بن عمرو غنمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ انہوں نے کہا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آگ نکلی۔ اور میرے اور میرے لڑکے کے درمیان حائل ہو گئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آگ وہ فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا۔ لوگوں نے کہا فتنہ کیسا۔ آپ نے فرمایا۔ لوگ اپنے امام کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور آپس میں خوب لڑیں گے۔ اور آپ نے انگلیوں کو ایک دوسری میں ڈال کر اختلاف کی حالت بیان کی کہ مسلمان خون مسلمان کے نزدیک پانی سے زیادہ خوشگوار ہوگا۔ برائی کرنے والا اپنے کو نیک گمان کرے گا۔ اگر تم مر گئے۔ تو یہ فتنہ تمہارے بیٹے کو پیش آئے گا۔ اور اگر تمہارا بیٹا مر گیا۔ تو تمہارے سامنے آدے گا۔ انہوں نے کہا۔ آپ خدا سے دعا کیجئے۔ کہ یہ فتنہ میرے سامنے نہ ہو۔ آپ نے ان کے لئے دعا کی۔

پھر بڑے بڑے صحابہ نے حدیث کے موافق اعتراضوں کا جواب دیا۔ حتیٰ کہ کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ امام مرتضیٰ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اقوال احسن کو حاکم نے حسن سے بروایت قیس بن عباد نقل کیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ آپ کہتے تھے۔ یا اہل میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں۔ اور عثمانؓ کے قتل کے دن میرے ہوش اڑ گئے۔ اور مجھے نہت ہی ناگوار ہوا۔ لوگوں نے مجھ سے بیعت کرنی چاہی۔ میں نے کہا بخدا مجھے ان لوگوں سے بیعت لینے نہ

معلوم ہوتی ہے۔ جنہوں نے اس شخص کو قتل کر ڈالا۔ جس کے حق میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ کیا میں اس سے شرم نہ کروں۔ جس سے ملائکہ شرم کرتے ہیں۔ پس میں بھی خدا سے شرم کرتا ہوں۔ کہ عثمانؓ کے گورد کفن سے پہلے بیعت لوں۔ لوگ چلے گئے۔ جب عثمانؓ دفن ہو گئے۔ لوگ پھر میرے پاس آئے۔ اور بیعت کی خواہش کی۔ اُس وقت گویا میرے دل سے بھی وہ نفرت جاتی رہی۔ اور میں نے کہا۔ اے اللہ عثمانؓ کا بدلہ مجھ سے لے لے۔ یہاں تک کہ تو راضی ہو جیا۔

عبدالرحمن بن محمد نے اپنے والد سے طوائف قصہ میں نقل کیا ہے۔ کہ محمد بن حاطب نے کہا۔ میں کھرا ہوں کہا یا امیر المؤمنین میں مدینہ جانے والا ہوں۔ لوگ مجھ سے عثمانؓ کی بابت دریافت کریں گے۔ میں ان کے حق میں کیا کہوں۔ محمد بن حاطب کہتے ہیں کہ عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر ناخوش ہوئے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے دونوں سے کہا اے عمار۔ اے محمد تم عثمانؓ کے حق میں کہتے ہو۔ کہ انہوں نے اپنیوں کی پاس داری کی۔ اور بڑی طرح حکومت کی۔ اور تم نے ان سے بدلہ لیا ہے۔ اور قریب حاکم عمارؓ کے پاس جاؤ گے۔ وہ تمہارا فیصلہ کر لیا۔ پھر کہا۔ اے محمد بن حاطب جب تم مدینہ جاؤ اور لوگ عثمانؓ کی بابت تم سے دریافت کریں۔ تو کہنا کہ خدا کی قسم وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی یہ صفت ہے۔ کہ الذین آمنوا ثم اتقوا وآہ نواثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین وہ علی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ (یعنی وہ لوگ ایمان۔ پھر پرہیزگاری کی۔ پھر ایمان لائے۔ پھر پرہیزگاری کی اور ان کیا۔ اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔) ہارون بن غفرہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں نے خورنق میں علی رضی اللہ عنہ کو تخت پر دیکھا۔ اُن کے پاس ابان بن عثمان تھے۔ آپ نے کہا۔ میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ میں اور تمہارے والد اُن لوگوں میں سے ہیں۔ جن کے حق میں یہ آیت یعنی و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی مسرر متقابلین۔ (اور ہم نے اُن کے دلوں سے کینوں کو نکال دیا۔ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔) نازل ہوئی۔

حقین حارقی روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی طالب زید بن ارقم کے پاس عبادت کو گئے۔ زید کے پاس اور لوگ بیٹھے تھے۔ زید نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو قسم دلا کر پوچھا۔ کیا تم نے عثمانؓ کو شہید کیا۔ آپ نے تھوڑی دیر اپنا سر جھکا لیا۔ پھر کہا خدا کی قسم میں نے ان کو نہ قتل کیا ہے۔ اور نہ ان کے قتل کا حکم دیا۔ حسن بن علی کے اقوال آپ کے حق میں یہ ہیں۔ کہ ابویعلی بیان کرتے ہیں۔ کہ ابن خطیبہ بیان کرنے کے واسطے کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے لوگو میں نے کل رات کو ایک عجیب بات خواب میں دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ خدا اپنے عرش پر ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور عرش کا پایہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ آئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے۔ اور انہوں نے صدیق اکبر کے مونڈھے پر ہاتھ رکھا۔ پھر عثمانؓ اپنا سر ہاتھ میں لئے ہوئے آئے اور کہا اے رب اپنے بندوں سے پوچھ کہ انہوں نے کس جرم میں میرا سر

کاٹا پھر آسمان سے زمین پر خون کے دو پرناے جاری ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ دیکھتے ہو حسن کیا بیان کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا انہوں نے جو کچھ دیکھا وہی بیان کرتے ہیں۔ عاکم نے قتادہ سے انہوں نے ایک آدمی سے روایت کی کہ اس نے کہا۔ میں نے حسن کو عثمان کے گھر سے زخمی نکلنے دیکھا۔

(اقوال سعید بن زید کے جو عشرہ مبشرہ میں ہیں۔)

قیس نے روایت کی ہے۔ کہ میں نے سعید بن زید سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے دیکھا ہے کہ عمر اسلام لانے سے پہلے مجھ کو اسلام پر سرزنش کرتے تھے۔ اور اگر تمہارے اس معاملہ سے جو تم نے عثمان کے ساتھ کیا۔ خدا کا عرش اپنی عکس سے بل جاتا تو بعید نہ تھا۔

(فقہ الامۃ عبد اللہ بن مسعود کے اقوال)۔ آپ کا انتقال شہادت عثمان سے پہلے ہوا۔ لیکن آپ اس معاملہ میں پہلے ہی کہہ گئے تھے۔

ابو بکرؓ نے ابن مسعود کے غلام ابو سعید سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ عبد اللہ نے بیان کیا۔ خدا کی قسم اگر لوگ عثمان کو شہید کریں گے تو ان کا جانشین نہ ملے گا۔

(واقف، اسرار نبوی یعنی حذیفہ بن یمان کے اقوال)۔ ابو بکرؓ نے بعد خیر سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ جب مصری لوگ عثمانؓ کی طرف چلے۔ ہم حذیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ لوگ عثمان کی طرف گئے ہیں۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بخدا یہ لوگ ان کو شہید کریں گے۔ ہم نے پوچھا شہید ہونے کے بعد ان کا کیا حال ہوگا۔ انہوں نے کہا۔ بخدا وہ جنت میں جائیں گے۔ ہم نے پوچھا ان کے قاتلین کا کیا حشر ہوگا۔ انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم وہ دوزخ میں ہیں۔

(عالم علم اولین و آخرین یعنی عبد اللہ بن سلام کے اقوال)۔ ابو بکرؓ نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ تم لوگ تلواریں نہ کھینچو۔ اگر تلوار کھینچو گے۔ تو قیامت تک میان میں نہ بند ہوگی۔

ابو بکرؓ نے بشر بن شفاف سے انہوں نے عبد اللہ بن سلام سے ایک طولانی حدیث میں روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے ان لوگوں سے کہا تھا۔ کہ عثمان کو نہ قتل کرو۔ ان کو چھوڑ دو۔ بخدا اگر تم ان کو گیارہ دن چھوڑ دو۔ تو وہ آپؐ سر جائیں۔ لیکن ان لوگوں نے ایسا نہ کیا۔ حالانکہ کوئی ایسا نہیں قتل ہوا۔ مگر اس کے بدلے میں ۳۵ ہزار آدمیوں کا خون ہوا ہے۔

ابو عمر نے استعیاب میں بیان کیا ہے۔ کہ عبد اللہ بن سلام نے کہا۔ لوگوں نے عثمان کو قتل کر کے اپنے اوپر ایسا فتنہ کا دروازہ کھول لیا۔ جو قیامت تک نہ بند ہوگا۔

(زائد الامۃ یعنی ابو ذرؓ کا کلام) ابو بکرؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ ابو ذرؓ نے کہا۔ اگر عثمان مجھ کو سر کے بل چلنے کا حکم دیتے۔ تو میں ضرور چلتا۔

(حافظ الحدیث یعنی ابو ہریرہؓ کا کلام) ابو بکرؓ نے محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب سے روایت کر کے

بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا: بخدا جو کچھ میں جانتا ہوں۔ اگر تم جانتے تو سنستے کم اور روتے زیادہ بخدا قریش میں اس کثرت سے موت اور قتل واقع ہو گا۔ کہ اگر کوئی ہرن کے مسکن میں جھائے گا۔ تو وہاں بھی کسی قریشی کے ہونے پڑے ملیں گے۔

حبر الاسدی یعنی عبداللہ بن عباس کا کلام۔ ابو عمر نے استیجاب میں بیان کیا ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمان پر متفق ہو جاتے۔ تو ان پر مثل قوم لوط کے پتھر برستے۔

جب یہ مقدمہ مہم ہو گیا۔ اجمالا لوگوں کے ذمی النورین سے اختلاف کرنے کے اسباب اقدام قتل کا حال تحریر کرتے ہیں۔

ہم مناسب حال چند روایتیں درج کرتے ہیں جن سے اصل واقعہ معلوم ہو جائے گا۔ ابو بکر نے ابن عون سے انہوں نے حسن سے روایت کی وہ کہتے تھے۔ مجھے وثاب نے خبر دی۔ وثاب کو امیر المومنین حضرت عمر نے آزاد کیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ عثمان کے پاس رہا کرتے تھے حسن کہتے ہیں میں نے ان کی گردن میں نیزہ کے دو نشان دیکھے۔ جو ان کو یوم الدار میں لگے تھے (انہوں نے امیر المومنین عثمان نے مجھ کو اشتر کے بلانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ آیا۔ میں نے امیر المومنین کے لئے گدا بچھا دیا۔ عثمان نے کہا اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ اشتر نے کہا تین باتیں جو میں سے ایک کا ماننا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ آپ خلافت چھوڑ دیں۔ اور ان سے کہہ دیں کہ تم کو اپنا خلیفہ ہے جس کو چاہو۔ اپنا خلیفہ بنا لو۔ دوسری یہ کہ آپ اپنے نفس سے قصاص لیں۔ اور اگر آپ ان دونوں باتوں سے انکار کریں گے۔ تو وہ لوگ آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ عثمان نے کہا کیا ان تین باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں خلافت نہیں چھوڑ سکتا کیوں کہ جس جامہ کو خدا نے مجھے پہنایا ہے۔ میں اس کو کبھی نہ اتاروں گا۔

ابن عون کہتے ہیں حسن کے سوا اوروں کی روایت میں یوں ہے۔ کہ میں جان دے دینے کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے معاملہ کو بعض لوگوں کی وجہ سے پھوٹنے سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ ابن عون کہتے ہیں یہ آپ کے طرز کلام سے زیادہ مشابہ ہے۔ ہاں قصاص کو میں جانتا ہوں۔ کہ شیخین میرے سامنے اپنے نفس سے قصاص لیا کرتے تھے۔ لیکن میرا بدن اس کا منہل نہیں ہو سکتا۔ ہا میرا قتل۔ تو بخدا اگر انہوں نے مجھ کو قتل کر ڈالا۔ میرے بعد کبھی آپس میں دوستی نہ ہوگی۔ اور نہ کبھی آپس میں مل کر دشمنوں سے مقابلہ کریں گے۔ راوی کہتا ہے کہ اشتر اٹھ کر چلے گئے۔ ہم لوگ کچھ دیر تک ٹھہرے رہے۔ اور ہم کو خیال ہوا۔ کہ شاید لوگ راضی ہو گئے۔ اتنے میں ایک جھوٹا مارا آدمی بھیڑیے کی مانند دوڑا۔ سے آیا پھر واپس چلا گیا۔ اور محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ آئے۔ اور حضرت عثمان کے پاس آکر آپ کی داد عسی پکڑ لی۔ اور اس کو ہلایا۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھوں کے بچنے کی آواز میں نے سنی۔ اور کہا

اب معاویہ کچھ تنہا سے کام نہیں آتے۔ اور ابن عامر نے بھی تم کو کچھ مدد نہیں دی۔ اور تمہارے لشکر تم کو کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔ اور آپ کہتے تھے۔ اسے میرے بھائی کے بیٹے میری داڑھی چھوڑ دو۔ اسے میرے بھائی کے بیٹے میری داڑھی چھوڑ دو۔ وثاب کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ محمد نے ایک آدمی سے مدد طلب کی۔ وہ ایک تیر لے کر آیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس تیر کو آپ کے سر میں جھونک دیا۔ اور اسی میں لگا رہنے دیا۔ اور چلے گئے پھر بہت سے لوگ آئے۔ اور آپ کو شہید کر ڈالا۔

ابو بکر نے ابونضرہ سے انہوں نے ابواسید انصاری کے غلام ابوسعید سے روایت کر کے بیان کیا کہ عثمان نے سنا کہ اہل مصر کا وفد آیا ہے۔ آپ اُن سے ملنے کے لئے گئے۔ آپ مدینہ سے ہر ایک بستی میں تھے کہ اہل مصر نے آپ کی خبر سنی۔ جہاں آپ تھے۔ وہیں آئے۔ ابونضرہ کہتے ہیں مجھے خیال پڑتا ہے کہ ابوسعید نے بیان کیا۔ کہ عثمان اہل مصر کے مدینہ میں آنے کو ناپسند کرتے تھے۔ یا ایسی ہی کوئی اور بات کہی۔ اہل مصر عثمان کے پاس آئے۔ اور کہا قرآن شریف منگو آؤ۔ آپ نے منگوایا ان لوگوں نے کہا سورہ یونس کھولو۔ آپ نے اُس کو پڑھنا شروع کیا۔ جب آیہ قل امرتکم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منه حرأ وحلاً لا۔ قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تقرون پر پہنچے مصریوں نے کہا جو تم نے چراگاہ گھیر رکھی ہے۔ کیا خدا نے تم کو اس کی اجازت دی ہے یا خدا پر جھوٹ باندھتے ہو۔ آپ نے کہا اس کو رہنے دو۔ یہ اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور حمی (چراگاہ) کا یہ جواب ہے۔ کہ غرض مجھ سے پہلے صدقہ کے اونٹوں کے واسطے چراگاہ بنائی تھی۔ جب میں خلیفہ ہوا۔ تو صدقہ کے اونٹ اور زیادہ ہو گئے۔ میں نے بھی چراگاہ کو بڑھا دیا۔ وہ لوگ آیت آیت پر آپ کو رد کرتے اور آپ کہتے جاتے کہ اس کو رہنے دو۔ یہ اس معاملہ میں نازل ہوئی ہے۔

ابونضرہ کہتے ہیں ابوسعید نے کہا۔ میں اس وقت تمہاری عمروں تھا۔ اور ابونضرہ نے اس حدیث کو بیان کرتے وقت اپنے شاگرد سے کہا۔ میں اس وقت تمہارے سنون تھا یعنی اُس وقت میری پوری داڑھی نہیں نکلی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے اچھی طرح نہیں یاد ہے۔ شاید ابونضرہ نے دوسری مرتبہ کہا۔ میں اس وقت تیس برس کا تھا۔ پھر مصریوں نے آپ سے کچھ ایسی باتوں کا مواخذہ کیا جس کا جواب آپ کے پاس نہ تھا۔ آپ نے اُن کا اقرار کیا اور کہا۔ میں خدا سے بخشش چاہتا ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں۔ پھر ان لوگوں سے کہا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ اُن لوگوں نے آپ سے عہد لئے۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے خیال پڑتا ہے کہ ابوسعید نے کہا۔ مصریوں نے آپ سے شرائط لکھوائے۔ اور آپ نے اُن سے عہد لیا کہ جب تک میں شرائط کی پابندی کرتا ہوں۔ تم اختلاف نہ کرنا اور نہ جماعت سے علیحدہ ہونا۔ پھر آپ نے پوچھا اور کیا چاہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ مدینہ والوں کو عطا یا نہ دیئے جائیں۔ مال غنیمت مجاہدین و صحابہ کو ہی دیا جائے۔ اور وفد کے لوگ حضرت عثمان سے راضی ہو گئے۔ اور خوشی خوشی آپ کے ہمراہ مدینہ میں آئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں بیان کیا کہ خدا کی قسم میں نے اس وفد سے جو میرے پاس آیا ہے۔ اپنی حاجتوں کے واسطے کسی کو زیادہ بہتر نہیں دیکھا۔ خبردار جس کے کھیت ہو۔ اپنے

کھیت میں جا گئے۔ اور جس کے پاس جانوروں کے دودھ پر زندگی بسر کرے۔ یہ مال غنیمت صرف مجاہدین اور صحابہ کے لئے ہے۔ لوگ ناخوش ہو گئے اور کہا یہ بنو اُمیہ کا مکر ہے اور میری وفد خوشی خوشی گھر چلا گیا۔ وہ لوگ راستہ ہی میں تھے کہ دیکھا ایک سوار کبھی ان کے سامنے آتا ہے۔ کبھی الگ ہو جاتا ہے۔ پھر ان کی طرف لوٹتا ہے۔ پھر چلا جاتا ہے۔ اور گالیاں دیتا ہے۔ لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے۔ تیرا کوئی عجیب و غریب معاملہ ہے۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں امیر المومنین کا قاص ہوں۔ عامل مصر کے پاس جاتا ہوں۔ اُن لوگوں نے اس کی تلاشی لی۔ اُس کے پاس ایک خط ملا۔ جو عثمان کی طرف سے عامل مصر کو لکھا گیا تھا۔ اس پر آپکی مہر بھی تھی۔ اس خط میں لکھا تھا۔ کہ ان لوگوں کو قتل کر ڈالو یا ان کے ہاتھ پیر کاٹ دو۔ وہ لوگ وہیں سے لوٹ پڑے اور مدینہ میں پہنچ کر حضرت علی کے پاس آئے۔ اور کہا۔ دشمن خدا نے ہماری بابت ایسا السلام دیا ہے۔ بخدا اب ان کا خون مباح ہو گیا اور اسی لئے ہم لوٹ آئے ہیں۔ حضرت علی نے کہا خدا کی قسم میں تمہارا ساتھ نہ دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا۔ پھر ہمیں کیوں خط لکھا تھا انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نے کوئی خط نہیں لکھا۔ راوی کہتا ہے۔ وہ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اور کہا کیا انہی کے واسطے جنگ کرو گے۔ یا انہی کی طرف داری کرو گے۔ علی کرم اللہ وجہہ مدینہ سے نکل کر ایک بستی میں چلے گئے۔ وہ لوگ اٹھ کر عثمان کے پاس آئے۔ اور کہا تم نے ہمارے حق میں ایسا ایسا لکھا ہے۔ آپ نے کہا دو باتیں ہیں یا تو تم دو مسلمانوں کو گواہی میں پیش کرو۔ یا میں قسم کھا جاؤں کہ خدا کی قسم میں نے نہ لکھا ہے نہ لکھوایا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ خط آدمی کی طرف سے لکھ لیا جاتا ہے۔ اور مہر کی نقل اتار لی جاتی ہے۔ اُن لوگوں نے کہا۔ خدا کی قسم۔ اللہ نے تمہارے خون کو مباح کر دیا۔ اور عہد و پیمان توڑ ڈالا۔ راوی کہتا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کو محصور کر لیا۔ آپ چھت پر اُن کے سامنے آئے اور کہا السلام علیکم۔ راوی کہتا ہے میں نے کسی کو جواب سلام دیتے نہیں سنا۔ ہاں شاید اگر کسی نے اپنے دل میں لے لیا تھا۔ آپ نے کہا۔ میں خدا کی قسم دے کر تم کو پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے بیرونہ کو شیریں پانی پینے کے واسطے اپنے مال سے خریدا تھا۔ پھر میں نے اس میں عام طور سے پانی پینے کی اجازت دے دی۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تم مجھ کو اس کا پانی پینے نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ سمندر کے پانی سے۔ وزہ افطار کرتا ہوں۔ آپ نے کہا میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ تم جانتے ہو۔ میں نے فلاں زمین مولے کر مسجد میں ملا دی۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اس میں کوئی شخص نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ اسی طرح آپ برابر قسمیں دے دے کر اپنے لوگوں سے دریافت کرتے رہے۔ اور آپ نے سور مفضل کے لکھنے کا حال بیان کیا۔ یہاں تک کہ لوگ ایک دوسرے کو منع کرنے لگے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کو تھوڑا دو۔ معلوم نہیں اسی دن یا دوسرے دن اُشتر نے کھڑے ہو کر کہا۔ شاید ان کے اور تمہارے ساتھ مکر کیا گیا ہو۔ لوگوں نے اس کو کچل ڈالا۔ یہاں تک کہ وہ کچھ دنوں تک پڑا رہا۔ پھر حضرت عثمان دوبارہ چھت پر سامنے آئے اور نصیحت و وعظ کیا۔ لیکن اس کا لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔

حالانکہ پہلے یہ اثر تھا کہ ستنے کے ساتھ ہی لوگوں پر اثر ہونا تھا۔ جب دوبارہ بیان کیا گیا۔ لوگوں میں کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ نے دروازہ کھول دیا۔ اور قرآن سامنے رکھ لیا۔ حسن بیان کرتے ہیں۔ کہ محمد بن ابی بکر عثمان کے پاس آئے۔ اور آپ کی داڑھی پکڑ لی۔ عثمان نے ان سے کہا۔ تم نے مجھ کو ایسا پکڑا کہ اگر ابو بکر ہوتے تو وہ کبھی نہ پکڑتے۔ یا یوں کہا کہ تم میرے پاس اس طرح بیٹھے کہ ابو بکر کبھی نہ بیٹھتے۔ راوی کہتا ہے وہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ابو سعید کی حدیث میں ہے۔ کہ پھر ایک آدمی آیا۔ عثمان نے کہا میرے اور تمہارے درمیان خدا کی کتاب ہے۔ وہ بھی چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا جس کو موت اسود (سیاہ موت) کہتے تھے۔ اس نے آپ کا گلہ دیا۔ پھر چلا گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے ان کے علق سے زیادہ کسی چیز کو نرم نہیں دیکھا۔ میں نے ان کی گردن دبائی۔ ان کے نفس کو جنوں کے نفس کی طرح بدن میں پھرتا دیکھا۔ پھر ایک اور آدمی آیا۔ آپ نے کہا میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے۔ اور قرآن آپ کے سامنے تھا وہ تلوار لے کر آپ پر ٹوٹ پڑا۔ آپ نے تلوار کو ہاتھ پر روک لیا۔ اس سے آپ کا ہاتھ کٹ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم ہوا۔ کہ بالکل الگ ہوا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے سورہ مفصل کو لکھا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ آپ کے پاس تجیبی آیا اور اس نے آپ کو تیرے زخمی کیا۔ اس سے خون نکل کر اس آیت یعنی فسیکفیکم اللہ وھو السميع العليم۔ برگرا۔ اور مصحف پر پھیل کر میل داغ کے ہو گیا۔ آپ کی بی بی یعنی بنت قریصہ نے آپ کو اپنی گود میں لے لیا۔ یہ واقعہ قتل سے پہلے کا ہے۔ پھر جب آپ زخمی یا قتل ہوئے۔ تو آپ کی بی بی اٹھ کر چلی گئیں یا آپ پر گر پڑیں۔ لوگوں نے کہا خدا اس کو ہلاک کرے۔ اس کے سر میں کتنے بڑے بے راوی کہتا ہے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ دشمنان خدا صرف کلاب دنیا میں۔

ابو بکر نے جہیم فہری سے روایت کر کے بیان کیا کہ انہوں نے کہا۔ میں قتل عثمان کے وقت موجود تھا۔ سعد اور عمار آئے۔ اور انہوں نے آپ کے پاس یہ پیغام کہلا بھیجا۔ کہ ہمارے پاس آؤ۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے ان خرابیوں کو بیان کریں۔ جو آپ سے سرزد ہوئیں۔ عثمان نے اس کے جواب میں کہا کہ آج چلے جاؤ۔ مجھے فرصت نہیں ہے۔ فلان دن آنا تاکہ میں بھی جواب دینے کے لئے تیار رہوں۔ راوی کہتا ہے سعد تو چلے گئے۔ لیکن عمار نے لوٹنے سے انکار کیا اور اڑے رہے۔ ابو محسن۔

(درمیان راوی) نے اس فقرہ کو دوسرے بیان کیا۔ راوی کہتا ہے کہ عثمان کے قاصد نے عمار کو دیکر مارا۔ جب لوگ مقررہ دن میں جمع ہوئے۔ عثمان نے کہا سعد اور عمار آئے۔ میں نے دونوں کو کہلا بھیجا تھا۔ کہ آج تو چلے جاؤ۔ سعد تو چلے گئے۔ لیکن عمار اڑے رہے۔ میرے قاصد نے بلا میری اجازت ان کو پکڑا۔ اور مارا۔ بخدا میں نے نہ حکم دیا تھا۔ اور نہ میں اس سے راضی ہوا۔ میرا یہ ہاتھ موجود ہے۔

ار کا بدلہ لے لو۔ لوگوں نے کہا۔ اور ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ آپ نے روایات قرآنیہ کو ایک کر دیا۔ آپ نے کہا۔ میرے پاس حذیفہ آئے۔ اور انہوں نے کہا تم اس وقت کیا کر سکو گے۔ اب مسلمان اہل کتاب کی طرح مختلف ہو کر قرآنوں میں جھگڑا کرنے لگیں گے۔ پس جو کچھ میں نے

کہا اگر وہ ٹھیک ہے۔ تو من جانب اللہ ہے اور اگر خطا ہے۔ تو حذیفہ کی طرف سے ہے۔ لوگوں نے کہہ
اور ہم اس بات کو بڑا جانتے ہیں۔ کہ آپ نے چراگاہ گھیر لی۔ آپ نے کہا قریش نے اگر بیان کیا
کہ ہمارے سوا عرب کے ہر ایک قبیلہ کی ایک چراگاہ ہے۔ جس میں وہ اپنے مویشی چراتے ہیں۔
میں نے اُن کے لئے بھی ایک چراگاہ مقرر کر دی۔ پس اگر تم پسند کرو تو رہنے دو۔ ورنہ توڑ دو۔ لوگو
نے کہا۔ اور ہم اس بات سے ناخوش ہیں کہ آپ نے اپنی قوم کے جہلا کو سردار کر دیا ہے۔ آپ نے
کہا ہر ایک شہر والے کھڑے ہو کر درخواست کریں کہ ہم فلاں شخص کو اپنا حاکم ہونا پسند کرتے ہیں
میں اسی کو مقرر کر دوں۔ اور جس کو ناپسند کرتے ہوں۔ اُس کو معزول کر دوں۔ اہل بصرہ کھڑے
ہو کر بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن عامر سے خوش ہیں۔ آپ ان کو بجال رکھیں۔ اور اہل کوفہ نے کہا
سعید یا ولید کو معزول کر کے ابو موسیٰ کو مقرر کر دیجئے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اہل شام نے کہا۔ ہم
معاویہ سے راضی ہیں آپ انہی کو رہنے دیجئے۔ اہل مصر نے کہا۔ ابن ابی سرح کو معزول کر کے عمر
بن عاص کو مقرر کر دو۔ آپ نے ایسا ہی کر دیا۔ راوی کہتا ہے۔ ان لوگوں نے جو بات پیش کی اس سے
آپ صاف نکل گئے۔ اور سب وفد خوشی خوشی اپنے شہروں کو واپس ہوئے۔ یہ لوگ راستہ ہی میں تھے
کہ ایک سوار اُن کے پاس سے ہو کر گذرا۔ لوگوں کو اس پر کچھ شبہ ہوا۔ اس کی تلاشی لی گئی۔ تو اس
کے پاس ایک خط لکھا۔ جو عامل کے نام تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ فلاں فلاں شخص کی گروں مار دو۔ وہ
لوگ وہیں سے لوٹ پڑے۔ اور سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے۔ اور اُن سے
حال بیان کیا۔ آپ وہ خط لئے ہوئے اُن کے ساتھ عثمان کے پاس آئے۔ اور کہا یہ آپ کا خط ہے
اور یہ آپ کی تہر ہے۔ عثمان نے کہا بخدا نہ میں نے اس کو لکھا اور نہ مجھ کو اس کا علم ہے۔ اور نہ میر
نے لکھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا۔ آپ کو کس پر شبہ ہے۔ آپ نے کہا میرا خیال ہے کہ میرے کاتب
نے دعا کی۔ اور اے علی تم پر میری بدگمانی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تم مجھ سے کیوں بدگمان ہو۔ آپ
نے کہا۔ اس لئے کہ قوم تمہاری فرمانبرداری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تم مجھ سے کیوں روکتے ہو
اور لوگوں نے حضرت عثمان سے انکار اور اس پر اصرار کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپ کو گھیر لیا۔ وہ
کہتا ہے۔ آپ چھت پر سامنے کھڑے ہوئے۔ اور کہا تم لوگ کس وجہ سے میرا خون مباح کرتے ہو
حالانکہ مسلمان کا خون تین باتوں کے سوا کسی طرح مباح نہیں یا تو مرتد ہو جائے۔ یا شادی کے بعد
زنا کرے۔ یا کسی کا خون کیا ہو۔ اور تین باتوں میں سے اس وقت تک کسی ایک کا بھی مرتکب نہیں
ہوا ہوں۔ لوگ اپنی ہند پر اڑے رہے۔ راوی کہتا ہے۔ عثمان نے لوگوں کو قسم دے دی۔ کہ ان
کے معاملہ میں ایک قطرہ خون بھی نہ بہایا جائے۔ راوی کہتا ہے میں دیکھتا تھا کہ ابن زبیر شکرے
کہ باغیوں کو ہٹانے نکلتے تھے اور اگر وہ چاہتے۔ تو ان سب کو قتل کر ڈالتے۔ اور سعید ابن اسود
بحتری آدمیوں کو الٹی تلوار سے مارتے تھے۔ اور اگر وہ قتل کرنا چاہتے۔ تو قتل کر ڈالتے۔ لیکن عثمان کی
قسم دلانے سے سب رُکے ہوئے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ ابو عمرو بن بدیل خداعی اور جحش بن عثمان

پر چڑھ کر آئے۔ اور ایک نے آپ کے تیر مارا۔ اور دوسرے نے تلوار سے شہید کر ڈالا۔ پھر بھاگ گئے رات کو چلتے اور دن کو غاروں میں چھپ رہتے۔ مہر و شام کے درمیان ایک شہر کے قریب پہنچ کر ایک غار میں چھپ رہے تھے۔ کہ اس شہر سے ایک نبی گدہ ہائے ہوئے آ رہا تھا۔ گدھے کی ناک میں ٹکھیاں گھس گئیں اور وہ بھاگ کر اسی غار میں گھس گیا۔ وہ نبی بھی گدھے کے تعاقب میں غار کے اندر گھسا چلا گیا۔ اور ان لوگوں کو دیکھ کر امیر معاویہ کے عامل کو خبر دی۔ اور امیر معاویہ نے ان کو پکڑ کر مار ڈالا۔

ذی النورین کا اپنی حقیقت کو وضاحت سے ثابت کرنا اور لوگوں کے اشکالات کا جواب دے کر ان کو ساکت و معقول کرنا:
اس کے متعلق ہم چند روایتیں تحریر کرتے ہیں۔

ابوبکر نے عبد الملک بن ابی سلیمان کی روایت سے نقل کر کے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے ابولیل کنذی سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے عثمان کو دیکھا۔ مجاہدہ کی حالت میں لوگوں کے سامنے آئے۔ اور کہا۔ اے لوگو مجھ کو نہ قتل کرو۔ صلح کر لو۔ بخدا اگر تم مجھ کو قتل کرو گے۔ تو کبھی مل نہ جنگ کرو گے۔ اور نہ کبھی دشمنان دین پر تہا و کر دے۔ اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر کہا۔ کہ اس طرح مختلف ہو جاؤ گے۔ یا قوم لایجر منکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ہود او قوم صالح و ما قوم لوط منکم بدبعید۔ (یعنی اے میری قوم میرے امتداد سے ایسے جرم کے نہ مرتکب ہو جس کی جزا میں) تم کو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح کی مانند عذاب پہنچے۔ اور قوم لوط تم سے کچھ دور نہیں ہے راوی کہتا ہے۔ آپ نے عبد اللہ بن سلام کو بلا بھیجا انہوں نے کہا آپ جنگ سے رے کے رہتیے۔ اسی میں آپ کی زیادہ مضبوطی ہے۔ اور باغی لوگ اندر گھس گئے۔ اور آپ کو قتل کر ڈالا۔

ابوبکر نے ابن عون سے انہوں نے محمد بن میرین سے روایت کی ہے۔ کہ عثمان باغیوں کے سامنے آئے۔ اور کہا ایسے آدمی کو پیش کرو جس سے میں آیات قرآنی سے مقابلہ کروں۔ لوگوں نے صعصعہ بن صوحان کو پیش کیا یہ نوجوان تھے۔ آپ نے فرمایا تم کو اس جوان کے سوا اور کوئی نہ ملا۔ جس کو میرے سامنے پیش کرتے۔ راوی کہتا ہے صعصعہ نے کچھ گفتگو شروع کی۔ آپ نے فرمایا آیات قرآنی پڑھو۔ اُس نے پڑھا۔ اذان الذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرکم لقریب آپ نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے۔ یہ تیرے اور تیرے اصحاب کے حق میں نہیں ہے۔ بلکہ میرے اور میرے اصحاب کے حق میں ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کو۔ والی اللہ عاقبتہ الامر تک پڑھا۔

ابوبکر نے ابن میرین سے روایت کی ہے۔ کہ زید بن ثابت عثمان کے پاس آئے۔ اور کہا انصار دروازہ پر موجود ہیں اور کہتے ہیں اگر آپ چاہیں تو ہم دروازہ انصار اللہ بن جائیں آپ نے فرمایا

قتال کی اجازت میں نہیں دے سکتا۔

ابوبکر نے حسن سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا انصار عثمان کے پاس آئے اور کہا یا امیر المؤمنین ہم چاہتے ہیں خدا کی دو مرتبہ مدد کریں۔ یعنی ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ اور دوبارہ آپ کی مدد کریں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں۔ تم لوگ واپس چل جاؤ۔ حسن کہتے ہیں۔ بخدا اگر وہ لوگ چادروں سے آپ کی حفاظت کرتے تو آپ کو بچا لیتے۔

ترمذی نے ابواسحاق سے انہوں نے عبدالرحمن سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جب عثمان حضور ہوئے۔ لوگوں کے سامنے آکر کہا۔ میں تم کو خدا کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو۔ کہ جس وقت کوہ حرا ملنے لگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حرا ٹھہر جا۔ کیونکہ مجھ پر اسو انبی اور صدیق اور شہید کے اور کوئی نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ میں فرمایا کون شخص ایسا مال خرچ کرنا ہے۔ جس کو خدا قبول کرے۔ لوگ اس وقت مفلس و تنگ دست تھے۔ پھر میں نے یہاں لشکر کا سامان ہتیا کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو۔ بیر رومہ سے کوئی شخص بلا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا۔ میں نے اس کو مول لے کر امیر وغریب و مسافر سب کے لئے وقف کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ اور آپ نے اسی طرح اور بھی باتوں کو شمار کرایا۔

ترمذی نے ابوسعود و جریبری سے انہوں نے ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت کی ہے کہ یک روز دار میں حاضر تھا۔ جب عثمان نے سامنے آکر کہا۔ تم لوگ اپنے ان دونوں ساتھیوں کو سامنے لاؤ۔ جو مجھ پر بہت اصرار کرنے والے ہیں۔ لوگوں نے ان دونوں کو پیش کیا۔ وہ دونوں اونٹ یا گدھے کی مانند تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تم سے خدا اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ میں آئے ہیں۔ یہاں ان کے سوا کوئی کنواں شیریں پانی کا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو اس کو مول لے کر مسلمانوں پر وقف کر دے۔ خدا اس کو اس سے بہتر جنت میں بدلہ عنایت کرے گا۔ میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خرید کیا اور آج تم مجھی کو اس کا پانی پینے سے روکتے ہو۔ یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پیتا ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم سے خدا و دین اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو۔ کہ مسجد نبوی مسلمانوں کی کثرت سے تنگ ہو گئی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے جو فلاں قبیلہ کی زمینیں مول لے کر مسجد میں شامل کر دے۔ خدا اس کو جنت میں اس سے بہتر بدلہ دے گا۔ میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خریدا اور آج تم مجھ کو اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا اور رسول کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے حبشہ العسرة کو اپنے مال سے تیار

کر دیا تھا۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا میں خدا اور دین اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جلتے ہو۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر و عمرؓ اور میں کوہِ بشیر اتر آیا پر تھا۔ وہ ہلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے پتھر نیچے کو گرنے شروع ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ بشیر ٹھہر جا۔ مجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر انہوں نے بھی میرے شہید ہونے کی گواہی دے دی۔ آپ نے اس جملہ کو تین مرتبہ کہا۔

احمد نے یحییٰ بن سعید کی روایت سے انہوں نے ابوامامہ بن سہیل سے روایت کر کے بیان کیا کہ انہوں نے کہا عثمان جب محصور ہوئے۔ ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی ایک چھت پر چڑھے جس وقت آپ وہاں سے بات کرتے جو لوگ مقام بلاط (مسجد نبوی اور بازار کے درمیان ایک جگہ ہے) میں ہوتے۔ آپ کی آواز سن لیتے۔ آپ وہاں جا کر ہمارے پاس واپس آئے۔ اور کہنے لگے اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ ہم نے کہا آپ کو خدا کافی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے کس وجہ سے قتل کریں گے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ تین صورتوں کے سوا اور کسی صورت میں مسلمان کا خون مباح نہیں ہے۔ ایک یہ کہ اسلام کے بعد کافر ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ شادی کے بعد زنا کرے۔ تیسرے قصاص میں۔ اور بخدا جب سے مجھ کو خدا نے دین اسلام کی ہدایت کی۔ میں نے اس کو کسی دین سے بدلنے کی خواہش نہیں کی۔ اور نہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا کیا۔ اور نہ کسی کو قتل کیا۔ پھر یہ لوگ مجھ کو کس وجہ سے قتل کریں گے۔ احمد نے اوزاعی سے انہوں نے محمد بن عبد الملک بن مروان سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ انہوں نے مجھ سے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ محاصرہ کے وقت عثمان کے پاس گئے۔ اور کہا آپ امیر المؤمنین ہیں اور آپ پر جو وقت آپڑا ہے۔ اس کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک بات اختیار کر لیجئے۔ یا تو آپ ان سے نکل کر مقابلہ کیجئے۔ کیونکہ آپ کے ساتھ بھی بہت لوگ ہیں اور آپ کو شوکت حاصل ہے اور آپ حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر۔ اور یا ایک نیا دروازہ پھوڑ لیجئے۔ اور سوار یوں پر سوار ہو کر مکہ چلے جائیے۔ کیونکہ جب آپ وہاں ہوں گے۔ یہ لوگ آپ کو نہ قتل کریں گے۔ اور یا آپ شام چلے جائیں۔ کیونکہ شام کے لوگ وفادار ہیں۔ اور وہاں معاویہ بھی موجود ہیں۔ عثمان نے کہا اڑنے کے متعلق تو یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پہلا خون ریز خلیفہ بنوں۔ اور مکہ اس لئے نہ جاؤں گا۔ کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے قریش کا جو آدمی مکہ میں الحاد (حکم کا چھوڑ دینا یا شرک و ظلم کرنا) کرے گا۔ اس پر نصف عالم کے برابر عذاب ہوگا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میں وہی شخص بنوں۔ نیز دارالہجرت اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب چھوڑ کر مجھ سے شام نہ جایا جائے گا۔

احمد نے ابو عوانہ سے انہوں نے عمر بن حواری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ اہف

نے بیان کیا۔ ہم حج کے واسطے جاتے تھے۔ ہمارا گزر مدینہ سے ہوا۔ ہم اپنے فرودگاہ میں تھے۔ کہ ایک آدمی نے آکر خبر دی۔ کہ لوگ گھبراہٹ ہوئے مسجد نبوی میں جمع ہیں۔ میں اور میرا ایک ساتھی دونوں مل کر چلے لوگ مسجد میں چند آدمیوں کے گرد مجمع کئے ہوئے تھے۔ میں مجمع کے اندر گھس کر ان کے پاس پہنچا۔ وہ علی بن ابی طالب۔ زبیر طلحہ سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ علیہم تھے۔ تھوڑا عرصہ بھی نہ گزرا تھا کہ عثمان پیادہ پا آئے۔ اور پوچھا کیا یہاں علیؑ ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں آپ نے پوچھا یہاں طلحہ ہیں لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا یہاں سعد ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم لوگوں کو خدائے وحدہ لا شریک کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کون ہے جو فلان قبیلہ کے مویشی خانہ کو مول لے۔ خدا اس کو بخش دے۔ میں نے اس کو مول لیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیان کیا۔ کہ میں نے مول لے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو ہمارے مسجد میں شامل کر دو۔ اس کا ثواب تم کو ہوگا انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا۔ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بیرومہ کو خریدے۔ میں نے اس کو لے لیا اور اپنے مال سے خریدا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ میں نے اس کو مول لے لیا۔ آپ نے فرمایا اس کو عام مسلمانوں پر وقف کر دو۔ اس کا ثواب تم کو ہوگا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے دن لوگوں کے چہروں پر نظر ڈال کر کہا کون ہے۔ جو ان لوگوں کو سامان تیار کرادے۔ خدا اس کو بخش دے۔ میں نے ان سب کا پورا سامان کر دیا۔ یہاں تک کہ کسی کو ایک مہار یا رسی کی بھی نہ کمی پڑی۔ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اے خداوند کریم گواہ رہ۔ اے خداوند کریم گواہ رہ۔ پھر آپ لوٹ گئے۔

احمد نے ابو عبادہ زرقی سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں عثمان کے پاس اس دن موجود تھا۔ جب وہ موضع الجنائز میں محصور کئے گئے۔ لوگوں کا اتنا مجمع تھا کہ اگر کوئی کنکری اوپر سے ڈالی جاتی۔ تو کسی نہ کسی کے سر پر ہی پڑتی۔ میں نے عثمان کو دیکھا۔ وہ اس دریچہ سے جو مقام جبرئیل علیہ السلام سے متصل ہے۔ نکلے اور کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہیں۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہیں۔ پھر کسی نے نہ جواب دیا۔ پھر آپ نے کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہیں۔ تب بھی کسی نے نہ جواب دیا۔ پھر آپ نے کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہیں۔ طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے۔ عثمانؓ نے کہا میں تم کو یہاں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یہ گمان تھا کہ تم جماعت میں موجود ہو گے۔ اور پھر تین بار آواز سن کر بھی جواب نہ دو گے۔ اے طلحہ میں تم کو خدائی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم کو وہ دن یاد ہے جس دن ہم تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلان مقام میں تھے۔ اور میرے اور تمہارے سوا آپ کے ہمراہ اور کوئی نہ تھا۔ طلحہ نے کہا ہاں یاد ہے۔ آپ

نے فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کہا تھا۔ اے طلحہ ہر نبی کا اس کے اصحاب میں سے ایک رفیق ہوتا ہے جو اس کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور یہ عثمان میرے رفیق ہیں۔ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ طلحہ نے کہا ہاں پھر طلحہ اس مجمع سے چلے گئے۔

تو اعتراضات کہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ پر وارد کئے گئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی سابقیت میں جرح و قدح کی گئی۔ یعنی بدر میں نہ شریک ہوئے اور احد میں شریک ہوئے۔ تو بھاگ گئے اور بیعت رضوان میں غائب رہے۔ عبد اللہ بن عمر نے اس اعتراض کا بہت عمدگی سے جواب دیا۔ بخاری عثمان بن مہرب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مصری آدمی آیا۔ اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھ کر پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ قریش۔ اس آدمی نے پوچھا اس جماعت میں یہ شیخ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمر۔ اس آدمی نے کہا اے ابن عمر میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا بیان کر۔ اس نے پوچھا کیا تم کو معلوم ہے کہ عثمان احد میں بھاگ گئے تھے۔ آپ نے کہا۔ ہاں اُس نے کہا کیا تم کو معلوم ہے کہ وہ غزوہ بدر سے غائب رہے۔ اور اُس میں شریک نہیں ہوئے۔ آپ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب رہے۔ اور اس میں شریک نہیں ہوئے۔ آپ نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا اللہ اکبر۔ ابن عمر نے کہا۔ یہاں آؤ میں تم سے ان کے وجوہات بیان کر دوں۔ یوم احد کے فرار کے متعلق تو میں قسم کھاتا ہوں کہ خدا نے ان کو معاف کر دیا۔ اور ان کو بخش دیا۔ اور بدر میں اس وجہ سے نہ شریک ہو سکے۔ کہ ان کی زوجیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ اور وہ اس وقت بیمار تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہیں بیمار داری کے لئے چھوڑ دیا۔ اور کہا تم کو بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر ثواب اور حصہ ملے گا۔ اور بیعت رضوان میں اس وجہ سے نہیں شریک ہوئے۔ کہ مکہ میں ان سے زیادہ کوئی عزت دار نہ تھا۔ اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو مکہ روانہ کیا۔ اور بیعت رضوان آپ کے جانے کے بعد ہوئی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اور دوسرے پر ہاتھ مار کر کہا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ اس کے بعد ابن عمر نے اس آدمی سے کہا۔ ان جوابات کو لے کر جاؤ۔

اور خود حضرت عثمان نے اس اعتراض کا کافی و شافی جواب دیا ہے۔

احمد نے عاصم سے انہوں نے شقیق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ عبد الرحمن بن عوف ولید بن عقبہ سے ملے۔ ولید نے عبد الرحمن سے کہا۔ تم امیر المؤمنین عثمان سے کیوں الگ الگ رہتے ہو۔ عبد الرحمن نے اُن سے کہا عثمان سے میری طرف سے کہہ دینا۔ کہ میں یوم عینین یعنی احد میں نہیں بھاگا تھا۔ اور نہ بدر سے پیچھے رہا۔ اور نہ میں نے عمر کی سنت کو ترک کیا ہے۔ راوی کہتا ہے۔ ولید نے جاکر عثمان سے بیان کیا۔ عثمان نے کہا۔ ان کا یہ کہنا کہ میں یوم عینین میں نہیں بھاگا۔ تو وہ مجھ پر کیوں اس گناہ کا عیب لگاتے ہیں۔ جس کو خدا نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (ان

الذین توو امنکم یوم التقی الجمعان انما استزلهم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ۱۰ اور انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ میں بدر میں پیچھے نہیں رہا۔ سو میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ کی تیار دہا کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسی زمانہ میں فوت ہو گئیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حصہ لگایا اور جس کا حصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا وہ شریک ہو گیا۔ اور ان کا یہ کہنا کہ میں نے عمر کی سنت نہیں ترک کی ہے تو سنت عمر پر عمل کرنے کی نہ مجھ میں طاقت ہے اور نہ ان میں۔ جاؤ میری طرف سے ان کو یہ باتیں پہنچا دو۔

ان ہی اعتراضوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے تمتع سے منع کیا حالانکہ رسول خدا نے تمتع کیا ہے اور اس بات کا جواب بھی آپ دے گئے ہیں۔

احمد نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ عثمان حج کے لئے چلے۔ راستہ میں لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا۔ کہ عثمانؓ نے تمتع سے منع کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب سے کہا۔ جب وہ کوشح کریں۔ تم بھی کوئج کرو۔ اور حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے عمرہ کے نام سے تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) کی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے اس معاملہ میں کچھ تعرض نہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم تمتع سے منع کرتے ہو۔ آپ نے کہا۔ ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے نہیں سنا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمتع کرتے تھے۔ آپ نے کہا ہاں۔

احمد نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ ابن شقیق سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ عثمانؓ تمتع سے منع کرتے تھے اور حضرت علیؓ تمتع کے ساتھ تلبیہ کہتے تھے عثمانؓ نے علیؓ سے کچھ کہا۔ انہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمتع کرتے تھے۔ آپ نے کہا۔ ہاں۔ لیکن ہم اس وقت خوف کی حالت میں تھے۔ شعبہ کہتے ہیں میں نے قتادہ کو چچا کس بات کا خوف تھا۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ یہاں لفظ تمتع کے کثیر المعنی ہونے کی وجہ سے اشکال پیدا ہو گیا۔ کبھی تمتع کہتے ہیں حج کو عمرہ سے شروع کرنے کو بشرطیکہ لعبہ کا طواف کریں۔ اور بدنی پاس نہ نہو۔ جیسا کہ ابن عباس کا مذہب ہے۔ اور یہ جتنے الوداع کے ساتھ مخصوص تھا۔ کیونکہ لوگوں کو ایام حج میں عمرہ کرنے پر بے حد اصرار تھا اور اس سے رسم جاہلیت کا بھی ابطال مقصود تھا۔ اور یہی حضرت عمرؓ عثمانؓ کا مقصود ہے جس جگہ کہ تاکید کے ساتھ تمتع سے منع کرتے ہیں اور آپ کے اس قول سے کہ ہم اس وقت خوف کی حالت میں تھے۔ "خوف دشمن مراد نہیں ہے۔ بلکہ رسم جاہلیت کے مستمر رہنے اور لوگوں کے دل میں اس کے راسخ ہونے کا خوف مراد ہے۔ اور کبھی تمتع کا اطلاق طواف قدوم اور سعی بین الصفا والمروة کو طواف زیارت سے پہلے کر لینے پر آتا ہے۔ اس سے عمرہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اور کبھی تمتع کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ کنج کے مہینوں میں عمرہ کر کے احرام سے حلال ہو جائیں۔ اور مکہ میں قیام کریں۔ پھر مکہ ہی سے حج کا احرام کر کے حج ادا کریں اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حج و عمرہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ زمانہ اور سفر میں کرنے کو بہتر

جانتے تھے۔ اور اس تمتع کو جس کا ذکر ابھی ہو چکا۔ مفضل و مرجوح قرار دیتے تھے۔ لیکن اس کی مشروعیت کے قابل تھے۔ ہم اس بحث کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مآثر جمیلہ میں اس سے زیادہ بسط سے بیان کر چکے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ غور کرنے اور اشتراک لفظی کو حل کرنے کے بعد یہ اشکال بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔

آئمہ نے عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ بخدا ہم عثمانؓ کے ہمراہ حنفہ میں تھے اور آپ کے ساتھ شامیوں کا ایک گروہ تھا۔ جس میں حبیب بن مسلمہ نہری بھی تھے عثمانؓ کے سامنے تمتع کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کمال ترین حج و عمرہ یوں ہے کہ دونوں اشہرج میں نہ ادا کئے جائیں۔ پس اگر تم لوگ اس عمرہ کو بعد میں کیا کرو۔ اور بیت اللہ کی زیارت سے دو مرتبہ مشرف ہو تو یہ افضل ہے۔ کیونکہ خدا نے تم لوگوں کو مال میں وسعت دے رکھی ہے۔ حضرت علی بطن دادی میں اونٹوں کو چار اکھلا رہے تھے آپ کو عثمانؓ کے بیان کی خبر پہنچی۔ وہ اگر عثمانؓ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور کہا تم اس سنت کو جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری کیا ہے اور اس رخصت کو جو خدا نے اپنی کتاب میں بندوں کو دے رکھی ہے۔ تنگ کرنا چاہتے ہو۔ اور لوگوں کو اس سے رد کتے ہو۔ حالانکہ وہ حاجت مندوں اور دور کے آنے والوں کے لئے مشروع ہوئی ہے۔ پھر حضرت علیؓ نے حج و عمرہ کی ایک سائنسیت کی عثمانؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا کیا میں نے اس سے منع کیا تھا۔ میں نے تو اس سے نہیں منع کیا۔ بلکہ ایک اسے دی تھی جس کا جی چاہے۔ اس پر عمل کرے۔ اور جس کا جی نہ چاہے نہ کرے۔

منجملہ اشکالات کے یہ ہے کہ آپ نے نصف زمانہ خلافت گزرنے کے بعد منیٰ میں پوری نماز پڑھی۔ حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین قصر کرتے تھے۔

بخاری اور حفاظ کی ایک جماعت نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہے کہ عثمانؓ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں۔ عبد اللہ نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ اور ایسا ہی ابو بکر و عمر کے ساتھ دو۔ دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد طریقہ بدل گئے۔ امام شافعی نے اس بحث کو اپنی کتابوں میں بہت خوبی سے لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز کا قصر کرنا سنت ہے اور امام جائز۔ حضرت عثمانؓ و حضرت عائشہؓ اور مسور ابن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یث اور سعید بن مسیب تمام نماز کو جائز جانتے تھے۔ اور ظاہر کتاب و سنت کا بھی یہی مقتضی ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کل ذالک فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتم فی سفر و قصر۔ یعنی تمام و قصر دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں لئے ہیں اس کے بعد امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ ابن مسعود و ابن عمر کا بھی ظاہر مذہب یہی ہے۔ ابن مسعود نے عثمانؓ کے ساتھ چار رکعتیں پڑھیں۔ لوگوں نے کہا تم تو ہم سے بیان کیا کرتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

ابن مسعود نے کہا ہاں۔ لیکن عثمانؓ امام الوقت ہیں۔ کیا میں ان کی مخالفت کروں۔ حالانکہ مخالفت بہت ہی بُری چیز ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر امام کے ساتھ منیٰ میں چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ اور جب تنہا پڑھتے

دو رکعتیں پڑھنے۔ امام شافعیؒ نے حضرت عثمانؓ کے پوری نماز پڑھنے میں اسی وجہ کو ذکر کیا ہے۔ اور اس جگہ نماز کے اتمام کی دو وجہیں اور بھی ہیں۔ ایک وہ جس کو ایوبؓ نے زہریؒ سے روایت کر کے بیان کیا، کہ عثمان بن عفانؓ نے منیٰ میں اس وجہ سے نماز پوری پڑھی کہ اس سال بدو حج میں زیادہ جمع ہو گئے تھے آپ نے ان کی تعلیم کی غرض سے چار رکعتیں پڑھیں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ نماز کی چار رکعتیں ہیں۔ دوسری وجہ وہ ہے جس کو یونسؓ نے زہریؒ سے نقل کیا ہے کہ چونکہ عثمانؓ نے طائف میں اقامت کی غرض سے مال خرید لیا تھا۔ اس لئے آپ نے پوری نماز پڑھی۔

متغیرہ نے ابراہیمؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے چار رکعتیں اس وجہ سے پڑھی ہیں کہ انہوں نے اس کو وطن بنا لیا تھا۔

محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان دونوں وجہوں اور وجہ سابق میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم کہتے ہیں اتمام جائز تھا۔ اور قصر سنت آپؐ نے عارض کی وجہ سے جائز کو سنت پر ترجیح دی۔ اور وہ عارض اعراب کا واقعہ اور شرائط سفر میں شک ہے کیونکہ اقامت کے بعض شرائط موجود تھے۔ واللہ اعلم بالصواب منجملہ ان اشکالات کے ایک یہ تھا کہ آپؐ نے حالت احرام میں اس شکاری گوشت کے کھانے پر جس کو غیر حرم نے باعارض محرم اور اس کے حکم و اشارہ کے شکار کیا ہو۔ بحث کی ہے۔

احمدؒ نے عبد اللہ بن عمارؓ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہؓ نے کہا میرے والد یعنی عمارؓ عثمانؓ بنی سعدؓ کے زمانہ خلافت میں مکہ کے کسی کام پر مقرر تھے عثمانؓ مکہ کی طرف آرہے تھے۔ ہم ان کے استقبال کے لئے مقام قدید میں گئے۔ اہل مکہ نے چکور کا شکار کیا تھا۔ ہم نے اس کو نمک پانی میں پکا کر روٹی بھگونے کے لئے شور بانکال لیا۔ اور تیار کر کے عثمانؓ اور ان کے اصحاب کے سامنے پیش کیا۔ وہ لوگ اس کے کھانے سے رُکے۔ عثمانؓ نے کہا نہ ہم نے خود اس کو شکار کیا ہے اور نہ حکم دیا تھا۔ غیر حرموں نے اس کو شکار کیا اور وہی ہم کو کھلاتے ہیں۔ اس میں کیا حرج ہے۔ پھر عثمانؓ نے پوچھا۔ اس معاملہ میں کن گفتگو کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا غلیؓ۔ آپؐ نے ان کو بلوایا وہ آئے عبد اللہ بن عمارؓ کہتے ہیں میں گویا اس وقت ان کو دیکھ رہا ہوں وہ اپنے ہاتھوں سے پتے صاف کر رہے تھے عثمانؓ نے ان سے کہا۔ اس کو نہ ہم نے خود شکار کیا۔ اور نہ اس کے شکار کا حکم دیا۔ غیر حرموں نے اس کا شکار کیا ہے۔ اور وہی ہم کو کھلاتے ہیں اس میں کیا حرج ہے۔ راوی کہتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ طیش میں آ گئے۔ اور کہا میں اُس آدمی سے قسم دے کر پوچھتا ہوں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت موجود ہو جبکہ آپ کے سامنے گور خر کی ران پیش کی گئی۔ اور آپؐ فرمایا۔ ہم احرام باندھے ہیں۔ یہ ان لوگوں کو کھلاؤ۔ جو احرام میں نہ ہوں راوی کہتا ہے بارہ صحابیوں نے اس کی گواہی دی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا میں اُس شخص سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت موجود ہو جبکہ آپ کے سامنے شتر مرغ کے انڈے پیش کئے گئے۔ اور آپؐ نے فرمایا ہم احرام باندھے ہیں۔ یہ ان لوگوں کو کھلاؤ جو احرام میں نہ ہوں۔ پھر بارہ آدمیوں نے گواہی دی۔ اور عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے کھانے کی طرف سے اپنا رخ بدل لیا۔

اور اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ اور اس کو اہل ما۔ نے کھایا لیکن اس باب میں بھی مذاہب اربعہ حضرت عثمان کی رائے پر متفق ہیں۔ اور امام شافعی نے اس معجزہ کو بھی شرح و بسط کے ساتھ اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اور البقنادہ کی حدیث سے استدلال اور صعب بن جہامہ کی حدیث کا بہت خوبی سے جواب دیا ہے۔

مختلہ اعتراضات کے ایک پہ بھی ہے کہ آپ نبی اُمیہ کو عظمتوں میں سب لوگوں پر ترجیح دیتے ہیں۔
احمد نے سالم بن ابی جعد سے روایت کی ہے۔ کہ عثمان نے چند صحابہ کو بلایا ان میں عمار بن یاسر بھی تھے۔ آپ
نے کہا میں تم لوگوں سے ایک بات پوچھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم لوگ مجھ سے بیج کہو میں تم کو خدا کی قسم بتا
ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو تمام لوگوں پر اور بنی ہاشم کو قریش پر ترجیح دینے
تھے۔ سب لوگ خاموش رہے عثمان نے کہا اگر جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوتیں۔ تو میں بنی اُمیہ کو دے
دیتا کہ سب جنت میں داخل ہو جائیں۔ پھر طلحہ و زبیر کو بلایا۔ اور ان دونوں سے کہا میں عمار کے متعلق تم
سے بیان کرنا ہوں۔ کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اور آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے بٹھا رہے
تھے کہ آپ کا گد ر عمار کے والدین پر ہوا۔ ان لوگوں کو ایمان لانے کی وجہ سے طرح طرح کی تکالیفیں دی
جاتی تھیں۔ عمار کے باپ نے کہا یا رسول اللہ زمانہ کی سختیاں بہت بڑھ گئیں۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔
صبر کرو۔ پھر فرمایا۔ اے خدا ان کو بخش دے۔ اور یقیناً تو نے بخش دیا۔

ان اعتراضوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکومت سے معزول کر کے بنی اُمیہ کے نو جوانوں کو جن کو سبقت اسلام کا شرف حاصل نہ تھا مامور کیا۔ مثلاً آپ نے بصرہ سے ابو موسیٰ کو معزول کر کے عبد اللہ بن ابی عامر کو مقرر کیا۔ اور مصر سے عمرو بن عاص کو معزول کر کے عبد اللہ بن ابی سرح کو عامل کیا۔ اس شکیال کا جواب یہ ہے کہ عزرائل نصب کو خدا نے خلیفہ کی رائے پر چھوڑ دیا ہے خلیفہ کو چاہیے کہ مسلمانوں کی اصلاح اور اسلام کی نصرت کی فکر کرے۔ اور اسی غور و فکر سے جو رائے پیدا ہو۔ اس پر عمل کرے اگر اس کی رائے درست ہوئی۔ تو اس کو دو ناواب ہوگا۔ اور اگر اس کی رائے نے خطا کی۔ تو اس کو ایک ثواب ہوگا یہ مضمون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حد تو اترا کو پہنچ گیا ہے۔ اور آنحضرت مصلحت کی وجہ سے کبھی ایک کو معزول کر کے دوسرے کو مقرر کر دیتے جیسا کہ فتح مکہ میں انصار کے نشان کو سعد بن عبادہ سے ایک بات پر جو ان کی زبان سے نکل گئی تھی۔ لے کر ان کے بیٹے قیس بن سعد کو دے دیا۔ اور کبھی کسی مصلحت کی وجہ سے مفضل کو مقرر کر کے جیسا کہ اسامہ کو سردار لشکر کیا۔ اور کبار مہاجرین کو ان کا ماتحت یہ تقرر آپ نے آخر عمر میں کیا تھا۔ اسی طرح شیخین نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں کیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء بھی ہمیشہ اس دستور پر عمل کرتے رہے۔ لہذا حضرت ذی النورین سے بھی اس معاملہ میں باز پرس نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ نے مصلحت ازینی سے کسی نو جوان کو مامور اور سن رسیدہ صحابی کو معزول کر دیا ہو۔ خاص کر ان مثالوں میں جن کو معتز ضمیمہ پیش کرتے ہیں۔ تامل کے بعد آپ کی اصابت رائے روز روشن کی طرح نمایان ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عزل نصب سے یا تو اسی لشکر کا اختلاف رفع کرنا منظور تھا۔ یا کسی نئے اقامہ کا فتح کرنا۔ لیکن ہوائے نفسانی نے معتز ضمیمہ کی نگاہوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ۱۵ وعین الرضا عن کل عیب کليلة - ولكن عین السخط تبدی المساویا۔

ترجمہ۔ رضا کی آنکھ ہر عیب سے نابینا ہے۔ لیکن ناراضی کی آنکھ ہر ایسوں کو ظاہر کرتی ہے۔

اس جگہ ہم ایک نکتہ بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ نبی آدم کی عادت یوں جاری ہے۔ کہ جو لوگ خلیفہ کے ہم سفر ہو کر دار خلافت ہوتے ہیں۔ وہ خلیفہ وقت کی اطاعت و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ بلکہ ایذا رسانی و انتظام سلطنت میں رخنہ اندازی میں ساعی رہتے ہیں چنانچہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ لیکن یہ بات عادت ستم کے خلاف ان لوگوں میں جن کو دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری دے دی گئی تھی۔ اور جن کے حق میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مرتے دم تک ان سے خوش رہے۔ عصمت الہی اور خدا کی توفیق اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت صحبت سے طبعی طور پر نہ ظاہر ہوئی۔ اور نہ ان لوگوں نے خلافت کی مخالفت میں کھلم کھلا کوشش کی اور نہ کسی ناجائز فعل کے اسباب میں مرتکب ہوئے۔ باوجود ان سب باتوں کے دل میل سے خالی نہ تھے۔ اور مصائب خلیفہ کے دور کرنے اور اس کے احکام نافذ کرنے میں سعی تمام ظہور پذیر نہ ہوئی۔ انہی وجوہات گجہور عثمان ذی النورین نے نوجوانان بنی امیہ کو حاکم بنایا۔

تم جانتے ہو کہ ایک مرد کی چند بیبیاں ایک دوسرے کے ساتھ کہاں تک دشمنی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو ان تمام بلاؤں سے محفوظ کیا تھا۔ لیکن پھر بھی بعض وقت غیرت اور انقباض خاطر کا ظہور ہو جاتا تھا۔ ایسا ہی جب شیطان عرب کے کفر سے ناامید ہوا تو آپس میں جنگ و عداوت کی آگ بھڑکا دی۔ اور جب مومن کے گمراہ کرنے سے ناامید ہوا۔ اس کو دوسروں میں مشغول کر دیا۔ جن کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صریح ایمان ہے۔

بہت سی احادیث آئیں گی جن سے صاف معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کے دلوں میں کچھ میل تھا۔ اور مدد کرنے میں کوشش نہیں کی۔ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور ان لوگوں کی سابقہ خدمات کو یاد نہیں رکھتے ان کی عادت ہے کہ بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔ اور ایک ایک کو دس کر دکھ میں اور ہر ایک بات کو بڑے معنوں پر چل کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کو خدا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور ان کی سابقہ خدمات کا علم دیا ہے۔ وہ ہر ایک بات کو اُسی قدر رکھتے ہیں جتنی وہ ہے۔ اور اگر رومی مبالغہ سے کام لیتا ہے۔ تو اس کو گھٹا دیتے اور غرر بنا لیتے ہیں۔ وذاک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (اور یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور خدا بڑے فضل والا ہے۔)

ابو بکر بن شیبہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم نے غندر سے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے روایت کر کے بیان کیا انہوں نے کہا۔ میں نے ابوسالح یعنی ذکوان سے سنا وہ حضرت عباسؓ کے غلام صہیب سے روایت کرتے تھے کہ صہیب نے کہا عباسؓ نے مجھے عثمانؓ کے بلانے کو بھیجا۔ میں عثمانؓ کے پاس گیا۔ آپ لوگوں کو صبح کا کھانا کھلاتے تھے میں ان کو بلایا۔ وہ عباسؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابوالفضل (حضرت عباسؓ کی کنیت) خدا تم کو کامیاب کرے عیسا نے کہا یا امیر المؤمنین آپ بھی کامیاب ہوں۔ عثمانؓ نے کہا جب آپ کا قصد کیا۔ میں لوگوں کو صبح کا کھانا کھلا رہا۔ ہاتھ ان کو کھنا کر فوراً چلا آیا۔ عباسؓ نے کہا میں تم کو علیؓ کے معاملہ میں خدا کا واسطہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ وہ تمہارے چچا کے بیٹے و دینی بھائی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ تمہارے رفیق و ہمزللف ہیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم حضرت علیؓ اور اُن کے اصحاب کی مخالفت میں کھڑے ہونا چاہتے ہو۔ اے امیر المؤمنینؓ مجھے اس سے معاف کرنا۔ عثمانؓ نے کہا مجھے آپ کے تمام دوستوں سے زیادہ اس بات کا حق ہے کہ میں آپ سے سفارش کروں کہ اگر حضرت علیؓ چاہتے تو ان سے اقرب کوئی نہ ہوتا۔ لیکن وہ اپنی رائے کے سامنے کسی کی نہیں سمجھتے۔

عباس نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا میں تم کو تمہارے چچا اور بھوپھی کے بیٹے اور دینی بھائی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہارے رفیق اور تمہارے صاحب یعنی خلیفہ کے معاملہ میں خدا کا واسطہ دلاتا ہوں حضرت علیؓ نے کہا خدا کی قسم اگر یہ مجھے حکم دیں کہ گھر سے نکل جاؤ تو میں نکل جاؤں گا۔ لیکن احکام الہی کے قیام میں مجھے سستی نہیں ہو سکتی۔ محمد بن جعفر کہتے ہیں میں نے اس کو کئی بار سنا ہے اور بار بار اس کو اُن سے بیان کیا۔ اس حدیث کی سند بہت قوی و صحیح ہے۔

منجملہ ان اعتراضات کے ایک یہ ہے کہ آپ نے کبار مہاجرین و انصار کی ایک جماعت مثل ابوذر غفاریؓ و عبد اللہ بن مسعودؓ کی بے حرمتی کی۔ اس کا جواب شافی یہ ہے کہ اگر آدمی کے دیدہ بینا اور دل دانا ہو تو وہ یقیناً معلوم کر لے گا کہ جو کچھ آپ نے زجر و توبیخ کی وہ صرف مصالح عامہ اور دینی اصلاح کی غرض سے تھی۔ ابوذرؓ کو قواعد مقررہ شریعت کی حفاظت کے خیال سے، اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو مصحف شریف پر جمع کرنے کی غرض سے باہر بھیج دیا تاکہ کوئی مزاحمت و خرابی نہ پیش آوے۔ اور عمار بن یاسر کو خلیفہ وقت کے ساتھ سختی کرنے کی وجہ سے زجر کیا اور اس بارے میں بہت ہی قلیل سرزنش پر اکتفا کی۔ پھر اس وحشت و نفرت کے تدارک میں (جو سرزنش سے پیدا ہو گئی تھی) طرح طرح کی مہربانیوں سے ان کا تدارک کیا۔ لہذا اس مقام پر بالکل ذی النورین سے باز پرس نہیں ہو سکتی۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ تو آخر عمر تک ذی النورین کی عظمت کے قائل اور اُن پر الکار کرنے سے دُور رہے لیکن اُن کی حمایت کرنے والے کچھ عجیب و غریب پکیدا ہوئے۔ اُن کو نہ خدا سے شرم آتی ہے اور نہ اُن سے جن کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن وہ رکیک قصص و حکایات جن کو اہل تاریخ بلا تحقیق نقل کرتے ہیں۔ مثلاً بیت المال میں اسراف کرنا یا بحر کو ملک بنانا وغیرہ۔ چونکہ ان میں سے بعض بالکل دروغ اور بعض دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، اس لیے ان کو نقل کر کے ہم اپنے اوقات عزیز ضائع کرنا نہیں چاہتے ہیں۔

منجملہ اعتراضات کے ایک یہ بھی تھا کہ آپ و ولید بن عقبہؓ پر حد شراب جاری کرنے میں سستی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس معاملہ میں قیل و قال بڑھ گئی۔ حقیقت میں یہ اعتراض بالکل وارد نہیں ہوتا اس لیے کہ آپ نے حد جاری کرنے میں کچھ دیر توقف کیا تاکہ واقعہ کی تحقیق ہو جائے۔ اور تحقیق ہو جانے کے بعد حد نافذ کی۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ماعزؓ کی رجم کرنے میں توقف فرمایا یہاں تک کہ ہر ایک شبہ مثل قبلہ و مساس وغیرہ کو دفع کر لیا۔ اسی طرح امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ مقدمہ بن مظعونؓ پر حد شراب جاری کرنے میں تاخیر کی۔ یہاں تک کہ پورے طور سے حال معلوم ہو گیا۔

بخاری نے عروہ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عدی بن خیاری نے اُن سے بیان کیا کہ مسعود بن عمروؓ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یثوثؓ نے کہا تم ولید کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ سے کیوں نہیں گفتگو کرتے

کیونکہ لوگوں نے اس میں بہت قیل و قال شروع کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا جب وہ نماز کے لیے نکلے میں نے کہا مجھ کو آپ سے کچھ کہنا ہے۔ اور اس میں آپ کا فائدہ ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا تمہاری طرف سے معرکہ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں میں لوٹ آیا اور لوگوں کے پاس چلا گیا۔ اتنے میں عثمانؓ کا قاصد بلائے آگیا۔ اور میں آپ کے پاس گیا اور کہا خدا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اُن پر کتاب نازل کی۔ اور تم اُن لوگوں میں سے ہو جنہوں نے دعوتِ اسلام کو قبول کیا اور دو ہجرتیں کیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور طریقہ دیکھا۔ لوگ ولید کے معاملہ میں بہت گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں لیکن میرے پاس آپ کا علم جمع ہو گیا ہے جیسا کہ پردہ نشین عورت کے پردہ میں کچھ روشنی کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا اور میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے خدا اور رسول کی دعوت کو قبول کیا۔ اور جو کچھ آپ نے کر آئے تھے اُس پر ایمان لایا۔ اور دو ہجرتیں کیں جیسا کہ تم نے بیان کیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ اور آپ سے بیعت کی۔ اور خدا میں نے آپ کے خلاف یا آپ سے بناوٹ نہیں کی۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایسا ہی صاف معاملہ رکھا اور ان کے بعد اُسی طرح حضرت عمرؓ سے۔ اب میں خود خلیفہ بنایا گیا ہوں کیا مجھ کو اُن لوگوں کی طرح حق حاصل نہیں ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا پھر یہ کیسی باتیں ہیں جو مجھ تک پہنچ رہی ہیں۔ اور جو تم نے ولید کے متعلق بیان کیا، سو ہم الشاء اللہ تم اُن سے حق کو لے لیں گے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور اُن کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اسی کوڑے لگائے۔

ابو اذد نے عبد اللہ وانا ج سے انہوں حصین بن منذر قاشی یعنی ابو ساسان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا۔ ولید بن عقبہ پیش کیے گئے۔ حمران احد ایک اور آدمی اُن پر گواہی دی۔ ایک نے بیان کیا کہ میں نے ان کو شراب پینے دیکھا، دوسرے نے کہا میں نے اُن کو شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا بلا شراب پیے ہوئے قے کس طرح کر سکتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ان پر حد جاری کرو۔ انہوں نے حسن سے کہا حد لگاؤ۔ حسن نے جواب دیا خلافت کی مفرتوں کو اُسی کے سپرد کرو۔ جو اس کی منافع کا مالک ہے۔ حضرت علیؓ نے عبد اللہ بن جعفر سے کہا تم حد لگاؤ انہوں نے کوڑہ لے کر مارنا شروع کیا اور حضرت علیؓ گھٹنے لگے۔ جب چالیس لگا چکے، کہاں نیبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے ہیں۔ مجھے خیال پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا، اور ابوبکرؓ نے چالیس لگوائے ہیں۔ اور عمرؓ نے اسی لگوائے ہیں۔ اور ہر ایک سنت ہے اور یہ جھکو زیادہ پسند ہے۔

حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے مآثر کو ایک نکتہ پر ختم کرتے ہیں۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں صراحتاً و کنایتاً بیان فرمایا ہے کہ خلافت خاصہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد نہ منعقد ہو گئی۔ اور یہ معنی متعدد مندوں اور مختلف طریقوں سے پایہ ثبوت کو پہنچ گئی جن میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہا۔ اور یہ بات خارج میں بھی ظاہر ہو گئی، اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اوصاف خلافت خاصہ سے متصف ہونے اور خدمات سابقہ میں راسخ القدم ہونے کے خلافت پر متمکن نہ ہو سکے۔ اور ہر طرف آپ کا حکم نافذ نہ ہوا۔ اور ہر دن خلافت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا یہاں تک کہ آخر زمانہ میں صرف کوفہ اور اس کے ارد گرد میں حکومت رہ گئی۔ اور معاویہ بن ابی سفیان پر اگرچہ سب لوگ متفق ہو گئے اور لشکر اسلام کا تفرقہ اٹھ گیا لیکن خلافت خاصہ کے اوصاف ان میں نہ تھے۔ اور خدمات سابقہ میں تمام عہدہ جریں و انصار سے کم تھے۔

بخاری نے شقیق سے انہوں نے خلیفہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے پوچھا فتنہ کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حضرت خلیفہ نے کہا میں نے بیان کیا کہ آدمی کے زن و فرزند اور مال و مہسایہ میں جو فتنہ ہوتا ہے، نماز و صدقہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اس فتنہ کو نہیں پوچھتے ہیں بلکہ ہم اس فتنہ کا حال دریافت کرتے ہیں جو سمندر کی طرح موج مارتا ہوا پھیل جائے گا۔ حضرت خلیفہؓ نے کہا یا امیر المؤمنینؓ آپ پر اس سے کوئی حرج نہیں ہے اور آپ کے اور اس کے درمیان دروازہ بند ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا دروازہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ حضرت خلیفہؓ نے کہا نہیں بلکہ توڑ ڈالا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تب پھر کبھی نہ بند ہوگا؟ میں نے کہا ہاں۔ ہم نے حضرت خلیفہؓ سے کہا کیا حضرت عمرؓ اس دروازہ کو جانتے تھے؟ حضرت خلیفہؓ نے کہا ہاں۔ اس طرح جانتے تھے جس طرح کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ کل صبح کے بعد رات ہے۔ اس لیے کہ میں نے ان سے ایسی حدیث بیان کی ہے جو غلط نہیں ہے۔ راوی کہتا کہ ہم کو اس کے دریافت کرنے سے ڈر معلوم ہوا اس لیے ہم نے مسروق سے کہا، انہوں نے حضرت خلیفہؓ سے پوچھا کہ وہ دروازہ کونسا ہے۔ حضرت خلیفہؓ نے کہا عمر اس حدیث کی تحقیق یہ ہے کہ: بیننا و بینہا بابا مغلقا (تمہارے اور فتنہ کے درمیان بند دروازہ ہے) سے مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ فتنہ اور لوگوں کے درمیان حائل ہیں۔ اور کسر باب سے یہ مراد ہے کہ حضرت عمرؓ کے بعد جب فتنہ کا زمانہ آئے گا پھر اس کے دفع ہونے کی امید ہے یا نہیں۔ یعنی اگر فتنہ کا دفع ہونا ممکن ہے تو وہ دروازہ کھولنے سے مشابہ ہے۔ اور اگر دفع ہونا ممکن نہیں ہے تو دروازے کے توڑنے سے مشابہ ہے۔ کسر باب سے یہ مطلب ہے کہ جو دروازہ آدمیوں اور فتنہ کے درمیان حائل ہے یعنی ذات فاروق اعظمؓ جس کا ذکر اوپر ہو چکا، مراد ہوں اس مضمون کی توضیح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہوتی ہے۔

احمد نے ابویون النصارى سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے ابن مسعودؓ سے کہا کیا تم اب ان باتوں سے جن کی خبر مجھے پہنچی ہے، باز رہو گے؟ ابن مسعودؓ نے مندرت کی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا تم پر افسوس ہے۔ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور اُسے یاد رکھا ہے۔ اور میں نے تمہاری طرح نہیں سنا ہے کہ کہتے ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک

امیر قتل کیا جائے گا، اور برائی کی طرف جلدی کرنے والا جلدی کرے گا اور بیشک وہ مقتول میں ہوں، عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کو تو ایک ہی آدمی نے شہید کیا، اور میرے اوپر جمع کیا جائے گا۔

ابوداؤد نے حسن سے انہوں نے ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دریافت فرمایا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ایک آدمی نے کہا میں نے دیکھا، گویا ایک تراندہ اُترا۔ آپ کا اور حضرت ابوبکرؓ کا وزن کیا گیا، آپ ابوبکرؓ سے بھاری نکلے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کا وزن کیا گیا، تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سے بھاری اُترے۔ اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کا وزن کیا گیا تو عمرؓ عثمانؓ سے بھاری نکلے پھر تراندہ اُٹھالی گئی۔ راوی کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر کرامت کے آثار ظاہر ہو گئے۔ ابوداؤد نے اس حدیث کو عبد الرحمن بن یحییٰ کی حدیث سے بھی بیان کیا ہے۔ اُس میں یوں ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کو برا بھلا اور کہا یہ نبوت کی خلافت ہے۔ اس کے بعد خدا جس کو چاہے گا بادشاہت عنایت کرے گا۔ ابوداؤد نے سمر بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گویا ایک ڈول آسمان سے اُٹھا یا گیا، حضرت ابوبکرؓ نے اس کے کناروں کو پکڑ کر کھڑی کے ساتھ پیا۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور اُس کے دونوں کناروں کو پکڑ کر شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے، اور اُس کے دونوں کناروں کو پکڑ کر آسودگی سے پیا۔ پھر حضرت علیؓ آئے اور اس کے دونوں کناروں کو پکڑا۔ وہ ڈول پھٹ گیا اور اُن کے اوپر کچھ پانی گر گیا۔

ترمذی نے خدیفہ بن یکان سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم قیامت تب تک نہ آئے گی کہ تم اپنے امام کو قتل کرو، آپس میں تلواروں سے لڑو اور بدترین لوگ تمہاری دنیا کے مالک ہو جائیں۔

حاکم نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام کی چکی (یعنی دور دورہ) پینتیس، پچتیس، پینتیس برس کے بعد زائل ہو جائے گا۔ پس اگر لوگ ہلاک ہو گئے تو ہلاک ہی ہونے والوں کا راستہ ہے۔ اور اگر اُن کا دین قائم ہوگا تو ستر برس تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ دین اسی طرح قائم ہوگا جیسے پہلے تھا یا صرف بقیہ حالت قائم رہے گی؟ آپ نے فرمایا نہیں، بقیہ حالت قائم رہے گی۔ اس حدیث کا مضمون خارج ہو گیا۔ اس لیے کہ ۳۵ سال میں حضرت عثمان مقتول ہوئے اور جہاد بند ہو گیا۔ پھر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں لوگوں کے اتفاق سے جہاد قائم ہوا، اور اس تاریخ سے ستر برس تک بنی امیہ کی حکومت رہی۔

حاکم نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ بنو مصطلق نے مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا ہماری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپ کے بعد صدقہ کس کو دیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے

فرمایا ابو بکرؓ کو دو۔ میں نے آکر بنو مصطلق کو خبر دی۔ انہوں نے کہا جاؤ اور پوچھو اگر ان کا بھی انتقال ہو جائے تو کس کو دیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں آپؐ کے پاس حاضر ہوا اور آپؐ سے دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا عمرؓ کو دینا۔ ان لوگوں نے کہا جاؤ اور پھر پوچھو کہ اگر عمرؓ کا بھی انتقال ہو جائے تو کس کو دیں میں نے جاکر پوچھا، آپؐ نے فرمایا عثمانؓ کو دینا۔ میں نے آکر لوگوں کو خبر دی۔ انہوں نے کہا جاؤ اور دریافت کرو، اگر عثمانؓ بھی فوت ہو جائیں تو کس کو؟ میں نے آکر آپؐ سے سوال کیا، آپؐ نے فرمایا اگر عثمانؓ انتقال کر گئے تو تمہارے لیے زمانہ میں خرابی ہی خرابی ہے۔

ریاض میں سہل بن ابی حشیمہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ حضرت علیؓ نے اُس اعرابی سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر دریافت کرو اگر آپؐ کی وفات ہو جائے تو کون فیصلہ کرے گا۔ وہ اعرابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا ابو بکرؓ تمہارا فیصلہ کریں گے۔ اُس نے آکر حضرت علیؓ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جاؤ پوچھو اگر ابو بکرؓ کا انتقال ہو جائے تو کون فیصلہ کرے گا۔ اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا عمرؓ تمہارا فیصلہ کریں گے۔ حضرت علیؓ نے اعرابی سے فرمایا پوچھو عمرؓ کے بعد کون۔ آپؐ نے فرمایا عثمانؓ تمہارا فیصلہ کریں گے۔ حضرت علیؓ نے اعرابی سے فرمایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو اگر عثمانؓ کا بھی وقت آجائے تو کون فیصلہ کرے گا؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابو بکرؓ پر موت کا وقت آجائے اور عمرؓ پر بھی آجائے اور عثمانؓ پر بھی آجائے، پس اگر تم مر سکتے ہو تو مر جاؤ۔

ریاض میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ اونٹ اُدھار خرید لیے۔ اُس نے کہا اگر آپؐ کا وقت پہلے آگیا تو آپؐ کا دین کون ادا کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا، ابو بکرؓ۔ اُس نے کہا اگر حضرت ابو بکرؓ کا بھی وقت آجائے تو کون میرا دین ادا کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا عمرؓ۔ اُس نے کہا اگر عمرؓ کا بھی جلدی آجائے تو کون میرا دین ادا کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا اگر تو مر سکے، تو مر جا۔ واللہ اعلم۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہے اور ملک شام میں۔ مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نور کے چند ستون دیکھے جو میرے سر کے نیچے سے نکلے چڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ شام میں ٹھہر گئے۔

بعض حوادث اس قسم کے واقع ہوئے جو بزبان حال کہہ رہے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار خاصہ حضرت عثمانؓ کی موت کے وقت سے منقطع ہو گئے۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس

میں تھوڑے خرے لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان میں برکت کی دعا فرمائیے آپ نے اُن کو جمع کیا اور میرے لیے اُن میں برکت کی دعا کی۔ اور فرمایا ان کو لے کر اپنے توشہ دان میں رکھ لو جب تم کو ضرورت ہو اپنا ہاتھ ڈال کر نکال لو اور اس کو جھاڑو نہیں۔ میں نے اُن میں سے اتنے اتنے دستے (بارہ ستر اور ایک پیمانہ ہے ایک سیر ساٹھ صاع کا) خدا کی راہ میں اٹھا دیے اور برابر اُس میں سے کھاتا کھاتا رہا۔ میں اُس کو ہر وقت اپنی کمر میں باندھے رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوئے وہ بات جاتی رہی۔

ابو عمر نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ زید بن خارجه کا انتقال حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوا۔ اُن کے اوپر ایک کپڑا ڈال دیا گیا، لوگوں کو اُن کے سینہ سے ایک آواز سنائی دی۔ پھر انہوں نے کہا اگلی کتاب میں احمد کی تعریف ہے۔ اور اگلی کتاب میں ہے کہ سچ کہا، سچ کہا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وہ ضعیف ہیں اپنے نفس میں اور قوی ہیں خدا کے معاملہ میں۔ سچ کہا، سچ کہا حضرت عمر بن الخطابؓ نے جو قوی و امین ہیں۔ کتاب اول میں۔ سچ کہا، سچ کہا حضرت عثمان بن عفانؓ نے وہ اُن کے طریقے پر ہیں۔ چار گنہ گئے اور دو برس باقی رہ گئے۔ فتنے آگئے اور قوی نے کمزور کو کھالیا۔ اور قیامت کھڑی ہو گئی اور عنقریب تم لوگوں کو بیراریس کی خبر معلوم ہوگی۔ اور کیا ہے بیراریس۔ پھر قبیلہ ختم کا ایک مرا، اور وہ کپڑے میں لپیٹا گیا اُس کے سینہ سے بھی ایک آواز معلوم ہوئی۔ اُس نے کہا بنو حارث بن خزرج کے بھائی یعنی زید بن خارجه نے سچ کہا ہے سچ کہا ہے۔

بخاری نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو آپ پہنتے رہتے تھے۔ پھر آپ کے بعد وہ حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں۔ پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ بیراریس میں گر گئی۔ اس میں محمدؐ رسول اللہ ﷺ کندہ تھا۔

بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی آپ کے ہی ہاتھ میں رہی۔ آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، ابوبکر کے بعد عمرؓ کے ہاتھ میں۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے ان کے پاس آئی۔ ایک دن وہ بیراریس پر بیٹھے تھے، انگوٹھی کو نکال کر اُس سے شغل کرنے لگے۔ وہ کنوئیں کے اندر جا پڑی۔ ہم تین دن تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ اُس کو تلاش کرتے رہے اور تمام کنوئیاں صاف کر ڈالی ہیں وہ نہ ملی۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ جس شب کو لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل پر مصر تھے، عامر بن ربیعہ اُسی شب کو اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ کئی کہہ رہا ہے اٹھ کر اس فتنہ سے پناہ مانگو جس سے اُس نے اپنے نیک بندوں کو بچا لیا۔

وہ اُٹھے اور نماز پڑھی اور دعا میں مشغول ہو گئے۔ پھر ایسے بیمار ہوئے کہ مر کر گھر سے باہر نکلے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ ثمامہ بن عدی حضرت عثمان رضی کی طرف سے صنعا پر مامور تھے۔ جس دن اُن کو شہادتِ حضرت عثمان غنی رضی کی خبر پہنچی، بہت روئے۔ اور خطبہ میں بیان کیا کہ اس وقت سے خلافت نبویہ جاتی رہی اور بادشاہت و سلطنت کا وقت شروع ہو گیا۔ جو جس چیز پر قابض ہو جائے گا اُس کو کھالے گا۔

”وہذا الخوارزمی المصنف فی باب مناقب امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً“

ماثر امیر المؤمنین و امام الاشجعین اسد اللہ العالی علی ابن ابی طالب رضی
آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی قریب کا رشتہ رکھتے تھے۔ اور شرافت نسب میں عالی مرتبہ تھے۔ آپ کے والد ابو طالب بن عبد المطلب اور والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں کہ فاطمہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنہوں نے ہاشمی بچہ جنا۔ لہذا حضرت علی رضی اور آپ کے بھائی اُن لوگوں میں سب سے اول ہیں جو طرفین سے ہاشمی النسب ہیں۔ آپ کے بعد یہ شرف امام حسین علیہ السلام کو اور اُن کے بعد امام محمد باقرؑ اور عبد اللہ محض کو اور اُن کے بھائیوں کو بھی حاصل ہوا۔ ان ہی فاطمہ بنت اسد کی بابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، میری حقیقی ماں رضی کے بعد یہ میری ماں ہیں ابو طالب جب کسی کام میں لوگوں کی دعوت کرتے اور ہم لوگوں کو پلاتے تو یہ کچھ کھانا بچا رکھتیں۔ پھر ہم دوبارہ جا کر کھاتے۔ حاکم نے اس کی روایت کی ہے۔

ولادت کے وقت آپ کی جو شرافت و بزرگی ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ آپ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے تذکرہ میں مصعب کے اس قول ”یعنی حکیم بن حزام سے پہلے اور بعد کوئی خانہ کعبہ کے اندر نہیں پیدا ہوا“ کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مصعب نے اس بیان میں غلطی کی۔ کیونکہ حضرت فاطمہ کا حضرت علی رضی کو خانہ کعبہ کے اندر جنم تو اتر کو پہنچ گیا ہے۔

آپ پر کم سنی سے ہی خدا کی عنایت شامل ہوئی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کفالت میں لے لیا۔ اسی وجہ سے آپ سن بلوغ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

بہت سے اصحاب کرام و تابعین کی رائے ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اس کا بیان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مآثر میں گزرا ہے۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عبد اللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جہیر یعنی ابوالحجاج سے روایت

کر کے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا علی ابن ابی طالبؑ پر خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ تھی، کہ قریش سخت قحط سالی پڑی۔ اور ابو طالب کثیر العیال تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ (یہ بنی ہاشم میں بہت خوشحال تھے) سے فرمایا، کہ اے عباس تمہارے بھائی ابو طالب کثیر العیال ہیں، اور لوگوں پر جو وقت پڑا ہے، اُس کو تم دیکھ رہے ہو۔ ہمارے ساتھ چلو تاکہ کچھ اُن کا بوجھ ہلکا کر دیں یعنی اُن کے گھر سے ایک ایک آدمی ہم اور تم لے لیں۔ اور اُن کے بارے سے اُن کو نجات دلوادیں حضرت عباسؓ نے کہا اچھا اور دونوں ابو طالب کے پاس گئے۔ اُن سے کہا، ہم چاہتے ہیں، کہ تمہارے عیال کچھ بار ہلکا کر دیں۔ یہاں تک کہ لوگوں کا یہ وقت نکل جائے۔ ابو طالب نے کہا تم میرے عقیل کو (اور بڑا بن ہشام طالب و عقیل کو) میرے پاس چھوڑ دو، اور ان کے سوا جس کو تمہارا جی چاہے لے جاؤ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو لے کر سینہ سے لگالیا، عباسؓ نے جعفرؓ کو لے کر سینہ سے لگالیا۔ حضرت علیؓ برابر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ خدا نے آپؐ کو نبی کر دیا اور حضرت علیؓ آپؐ پر ایمان لائے، آپؐ کی پیروی کی۔ اور جعفرؓ حضرت عباسؓ کی پاس اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ بھی مسلمان ہو گئے اور حضرت عباسؓ سے مستغنی ہو گئے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل علم ذکر کرتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے والد یعنی ابو طالب اور اپنے سب چچاؤں اور قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور حضرت علیؓ آپؐ کے پیچھے ہو لیتے۔ اور دونوں وہاں نماز پڑھا کرتے۔ جب شام ہو جاتی چلے آتے۔ ایک مدت تک اسی طرح کرتے رہے۔ ایک دن ابو طالب نے دونوں کو نماز پڑھتے دیکھ لیا، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یہ کون سا دین تم نے اختیار کیا ہے آپؐ نے فرمایا، اے چچا جان یہ خدا اور ملائکہ اور انبیاء اور ہمارے باپ حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے۔ یا آپؐ نے یوں فرمایا، کہ خدا نے مجھ کو بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور اے چچا جان سب سے پہلے مجھے آپؐ کو نصیحت کرنے کا حق ہے اور آپؐ کو بھی اسے قبول کرنا اور میری اعانت کرنی چاہیے ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے میں اپنا آبائی دین اور اُن کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا۔ لیکن بخدا جنتک میں زندہ ہوں آپؐ کو کوئی ناگوار بات نہیں پہنچ سکتی۔ علماء بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب نے حضرت علیؓ سے کہا، اے میرے بیٹے یہ تم نے کیسا دین اختیار کیا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا اے میرے والد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ وہ لے کر آئے ہیں، اُس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور خدا کے لیے اُن کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔ اور اُن کی پیروی کرتا ہوں۔ ابو طالب نے کہا وہ تم کو خیر ہی کی طرف بلائیں گے۔ تم اُن کا ساتھ مضبوطی سے پکڑے رہو۔

احمد نے راوی عرفی سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ کو ایک مرتبہ ممبر پر بہت زور سے منٹے دیکھا جس سے زیادہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کی دائیں ظاہر ہو گئیں۔ پھر آپؐ نے کہا مجھے ابو طالب کی بات یاد آئی، ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

بلن نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابو طالب آگئے۔ اور پوچھا کہ اے میرے بھتیجے! تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دعوت اسلام دی۔ اُنہوں نے کہا جو کچھ تم کرتے ہو یا کہتے ہو اس میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن خدا کی قسم میرے ہاتھ کبھی اونچے نہ ہوں گے۔ اور اپنے باپ کی بات پر تعجب سے منسنے لگے۔ پھر کہا اے خدا میں نہیں جانتا ہوں کہ تیرے نبی کے سوا مجھ سے پہلے اس امت میں سے کسی نے تیری عبادت کی ہو۔ اس فقرہ کو تین مرتبہ بیان کیا۔ پھر سات بار کہا میں نے سب لوگوں سے پہلے نماز پڑھی۔

جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تسلی و دلجوئی اور دعائے خیر میں نہایت شفقت و مہربانی سے کام لیا۔

احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا، آپ کے بوڑھے چچا کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا جا کر اُنہیں دفن کر دو پھر میرے پاس فوراً چلے آؤ۔ وہ کہتے ہیں میں نے اُن کو دفن کر دیا پھر آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جاؤ غسل کر آؤ۔ اور فارغ ہوتے ہی میرے پاس چلے آؤ۔ وہ کہتے ہیں، میں غسل کرتے ہی خیمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آگ نے مجھے بہت دعائیں دیں۔ میں اُن دعاؤں سے جتنا خوش ہوا اُن کے عوض میں سرخ و سیاہ جانوروں سے کبھی نہ خوش ہو سکتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا، جب کسی میت کو غسل دیتے، تو آپ بھی اُس کے بعد غسل کرتے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے آپ سے ایسی قسم کا معاملہ کیا جس سے خلافت کی توقع ہوتی ہے۔ اور یہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہے۔

نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہا یا امیر المومنین چچا کے ہوتے ہوئے تم اپنے چچا زاد بھائی کے کس طرح وارث ہو گئے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالمطلب کی اولاد کو دعوت کے لیے جمع کیا، اور ایک مَدّ کھانا بکھوایا۔ سب لوگ کھا چکے۔ اور وہ کھانا جیسا تھا ویسا ہی رکھا رہا، گویا اُس کو کسی نے ہاتھ ہی نہیں لگایا ہے۔ پھر آپ نے ایک چھوٹے پیالہ میں پانی منگوایا۔ سب لوگوں نے اُس کو آسودہ ہو کر پیا، اور وہ جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ گویا اُس کو کسی نے ہاتھ ہی نہیں لگایا ہے پھر آپ نے کہا اے فرزندان عبدالمطلب میں تم لوگوں کی طرف خصوصاً اور تمام لوگوں کی طرف عموماً مبعوث ہوا ہوں۔ اور تم نے یہ واقعہ بخیر خود دیکھ لیا، اب تم میں سے کون بیعت کرتا ہے۔ تاکہ وہ میرا بھائی، صاحب اور وارث ہو۔ کوئی آپ کی طرف نہ اٹھا۔ پھر میں اٹھا اور میں اُن سب میں کم سن تھا۔ آپ نے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے تین مرتبہ اس کو بیان کیا۔ ہر مرتبہ میں اٹھتا تھا اور آپ فرماتے تھے بیٹھ جاؤ۔ تیسری مرتبہ آپ نے میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا، اس لیے میں ہی اپنے

چچا زاد بھائی کا وارث ہوا اور چچا وارث نہ ہوئے۔

نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ کعبہ کے پاس پہنچ گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے مونڈھے پر سوار ہوئے میں آپ کو لے کر اٹھا۔ جب آپ نے میری کمزوری کو ملاحظہ کیا فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا، آپ اتر پڑے اور بیٹھ کر فرمایا، میرے مونڈھوں پر چڑھ جاؤ۔ میں آپ کے مونڈھوں پر چڑھ گیا، آپ مجھ کو لے کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس وقت مجھے خیال ہوتا تھا کہ اگر چاہوں، تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ پر چڑھ گئے اور اُس کے اوپر ایک پتیل تانبے کا بت رکھا تھا، میں اُس کو دائیں بائیں آگے پیچھے چاروں طرف ہلانے لگا۔ تاکہ اس کو اس کی جگہ سے ہٹا دوں۔ جب میں اُس پر قادر ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پھینک دیا میں نے اُس کو پھینک دیا اور اُس کو شیشہ کی طرح ریزہ ریزہ کر ڈالا پھر اتر آیا۔ میں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی چلنے لگے تاکہ کوئی مل نہ جائے۔ یہاں تک کہ ہم گھروں میں پہنچ گئے۔ جب کفار مکہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر اتفاق کر لیا اور آپ کی مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے پر مستحکم ہو گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میری چادر اور کھمیری جگہ پر سو رہو تاکہ کفار دھوکے میں پڑے رہیں۔ اور آپ کے چلے جانے پر مطلع نہ ہوں۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تھوڑے ہی دنوں میں ہجرت کی اور آپ سے مل گئے۔

ابن اسحاق نے ہجرت اور کفار قریش کے مشورے کے بیان میں لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آج رات اپنے فرش پر نہ سونا۔ جب تاریکی پھیل گئی، کفار انتظار کرنے لگے کہ جب آپ سو جائیں آپ پر حملہ کریں۔ جب آپ یہ حال دیکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میری حضرمی سبز چادر اور کھمیر میرے فرش پر سو رہو۔ تم کو کوئی گزند کفار کی طرف سے نہ پہنچے گا۔ آپ پہلے اُسی چادر کو اوڑھ کر سویا کرتے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے پاس سے نکلے، اور اپنے دست مبارک میں ایک مٹی کا خاک لے کر اُن کے سروں پر چھوڑ دئے اور یس والقرآن الحکیم پڑھتے چلے گئے جب فاعشینا فہم لایبصر دن تک پہنچے سب کے سروں پر مٹی ڈال چکے تھے۔ کوئی ایسا باقی نہیں تھا جس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو۔ پھر جس طرف آپ کا جی چاہا، چلے گئے۔ ایک شخص نے آکر اُن کفار سے جو نظر کھڑے تھے، کہا تم یہاں کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا مَحْمَدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے ہیں۔ اُس نے کہا خدا نے تم کو ناصیب کر دیا۔ بخدا وہ تمہارے پاس آئے اور تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال کر چلتے ہوئے۔ تم کو اپنی حالت کی کچھ خبر نہیں ہے۔ سب لوگوں نے اپنے سروں پر ہاتھ رکھا، سب کے سروں پر مٹی موجود تھی۔ پھر وہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جھانکنے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اور کھمیر دیکھ کر

کہنے لگے، بخدا یہ محمدؐ سو رہے ہیں ان کے اوپر ان کی چادر مویہود ہے۔ رات بھر اسی سوچ میں رہے۔ صبح کو حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت انہوں نے کہا، خدا کی قسم رات کو جس نے بیان کیا وہ سچ کہتا تھا۔

ابن اسحاق نے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کے بیان میں ذکر کیا ہے، کہ حضرت علیؑ مکہ میں تین دن ٹھہرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کی جو کچھ باتیں رکھی تھیں ان کو لوگوں کے پاس پہنچا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سن گئے۔ پھر کلثوم بن ہدم کے پاس قیام کیا۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں مواخات کرائی، آپ نے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا۔

ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں مواخات کی حضرت علیؑ (رہ گئے تھے) آبدیدہ آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے صحابہ میں مواخات کرائی اور میں رہ گیا۔ آپ نے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

سوابق اسلامیہ میں سے غزوہ بدر میں آپؐ نے پورا حصہ لیا۔ اول یہ کہ جب بدر کے قریب مسلمان پہنچے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کفار قریش کا حال دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اُس جماعت میں تھے۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں جب شام ہو گئی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن طالب و زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص کو چند صحابہ کے ہمراہ بدر کی طرف خبر لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ان لوگوں کو قریش کے پانی لادنے والے اونٹ لے ان کے ساتھ بنو حجاج کا غلام اسلم اور بنی عاص بن سعد کا غلام عریض یعنی ابو یسار تھا۔ یہ لوگ ان کو پکڑ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آخر حدیث تک۔

دوسرے یہ کہ جنگ کے وقت کفار میں سے تین آدمیوں نے نکل کر اپنا مقابل طلب کیا۔ بنی ہاشم میں سے تین آدمیوں نے بڑھ کر ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی تین میں تھے۔ محمد بن اسحاق حضرت فاطمہؑ سے بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عبد اللہ مخزومی کفاروں کی طرف سے نکلا۔ یہ بہت ہی سخت بداخلاق تھا۔ اور کہا میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے حوض سے ضرور پانی پیوں گا۔ یا اس کو گرا دوں گا۔ یا جان دے دوں گا۔ جب وہ آگے بڑھا حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلبؑ اُس کے روکنے کو چلے۔ جب دونوں سے سامنا ہوا، حضرت امیر حمزہؑ نے اُس کے پاؤں میں ایسا زخم لگایا کہ اُس کی پنڈلی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس وقت وہ حوض سے اس طرف تھا۔ جب اُس کا پاؤں زخمی ہو گیا، اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے پشت کے بل گر پڑا۔ اُس کے پاؤں سے خون جاری تھا پھر وہ لیٹے لیٹے حوض کی طرف اپنی قسم پوری کرنے کیلئے

بڑھا اور حوض میں کود پڑا۔ حضرت امیر حمزہؓ نے جا کر اُس کو حوض میں ہی قتل کر دیا۔ اُس کے بعد عقبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر نکلا۔ جب میدان میں آیا۔ اپنا مقابل طلب کیا۔ انصار میں سے تین جوان یعنی حارث کے دو بیٹے عوف و معوذ جو عفرار سے پیدا ہوئے تھے اور عبد اللہ بن رواحہ نکلے۔ اُن لوگوں نے پوچھا تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا، ہم قبیلہ انصار سے ہیں۔ کفار نے کہا ہم کو تم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اُن کفار میں سے ایک نے آواز دی کہ اے محمدؐ ہمارے مقابلہ میں ہماری قوم کے ہم پلہ لوگوں کو بھیجو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن حارث، حمزہؓ اور علیؓ سے کہا تم اُن کے مقابلہ پر جاؤ۔ جب یہ لوگ اُٹھ کر گئے اور اُن کے قریب پہنچے، اُنہوں نے کہا تم کون ہو؟ ہر ایک نے اپنا اپنا نام بتایا۔ تب اُنہوں نے کہا ہاں اٹھے مقابل ہیں۔ عبیدہ اُن میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے۔ اس لیے وہ عقبہ کے مقابل ہوئے۔ اور حمزہ شیبہ بن ربیعہ کے، اور علیؓ ولید بن عقبہ کے۔ حضرت حمزہؓ و علیؓ نے تو سامنے آتے ہی اپنے مقابلوں کو فی النہاء کیا، لیکن عبیدہ اور عقبہ میں دیر تک مقابلہ ہوا۔ یہاں تک کہ دونوں سخت زخمی ہو گئے۔ پھر حضرت حمزہؓ و علیؓ نے عقبہ پر حملہ کر کے اُسے کا کام تمام کیا، اور حضرت عبیدہؓ کو اُٹھا کر اُن کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا۔

تیسرے یہ کہ جبرائیلؑ یا میکائیلؑ آپ کے ہمراہ تھے۔ حاکم نے ابوصالح سے اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن مجھ سے اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے واسطے بازو پر جبرائیلؑ اور دوسرے کے بازو پر میکائیلؑ ہیں۔ اور اسرافیلؑ بہت بڑے فرشتہ ہیں اس لیے وہ صف قتال میں رہتے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے وقت قتال اور بعد قتال کے چند آدمیوں کا نام لے کر بعض کی نسبت یقیناً، اور بعض کی نسبت شک کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اُن کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔

ابو عمر ابراہیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع انصاری سے اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم بدر سے آرہے تھے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے مفقود ہو گئے۔ مسلمان ایک دوسرے کو آواز دینے لگے، کہ کیا تمہارا وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ آپ آ گئے۔ اور آپ کے ہمراہ حضرت علی ابن ابی طالب تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کہاں رہ گئے تھے؟ آپ نے فرمایا، ابوالحسن کے پیٹ میں درد اُٹھا تھا اس وجہ سے میں پیچھے رہ گیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد آپ کے ساتھ کیا، اس سے آپ کی فضیلت و بزرگی بہت بڑی ظاہر ہوئی۔

ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے بعد حضرت فاطمہ رضی کا عقد حضرت علی رضی کے ساتھ کیا اُس وقت فاطمہ الزہراء کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینہ کی تھی۔ اور حضرت علی رضی کی عمر اکیس برس پانچ مہینہ کی تھی۔ مصنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مجھ کو اس بیان میں کہ آپ کی شادی غزوہ احد کے بعد ہوئی، ایک خدشہ دل میں گذرتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے واقعہ احد میں فرمایا تھا، کہ میرے خون کو دھو دو۔ بلا شادی کے اس کہنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے واللہ اعلم! (ممکن ہے کہ میکا رہنے کی وجہ سے آپ نے ایسا کہا ہو۔ واللہ اعلم)

نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصال میں عبد اللہ بن بریدہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا، حضرت صدیق اکبر رضی و حضرت عمر رضی نے حضرت فاطمہ رضی کے ساتھ شادی کا پیغام دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کم سن ہے پھر حضرت علی رضی نے پیغام دیا، آپ نے اُن کے ساتھ شادی کر دی۔

نسائی نے اسماء بنت عیس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت فاطمہ رضی کے شب زفاف میں موجود تھی۔ جب صبح ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اُم ایمن نے دروازہ کھول دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اُن کی زبان میں لگنت تھی۔ حوریں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن کر پردہ میں ہو گئیں اور میں بھی ایک کونے میں چھپ گئی۔ اسماء کہتی ہیں پھر حضرت علی رضی آئے۔ آپ نے اُن کو دعا دی، اور اُن کے اوپر پانی ڈالا۔ پھر فرمایا فاطمہ رضی کو میرے سامنے لاؤ۔ وہ شرباتی ہوئی آئیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہارا نکاح اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ عزیز کیا تھا کر دیا ہے اور دعا دے کر اُن پر بھی پانی ڈال دیا ہے۔ پھر آپ باہر چلے گئے مجھ کو سیاہ چادر اوڑھے دیکھ کر پوچھا کون؟ میں نے جواب دیا، اسماء! آپ نے فرمایا عیس کی بیٹی؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا کیا تم فاطمہ رضی کے زفاف میں شرکت کے لیے آئی تھیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

غزوہ احد میں آپ کو بہت سے فضایل حاصل ہوئے۔

جب صاحب لواء یعنی مصعب بن عمیر شہید ہوئے، نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لواء حضرت مرتضیٰ کو عنایت کیا۔ اور آپ نے اُسی وقت قریش کے نشان بردار سے مقابلہ کیا اور اُس کو قتل کر ڈالا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مصعب بن عمیر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں خوب مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کو قبصہ بن قبیہ لیشی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گمان پر قتل کر ڈالا۔ اور وہ کہتا ہوا چلا، میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا۔ قریش کے پاس لوٹ گیا۔ جب مصعب بن عمیر شہید ہوئے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لواء حضرت علی رضی کو عنایت

کیا۔ اور حضرت علیؓ اور کچھ مسلمانوں نے مقابلہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے مسلمہ بن علقمہ مازنی نے بیان کیا کہ جب اُحد کے دن معرکہ سخت ہو گیا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے نشان کے نیچے بیٹھے۔ اور حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ تم اپنا نشان لے کر آگے بڑھو۔ حضرت علیؓ نے کہا میں ابوالقضم یا ابوالقضم ہوں۔ مشرکین کے نشان بردار یعنی ابوسعید بن طلحہ نے آواز دی، اے ابوالقضم تم کو لڑنے کی خواہش ہے۔ راوی کہتا ہے کہ دونوں صفوں سے نکل آئے اور لڑنے لگے۔ حضرت علیؓ نے اُس کو زخمی کر کے گرا دیا پھر چلے آئے، اُس کا کام تمام نہ کیا۔ لوگوں نے آپ سے کہا اس کا کام کیوں نہ تمام کر دیا۔ آپ نے کہا کرتے وقت اُس کی شرمگاہ کھل گئی تھی، اس وجہ سے مجھے رحم آگیا۔ اور میں نے جان لیا کہ خدا نے اس کا کام تمام کر دیا۔

مروئی ہے کہ ابوسعید بن طلحہ میدان میں نکلا۔ اُس نے کہا اے اصحاب محمدؐ تم کہتے ہو کہ تمہارے مقتولین جنت میں ہیں اور ہمارے مقتولین دوزخ میں۔ لات وعزری کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو۔ اگر تم کو اس کا یقین ہوتا تو تم میں سے کوئی نہ کوئی ضرور میرے مقابلہ کو نکلتا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب اُس کے سامنے نکل آئے۔ اور دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ پھر راوی نے مقتولین کفار کے اسماء میں ایک جماعت کے نام گنا کر کہا ان کو حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے قتل کیا۔

حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب آزمائش و امتحان کا وقت آیا، بہت سے صحابہ کرامؓ اُس میں درجہ شہادت کو پہنچے اور صحابہ کو اُس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہ تھی کہ کہاں ہیں۔ جب مسلمانوں کو آپؐ کی خبر ہوئی اور صحابہ سابقین آپؐ کے پاس دوڑے گئے۔ اُس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ اور حضرت علیؓ بھی اُنہی لوگوں میں تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا، آپؐ کی طرف دوڑ گئے۔ اور آپؐ اُن کے ساتھ گھاٹی میں چلے گئے۔ حضرت علیؓ ابن طالب، حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، زبیر، عاتق بن عجمہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت آپؐ کے ہمراہ تھی۔ (بلا دور ہونے کے بعد خون دھونے کے واسطے پانی لانے کی خدمت حضرت علیؓ سے ظاہر ہوئی)

بخاری نے سہیل بن سعد سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے اُن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا آگاہ ہو۔ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ کون شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھوتا تھا اور کون پانی ڈالتا تھا۔ اور کس چیز سے علاج ہوا تھا پھر کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ زہراؓ زخم دھوتی تھیں، اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ زہراؓ نے دیکھا کہ خون پانی سے بند نہیں ہوتا ہے

تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر زخم کو بھر دیا، اُس سے خون بند ہو گیا۔
ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل میں پہنچ گئے۔ اپنی تلوار
حضرت فاطمہ الزہراءؑ کو دی۔ اور کہا اس کا خون دھو ڈالو۔ خدا کی قسم اس نے آج سچا ساتھ دیا۔
حضرت علیؑ نے بھی اپنی تلوار اُن کو دی اور کہا اس کا خون دھو ڈالو۔ خدا کی قسم اس نے آج میرا
بچائی سے ساتھ دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم لڑائی میں ثابت قدم
رہے تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور دجانہ بھی ثابت قدم رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ذوالفقار کہتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے اہل علم نے ابن ابی نجیح سے روایت کر کے بیان کیا ہے، کہ
احد کے دن منادی نے آواز دی کہ: لا سیف الا ذوالفقار؛ ولا فتی الا علی الکزار؛ یعنی نہیں ہے
لوار مگر ذوالفقار۔ اور کوئی نہیں ہے جو ان مگر حضرت علیؑ حملہ کرے والے۔

غزوہ خندق میں جب کفار قریش کے جواں مرد خندق سے عبور کر کے مسلمانوں کے مقابلہ
رجم گئے، حضرت علیؑ عمرو بن عبدود سے برسر پیکار ہوئے اور اس کو داصل جہنم کیا۔
ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ پھر کفار نے خندق کی جگہ کو تلاش کیا اور اپنے گھوڑوں کو
لگا کر خندق و مقام سلخ کے درمیان پہنچ گئے۔ حضرت علیؑ ابن ابی طالب چند مسلمانوں کے ساتھ
ان کے رد کرنے کو چلے یہاں تک کہ اُس کنارے کو جس سے وہ گھسے تھے، لے لیا۔ اور کفار کے
سوار اُن کی طرف بھلے۔ عمرو بن عبدود نے غزوہ بدر میں جنگ کی تھی یہاں تک کہ سخت زخمی ہو گیا۔
وہ غزوہ اُحد میں نہ شریک ہوا۔ غزوہ خندق میں نشان لگا کر نکلا تا کہ لوگ اُس کو پہچانیں۔ اور اُس نے
اپنے گھوڑے کو ٹھیرا کر آواز دی کہ کون سامنے آتا ہے۔ حضرت علیؑ ابن ابی طالب اُس کے مقابلہ کو
آئے اور کہا اے عمرو تو نے خدا سے عہد کیا تھا کہ قریش میں سے جو دو باتیں پیش کرے گا،
ان میں سے ایک کو ضرور مان لوں گا۔ عمرو نے کہا ہاں۔ حضرت علیؑ ابن ابی طالب نے کہا
میں تجھ کو خدا، رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اُس نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں
ہے۔ آپ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو اتر کر لڑے۔ اُس نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے،
تم کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے اُس سے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو قتل کر
الوں۔ اس امر سے وہ گمراہ گیا۔ اور اپنے گھوڑے سے کود کر اُس کی ٹانگ کاٹ دی، اور
اس کے چہرے پر مارا۔ پھر حضرت علیؑ مرتضیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں میں لڑائی ہوئی
، اور حضرت علیؑ نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ اور سواران کفار بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ خندق
ماند پھانڈ کر نکل گئے۔ حضرت علیؑ نے اس واقعہ کو نظم میں بیان کیا ہے:-
سفاهتہ رأیتہ؛ ونصرت رب محمد؛ بصواب؛ فصارت حین ترکتہ متجدد؛ لا کالجوع
تو کاوت درد وانی؛ وغضفت عن احبابہ ولو اتنی؛ کنت المظرب فی الثوابی؛

لا تحسبن الله خاذل دینہ: ونبیہ یامعشر الاحزاب: ترجمہ اُس نے اپنی جہالت سے بتوں کی مدد کرنی چاہی۔ اور میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کی مدد کی۔ جب میں نے اُس کو سخت و بلند زمین میں مثل کندہ ناتراش کے چھوڑ دیا لوٹ آیا اور اُس کے کپڑوں سے چشم پوشی کی۔ اور اگر میں گر جاتا تو میرے کپڑے کھسٹ لے جاتا۔ اے گروہ احزاب تم یہ خیال نہ کرو۔ کہ خدا اپنے دین و رسول کو بے مدد چھوڑ دے گا۔

بنو قریظہ کے محاصرہ کے وقت اُن کے باہر نکلنے کے اسباب میں سے ایک حضرت علیؓ کی دلاوری بھی تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے معتبر اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے محاصرہ بنی قریظہ کے وقت ٹیلہ پر چڑھ کر ایمان کا واسطہ دے کر للکارا۔ اور حضرت علیؓ وزبیرؓ آگے بڑھے۔ اور کہا قسم ہے یا تو مثل حمزہؓ کے شہید ہو جائیں گے یا قلعہ فتح کر دیں گے۔ اہل قلعہ یہ سرگرمی دیکھ کر بدحواس ہو گئے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی اور سعد بن معاذ کے حکم پر باہر نکلنے کے لیے راضی ہو گئے۔

از انجملہ آنکہ آپ بیعت رضوان میں موجود تھے اور صلحنامہ آپ ہی نے لکھا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ دھبی کاتب صحیفہ (صلحنامہ) تھے۔

اس سفر میں بھی آپ کے ساتھ معاملہ منتظر الخلافت وقوع میں آیا۔

نسائی نے اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (اور یہ الفاظ نسائی کے ہیں کہ) انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ قریش کے آئے اور کہا ہم تمہارے ہمسایہ اور حلیف ہیں۔ ہمارے کچھ غلام بھاگ کر آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ نہ اُن کو دین کی خواہش ہے اور نہ علم کا شوق۔ بلکہ وہ ہماری زمینوں اور جانوروں سے بھاگ گئے ہیں۔ سو آپ ہم کو واپس کر دیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ سچ کہتے ہیں۔ وہ آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے بھی کہا سچ کہتے ہیں کہ وہ آپ کے ہمسایہ و حلیف ہیں۔ آپ کا چہرہ مبارک کھل اُڑا اور زیادہ متغیر ہو گیا۔ اور کہا اے گروہ قریش خدا کی قسم اللہ تعالیٰ تم میں سے تمہارے اوپر ایک ایسے آدمی کو مسلط کرے گا جس کے دل کو خدا نے ایمان کے لیے جانچ لیا ہے۔ اور وہ تم کو یا تم میں سے بعض کو دین کی مخالفت پر مارے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا وہ شخص میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ شخص ایسا ہے کہ جوتی ٹانگ رہا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی پالوش مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ٹانگے کے لیے دی تھی۔
ازانجام آنکہ غزوہ خیبر میں ایک قلعہ کے فتح ہونے میں دیر لگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نشان دے کر اُس طرف روانہ فرمایا۔ اور آپ کے ہاتھوں وہ
قلعہ فتح ہو گیا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بریدہ بن سفیان نے اپنے والد سے، انہوں نے سلمہ
بن اکوع سے روایت کر کے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ابو بکرؓ کو نشان دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے مقابلہ کیا،
اور واپس چلے آئے اور فتح نہ ہوا۔ حالانکہ انہوں نے بہت کوشش کی تھی۔ پھر دوسرے
دن حضرت عمرؓ کو روانہ فرمایا اور انہوں نے بھی بہت جدوجہد سے مقابلہ کیا، لیکن وہ قلعہ
فتح نہ ہوا۔ پھر آپؐ واپس چلے آئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل نشان
اُس شخص کو دیوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ حملہ کرنے والا ہے، بھاگنے
والا نہیں ہے۔ اور وہ بغیر فتح کیے نہیں لوٹے گا۔ سلمہ کہتے ہیں، آپؐ نے حضرت علیؓ کو
بلوایا۔ آپؐ کو آشوب چشم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ کی آنکھ میں لعاب دہن لگا
دیا۔ پھر فرمایا اس نشان کو لے کر جاؤ اور بغیر فتح کیے واپس نہ ہونا۔ سلمہ کہتے ہیں، آپؐ اس
نشان کو لے کر دوڑے اور میں بھی آپؐ کے پیچھے تھا۔ آپؐ نے نشان کو ایک نرم پتھر میں قلعہ کے
نیچے نصب کر دیا۔ قلعے کی چوٹی سے یہود دیکھنے نکلے اور پوچھا تم کون ہو؟ آپؐ نے کہا علی بن
ابی طالب۔ راوی کہتا ہے، یہود کہنے لگے۔ کہ تو ریت کی قسم آپؐ غالب ہو جاؤ گے۔ یا راوی
نے یہ بیان کیا، کہ آپؐ فتح کر کے واپس ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عبد اللہ بن حسن نے انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے کسی سے
انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع سے روایت کر کے بیان کیا ہے
کہ انہوں نے کہا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو نشان دیا، میں بھی
اُن کے ساتھ گیا۔ جب آپؐ قلعہ کے قریب پہنچے اہل قلعہ نکل کر آپؐ سے مقابل ہوئے۔
آپؐ نے اُن سے خوب جنگ کی۔ ایک یہودی نے آپؐ پر تلوار کا وار کیا آپؐ نے ڈھال ہاتھ سے
پھینک دی، اور قلعہ کے پاس دروازہ تھا اُس کو لے کر ڈھال بنا لیا۔ اور جب تک معرکہ ہوتا رہا
وہ دروازہ آپؐ کے ہاتھ میں رہا۔ جب خدا نے آپؐ کے ہاتھوں قلعہ فتح کر دیا، آپؐ نے اُس دروازہ
کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیا۔ ہم سات آدمیوں نے چام کہ اُس دروازے کو الٹ دیں لیکن
نہ الٹ سکے۔

بخاری نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی بن ابی طالب
غزوہ خیبر میں آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے پیچھے رہنے کو عار خیال کیا اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ جس دن قلعہ فتح ہوگا، اُس کی شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں اُس شخص کو نشان دوں گا جس کو خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں۔ اور خدا اُس کے ہاتھ پر فتح عنایت کرے گا۔ ہر ایک شخص اُمید کرنے لگا۔ لوگوں نے کہا، لو حضرت علی رضی اللہ عنہ آگئے۔ آپ نے اُن کو نشان مرحمت فرمایا۔

سال عمرۃ القضاء میں حضرت مرتضیٰ اور جعفر اور زید میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے متعلق جھگڑا واقعہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو ایک ایک بزرگی سے یاد کیا۔

بخاری نے برابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعد میں عمرہ کیا، اور اُس سے فارغ ہو کر چلے۔ حضرت حمزہ کی لڑکی چچا پکارتی آپ کے پیچھے ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اپنے چچا کی لڑکی کی پرورش کرو۔ میں اُس کو اٹھالایا ہوں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، زید، جعفر میں اس لڑکی کی بابت جھگڑا ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں اس کو لے آیا ہوں۔ اور وہ میرے چچا کی لڑکی ہے اس وجہ سے مجھ کو پرورش کا حق ہے۔ جعفر کہتے تھے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اُس کی خالہ میری پاس ہے، اس لیے مجھے پرورش کا حق ہے۔ اور زید کہتے تھے وہ میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ اس لیے مجھے پرورش کا حق ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لڑکی خالہ کو دلوا دی اور فرمایا خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے ہو میں تم سے ہوں اور جعفر سے فرمایا تم صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہو۔ اور زید سے فرمایا، تم میرے بھائی اور مولیٰ ہو۔ آخر حدیث تک۔

جب نصاریٰ بخران کے ساتھ مباہلہ کا عزم مصمم ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو مباہلہ کے لیے حاضر فرمایا۔ ترمذی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جب آیت کریمہ: "ندع ابناؤنا و ابناؤکم و نساءنا و نساءکم" نازل ہوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلوایا، اور فرمایا اے خدا یہ میرے اہل ہیں۔

جب فتح مکہ کا قصد معین ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس خط کے لینے کے روانہ کیا تھا۔ جس کو حاطب بن ابی بلتعہ نے کفار مکہ کو دکھا دیا۔ بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر و مقداد کو بھیجا، کہ روضہ خاخ (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے) میں ایک عورت جا رہی ہے۔ اُس کے پاس خط ہے

لے آؤ۔ ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے اُس مقام پر پہنچے۔ وہ عورت ملی۔ ہم نے اُس سے کہا خط نکال۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا خط دیدے، ورنہ ہم کپڑے اتار کر تیری تلاشی لیں گے۔ اُس نے اپنی چوٹی سے خط نکال کر دیا۔ ہم اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے۔ آخر حدیث تک جب سعد بن عبادہ کی زبان سے ایک ناگوار بات نکلی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان اُن سے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں بعض اہل علم نے بیان کیا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سعد کو داخل مکہ کی طرف روانہ کیا، اُنہوں نے کہا آج سخت لڑائی کا دن ہے۔ آج حرم کی بے حرمتی ہوگی۔ کسی ہاجر نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کان تک پہنچا دی۔ اُنہوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ نے جو کچھ کہا ہے اُس کو سُنیے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ قریش پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا تم اُن سے نشان لے لو۔ اور تم ہی اُس کو لے کر مکہ میں داخل ہو۔ ابن اسحاق کہتے ہیں، پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرم میں بیٹھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوئے۔ خانہ کعبہ کی کنجی اُن کے ہاتھ میں تھی۔ اور کہا یا رسول اللہ آپ سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانا) کے ساتھ حجاب (خانہ کعبہ کی دریائی) بھی ہمارے ہی سپرد فرما دیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں؟ وہ بلائے گئے۔ آپ نے فرمایا، اے عثمان اپنی کنجی لے لو۔ آج احسان و عہد پورا کرنے کا دن ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی جذیمہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اُنہوں نے وہاں کے قیدیوں کو بے احتیاطی سے قتل کر ڈالا۔ آپ نے اُس کے تدارک کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں، مجھ سے حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کر کے بیان کیا کہ اُنہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ علی تم اُن لوگوں کی طرف جاؤ اور اُن کے معاملہ کو دیکھو۔ اور جاہلیت کی باتوں کو دبا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن کی طرف گئے، آپ کے پاس بہت مال تھا۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھجوا دیا تھا۔ آپ نے اُن کا خون بہا دیا اور جو کچھ اُن کا مال ضائع کیا تھا، اُس کی تاوان ادا کیا۔ یہاں تک کہ اُن کے کتوں تک کی دیت ادا کی۔ جب اُن کے جان و مال سب کا عوض دے چکے، پھر بھی آپ کے پاس مال بچ رہا۔ آپ نے اُن سے پوچھا اب تو تمہارا کوئی خون یا مال ایسا نہیں رہ گیا جس کا عوض نہ دیا گیا ہو؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا میں یہ یقیہ مال بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے احتیاطاً دیئے دیتا ہوں۔ تاکہ اگر کوئی

نامعلوم نقصان رہ گیا ہو اُس کا بدلہ ہو جائے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آئے، اور حال بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب کیا۔ اور اچھا کیا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ یہاں تک کہ آپ کی بغل نظر آتی تھی۔ اور فرمایا اے اللہ میں خالد کے فعل سے بری ہوں۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

جس وقت غزوہ حنین میں مسلمانوں پر شکست کے آثار ظاہر ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس وقت ثابت قدم رہنے والوں میں تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہاں حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ، طالب، عباس رضی اللہ عنہ، ابوسفیان اور ان کے بیٹے فضل بن ربیعہ اور حارث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن امیہ ابن عبد ثابت قدم رہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عاصم بن عمر نے عبد الرحمان بن جابر سے انہوں نے اپنے باپ جابر ابن عبد اللہ سے روایت کر کے بیان کیا، کہ قبیلہ ہوازن کا نشان بردار اپنے کام میں لگا ہوا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن طالب اور ایک انصاری نے اُس کا قصد کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پشت سے آئے اور اُس کے اونٹ کے پچھلے پاؤں کاٹ دیئے۔ وہ چوتڑے کے بل گر پڑا۔ انصاری نے کوہ کر اُس کے پیر پر ایسا ایک حربہ کیا کہ اُس کا پیر نصف ساق سے چمچہرا کر الگ ہو گیا۔ وہ اپنے اونٹ پر سے گر پڑا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک پر جانے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل و عیال کی خبر گیری کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا۔ اور اس ضمن میں آپ کی بہت بڑی بزدلی کا اظہار ہوا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل و عیال پر چھوڑ دیا۔ اور ان کو انہی میں رہنے کا حکم فرمایا۔ منافقوں نے آپ کی بابت جھوٹی باتیں مشہور کرنا شروع کیں۔ اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بار خاطر جان کر ساتھ نہیں لیا۔ اور استخفاف کی وجہ سے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ جب منافقوں نے ایسا کہا، آپ نے ہتھیار اٹھالیے اور جاکر جرف (مدینہ منورہ سے متصل ایک مقام ہے) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے۔ اور عرض کیا، یا رسول اللہ منافق کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ کو بار خاطر جان کر چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے اہل و عیال کی وجہ سے تم کو ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ جاؤ میرے اور اپنے عیال میں رہو۔ اے علی رضی اللہ عنہ تم اس سے خوش نہیں کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ میں چلے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی راہ لی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں، مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکابہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا کہ انہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ باتیں کہہ رہے تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا۔

بخاری نے مصعب بن سعد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف گئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں چھوڑا۔ انہوں نے کہا کیا آپ مجھے لڑکوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، کیا تم اس بات سے نہیں خوش ہوئے کہ تم مجھ سے مثل ہارون کے ہو موملے سے۔ مگر یہ کہ میری بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ہجرت کے نویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حجاز مقرر کیا۔ جب وہ چلے گئے، سورت براءت کا ابتدائی حصہ نازل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُس کے پہنچانے کے لیے پیچھے سے روانہ کیا۔

احمد بن محمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اُن کو سورت براءت دیکھ کر بھیجنے لگے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں خوش بیان نہیں ہوں۔ اور نہ خطیب ہوں۔ آپ نے فرمایا یا تو میں اس کو لے جاؤں یا تم لے جاؤ۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایسا ہے تو میں لے جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ خدا تمہاری زبان کو قابو میں رکھے اور دل کو قوی کرے گا۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک اُن کے منہ پر رکھا۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں، مجھ سے حکیم بن حکیم بن عبادہ بن خنیف نے بیان کیا کہ جب سورت براءت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیج چکے تھے، لوگوں نے کہا آپ اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا دیجئے۔ آپ نے فرمایا میرے اہل بیت ہی میں سے کوئی میری طرف سے اس کو پہنچا دے گا۔ پھر آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بلوایا اور کہا اس قصہ کو شروع براءت سے لے جاؤ اور حج اکبر کے دن جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں اعلان کر دو کہ کوئی کافر جنت میں نہ داخل ہوگا۔ اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ اور نہ کوئی برہمنہ بیت اللہ شریف کا طواف کرے اور جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہو اُس کو اُس کے عہد تک مہلت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ عضبار پر سوار ہو کر چلے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راستہ میں مل گئے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا، پوچھا امیر ہو یا مأمور؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، بلکہ مأمور۔ پھر دونوں مکہ معظمہ گئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ عرب کے لوگ اُس سال تک اپنے پرانے جاہلی طریقے پر حج کرتے تھے۔

جب قربانی کا دن آیا حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مطلع کیا، کہ اے لوگو جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا۔ اور آج سے کوئی مشرک خانہ کعبہ کا حج نہ کر سکے گا۔ اور نہ کوئی برہنہ طواف کرنے پاوے گا۔ اور جس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد ہے اس کو اس کی مدت تک مہلت ہے۔ اور لوگوں کے واسطے چار مہینے کی مدت مقرر کر دی۔ کہ آج سے چار ماہ تک اپنے مقاموں اور شہروں میں چلے جائیں۔ پھر کسی مشرک کو کوئی عہد و ذمہ نہیں ہے۔ ہاں جن لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مدت معین تک عہد کر لیا ہے، اُن کی اس مدت تک رعایت کی جائے گی۔ اس وقت سے نہ کسی مشرک نے حج کیا اور نہ کسی برہنہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ پھر دونوں یعنی حضرت ابوبکرؓ و علیؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہی مشرکیں عہد کرنے والوں سے وقت معین تک کی برأت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد سے خمس لینے کے لیے آپ کو یمن کی طرف بھیجا، اور خالد کو معزول کر دیا۔ اسی زمانہ میں آپ کی کوشش سے وہاں کا ایک قلعہ فتح ہوا۔ آپ کو خالد کے کچھ آدمیوں سے ملال ہو گیا تھا۔ اُن لوگوں نے آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شکایت کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کے حق میں بہت مہربانیاں ظاہر کیں اور لوگوں کو ان کی شکایات سے منع فرمایا۔

ترندی نے براء سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ کیے۔ ایک پر حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو مقرر کیا، اور دوسرے پر خالد بن ولید کو۔ اور آپؐ نے فرمایا جب قتال ہو، اُس وقت کل فوج کے علیؓ سردار ہیں۔ حضرت علیؓ نے ایک قلعہ فتح کیا اور اُس میں سے ایک لونڈی لے لی۔ خالد نے میرے ساتھ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک خط بھیجا جس میں حضرت علیؓ کی شکایت لکھی تھی۔ وہ کہتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور وہ خط پیش کیا۔ خط پڑھتے ہی آپؐ کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم اُس شخص کی بابت کیا خیال کرتے ہو جس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتا ہے اور وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا، میں خدا اور رسولؐ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تو صرف قاصد ہوں۔ آپ خاموش ہو گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عبدالرحمن بن معمر نے سلیمان بن محمد بن کعب سے انہوں نے اپنی خالہ زینب سے جو ابو سعید خدریؓ کی زوجیت میں تھیں، روایت کر کے بیان کیا کہ انہوں نے کہا لوگوں نے حضرت علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں بیان کیا کہ اے لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو۔ وہ خدا کے معاملہ اور خدا کی راہ میں سخت ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو یمن کا حاکم کیا، اُن کو آداب قضاء تعلیم فرمائے۔ اور دُعا کی، کہ فیصلہ آپ پر آسان ہو جائے۔

احمدؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجنے لگے۔ میں نے کہا آپ مجھ کو لوگوں کی طرف روانہ کرتے ہیں حالانکہ میں کم سن ہوں۔ اور مجھ کو قضا کا کچھ علم نہیں ہے۔ آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا۔ اور فرمایا خدا تم کو ثابت رکھے، اور درست کرے۔ جب تمہارا پاس فریقین حاضر ہوں۔ جب تک دوسرے فریق کی بات نہ سُن لو پہلے کے حق میں فیصلہ نہ کر دو۔ اس سے تم کو ٹھیک فیصلہ معلوم ہو جائے گا۔ آپ کہتے ہیں میں برابر قاضی رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کبھی میں فیصلہ کرنے میں عاجز نہیں آیا۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کا ارادہ کیا، آپ اُس وقت یمن میں تھے وہیں سے آپ نے بھی حج کا ارادہ کیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پہنچے۔ اور ان الفاظ سے آپ نے احرام باندھا کہ: "اھللت بیاھل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی جس نیت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اُسی سے میں بھی احرام باندھتا ہوں! اور بہت سی ہدی لے کر مکہ میں پہنچے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔

مسلم نے عبد اللہ بن حارث کندی سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں حجۃ الوداع میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ جب آپ قربانی کی جگہ میں پہنچے، فرمایا ابوالحسنؓ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ بلا لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نیزہ کو نیچے سے پکڑو۔ اور حضور صلعم نے اوپر سے پکڑا۔ پھر دونوں نے اونٹوں کی قربانی کی۔ جب فارغ ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خچر پر سوار ہوئے، اور حضرت علیؓ کو پیچھے سوار کیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے غدیر خم (ختم مدینہ) کے درمیان ایک مقام ہے جگہ سے تین میل کے فاصلہ پر وہاں ایک چشمہ ہے، اُس کو غدیر خم کہتے ہیں، میں ایک خطبہ بیان فرمایا جس میں حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل تھے۔ حاکم و ابو عمر وغیرہما نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، اور یہ حاکم کے الفاظ ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے، غدیر خم پر قیام فرمایا اور منبر بنانے کا حکم دیا۔ وہ تیار کیا گیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں قبول بھی کر لیا۔ میں تم میں ثقلین چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک دوسرے سے ہے یعنی کتاب اللہ، اور میری عترت۔ پس دیکھو تم ان کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کرتے ہو۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مسلمان کا ولی ہوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، جس کا میں ولی ہوں اُس کے یہ ولی ہیں۔ اے خدا جو ان سے دوستی کرے تو اُس سے دوستی کر، اور جو ان سے عداوت کرے تو اُس سے دشمنی رکھ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے عالم بالا کی طرف متوجہ ہوئے، حضرت علی مرتضیٰ مع اہل بیت کی ایک جماعت کے غسل و دفن میں مشغول ہوئے۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں ہم سے ہمارے اصحاب میں سے عبد اللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبد اللہ وغیرہا نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما بن عبد المطلب اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اسامہ بن زید اور شقران نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ اوس بن خولی خزرجی نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہا اے علیؑ میں تم کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ کو بھی شریک کر لو۔ (یہ اوس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اہل بدر سے تھے۔ آپ نے کہا آ جاؤ، اور غسل میں شریک ہوئے۔ حضرت علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ پر تھامے تھے۔ اور فضل و عباس و قثم پر پلٹے تھے۔ اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے۔ اور حضرت علیؑ سینہ سے لگائے قمیض کے اوپر سے آپ کا بدن مبارک ملتے تھے۔ اپنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے نہیں لگاتے تھے۔ اور کہتے جاتے تھے میرے مائے آب پر قربان ہوں، آپ حیات و ممات میں کس قدر طیب ہیں۔ اور مردوں کا جو بدن کھلتا ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں کھلا۔

پھر ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترے۔

یہ ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوانح اسلامیہ۔ اور دو سری احادیث جن میں آپ کے فضائل میں ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ہم چاہتے ہیں ان احادیث کا معتبر حصہ درج کتاب کر دیں۔

حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جس قدر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل مروی ہیں اتنے کسی صحابی کے فضائل مروی نہیں۔

مصنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ یہ بات دو وجہوں سے ہے۔ ایک یہ کہ سوانح اسلامیہ

میں آئے کا قدم راسخ تھا۔ جس کا حال ہم نے بقدر امکان بیان کیا۔ دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قرابت۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے اور حقوق قرابت پہنچانے والے تھے۔ پھر خوش قسمتی سے آپ کی تربیت بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کنارے عاطفت میں ہوئی۔ اس لیے رشتہ دوہرا ہو گیا۔ اور زیادہ کرامت کے مستحق ہو گئے۔ مزید برآں جب آپ کا عقد حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوا عنایت بے غایت آپ کے شامل حال ہوئی۔ پھر خلافت کے زمانہ میں جب اختلاف ظاہر ہوا اور اہل مکہ کی نظریں آپ کی طرف سے پھریں۔ موجودہ صحابہ نے اس فتنہ کے دفع کرنے میں پوری کوشش کی، اور جو تیر اُن کے ترکش میں تھا اُس کو کام میں لائے۔ اس وجہ سے آپ کی روایات تو اتر کے درجہ تک پہنچیں اور بعض احسان کے درجہ کو۔ پھر جب تشیع کا زمانہ شروع ہوا، بے باکوں نے حد اعتدال سے تجاوز کیا۔ اور اپنی بدعات کے پھیلانے کے لیے وضع احادیث شروع کیں۔ ”وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون“

حاصل کلام ہم احادیث موضوعہ اور بحد ضعیف جو متابعت و شواہد ہونے کی بھی اہلیت نہیں رکھتیں، اُن کے بیان کرنے سے انکار رکھتے ہیں۔ اور جو صحت و حسن کے مرتبہ میں ہیں یا جن کا ضعف قابل تدارک ہے اُن کو بیان کرتے ہیں۔

متواترات میں سے ہے کہ: ”انت منی بئذلک ہارون من موسیٰ“ یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص، اسماء بنت عمیس، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن عباس وغیرہم سے مروی ہے۔

متواترات میں سے ہے کہ: ”انامن علی و علی منی۔ اللهم وال من والاه و عاد من عاداه زید بن ارقم۔ بریدہ۔ عمران بن حصین۔ عمرو بن شاش وغیرہم نے اس کی روایت کی ہے۔ متواتر میں سے ہے کہ جب آیت: ”انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا“ (یعنی اے اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے، اور تم کو خوب پاک کر دے) نازل ہوئی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ شخصوں کو بلوایا۔ یہ حدیث سعد، ام سلمہ، وائلہ، عبد اللہ بن جعفر، انس بن مالک سے مروی ہے۔

متواتر میں سے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فتح خیبر کے دن نشان دیا اور فرمایا: ”لا عظیم الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ ورسولہ“ اس کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد، سلمہ بن اکوع وغیرہم نے کی ہے۔

مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، معاویہ بن ابی سفیان نے سعد سے کہا، تم ابو تراب کو کیوں نہیں برا کہتے!

سعد نے کہا جب تک مجھ کو تین باتیں جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، یاد ہیں میں ہرگز اُن کو برا نہ کہوں گا۔ اگر اُن باتوں میں سے ایک بھی مجھ کو نصیب ہو جاتی تو وہ مجھ کو جانور کے گلوں سے زیادہ پیاری تھیں۔

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ جب آپ نے اُن کو بعض مغازی میں پیچھے چھوڑ دیا تھا اور اُنہوں نے کہا آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو موسیٰؑ سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

اور میں نے خیبر کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا میں یہ نشان اُس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور جس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں۔ سعد کہتے ہیں ہم سب اُس کے لیے آرزو کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس لاؤ۔ وہ حاضر کیے گئے اُن کی آنکھوں میں درد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان اُن کو عنایت فرمایا۔ اور خدا نے اُن کو فتحیاب کیا۔ اور جب یہ آیت کریمہ: *تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم*۔ نازل ہوئی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ الزہراءؑ و حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا کر فرمایا یہ میرے اہل ہیں۔ حاکم و نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا، کہ نو آدمی آئے۔ اور کہا، اے ابن عباسؓ یا تو ہمارے ساتھ آؤ، یا تخلیہ کر دو۔

ابن عباسؓ نے کہا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی کہتا ہے وہ اُس وقت تندرست تھی۔ آنکھیں ابھی نہیں گئی تھیں۔ ان لوگوں کچھ کلام شروع کیا اور باتیں کرتے رہے۔ ہم نہیں جانتے وہ کیا کہہ رہے تھے۔ ابن عباسؓ اپنا دامن جھاڑتے اور اُف و تف کرتے آئے اور کہا یہ لوگ ایسے شخص کی بُرائی کرتے ہیں جس میں دُش ایسی خوبیاں ہیں جو اُن کے سوا اور کسی میں نہیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا ہے، کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا، جس کو خدا کبھی رسوا نہ کرے گا۔ وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ ہر ایک شخص نے اُس کے لیے طبع کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ چلی پیس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا جیسے کے لیے اور کوئی نہ تھا۔ وہ آئے اُن کی آنکھوں میں اس شدت کا درد تھا کہ اُن کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا، اور نشان کو تین مرتبہ ہلا کر اُن کو دیا۔ حضرت علیؑ عفیہ عنہ جی کو لے کر آئے۔

ابن عباسؓ نے کہا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں شخص کو سورتِ توبہ دے کر بھیجا، اس کے بعد حضرت علیؑ کو اُن کے پیچھے روانہ کیا اور اُنہوں نے اُس سے

لے لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سورت کو وہی لے جائے گا جو مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائیوں سے فرمایا تم میں سے کون مجھ سے دنیا و آخرت میں دوستی کرتا ہے؟ ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت علیؓ بھی اُن لوگوں میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک سے مخاطب ہو کر اس بات کو بیان فرمایا۔ سب نے انکار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا، تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں، حضرت علیؓ پہلے شخص ہیں جو حضرت خدیجہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کو لے کر حضرت علیؓ فاطمہ الزہراءؓ، حسنؓ و حسینؓ پر رکھا اور پڑھا۔ اِنَّا یُرِیدُ اللّٰہُ لَیْذَہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وِیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں، حضرت علیؓ نے اپنے نفس کو خدا کے لیے فروخت کر ڈالا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو اوڑھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر سوئے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں مشرکین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کر رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ حضرت علیؓ سو رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو خیال ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آواز دی کہ یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت علیؓ نے اُن سے کہا، کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرمیون کی طرف گئے۔ تم اُن سے جا ملو۔ وہ کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غار میں داخل ہوئے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں مشرکین حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ پر کنکریاں پھینکنے لگے۔ وہ اُٹ اُٹ کرتے اور سر کو کپڑے سے لپیٹتے تھے۔ سر باہر نہ نکالتے۔ جب صبح ہوئی، آپؐ نے سر کھول دیا۔ مشرکین نے کہا تم قابلِ ملامت ہو۔ ہم تمہارے صاحب کے پتھر مار رہے تھے۔ وہ آہ و فغاں نہ کرتے تھے۔ اور تم آہ و فغاں کرتے ہو۔ ہم نے اُسی کو مستبعد جانا تھا۔

ابن عباسؓ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں گئے اور لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ ہوئے، حضرت علیؓ نے کہا میں بھی آپؐ کے ساتھ چلوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں حضرت علیؓ رونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موشیؓ سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اور تمہارے یہاں رہے بغیر میرا جانا نہیں ہو سکتا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے بعد ہر مسلمان مرد و عورت کے ولی ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دیئے۔ وہ حالت جنابت میں بھی مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ کیونکہ اُن کا یہی راستہ تھا اس کے سوا اور کوئی راستہ ہی نہ تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولے ہوں، پس علی رضی اللہ عنہ اُس کے مولیٰ ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں خدا نے قرآن میں خبر دی ہے کہ وہ اصحاب شجرہ سے راضی ہو گیا۔ اور جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا اُس کو جان لیا۔ کیا پھر اُس نے کہیں اس کے بعد خبر دی ہے کہ وہ اُن سے ناخوش ہو گیا۔

ابن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی (حاطب بن ابی بلتعہ کی) گردن مار دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسا کرو گے، حالانکہ تم کو کیا معلوم۔ شاید خدا نے اہل بدر کے مستقبل پر مطلع ہو کر فرمایا ”اعلوا ما شئتم“ (یعنی تم جو چاہو کرو)۔

حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین باتیں ایسی صل تھیں کہ اگر مجھ کو اُن میں سے ایک بات بھی حاصل ہو جاتی تو وہ مجھ کو جانوروں کے گلوں سے زیادہ محبوب تھیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، ایک حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے اُن کا عقد ہونا، دوسرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہنا حتیٰ کہ اُن کو بحال جنابت مسجد میں جانا درست تھا۔ تیسرے یوم اخیر میں نشان کا ملنا۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ میں چار ایسی فضیلتیں تھیں کہ اُنہوں نے سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا لواہرہ جنگ میں اُن کے پاس رہا ہے اور وہ یوم احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور اُن ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ اور قبر میں داخل کیا۔

حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے عبد اللہ جدلی سے پوچھا کیا تم لوگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) بُرا کہا جاتا ہے؟ وہ کہتے ہیں، میں نے کہا معاذ اللہ یا کوئی اور کلمہ اس کے اہم معنی تھا۔

ام سلمہ نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہا اُس نے مجھ کو بُرا کہا۔ ”معاذ اللہ“

ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، شام سے ایک آدمی آیا اور اُس نے ابن عباس کے سامنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہا۔ ابن عباس نے اُس کو ایک پتھر مارا۔ اور کہا اے دشمنِ خدا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی۔ ان الذین يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا الیما یعنی جو لوگ خدا اور اُس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں خدا ان کو دنیا و آخرت میں ملعون کیا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے) اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو تو آپ کو اذیت دیتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی تمہارے لیے جنت میں خزانہ ہے اور تم اُس کے دونوں طرف کے مالک ہو۔ پس تم پے در پے نگاہ نہ ڈالو پہلی نظر تم کو معاف ہے۔ دوسری معاف نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سردارِ عرب کو بلاؤ۔ میں نے کہا، کیا آپ سیدِ العرب نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں، اور علی سیدِ العرب ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن ہند جہنی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے، جب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگتا تھا آپ دے دیتے تھے۔ اور جب میں خاموش ہو جاتا تھا، آپ مجھ سے کلام شروع کرتے تھے۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا چند صحابہ کے دروازے مسجد نبوی کی طرف تھے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دو۔ لوگوں نے اس معاملہ میں کچھ کلام کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر حمد و ستار کے بعد فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا سب کے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا۔ تم میں سے کہنے والوں نے اس معاملہ میں کلام کرنا شروع کیا۔ خدا کی قسم میں نے نہ کچھ نہ کیا، اور نہ کھولا۔ بلکہ مجھ کو حکم ہوا میں نے اُس کی اتباع کی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر اور علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ ہیں۔ پس جو علم چاہے دروازہ پر حاضر ہو۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں میں مدینۃ العلم اور علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ ہیں۔ لہذا جو علم کا ارادہ کرے، وہ دروازہ پر آئے۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جو میری سی زندگی اور موت اور جنت خلد جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے) اُس میں رہنا چاہتا ہو، اُس کو چاہیے کہ علی بن ابی طالب سے دوستی کرے۔ کیونکہ وہ تم کو ہدایت سے باہر نہ کریں گے۔ اور نہ گمراہی میں داخل کریں گے۔

ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم منافقوں کو خدا و رسولؐ کی تکذیب اور نماز سے پیچھے رہنے، اور حضرت علیؓ کے بغض سے پہچانتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ نے حضرت علی بن ابی طالب سے میرا نکاح کیا حالانکہ وہ محتاج ہیں۔ اُن کے پاس مال نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہؓ کیا تم اُس سے خوش نہیں کہ خدا نے اہل زمین کو دیکھا، اُن میں دو آدمیوں کو پسند کیا۔ اُن میں سے ایک تمہارا باپ ہے اور دوسرا تمہارا شوہر۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ لِّقَوْمٍ هَادٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منذر تھے اور میں ہادی ہوں۔ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غصہ ہوتے کسی کو بات کرنے کی جرات نہ ہوتی۔ سوا علی بن ابی طالب کے۔

سلمان سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اُن سے پوچھا، تم حضرت علیؓ کو کیوں چاہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جس نے علیؓ سے دوستی کی اُس نے مجھ سے دوستی کی۔ اور جس نے علیؓ سے بغض کیا اُس نے مجھ سے بغض کیا۔

ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو چار صحابہؓ سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور ارشاد کیا ہے کہ وہ اُن کو دوست رکھتا ہے۔ راوی کہتا ہے ہم لوگوں نے پوچھا، یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ ہم میں سے ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اُن میں سے ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو علیؓ اُن میں سے ہیں۔ پھر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا خبردار علیؓ اُن میں سے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا، میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کمرہ رہا تھا کہ ایک بھنا ہوا مرغا آپؐ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الہی اپنے محبوب ترین بندے کو بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ اس کھانے میں شریک ہو۔ انسؓ کہتے ہیں میں نے کہا یا الہی وہ انصار میں سے کوئی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے۔ میں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت میں لگے ہیں۔ پھر وہ آئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ وہ اندر آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے

ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کی دعا سنی، پس میں نے چاہا کہ وہ میری قوم کا کوئی آدمی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کبھی اپنی قوم کو بھی دوست رکھتا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو غریب بتایا ہے اور حاکم نے اس کو چند سندوں سے بیان کیا ہے جس سے غایت محضہ سے خارج ہو گئی۔

عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ حضرت علیؓ سے فرما رہے تھے کہ مبارک ہیں وہ جو تم کو دوست رکھتے ہیں۔ اور تمہارے معاملہ میں سچ کہتے ہیں۔ اور بربادی ہے اُن کے لیے جو تم سے بغض رکھتے ہیں اور تمہاری بابت جھوٹ بولتے ہیں۔

سلمان رضی اللہ تم عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سب سے پہلے میرے پاس حوض پر وارد ہونے والے اور تم میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلے ایمان لایا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تم عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے اور فرمایا میں اور تم اور یہ سولے والے (یعنی حضرت علی بن ابی طالبؓ) اور حسنؓ و حسینؓ قیامت میں ایک جگہ ہوں گے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تین آدمیوں یعنی علیؓ و عمارؓ و سلمانؓ کی مشتاق ہے۔

ابن ابی اوفی رضی اللہ تم عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا سے دعا کی کہ میں اپنی امت میں سے کسی کی شادی نہ کروں۔ یا شادی نہ کروں۔ مگر یہ کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہو۔ خدا نے میری دعا قبول فرمائی۔

عبداللہ بن سعد بن زرارہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے حضرت علیؓ کے متعلق میرے پاس وحی میں تین باتیں نازل کی ہیں۔ کہ وہ مومنوں کے سردار متقیوں کے امام نمازیوں کے افسر ہیں۔

علی بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ سفر حج میں ہمارا گزر مدینہ میں حسن بن علیؓ پر ہوا۔ ہمارے ساتھ معاویہ بن خدیج تھا۔ لوگوں نے حسنؓ سے کہا کہ یہ معاویہ بن خدیج ہے جو حضرت علیؓ کو بُرا کہا کرتا ہے۔ امام حسنؓ نے فرمایا، اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ حاضر کیا گیا۔ امام حسنؓ نے فرمایا تو حضرت علیؓ کو بُرا کہتا ہے؟ اُس نے کہا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کرتا۔ امام حسنؓ نے کہا اگر تو اُن سے قیامت کے دن ملے (لیکن مجھے گمان نہیں کہ تو اُن سے ملے گا) تو اُن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے حوض پر کھڑا پائے گا۔ وہ منافقوں کے گروہ کو اس حوض سے دُور کرتے ہوں گے۔ اور اُن کے ہاتھ میں ایک خاردار چھڑی ہوگی۔ اس کو صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا ہے، اور جھوٹ باندھنے والا بے مراد ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ اگر تم اُن کو پڑھو، تو خدا تم کو بخش دے۔ علاوہ اس کے کہ خدا تم کو بخش چکا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ "لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان رب العرش العظیم۔ والحمد للہ رب العالمین"۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا خدا کی قسم حضرت علی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے میں سب سے زیادہ قریب العہد ہیں۔ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کو صبح کے وقت گئے۔ آپ فرما رہے تھے، علی آئے علی آئے۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے کہا گویا آپ نے اُن کو کسی کام پر بھیجا ہوا ہے۔ وہ کہتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد حضرت علیؑ آگئے مجھے خیال ہوا شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کوئی ضرورت ہو۔ اور ہم گھر سے نکل کر دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔ اور میں دروازے کے زیادہ قریب تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے اوپر گر پڑے اور اُن سے مشورتی اور آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسی دن انتقال ہو گیا اور حضرت علیؑ سب سے زیادہ قریب العہد تھے۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھ پکڑے مدینہ منورہ کے ایک کوچہ میں جا رہے تھے کہ ایک باغ نظر پڑا۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ یہ کیسا اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لیے جنت میں اس سے بہتر ہے۔

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

زید بن ارقم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا، جس سے تم لڑو اُس سے میری بھی لڑائی ہے اور جس سے تم صلح کرو۔ اُس سے میری بھی صلح ہے۔

بریدہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا عورتوں میں حضرت فاطمہ الزہراءؑ اور مردوں میں حضرت علیؑ آپ کو زیادہ محبوب تھے۔

جمیع بن عمیر سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حضرت عائشہؑ کے پاس گیا، میری ماں نے اُن سے حضرت علیؑ کی بابت دریافت کیا میں پس پردہ سن رہا تھا۔ اُنہوں نے کہا تم اُن کا حال دریافت کرتی ہو۔ بخدا میں نہیں جانتی ہوں کہ کوئی

آدمی اُن سے زیادہ آپ کو محبوب تھا۔ اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے۔ جو اُن کی بی بی سے زیادہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والتعلیمات کو محبوب ہو۔ ان سب احادیث کو حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے۔

نسائی نے عبد الرحمن بن ابی لیلہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے حضرت علیؑ سے کہا (اور وہ اُن کے ساتھ جا رہے تھے) کہ لوگ اس بات کو بہت مستبعد جانتے ہیں کہ تم جاڑوں میں باریک و نرم کپڑے پہن کر نکلتے ہو اور گرمیوں میں موٹے اور سخت کپڑے پہنتے ہو۔ حضرت علیؑ نے کہا کیا تم میرے ساتھ خیر میں نہ تھے؟ اُنہوں نے کہا ہاں تھا۔ آپ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو لوار دے کر بھیجا اور بلا فتح کیے واپس آ گئے۔ پھر حضرت عمرؓ کو لوار عنایت کیا وہ بھی اسی طرح واپس ہوئے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا، اب میں اُس شخص کو نشان دوں گا۔ جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور خدا و رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ جو بھاگنے والا نہیں ہے۔ پھر مجھ کو بلا بھیجا، میری آنکھ میں درد تھا، آپ نے میری آنکھ میں لعاب دہن لگا دیا۔ اور فرمایا الہی اس کو گرمی و سردی کی تکلیف سے بچاؤ۔ اُس دن سے نہ مجھ کو گرمی معلوم ہوتی ہے، نہ سردی۔

نسائی نے ابوجعفر محمد بن علیؑ سے اُنہوں نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ کہ حضرت علیؑ کریم اللہ وجہہ آ گئے۔ جب وہ اندر داخل ہوئے، لوگ اُٹھ کر چلے گئے۔ جب باہر نکل گئے، آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہا ہم ان کے آتے ہی کیوں چلے آئے۔ پھر واپس ہوئے اور اندر چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا کی قسم نہ میں نے اُن کو داخل کیا، اور نہ تم کو باہر کیا۔ بلکہ خدا نے اُن کو داخل کیا اور تم کو باہر کیا۔

نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی تم میرے صفی اور امین ہو۔

نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا خدا کی قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ مجھ سے نہ دوستی کرے گا مگر مؤمن۔ اور مجھ سے نہ بغض کرے گا، مگر منافق۔

نسائی نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ایک آدمی ابن عمرؓ کے پاس آیا، اور حضرت علیؑ کے متعلق سوال کرنے لگا۔ اُنہوں نے کہا علیؑ کا حال مجھ سے نہ دریافت کرو۔ بلکہ اُن کے گھر کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے دیکھ لو۔ اُس نے کہا،

میں اُن سے بغض رکھتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے گا۔

نسائی نے ابو زرہ بن عمرو بن جریر سے اُنہوں نے عبد اللہ بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں ہر شب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا۔ اگر آپ نماز میں مشغول ہوتے تھے، سبحان اللہ کہہ دیتے۔ اور میں واپس چلا آتا۔ اور اگر آپ نماز سے فارغ ہوتے تو مجھ کو آنے کی اجازت دے دیتے اور میں اندر چلا آتا۔

نسائی نے ابوالاسود اور ایک دوسرے شخص سے اُنہوں نے زاذان سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ میں مانگتا تھا، پاتا تھا۔ اور جب خاموش ہوتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلام شروع فرماتے تھے۔

محمد بن اسامہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم میرے داماد اور میرے بیٹے کے باپ ہو۔ تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔

نسائی نے سلیمان بن عبد اللہ بن حارث سے اُنہوں نے اپنے دادا سے اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں بیمار ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو آئے اور جہاں میں تھا وہیں تشریف لے آئے۔ میں لیٹا ہوا تھا، آپ میرے پہلو پر تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ اور اپنی چادر سے مجھے اڑھا لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مجھے سکون ہو گیا، آپ نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف فرما ہوئے اور چادر کو اتار لیا۔ اور فرمایا اے علی کھڑے ہو جاؤ۔ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ گویا میں کچھ بیمار ہی نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نماز میں جو کچھ خدا سے طلب کیا اُس نے مجھے دیا۔ اور جو کچھ میں نے اپنے واسطے طلب کیا، اُس میں تم کو بھی شریک کر لیا۔ نسائی نے علی بن علقمہ سے اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے

کہا جب آیت کریمہ: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِ مَوَّابِينَ يَذِي نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتُ“ ترجمہ: ”اے مسلمانو جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرو تو باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دو“ نازل ہوئی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کو صدقہ دینے کا حکم پہنچا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کتنا؟ آپ نے فرمایا ایک دینار۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمان اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف دینار۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کتنا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کم رغبت والے ہو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”وَإِذَا شَفَقْتُمْ أَنْ تَقْدُوا مَوَّابِينَ يَذِي نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتُ“ (الایۃ)۔ (کیا تم بائیں کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے۔ آخر آیت تک) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے،

میری وجہ سے اس آیت میں تخفیف ہوئی۔

ترمذی اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند میں سادات کرام کی روایت سے بیان کیا۔ دونوں کہتے ہیں۔ ہم سے نصر بن علی جہضمی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں علی بن جعفر بن محمد نے خبر دی، وہ کہتے تھے مجھے میرے بھائی موسیٰ بن جعفر ابن محمد نے اپنے والد جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی سے انہوں نے اپنے والد علی بن حسین سے انہوں نے اپنے دادا علی ابن ابی طالب سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو مجھے اور ان دونوں کو اور ان کے والدین کو دوست رکھے۔ وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

حاکم نے سادات اشراف کے سلسلہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن اخی طاہر النقیفی الحسی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے اسمعیل بن محمد بن اسحاق ابن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے میرے چچا علی بن جعفر بن محمد نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے مجھ سے حسین بن زید نے عمرو بن علی سے انہوں نے اپنے والد علی بن حسینؑ سے روایت کر کے بیان کیا انہوں نے کہا جب حضرت شہید ہوئے، اُن کے بیٹے حسنؑ نے خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد کہا اس رات ایسے شخص کا انتقال ہوا ہے کہ جس پر نہ اگلے کسی عمل میں سبقت لے گئے اور نہ پچھلے اس کو پا سکتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نشان دیتے تھے، وہ مقابلہ کرتے، اور جبریلؑ اُن کے دائیں بازو پر اور میکائیلؑ بائیں بازو پر ہوتے تھے۔ اور بغیر فتح کیے واپس نہ ہوتے۔ انہوں نے سوا چھ سو درہموں کے اور کچھ مال نہیں چھوڑا۔ یہ بھی تقسیم کرنے سے بچ رہے تھے جن کو اپنے گھر والوں کے لیے خادم خریدنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ پھر کہا اے لوگو جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے۔ اور جو نہیں پہچانتا ہے تو میں بیان کئے دیتا ہوں۔ کہ میں حسن بن علیؑ ہوں، اور میں ابن نبیؑ ہوں، اور میں ابن نبیؑ ہوں۔ میں ابن بشیر و ابن نذیر ہوں۔ میں اُس شخص کا بیٹا ہوں جو خدا کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا ہے۔ اور میں اُس کا بیٹا ہوں جو سراج منیر (روشن چراغ) ہے۔ میں اُس گھرانے ہوں کہ جن کے پاس جبریلؑ اُترتے ہوں۔ اور جن کے پاس سے آسمان کو صعود کرتے تھے۔ اور میں اُس گھرانے سے ہوں جن سے ناپاکی کو خدا نے دور کیا اور اُن کو ثواب پاک و صاف کر دیا۔ اور میں اُس گھرانے سے ہوں جن کی محبت کو خدا نے ہر مسلمان پر فرض کر دیا۔ اور فرمایا: ”وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنَةً“ (جو نیکی کمائے گا ہم اُس میں اُس کے لیے خوشی زیادہ کر دیں گے)، پس نیکی کا کمانا ہماری (اہلبیت) کی محبت ہے۔ نسائی نے اس حدیث کو صرف خدا لا الہ تک نقل کیا ہے۔

ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ہم (انصار) منافقوں کو حضرت

علیؑ کے بغض سے پہچانتے تھے۔

اُم سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، کہ کوئی منافق حضرت علیؑ سے دوستی نہ کرے گا۔ اور نہ کوئی مؤمن اُن سے بغض رکھے گا۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت علیؑ کو بلوایا، اور اُن سے باتیں کرنے لگے۔ لوگوں نے کہا آپ نے چچا زاد بھائی سے بہت باتیں کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ان سے نہیں باتیں کیں بلکہ خدا نے باتیں کیں۔

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا، اے علیؑ میرے اور تمہارے سوا کسی کو حالت جنابت میں مسجد سے گزرنا درست نہیں ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے سوا سب کے دروازے بند کر دے دیئے۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے عہد کیا ہے کہ تم سے دوستی رکھنے والا مؤمن اور بغض کرنے والا منافق ہے۔

اُم عطیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شکر بھیجا۔ اُس میں حضرت علیؑ بھی تھے۔ وہ کہتی ہیں، میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھائے دُعا کرتے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ الہی بجز علیؑ کے دکھائے مجھے نہ ماریو۔

حاصل کلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مجمل حالات اور خلاصہ فضایل یہ ہیں کہ آپ اصل خلقت میں مردوں کے جو اوصاف ہونا چاہئیں، مثلاً شجاعت، قوت اور حمیت و وفاء سب رکھتے تھے۔ پس جو الہی نے ان تمام اخلاق کو اپنے مرضیات میں صرف کیا۔ اور ہر ایک خلق کے ساتھ فیض ربانی کے ملنے سے ایک مقام پیدا ہوا۔ اور اخلاق سے پیدا ہونے کا حال ہم حضرت عمرؓ کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں۔

ریاض میں ہے کہ حضرت علیؑ جب چلتے جھک کر چلتے۔ اور جب کسی کا ہاتھ پکڑ لیتے، اُس کا سانس رُک جاتا۔ اور دم لینے کی طاقت نہ رکھتا۔ وہ فرہی سے قریب اور سخت بازو اور ہاتھ والے تھے۔ جب لڑنے چلتے دوڑ کر چلتے۔ مضبوط دل قوی تھے۔ کسی سے کشتی نہیں اڑے۔ مگر اُس کو پچھاڑ دیا۔ جس سے مقابلہ کرتے اُسی پر غالب آجاتے۔

آپ کے اخلاق قویہ میں سے ایک وفاء ہے۔ جب فیض الہی نے اُس کو آراستہ کر دیا

اُس سے مقام محبت پیدا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں کل نشان اُس کو دوں گا۔ جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے، اور خدا اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

منجملہ اُن کے دشمنوں سے مقابلہ کرنا اور اُن کو دور کرنا ہے۔ جو دالہی نے اُس کو سابق اسلامیہ میں صرف کرایا۔ اور آخر میں اُس سے عجیب و غریب ثمرہ ظاہر ہوا۔ اور آیت کریمہ: "هَذَا اَنْ خَصْمَانِ اخْتَصَمَا۔ الْاَيَةُ" آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ بخاری نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں سب سے پہلے خدا کے سامنے خصومت کے لیے بیٹھوں گا۔

قیس کہتے ہیں اُن ہی لوگوں کی بابت یہ آیت یعنی: "هَذَا اَنْ خَصْمَانِ اخْتَصَمَا فِي دِيْنِهِمْ" نازل ہوئی۔ وہ کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر میں مقابلہ کیا۔ یعنی حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور عبیدہؓ بن جراح اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ اور ولید بن عتبہ۔

منجملہ اُن اخلاق کے سختی اور دلاوری اور کسی کی پروا نہ کرنا اور اپنے ارادہ کو لوگوں کی مروت و خواہش سے نہ توڑنا۔ خدا نے اس کو نبی عن المنکر اور حفظ بیت المال میں صرف کیا۔ حاکم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی شکایت کی، آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا، اے لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو۔ بخدا وہ خدا کی ذات اور اُس کی راہ میں سخت ہیں۔

ابو عمر نے اسحاق بن کعب بن عجرہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؓ خدا کے معاملہ میں بہت سخت ہیں۔ منجملہ اُن اخلاق کے اپنی قوم اور اپنے چچا زاد بھائی کی حمیت کرنا مثلاً اُن کے منصب پورا کرنے میں کوشش کرنا۔ اور اُن کی مدد میں ہمت قوی رکھنا۔ غالباً یہ خصلت شریفوں میں ہوتی ہے۔ جب فیض الہی نے اعلاء کلمۃ اللہ کا خیال اُن کے دل میں ڈالا، اخلاق جلیبہ میں سے اس خلق نے اُس کی مدد کی اور اس معنی عقلی کو کشادہ کر دیا۔ اس سے ایک مقام اعلیٰ پیدا ہوا جس کو اُتوت و موالات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے الفاظ میں وہی دواش و غیرہ سے اس کی تعبیر کی جاتی ہے۔

حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون مجھ سے دنیا و آخرت میں دوستی رکھتا ہے۔ اور آپ نے ہر ایک سے مخاطب ہو کر اس کو فرمایا۔ اکثروں نے انکار کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا میں دنیا و آخرت میں دوستی کرتا ہوں۔ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔ اس حدیث کی تفصیل حضرت علیؓ مرتضیٰ کے سابق کے سوا بق میں گزر چکی ہے۔

حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علیؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "افامن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم" ترجمہ: (کیا، اگر وہ (نبیؐ) مرجائیں یا شہید ہو جائیں، تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے) بخدا جب اُس نے ہمیں ہدایت نصیب کی ہم اپنی ایڑیوں کے بل نہ لوٹیں گے۔ اگر وہ مر گئے یا شہید ہو گئے تو خدا کی قسم ہم بھی لڑ کر اُن ہی کی راہ میں جان دے دیں گے۔ خدا کی قسم میں اُن کا بھائی، اور ولی ہوں۔ اور اُن کے چچا کا بیٹا اور اُن کے علم کا وارث ہوں۔ مجھ سے زیادہ کون اُن کا مستحق ہے۔

حاکم نے ابو اسحاق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے قثم بن عباس سے پوچھا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علیؓ کیوں وارث ہو گئے؟ اور تم لوگ نہ ہوئے۔ انہوں نے کہا اس وجہ سے کہ وہ ہم لوگوں میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے اور مضبوطی سے اُن کا ساتھ دیا۔

اس تقریر سے افراط و تفریط کرنے والوں کی رائے کی خرابی ظاہر ہو گئی۔ ایک کہتا ہے حجت کی بناء پر مدد کرنا اخلاص نہیں ہے، دوسرا کہتا ہے اخوت نسبی استحقاق خلافت میں شرط ہے واللہ اعلم بالصواب۔

منجملہ اخلاق کے زہد اور نفسانی خواہشوں کو حقیر جاننا اور اُن کے در پے نہ ہونا۔ ابو عمر نے ہمدان کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، معاویہ نے ضرارؓ سے کہا اے ضرار حضرت علیؓ کی صفت بیان کرو۔ انہوں نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے معاف کیجئے معاویہ نے کہا مجھے ضرور بیان کرنا ہوگا۔ ضرار نے کہا، بخدا وہ بعید غایت سخت قوت والے تھے۔ صاف بات کہتے، حکم میں عدل کرتے، علم کے چشمے اُن سے جاری تھے۔ اُن کے عضو عضو سے حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا اور اُس کی آرائش سے محترز، رات اور اُس کی تنہائی و وحشت سے مانوس تھے۔ بہت روتے، بہت فکر کرتے، کم لباس اور سخت کھانا پسند کرتے، اور ہم لوگوں میں مثل معمولی لوگوں کے بسر کرتے۔ جب ہم کچھ پوچھتے اُس کا جواب دیتے۔ اور جب ہم انتظار کرنے کی خواہش کرتے، تو ہمارا انتظار کرتے۔ اور باوجود اُن کے قریب کرنے اور ہمارے قریب رہنے کے خدا کی قسم ہم کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ دین داروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں کو قریب بلاتے۔ زور آور کو نا انصافی کی اُمید نہ ہوتی۔ اور نہ کمزور عدل سے نا اُمید ہوتا۔ میں گواہی دیتا ہوں، کہ میں نے اُن کو بعض وقت اس حالت میں دیکھا ہے کہ رات کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے، اور اُس کے ستارے چھپ رہے ہیں۔ اور وہ اپنی ڈاڑھی پکڑے مثل مار گزیدہ کے لوٹ رہے ہیں۔ اور رورہ کر کہہ رہے ہیں اے دنیا دوسروں کو قریب کیا تو میرے سامنے آپ کو پیش کرتی ہے، یا تو میری مشتاق ہے؟ دور ہو۔ دور ہو۔

میں نے تجھ کو تین طلاقیں دے دیں، اب رجعت کا موقعہ نہیں رہا۔ تیری عمر کم ہے، اور تیرا مرتبہ حقیر ہے۔ افسوس تو شہ کم ہے، سفر و راز ہے، اور راہ و شتناک ہے۔ معاویہ رونے لگے اور کہا خدا ابوالحسن پر رحم کرے۔ خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ پھر معاویہ نے پوچھا، اے فراد تم کو اُن کا کتنا غم ہے؟ اُنہوں نے کہا جتنا اُس عورت کو ہو جس کا اکلوتا لڑکا اُس کی گود میں ذبح کر ڈالا گیا ہو۔

ابو عمر نے عبداللہ بن ابی ہذیل سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ موٹا رازی کرتا پہن کر نکلتے جب اُس کی آستینیں کھینچی جاتیں تو ناخنوں تک پہنچتیں۔ اور جب چھوڑ دی جاتیں، تو نصف بازو تک چڑھ جاتیں۔

مجملہ ان کے آپس کا درع اور شبہات سے بچنا ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ تم عنہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؓ کے پاس ترخ آئے، حسنؓ یا حسینؓ نے اُن میں سے ایک لے لیا۔ امیر المؤمنینؓ حضرت علیؓ نے اُن کے ہاتھ سے لے کر اُس کو بھی تقسیم کر دیا۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تم عنہ مال غنیمت میں مثل حضرت ابو بکرؓ کے عمل کرتے تھے۔ جب اُن کے پاس مال آ جاتا، سب تقسیم کر دیتے۔ اور بیت المال میں باقی کچھ نہ رکھتے۔ اُن جس کی تقسیم سے اُس دن عاجز آ جاتے وہ البتہ رہ جاتا۔ اور کہتے اے دنیا میرے سوا اوروں کو دھوکہ دے۔ اور تقسیم سے پہلے اپنے لیے کچھ نہ نکالتے تھے۔ اور نہ اپنے کسی عزیز و قریب کو خصوصیت سے دیتے تھے۔ اور امین اور دیانتدار لوگوں کو معاملہ مقرر کرتے تھے۔ اور جب کسی کی خیانت کی خبر پہنچتی، تو اُس کو لکھتے کہ "قد جاء تکم موعظۃ من ربکم فادفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبغسوا الناس اشیاء ہم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین ط وما انا علیکم بحفیظ" ترجمہ: تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی پس ناپ تول کو برابری کے ساتھ پورا کرو۔ اور لوگوں کی چیزوں کو کم نہ کرو۔ اور نہ زمین میں فساد برپا کرو۔ خدا جو کچھ باقی چھوڑے وہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم مؤمن ہو۔ میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ جب تمہارے پاس میرا خط پہنچے میرا کام جو تمہارے سپرد ہے اُس کو اُس وقت تک سنبھالے رہو کہ میں تمہارے پاس آدمی بھیجوں وہ تم سے لے لے۔ پھر آپ آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہتے، الہی تو جانتا میں نے اُن کو تیری مخلوق پر ظلم کرنے اور تیرے حق چھوڑنے کا حکم نہیں دیا ہے۔

ابو عمر جمع نبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جو کچھ بیت المال میں سب کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر جھاڑو دلوائے اور اُس میں نماز پڑھی۔ تاکہ اُن کے لیے قیامت میں گواہ رہے۔

ابو عمر نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصفہان سے مال آیا۔ انہوں نے اُس کو سات حصوں پر تقسیم کیا۔ اُس میں سے ایک روٹی بھی نکلی۔ آپ نے اُس کے بھی سات ٹکڑے کر کے ہر حصہ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر قرعہ ڈالا کہ کس کو پہلے دیا جائے۔

ابو عمر ابو عمرو بن علاء کے بھائی معاذ بن علاء سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے سنا، وہ کہتے تھے، سوا اس قارورہ کے اور مجھ کو کوئی چیز تمہاری غنائم میں نہیں ملی۔ اس کو ایک دھقان نے میرے پاس مدینہ میں بھیجا تھا۔ پھر بیت المال میں جا کر جو کچھ اُس میں تھا، اُس کو تقسیم کر دیا۔ پھر کہنے لگے وہ شخص بڑا کامیاب ہے جس کے پاس خرے کی جھولی ہو وہ اُس میں سے ہر دن ایک تہہ کھاتا ہو۔

ابو عمر ابو حبان یثی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے کہ کون شخص مجھ سے یہ میری تلوار خریدتا ہے۔ اور اگر میرے پاس تہہ بند کے دام ہوتے تو میں اُس کو نہ بیچتا۔ ایک آدمی نے کہا میں آپ کو تہہ بند کے دام اُدھار دیتا ہوں۔

منجملہ اُن کے تنگی معاش پر صبر کرنا اور اُس کو اپنے نفس پر گوارا کرنا۔

ابو بکر ابو الجحتری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد سے کہا تم باہر کا کام مثل پانی لانا وغیرہ کر لیا کرو۔ اور فاطمہ الزہراء بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کا کام مثلاً آٹا گوندھنا، روٹی پکانا، چکی بیسنا وغیرہ کر لیا کریں۔

ابو بکر نے حارث سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جس وقت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے پاس بھیجی گئی ہیں، میرے نیچے مینڈھے کی کھال کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

ابو بکر صخرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء کو گھر کے اندر کا کام کرنے کا حکم دیا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر کے باہر کا۔

احمد نے عطاء بن سائب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمہ الزہراء کا نکاح کیا، تو اُن کے ساتھ ایک چادر اور چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے چھلکے بھرے تھے اور چکی کے دو پاٹ اور ایک شکیزہ اور دو گھڑے بھیجے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا، خدا نے تمہارے باپ کو قیدی بھیجوائے ہیں۔ جاؤ اُن سے ایک

خادم مانگ لاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے ہاتھوں میں بھی جلی بیستے بیستے چھلکے پڑ گئے ہیں۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی کس لیے آئی ہو؟ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا سلام کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ اور مانگنے سے اُن کو شرم آئی۔ پھر وہ واپس چلی آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہوا؟ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے تو مانگنے سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ پھر دونوں مل کر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم پانی بھرتے بھرتے میرے سینہ میں درد ہونے لگا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا چلی بیستے بیستے میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے۔ اور خدا نے آپ کو غلام اور کسادگی دے رکھی ہے آپ ہمیں ایک خادم عنایت فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں تم کو نہ دوں گا۔ کیونکہ اہل صفہ فاقہ کر رہے ہیں، میرے پاس اُن پر خرچ کرنے کو نہیں ہے اب میں ان غلاموں کو فروخت کروں گا۔ اور اُن کی قیمتوں سے اُن کا خرچہ چلاؤں گا۔ یہ دونوں واپس چلے آئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آئے۔ یہ دونوں ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جب اپنا سر چھپاتے تھے، پیر کھل جاتے تھے۔ جب پیر چھپاتے تھے سر کھل جاتے تھے۔ دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اُٹھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو۔ پھر فرمایا کیا میں تم کو اس سے اچھی بات نہ بتا دوں جس کا تم نے سوال کیا؟ دونوں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا وہ چند کلمات ہیں جن کی تعلیم مجھ کو حضرت جبریلؑ نے کی ہے۔ یعنی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ۔ دس مرتبہ الحمد للہ۔ دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اور جب سونے لگو تینیس مرتبہ سبحان اللہ۔ تینیس مرتبہ الحمد للہ۔ چوتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم جب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا ہے اُس دن سے میں نے کبھی اُن کو ترک نہیں کیا۔ ابن کواء نے آپ سے کہا کیا عصفین کی رات کو بھی نہیں ترک کیا، آپ نے کہا، اے اہل عراق خدا تم کو ہلاک کرے۔ ہاں عصفین کی رات کو بھی نہیں ترک کیا۔ احمد نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ میں بہت بھوکا ہوا میں مدینہ کے باہر مزدوری کی تلاش میں نکلا، ایک عورت کو دیکھا کہ اُس نے مٹی کے ڈھیلے جمع کیے ہیں۔ مجھے خیال آیا شاید یہ اُن کو ترک کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اُس سے ایک چرس پر ایک خرما اجرت مقرر کی، اور سولہ چرس کھینچے یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے۔ میں پانی کو ڈھیلوں پر ڈال کر اُس عورت کے پاس گیا۔ اور ہاتھ دکھا کر اُس سے کہا، میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے۔ اُس نے مجھے سولہ خرما دے دیئے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنا حال بیان کیا اور ہم دونوں نے مل کر خرما کھائے۔

احمد محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے

اپنے آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے دیکھا ہے۔ اور آج میرا صدقہ چالیس ہزار ہے۔

منجملہ ان کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے ہوئے علوم کو یاد رکھنا اور ضرورت کے وقت ان کو بیان کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پناہ مانگا کرتے تھے جو حضرت ابو الحسنؓ سے مل نہ ہو سکے۔

شیخ الشیوخ سہروردی نے عوارف المعارف میں عبد اللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہ جب آیت کرتکمہ وتعبھا اذن واعیہ (اور یاد رکھیں گے اس کو یاد رکھنے والے کا) نازل ہوئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے علی میں نے خدا سے دعا کی کہ وہ تمہارا کان ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے کان کے بعد میں کوئی بات نہیں بھولا حالانکہ میں پہلے بھول جایا کرتا تھا۔

احمد ابوالخجری سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں سے کہا تم اس مال کی بابت کیا کہتے ہو جو تقسیم کرنے سے ہمارے پاس بچ رہا؟ لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنینؓ آپ ہم لوگوں کے کاروبار میں مشغول ہونے سے اپنے اہل اور مال و متاع اور تجارت سے الگ ہو گئے ہیں، اس لیے یہ آپ کے لیے ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا ان لوگوں نے آپ کو ضرر رساں مشورہ ہی دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم بتاؤ۔ میں نے کہا تم اپنے یقین کو شک سے کیوں بدلتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے قول کی دلیل پیش کرو۔ میں نے کہا ہاں خدا کی قسم، میں اس کی دلیل بیان کروں گا۔ کیا تم کو اس وقت کی بات یاد ہے جب تم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا تھا۔ اور تم عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے اور انہوں نے تم کو صدقہ نہ دیا۔ اور تمہارے اور اُن کے درمیان کچھ بخش تھی۔ پھر تم نے مجھ سے کہا میرے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ ہم نے آپ کو تنگ دل پایا، اور واپس چلے آئے۔ پھر دوسرے دن ہم گئے اور آپ کو خوش پایا۔ اور تم نے عباس کا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے۔ اور ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کا پہلے دن تنگ دل ہونا اور دوسرے دن خوش ہونا بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم دونوں پہلے دن میرے پاس آئے تھے، اُس دن میرے پاس صدقہ کے دو دینار باقی رہ گئے تھے۔ اس لیے میں تنگ دل تھا۔ اور آج تم میرے پاس جس وقت آئے میں اُن کو صرف کر چکا تھا، اس لیے خوش تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سچ کہتے ہو۔ میں تمہارا دنیا و آخرت میں شکر گزار رہوں گا۔

ابو عمر نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حادثہ سے پناہ مانگتے تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حل نہ ہو سکا۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجنونہ، اور اُس عورت کو جس نے چھ مہینے میں وضع حمل کیا ہو رجم کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وحملہ وفصالہ ثلاثون شهراً۔ (الایۃ) اور خدا نے مجنون سے قلم اٹھایا ہے۔ آخر حدیث تک پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ لولا علی لہلک عمری۔ (اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتے)

ابو عمر نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم بیان کیا کرتے تھے، کہ اہل مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔

ابو عمر نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے، کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ ابنی طالب کے سوا یہ کوئی نہیں کہتا تھا، کہ مجھ سے دریافت کرو۔

ابو عمر نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ خطیبہ بیان کر رہے تھے، میں پہنچا۔ وہ فرما رہے تھے کتاب اللہ میں جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو۔ خدا کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں ہے کہ میں نہ جانتا ہوں۔ کہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں سہل میں نازل ہوئی یا جبل میں۔

ابو عمر نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو علم کے نو حصے حاصل ہیں، اور دسویں حصے میں تمام لوگ اُن کے شریک ہیں۔

منجملہ اُن کے ذہن کی تیزی اور ماخذ حکم کی طرف جلد منتقل ہونا۔ اور یہ ملکہ فصل خصوصیات میں صرف ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد طریقوں سے مروی ہے، کہ آپ نے فرمایا تم میں زیادہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

ابو عمر نے ابن عباس سے اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم میں زیادہ فیصلہ کرنے والی علی رضی اللہ عنہ اور قاری ابی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس باب میں بہت سے عجائبات مروی ہیں۔ ابو عمر اور عاصم نے زر بن حبیش سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا دو آدمی صبح کا کھانا کھانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین تھیں۔ جب کھانا ان دونوں کے سامنے رکھا گیا، ایک اور آدمی کا اس طرف گزر ہوا۔ اُس نے سلام کیا، دونوں نے کہا بیٹھو کھانا کھا لو۔ وہ بیٹھ گیا اور اُن کے ساتھ کھانے لگا۔ تینوں نے سب روٹیاں کھائیں۔ وہ آدمی جب اُٹھ کر جانے لگا، اُس نے دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا میں نے جو تم دونوں کی روٹی کھائی ہے، اُس کے عوض میں لے لو۔ دونوں اُڑنے

لگے۔ پانچ روٹی والے نے کہا پانچ درہم میرے ہیں، اور تین تیرے ہیں۔ اور تین روٹی والے نے کہا میں تو برابر لوں گا۔ اور دونوں نے اپنا معاملہ حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کے سامنے پیش کیا اور اپنا حال بیان کیا۔ حضرت علیؓ نے تین روٹی والے سے کہا اس کی روٹیاں زیادہ تھیں وہ تم کو تین درہم دیتا ہے، لے لو۔ اُس نے کہا میں اس سے راضی نہ ہوں گا۔ میں بے لاگ فیصلہ چاہتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا بے لاگ فیصلہ میں تیرے لیے ایک درہم ہے۔ اور اس کے لیے سات درہم۔ اُس نے کہا سبحان اللہ، یا امیر المؤمنینؓ وہ مجھ کو تین درہم دیتا رہا میں نہ راضی ہوا، آپؓ نے بھی اُسی کا مشورہ دیا۔ اس سے بھی میں راضی نہ ہوا۔ اور اب آپؓ کہتے ہیں بے لاگ فیصلہ یہ ہے کہ مجھے ایک ہی درہم ملنا چاہیے۔ حضرت علیؓ نے کہا تمہارا ساتھی تین درہم بطور صلح دیتا ہے۔ تم نے کہا میں ٹھیک فیصلہ چاہتا ہوں۔ اور ٹھیک فیصلہ میں تمہارے لیے ایک درہم واجب ہے۔ اُس نے کہا مجھے یہ سمجھائیے کہ بے لاگ فیصلہ میں یہ کیونکر واجب ہوتا ہے۔ تاکہ میں اُس کو منظور کر لوں۔ حضرت علیؓ نے کہا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہوئیں۔ جن کو تم تین آدمیوں نے مل کر کھایا اور معلوم نہیں کہ کس نے کم کھایا اور کس نے زیادہ۔ اس لیے سب برابر سمجھے جائیں گے۔ اُس نے کہا، ہاں۔ آپؓ نے کہا تیری نو تہائیاں تھیں، اُس میں سے تو نے آٹھ کھائیں ایک باقی رہی۔ اور تیرے ساتھی کی پندرہ تہائیاں تھیں، جس میں سے آٹھ اُس نے کھائیں اور سات باقی رہیں۔ اُس آدمی نے تیری ایک تہائی کھائی اور اُس کی سات تہائیاں۔ اس لیے تجھے ایک درہم ملے گا اور اُس کو سات درہم۔ اُس نے کہا یا امیر المؤمنین اب میں راضی ہو گیا۔

ریاض میں محمد بن زبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا۔ وہاں ایک بہت سن رسیدہ بزرگ تھے جن کی ہڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے ٹیڑھی ہو گئی تھیں۔ میں نے اُن سے کہا اے شیخ تم نے کس کا زمانہ دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ کا۔ میں نے پوچھا کس جہاد میں شریک ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا یرموک میں۔ میں نے کہا کوئی بات آپؓ نے سنی ہو؟ بیان کیجیے۔ انہوں نے کہا میں چند جوانوں کے ہمراہ حج کرنے چلا، ہم لوگ احرام باندھ چکے تھے کہ شتر مرغ کے انڈے ملے۔ جب ہم حج سے فارغ ہو گئے، اُس کو امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے بیان کیا۔ وہ پیچھے لوٹے اور کہا میرے ساتھ آؤ۔ یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ایک حجرہ پر دستک دی۔ ایک عورت نے اندر سے جواب دیا۔ آپؓ نے پوچھا، یہاں ابو الحسنؓ ہیں؟ اُس نے کہا نہیں۔ پھر وہ ایک سایہ دار زمین کی طرف گئے اور فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ وہ حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گئے۔ وہ اپنے ہاتھ سے مٹی برابر کر رہے تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کو مرجعاً کہا۔ حضرت عمرؓ نے کہا

اُن لوگوں نے احرام کی حالت میں شتر مرغ کے انڈوں کو توڑ ڈالا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مجھے کیوں نہ بلا لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا ہی آنا مناسب تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا انڈوں کے شمار سے اونٹنیوں پر جو ان اونٹوں کو چھوڑیں۔ اور اُن سے جو بچے پیدا ہوں، اُن کی ہدی کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اونٹنی کبھی بچہ ڈال جاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کبھی اونٹوں کو بھی آفت پہنچ جاتی ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوٹے کہا الہی تو مجھ پر کوئی سخت معاملہ نہ پیش کر۔ مگر یہ کہ میرے پاس ابوالحسن رضی اللہ عنہ ہوں۔

حسن معمر سے مروی ہے کہ دو آدمی ایک عورت کے پاس آئے اور اُس کے پاس سودینا امانت رکھے۔ اور کہا جب تک ہم دونوں نہ آویں نہ دینا۔ ایک سال گزرنے کے بعد اُن میں سے ایک آیا اور کہا میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دینار مجھے دے دو۔ اُس عورت نے انکار کیا۔ وہ اُس عورت کے گھر والوں کو بلا لایا۔ اور اُنہوں نے اصرار کر کے دلوادیا۔ پھر سال کے بعد دوسرا آیا اور کہا میرے دینار لاؤ۔ اُس عورت نے کہا کہ تمہارے ساتھی نے آکر بیان کیا کہ تم مر گئے ہو۔ اس لیے میں نے اُس کو دے دیئے۔ دونوں کا جھگڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس عورت کے خلاف فیصلہ کریں اور ایک روایت میں ہے کہ اُنہوں نے اُس عورت سے کہا تو ضامن ہے۔ اُس عورت نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دلاتی ہوں کہ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کرو۔ اور ہمارے مقدمہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو۔ آپ نے اُن دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ ان دونوں نے اُس عورت کے ساتھ جعل کیا ہے۔ اور آپ نے اُس آدمی سے کہا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں نہ آویں نہ دینا؟ اُس نے کہا ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا مال میرے پاس ہے۔ جاؤ، اپنے ساتھی کو لے آؤ ہم تمہارا مال دے دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا وہاں چار آدمی ایک کنوئیں میں گرہ کرے تھے جو شیر کے شکار کے لیے کھودا گیا تھا۔ پہلے ایک گرا، اُس نے دوسرے کا ہاتھ پکڑا۔ وہ گرنے لگا اُس نے تیسرے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب وہ گرنے لگا اُس نے چوتھے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چاروں اُس کنوئیں میں گر گئے۔ شیر نے آکر اُن سب کو زخمی کیا اور اُسی کے زخم سے سب مر گئے۔ ان کے ورثاء نے آپس میں جھگڑا کیا۔ یہاں تک کہ قریب قتال کے نوبت پہنچ گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تمہارا تصفیہ کیے دیتا ہوں۔ اگر تم اُس سے راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ ہے۔ ورنہ میں تم کو لڑنے سے روکوں گا۔ کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اپنا

فیصلہ کرالو۔ آپ نے کنواں کھودنے والوں سے کہا ربع اور ثلث اور نصف اور ایک پوری دیت جمع کرو۔ پہلے کی ربع دیت ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنے اوپر تین آدمیوں کو ہلاک کیا اور دوسرے کی ثلث دیت ہے کیونکہ اُس نے اپنے اوپر دو آدمیوں کو ہلاک کیا۔ اور تیسرے کی نصف دیت ہے کیونکہ اُس نے اپنے اوپر ایک آدمی کو ہلاک کیا۔ اور چوتھے کی پوری دیت ہے۔ وہ لوگ اس سے راضی نہ ہوئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مقام ابراہیمؑ کے قریب اُن سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمہارا فیصلہ کروں گا۔ اور چادر کو زانو کے گرد لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ اُن میں سے ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنایا آپ نے بھی اُسی کو نافذ فرمایا۔

حادث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی اپنی بی بی کو لے کر آیا، اور کہا اُس نے اپنا عیب مجھ سے چھپایا۔ یہ مجنون ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اوپر سے نیچے تک دیکھا وہ عورت خوبصورت تھی۔ آپ نے اُس سے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اُس عورت نے کہا، اے امیر المؤمنین خدا کی قسم مجھ میں جنون نہیں ہے۔ لیکن جب وہ وقت آیا مجھ پر خشی طاری ہو گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا برا ہو اس عورت کو لے جا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ تو اس کے لائق نہ تھا۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یمن میں تین آدمی آئے جنہوں نے ایک لونڈی سے ایک ہی طہر میں صحبت کی تھی۔ اور اُس سے لڑکا پیدا ہوا۔ ہر ایک نے اُس لڑکے کا دعویٰ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن میں سے ایک سے کہا کیا تم بخوشی یہ لڑکا اس کو دے دو گے، اُس نے کہا نہیں۔ اسی طرح آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ تم یہ لڑکا اس کو بخوشی دے دو گے۔ سبھیوں نے انکار کیا۔ آپ نے کہا معلوم ہوتا ہے۔ تم جھگڑا کرنے والے شرکار ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام نکل آئے گا اُس کو لڑکا دلوادوں گا۔ اور اُس پر دو ثلث قیمت کا تاوان ڈالوں گا۔ یہ واقعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں جو علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا، اُس کے سوا مجھے اور کوئی فیصلہ نظر نہیں آتا۔

حمید بن عبد اللہ بن یزید مدنی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ بیان کیا گیا۔ آپ نے اُس کو بہت پسند کیا۔ اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت کو کیا۔

پھر بارہا آپ کے نفس قدسی پر شعاع نبوی کا پر تو پڑا اور بڑے بڑے معجزات آپ کے حق میں ظاہر ہوئے۔ اور فیض الہی نے ہمت نبویہ کو آپ کے کام میں صرف کیا جس سے

آپ کے بہت سے مقامات قوت سے فعلیت میں آئے۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یمن کی جانب بھیجنے لگے، آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو سن رسیدہ لوگوں کی طرف بھیجتے ہیں۔ حالانکہ میں کم سن ہوں۔ اور مجھے قضا کا علم بھی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ مبارک کو میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا خدا تم کو ہدایت کرے گا، اور تمہاری زبان کو قابو میں رکھے گا۔ آخر حدیث تک۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے بعد مجھ پر فیصلہ کرنا دشوار نہیں ہوا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو فیصلہ کرنے میں شبہ نہیں ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے بعد برابر فیصلہ کرتا رہا۔

حفظ قرآن کے باب میں ترمذی نے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز نفل تعلیم فرمائی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ قرآن میرے سینہ سے نکل گیا، اب مجھے اس پر قدرت نہیں رہی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسن بغ کیا میں تم کو چند کلمے ایسے نہ سکھا دوں کہ جو تم کو فائدہ دیں۔ اور جو بتا دو اس کو بھی فائدہ دیں۔ اور جو کچھ تم سیکھو تمہارے سینہ میں محفوظ رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ سکھا دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب جمعہ کو اگر تم سے ہو سکے تو رات کی اخیر تہائی میں۔ اور اگر نہ ہو سکے تو اول شب میں کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑھو، پہلی رکعت میں سورت فاتحۃ الكتاب اور سورت یسین۔ اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الكتاب اور حم الدخان۔ تیسری رکعت میں فاتحۃ الكتاب اور الم تنزیل السجدة۔ اور چوتھی رکعت میں فاتحۃ الكتاب اور تبارک مفصل پڑھو۔ اور جب تشہد سے فارغ ہو جاؤ خدا کی حمد و ثناء کے بعد اور تمام انبیاء کرام پر درود پڑھو اور مؤمنین و مؤمنات اور اپنے اگلے دینی برادران کے لیے استغفار کرو۔ اس کے بعد کہو: اللہم ارحمنی بترك المعاصی ابدًا ما ابقيتني وارحمی ان الکلف ما لا یعیننی وارحمقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی اللہم بدیع السموات والارض ذا الجلال والاکرام والعزة التي لا ترام اسالك یا اللہ یا رحمن بجلالك ونور وجهك ان تلزم قلبي حفظ کتابك کما علمتني وارحمقنی ان اتلوه علی النواذی یرضیک عنی۔ اللہم بدیع السموات والارض ذا الجلال والاکرام والعزة التي لا ترام اسالك یا اللہ یا رحمن بجلالك ونور وجهك ان تنور بکتابك بصری وان تطلق به لسانی وان تفرج به عن قلبي و ان تشرح به صدري وان تغسل به بدنی فانه لا یعیننی علی الحق غیرک ولا یوتیه الا الت

ولا حول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم۔

۱۔ اے ابوالحسنؑ اس کو تین یا پانچ یا سات جمعوں میں کرو۔ خدا کے حکم سے تمہاری دعا مقبول ہو جائے گی۔ اور قسم ہے اس کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کوئی مومن اس میں کبھی خطا نہ کھائے گا۔

ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم حضرت علیؑ پانچ یا سات جمعوں کے بعد اسی طرح مجلس میں آئے اور کہا یا رسول اللہؐ میں پہلے چار یا اس کی مثل آیتیں یاد کرتا تھا۔ اور جب اُن کو دُھراتا تھا وہ بھول جاتی تھیں۔ اور اب میں قریب چالیس آیتوں کے یاد کرتا ہوں۔ اور جب اُن کو دُھراتا ہوں گویا کتاب میرے سامنی کھلی رکھی ہے۔ اور پہلے میں حدیث سُنتا تھا جب اُن کو دُھراتا تھا بھول جاتی تھیں۔ اور اب میں حدیث سُنکر بیان کرتا ہوں اور ایک حرف بھی اُس میں نہیں چھوڑتا۔ اس وقت رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ خدا کی قسم تم مومن ہو۔

رسول خدا ﷺ نے حضرت علیؑ کے واسطے فقط سنت (حدیث) کو یاد رکھ سکے کی دعا کی کہ بار خدا یا ان کے کان کو یاد رکھنے والا کان کر دے۔

آپ کے آشوب چشم کے بے دعا فرمائی، حضرت علیؑ کہتے ہیں جب سے آپ نے میری آنکھ میں دم کر دیا کبھی آنکھ میں درد نہیں ہوا۔

آپ کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ سردی و گرمی کے اثر کو ان سے دُور کر دے۔ اُس دعا کے بعد حضرت علیؑ جاڑوں میں گرمیوں کا لباس اور گرمیوں میں جاڑوں کا لباس پہنتے تھے۔ اور سردی و گرمی سے کچھ تکلیف نہ ہوتی تھی۔

آپؐ ایک مرتبہ بیمار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے واسطے دعا فرمائی، آپ اس وقت تندرست ہو گئے۔

جب حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کا عقد کیا، دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے اولاد کثیر و پاکیزہ ظاہر کرے۔ اور تم دونوں کو برکت عنایت کرے۔ انسؓ کہتے ہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں سے بہت ذریات طیبات پھیلائیں۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر فوت ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، آفتاب لوٹ آیا۔

۱۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیمؒ کردی مدنی کے سامنے پڑھا گیا میں سن رہا تھا۔ وہ کہتے تھے مجھے میرے والد ابراہیم بن حسن کردی مدنی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ہمارے استاد امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے خبر دی۔ وہ کہتے تھے،

ہمیں ہمارے استاد امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے شمس آملی سے انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے انہوں نے اعزال دین یعنی عبدالرحیم بن محمد فرات سے۔ انہوں نے ابوالشنا محمد بن خلیفۃ النجفی سے انہوں نے حافظ شرف الدین عبداللہ بن خلف دمیاطی سے انہوں نے ابوالحسن بن حضرت علی ابن حسین بن مقبر بغدادی سے انہوں نے حافظ الباقی محمد بن ناصر سلامی حنبلی سے انہوں نے ۴۳۳ھ میں خطیب ابوالطاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابوالصقر انباری سے سماعاً۔ انہوں نے ۴۲۸ھ میں مصر میں ابوالبرکات احمد بن عبد الواحد بن فضل بن نصیف بن عبداللہ قراء سے۔ انہوں نے ابو محمد حسن ابن شتی عسکری سے سماعاً روایت کر کے خبر دی۔ وہ کہتے تھے ہم سے ابولبشر محمد بن احمد بن عماد انصاری دولابی نے بیان کیا وہ کہتے تھے محمد سے اسحاق بن یونس نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے سوید بن سعید نے مطلب بن زیاد سے انہوں نے ابراہیم بن جہان سے انہوں نے عبد اللہ بن حسن سے انہوں نے فاطمہ بنت حسین سے انہوں نے اسماء بنت عیس سے روایت کر کے بیان کیا انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا۔ اور حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہو رہی تھی۔ جب وحی ختم ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے پوچھا نماز فرض ادا کر چکے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، الہی تو جانتا ہے کہ وہ تیرے اور تیرے رسولؐ کے کام میں تھا۔ اس پر آفتاب کو لوٹا دے۔ خدا نے آفتاب کو واپس کر دیا حالانکہ وہ غروب ہو چکا تھا۔

ہمارے شیخ ابوطاہر کے سامنے قرأت کی گئی اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے احمد بن محمد مدنی ملقب بہ قشاشی سے انہوں نے شمس لبنی محمد بن احمد بن حمزہ رملی سے اجازۃً انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے انہوں نے ابن فرات سے انہوں نے عمر بن حسن مراغی سے انہوں نے فخر بن بخاری سے انہوں نے ابوجعفر صدیقی سے انہوں نے فاطمہ بنت عبد اللہ جوزدانیہ سے انہوں نے ابوبکر محمد ابن عبد اللہ اصیبانی سے انہوں نے حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی سے کبیر میں روایت کی وہ کہتے تھے ہم سے جعفر بن احمد بن سنان واسطی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے علی بن منذر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے ہم سے فضیل بن مرزوق نے ابراہیم بن حسن سے انہوں نے فاطمہ بنت حسین بن علی سے انہوں نے اسماء بنت عیس سے روایت کر کے بیان کیا انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی آپؐ بے ہوش سے ہو جاتے تھے۔ ایک دن وحی نازل ہوئی، اور آپؐ کا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنا سر اٹھایا اور حضرت علیؓ سے پوچھا اے علی کیا تم عصر کی نماز پڑھ چکے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو واپس کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھ لی۔ اسما کہتی ہیں میں نے آفتاب کو ہونے کے بعد پھر دیکھا جس وقت لوٹا لیا گیا۔ حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے کشف اللبس فی حدیث رد الشمس کے ایک مقام میں لکھا ہے کہ رد الشمس ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

امام ابو جعفر طحاوی وغیرہ نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے بہت زیادتی کی ہے۔ انہوں نے اس کو کتاب موضوعات میں داخل کر دیا۔ ان کے شاگرد محدث ابو عبد اللہ محمد بن یوسف و مشقی صالحی نے مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس کے ایک مقام میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث کو طحاوی نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں اسماء بنت ہشیر سے دو طریقوں سے نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت ہیں۔ ان کے راوی ثقبہ ہیں۔ اور قاضی عیاض نے اس کو شفا میں درج کیا ہے۔ اور حافظ ابن سید النکاح نے بشری اللیب میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب الزہر الباسم میں۔

ابوالفتح ازدی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور الوزر عہ ابن عراقی نے الدار المنتشرہ فی الاحادیث المشترکہ میں بیان کیا ہے۔ اور حافظ احمد بن صالح نے کہا ہے یہ تم کو کافی ہے جس کا مقصد علم حاصل کرنا ہے۔ اس کو اسماء کی حدیث سے نہ تخلف کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ نبوت کی بہت بڑی نشانیوں میں سے ہے۔ اور انہوں نے ابن جوزی پر انکار کیا ہے۔ کہ انہوں نے اس حدیث کو موضوعات کی کتاب میں داخل کر دیا۔

میں کہتا ہوں طحاوی نے مشکل الآثار میں اس کو دو طرح سے روایت کیا ہے۔ ان میں ایک طریق فضیل بن مرزوق عن ابراہیم بن الحسن عن فاطمہ بنت الحسنؓ سے ہے۔ جس کو اوپر ہم ذکر کر چکے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ ہم سے علی بن عبد الرحمن بن محمد بن منیر نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے تھے ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے ہم سے ابن ابی فدیک نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے محمد سے محمد بن موسیٰ نے عون بن محمد سے انہوں نے اپنی ماں یعنی ام جعفر سے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے روایت کر کے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صہبا میں پڑھی۔ پھر حضرت علیؓ کو کسی کام پر بھیجا۔ جب وہ واپس آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں رکھ لیا اور غروب آفتاب تک سر مبارک نہ ہلایا۔ جب آفتاب غروب ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی تیرا بندہ علیؓ تیرے نبیؐ کے کام میں تھا، تو اس پر

آفتاب کو واپس کر دے۔ اسماء کہتی ہیں پھر آفتاب نکل آیا۔ یہاں تک کہ اُس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی۔ پھر آفتاب غروب ہو گیا۔ یہ واقعہ صہبا میں ہوا تھا۔ طحاوی کہتے ہیں محمد بن موسیٰ وہی ہیں جو قطری کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اُن کی روایت پسندیدہ ہے۔ اور عون بن محمد حضرت علی ابن ابی طالب کے پوتے ہیں۔ اور ان کی والدہ اُم جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب تھیں۔

پھر طحاوی نے اس حدیث کے معارضہ میں اُس حدیث کو پیش کیا جو چند طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔ کہ حضرت یوشعؑ کے سوا کسی کے لیے آفتاب نہیں رُکا۔ پھر خود ہی اس کا جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ یوشعؑ کے ساتھ جو بات مخصوص تھی وہ یہ ہو کہ اُن کے لیے آفتاب غروب ہونے کے بعد لوٹا لیا گیا ہو۔ اور اس وقت آفتاب غروب ہونے سے روک دیا گیا ہو۔ پھر خود ہی اس جواب کو مردود کر دیا ہے کہ ایک حدیث میں ہے:۔ فحسبہا اللہ علیہ السلام علی یوشع (یعنی خدا نے آفتاب کو یوشعؑ کے اوپر غروب ہونے سے روک دیا۔ طحاوی کا کلام ختم ہو گیا۔

آپ کے حکمت آمیز کلمات اس قدر ہیں کہ اُن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور کیوں کر ہو سکتا حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر اور علی اُس کے دروازہ ہیں۔ لیکن بقدر تیسرے ہم حوالہ قلم کرتے ہیں۔

ابو بکر ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا چند کلمے ہیں اگر تم اُن کی تلاش میں سواریوں پر سوار ہو کر چلو تو اُن جیسے کلمات ملنے سے پہلے اُن کی ہڈیوں کا مغز نکل جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:۔ بندہ اپنے رب کے سوا کسی کی اُمید نہ کرے، اور اپنے گناہوں کے سوا کسی سے نہ ڈرے، جاہل سیکھنے سے شرم نہ کرے اور جب کسی سے ایسی بات کا سوال کیا جائے جو اُسے نہیں معلوم، تو ”واللہ اعلم“ کہنے سے شرم نہ ہو۔ جان لو کہ صبر ایمان سے بمنزلہ سر کے ہے جسم سے۔ جس کا سر نہیں اُس کا دھڑ نہیں۔ اور جس کا صبر نہیں، اُس کا ایمان نہیں۔

زید بن حارث نے بنی عامر کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم پر دو چیزوں سے ڈرتا ہوں۔ طول اہل، اور خواہش کی پیروی۔ طول اہل آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہش کی پیروی حق کو روک دیتی ہے۔ دنیا پیچھے کو کوچ کر رہی ہے اور آخرت سامنے سے آتی ہے۔ اور ہر ایک کے لیے اہل ہیں۔ پس تم آخرت والوں میں سے ہو۔ آج عمل کا دن ہے۔ حساب نہیں ہے اور کل حساب ہو گا۔ عمل نہ ہو گا۔

حسن سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مبارک ہیں وہ لوگ جو لوگوں کو پہچانتے ہیں اور لوگ اُن کو نہیں جانتے ہیں۔ اور خدا اُن سے راضی ہے۔ وہی لوگ

ہدایت کے چراغ میں۔ اُنہی کی وجہ سے ہر ایک تاریک فتنہ دور کیا جاتا ہے۔ خدا اُن کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا وہ لوگ نہ راز ظاہر کرتے ہیں اور نہ چغل خوری کرتے ہیں اور نہ وہ جفا کار و ریا کار ہیں۔

عطار بن ابی رباح سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت علیؑ ابن ابی طالب جب کسی لشکر کو بھیجتے، اُس پر ایک آدمی کو حاکم بناتے اور اُس کو وصیت کرتے کہ میں تجھ کو خدا سے ڈینے کی وصیت کرتا ہوں۔ تجھ کو خدا سے ایک دن ملنا ضروری ہے اور اس کے سوا تیرا کوئی منتہا نہیں۔ وہ دنیا و آخرت کا مالک ہے۔ تم اُسی چیز کو اختیار کرو۔ جو تم کو خدا سے نزدیک کرے۔ کیونکہ خدا کے یہاں دنیا کی ایک چیز کا بدلہ ہے۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ لعجہ نے حضرت علیؑ کو لباس کی بابت ملامت کی۔ آپ نے کہا مومن اس کی اقتدا کریں گے، اور دل متواضع رہے گا۔ عمرو بن کثیر حنفی سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا غصہ کو ضبط کرو اور کم ہنسو دل کھول کر نہ ہنسو۔

حارث نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جس نے ایمان و قرآن دونوں کو حاصل کیا اُس کی مثال مثل تریج کے ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور ذائقہ بھی عمدہ۔ اور جس نے قرآن و ایمان کو نہ حاصل کیا، اُس کی مثال حنظل کی سی ہے۔ جس کی بو بھی بری اور مزہ بھی بُرا۔ محمد بن عمرو بن علیؑ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا، حضرت علیؑ سے کہا گیا کہ آپؑ قبرستان میں کیوں زیادہ بیٹھتے ہیں؟ آپؑ نے کہا وہ اچھے ہم نشین ہیں۔ بُرائی کو روکتے ہیں، اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔ ان سب اقوال کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے۔

صواعق میں آپؑ کا کلام مذکور ہے کہ لوگ خواب غفلت میں ہیں۔ جب مریں گے بیدار ہوں گے۔ لوگ اپنے زمانہ میں بہ نسبت اپنے اسلاف کے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ اگر پردہ اٹھا دیا جائے۔ میرا یقین کچھ بھی نہ بڑھے۔ جو اپنے مرتبہ کو پہچانتا ہے ہلاک نہیں ہوتا۔ آدمی کی قیمت وہ ہے جو اُس کو آراستہ کرے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اُس نے خدا کو پہچان لیا۔ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ جس کی زبان شیریں ہوئی اُس کے ملنے والے زیادہ ہوئے۔ نیک کا احسان شریف کو غلام بنا لیتا ہے۔ کجس کے مال کو حادثہ یا وارث کی بشارت دے دو۔ کہنے والے کو نہ دیکھو اُس کے قول کو دیکھو۔ مصیبت کے وقت بے صبری کرنا بہت بڑی مصیبت ہے۔ سسکشی کے ساتھ کامیابی نہیں ہے۔ تکبر کے ساتھ تعریف نہیں ہے۔ تحنہ دکھانے کی حرص کے ساتھ تندرستی نہیں ہے۔ بے ادبی کے ساتھ شرافت نہیں ہے۔ حسد کے ساتھ راحت نہیں ہے۔ بدلہ لینے کے ساتھ سرداری نہیں ہے۔ مشورہ نہ کرنے کے ساتھ ٹھیک رائے نہیں ہے۔ جھوٹے کو مروت نہیں۔ تقویٰ سے بڑھ کر کوئی بزرگی نہیں ہے۔ توبہ

سے بڑھ کر کوئی شفیع فائدہ مند نہیں۔ عافیت سے بہتر کوئی لباس نہیں۔ جہل سے سخت کوئی بیماری نہیں۔ خدا اُس بندے پر رحم کرے جس نے اپنی قدر کو پہچانا اور اپنے مرتبہ سے تجاوز نہ کیا۔ دوبارہ معذرت کرنا گناہ کو یاد دلاتا ہے۔ لوگوں کے سامنے نصیحت کرنا رسوا کرنا ہے۔ جاہل کی نعمت مثل اُس باغ کے ہے جو کوڑی پر ہو۔ بے صبری صبر سے زیادہ تھکانے والی ہے سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو پوشیدہ مکر کرے۔ حکمت مومن کی کم شدہ چیز ہے۔ بخل سب عیوب کا جامع ہے۔ جب تقدیر پیش آتی ہے تدبیر بے کار ہو جاتی ہے۔ خواہش کا بندہ غلام ذلیل ہے۔ حاسد اُس پر غصہ ہوتا ہے جس نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا۔ گناہ گناہگار کے لیے کافی شفیع ہے۔ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ احسان لوگوں کی زبان کو کاٹ دیتا ہے۔ سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے۔ سب سے بڑی تو نگرانی عقل ہے۔ برص ذلت کی قید میں ہے۔ اُس شخص سے کوئی تعجب نہیں جو ہلاک ہو گیا۔ تعجب اُس سے ہے جو بچ گیا، کہ کس طرح بچا۔ عقلین اکثر لالچ کی بجلیوں کے نیچے ہلاک ہوتی ہیں۔ جب تمہارے پاس نعمتیں پہنچنے لگیں تو ناشکری کر کے بڑی نعمتوں کو نہ بھگا دو۔ جب تم کو دشمن پر قدرت حاصل ہو اُس کے شکریہ میں اُس کو معاف کر دو۔ عاقل کی زبان دل کے تابع ہے۔ اور احمق کا قلب زبان کے آگے ہے۔ کسی نے کوئی بات دل میں نہ چھپائی مگر اُس کے کلمات و بشری سے ظاہر ہو گئی۔ بخیل فقر کو قریب خیال کرتا ہے اور محتاجوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اور آخرت میں امیروں کی مانند حساب دے گا۔ علم گناہوں کو نامور کرتا ہے۔ اور جہالت ناموروں کو ذلیل کرتی ہے۔ علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری پاسبانی کرتا ہے اور تو مال کی پاسبانی کرتا ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔ عالم بے عمل اور جاہل عبادت گزار نے میری پشت کو توڑ ڈالا۔ یہ فتوے دیتا ہے اور اپنی بے عملی سے لوگوں کو نفرت دلاتا ہے۔ اور دوسرا اپنی عبادت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ سب سے کم قیمت آدمی بے علم ہے۔ کیونکہ آدمی کی قیمت وہی ہے جو اسکو آراستہ کرے۔

کرامات سیدنا علیؑ

صاحب ریاض نے اصحیح سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا ہم حضرت علیؑ کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپؑ کا نذر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے مقام پر ہوا۔ حضرت علیؑ نے کہا اس جگہ اُن کے اونٹ ٹھہریں گے اور اس جگہ اُن کے پالان رکھے جائیں گے اور اُن جگہ اُن کا خون بہایا جائے گا۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چند نوجوان یہاں شہید ہوں جن پر آسمان وزمین روئیں گے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علیؑ کے سامنے

دو آدمیوں کا مقدمہ پیش ہوا اور آپ ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ ایک آدمی نے کہا یا امیر المؤمنین یہ دیوار گرا چاہتی ہے۔ آپ نے کہا جاؤ۔ خدا نگہبان ہے۔ آپ دونوں آدمیوں کا فیصلہ کئے کھڑے ہی ہوئے تھے کہ فوراً دیوار گر گئی۔

حادث سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ معرکہ صفین میں تھا۔ شام کے ایک اونٹ کو میں نے دیکھا کہ وہ آیا اور اپنے سوار اور پالان کو گرا کر صفوں کے اندر گھستا چلا آیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر اپنی تھو تھنی کو آپ کے سر اور مونڈھے کے درمیان رکھ دیا۔ اور سر اور مونڈھے کو اپنی گردن سے ہلانے لگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایک نشانی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھی۔ لوگو! نے اُس دن بہت مستعدی کی اور سخت معرکہ ہوا۔

علی بن نذران سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی۔ ایک آدمی نے آپ کی تکذیب کی۔ آپ نے کہا اگر میں سچا ہوں تو تجھ پر بددعا کروں؟ اُس نے کہا ہاں آپ نے اُس پر بددعا کی۔ وہ لوٹنے بھی نہ پایا کہ اُس کی آنکھ جاتی رہی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بلانے کو بھیجا۔ میں اُن کے گھر پہ گیا اور آواز دی، کچھ جواب نہ آیا۔ میں چلا آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ نے کہا پھر جاؤ اور اُن کو پکارو۔ وہ گھر میں ہیں۔ میں پھر اُن کے وہاں گیا، اور آواز دی۔ چکی چلنے کی آواز آتی تھی میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا، تو چکی چل رہی تھی، اور اُس کے پاس کوئی نہ تھا۔ میں پھر اُن کو آواز دی، وہ میرے پاس آئے۔ میں نے اُن سے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بلاتے ہیں۔ وہ آئے۔ پھر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور وہ میری طرف برابر دیکھتے رہے۔ پھر کہا اے ابوذر! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عجیب بات دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں دیکھا چکی چل رہی ہے اور اُس کے پاس چلانے والا کوئی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوذر خدا کے کچھ فرشتے زمین میں پھرا کرتے ہیں خدا نے اُن کو آل محمد کی اعانت پر مقرر کر دیا ہے۔

فضالہ بن ابی فضالہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ ینبع کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اعانت کرنے گیا۔ وہ بیمار تھے۔ میرے والد نے اُن سے کہا تم کیوں ایسی جگہ رہتے ہو کہ اگر مرجاؤ تو یہاں سوا اعراب جہنیہ کے اور کوئی گور و کفن کرنے والا بھی نہیں۔ آپ مدینہ چلو اگر وہاں انتقال ہوا تو تمہارے اصحاب تمہارا گور و کفن کریں گے۔ اور تمہاری نماز پڑھیں گے۔ ابو الفضالہ اہل بدر میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس درد سے نہ

مروں گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں اُس وقت تک نہ مروں گا کہ میرے تلوار کا زخم لگایا جائے۔ اور میری ڈاڑھی میرے سر کے خون سے تر ہو۔ ابو فضالہ آپ ہی کی طرف سے صفین میں شہید ہوئے۔

ابو عمر نے عبیدہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ابن ملجم کو دیکھتے یہ شعر پڑھتے: **ہا ارید حیائۃ ویرید قتلی**؛ غدیرک من غلیلک من مراد۔ (یعنی میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ کرتا ہے۔ قبیلہ مراد سے کسی ایسے دوست کو لا جو تیرا غدر بیان کرے)

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بدترین اُمت کو کون چیز مائع ہے یا کس بات کا انتظار کرتا ہے کہ اس ڈاڑھی کو سر کے خون سے لال کرے۔ اور کہتے تھے خدا کی قسم یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور خضاب آلود ہوگی۔ وہ خضاب خون کا ہوگا۔ عطر و عنبر کا نہ ہوگا۔

احیاء علوم دینیہ میں سے آپ نے قرآن مجید کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمع اور مرتب کر لیا تھا۔ لیکن تقدیر نے اس کی اشاعت کا موقع نہ بخشا۔

ابو عمر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جن لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ کی حیات میں قرآن مجید جمع کیا تھا وہ عہدِ ہجرت میں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور غیر ہجرت میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کے غلام سالم ہیں۔

پھر تابعین میں سے کچھ لوگوں نے قرآن پاک کی ان سے روایت کی ہے اور ان لوگوں کی روایت اس وقت تک باقی ہے۔

بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے کہ قرآن مشہورہ نے اپنی قرائتوں کو صحابہ سے منسوب کیا ہے۔ عبد اللہ بن کثیر اور نافع ابی بن کعب کی طرف اور عبد اللہ بن عامر عثمان بن عفان کی طرف اور عاصم علی و عبد اللہ بن مسعود و زید کی طرف اور حمزہ عثمان و علی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ پورا قرآن پاک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی میں لوگوں کے سینہ میں مجموع و محفوظ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث و کثرین صحابہ میں سے ہیں۔ بادی النظر میں چھ سو کے قریب حدیثیں کتب معتبرہ میں مرفوعاً آچے کی روایت سے موجود ہیں۔ اور حقیقت میں آپ کے مرفوعات ہزار سے زیادہ ہیں۔ اس بحث کو ہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ذکر کر چکے ہیں اُس کی طرف رجوع کرو۔

بعض ابواب حدیث ایسے ہیں جن کی بابت آپ سے پہلے کسی نے روایت نہیں کی تھی۔ آپ اُن ابواب کے پہلے کھولنے والے ہیں۔

منجملہ اُن کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شبانہ روز گزیر اوقات کی کیفیت ہے۔

ترمذی نے حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بہت بڑی حدیث بیان کی ہے جس کے بعض طرق ضعیف بھی ہیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ یہود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ہم سے اپنے صاحب کا حلیہ بیان کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے گروہ یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح تھا جیسے کہ یہ دو انگلیاں ہیں۔ اور میں اُن کے ساتھ کوہ حرا پر چڑھا ہوا تھا میری کمر آپ کی کمر مبارک سے ملی ہوئی تھی۔ لیکن آپ کا وصف بیان کرنا دشوار ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہو سکتا ہے، اُن کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابی طالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوالحسن ہم سے اپنے چچا کے بیٹے کا وصف بیان کرو۔ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ حد سے زیادہ لمبے اور نہ پستہ قامت بلکہ میانہ قد، سرخ و سفید تھے۔ آپ کے بال مبارک گھونگر والے تھے لیکن زیادہ پھلے دار نہ تھے۔ آپ بالوں کو دونوں کانوں کی طرف چھوڑتے تھے۔ آپ کشادہ پیشانی اور سیاہ و بڑی آنکھ والے تھے۔ سینہ مبارک پر باریک خط، دندان مبارک چمکدار، ناک بلند، گہرے مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ آپ کے سینہ مبارک سے ناف تک مثل سیاہ مشک کی لکیر کے سیاہ بال تھے اور اُن کے سوا آپ کے جسم مبارک اور سینہ پر کہیں بال نہ تھے۔ آپ کی ہتھیلیوں اور قدموں پر گوشت تھا۔ آپ جب چلتے، جھک کر چلتے۔ گویا بلند سی سے نیچے اتر رہے ہیں۔ اور جب کسی طرف دیکھتے پورے بدن سے سر کر دیکھتے۔ گوشہ چشم نہ دیکھتے۔ جب کھڑے ہوتے سب سے بڑھ جاتے، اور جب بیٹھتے، سب سے اونچے رہتے۔ جب بات کرتے لوگوں کو دم بخود کر دیتے، اور جب تقریر کرتے رولا دیتے۔ لوگوں پر سب سے زیادہ رحمدل تھے۔ یتیم کے لیے مثل مہربان باپ اور یتیموں کے لیے مثل بزرگ شوہر کے، سب سے زیادہ سخی و شجاع اور خوش رو تھے۔ آپ کا لباس گلیم اور کھانا بجو اور تکیہ چرمی کھجور کے پھلکوں سے بھرا ہوا چار پائی ببول کی کھجور کے بان سے بنی ہوئی تھی۔ آپ کے دو عمامے تھے ایک کا نام سحاب، دوسرے کا نام عقاب تھا۔ آپ کی تلوار کا نام ذوالفقار اور نشان کا غزا۔ اور اڑٹنی کا عضباء اور خنجر کا دکل اور حمار کا یعفور اور گھوڑے کا بحر اور بکری کا برکہ اور چھڑی کا ممشوق اور لوار کا حمد تھا۔ آپ اونٹوں کو باندھتے اور پانی بھرنے والے اونٹوں کو چارہ دیتے اور پیوند لگاتے اور جوتی ٹانگتے تھے۔

منجملہ اُن کے نماز مناجات ہے جو مناجات کی لذت پیدا کرنے میں بے حد مفید ہے۔ جس نے اُن پر مواظبت کی، اُس کی نورانیت کو جان لیا۔ اور جس نے نہیں مواظبت کی اُس نے نہ جانا۔ ترمذی وغیرہ نے اس کو بسط کے ساتھ اعرج سے اُنہوں نے عبید اللہ ابن ابی رافع سے اُنہوں نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے۔

منجملہ اُن کے نوافل یومیہ مثل نماز چاشت و زوال وغیرہ کے جو ابواب تصوف کا ایک بہت مفید باب ہے۔

احمد نے عاصم بن ضمرہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے حضرت علیؓ سے نبی کریم ﷺ کے نوافل یومیہ کا حال دریافت کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا، تم سے نہ ہو سکیں گی۔ میں نے کہا آپ بیان فرمائیے۔ ہم بقدر طاقت اُن میں سے اختیار کر لیں گے۔ آپ نے کہا نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر سکون فرماتے جب آفتاب مشرق کی طرف سے اس قدر بلند ہوتا جتنا کہ مغرب کی طرف عصر کی نماز کے بعد رہ جاتا ہے، تو آپ کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر تھوڑی دیر انتظار کرتے۔ جب آفتاب مشرق کی طرف اتنا بلند ہوتا جتنا ظہر کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے، آپ اٹھ کر چار رکعتیں پڑھتے۔ اور جب زوال آفتاب ہوتا، چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو بعد پڑھتے اور چار رکعتیں عصر سے پہلے دو سلاموں سے پڑھتے۔ اور سلام میں ملائکہ مقربین اور انبیاء کرام و مومنین و مسلمین کی نیت کرتے۔ راوی کہتا ہے حضرت علیؓ نے کہا یہ سولہ رکعتیں ہیں جو آپ دن میں قطعاً پڑھا کرتے تھے۔ اور اس پر مواظبت کرنے والے بہت کم ہیں۔

مسائل فتاویٰ و احکام کے متعلق آپ سے بہت کچھ منقول ہے۔ امام شافعیؒ کی کتابوں اور مصنف عبد الرزاق و مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ میں اس کا بہت بڑا حصہ مذکور ہے۔ توحید و صفات کے بیان میں آپ بہت فصیح اللسان تھے۔ یہ بیان آپ کے خطبات میں ملتا ہے۔ اور کبار صحابہ میں آپ اس بیان میں یکتا ہیں۔ گویا توحید و صفات کے باب میں آپ پہلے متکلم ہیں۔ آپ اس بیان میں انبیاء کے طریقہ سے بالکل باہر نہ ہوئے۔ متاخرین بھی اس راہ پر چلے لیکن دائیں بائیں ہو گئے۔

تصوف کے باب میں آپ سمندرِ ناپیدا کنار تھے۔ لیکن خلافت کے زمانہ میں لڑائیوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کو بیان نہ کر سکے۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اصول و بلاد میں ہمارے شیخ حضرت علیؓ مرتضیٰ ہیں۔

خطبوں میں فصاحت و بلاغت آپ ہی کی ایجاد ہے۔ خلفاء سابقہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

آپ شیخین کے زمانہ میں مسائل دینی میں مشیر اور انتظام میں وزیر تھے۔ وہ لوگ بھی آپ کی

بہت تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ اور آپ کے مناقب و فضایل بیان کرتے رہتے۔ ہم کچھ اُن کلام اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ جانتا چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے آپ کی آخر عمر تک جو واقعات پیش آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام واقعات اور اُن کے اصول سے مطلع فرمادیا تھا۔

غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمانے سے پہلے ہم سے فرمادیا تھا کہ خلافت آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پھر مجھ کو ہوگی لیکن مجھ پر پوری طرح نہ جمع ہوگی۔

یہ حدیث اگرچہ بظاہر غریب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات و تلویحات کو جو مشائخ ثلاثہ کی خلافت کے متعلق ہیں اور جن کا شمار پچاس سے زیادہ ہے ملاحظہ کرنے سے اس حدیث کے پہلے حصہ کی غرابت دور ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے جملہ یعنی ”فلا یجتمع علی“ کے متعلق شواہد کچھ ذی النورین رضی اللہ عنہما کے تذکرہ میں گزر چکے اور کچھ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

احمد نے فضالہ بن ابی فضالہ انصاری (ابو فضالہ اہل بدر میں سے ہیں) سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عبادت کے لیے گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیماری کی وجہ سے بہت ثقیل ہو گئے تھے۔ میرے باپ نے اُن سے کہا تم یہاں کیوں قیام کرتے ہو۔ اگر تمہارا یہاں انتقال ہو جائے تو سوا اعراب جہینہ کے اور کوئی گور و کفن کرنے والا بھی نہیں۔ مدینہ میں چلو اگر وہاں تمہارا انتقال ہو، تو تمہارے اصحاب تمہارا گور و کفن کریں گے اور تمہاری نمازیں پڑھیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں اس وقت تک نہ مروں گا کہ حاکم بنایا جاؤں اور میری یہ ڈاڑھی میرے سر کے خون سے تر ہو۔ اور آپ شہید کیے گئے اور آپ کے ساتھ صفین میں ابو فضالہ بھی شہید ہوئے۔

احمد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد کس کو خلیفہ بنائیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناؤ گے تو اُن کو ہدایت کرنے والا امانت دار دُنیا سے بے رغبت اور آخرت میں راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناؤ گے تو ان کو قوی لمانت دار خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے والا پاؤ گے اور اگر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بناؤ گے اور مجھے اُمید نہیں کہ تم ایسا کرو۔ تو اُن کو ہدایت کرنے والا، ہدایت پر ثابت قدم پاؤ گے۔ اور وہ تم کو سب راہ پر لے چلیں گے۔

نصائص میں ہے کہ طبرانی و ابونعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم امیر بنائے جاؤ گے اور تم مقتول ہو گے۔ اور یہ ڈاڑھی اس سہ کے خون سے رنگین ہوگی۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جن باتوں کا مجھ سے عہد کیا ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت مجھ کو برا جانے گی۔

حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کو میرے بعد جہد و مشقت پیش آئے گی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دین کی سلامتی کے ساتھ؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ہاں تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ۔

ابویعلیٰ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے مدینہ کے راستہ میں جا رہے تھے، کہ ایک باغ پر پہنچے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ باغ کیسا اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا جنت میں تمہارے لیے اس سے اچھا ہے۔ یہ دوسرے باغ سے گزرے۔ اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لیے جنت میں اس سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ سات باغوں پر گزر ہوا اور میں ہر مرتبہ یہی کہتا یہ کیا اچھا باغ ہے اور آپ فرماتے تمہارے لیے جنت میں اس سے بہتر ہے۔ جب آبادی ختم ہو گئی اور راستہ خالی ہو گیا، آپ نے مجھے گلے سے لگایا اور بہت روئے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا۔۔۔۔۔ لوگوں کے دلوں میں کینے ہیں، وہ میرے بعد تم سے ظاہر کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دین کی سلامتی کے ساتھ؟ آپ نے فرمایا، تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ؟

احمد نے ایاس بن عمرو اسلمی سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے، کہ میرے بعد امیروں کا اختلاف ہوگا اگر تم بچ سکتے ہو تو بچو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی احادیث میں بیان فرمایا جو متعدد و متواتر طریقہ سے مروی ہیں کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ امت جمع نہ ہوگی۔

منجملہ اُن کے یہ حدیث کہ ”خلافت مدینہ میں ہے اور ملک شام میں“ اسی سلسلہ میں وہ حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت منقطع

ہو جائے گی۔ ہم اُن میں سے بہت سی حدیثوں کو اوپر ذکر کر چکے ہیں۔

خصائص میں ہے کہ بزار و بیہقی نے ابوالرودار سے روایت کی (اور بیہقی نے تصحیح بھی کی ہے) کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سر ہانے سے چند ستون نکلے۔ مجھے خیال ہوتا تھا کہ اُن پر سونا چڑھا ہے۔ میں برابر اُن کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ شام میں قائم کیے گئے۔ اور ایمان شام میں فتنے واقع ہونے تک غالب نمایاں رہے گا۔ اسی کے مثل حضرت عمر بن خطاب و ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اس کے بعد آپ نے واقعہ جبل سے خبر دی۔ ابوبکر و ابولعلیٰ اور احمد و غیر ہم نے قیس بن حازم سے روایت کی ہے (یہ الفاظ ابولعلیٰ کے ہیں) کہ اُنہوں نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گذر بنو عامر کے چشمہ حوالب پر ہوا۔ کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا بنی عامر کا چشمہ ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے واپس کر دو، مجھے واپس کر دو۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے، تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں سے ایک پر حوالب کے کتے بھونکیں گے۔

حاکم نے یحییٰ بن سعید سے اُنہوں نے ولید بن عیاش سے اُنہوں نے ابراہیم سے اُنہوں نے علقمہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں۔ جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے اُٹھے گا اور ایک مکہ سے۔ اور ایک شام سے اور ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک وسط شام سے۔ اور یہ سفیانی ہے۔ راوی کہتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے بعض لوگ اول فتنہ کو دیکھیں گے اور اس امت سے بعض لوگ آخر میں فتنہ کو دیکھیں گے۔ ولید بن عیاش کہتے ہیں مدینہ کا فتنہ طلحہ و زبیر کی طرف سے تھا۔ اور مکہ کا فتنہ عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے، اور شام کا فتنہ بنی اُمیہ سے اور مشرق کا فتنہ ان لوگوں کی طرف سے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفین کے واقعہ سے خبر دی۔ شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی کہ دو بڑے گروہ لڑیں اور اُن دونوں میں قتل عام ہو۔ اور دونوں کا دعویٰ ایک ہو۔ اس کلمہ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ اہل شام نے قرآن بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن ہے۔ اور حضرت علیؑ نے فرمایا یہ قرآن خاموش ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔

پھر آپ نے حکیم کے واقعہ سے خبر دی۔ خصائص میں ہے کہ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بنی اسرائیل میں اختلاف ہوا اور برابر اختلاف رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے دو آدمیوں کو بھیج دیا کہ بھیجا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور اُس اُمت میں بھی اختلاف ہو گا اور برابر اختلاف چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ دو ہی مقرر کریں گے۔ اور دونوں راہ ہیک جائیں گے۔ اور جو اُن کی پیروی کرے گا، وہ بھی گمراہ ہو گا۔ یہاں ضلالت سے یہ مراد ہے کہ دونوں نے اجتہاد سے خطا کی۔ اور اُن کی پیروی کرنے والوں کی گمراہی سے یہ مطلب ہے کہ یہ خطا بہت سے مفاسد کا سبب بنی۔

منجملہ اُن مفاسد کے ایک یہ کہ خلافت مہاجرین اول سے نکل کر اور قریشیوں تک پہنچ گئی۔ اور خارجی پیدا ہو گئے۔ جو یہ کہتے تھے کہ خدا کے دین میں حکیم درست نہیں ہے۔ پھر آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم نے نہروان کے واقعہ سے آگاہ کیا۔ اور یہ متواتر حدیث ہے۔ احمد نے عبید اللہ بن عیاض بن عمرو قاری سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا، ہم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ عبد اللہ بن شداد حضرت علیؓ کے قتل کے بعد عراق سے واپس ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا اے عبد اللہ بن شداد اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو تم سچ بیان کرو گے؟ عبد اللہ نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تم لوگوں کا حال بیان کرو جن کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ عبد اللہ نے کہا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ سے خط و کتابت کی اور حکمین مقرر ہوئے۔ آٹھ ہزار قاری اُن کی مخالفت میں نکلے اور کوفہ کے کنارے مقام حرورہ میں جمع ہوئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملامت کی۔ اور کہا تم نے اُس کرتے کو اتار دیا جو تم کو خدا نے پہنایا تھا۔ اور اس نام سے الگ ہو گئے جو خدا نے رکھا۔ پھر تم نے دین خدا کے معاملہ میں حکم مقرر کیا۔ خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی جس کی وجہ سے انہوں نے عتاب کیا اور اُن سے الگ ہو گئے حکم فرمایا کہ اعلان کر دیا جائے کہ سوا اہل قرآن کے اور کوئی امیر المؤمنینؓ کے پاس آوے۔ جب گھر قاریوں سے بھر گیا، آپ نے لوگوں کے سامنے قرآن سُنوایا۔ اور اس ہاتھ مار کر کہنے لگے، اے مصحف لوگوں سے بیان کرو۔ لوگوں نے آواز دی اے امیر المؤمنینؓ آپ مصحف سے کیا پوچھتے ہیں۔ وہ تو کاغذ و روشنائی ہے۔ اور جو اُس میں ہے ہم اُس کو بیان کرتے ہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے کہا تمہارے یہ اصحاب جنہوں نے مجھ پر خروج کیا ہے اُن کے اور میرے درمیان خدا کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک مرد و عورت کے معاملہ میں کہتا ہے کہ: "وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکماً من اہلہ وحکماً من اہلہما ان یرد اصلاحا یفوق اللہ بینہما" ترجمہ: "اور اگر ان دونوں کے درمیان اختلاف کا خوف ہو تو ایک حکم شوہر کے اہل سے اور ایک عورت کے اہل سے بھیجو۔ اگر

وہ دونوں صلح کرانے کا ارادہ کریں گے تو خدا اُن دونوں کو توفیق دے گا پس اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت و مرد کے خون و حرمت سے بہت بڑی ہے۔ تم مجھ پر اس بات کو ناپسند کرتے ہو کہ میں نے معاویہ سے صلح کر لی۔ حالانکہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں صلح نامہ لکھوایا، میں آپ کے ساتھ تھا۔ اور میں ہی اس کا کاتب تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا، ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“۔ سہیل نے کہا میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ نہ لکھوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کس طرح لکھو گے؟ اُس نے کہا میں ”بسمک اللہم“ لکھوں گا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا ”مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللہُ صلی اللہ علیہ وسلم۔“ سہیل نے کہا اگر ہم جانتے کہ تم خدا کے رسول ہو، تو تمہاری مخالفت نہ کرتے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھوایا: ”ہَذَا مَا صَالِحٌ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ ابْنُ عَبْدِ اللہِ قَرِيشًا“ یعنی اس پر محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قریش سے صلح کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللہَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ“ ترجمہ: تمہارے یعنی اُن لوگوں کے لیے جو خدا اور روزِ آخرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں (پیروی کا) نیک نمونہ ہے۔“ پھر حضرت علی رضی اللہ تم عنہ نے خارجیوں کی طرف حضرت عبد اللہ بن عباس کو بھیجا۔ راوی کہتا ہے میں بھی اُن کے ساتھ گیا۔ جب ہم اُن کے وسط لشکر میں پہنچے، ابن کوار نے کھڑے ہو کر بیان کیا، اے حاملانِ قرآن یہ عبد اللہ بن عباس ہیں جو ان کو نہ پہچانتا ہو سو ہم اُن کو قرآن سے پہچنوائے دیتے ہیں۔ کہ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں۔ جن کی بابت اور جن کی قوم کی بابت خدا نے یہ فرمایا ہے کہ ”قومِ خُصْمُونَ“ (جھگڑا کرنے والے لوگ ہیں) اُن کو ان کے صاحب (علی رضی اللہ عنہ) کے پاس لوٹا لاؤ۔ اور قرآن سے ان کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ ان کے خطیبوں نے اُٹھ کر بیان کیا، کہ خدا کی قسم ہم ان سے بذریعہ کتاب اللہ ضرور مقابلہ کریں گے اگر یہ حق بات کہیں گے تو ان کی پیروی کریں گے۔ اور اگر غلط بیان کریں گے تو ہم اُن کی غلط بیانی کی وجہ سے ان کی سرزنش کریں گے۔ اور ان لوگوں نے تین دن تک عبد اللہ بن عباس سے کتاب اللہ میں مناظرہ کیا اور خارجیوں میں سے چار ہزار تائب ہو گئے۔ انہی تائبین میں عبد اللہ بن کوار بھی تھا۔ عبد اللہ نے ان لوگوں کو کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ تم عنہ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تم عنہ نے باقی ماندہ لوگوں کو کہلا بھیجا کہ ہمارا اور لوگوں کا جو کچھ معاملہ ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اُس وقت کہ مسلمان متفق ہوں۔ جہاں تمہارا دل چاہے، قیام کر لو۔ اور قتل ناحق اور ڈاکہ زنی اور ذمیوں پر ظلم کرنے سے باز رہو۔ اگر تم نے ایسا کیا، تو ہم تم پر جہاد کریں گے۔ کیونکہ خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تم عنہا نے کہا، اے ابنِ شداد پھر حضرت علی رضی اللہ تم عنہ نے اُن کو قتل کر ڈالا؟ ابنِ شداد نے کہا خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ تم عنہ نے اُن پر چڑھائی نہیں کی۔ مگر جبکہ

اُنہوں نے راہزنی، قتل اور ذمیوں کے خون کو مباح کر لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تعجب کیا۔ ابن شداد نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اہل عراق ذوالشہی ذوالشہی کہا کرتے ہیں، یہ کون تھا؟ ابن شداد نے کہا میں نے اُس کو دیکھا ہے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقتولین میں اس کے پاس کھڑا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلایا اور پوچھا تم اس کو جانتے ہو؟ کسی نے اس سے زیادہ نہ بیان کیا کہ ہم نے فلاں قبیلہ کی مسجد میں اس کو بھی نماز پڑھتی دیکھا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کے پاس کھڑے ہو کر کیا کہا تھا؟ اہل عراق تو بہت کچھ بیان کرتے ہیں۔ ابن شداد نے کہا میں نے اُن کو یہ کہتے سنا کہ ”صدق اللہ ورسولہ“ (خدا اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، تم نے اس کے سوا اور کچھ بھی اُن کو کہتے سنا؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں خدا اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، اُن کی عادت تھی کہ جب کسی عجیب بات کو دیکھتے، کہتے صدق اللہ ورسولہ۔ اور اہل عراق نے اُن پر جھوٹ باندھا ہے اور بات کو بہت بڑھا دیا۔

احمد نے طارق بن زیاد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم حضرت علیؑ کے ساتھ خارجیوں کی طرف گئے۔ آپ نے اُن کو قتل کیا۔ پھر کہا، دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک قوم خروج کرے گی جو حق کی تھانکھ یا تکلم کریں گے۔ لیکن حق اُن کے حلقوم سے پیچھے نہ اُترے گا۔ وہ حق سے ایسے نکل جائیں گے، جیسا کہ تیرکمان سے۔ اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن میں ایک سیاہ کوتاہ دست آدمی ہو گا۔ اُس کے ہاتھ میں چند سیاہ بال ہوں گے۔ اگر یہ وہی ہیں تو تم نے بدترین لوگوں کو قتل کیا ہے۔ اور اگر وہ نہیں ہیں تو تم بہترین کے قاتل ہو۔ پھر سب رونے لگے۔ پھر آپ نے کہا تلاش کرو۔ ہم نے تلاش کیا وہ کوتاہ دست ملا۔ ہم سب اور ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں گر پڑے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجی کے ہاتھ سے آپ کی شہادت کی خبر دی۔ حاکم نے ابو الاسود مکی سے اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں عراق کے ارادہ سے رکاب میں قدم رکھ چکا تھا، کہ عبداللہ ابن سلام آئے۔ اور کہا عراق نہ جاؤ۔ اگر تم وہاں جاؤ گے، تم کو تلوار کی نوک لگے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، خدا کی قسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ مجھ سے پہلے ہی فرما چکے تھے۔ ابو الاسود کہتے ہیں مجھے بہت تعجب ہوا۔ اور

میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کا ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا، کہ لڑائے والا آدمی لوگوں سے اس طرح بیان کرے۔

حاکم نے زید بن وہب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ کے ایک وفد کے پاس آئے۔ ان میں ایک آدمی جعد بن لہجہ نامی خارجی تھا۔ اُس نے حمد و ثناء کے بعد کہا اے علی خدا سے ڈرو تم کو بھی ایک دن مرنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ میں مقتول ہوں گا۔ ایک تلوار اس سر پر پڑے گی جس سے یہ ڈاڑھی رنجی جائے گی۔ یہ حکم ہو چکا ہے اور عہد مقرر ہے۔ اور جھوٹ باندھنے والا ناکام ہے۔ پھر اُس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لباس پر اعتراض کیا اور کہا کاش تم اس سے اچھا لباس پہنا کرتے۔ آپ نے فرمایا میرا یہ لباس کبر سے دُور ہے، اور اس لائق ہے کہ مسلمان میری اقتدا کریں۔

حاکم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان کی عیادت کو گیا۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس بیٹھے تھے، وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہٹ گئے۔ یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ پھر ان دونوں نے ایک دوسرے سے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ یہ نہ بچیں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مقتول ہو کر مریں گے۔ اور اُس وقت تک نہ مریں گے کہ غصہ سے بھر جائیں۔

حاکم نے طویل حدیث میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے کہا غزوہ ذی العسر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے دو بدترین آدمیوں کو نہ بیان کر دوں؟ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا، ایک ثمود کا احمیر جس نے اونٹنی کا پاؤں کاٹا۔ اور دوسرا اے اعلیٰ وہ ہے جو تمہاری پیشانی پر تلوار مارے گا۔ یہاں تک کہ اُس کے خون سے ڈاڑھی تر ہو جائے گی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ کی صلح کی خبر دی۔

بخاری نے حسن سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ بیان فرما رہے تھے، کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہ بیٹا دلوں اور شاہد خدائے عزوجل اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے۔

پھر آپ نے معاویہ کے مستقل بادشاہ ہونے کی خبر دی۔ خالص میں ہے کہ ابن ابی شیبہ نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ اگر تم بادشاہ ہوئے تو احسان کیجو۔ میں برابر خلافت کی اُمید کرتا رہا۔

بیہقی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا معاویہ کہتے تھے، خدا کی قسم سوانبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے کہ ”اے معاویہ اگر تو والی ہو تو خدا سے ڈر، اور عدل کر۔“ اور کسی نے مجھ کو خلافت پر نہ ابھارا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے میں برابر خیال کرتا رہا کہ میں اس کام میں مُتلا ہوں گا۔

طبرانی نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ سے کہا، تمہارا کیا حال ہو گا۔ اگر خدا تم کو خلافت کا کرتہ پہنائے۔ اُم حبیبہ نے کہا، یا رسول اللہ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کیا خدا میرے بھائی کو خلافت کا کرتہ پہنائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن اُس میں بُرائی ہے، اور بُرائی ہے، اور بُرائی ہے۔

ابن عساکر نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ خدا تم کو اس اُمت کا والی کرے گا۔ دیکھو تم کیا کرتے ہو۔ اُم حبیبہ نے کہا میرے بھائی کو یہ بات حاصل ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور اُس میں بُرائی ہے اور بُرائی ہے، اور بُرائی ہے۔

احمد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ اگر تم کسی کام کے والی ہو، تو خدا سے ڈرنا۔ اور عدل کرنا۔ معاویہ کہتے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے میں ہمیشہ خیال کرتا رہا، کہ میں اس کام میں مُتلا کیا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ مُتلا ہو گیا۔ ابو یعلیٰ نے بھی معاویہ کی روایت سے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

ابن عساکر نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم میرے بعد قریب ہی میری اُمت کے والی ہو گے۔ پس جب ایسا ہو تو اُن کے نیکی کاروں کو مقبول کرنا۔ اور بُرائی کرنے والوں سے درگزر کرنا۔ اس وقت سے میں برابر اس کی اُمید کرتا رہا یہاں تک کہ اُس مقام پر قائم ہو گیا۔

ویلی نے حضرت حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنا آپ فرماتے تھے کہ دن و رات اُس وقت تک نہ فنا ہوں گے کہ معاویہ بادشاہ ہو جائیں۔

ابن سعد و ابن عساکر نے سلمہ بن مخلد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ معاویہ سے فرما رہے تھے کہ الہی اس کو کتاب کا علم اور شہروں پر قابو دے۔ اور اس کو عذاب سے بچالے۔ ابن عساکر نے عروہ بن ردیم سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا، ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مجھ سے کشتی لڑو۔ معاویہ نے کہا میں تجھ سے کشتی لڑوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوں گے۔ اور اُنہوں نے اعرابی کو گرا دیا۔ صفین کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اگر تو اس حدیث کو پہلے سے بیان کر دیتا تو میں معاویہ سے نہ لڑتا۔

اس کے بعد آپ نے نو جوانان قریش کی حکومت کی خبر دی۔ خصائص میں ہے کہ حاکم و بیہقی نے ابو سعید خدری سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوالعاص کی اولاد تیس برس کو پہنچے گی۔ وہ خدا کے دین کو جعل بنالیں گے۔ اور خدا کے مال کو باری باری آپس میں لیتے رہیں گے۔ اور بندگان خدا کو اپنا غلام بنالیں گے۔

ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو الحکم میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے اُس کے بعد کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے طور پر ہنستے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

بیہقی نے ابن مسیب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اُمیہ کو اپنے منبر پر خواب میں دیکھا آپ کو بُرا معلوم ہوا آپ کو وحی ہوئی کہ یہ دُنیا ہے جو اُن کو ملے گی۔ تب آپ کی آنکھ امیں ٹھنڈک ہوئی۔

ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اُمیہ کو اپنے منبر پر یکے بعد دیگرے خطبہ بیان کرتے دیکھا آپ کو یہ ناگوار ہوا۔ اُس وقت اِنَّا اعطینا اور اِنَّا انزلنا الخ نازل ہوئی۔ اس میں الف شہر (ہزار) ہیں، بنی اُمیہ کے

ایام حکومت میں قاسم بن فضل کہتے ہیں ہم نے بنی اُمیہ کے ایام حکومت کا شمار لگایا، تو پورے ہزار مہینے نکلے۔ نہ کم نہ زیادہ۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت دو گروہ افراط و تفریط کرنے والے پیدا ہوں گے۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور کہا اے علیؓ تم میں کچھ عیسیٰ علیہ السلام کی شبہ ہے۔ یہودیوں نے اُن سے بغض کیا اور اُن کی والدہ رضی اللہ عنہ پر بہتان لگایا۔ اور نصاریٰ نے اُن سے دوستی کی اور اُن کو اس مرتبہ پر پہنچایا۔ جس کے وہ اہل نہ تھے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آگاہ ہو کہ میری بابت محبت میں غلو اور حد سے زاید تعریف کرنے والے اور بغض اور دشمنی کی وجہ سے مجھ پر بہتان باندھنے والے دونوں ہلاک ہوں گے۔ آگاہ ہونے میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی آئی ہے۔ بلکہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوں۔ جب میں تم کو خدا کی اطاعت کا حکم دوں، تم پر میری اطاعت واجب ہے۔ خواہ تم پسند کرو یا نہ کرو۔ اور جب میں یا اور کوئی نافرمانی کا حکم دے، تو خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کرو۔ اطاعت صرف بھلائی میں ہے۔

چاہتا چاہیے کہ اس قسم کے ہر ایک واقعہ کا حکم انہی احادیث سے نکلتا ہے۔ اور علماء اہل سنت اسی حکم کی طرف راہ یاب ہوئے ہیں اگرچہ ان کا اخذ استنباط اُن احادیث کے سوا اور کوئی حدیث ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منفقہ ہونا اس وجہ سے ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مفارقت سے منع فرمایا تھا۔

حاکم نے ابوزر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ جس نے مجھ سے مفارقت کی اُس نے خدا سے مفارقت کی۔ اور اے علیؓ جس نے تم سے مفارقت کی، اُس نے مجھ سے مفارقت کی۔

حاکم نے اُم سلمہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔

یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا علیؑ پر رحم کرے۔ الہی تو اُن کے ساتھ حق کو کرے جہاں کہیں ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کا خاطی فی الاجتہاد اور اُن کا معذور اور ”من زمرہ من اجتہد فقد اخطا“ (یعنی جس نے اجتہاد کیا اور اُس میں خطا کی، اُس کے لیے ایک اجر ہے) ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ شبہ سے متسلک تھے اگرچہ اس سے قوی دلیل موجود تھی۔ اس شبہ کے پیدا ہونے کے دو سبب ہیں۔ ایک یہ کہ خلافت حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منعقد نہ ہوئی تھی اس لیے کہ اہل حل و عقد نے غور و فکر اور مسلمانوں کی مصلحت دیکھ کر بیعت نہ کی تھی۔

ابو بکر بن ابی شیبہ نے مقرر بن سلیمان سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ہم سے ابو نضرہ نے بیان کیا کہ بنی سلمہ کی مسجد میں قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے طلحہ سے گفتگو کی اور کہا ہم دشمنوں کے مقابلہ میں تھے، کہ ہمارے پاس خبر پہنچی کہ تم نے اُن سے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیعت کر لی۔ پھر تم ہی اُن سے لڑتے ہو۔ طلحہ نے کہا میں چکی کے پتھر کے نیچے دبایا گیا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی۔ اور کہا گیا کہ بیعت کر لو ورنہ تم کو قتل کر ڈالیں گے۔ وہ کہتے ہیں میں نے بیعت کر لی۔ اور جان لیا کہ یہ بیعت گمراہی کی ہے۔

یحییٰ کہتے ہیں، ولید بن عبد الملک نے کہا جبکہ بن حکیم نامی عراق کے منافق نے زبیر سے کہا تم نے تو بیعت کی تھی۔ زبیر نے کہا تلوار میری گدھی پر رکھ کر کہا گیا، کہ بیعت کر لو ورنہ قتل کر ڈالیں گے۔

ابو بکر نے محمد بن بشر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے محمد بن عبد اللہ بن اہم سے سنا۔ وہ اپنی دادی اُم راشدہ سے روایت کر کے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے کہا میں اُم ہانی کے پاس تھی کہ اُن کے پاس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور کھانا مانگا۔ اور کہا کیا بات ہے تمہارے یہاں برکت نظر نہیں آتی۔ اُم راشدہ کہتی ہیں اُم ہانی نے کہا سبحان اللہ خدا کی قسم میرے یہاں برکت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میری مراد بکری تھی۔ اُم راشدہ کہتی ہیں پھر وہ نیچے گئیں۔ زبیر کے پاس دو آدمی لے جو ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں نے نہیں کی۔ اُم ہانی کہتی ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا طلحہ و زبیر۔ انہوں نے آکر بیان کیا میں نے اُن کو آپس میں کہتے سنا ہے

کہ ہمارے ہاتھوں نے اُن کی بیعت کی ہے اور ہمارے دلوں نے نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”من نکث فانما نیکث علی نفسه ومن اوفی بما عاہد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیماً“ (جس نے عہد شکنی کی اُس کا وبال اُس پر ہے، اور جس نے اپنے اُس عہد کو پورا کیا جو اُس نے خدا سے کیا ہے) خدا اُس کو عنقریب بڑا بدلہ دے گا۔

دوسری وجہ شبہ کی یہ تھی کہ قصاص حق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ قصاص لینے پر قادر ہیں۔ پھر ذی النورین کا قصاص نہیں لیتے۔ بلکہ اس کے مانع ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ خود بھی ان لوگوں کے خطا اجتہادی کے قائل تھے۔

ابوبکر نے ابوالہجری سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اصحاب جمل کی بابت دریافت کیا کہ کیا وہ لوگ مشرک ہیں؟ آپ نے کہا شرک تو وہ چھوڑ چکے ہیں۔ لوگوں نے کہا کیا وہ منافق ہیں؟ آپ نے کہا منافق خدا کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا پھر وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اُنہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ اور آپ نے کہا، میں اُمید کرتا ہوں کہ میں اور وہ اُن لوگوں کی طرح ہوں گے کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ”ونزعنا منی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین“ (اور ہم نے اُن کے دلوں سے کینہ کو نکال لیا۔ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تختوں پر بیٹھتے ہیں) یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے۔ اس کے بعض طرق کو ابوبکر نے بیان کیا ہے۔

اگر تخم اس کو نہ مانے اور اُن کی رائے کو خطا اجتہادی سے نہ شمار کرے بلکہ سیأت میں گنے، تو ہم پیش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”والذین ہاجروا واخرجوا من ديارهم واذوا فی سبیلہ وقاتلوا و قتلوا لا کفرن عنہم سیئاتہم ولا دخلنہم جنت تجری من تحتہا الانہار ثوابا من عند اللہ“ (پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور خدا کی راہ میں اُن کو تکلیف دی گئی اور اُنہوں نے مقابلہ کیا اور قتل کیے گئے۔ تو ہم ضرور اُن کی بُرائیوں کو معاف کر دیں گے۔ اور البتہ ضرور اُن کو ان جنتوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ خدا کی طرف سے بدلہ ہے۔) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شائد اہل بدر کے دلوں پر مطلع ہو کر کہا ہو: ”اعلموا ما شئتم فقد غفرت لکم“ (تمہارا جو جی چاہے عمل کرو۔ میں نے تم کو بخش دیا۔)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن زیاد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اس

اس طریقہ پر اس لیے چلیں حالانکہ خدا کی قسم وہ رسول خدا علی اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں بی بی ہیں۔) کہ خدا اس سے آزمائے کہ ہم میں کون اُن کی پیروی کرتا ہے اور کون حضرت علی رضی کی۔

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا علی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی، عمر رضی، عثمان رضی، طلحہ رضی، زبیر رضی کوہ حرا۔ پر تھے کہ وہ ملنے لگا آپ نے فرمایا، ٹھہر جا۔ تجھ پر سوا نبی یا صدیق یا شہید رضی کے اور کوئی نہیں ہے۔ ابوبکر نے ابونضرہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا لوگوں نے ابوسعید کے سامنے حضرت علی رضی، عثمان رضی، طلحہ رضی، زبیر رضی کا ذکر کیا۔ اُنہوں نے کہا اُن کی خدمات سابقہ پہلے گزر چکیں۔ پھر وہ فتنوں میں مبتلا ہوئے۔ لہذا اُن کے معاملہ کو خدا پر چھوڑ دو۔

پھر اُن لوگوں کا اپنی رائے سے رجوع کرنا بھی منقول ہے۔ ابوبکر نے حضرت عائشہ رضی سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا میں چاہتی ہوں کہ میں ایک تر شاخ ہوتی اور دہاں (جنگ جمل میں) نہ جاتی۔

متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ جمل کے دن زبیر سے کہا میں تم کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم کو یاد ہے جب ہم تم سے سرگوشی کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس آکر فرمایا کیا تم اُن سے سرگوشی کرتے ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم یہ تم سے ایک دن ضرور لڑیں گے۔ اور یہ تم پر زیادتی کرنے والے ہوں گے۔ راوی کہتا ہے زبیر نے اپنی سواری کے رُخ کو پھیر دیا اور رزم گاہ سے لوٹ گئے۔ اس کو ابوبکر وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ معرکہ سے لوٹنے کے بعد ابن جرموز نے اُن کو شہید کر ڈالا۔

ابوبکر نے قیس سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جنگ جمل کے دن مروان بن حکم نے حضرت طلحہ رضی کے ایک تیر مارا۔ جو اُن کے گھٹنے پر لگا اور برابر خون جاری ہو گیا۔ جب اُس کو بند کرتے بند ہو جاتا اور جب چھوڑ دیتے پھر جاری ہو جاتا۔ طلحہ رضی نے کہا اس کو چھوڑ دو یہ تیر قضا ہے کہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ پھر مر گئے۔ حاکم نے ثور بن مجزاة سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا جنگ جمل کے دن طلحہ کے پاس سے میرا اُس وقت گذر ہوا جب کہ اُن کا دم واپسین تھا۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا تم کن کے اصحاب میں سے ہو؟ میں نے کہا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے۔ اُنہوں نے کہا اپنا ہاتھ پھیلاؤ میں تم سے بیعت کر دوں گا

میں نے ہاتھ پھیلا یا۔ انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی، اور اُن کا دم نکل گیا۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر اُن کو خبر دی۔ آپ نے کہا اللہ اکبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ خدا نے نہ چاہا کہ طلحہ جنت میں بغیر میری بیعت کے داخل ہوں۔

امیر معاویہ کا مجتہد مخطیٰ مندر ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ بھی شبہ سے متمسک تھے۔ اگرچہ میزان شرع میں اس سے وزن دار حجت موجود تھی۔ یہ شبہ وہی تھا جو اصحاب جمل کو پیش آیا۔ لیکن اس میں اتنا اشکال اور بھی بڑھا ہوا تھا کہ امیر معاویہ و اہل شام نے بیعت بھی نہ کی تھی۔ اور جانتے تھے کہ خلافت کا پورا ہونا تسلط اور احکام نافذ ہونے سے ہے۔ اور یہ بات ابھی متحقق نہیں ہوئی۔ پھر حکیم کے معاملہ نے اس خیال کو اور راسخ کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دعوتہما واحدة (دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا)

اہل حروراء (خوارج) کا امر باطل پر ہونا اور اُن کا کفر یا فسق کے نشان سے متصف ہونا (خدا ہم کو اس سے پناہ میں رکھے) اس وجہ سے ہے کہ اُن کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہیں۔ کہ وہ دین سے ایسے ہی نکل جائیں گے جیسا کہ تیرکمان سے۔ سہل بن ضیف، عبد اللہ بن مسعود، ابوذر، ابوسعید وغیرہم نے اس کی روایت کی ہے۔

ایک مسئلہ نہایت غامض باقی رہ گیا۔ جس میں اکثر لوگ پیر پھسل چکے ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے رہنے والے مجتہد مصیب تھے یا غلطی معذور۔ بندہ کے نزدیک جو بات پایۂ ثبوت کو پہنچی، وہ یہ ہے کہ وہ لوگ عزیمت پر تھے۔ اور احادیث صحیحہ متواترہ المعنی سے مستدل تھے۔

ترمذی نے ام مالک بہزیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور اُن کا قریب الوقوع ہونا بیان فرمایا۔ وہ کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اُس کون بہترین لوگ ہوں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وہ جو اپنے جانوروں میں رہتا، اور اُن کی خدمت کرتا ہو۔ اور خدا کی عبادت کرے۔ دوسرے وہ جو اپنے گھوڑے کو لیے دشمن کو ڈراتا ہو اور دشمن اُس کو ڈراتے ہوں۔

ترمذی نے بشیر بن سعد سے روایت کی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فتنہ کے وقت کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب فتنے ہوں گے۔ اُس وقت بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگر وہ میرے گھر میں گھس آوے اور میرے قتل کے لیے ہاتھ بڑھائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مثل ابن آدم (ہابیل) کے ہو جاؤ۔

ترمذی نے عدیہ بنت اہبان صیفی غفاری روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے باپ کے پاس آئے، اور اُن کو اپنے ساتھ چلنے کے لیے بلایا۔ میرے باپ نے اُن سے کہا میرے دوست اور تمہارے چچا کے بیٹے نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ جب لوگ اختلاف کریں۔ اگر تم کو تلوار لینی ہو تو لکڑی کی رکھو۔ پس اگر تم کہو تو اُسی کو لے کر تمہارے ساتھ چلوں۔ وہ کہتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے والد کو چھوڑ دیا۔ ترمذی نے ابو موسیٰ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی بابت کہا کہ تم اس میں کمانوں کو توڑ ڈالو۔ اور اُن کے ردوں کو کاٹ دو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہو۔ اور مثل ابن آدم کے ہو جاؤ۔

بخاری نے شقیق بن سلمہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں ابو مسعود اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابو مسعود نے عمار سے کہا تمہارے سوا تمہارے اصحاب میں کوئی ایسا نہیں ہے جس میں کوئی بُری بات نہ کہہ سکتا ہوں۔ لیکن جب سے تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے۔ میں نے تم میں اس سے زیادہ اور کسی بات کو عیب دار نہیں پایا کہ تم نے اس معاملہ میں بہت جلدی سے کام لیا۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو مسعود جب سے تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے ہو میں نے تم میں اور تمہارے ساتھیوں میں اس معاملہ میں دیر کرنے سے زیادہ اور کوئی عیب نہیں دیکھا۔ ابو مسعود مال دار آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے غلام سے کہا دو حُلّہ لا کر ایک ابو موسیٰ اور ایک عمار رضی اللہ عنہما کو دے دو۔ اور اُن سے کہہ دو کہ ان کو پہن کر جمعہ کو جایا کریں۔

بخاری نے اسامہ کے غلام حریصہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ اسامہ نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا وہ تم سے ضرور پوچھ کر کہ تمہارے آقا کہاں رہ گئے۔ سو تم اُن سے کہنا کہ انہوں نے آپ سے کہا ہے

کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوتے تو بھی میں ضرور تمہارا ساتھ دینا پسند کرتا لیکن اس معاملہ میں میری رائے نہیں ہے۔ حرمہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کچھ نہ دیا۔ پھر میں حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما اور ابن جعفر کے پاس گیا۔ انہوں نے اتنا دیا کہ میری سواری بھر گئی۔

ابو یعلیٰ نے ایک طویل حدیث میں جس میں خوارج کے عبداللہ بن خباب کو قتل کرنے کا بیان ہے ذکر کیا کہ خارجیوں نے کہا تو عبداللہ یعنی خباب صحابی کا بیٹا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ خوارج نے کہا تم نے اپنے باپ سے کوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی ہو اہم سے بیان کرو۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کرتے تھے، کہ آپ نے فتنہ کے ذکر کے وقت فرمایا اُس وقت بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ انہوں نے کہا اگر تم پر وہ وقت آجائے تو خدا کے مقتول بندے بننا، قاتل بندے نہ بننا۔ اُن لوگوں نے کہا تم نے اس کو اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کرتے تھے۔ ابن خباب نے کہا ہاں۔ راوی کہتا ہے وہ لوگ اُن کو دریا کے کنارے لے گئے اور اُن کی گردن ماری اور اُن کا خون بہہ گیا۔ معلوم ہوتا تھا گویا جو نے کا تمہ ہے۔

ناکم نے عمرو بن والصحہ اسدی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس میں لیٹا ہوا بیٹھنے والے سے اور بیٹھا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا حرج کے زمانہ میں جبکہ آدمی اپنے ہم نشین کے بے خوف نہ ہوگا۔ میں نے کہا اگر میں وہ وقت پاؤں، آپ مجھے کس بات کا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے نفس اور ہاتھ کو ردکو۔ اور اپنے گھر میں بیٹھ رہو۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا اگر وہ میرے گھر میں گھس آویں؟ آپ نے فرمایا کوٹھڑی میں گھس جاؤ۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اگر وہ کوٹھڑی کے اندر بھی گھس آویں؟ آپ نے فرمایا اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں چلے جاؤ۔ اور اپنے داہنے دست مبارک کی کلائی پکڑ کر فرمایا،

اس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاؤ اور کہو میرا رب خدائے برتر ہے۔ یہاں تک کہ اسی حالت پر مر جاؤ۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا اے لوگو! مثل شب تار کے ٹکڑوں کی مانند تمہارے اوپر فتنے آ گئے ہیں۔ لوگوں میں بہتر اس وقت وہ ہیں جن کے پاس بکریاں ہوں اور وہ اپنی بکریوں سے لیسر کرتے ہوں۔ اور دوسرے وہ جو سرحد اسلام پر ہوں اور جہاد کر کے غنیمت سے کھاتے ہوں۔

حاکم نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے مثل شب تار کے فتنے ہیں۔ جس میں آدمی صبح کو ایمان لائے گا، اور شام کو کافر ہوگا۔ اور شام کو کافر ہوگا، اور صبح کو مؤمن ہوگا۔ اس وقت بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا آپ ہم کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آگاہ ہو جاؤ عنقریب فتنے ہوں گے۔ اُس وقت بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جب وہ نازل ہوں، جس کے پاس اونٹ ہوں اپنے اونٹوں سے جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں اپنی بکریوں میں جا بے۔ اور جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین کو آباد کرے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس اونٹ بکریاں زمین نہ ہو؟ آپ نے فرمایا پتھر لے کر اپنی تلوار کی دھار کو گرا دے۔ اور اگر نجات پر قدرت رکھتا ہو تو نجات حاصل کرے۔ پھر آپ نے فرمایا، الہی میں نے پہنچا دیا۔ اس کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی مجھے مجبوراً ایک فریق کی طرف لے جائے اور مجھے تیر یا تلوار مار کر قتل کر ڈالے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس کے اور تیرے گناہ کا بار اُسی پر ہوگا اور اصحاب النار میں سے ہو جائے گا۔ اس کو بھی آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

حاکم نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے۔ اُس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا باکبھی

اور راکب دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔

حاکم نے محمد بن مسلمہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازیوں میں اختلاف ہو میں کیا کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی تلوار لے کر پتھر پٹی زمین میں جاؤ اور اُس کو توڑ ڈالو۔ پھر اپنے گھر میں گھس رہو یہاں تک کہ موت یا کوئی خطا کار آکر تمہارا کام تمام کر دے۔

یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ چونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے۔ اس لیے اُن کی اطاعت لازم تھی۔ پھر اس میں تخلف کرنا کیونکہ خدا کی مرضی ہو سکتی ہے۔

ہم کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ اگرچہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں۔ لیکن اُن کی اعانت قدرت سے باہر ہے۔ اور پردہ غیب میں مقرر ہو چکا ہے کہ امر خلافت ان کے ہاتھ سے نکل جائے اور اُن پر لوگوں کا اجتماع اور بلاد اسلام میں اُن کے احکام کا نفاذ صورت پذیر نہ ہوگا۔ اس لیے لوگوں کے آمادہ کرنے میں فتنے کو بڑھانا تھا۔ اور خلیفہ برحق کی اعانت اُس وقت مطلوب ہے جبکہ اُس کے غالب آجانے کا گمان ہو۔ جب یقیناً معلوم ہو گیا کہ اُن کی اعانت کرنا فائدہ مند نہ ہوگا۔ تو لوگوں کو جنگ پر ابھارنے اور اُن کے جنگ کے واسطے تیار ہونے میں کیا نفع؟ اس کی نظیر واقعہ حرة ہے کہ اہل مدینہ کا مظلوم اور اُن کے قاتلین کا ظالم ہونا ظاہر و عیاں تھا۔ باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے کی ممانعت فرمائی۔

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! میں نے کہا یا رسول اللہ بیک و سعدیک (حاضر) حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب لوگوں کو فاقہ کشی کی نوبت پہنچے گی۔ تم اپنی مسجد میں آؤ گے۔ پھر اپنے بچھونے تک جانے کی قدرت نہ رکھو گے۔ اور بچھونے پر پہنچ کر مسجد جانے کی طاقت نہ رہے گی۔ میں نے کہا خدا اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ یا جو خدا اور اُس کا رسول میرے لیے پسند کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سوال نہ کرو۔ پھر فرمایا اے ابوذر! میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بیک و سعدیک! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا

تمہارا کیا حال ہوگا جب تم مقام زیت کے پتھروں کو خون میں غرق دیکھو گے۔ میں نے کہا خدا و رسول جو میرے لیے پسند فرمادیں۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا تم جن میں سے ہو انہی میں مل جاؤ یا انہی کو اختیار کر لو۔ میں نے کہا، میں اپنی تلوار نہ اٹھاؤں اور اُس کو اپنی گردن پر رکھوں؟ آپ نے فرمایا اُس وقت تم بھی انہی کے شریک ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا پھر آپ مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم اپنے گھر کو لازم پکڑو۔ میں نے عرض کیا فرمائیے اگر وہ میرے گھر میں گھس آئے؟ آپ نے فرمایا اگر تم کو ڈر ہو کہ تلوار کی چمک تم پر غالب آجائے گی، تم اپنی چادر اپنے منہ پر ڈال لو اُس کا اور تمہارا گناہ اُسی کے اوپر ہوگا۔

اگر سائل عود کرے اور کہے کہ پھر چاہیے تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے اعزہ کو بھی منع کرتے اور جنگ سے باز رکھتے۔ ہم کہیں گے کہ اس کو ہم نہیں مانتے۔ بلکہ اُن کے حق میں جنگ کے بارے میں سختی کرنے کی دوسری وجہ پائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ خلافت سے دست بردار نہ ہوں۔ اور اس کے قواعد کے استحکام میں پوری کوشش کریں۔ تاکہ قیامت کے دن خلق کے زمرہ میں مبعوث ہوں۔ اس کی نظیر حضرت ذی النورینؑ کا واقعہ ہے اور آپ کے اعزہ پر واجب تھا کہ صلہ رحمی کی وجہ سے اُن کا ساتھ دیں۔ اور ان کی خدمت بجا لائیں۔ اور عمار بن یاسرؓ بھی اقارب کے حکم میں، میں کیونکہ وہ اُن کے بہت بڑے ساتھی ہیں۔ پس حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے اعزا کے حق میں یہ معنی اقرب بصواب تھے اور غیر رشتہ داروں میں وہ معنی زیادہ قرین بصواب۔ ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکا نے وارد:

جنگ جمل و عصفین کے پہلے اور اُن کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف اقوال مروی ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ شدت تورع اور مخالف کی قوت دلیل کے لحاظ سے یہ اقوال وارد ہیں۔

حاکم نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقام ربذہ میں ایک کہنہ پالان پر دیکھا وہ حضرت حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے تھے تم دونوں کو کیا ہوا ہے کہ مثل عورتوں کے روتے ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس معاملہ میں بہت غور و فکر سے کام لیا لیکن سوائے لوگوں سے لڑنے یا کفر کے کوئی چارہ کار نہ پایا۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد طریقوں سے اور ابوصالح وغیرہ سے

مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ جمل کے دن کہا میں دوست رکھتا ہوں کاش آج سے بیس برس پہلے مرچکا ہوتا اس کے بعض طرق کو حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے بیان کیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، اگر وہ ہم کو مار کر مقام ہجر کی بادِ سموم تک پہنچا دیتے تب بھی ہم کو یقین رہتا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر۔

ابوبکرؓ نے سلیمان بن مہران سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت علیؓ سے صفین کے دن سنا وہ اپنے لبوں کو خباتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر میں جانتا کہ معاملہ اس طرح ہوگا، تو میں نہ نکلتا۔ اے ابوبکرؓ جاؤ۔ اور فیصلہ کرو اگرچہ میری گردن پر چھری پھرنے کا ہو۔

آخری الفاظ روایت ہم تبرکاً لکھتے ہیں کیونکہ یہی وہ روایت ہے جس پر شاہ صاحبؒ نے اپنی کتاب "ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء" کو ختم کیا ہے۔

اخرج ابوبکر عن الشعبي عن الحارث قال لما رجع علي من صفين علم انه لا يملك ابدا فتكلم باشيء كان لا يتكلم بها وحدث باحاديث كان لا يتحدث فقال فيما يقول ايها الناس لا تكرهوا امارة معاوية فوالله لو فقدتوه لقد رايتهم الرؤس تذوا عن كواحلها كالحنظل۔

ابوبکرؓ نے شعبی سے انہوں نے حارث سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین سے واپس ہوئے جان لیا کہ اب کبھی نہ مالک ہوں گے اور ایسی باتیں کہیں جو کبھی نہ کیا کرتے تھے۔ اور ایسی احادیث بیان کیں جن کو کبھی نہ بیان کرتے تھے۔ منجملہ اس کے جو کہ انہوں نے بیان کیا یہ بھی تھا کہ اے لوگو معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو۔ خدا کی قسم اگر تم اُن کو گم کرو گے، سروں کو مثل حنظل کے شانوں سے الگ ہوتے دیکھو گے۔

وهذا آخر الكتاب والحمد لله رب العالمين

احادیث نبوی کے دو پیش بہا گوہر

تجریہ

صحیح بخاری اردو

امام بخاریؒ کی مستند و مشہور کتاب بخاری شریف کی ۵۲۷۰ احادیث سے علامہ حسین بن مبارکؒ نے ۲۱۸۰ احادیث کا انتخاب کر کے

”تجریہ بخاری“

مرتب فرمائی، جس میں مکرر احادیث شامل نہیں کیں۔ باقی تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق احادیث اس مجموعہ کی زینت ہیں۔

احادیث پر سلسلہ وار اور باب وار نمبر لکھے گئے ہیں، تاکہ ایک نظر میں جملہ احادیث کی تعداد، نیز ایک باب کے تحت جس قدر احادیث آئی ہیں معلوم ہو سکیں۔

شروع میں مکمل فہرست مضامین، حالات امام بخاریؒ، حالات راویان بخاری شریف شامل ہیں۔ اردو وال حضرات کے لیے ایک بے بہا تحفہ ہے۔

قیمت مجلد آٹھ روپے

محصول ڈاک ایک روپیہ

مستند امام اعظم ابو حنیفہؒ

مع فوائد و تشریحات

۵۲۳۔ احادیث نبویہ کا ہمیشہ اور ایمان افروز خزانہ جس کی فقہ حنفی کے بانی حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی بڑی کاوش، تلاش و جستجو اور صحت کے ساتھ مز فرمایا تھا۔ حضرت امام محمد صرح کا یہ احسان رہتی دنیا تک باقی رہیگا، کہ آج نے پہلی صدی ہجری تک ختم ہونے ہی رسول پاک صلعم کے پاکیزہ ارشادات کے اس مجموعہ مسلمانان عالم کو روشناس کرایا اور بارہ سو برس دنیا و اسلام کی دو تہائی سے زیادہ آبادی کو علمائے کرام استفادہ حاصل کر رہے تھے چونکہ آج تک اس کا اردو ترجمہ نہیں ہو سکا تھا۔

حقیقت اس نادر و متبرک کتاب کی حق تھا کہ اسکو اردو ترجمہ کے شائع کیا جاتا، تاکہ اہل سنت والجماعت ”اردو وال حضرات“ بھی مستفید ہو سکتے۔ چنانچہ خدا کا فضل و کرم ہو کہ یہ سعادت ہمیں نصیب رہی ہے، اور علماء کرام و اردو وال حضرات کے لیے یکساں افادیت کے ساتھ شائع کی ہے۔

ایک کالم میں عربی عبارت اور اسکے مقابل دوسرے کالم میں سلیس اور با محاورہ اردو ترجمہ ہے۔ نیز ضروری فوائد و تشریحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ احادیث کے سلسلہ وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ شروع میں مکمل فہرست مضامین، حالات امام اعظمؒ اور مقدمہ کتاب شامل ہے۔

قیمت مجلد آٹھ روپے

محصول ڈاک ایک روپیہ

محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب، قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی (پاکستان)

ارشادات نبوی کے دستند مجموعے

موطأ امام محمد رحمہ اللہ

ایک ہزار سے زائد احادیث نبوی کا قدیم ترین بے بہا گواہ
فقہ و احکام کی کتابوں میں جو اہمیت موطأ امام محمدؒ کو
حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں موطأ احادیث نبوی کا وہ
قیمتی ذخیرہ ہے جو امام مالکؒ نے سالہا سال ہر سوئی پر
جانچ کر اپنی جمع کردہ دس ہزار احادیث نبوی کے مجموعہ سے
منتخب فرما کر مسلمانان عالم کے لیے مرتب کیا تھا، اور جب
مسلمانوں کے پاس حدیث کی کوئی کتاب موجود نہ تھی، امام
مالکؒ کے پندرہ شاگردوں نے آپ سے روایت
کر کے موطأ کو ترتیب دیا، جن میں امام یحییٰ اندلسیؒ، اور
امام محمدؒ کی موطأ کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ کسی
دوسری موطأ کو حاصل نہ ہو سکی۔

امام یحییٰ اندلسیؒ نے موطأ امام مالکؒ اور امام محمدؒ نے موطأ
امام محمدؒ مرتب کیں مگر چونکہ امام محمدؒ حنفی مسلک تھے اس لیے
جہاں کہیں انہیں اپنے استاد امام مالکؒ سے اختلاف اتفاق ہی اس کا
اظہار حدیث کے بعد کر دیا ہے اور اپنی و نیز امام اعظمؒ کی رائے
بیان کر دی ہے اس مہتمم بالشان کتاب کا حتیٰ تھا کہ اردو داں
حضرات بھی اس سے مستفید ہوئے چنانچہ ایک کالم میں عربی
مع اعراب، اس کے مقابل دوسرے کالم میں با محاورہ اردو ترجمہ
اور فقہ حنفی کی روشنی میں شرح و حواشی کیے گئے ہیں۔
احادیث کے نمبر سلسلہ وار اور باب وار لکھے ہوئے ہیں شروع
میں فہرست مضامین اور ایک مفصل مقدمہ کتاب شامل ہے

قیمت مجلد آٹھ روپے

موصولہ اک ایک روپیہ

کتاب الآثار مترجم اردو

۹۰۰ آثار کا اگر انقدر و بیشش بہا ذخیرہ !
جس کو امام اعظم ابو حنیفہؒ نے چالیس ہزار احادیث
کے مجموعے سے منتخب فرمایا تھا، اور آپ سے امام محمدؒ نے
روایت کر کے ترتیب دیا۔ کتاب الآثار کے سوا آج ہماری پاس
سنن کی کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے جس کے مصنف کو تالیف
کا شرف حاصل ہو۔ اور یہ ایسی فضیلت ہے جس میں امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس عہد کے تمام نامور آئمہ میں ممتاز
ہیں۔ امام محدوؒ کی جلالت قدر کے لیے اس سے زیادہ
اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ اُمت میں امام اعظمؒ کے لقب سے
مشہور ہیں۔ اور ان کے اجتہادی مسائل پر دنیا کی دو تہائی
آبادی بارہ سو برس سے عمل کر رہی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی نظر انتخاب نے چالیس ہزار احادیث کے
مجموعہ سے ۹۰۰ احادیث منتخب کیں اور علم شریعت کو باقاعدہ
الباب پر مرتب فرمایا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ فقہ حنفی کی بنیاد
کتاب الآثار کی احادیث و روایات پر مبنی ہے۔
احادیث اور ابواب پر نمبر دیئے گئے ہیں، اور شروع میں ایک
مکمل فہرست مضامین شامل ہے۔

ایک کالم میں عربی مع اعراب اور دوسرے کالم میں اردو
ترجمہ مع ضروری فوائد و تشریحات درج ہے۔ شروع میں فہرست
مضامین، حالات امام محمدؒ اور مقدمہ کتاب شامل
ہے۔

قیمت مجلد آٹھ روپے

موصولہ اک ایک روپیہ

محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب، قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔ پاکستان

کتاب احادیث نبوی کے دو انمول تحائف

مشکوٰۃ شریف مترجم اردو

چھ ہزار سے زائد احادیث نبوی کا انمول ذخیرہ

درحقیقت یہ کتاب حدیث شریف کی گیارہ کتابوں

بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی،

موطا، مسند امام احمد، اما شافعی، بیہقی اور دارمی کا

بیش بہا انتخاب ہے

انتخاب صحاح ستہ مترجم اردو

بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ اور نسائی کا

بینظیر خلاصہ

جو آٹھ سو احادیث نبوی کا اگر انقدر مجموعہ ہے

صحاح ستہ کے نام سے مندرجہ بالا چھ کتب

احادیث کو صحت و عظمت کے لحاظ سے قرآن پاک

کے بعد اولیت حاصل ہے لیکن یہ کتابیں اس قدر

ضخیم اور قیمتی ہیں کہ ہر شخص اُن سے فیض حاصل

کرنے کی قدرت نہیں رکھ سکتا۔ چنانچہ نہایت

کوشش اور اہتمام کے ساتھ ان چھ ضخیم کتابوں

سے جو عطر کھینچ کر اس انتخاب میں سمویا ہے، اُسے

حقیقتاً احادیث نبوی کی رُوح کہا جاسکتا ہے۔

ایک کالم میں عربی مع اعراب اور اُس کے مقابل

دوسرے کالم میں سلیس اردو ترجمہ ہے۔

نیز ضروری فوائد و تشریحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

شروع میں مکمل فہرست مضامین درج ہے۔

قیمت مجلد پانچ روپے

موصول ڈاک بارہ آنہ

ایک کالم میں عربی عبارت مع اعراب (زیر وزہر)

اور اس کے مقابل دوسرے کالم میں با محاورہ سلیس اردو

ترجمہ ہے۔ کتاب کے شروع میں شیخ عبدالحی محدث دہلوی

کے مقدمہ مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔

احادیث کے نمبر مسلسل وار اور باب لکھے ہوئے ہیں جس سے

ایک نظر میں اندازہ ہو جاتا ہے کہ جملہ احادیث کی تعداد کیا

ہے اور کس باب کے تحت کس قدر احادیث ہیں۔

بیچ تو یہ ہے کہ اس کتاب کا حق آج تک کسی طرح ادا نہ ہوا تھا۔

اور ہم پہلی مرتبہ اہل علم اور اُردو داں حضرات کے سامنے ایک نئی

شان و شوکت کے ساتھ پیش کر رہے ہیں تاکہ دونوں حضرات

رسول اکرم صلم کے اقوال کی برکت سے مستفیض ہو سکیں۔

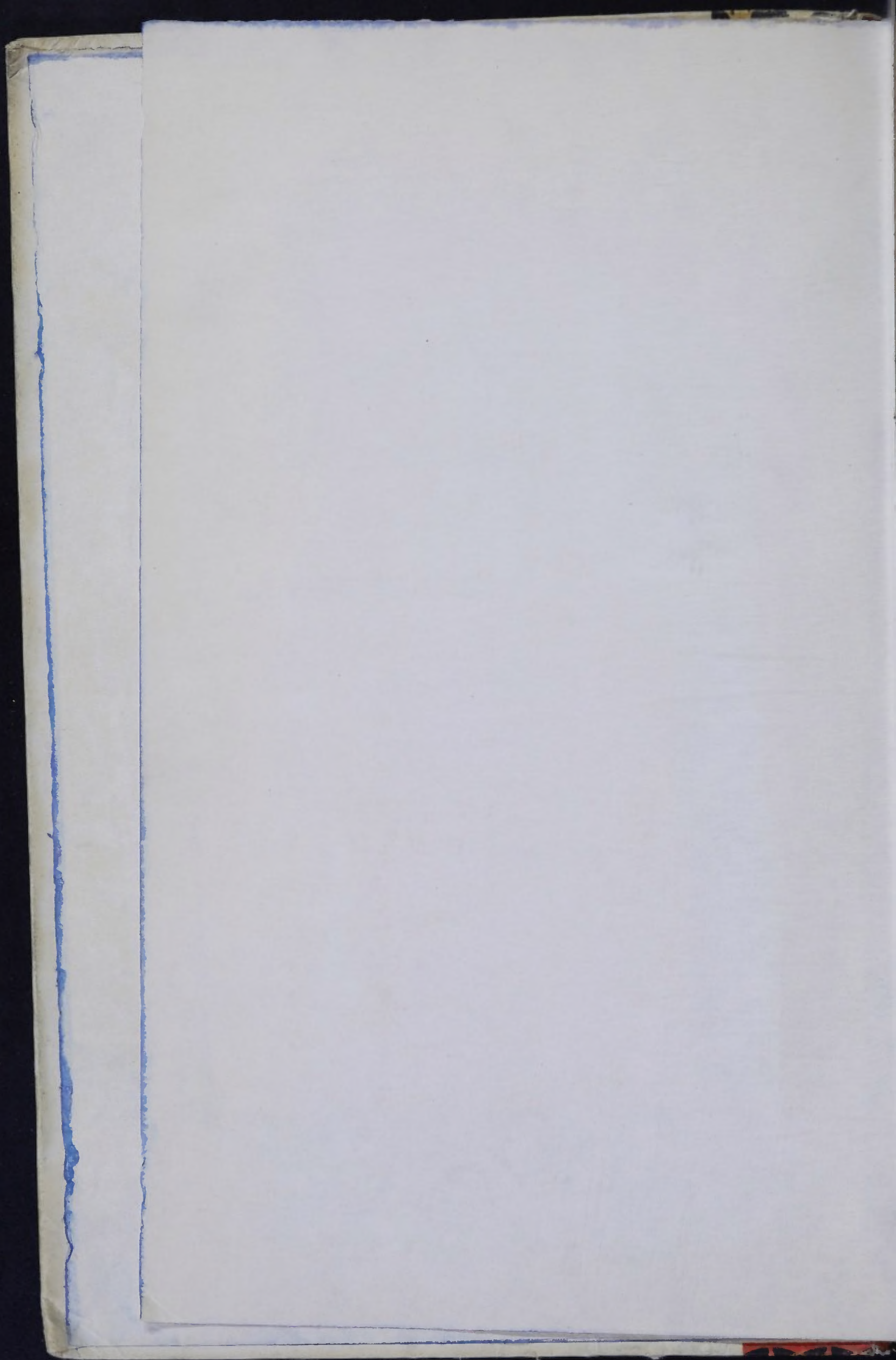
کتاب کے شروع میں مکمل فہرست مضامین بھی شامل ہے

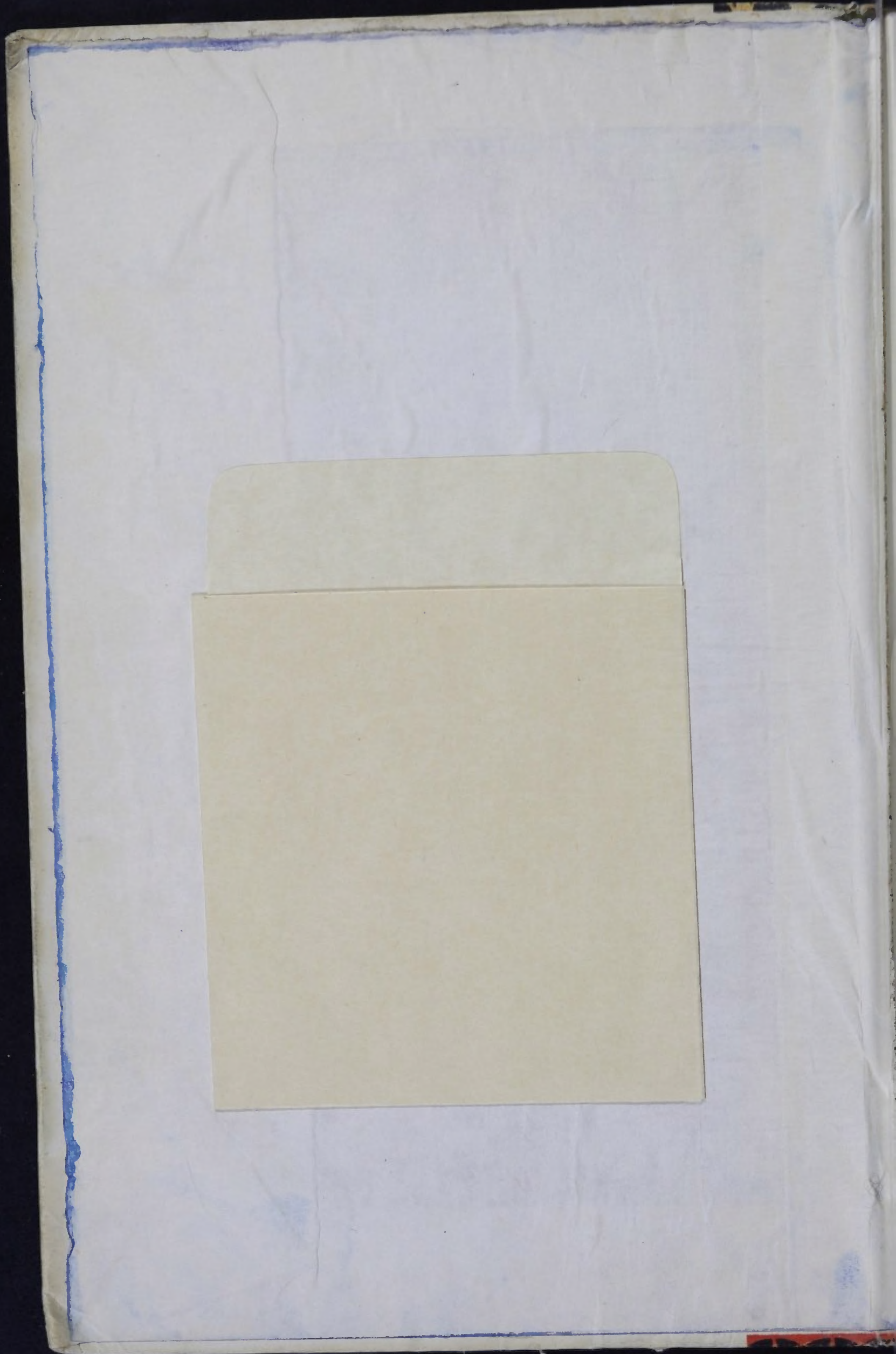
تین جلدوں میں مکمل ہے الگ الگ حصے بھی مل سکتے ہیں

قیمت فی حصہ مجلد آٹھ روپے موصول ڈاک

جملہ قیمت کامل تین حصے مجلد ۲۴/۱۰۰ فی جلد ایک روپیہ

محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔ پاکستان





ماریخ اندلس (اردو)

قیمت مجلد چار روپے آٹھ آنے،

محمد عیسیٰ بن سراج بران کتب قرآن مجمل مذکور مسافران کرانی